۱۱۱

اے اہل عالم ہمہ باریک دارید و برگ یک شاخسار

کوکب دہلی

جلد سوم نمبر اول | مدیر مسئول۔ محفوظ الحق علمی | ہر انگریزی ماہ کی ۱۔ ۹۔ ۱۷۔ ۲۵ کو شائع ہوتا ہے | محل ادارہ۔ چاندنی چوک دہلی | یکم اپریل سنہ ۱۹۲۶ء

کلام حضرت قرۃ العین طاہرہ

حضرت قرۃ العین طاہرہ کی مقدس ہستی سے تمام باخبر انسان واقف ہیں۔ آپ کے کلام کی مقبولیت ایک عالم میں ہے حتیٰ کہ بعض یونیورسٹیوں میں آپ کا کلام داخل نصاب فارسی ہے۔ کوکب ہند میں آپکی مسلسل تاریخ اور چند حصص کلام شائع ہو چکے ہیں ذیل کی نظم حضرت میرزا محمود زرقانی سے حاصل ہوئی۔ جسے مسرت کے ساتھ شائع کیا جاتا ہے۔ (کوکب)

جوانی چہ آورد پیری چہ برد — بت خورد سالے می سال خورد
بت خورد سالے کہ روی و رخش — نمرد آنکہ دید و ندید آنکہ مرد
مے سال خوردے کہ یک جرعہ اش — بخورد آنکہ مرد و نخورد آنکہ خورد
زیک خم دہد ساقی روزگار — یکے صاف صاف و یکے درد درد
نہ بازی است رفتن بمیدان عشق — کہ از صد ہزاراں یکے پا فشرد
ہزاراں اسیر دہند و یکے — غبار علائق ز قلبش نسترد

زطا عاشقی دعوت از مدعی
بہ بینیم تا گوئے سبقت کہ برد

کلام جناب خازن ایوانی

(غیر منقوط)

سحر سر گرم راح روح معہود — دلم در طرۂ دلدار موعود
سواد لوح دل را کرد لامع — سطوع مہر سر اللہ مسعود
ہمہ اوہام عالم کرد معدوم — کلام داور داوار محمود
اساس امر را او اصل محکم — حصار عہد را او طبع ممدود
در علم و عمل را کرد واسع — رہ وہم و حسد را کرد مسدود
ہمہ محکوم و او در اصل حاکم — ہم او کاحد کل در اصل محدود
مساعد ہر کہ سر در راہ او داد — موحد ہر کہ در سودا دہد سود
کدام آرامگہ آرام دارد — کہ وہمہ ہر کجا او کرد مطرود

دلا در دہ صلا ہر راہ رو ترا
کہ خازن در حصار وصل آسود

©Afnan Library Trust, 2026

بنام دوست یکتا

اے احزاب مختلفہ بالاتحاد توجہ نمائید و بنور اتفاق منور گردید۔ لوجہ اللہ در مقرے حاضر شوید و انچہ سبب اختلاف است از میان بردارید تا جمیع عالم بانوار نیر اعظم فائز گردند و در یک مدینہ وارد شوند و بر یک سریر جالس۔ این مظلوم از اول ایام الی حین مقصودے جز انچہ ذکر شدہ نداشتہ و ندارد۔ شکے نیست جمیع احزاب باُفق اعلیٰ متوجہ و بامر حق عامل۔ نظر بمقتضیات عصر اوامر و احکام مختلف شدہ۔ و لکن کلٌّ من عند اللہ بودہ و از نزد او نازل شدہ و بعضی از امور ہم از عناد ظاہر گشتہ۔ باری بعضد الیقان اصنام اوہام و اختلاف را بشکنید و باتحاد و اتفاق تمسک نمائید این است کلمۂ علیا کہ از ام الکتاب نازل شدہ یشہد بذالک لسان العظمۃ فی مقامہ الرفیع انجناب و سائر اولیا باید باصلاح عالم و رفع اختلاف امم تمسک نمائید و بجہد بلیغ مبذول دارید۔ انہ ھو المؤید الحکیم وھو المشفق الکریم

اے متفرق جماعتو! اتحاد کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اتفاق کی روشنی سے پرنور ہو جاؤ۔ خدا کے لئے ایک مقام پر جمع ہو کر اسباب اختلاف کو درمیان سے اُٹھا دو۔ تاکہ تمام عالم (حقیقت کے) نیر اعظم کی روشنیوں میں آکر کامیاب ہو اور سب لوگ ایک ہی بستی میں داخل ہو کر ایک ہی تخت (مساوات) پر بیٹھ جائیں۔ ابتدائی ایام سے اب تک امر مذکور کے سوا اس مظلوم کا نہ کوئی مقصد تھا اور نہ ہے۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ تمام جماعتیں اُفق اعلیٰ کی طرف متوجہ اور امر حق پر عامل ہیں۔ زمانہ کی مقتضیات کے لحاظ سے اوامر و احکام بدلتے رہے ہیں لیکن سب خدا ہی کی طرف سے تھے اور اسی کی جانب سے نازل ہوئے تھے۔ اور بعض امور اختلافی لوگوں کے عناد سے بھی پیدا ہو گئے ہیں۔ تم یقین کے بازو سے اوہام و اختلاف کے بتوں کو توڑ ڈالو اور اتحاد و اتفاق کو مضبوط تھام لو یہ بلند کلمہ ام الکتاب سے نازل ہوا ہے۔ زبان عظمت اپنے برتر مقام سے شہادت دے رہی ہے۔ آپ اور خدا کے تمام اولیا دنیا کی اصلاح اور امتوں کے اختلاف دور کرنے میں لگے رہیں۔ اور نہایت ہی کوشش کرتے رہیں۔ خدا ہی تائید کرنے والا حکیم اور مہربان کریم ہے

الاشراق ۵ عدد ۲ مجموعہ جمال مبارک ۲۸۴ اقدس حروف ۴۰۷

معقولات صرف جامۂ محسوسات ہی میں بیان کئے جا سکتے ہیں

(بسلسلۂ مفاوضات حضرت عبدالبہاء)

ایک مسئلہ جسپر ہمارے ذکر کردہ دوسرے مسائل کے سمجھنے کا اور اونکی تہ تک پہنچنے کا دارومدار ہے یہ ہے کہ انسانی معلومات دو قسم کی ہیں۔ ایک تو معلوماتِ محسوسہ ہیں یعنی وہ چیزیں جنہیں آنکھ۔ کان۔ شامہ۔ ذائقہ یا لامسہ سمجھ سکتے ہیں۔ انہیں محسوسات کہتے ہیں۔ مثلاً یہ آفتاب محسوس ہے کیونکہ دکھائی دیتا ہے۔ آوازیں محسوس ہیں کیونکہ انہیں سنتے ہیں۔ روائح محسوس ہیں کیونکہ لثامہ انہیں محسوس کرتی ہے۔ طعام محسوس ہے۔ کیونکہ زبان اُنکی مٹھاس یا کڑواہٹ یا نمکینی کا احساس کرتی ہے۔ گرمی و سردی محسوس ہیں کیونکہ لامسہ اُنکو محسوس کرتی ہے۔ یہ حقائق محسوسہ کہلاتے ہیں۔

انسانی معلومات کی دوسری قسم معقولات یا حقائق معقولہ ہیں۔ یعنی وہ حقائق جنکی کوئی ظاہری صورت یا جگہ نہیں اور حواس اُنہیں محسوس نہیں کر سکتے۔ مثلاً قوت عقل۔ اور دیگر انسانی صفات محسوس نہیں ہیں۔ محبت بھی حقیقت معقولہ ہے۔ اس قسم کے حقایق غیر محسوسہ ہیں کیونکہ کان اُنہیں سُن نہیں سکتے۔ آنکھ انہیں دیکھ نہیں سکتی شامہ اُنہیں سونگھ نہیں سکتی۔ زبان اُنکا مزہ نہیں چکھ سکتی۔ لامسہ انہیں چھُو نہیں سکتی۔ حتیٰ کہ مادہ اثیریہ (ایتھر) جسکے قوی کو حکمت طبعیہ میں حرارت۔ روشنی۔ کہربا۔ مقناطیس کہتے ہیں وہ بھی حقیقت معقولہ ہے۔ محسوسہ نہیں۔ خود طبیب یا نیچر بھی حقیقت معقولہ ہے۔ اسیطرح روح انسان بھی حقیقتِ معقولہ ہے۔ محسوسہ نہیں۔ ان حقایق معقولہ کو بیان کرنے کے لئے مجبوراً انہیں قالب محسوسات میں ڈھالنا پڑتا ہے کیونکہ ظاہر میں سوائے محسوسات اور کچھ نہیں پس روح اور اسکے حالات و درجات کا اگر بیان کرنا چاہیں تو مجبوراً انہیں محسوسات کی صورت میں بیان کرنا پڑیگا۔ مثلاً "غم" اور خوشی امور معقولہ ہیں پس کیفیت روحانی کو بیان کرنے کے لئے کہا جاتا ہے "میرا دل تنگ ہو گیا" "یا میرا دل کھل گیا"، حالانکہ روح و قلبِ انسان میں نہ تنگی ہے نہ کشادگی۔ یہ روحانی و معقولہ کیفیتیں ہیں۔ مجبوراً انہیں صورت محسوس میں بیان کرنا پڑتا ہے۔

ایک اور مثال لیجئے آپ کہتے ہیں کہ فلاں شخص نے بہت ترقی کی۔ حالانکہ وہ اپنے مقام اور اپنی جگہ پر باقی و برقرار ہے۔ کہا جاتا ہے کہ "فلاں شخص کا مقام بہت اونچا ہو گیا" حالانکہ وہ شخص دوسرے طرح زمین پر چلتا پھرتا ہے۔ یہ علوی ترقی ایک روحانی کیفیت اور معقولہ حقیقت ہے جسے مجبوراً صورت محسوس میں بیان کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ ظاہر میں بجز محسوسات اور کچھ نہیں ہے۔ علم کو نور اور جہل کو تاریکی کہتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں کیا علم ایسا نور ہے جو محسوس ہوتا ہے یا جہل ایسی تاریکی ہے جو محسوس ہوتی ہے۔ ہرگز نہیں! یہ ایک باطنی کیفیت ہے جب اسے ظاہر میں بیان کرنا چاہتے ہیں تو علم کو نور اور جہل کو تاریکی کہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ میرا دل تاریک تھا اب روشن ہو گیا۔ حالانکہ علم کی روشنی اور جہل کی تاریکی حقیقت معقولہ ہیں۔ محسوسہ نہیں۔ ظاہر میں بیان کرنے کے لئے صور تہائے محسوسہ میں ہی بیان کرنا پڑتا ہے پس معلوم ہوا کہ وہ کبوتر جو مسیح میں داخل ہوا تھا یہ کبوتر ظاہری نہ تھا بلکہ ایک کیفیت روحانی تھی جسے سمجھنے اور سمجھانے کے لئے صورت محسوسہ میں بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً تورات میں ذکر ہے کہ خدا آگ کے ایک ستون کی صورت میں ظاہر ہوتا تھا۔ اس سے صورتِ محسوسہ مراد نہیں ہے۔ ایک حقیقت معقولہ ہے جسے صورت محسوسہ میں بیان فرمایا ہے۔ حضرت مسیح فرماتے ہیں کہ "باپ بیٹے میں ہے اور بیٹا باپ میں ہے" کیا حضرت مسیح خدا کے اندر تھے۔ اور خدا حضرت مسیح کے اندر تھا؟ لا واللہ! یہ تو ایک کیفیتِ معقولہ ہے۔ جو بصورتِ محسوسہ بیان کی گئی ہے اب ہم اس عبارت مبارکہ کا بیان کرتے ہیں جس میں حضرت بہاءاللہ فرماتے ہیں۔ یا سلطان انی کنت کاحد من العباد وراقداً علی المھاد مرّت علیّ نسائم السبحان وعلمنی علم ما کان ولیس ھذا من عندی بل من لدن عزیز علیم اے سلطان! میں بھی خدائے تعالےٰ کے معمولی بندوں کی طرح ایک بند بستر استراحت پر سویا ہوا تھا کہ یکایک خدا کی نسیم لطف مجھ پر پیدا ہو کر گذری اور جو کچھ ابتداء آفرینش سے اب تک ظہور میں آیا اُسکا اُس نے مجھے علم دیا۔ یہ بات میری طرف سے نہیں ہے بلکہ اُسی غالب باخبر کیطرف سے ہے "(روح سلطان)" یہ تجلی کا مقام ہے محسوس نہیں معقول ہے۔ یہ ماضی۔ حال۔ مستقبل سے مبرا و منزہ ہے۔ تعبیر و تمثیل ہے۔

©Afnan Library Trust, 2026

مجاز ہے نہ کہ حقیقۃً نیند مراد ہے۔ اس حالت کو انسان سمجھ نہیں سکتا۔ ایک حالت سے دوسری حالت میں آنے کو اس طرح بیان فرمایا ہے۔ خواب۔ خواب حالت سکون ہے اور بیداری حالت حرکت۔ خواب حالت خاموشی ہے بیداری حالت گفتار۔ خواب حالت خفا ہے اور بیداری حالت ظہور۔ مثلاً فارسی۔ عربی میں استعارۃً کہتے ہیں کہ زمین سو رہی تھی۔ بہار آئی تو بیدار ہوئی۔ زمین مردہ تھی بہار آئی تو زندہ ہوئی یہ عبارت عالم معانی میں تمثیل و تشبیہ و تاویل ہے المختصر مظاہر مقدسہ شروع ہی سے حقائق نورانیہ تھے اور ہر قسم تغیر و تبدل کو اُنکی ذات میں دخل نہیں۔ انتہا یہ ہے کہ ظہور سے پہلے چونکہ سکون و خاموشی میں ہوتے ہیں۔ تو گویا سونے والے کی مانند ہیں اور ظہور کے بعد جاگنے والے کی طرح ناطق و شارق ہوتے ہیں۔

اسٹریا میں امر بہائی کی گونج

امر بہائی کی مشہور پر جوش مبلغہ امۃ اللہ مارتا روث شروع ۱۹۲۶ء میں آسٹریا کے دارالسلطنت **ویانہ** میں وارد ہوئیں۔ بڑے بڑے لوگوں نے امر بہائی کی آواز کو نہایت شوق اور غور سے سُنا۔ محترمہ موصوفہ کے مختلف لیکچر جابجا ہوئے اور لوگوں میں ایک ولولہ برپا ہوا۔

جمعیۃ اقوام میں بھی موصوفہ نے امر بہائی کے پیغام صلح و سلام پر دو تقریریں فرمائیں۔ بڑی بڑی یونیورسٹیوں کے محترم پروفیسر حضرات سے امر بہائی پر بات چیت ہوتی رہی جن میں سے اکثر حضرات نے بہائی لٹریچر کا گہرا مطالعہ شروع کر دیا ہے۔ اور بعض فضلاء اسقدر منجذب ہوئے ہیں کہ علمی جلسہ گاہوں میں امر بہائی اور اسکی تاریخ پر تقریریں کر رہے ہیں۔

صدر جمہوریت اسٹریا کی والدہ محترمہ جو یورپ میں ایک معزز مشہور خاتون ہیں۔ امر بہائی کا مطالعہ بڑے شوق سے کر رہی ہیں۔ وہ مسٹر ہورس ہولی سکرٹری محفل مرکزی امریکہ کی تصنیف کردہ کتاب "روح عصر" پڑھکر بہت متاثر ہوئیں۔ تاریخ امر بہائی۔ خصوصاً حضرت قرۃ العین کی شجاعت اور کمالات کے تذکرہ نے انکے دل پر بہت اثر کیا ہے وہ ہمیشہ ہر جگہ حضرت قرۃ العین کے متعلق باتیں سناتی رہتی ہیں۔

امۃ اللہ مارتا روث نے نہ صرف رعایا کے بڑے بڑے افراد کو امر بہائی کی بشارت سنائی ہے بلکہ وہ **ویانہ** کے عالی شان شاہی قصر میں بھی پہنچتی ہیں۔ اور وہاں ندائے امر اللہ بلند کرتی ہیں۔ جسے وہاں کے بہترین اور قابل ترین افراد بڑے شوق سے سنتے ہیں شاہی کتب خانہ کو چند مہتم بالشان بہائی کتابیں بھی دیگئی ہیں۔ (**کوکب**) بیشک خدا کا امر پھیل رہا ہے۔

حضرت بہاء اللہ جل ذکرہٗ نے فرمایا تھا کہ بڑے بڑے مخلص دینی خدمت گذار مبعوث ہونگی الحمد للہ کہ امۃ اللہ مارتا روث بھی انہیں میں سے ہیں دنیا کو وقت آرہا ہے جبکہ تمام عالم کا چپہ چپہ ندائے امر اللہ سے گونج اٹھیگا۔

اشعۃ القرآن اور اشاعۃ القرآن

ہمارے محترم ناظرین کو یاد ہے کہ **کوکب ھند** جلد دوم نمبر ۳ میں ایک مضمون اشعۃ القرآن کے عنوان سے درج کیا گیا تھا۔ جس میں نص قرآن سے یہ امر عیاں کیا گیا تھا کہ قرآن مجید میں امۃ مسلمہ کے لئے ایک آنے والے موعود کی بشارت ہے۔ جس پر ایمان لانا امت کا فرض ٹھہرایا گیا ہے۔

بہت سے علماء کی خدمت میں وہ مضمون حاضر کیا گیا۔ اور رائے طلب کی گئی مگر بجز استعجاب کے اور کوئی مدلل تردید انہوں نے نہ فرمائی۔

جناب مکرم مولینا حشمت العلی صاحب مدیر اشاعۃ القرآن نے بھی جو کچھ اس پر لکھا وہ کچھ غیر متعلق اور کچھ غیر ضروری تھا ہاں موصوف نے بار بار یہ سوال فرمایا کہ آیت میثاق کی یہ تفسیر جو کی گئی وہ کن اصول پر مبنی ہے۔ اس کے جواب میں ہم نے عرض کر دیا کہ یہ قرآن کی تفسیر قرآن سے ہے کیونکہ قرآن اپنی لئے خود کو "**احسن تفسیر**" ٹھہراتا ہے۔

اس پر جناب مولینا حشمت العلی صاحب اشاعۃ القرآن جلد ۵ نمبر ۵ میں فرماتے ہیں کہ "تفسیر القرآن بالقرآن کے اصول بھی قرآن سے ہی تحریر فرمائو۔

تو قرآنی وحی جو بقول آپ کے (حضرت) بہاء اللہ کی وحی کی مصدق ہے اسکی حقیقت کا انکشاف ہو جائیگا"

مضمون اشعۃ القرآن میں وحی حضرت بہاء اللہ کی حقیقت پر کوئی گفتگو نہیں اس لئے آپ کا آخری فقرہ خارج از بحث ہے۔ اصل بحث تو یہ تھی کہ آیا مسلمانوں کے لئے کوئی موعود ہے یا نہیں جس پر ایمان لانا مسلمانوں کا فرض ہو آپ اس کا انکار فرماتے تھے اور قرآن سے اس کا ثبوت طلب کرتے تھے کوکب ہند نے نص قرآن سے اس امر کا ثبوت نظر کے سامنے رکھدیا کہ قرآن مجید میں ایک موعود ہے جس کا ماننا فرض ہے۔

آپ "کوکب ہند" کے دلائل پر جرح فرما کر آیات میثاق کی صحیح تفسیر فرما دیتے مگر آپ نے بالکل ابتدائی سوال کرنے شروع کر دیئے۔ حالانکہ "کوکب ہند" بار بار کہہ چکا ہے کہ مدعا نص قرآن سے ثابت کیا گیا ہے جو اپنی تفسیر آپ ہے۔

ہمعصر اشاعت اسلام کو دوستانہ مشورہ

جناب اکرام اللہ خان صاحب احمدی نے دہلی سے ایک اخبار اشاعت اسلام جاری کیا ہے جسکے دو نمبر ہماری نظر سے گذر چکے ہیں۔ اخباری برادری میں ایک اضافہ دیکھکر خوشی ہوتی ہے۔ مگر بعض مضامین کو دیکھکر ہم برادرانہ مشورہ دینا مناسب سمجھتے ہیں۔

نمبر اول میں "خلیفۂ قادیان، اکثرت ازدواج" مناسب مضمون نہیں ہے۔ جہاں تک ہو سکے ذاتیات سے اخبار کو پاک رکھنا چاہئے۔

کہا جائیگا کہ قادیانی جرائد چونکہ ہمارے محترم ارکان جماعت احمدیہ لاہور پر حملے کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے ہمیں ایسا مضمون لکھنا ناجائز نہیں ہم عرض کرینگے کہ یوں تو بعض حضرات اسلام کی تعلیم یہی سمجھتے ہیں کہ "گالی کے بدلے گالی" مگر ہمارے خیال میں اسلام کی تعلیم یہ نہیں ہے۔

اگر حملہ کے جواب میں صبر و تحمل نہ کیا جائے تو حلم و صبر کی تعلیم پر عمل کب ہوگا۔

دوسرے نمبر میں ایک مضمون "مولوی کی کہانی" میں جو لاہا شائع ہوا ہے وہ بھی معیار اخلاق سے گرا ہوا ہے۔

نسب کا طعن بالکل خلاف دین ہے کسی قوم کے کسی فرد کا دل نہ دکھانا چاہیئے۔ اس مضمون میں جن بزرگ کا ذکر کیا گیا ہے وہ ایک اسلامی انجمن کے صدر اور ایک جماعت کے محترم فرد ہیں امید ہے کہ "اشاعت اسلام" ہماری برادرانہ صلاح کو شرف قبولیت بخشیگا۔

دوسرے نمبر میں مضمون "مذہب کی غرض" بہت اچھا ہے ایسے ہی مضامین مفید اور ضروری ہیں۔ ہم جناب اکرام اللہ خان صاحب کی ہمت پر آفرین کہے بغیر نہیں رہ سکتے وہ خود ہی تمام خرچ اور ادارت کی محنت برداشت کر رہے ہیں۔ خدا انہیں نیک ارادوں میں کامیاب فرمائے۔

تعلیمی اصلاح ضروری ہے

نواب حیدر نواز جنگ مسٹر اے حیدری نے بمقام لاہور کانوکیشن ایڈریس میں نہایت وضاحت کے ساتھ تعلیمی اصلاح کیلئے ایک عملی اور کھلی اسکیم پیش کی کلکتہ یونیورسٹی کمیشن نے ہندوستانیوں تعلیم کا مقصد یہ قرار دیا ہے کہ "اخلاقی" اور "نکتہ دانی" سکھائی جائے اور تعداد کثیر کو "عام باتوں" سے واقف کیا جائے۔ لیکن اگر دیکھا جائے تو ایسا علم جس سے روٹی کمانے اور اپنی ضروریات پورا کرنے کا طریقہ معلوم ہو جائے ان کے لئے اسے زیادہ ضروری ہے ہماری پرائمری اور مڈل اسکولوں کی تعلیم نہ تو مفید ہے اور نہ ان لوگوں کے پسند خاطر جن کے لئے اسے تجویز کیا گیا ہے۔ نواب حیدر نواز جنگ بہادر کے اسکیم کے مطابق تعلیم کے تین درجہ ہونے چاہئیں۔ ضروری تعلیم میں علاوہ نوشت و خواند کے باغبانی۔ دیہاتی صنعتوں اور مختلف دیگر ہنروں کا سکھانا شامل ہو۔ اعلیٰ مدارس کی تعلیم ہفت سالہ ہو جنمیں ایسے طلباء کو اعلیٰ علمی تعلیم دیجائے جو آئندہ علم و ادب کی خدمت کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ یونیورسٹی کی تعلیم ان معدودے چند طلباء کے لئے ہو جنکا رجحان تحقیقات کرنے اور اپنے کو اعلیٰ خدمات کی انجام دہی کا اہل بنانے کی طرف ہو۔ یونیورسٹی ایک سوچنے والی ہی نہیں بلکہ ایک جانچنے والی اور سکھانے والی انجمن ہونی چاہئے۔ تعلیم کے تینوں درجہ فرداً فرداً ایسے مکمل ہوں کہ جو کوئی ان میں سے کسی ایک درجہ میں کامیاب ہو وہ براہ راست عملی زندگی میں داخل ہونے کے قابل ہو جائے۔ اسطرح موجودہ سے وقت اور روپیہ کم صرف ہوگا اور "تعلیم یافتہ" قانع بن جائیں گے۔ ملازمت کا میدان موجود ہے۔ زیادہ وسیع ہو جائیگا۔ (علیگڈھ گزٹ)

©Afnan Library Trust, 2026

حدیثِ لا نبی بعدی اور اہلِ بہائ

اخبار الفضل مورخہ یکم دسمبر ۱۹۲۵ء صفحہ ۸ میں ایک مضمون بعنوان بالا نظر سے گذرا۔ اس کے اندر مضمون نگار صاحب نے ٹریکٹ "امر بہائی اور قرآن حکیم" کے صفحہ ۸ پر تنقید کرتے ہوئے یہ تبلا نیکی سعی فرمائی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو نبوت غیر تشریعی کا دروازہ کھلا ہے۔

لیکن چونکہ اپنے مضمون کے اندر صاحب مضمون نے احادیث لا نبی بعدی میں سے کوئی حدیث یا اسکا ترجمہ درج نہیں فرمایا اور نہ ہی ہماری بیان کردہ احادیث یا اُن کے تراجم و معانی کو غلط قرار دیا ہے۔ بلکہ بعض غیر متعلق اور دور از کار تاویلات و استدلالیات سے اپنے مشتہرہ عقیدہ کی صحت کو ثابت کرنا چاہا ہے لہذا ضرورت ہوئی کہ اسی مضمون کی دیگر احادیث و روایات و آیات کی روشنی میں احادیث لا نبی بعدی کو بھی دیکھا جاوے تاکہ مقصد و مدعائے نبوی سے امت مرحومہ آگاہ ہو اور شاید کہ یہ بیان بندگان الٰہی میں سے کسی کیلئے شعل راہ بنے۔

سب سے پہلے ہم قرآن شریف کو لیتے ہیں:۔ اس کے نازل کرنے والے نے ایک جگہ یوں فرمایا ہے۔

انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا

ہم تمہاری طرف رسول بھیجا جسطرح کا رسول ہم نے فرعون کیطرف بھیجا تھا۔

اس جگہ کما کے لفظ سے یہ اشارہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مثیلِ موسیٰ ہیں... اور مماثلت سے مراد مماثلت تامہ ہے نہ کہ مماثلت ناقصہ (شہادۃ القرآن صفحہ ۲۲)

جیسا کہ "امر بہائی و قرآن حکیم" کے صفحہ ۸ پر درج ہے اسی مماثلت کے ثبوت میں آنحضرت صلعم سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں صحیح مسلم و صحیح بخاری میں کئی احادیث مروی ہیں جنمیں حضرت علیؓ کو (اس مماثلت کی وجہ سے جو آنحضرت صلعم کو حضرت موسیٰ سے تھی) ہارون علیہ السلام کا مثیل بتایا گیا ہے۔ سوائے نبوت کے جو حضرت ہارونؑ کو حاصل تھی۔ چنانچہ صحیح بخاری میں (صفحہ ۶۳۳ جلد دوم پارہ ۱۸ مطبوعہ مجتبائی پریس دہلی) آنحضرتؐ کے جنگ تبوک پر جانیکی طیاری کے سلسلہ میں یوں وارد ہے۔ کہ آنحضرت صلعم نے اپنے بعد حضرت علیؓ کو اپنا قائم مقام بنایا۔ شیرِ خدا نے جنگ میں شامل ہونیکی خواہش کرتے ہوئے یوں عرض کی۔ یا رسول اللہ کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ چھوڑے جاتے ہیں!

اُسوقت آنحضرتؐ نے فرمایا اے علی کیا تو اسبات کو پسند نہیں کرتا کہ تیرا مرتبہ میرے مقابل وہی ہو جو ہارون کا مرتبہ موسیٰ کے مقابل تھا لیکن میرے بعد نبی نہیں۔

جیسا کہ قرآن شریف کے اندر سورۃ اعراف میں

وقال موسیٰ لاخیہ ھارون اخلفنی فی قومی

کا واقعہ درج ہے اس حدیث میں حضرت سرور کائنات نے بھی اسی طرح حضرت علیؓ سے خطاب فرمایا ہے پھر صحیح مسلم کے اندر بھی یہ حدیث قریباً اسی طرح وارد ہے۔ فرمایا ہے۔

یا علی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبوۃ بعدی

بیان صاف ہے کہ حضرت رسول کریم صلعم کی مماثلت موسیٰ علیہ السلام سے ہے۔ اور حضرت علیؓ کی مماثلت حضرت ہارونؑ سے۔ لیکن نبوت جو حضرت ہارون کو حاصل تھی حضرت علیؓ کیلئے وہ نہیں۔ کیونکہ آنحضرت کے بعد وہ بند ہے

اِن احادیث وارد سے دو باتیں صاف ہو گئیں

اوّل یہ کہ نبوت دو طرح کی ہے ایک حضرت موسیٰ و حضرت محمد جیسی (یعنی نبوت تشریعی) ایک ہارون جیسی (یعنی نبوت غیر تشریعی)

دوسرے یہ کہ ہارون جیسی غیر تشریعی نبوت حضرت موسیٰ کے وقت تو جاری تھی مگر حضرت محمدؐ کے وقت وہ بند ہے:۔

ہمارے احمدی دوست بایں ہمہ ادعائے تقدم دین بر دنیا اس صریح بات کو تسلیم نہیں کرتے اور شخصی استدلالیات سے جو کسی پر حجت شرعی نہیں ہو سکتے اس واضح امر کو مشتبہ کرنا چاہتے ہیں مگر آنحضرت صلعم کی پیغمبری نگاہ نے بھی ۱۳۰۰ برس پہلے معلوم کر لیا تھا کہ بعض لوگ اس صریح بیان کے باوجود لوگوں کے ابتلا کا باعث ہونگے

لہذا اور طریقوں سے بھی منشائے الٰہی کو اپنی اُمت کیلئے واضح فرمایا ہے صحیح مسلم میں بیعت خلفاء کے باب میں فرمایا ہے:۔

کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی:۔ یعنے بنی اسرائیل کے آئمہ دین انبیاء ہوتے تھے ایک نبی فوت ہوتا تھا تو اس کا وارث ایک نبی ہی ہوتا تھا لیکن میرے بعد یہ سلسلہ بند ہے۔ پھر اسی حدیث میں یوں فرمایا

فیکون خلفا فیکثرون

میرے بعد بہت سے خلیفہ ہوں گے۔ نبی نہیں ہوں گے

اس بیان کے بعد ایک ایماندار حق گو کے لئے کسی دوسری تشریح کی ضرورت ہی نہیں باقی رہتی۔ بیانات نبوی صاف صاف بتلا رہے ہیں کہ نبوت فی الامت (المحمدیہ) بند ہے۔ یعنی حضرت موسیٰ کے قوم میں نبوت تو چلتی رہی ہے۔ مگر جیسا کہ واقعات سے بھی ظاہر ہے آنحضرتؐ کے بعد اس قسم کی نبوت کا سلسلہ قائم نہیں رہا۔ اسی بات کو اور بھی واضح کر دینے کی خاطر آنحضرتؐ نے فرمایا ہے:۔

علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل

شہادۃ القرآن صفحہ ۲۷ میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء جیسے ہیں۔

یہ حدیث بھی نبوت فی الامت کے بند ہونے پر کسی دلیل کی محتاج نہیں:۔

علاوہ ازیں آنحضرت صلعم نے جہاں جہاں نہایت واضح طریق پر حضرت ہارون جیسی نبوت کی نفی کر دی ہے وہاں حضرت عیسیٰ ابن مریم جیسی "رسالت و نبوت مستقل" کی اپنی امت کو خوشخبری دیدی ہے۔

چنانچہ فرمایا

لن یخزی اللہ امۃ انا اولھا وعیسی ابن مریم آخرھا (مستدرک) **کیف تھلک امۃ انا اولھا والمسیح ابن مریم آخرھا** پس بزبان نبوی اس امت کی آخرت اور اسکا خاتمہ حضرت مسیح کی بعثت سے متعلق ہے:۔

ایک اور حدیث ہمارے بیان کو وضاحت سے بتلاتی ہے۔ فرمایا ہے

کیف انتم اذا نزل عیسیٰ ابن مریم فیکم وامامکم منکم (بخاری) **یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیہ.....** الخ

اب جزیہ جیسے قرآنی محکم حکم کو اُٹھا دینا کسی نبی مرسل کے ہی بعثت کو چاہتا ہے۔ جو صاحب حکم و اختیار مرسل نہ کسی ایسے کو جو قرآنی احکام کا مروج و ماتحت ہو۔ کیونکہ جس شریعت کے وہ ماتحت ہے اسی کے اسی کے احکام میں دست اندازی کیسے کر سکتا ہے؟ قرآن شریف فرماتا ہے۔

"حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون"

اور حدیث پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ مسیح موعود کے وقت یہ حکم قرآنی اُٹھ جائیگا۔ اور جب جزیہ اُٹھ گیا تو ساتھ ہی جہاد یا سیف کے متعلق جتنی آیات ہیں وہ بھی قابل عمل نہیں رہ سکتیں جسکے متعلق یضع الحرب بھی بخاری شریف میں وارد ہے جو مرزا صاحب کی ہی پیش کردہ ہے۔

پس یہ حدیث بھی صاف بتلا رہی ہے کہ موعود اُمتِ محمدی صاحب حکم و اختیار ہے۔

قرآن شریف کی دیگر آیات بھی ہمارے مدعا کو ظاہر کرتی ہیں:۔ مثلاً فرمایا ہے۔

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولاکن رسول اللہ وخاتم النبیین:۔ جس پہلی پیش کردہ آیت میں **انا ارسلنا الیکم رسولا** میں عام لوگوں کو خطاب تھا یہاں بھی اسی طرح کا خطاب موجود ہے۔ اور جیسا کہ سب جانتے ہیں یہ آیت اسوقت نازل ہوئی تھی جبکہ حضور سرور کائنات صلعم نے اپنی نے پالک متبنّٰی زید کی عورت سے شادی کر لی تھی اور یہ بات اس زمانہ کے رائج الوقت دستور کے خلاف تھی آنحضرتؐ کے اس فعل پر بعض کوتاہ اندیشوں نے اعتراض کی زبان کھولی۔ اسوقت لسانِ عظمت سے یہ آیت نازل ہوئی۔ کہ محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں ہے (یعنی آنحضرت کا صلبی فرزند جو آپ کے بعد آپ کا وارث ہو کوئی نہیں) بلکہ وہ اللہ کا رسول ہے (ان معنوں میں زید اور دیگر افراد اُمت کا روحانی باپ ہے) اور خاتم ہے انبیاء کا۔ اب اِس جگہ اگر خاتم النبیین کا حکم مبارک نازل نہ ہو گیا ہوتا تو **کما ارسلنا الی فرعون رسولا** والی آیت مقتضی تھی کہ آنحضرت صلعم کے بعد اِرثی سلسلہ مروج نبیوں کا جاری رہے لیکن جیسا کہ واقعات سے بھی ثابت ہے آپ کے بعد بقول پیشگوئی خلفا تو ہوئے لیکن مقامِ نبوت کسی کو نہیں ملا۔

ایک اور شبہہ جو احمدی جماعت اس مقام پر پیش کرتی ہے وہ یہ ہے کہ لفظ خاتم کے معنی وہ حضرات مہر کے ہی لیتے ہیں۔ اور پھر مہر کو صرف تصدیق کرنیکے معنوں میں محدود کر کے آنحضرت صلعم کو مصدق و مصدوق قرار دیتے ہیں۔ لیکن احمدی صاحبان کا یہ بیان قابل پذیرائی نہیں ہے کیونکہ خاتم سے مراد اگر صرف تصدیق کرنا ہی لیا جاوے تو حضرت عیسیٰؑ بن مریم بھی حضرت رسول کریم کیطرح خاتم ثابت ہوتے ہیں کیونکہ حضرت عیسیٰؑ نے حضرت موسیٰؑ اور تمام انبیائے قبل کی تصدیق فرمائی اور اپنے سے بعد میں آنے والے نبی کی تصدیق بمع نام مبارک یوں کر دی ہے:۔ **مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد**۔ خاکسار قادیانی احمدیوں کے لئے تو حضرت عیسیٰؑ ایک طرح حضرت رسول کریم سے بھی بڑھکر خاتم ثابت ہو گئے کیونکہ اسمہ احمد کا مصداق اول وہ لوگ اپنے قادیانی نبی کو قرار دیتے ہیں پس ایسی صورت میں کلمہ مبارکہ **ولکن رسول اللہ خاتم النبیین** کی خصوصیت ہی کیا رہی۔ پس حق اور انصاف کا تقاضا یہ ہے۔ کہ خاتم النبیین کے معنی وہی لینے چاہئیں جو آیاتِ نازلہ اور احادیث واردہ سے ظاہر ہیں یعنے آنحضرت صلعم کے بعد نبوت فی الامت کا دروازہ بکلی بند ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ کے وقت میں یہ بکلی کھلا تھا۔ قرآن شریف کی صریح آیات اسپر شاہد ناطق ہیں کہ حفاظتِ تورات کی غرض سے غیر تشریعی نبوت انبیاء بنی اسرائیل میں جاری رہی تھی۔

لیکن قرآن کریم کی حفاظت چونکہ دوسرے ذریعہ سے عمل میں آئی لہذا اس نہج پر بھی نبوت فی الامت کے اجرا کی ضرورت نہیں باقی رہتی:۔

ہم آخر میں اپنے قادیانی دوستوں کو انکی مقتدا کے ایک ارشاد

©Afnan Library Trust, 2026

کی طرف متوجہ کرتے ہوئے امید کرتے ہیں کہ وہ ہمارے سارے مضمون پر منصفانہ طور پر غور فرمائینگے۔

میرزا صاحب مرحوم غیر تشریعی نبوت کے اجرا کی نسبت فرماتے ہیں۔ "محی الدین ابن عربی نے لکھا ہے کہ غیر تشریعی نبوت جائز نہیں دوسری جائز ہے۔ مگر میرا مذہب یہ ہے کہ ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہے

ایم۔ اے۔ لطیف پوسٹ بکس ۲۳۵ رنگون

عجائبات قدرت

گھڑی کا درخت جزیرہ کیوبا میں ایک درخت ہوتا ہے جسکے پتے تین تین ہو کر نکلتے ہیں۔ صبح کے وقت تینوں پتوں کا رخ سورج کی طرف ہوتا ہے پھر سورج کے ساتھ ساتھ اوپر کو اٹھتے ہیں چار گھنٹے گذرنے کے بعد ایک پتہ جھک جاتا ہے اور دو اسی طرح ساتھ ساتھ چلتے ہیں پھر چار گھنٹے کے بعد دوسرا بھی نیچے کو جھک جاتا ہے اور تیسرا اپنا سفر جاری رکھتا ہے شام کو وہ بھی مرجھا جاتا ہے۔

روشنائی کا درخت کولمبیا میں ہوتا ہے۔ اسمیں پیاز جیسا ایک پھل لگتا ہے۔ اُس میں سے سیاہ دانے نکلتے ہیں اگر اُنکو پانی میں حل کیا جائے تو اعلیٰ درجہ کی سیاہی بن جاتی ہے۔ اس میں گوند قدرتی طور پر ہوتا ہے۔

دھوئیں کا درخت برازیل میں ایک درخت ہوتا ہے۔ جسکی چوٹی سے شام کے وقت دھواں نکلتا ہے۔

پانی کا درخت جزیرہ کیرولائن میں ایک درخت ہوتا ہے جسکے پتے بہت لمبے ہوتے ہیں اور زمین کی جانب جھکے رہتے ہیں۔ سورج کے چھپ جانے کے بعد ان پتوں کی نوکوں سے پانی ٹپکنا شروع ہو جاتا ہے لوگ اسکے گرد گڑھے کھود دیتے ہیں جو صبح تک بھر جاتے ہیں۔ یہ پانی نہایت مزیدار۔ ٹھنڈا اور بڑا میٹھا ہوتا ہے۔

زہر کا درخت یہ دنیا میں کئی جگہ پائے جاتے ہیں۔ جنکو چھوئے فوراً مر جائے کہتے ہیں کہ جس جگہ اس کا سایہ پڑ جاتا ہے وہ جگہ بھی زہریلی ہو جاتی ہے۔ قدیم زمانہ میں جن لوگوں کو موت کی سزا ملتی تھی انہیں اس درخت کے پاس بھیجدیتے تھے اور وہ جاتے ہی مر جاتے تھے۔

آدم خور درخت یہ عجیب اور خوف ناک درخت جسکا نام ڈرجینیا بھی ہے۔ جزیرہ مڈغاسکر میں پایا جاتا ہے اور یہاں کے لوگ اسکو دیوتا سمجھکر پوجتے ہیں اسپر "کنواری" لڑکیاں۔ بھینٹ چڑھائی جاتی ہیں جنکو وہ درخت زندہ نگل جاتا ہے۔

فوٹو اُتارنے کی مشین ایک انگریزی کمپنی نے فوٹو کھینچنے کی ایک مشین ایجاد کی ہے۔ جو ایک گھنٹہ میں (ایک کروڑ باسٹھ لاکھ اسی ہزار) فوٹو کھینچ سکتی ہے۔

سینگوں والے آدمی حال ہی میں دریافت ہوا ہے کہ چین کے جنوبی حصہ میں ایسے انسان آباد ہیں۔ جن کا منہ کُتّے کے مانند ہوتا ہے۔ جسم پر بھیڑوں کی طرح بال اور سر پر سینگ ہوتے ہیں یہ لوگ درختوں پر بسیرا کرتے ہیں۔

بانس کی سُوئیاں سائنس دانوں نے بانس کی تیلیوں سے گراموفون کی سوئیاں تیار کی ہیں۔ جو دھات کی سوئیوں سے زیادہ مفید ہیں۔

ایک عجیب قسم کی مچھلی الاسکا میں ایک ایسی مچھلی دریافت ہوئی ہے۔ جس کو اگر خشک کر لیا جائے تو موم کیطرح جلتی ہے۔

پاؤ بھر وزن کی بھڑ وینزویلا میں ایک قسم کی بھڑ پائی گئی ہے۔ جسکا وزن پاؤ بھر ہے۔

جدید معاصرین

"حکیم حاذق"

جناب حکیم محمد حسین صاحب مرحوم عیسی نے لاہور سے ایک ماہوار طبی رسالہ "حکیم حاذق" جاری کیا ہے۔ جسکی لکھائی چھپائی بہت اچھی ہے۔ مضامین بھی بہت محنت سے لکھے ہوئے مفید ہیں حکیم صاحب کے فرزند اکبر جناب ڈاکٹر عبدالحمید صاحب کے بھی خمدہ مضامین درج ہیں حجم علاوہ ٹائیٹل ۴۴ صفحے ہے بایں ہمہ قیمت سالانہ بصورت منی آرڈر عجب بصورت وی پی عجب ہے جو واقعی بہت کم ہے۔ "حکیم حاذق" طبی دنیا میں ایک اچھا اور مفید رسالہ ہوگا۔ جناب مرحوم عیسیٰ صاحب کو ہم عالم انسانی کی عام خدمت کے لئے۔ مبارکباد دیتے ہیں۔ رسالہ اس پتہ سے منگائیے۔

ناظم دفتر حکیم حاذق۔ مبارک منزل لاہور بیرون دہلی دروازہ

ستارۂ میسور

جناب کے محمد سلیمان صاحب پرواز کی بلند پروازی نے یہ ستارہ سرزمین میسور پر چمکایا ہے۔ مستقل عنوانوں میں۔ قافیہ میسور۔ کو ملحوظ رکھا گیا ہے مثلاً جگر پارۂ نور۔ استشارۂ مشہور۔ آوارۂ جمہور۔ نظارہ بنگلور۔ وغیرہ۔

ہفتہ وار اخبار اپنی طرز میں اچھا ہے قیمت سالانہ تین روپیہ قسم اول ..... دو روپیہ قسم دوم

جناب کے۔ محمد سلیمان پرواز سیمابی ایڈیٹر ستارۂ میسور

السورپیٹ بنگلور سٹی سے غالباً مفت ملیگا!

البلاغ دہلی:-

ایڈیٹر جناب مولینا خورشید علی صاحب مہر آنریری ایڈیٹر جناب مولینا فاضل سید محمود زیدی الوری۔ جائنٹ ایڈیٹر جناب محمد ابراہیم صاحب۔ محشر۔

ہلالی پریس میں بہترین طور پر چھپتا ہے۔ سالانہ قیمت عام للعہ ہے۔ مولینا خورشید علی صاحب مہر اور فاضل ایڈیٹروں سے امید ہے کہ البلاغ کو کامیاب اور مفید و بہترین بنا دینگے۔

حسن تو ہمیشہ در فزون باد

مختصر خبریں

یہ امر بہت کچھ قابل اطمینان ہے کہ گورنمنٹ صوبجات متحدہ نے آگرہ علیگڈھ جھانسی اور متھرا کی میونسپلٹیوں میں لڑکوں کے لئے ابتدائی تعلیم جبریہ قرار دینے کی منظوری دیدی ہے۔ مذکورہ بالا میونسپلٹیوں کی حدود میں جبریہ تعلیم ہو جانے کے بعد کافی مستعدی سے کام لے گی۔

دہلی میں بھی میونسپلٹی ابتدائی جبریہ تعلیم کو پھیلا رہی ہے۔ دہلی کی پبلک کو اس مبارک تجویز کو جلد عملاً قبول کرنا چاہیئے۔

ترکی میں تمام تکیہ اور خانقاہیں بند کر دیگئی ہیں۔ حضرت مولانا روم کے مقبرے کو عجائب خانہ بنا دیا گیا۔ ایک عالم نے ترکی زبان میں نماز پڑھنے کی تجویز کی ہے۔ جمعہ کی تعطیل بند کر کے اتوار کی تعطیل رکھنا چاہتے ہیں۔ تعداد ازدواج قانوناً منع کر دیا ہے۔ پردہ ترک کر دیا گیا ہے تعلیم نسواں پر توجہ کیجا رہی ہے۔ ترکی ٹوپی ترک کر دیگئی۔ فوج کے لئے ہیٹ لگانا لازمی قرار دیا گیا۔ قدامت پسند اس کے خلاف شورش کر رہے ہیں۔

امیر افغانستان نے کچھ مدت ہوئی لڑکیوں کے لئے ایک مدرسہ کا افتتاح کیا تھا جس کی مولویوں نے شد و مد سے مخالفت کی۔ اب امیر صاحب نے اناطولیہ اور جامع ازہر کے علماء سے فتوی پوچھنے کے بعد لڑکیوں کا مدرسہ از سر نو جاری کیا ہے۔

ملک الحجاز سلطان نجد نے موٹروں کی سواری کا انتظام کیا ہے۔ اب جدہ سے مکہ کی مسافت صرف دو گھنٹہ میں طے ہو سکتی ہے۔

ترکوں نے ۱۹۲۲ء سے لیکر ۱۹۲۴ء تک صرف تین سال کے عرصہ میں فوسو کے قریب جدید مدرسے مختلف دیہاتوں اور شہروں میں کھولے ہیں اور دن بدن اس میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے ترکی قوم کے اصلاح پسند اشخاص ہر طریق سے تعلیمی ترقی کے لئے جد و جہد کر رہے ہیں ان کا خیال ہے کہ ایک بھی ترکی بچہ زیور تعلیم سے عاری نہ رہنا چاہیئے

اسوقت ہندوستان میں ۲ کروڑ ساڑھے بارہ لاکھ سے زائد ہندو بیوہ عورتیں ہیں جن میں سے ۵ لاکھ عورتیں پچیس برس سے بھی کم عمر کی ہیں۔ سر گنگا رام کی قائم کردہ ودھوا سہائک سبھا کی ایک رپورٹ مظہر ہے کہ سبھا مذکور کی طرف سے ۱۹۱۵ء سے ۱۹۲۶ء تک ۱۱ سالوں میں چھ ہزار تین سو چوبیس ہندو بیواؤں کے بیاہ کرائے گئے ہیں۔

ریلوے بورڈ نے فیصلہ کیا ہے کہ ہندوستان کی تمام ریلوں میں تیسرے درجے کی گاڑی کے اندر بجلی کے پنکھے اور روشنی کا انتظام ہو ہر رُخ کے دونوں طرف متعدد لیمپ ہوں گے جن سے گاڑی کے پہنچتے ہی پلیٹ فارم خود بخود روشن ہو جائیگا۔ اور پلیٹ فارم پر جداگانہ روشنی کی ضرورت نہ ہوگی۔

نئے وائسرائے لارڈ اروِن ۲۸ مارچ کو عدن پہنچینگے اور ۱۰ اپریل کو بمبئی پہنچکر اپنے عہدہ کا چارج لینگے۔

ہمعصر آزاد ہند کے نامہ نگار خصوصی نے اطلاع دی ہے کہ حضور نظام حیدرآباد۔ دکن نے اپنے صرف خاص سے جدہ سے مکہ اور مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تک ریل بنانے کا ارادہ کیا ہے۔

©Afnan Library Trust, 2026

(رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۸۱۲)

کوکب ہند دہلی

ششماہی دو روپے اکھڑ ایڈوانس — قومیت سلامتی نشو

یہ اخبار تمام بنی نوع میں اتحاد و محبت کا وکیل ہے (ہیرلڈ آف دی ویلسٹ) اپنے مخصوص مبحث میں ایک اخلاقی جدت رکھتا ہے (آگرہ اخبار آگرہ) ہندوستان میں یہی ایک اردو اخبار ہے جو بابی یا بہائی فرقہ کی تعلیم و اشاعت کے لئے بڑی سنجیدگی و متانت سے ایڈیٹ کیا جاتا ہے بہائی فرقہ کا اصول یہ ہے کہ تمام مذاہب میں صداقت موجود ہے اور اسی صداقت کو لیکر بنی نوع انسان متحد ہو سکتے ہیں اور انکو متحی ہونا چاہیئے (حنیف لدھیانہ) کوکب ہند کے مضامین نہایت سنجیدہ صاف اور دلنشین انداز میں لکھے جاتے ہیں۔ اور مناظرہ کا وہ ناخوشگوار پہلو جو وطنی کی حد تک منجر ہوتا ہے۔ اس میں بالکل نہیں پایا جاتا اس میں شک نہیں کہ بہائی اصول دنیا میں امن و سکون پھیلانا چاہتے ہیں۔ ہر ذی فہم کے لئے قابل قبول ہیں اور یہی اسکی وہ خصوصیت ہے جسے اہل مغرب کے بعض ذی ہوش و دماغوں کو اپنی طرف جذب کر لینے میں کامیابی حاصل کر لی ہے۔ (نگار بھوپال) کوکب ہند کے (یکین دہی لائق ہستیاں ہیں جو پہلے قادیان میں ممتاز تھیں چونکہ یہ میرزائی مشین سے خوب واقف ہیں) جوبات کہتے ہیں خوب پتے کی ہوتی ہے (تائید اسلام لاہور) کوکب ہند اپنی تبلیغ میں جان توڑ کوشش کرتا ہے۔ لیکن بجکمہ۔ فرقۂ مرزائیہ کی لاجواب تردید کرتا ہے لیکن نہ بطریق نقد (محمدی دہلی) کوکب ہند کے (چھوٹے مضامین قابل دید اور ایسے دلچسپ ہوتے ہیں کہ اس کے جواب میں قادیانی پریس بالکل خاموش ہے (پیسہ اخبار) کوکب ہند اور اس کی جماعت یہ راز کھولنا چاہتی ہے کہ جناب میرزا صاحب قادیانی کے نئے مذہب کا تمام سرمایہ بابیہ اور بہائیہ مذہب کے سرقہ کیا ہوا ہے اور کوکب ہند کی تبلیغ کام کرتی رہی تو اہل قادیان کی دنیا بکھر جائیگی۔ خواجہ حسن نظامی۔

یہ کتابیں منگوایئے

ایقان } آیات قرآن۔ احادیث انجیل تورات و زبور کو حیرت انگیز طریقہ سے مطابق کرنے والی سربستہ راز کی سہر توڑنے والی بہائی مصطلحات و معارف سمجھنے کے لئے بہترین کتب ترجمہ اردو معہ اصل عہ ترجمہ انگریزی ہے ۱۲

ہفت وادی و چہار وادی } رموز تصوف پر ایک زبردست اور جامع کتاب ہے متعدد زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہے۔ اصل معہ ترجمہ ۸

کلمات مکنونہ } حضرت بہاء اللہ کی مشہور کتاب تمام دینی و اخلاقی تعلیمات کی روح اصل معہ ترجمہ انگریزی عہ ۱۲ اردو ترجمہ ۴

پیغام صلح } لانفرق بین احد من رسلہ پر لکچر عبد البہاء فی درجن ۶

حضرت بہاء اللہ کی شریعت جدیدہ جو انکے ظہور کا مقصد اصلی تھا۔ عبد البہاء کا نہایت مفصل و جامع لکچر فی درجن ۳

دنیا نے موعود کیوں نہ پہچانا } لکچر عبد البہاء فی درجن ۳

تمام دنیا کا موعود } لکچر عبد البہاء فی درجن ۳

مناظرات الدینیہ } اس کتاب میں تمام وہ آیات جمع کی ہیں جنکی رو سے زردشتی یہودی عیسائی مسلمان کہتے ہیں کہ ہمارا موعود جب ظاہر ہوگا تو ہمارے ہی دین کو پھیلائیگا کوئی نیا دین نہیں لائیگا بہائی نقطہ نگاہ سے ان آیات کی تشریح و تطبیق۔ فارسی عہ

سودمند

مسلمانوں کو کفایت شعاری کی تعلیم دینے، ان کی اقتصادی حالت درست کرنے، ان کو سود خواروں کے ظالمانہ پنجہ سے نجات دلانے، تحریک امداد باہمی کو رواج دینے، بینک کے لین دین اور بیمہ کے فوائد ذہن نشین کرنے کی غرض سے ایک ماہواری رسالہ سودمند یکم جون سنہ ۱۹۲۵ء سے جاری کیا گیا جس کا سالانہ چندہ دو روپیہ ہے ہندوستان میں اپنی نوعیت کا یہ پہلا رسالہ ہے نمونہ کا پرچہ مفت بھیجا جاتا ہے جلد درخواست روانہ فرمائیں!

خاکسار منیجر رسالہ سودمند۔ علیگڈھ

نمونہ مفت

معدہ کی تمام بیماریوں کیلئے اکسیر

اکسیر معدہ

دو ڈھیپہ کے ٹکٹ کی پر مفت روانہ کیا جائیگا۔

ملنے کا پتہ

منیجر شاہی دار الشفا بھوجلہ پہاڑی دہلی

پڑھیئے اور پڑھوایئے

مفاوضات عبد البہاء } ترجمہ انگریزی سے اصل ..... للعہ

مکاتیب عبد البہاء } فارسی حصہ اول ہے دوم ..... ۱۲ سوم ۱۲

لوح فورال } جس میں طبعیوں کے اعتراضات کا جواب پیرس کانفرنس اور دیگر اہم جوابات شامل ہیں ..... فارسی ۱۳

عبد البہاء در لندن } سفر انگلستان کے لکچرز انگریزی ..... عہ ۶

عبد البہاء در پیرس } سفر پیرس کے لکچرز انگریزی ..... عہ ۶

بہائی ریولیشن } انجیل کی پیشگوئیوں کی تشریح ..... انگریزی ..... عہ ۶

باب الیجات } حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ کی مشہور تاریخ کا اردو ترجمہ۔ اردو زبان میں اکیلی کتاب ۱۲۰ر

جواب لکچر جناب قادیانی } از حضرت میرزا محمود زرقانی ۲ر

احقاق الحق } جوابات مضامین ریویو آف ریلیجنز قادیانی ۴ر

برہان صریح } مہدی و مسیح دو جدا گانہ وجود ہیں ۴ر

عمدۃ التقیح } سچا مہدی و مسیح کون ہے ۶ر

عروج و نزول عادی جناب میرزا۔ **غلام احمد قادیانی** } فی درجن ۶

البلاغ المبین } قیمت ۲ر

(دار الکتب چاندنی چوک دہلی)

چار کتابیں

شکریہ یورپ از حضرت آغا حشر کاشمیری بقیمت ایک آنہ

صدائے صحرا نغمۂ قوم از حضرت نیاز فتحپوری ..... قیمت ایک آنہ مجموعہ دلپسند از قومی شعراء قیمت چار آنے

جلد بات بہاشہ بھاشہ زبان کے دلگداز اشعار اور انکا دلکش ترجمہ از نیاز فتحپوری ..... قیمت بارہ آنے

ملنے کا پتہ جنرل نیوز ایجنسی ویکڈپو۔ بلیماران دہلی

دفتر کوکب ہند چاندنی چوک دہلی

تعلیمات حضرت بہاء اللہ

ابتداء سے امر بہائی کی تاریخ حضرت باب کا ظہور۔ حضرت بہاء اللہ کی جلوہ گری شہادتیں حق کی جاں نثاری و وفاداری۔ سلطنتوں میں تنزل۔ امر بہائی کی بلندی و کامیابی۔ حضرت عبد البہاء کا مختصر سوانح مع عکس مبارک۔ سفر یورپ و امریکہ۔ بہائی تاریخ۔ بغداد و قسطنطنیہ ادریانوپل کے حالات۔ کتاب اقدس سے حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات جو عصر حاضر کی روح و ہدایت ہیں۔ زبان نہایت صاف سادہ

مصنفہ

مسٹر حشمت اللہ بی اے رئیس آگرہ

قیمت فی جلد آٹھ آنہ ۸ر

مجموعہ الواح حضرت بہاء اللہ

{تجلیات۔ اشراقات۔ طرازات۔ لوح العالم کلمات فردوسیہ۔ بشارات} ان چھ الواح کا مجموعہ اصل معہ ترجمہ ہے۔ کتاب اقدس کے بعد یہ الواح اہم ترین ہیں۔ توحید۔ رسالت معرفت اسم اعظم۔ شجرۂ طوبیٰ۔ تجلی طور شریعت و طریقت کی حقیقت۔ وعادی حضرت بہاء اللہ۔ براہین آیات بینات۔ عہ

شرح آیات مورخہ

حضرت بہاء اللہ موعود کل ادیان ہیں آپ کا ظہور کتب مقدسہ کی حقیقی تصدیق تاریخوں میں ہوا۔ شرح آیات مورخہ نے اس مضمون کو واضح طور پر بیان کیا ہے۔ مسلمان۔ یہودی۔ پارسیوں کی مسلمہ کتب مقدسہ سے دعاوی کو ثابت کیا ہے۔ جسکو دیکھنے پر ہر مصنف اس نتیجہ پر پہنچ جائے گا کہ حضرت بہاء اللہ کا ظہور تمام الہامی پیشگوئیوں کے مطابق و واقع ہوا ہے

مصنفہ

حضرت علامہ ابو الفضائل گلپائیگانی

قیمت فی جلد ایک روپیہ عہ

©Afnan Library Trust, 2026

(محفوظ الحق علمی نے محبوب المطابع میں چھپوا کر دفتر کوکب ہند چاندنی چوک دہلی سے شائع کیا)

III 2

آے اہلِ عالم ہمہ باریک دارید و برگِ یک شاخسار

کوکبۂ ہندی

جلد سوم نمبر دوم | مدیر مسئول محفوظ الحق علی | ہر انگریزی ماہ کی نکیم ۹-۱۷-۲۵ کو شائع ہوتا ہے | محل ادارہ چاندنی چوک دہلی | ۹ اپریل سنہ ۱۹۲۶ء

سرود محمود

(از قلم ناشر نفحات ربانی آقا حضرت میرزا محمود زرقانی)

بشارت ای حبیبان کہ وجہ حق عیان شد — صلا و صوت رحمن محیط این جہان شد
امید دل برآمد زمان غم سر آمد — نگار بر در آمد چو گل بگلستان شد
ز وصل روی آن گل بصد ہزار غلغل — ہزار و سار و صلصل بعشق نغمہ خوان شد
فتاد مرغ دلہا بشوق و شور و غوغا — کہ گلعذار جانہا بصحن بوستان شد
فلک کشید ناقور کہ آمد آن شہ نور — ملک دمید در صور کہ حق بر عرش جان شد
ازان جمال و قامت بپا نگر قیامت — کمال ہر علامت پدید از آن میان شد
ز روی آن فلک فر جہان جان منور — ز عشق او پر آذر قلوب راستان شد
می شفای سرمد روان تازہ بخشد — چو حور فیض ایزد ز خلد جان روان شد
ز عشق ہیچو حوری بپا نگر نشوری — ملک دمید صوری کہ این جہان جوان شد
بچشم قلب بنگر جہان جہان دیگر — ظہور عہد داور برائے امتحان شد
برائے مژدۂ رب کشود ایلیا لب — ندائے این و ہم اب براوج کہکشان شد
بگر مل و بسینا در ارض قدس نوراء — نزول روح عیسے دو بارہ ز آسمان شد
بشرق و غرب دنیا یہود و گبر ترسا — پس ممات احیا ز فیض جاودان شد
روان ہند و بر ما چو طوطی شکر خا — بمدح و مژدۂ گویا از آن شیرین دہان شد
وز ان بیان و تبیان عقول جملہ حیران — ز قدرتش پریشان توان انس و جان شد
ز عدل رب مختار بسبحہ و چنگ و زنار — بترہ و گرگ خونخوار ہمرہ و ہم عنان شد
ز ہر قبیلہ ابرار شدند بر سر دار — براہ حق چہ بسیار روان کہ رایگان شد
چو گل دم احبا زمین نمود حمرا — ز عاشقان ثریا پر آہ و پر فغان شد

فضائے جان محمود ایا ز کوی مقصود
بفضل رب معبود نمونۂ جنان شد

©Afnan Library Trust, 2026

امر بہائی اور تعلیم عمومی

اس میں کوئی شک نہیں کہ امر بہائی کے ظہور سے دین و دیانت اور دنیا کے تمدن اور معاشرت میں ایک انقلاب جدید نمودار ہوا ہے۔ مثلاً مسئلہ تعلیم ہی کو لیجئے لوگ ابتک یہ بھی فیصلہ نہیں کر سکے کہ تعلیم کس کس کو اور کہاں تک دینی چاہیئے۔ لیکن ہم آجکی اشاعت میں چاہتے ہیں کہ امر بہائی میں خاص مسئلہ تعلیم کے متعلق جو زور دیا گیا ہے اس کے متعلق کسی قدر اختصار سے گفتگو کریں۔

امر بہائی کے مبادی میں سے یہ بھی ہے کہ تعلیم عام ہونی چاہیئے کسی خاص جماعت قوم ملک اور ملت کا مخصوص حق نہیں کہ وہ تعلیم پائے اور دوسرے محروم رہیں بلکہ انسان اور ہر آدمزاد کا حق ہے کہ وہ تعلیم پائے۔ نہ صرف وہ پائے بلکہ اوس کو تعلیم دی جائے۔ اور اس کے راستہ میں جس جس قسم کی رکاوٹیں حائل ہوتی ہوں اُنکو دور کیا جائے اور یہ کام ارباب حل وعقد اور صاحبان منصب کا فرض قطعی ہے۔

ہمیں اس سے انکار نہیں کہ تعلیم ضرور ہوتی تھی اور ہوتی رہی ہے لیکن اول تو مخصوص ہوتی تھی یعنے جماعتوں اور ان کے خاص حصوں کے ساتھ دوسرے جس تعلیم پر زور دیا جاتا رہا ہے وہ لفظوں سے آگے یا زیادہ سے عوائد۔ درسوم سے آگے نہیں بڑھتی تھی بلکہ سائنس وفلسفہ کی تحصیل الحاد اور انگریزی وغیرہ کی تعلیم موجب کفر و فسق سمجھی جاتی تھی۔ بسا اوقات صرف کسی مذہبی کتاب کے الفاظ ہی کو رٹنے کا نام تعلیم قرار دیا جاتا تھا اور جو دماغ اس سے زیادہ کچھ چاہتے تھے ان کے لئے دروازے بند کر دیئے جاتے تھے۔

مگر اب علوم کے سب دروازے کھول دیئے گئے۔ اور ہر قسم کی قیود اُٹھا دی گئیں۔ اور نوع بشر کے جمیع افراد کو اذن عام دیدیا کہ آؤ اور اپنا حق پاؤ۔ علوم کے خزانے میدان میں پڑے ہیں۔ جاؤ اور ان پر قبضہ کر لو۔ کہ یہ مال تمہارا اور یقیناً تمہارا ہی ہے۔ لفظوں کی جنگ سے نجات ملگئی۔ علوم نافعہ کی تحصیل بہترین کام اور فرض عام قرار دیا گیا۔

پڑھنے اور پڑھانے والوں کے سامنے یہ پریشان کن سوال بھی آیا کرتا تھا کہ کیا پڑھیں اور کیا پڑھائیں۔ امر بہائی نے باعلیٰ النداء فرمادیا ہر ایک وہ چیز پڑھو اور ہر ایک وہ علم حاصل کرو جس سے تمکو اور تمہاری نوع کو فائدہ پہنچے اور پڑھانے والوں کو بتادیا کہ تمہارے لئے علوم نافعہ پڑھانا خواہ وہ کچھ بھی ہوں کہیں سے بھی ملتے ہوں کسی بھی نام سے موسوم ہوں ایک ضروری کام ہے تمہارے شجرۂ وجود کا یہی ایک شیریں ترین پھل ہے۔ کہ تمام بہترین علوم تمام افراد نوع بشر کو دو اور سب افراد نوع بشر کے دل و دماغ کو علوم نافعہ کی برق پاش ضیاؤں کے ذریعے منور سے منور تر کر دو۔ کیا یہ تعلیم عمومی کا حکم عام عالم بشر کے لئے سعادت کبریٰ کا موجب نہیں؟

یقیناً یقیناً یہ حکم نوع بشر کی فلاح عام کا سبب اعظم ہے عالم انسانی اس حکم پر چل کر منازل اقتدار طے کر کے اس بلند آسمان پر پہنچ جائیگی جو ترقیات انسانی کا آخری درجہ ہے اس امر کی روح قوموں۔ ملکوں حکومتوں میں اپنا کام کر رہی ہے ہر ملت کے افراد عملی قدم اٹھا رہے ہیں۔ اور علوم نافعہ کی تحصیل میں سرگرم کار ہیں۔ چاروں طرف سے تعلیم تعلیم کی آواز آرہی ہے کیوں نہو آج رب العلمین کا منشا یہی ہے۔ کہ ایک بھی فرد بشر جاہل نہ رہے

وکان امر اللہ مفعولاً....!

خدا کی بات پوری ہی ہو کر رہتی ہے.....!

مسلمانوں کا عروج وزوال
نئی زندگی اور ترقی کیونکر ممکن ہے؟

(خطاب مبارک حضرت عبد البہاء جناب عالی شیخ محمد نجیتہ مفتی دیار مصر)

مکاتیب سوم ۱۹۲۰ء

هُوَ اللّٰه

حمداً لمن اشرق الانوار وانکشف الاسرار وشاع وذاع آثاره واستمرت فیوضاته ودامت تجلیاته من الازل الی الابد لا بدایة لها ولا نهایة له - والتحیة والثناء علی الکلمة الجامعة والحقیقة الساطعة دیباج کتاب الوجود وفصل الخطاب فی اللوح المحفوظ والرق المنشور من سمس هذا البنیان العظیم ورفع العلم المبین یتموج فی اوج الاعلی والذروة العلیاء الهادی الی الصراط المستقیم والدال الی المنهج القویم فاده تزیدنا کره یثرب وسالت البطحاء بنی الرحمة وکاشف الغمة وماحی ظلام الضلال فاشرقت الارض بنورها خاتم النبیین المخاطب، وما ارسلناك الا رحمة للعالمین علیه التحیة والثناء الی ابد الآبدین

ولعد ایها الخبیر الجلیل والفاضل النبیل الی وقفت آیات حبك فی کتابك المبین ورقت حلاوة تلك العبارات بلوغ المعانی الناطقة بما یختلج فی القلوب من عواطف الوفاء وصدق الولاء فانشرح بها صدور المخلصین وانجذب بها قلوب الموحدین فاستحکم بها روابط الوثوق الحق لا انفصام لها. وتلك الروابط هو استغراق القلوب فی عین الیقین والخلوص فی الدین والتعطش الی حق الیقین فی زمن احاط الغبار المثار البصائر والابصار ولم یبق من الدین الا الثقة الاکید الحق ما انزل الله بها من سلطان ونزلت الارض من نزالها وتزعزعت ارکان الشبهة البیضاء واتخذ واهنة القرآن مهجورا.

این النشئة الاولی. این الصروح الی اوج العلا. این السعادة الکبری. این الظهور علی الدین کله وخلف من بعدهم خلف اضاعوا الصلوة واتبعوا الشهوات

اُس خدا کی تعریف جسکے انوار چمک اُٹھے جسکے اسرار ظاہر ہو گئے۔ جسکے آثار پھیل گئے جسکے فیوضات اور جسکی تجلیات ہمیشہ ازل سے ابد تک جاری وساری ہیں جنکی نہ ابتدا ہے نہ انتہا۔ اور تحیۃ وثنا، اُس کلمۂ جامعہ اور بلند روشن حقیقت پر جو کتاب وجود کا دیباچہ ہے۔ جو لوح محفوظ اور کھلے ہوئے صفحات قدرت میں فصل خطاب ہے۔ جسنے یہ عظیم الشان بنیاد قائم کی اور وہ ظاہر و بلند جھنڈا اُٹھایا۔ جو اوج اعلیٰ پر اور کائنات کی بلند چوٹیوں پر موجیں مار رہا ہے وہ جو صراط مستقیم کا ہادی ہے۔ اور صاف اور پختہ راہ بتانے والا ہے جسکے ذکر سے یثرب جھومنے لگا اور خشک کنکریلی زمین بہنے لگی۔ وہ رحمت کا نبی غموں کا دور کرنے والا ضلالت کی اندھیریوں کو مٹانے والا جسکے ظہور سے یکدم زمین خدا کے نور سے چمک اُٹھی وہ خاتم النبیین اور مخاطب وما ارسلناك الا رحمة للعالمین اسپر تحیۃ وثنا ہمیشہ ہمیشہ

اسکے بعد اے بزرگ عالم اور فاضل دانا میں نے آپکی واضح کتاب میں آپکی محبت کی آیات پڑھیں جو کہ بارکترین معانی پر مشتمل تھیں ان عبارات کی حلاوت میں نے سمجھی جو ان باتوں کو بتانیوالی تھیں جو دلوں میں وفا کی نرمی اور محبت کی سخاوت کے ساتھ ظاہر ہوئی ہیں مخلصین کے سینے کھل گئے۔ موحدین کے دل منجذب ہو گئے۔ وثوق واعتماد کے وہ روابط مضبوط ہو گئے جو کبھی نہیں ٹوٹ سکتے یہ روابط کیا ہیں یقین کے چشمہ میں دلوں کا ڈوب جانا، دین میں خلوص، حق الیقین کی پیاس ایسے زمانہ میں جبکہ مہلک گرد و غبار نے بصائر و ابصار کو گھیر لیا ہے اور دین میں سے بجز ان تقالید کے کچھ باقی نہیں رہا جسکے لئے خدا نے کوئی دلیل نہیں نازل فرمائی۔ دین زلزلوں سے ہلائی گئی سادہ اور روشن شریعت کے ارکان ڈھیلے ہو گئے اور مسلمانوں نے اس قرآن کریم کو پس پشت ڈال دیا۔

وہ پہلی زندگی کہاں ہے وہ بلند اوج کی طرف عروج کیا ہوا وہ سعادت کبریٰ کہاں گئی وہ تمام دینوں پر غلبہ کدھر گیا۔ پچھے مسلمانوں کے بعد ایسے جانشین پیدا ہوئے جنہوں نے عبادت الٰہی کو ضائع کر دیا۔ اور خواہشات نفسانی کے پیچھے لگ گئے۔ یہ ہی اس دنیا کی رسم ہے اور اسکی رسم کو آپ کبھی تبدیل ہوتے ہوئے نہ پائینگے۔ کیونکہ خدا کے

©Afnan Library Trust, 2026

وھذہ من سنۃ الکون ولن تجد لسنتہ تبدیلا۔ لان کل شئی ما سوی اللہ یعتریہ الفتور ویتغیر بمرور القرون والعصور ما عدا فیض الرب الغفور المستمر علی مر الاعصار والدھور (وقالت الیھود ید اللہ مغلولۃ غلت ایدیھم) فنری الان ان الشمس قد کورت والکواکب انتثرت وآفاق الوجود اظلمت ودقت الامۃ فی سبات شدید۔ غریقۃ فی غمار بحار التقلید۔ فسبحان اللہ ان یبلج صبح الھدیٰ ویجدد الحیوۃ بنفخۃ اخریٰ حتی یرجع الفروع الی الاصول ویتبدل الھبوط بالصعود وینتعش بہ العظم الرمیم ویحیی بہ من الموت الالیم (اوکالذی مر علی قریۃ) وکانت الامۃ قبلا تقلد العلماء الصالحین واصبحت الان تقلد المارقین۔ ان ھذا لکفر ابین۔ لا تصلح اواخر ھذہ الامۃ الا بما صلح بہ اوائلھا (من یھد اللہ فھو المھتد ومن یضلل فلن تجد لہ ولیاً مرشداً)۔ (ربنا انا سمعنا منادیاً ینادی للایمان ان اٰمنوا بربکم فاٰمنا) وعلیک التحیۃ والثناء

(الداعی عباس)

سواہر چیز میں فتور پیدا ہو جاتا ہے اور ایک زمانہ گذرنے کے بعد ہر چیز دگرگوں ہو جاتی ہے بجز فیض رب غفور کے جو تمام زمانوں میں ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ یہود نے کہا تھا کہ خدا کا ہاتھ بندھا ہوا ہے سو انہیں کے ہاتھ باندھ دیئے گئے۔ آپ اسوقت دیکھ رہے ہیں کہ آفتاب دین پر دوں میں آگیا۔ ستارے ٹوٹ کر گر پڑے آفاق عالم تاریک ہو گئے۔ امت گہری نیند میں مبتلا ہو گئی۔ تقلید کے سمندروں میں ڈوب گئی۔ ہم خدا سے چاہتے ہیں کہ صبح ہدایت نمودار ہو اور نفخۂ اخریٰ سے نئی زندگی حاصل ہو تاکہ تمام شاخیں اپنی جڑوں کی طرف متوجہ ہو جائیں اور تنزل کی جگہ عروج ظاہر ہو جسکے ذریعہ بوسیدہ ہڈیاں اٹھ کھڑی ہوں اور دردناک موت سے نجات پاکر زندگی حاصل کریں۔

امت مسلمہ پہلے علمائے صالحین کی تقلید کرتی تھی اور اب سرکشوں کی تقلید میں مبتلا ہے۔ یہ کھلی ناشکری ہے۔ اس امت کے آخری لوگ اسی ذریعہ سے اصلاح پا سکتے ہیں جس سے پہلوں نے پائی (جسے خدا ہدایت دے وہی ہدایت یافتہ ہے اور جسے گمراہ ٹھہرائے تو تم اسکے لئے کوئی دوست راہنما نہ پاؤ گے)

اے ہمارے پروردگار! ہم نے ایک پکارنیوالے کی ندا سُنی جو ایمان کے لئے پکارتا تھا کہ اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ سو ہم ایمان لائے۔ (اور آپ پر تحیت و ثناء)

ایران بلکہ تمام جہان کی نئی زندگی کا سرچشمہ

"مسٹر والی رکے۔ نہ یان جی بمبئی کی پارسی زردشتی قوم میں مشہور مسلّم فاضل مصنف ہیں۔ آپنے "پرشیا اینڈ پارسیز" نام سے ایک زبردست کتاب لکھی ہے اسمیں امر بہائی پر جو کچھ لکھا ہے اسکا کچھ اقتباس حسب ذیل ہے۔ فاضل موصوف نے امر بہائی کو ایرانی حیات جدید کا ذریعہ تسلیم کیا ہے لیکن فی الحقیقت

ملک میں صوفیانہ ترقی سے کوئی نیا اثر نہیں پیدا ہوا لیکن ایران کی آخری صدی نے نئی زندگی بلکہ دوہری زندگی اختیار کی یعنی مذہبی اور ادبی عروج حاصل کیا۔ یوم عاشورۂ محرم جو ایران میں صدیوں سے ہر سال منایا جاتا ہے جسمیں میدان کربلا کے اندر حضرت امام حسین ابن علی علیہما السلام کی شہادت واقع ہوئی تھی۔ ایک نہایت اندوہناک واقعہ اور دردانگیز حادثہ ہی جو تمام شعرا کے لئے اظہار جذبات کا زبردست محرک ہے۔ اسی زمانۂ (محرم) میں ایک امر جدید کی تاسیس کی گئی اور وہ امر بہائی ہے۔ ایران میں مذہب بالکل پامال ہو گیا اور اختلاط اور افراط تفریط کے بوجھ سے بھاری اور نہایت تنگ تھا ان کمزوریوں کے باعث لوگوں کی زندگیاں علی مقصد سے محروم ہو گئیں۔ ایران کچھیس سال سے اپنی نئی زندگی کیلئے زبردست کوششیں کر رہا ہے۔ امر بہائی کے تاسیسی اصول و مقاصد نہایت سادہ اور صاف ہیں۔ اسکے عارفانہ روحانیت سے شروع ہوتے ہیں لیکن عام اخلاق جو بار بار دلنشین ہوتا ہی ایک دائرہ ہی۔ یہ ان قانونی جدائیوں کو جو اسلام کو عیسوت سے الگ کرتی ہیں رد کرنے میں مدد کرتا ہی۔ یہ اس کثرت ازدواج کو منع کرتا ہی جو مشرقی تنزل کا باعث ہی۔ یہ خاندان کو دوبارہ زندہ کرتا ہے اور مرد و عورت کے رتبہ کو برابر کرتا ہے۔ امر بہائی جسنے پانچ سال سے بھی کم عرصہ میں ایران کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک شہرت حاصل کر لی اور جو کہ ۱۸۵۲ء میں شہید دنکو خون سے

میں کس طرح کفایت شعار بن گیا

(جناب منگلوری کی قلم سے)

میں ابتدا سے بہت مسرف تھا جو کچھ ملتا وہ خود کھاتا اور دوسروں کو کھلاتا۔ بچپن میں تو اس عادت کی وجہ سے مجھے لوگ فیاض کہہ کہہ کر خوب بڑھاوا دیتے تھے۔ مگر عمر کے ساتھ فیاضی بڑھکر میرے لئے بمستقل مرض کی طرح ہو گئی۔ اول تو ماں باپ سے پھر عزیزوں سے مانگتے مانگتے مجھے ہاتھ پھیلانے کی عادت ہو گئی تھی اور بڑا ہو کر جب ضرورتوں نے مجھے گھیرا تو میرا کام یہ ہو گیا کہ اپنی محدود آمدنی کے بھروسہ پر جہاں سے قرض ملے لے کر خرچ کر ڈالوں اور اُسے کبھی ادا نہ کر سکوں۔ بالآخر یہاں تک نوبت پہونچی کہ قرض خواہوں اور ڈگری داروں کے خوف سے گھر سے باہر نکلنا دشوار ہو گیا۔ اس پریشانی میں ایک روز میں نے اپنے قرضہ کی مقدار اور جائداد کی آمدنی کا حساب لگایا۔ تو معلوم ہوا کہ سالانہ آمدنی سے دس گونہ قرض ہے۔ اس سے میرے قلب کی یہ حالت ہو گئی کہ گویا وہ ڈوبا جا رہا ہے۔ اور مجھے معلوم ہوا کہ موجودہ آمدنی سے قرضہ ادا ہونا محال ہے۔ مگر اسوقت مجھے یہ سوجھا کہ میں اپنی سالانہ آمدنی کو دونوں پر بلکہ گھنٹوں پر پھیلاؤں۔ میری جائداد کا منافعہ سات ہزار روپیہ سالانہ سے کچھ زیادہ ہے۔ جس کی وجہ سے اپنے قصبہ میں اپنے آپ کو رئیس اعظم سمجھتا تھا۔ اور اسکے بھروسہ پر میں سینکڑوں روپیہ معمولی کاموں میں۔ صرف کر ڈالنے میں کچھ بھی تامل نہ کرتا تھا۔ مگر اس آمدنی کو روزانہ پر پھیلایا تو بیس روپیہ روز بیٹھا۔ اور گھنٹوں پر پھیلایا تو تیرہ آنہ چار پائی بیٹھے۔ میرے بچوں اور متعلقین کی تعداد علاوہ ملازمین کے گیارہ ہے ظاہر ہے کہ بچوں کی تعلیم اور شادی بیاہ کا حساب لگایا جائے تو اُنپر اوسط خرچ بہت پڑتا ہے تاہم میں اپنا حصہ گھر کے دیگر افراد سے تین گونہ بھی لگاؤں تو میرے حصہ میں فی گھنٹہ تین پیسہ بیٹھتا ہے جسے اپنا سمجھ کر صرف کر سکتا ہوں۔ اس تصور نے مجھے بہموت کر دیا۔ اور مجھے معلوم ہوا کہ میں کسقدر غریب شخص ہوں اس خیال نے میری حالت یہ کر دی کہ جب کوئی خرچ درپیش ہوتا تو میں گھنٹوں میں حساب لگاتا کہ کتنے کتنے گھنٹوں یا دنوں یا مہینوں کی آمدنی میں ایک دفعہ صرف کئے ڈالتا ہوں اور اس کی وجہ سے مجھے کتنے عرصہ تک خرچ بند کرنا پڑیگا ان حسابوں سے اپنے اخراجات گھٹانے پر مجبور ہونے لگا اور اب تو یہ دائمہ اسقدر بڑھ گیا ہے کہ ایک دفعہ میں کل تین آنہ خرچ کرتے ہوئے میری روح قبض ہوتی ہے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ میری ایک گھنٹہ کی آمدنی ہے جسمیں کھانا کپڑا سفر مہمان داری خیرات زکوٰۃ سب چیزیں شامل ہیں مگر فی الجملہ اس دائمہ نے مجھے بے حد نفع پہنچایا میری سخت کود یکھکر سب گھر والے کفایت شعار بن گئے۔ اور میرا تمام قرضہ چند سال میں ادا ہو گیا اور اب میرا اور میرے بال بچوں سب کا ملا کر پچاس ساٹھ ہزار کے قریب بنکوں وغیرہ میں جمع ہے اور نفع آور کاموں میں لگا ہوا ہے جس سے صدہا کاریگروں کی پرورش ہوتی ہے۔ اور نہ صرف روپیہ بلکہ اُنہی کے ساتھ میرا خون روز بروز بڑھکر میری جسمانی قوت کو بڑھاتا ہے پس میں اپنے سب بھائیوں سے التجا کرتا ہوں کہ وہ اس نسخہ کا تجربہ کریں اور اپنی سالانہ یا ماہانہ آمدنی کا کبھی بھولکر خیال بھی نہ کریں بلکہ روزانہ اور گھنٹہ وار آمدنی کو ہمہ وقت پیش نظر رکھا کریں۔ البتہ اگر جائداد برباد ہونے کا شوق ہو تو ماہوار اور سالانہ آمدنی کا خیال بھی فضول ہے اپنی زندگی کا تخمینہ کر کے پچاس ساٹھ برس کی آمدنی جو میرا تقریباً سات روپیہ

کوکب ہند کا نمونہ! جن حضرات نے کوکب ہند کا نمونہ طلب فرمایا ہے اُنکی خدمت میں یہ پرچہ پہنچیگا۔ ملاحظہ فرما کر خریداری وغیرہ کی رائے سے مطلع فرمائیں۔ قیمت بذریعہ منی آرڈر بھیجنا زیادہ مناسب ہے (منیجر)

©Afnan Library Trust, 2026

اجرائے وحی و شریعت قانون قدرت ہے

اجرائے وحی و شریعت کی سنت اللہ کے ماننے والے اور نہ ماننے والے ہر دور میں ہوتے رہے ہیں۔ جو لوگ وحی و شریعت کا اجرا مانتے رہے ہیں وہ مؤمن ہیں اور جو لوگ وحی و شریعت کے آنے کو نہیں تسلیم کرتے وہی مکذب ہوتے رہے ہیں۔ مثلاً وہ لوگ جنہوں نے حضرت ابراہیم سے پہلے مرسلین کو قبول کیا اور حضرت ابراہیم کا انکار کر دیا یا مثلاً حضرت موسیٰ سے پہلے مرسلین کو قبول کیا اور حضرت موسیٰ پر ایمان نہ لائے۔ یہ اسی لئے ہوا کہ وہ وحی و شریعت کا آنا بند سمجھتے تھے۔ خود یہود جنہوں نے حضرت موسیٰ کو مانا مگر حضرت موسیٰ کے بعد جدید وحی و شریعت لانے والوں کا انکار کر دیا اور یہی کہتے رہے کہ (انا وجدنا اٰباءنا علیٰ امۃ وانا علیٰ اٰثارھم مھتدون۔ ہم نے اپنے بزرگوں کو ایک مستقل ملت اور اہل ہدایت پایا اور ہم بھی انہی کے نقش قدم پر چلنے والے ہدایت یافتہ ہیں) اسی وجہ سے یہودی آپس میں ایک دوسرے سے کہتے تھے کہ۔ دین تورات کے پیروی کرنیوالوں کے سوا۔ کسی پر ایمان نہ لانا چاہیئے۔ چنانچہ انکا یہ قول صریح قرآن مجید میں منقول ہے۔

ولا تؤمنوا الا لمن تبع دینکم

اپنے دین تورات کی پیروی کرنیوالے کے سوا کسی پر ایمان نہ لاؤ چنانچہ اسی لئے یہودی اجرائے وحی و شریعت کی سنت اللہ سے غافل ہو گئے تھے اور تورات کے بعد اس سنت اللہ کو مسدود سمجھنے لگے تھے۔ حضرت عیسیٰ روح اللہ اور سیدنا محمد رسول اللہ پر ایمان لانے سے محروم رہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

ولما جاءھم رسول من عند اللہ مصدق لما معھم نبذ فریق من الذین اوتوا الکتب ہ کتاب اللہ وراء ظھورھم کانھم لا یعلمون ط جب انکے پاس خدا کیطرف سے ان کے دین کی تصدیق کرنیوالا رسول آیا۔ اہل کتاب کے ایک فریق نے کتاب اللہ کو اپنے پس پشت پھینکدیا گویا وہ کچھ جانتے ہی نہیں یہ وہ فریق تھا جو وحی و شریعت کی سنت اللہ کو بند کرتا تھا مگر وہ فریق جو سنت اللہ کو بند نہیں سمجھتا تھا وہ مؤمن و مصدق ہوا۔ وہی کامیاب اور ہدایت یافتہ کہلایا۔ اولئک علیٰ ھدی من ربھم واولئک ھم المفلحون ط اب ہم قرآن مجید کی وہ آیات و بینات لکھتے ہیں جن میں وحی و شریعت کی سنت اللہ کو بند سمجھنے والوں پر رب العزت جل جلالہ نہایت سخت قہر و غضب کا اظہار فرماتا ہے سورۃ مومن رکوع ۴ میں حسب ذیل آیات ہیں۔

ولقد جاءکم یوسف من قبل بالبینات فما زلتم فی شک مما جاءکم بہ حتی اذا ھلک قلتم لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا کذلک یضل اللہ من ھو مسرف مرتاب الذین یجادلون فی اٰیات اللہ بغیر سلطن اتھم کبر مقتا عند اللہ وعند الذین اٰمنوا کذلک یطبع اللہ علیٰ کل قلب متکبر جبار ط یقیناً تمہارے پاس پہلے حضرت یوسف بینات لیکر آئے تم اس میں شک ہی کرتے رہے حتیٰ کہ جب اونکا انتقال ہو گیا۔ تو تمنے کہا کہ اب انکے بعد خدائے تعالیٰ کوئی رسول نہیں بھیجے گا۔ خدائے تعالیٰ اسی طرح ان لوگوں کو گمراہ ٹھہراتا ہے جو بے جا کارروائی کرنے والے اور شکی ہوتے ہیں وہ لوگ جو خدا کی آیتوں میں بلا دلیل جھگڑتے ہیں۔ یہ قول کہ اب کوئی رسول مبعوث نہیں ہوگا خدا کے نزدیک بہت برا ہے غصہ کا موجب ہے اور اہل ایمان کے نزدیک بھی بڑی نا راضگی کا باعث ہے۔ اسی طرح خدائے تعالیٰ ہر متکبر جبار کے دل پر مہر کرتا ہے۔

وہ مؤمنین صادقین جو آیات الٰہی سے لرز جاتے ہیں اور انکے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مذکورہ بالا آیات کے پر جلال کلام الٰہی کو بار بار پڑھیں۔ کہ کس زور کے ساتھ۔ خداوند تعالیٰ وحی و شریعت کی سنت کو بند سمجھنے والوں پر اظہار ناراضی فرماتا ہے۔ اور انکو کس قدر ہیبت ناک اور قابل افسوس القاب دیتا ہے فرماتا ہے کہ جو لوگ سنت اللہ کے خلاف کہتے ہیں کہ لن یبعث اللہ من بعد لا رسولا۔ اب اس رسول کے بعد کوئی رسول خدا نہیں بھیجیگا وہ گمراہ ہیں۔ مسرف ہیں۔ مرتاب ہیں۔ خدا کی آیات میں بلا دلیل جھگڑا کرتے ہیں۔ اونکی بات خدا اور مؤمنوں کے نزدیک بہت بڑے غصہ کی بات ہے جو متکبر اور جبار ہیں۔ اونکے دلوں پر خدا مہر کرتا ہے۔

فلو اوا الی اللہ جمیعا ایھا المؤملون لعلکم تفلحون اے قرآن کے ماننے والو تم سب کے سب توبہ کرو اور خدا کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔

تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ یہ نہ کہو کہ اب وحی و شریعت نہیں آسکتی۔ یاد رکھو خدا بار بار فرماتا ہے کہ سنت اللہ بھی بدل سکتی ہے جسطرح ابتک ظاہر ہوتی رہی آئندہ بھی ظاہر ہوتی رہیگی سنت اللہ فی الذین خلوا من قبل ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا ط قرآن مبین جو اپنی احسن تفسیر آپ ہی ہے کوئی ایسی بات نہیں بیان کرتا جو اس سنت اللہ کو توڑنے والی ہو کیا یہ ممکن ہے کہ اسی قرآن شریف میں خدا تعالیٰ بار بار فرمائے کہ تم سنت اللہ کو تبدیل ہوتے ہوئے نہ پاؤ گے۔ پھر کیا خود وہی اسی قرآن میں ایسی آیت نازل فرما سکتا ہے جس کے باعث ہم سنت اللہ کو تبدیل یا بند ہوتے ہوئے پائیں۔ کیا ایسا صریح اختلاف کلام الٰہی میں ہو سکتا ہے۔! ہرگز نہیں؟

لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا ط وہ آیات جن سے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وحی شریعت کا آنا بند ہے وہ خود اس خیال کی موید نہیں یہ غلط فہمی ہے جو یہود یوں اور مسیحیوں کی طرح مسلمانوں کو بھی لگی ہے۔ ورنہ جس طرح یہودی اور عیسائی سنت اللہ کے خلاف وحی و شریعت کو بند سمجھنے میں غلطی پر ہیں اس سے زیادہ وہ لوگ غلطی خوردہ ہیں جو قرآن شریف کی طرف وحی و شریعت کے بند کرنیکا اعتقاد منسوب کرتے ہیں۔ قانون قدرت کے خلاف کوئی خیال مقبول نہیں ہو سکتا سنت اللہ کے مطابق تمام کلمات اللہ کی تفسیر خود قرآن شریف

ایک سنی اور احمدی

(از جناب مولینا فضل کریم صاحب مولوی و منشی فاضل)

تعطیلات کرسمس میں جبکہ میں کھاریاں میں تھا مجھے مولوی محمد عمر الدین صاحب طبیب کھاریاں کے ایما سے ایک مولوی فضل الدین صاحب امیر انجمن احمدیہ سے گفتگو کرنے کے لئے اُن کی خدمت میں حاضر ہوا۔ صاحب موصوف اسوقت حدیث کا درس دے رہے تھے بعد فراغت مندرجہ ذیل سوال و جواب ہوئے۔

میں۔ کیا حضرت مرزا صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ جھوٹے مدعی کو خدا تعالےٰ ۲۳ سال سے زیادہ مہلت نہیں دیتا۔ تاکہ وہ دنیا میں جھوٹی تعلیم نہ پھیلا سکے۔ اور خدا کا یہ قانون شمشیر برہنہ کیطرح ہے۔

مولوی صاحب۔ ہاں بیشک مسیح موعودؑ نے یہ فرمایا ہے۔

میں۔ تو آپ حضرت بہاء اللہ کے حق میں کیا کہینگے۔ جو اپنے دعوے کے بعد ۲۳ سال سے بھی زیادہ زندہ رہے۔

مولوی صاحب۔ اس نے تو خدائی کا دعوےٰ کیا تھا۔

کتاب مجموعہ الواح میرے پاس موجود تھی۔ میں نے مندرجہ ذیل عبارت پڑھکر سنائی۔ اسمع ما قالہ الظلوم فی ایامی منھم من قال انہ ادعی الربوبیۃ ومنھم من قال انہ افتری علی اللہ۔ (لوح تجلیات)

مولوی صاحب۔ تاہم اس نے نبوت یا رسالت کا دعوےٰ بھی تو نہیں کیا۔

میں۔ مانا کہ بہائی علم کلام میں ان کے متعلق مظہر اللہ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ لیکن کیا اگر ایک شخص اپنے آپکو مظہر اللہ بتا کر جھوٹی تعلیم دنیا میں پھیلانا چاہے۔ تو وہ اس خدائی گرفت سے بچ سکتا ہے؟

مولوی صاحب۔ ہاں بچ سکتا ہے۔

میں کیا اس صورت میں خدائی قانون کی غرض و غایت مفقود نہ ہو جائیگی۔ کیونکہ اصل مقصد تو یہ تھا۔ کہ دنیا میں جھوٹی تعلیم نہ پھیلنے پائے۔

مولوی صاحب۔ چونکہ میرانی مدعی کا دعوےٰ بدیہی البطلان تھا اس لئے وہ سزا سے بچ گیا۔

میں (اولاً) بدیہی البطلان کی قید حضرت مرزا صاحب کی طرف سے نہیں بلکہ آپکی ایزاد کردہ ہے۔

(ثانیاً) اگر کسی مدعی کو بسبب اسکے دعوےٰ کے بدیہی البطلان ہونے کے سزا نہ دی جائے تو اسکا منشا سوائے اسکے اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ چونکہ اسکے دعوےٰ کو کوئی قبول ہی نہیں کریگا اس لئے سزا کی ضرورت نہیں۔ لیکن جس کے دعوےٰ کو کئی آدمی جن میں عالم بھی شامل ہوں قبول کرلیں اور اسکی تعالیم پر عمل کرنے کو سعادت دارین تصور کریں تو کیا یہ اس امر کی دلیل بین نہیں۔ کہ اس کا دعوےٰ بدیہی البطلان نہ تھا۔

مولوی صاحب بہاء اللہ کا دعوےٰ کسی طرح قابل قبول نہیں ہو سکتا

میں۔ مرزا صاحب کے بیان فرمودہ معیار پر تو وہ پورے اترتے ہیں اس لئے آپکا ان پر ایمان لانا لابد ہی ہے۔ آپ پر فرض ہے کہ یا تو اُنپر بھی ایمان لائیں۔ یا حضرت مرزا صاحب کے بیان فرمودہ معیار

©Afnan Library Trust, 2026

چیدہ خبریں!

— کیلی فورنیا، امریکہ میں سائنسدانوں نے ایک اتنی بڑی دوربین تیار کی ہے۔ جس میں انسانی آنکھ سے ڈھائی لاکھ گنا زیادہ دور دیکھنے کی طاقت ہے۔ سائنس دانوں کا خیال ہے کہ اس دوربین کی مدد سے ایک ارب نئے ستارے دریافت ہو جائینگے۔ اس دوربین کے شیشے کا قطر ایک سو انچ ہے اور وزن کوئی سوا سو من کے قریب ہوگا۔

— ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی گورنمنٹ نے اپنے ملک کے اعلان خود مختاری کی ایک سو پچاس ویں سالگرہ کی تقریب پر شہر فلیڈ یلفیا میں ایک بین الاقوامی نمائش منعقد کرنیکا فیصلہ کیا ہے۔ جو سنہ ۱۹۲۶ء ماہ جون سے لیکر ماہ نومبر تک رہیگی۔ اس نمائش سے مقصد یہ ہے کہ اس میں دنیا کے ہر ملک کی صنعتی و تجارتی اشیا کے دکھانے کی اجازت دی جائے اور اس طرح پر ہوائی زمینی، کانی، جنگلی اور سمندری پیداوں اور پیداواروں کو ارتقا کی منزل تک پہونچایا جائے امریکہ کی اس نمائش نے جو نصب العین اسوقت پیش نظر رکھا ہے۔ اور جس پیمانہ پر اس کے انعقاد کی تیاری ہو رہی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نمائش دنیا بھر میں نرالی ہوگی اور اس میں انسانی ایجادات اور کارناموں کے جدید ترین نمونے پیش کئے جائیں گے۔

— سنہ ۱۹۰۰ء میں انگلینڈ میں ٹیکسوں اور دیگر شرح محصول سے انگلستان کی آمدنی ۵۰ لاکھ اور ۴۰ لاکھ پونڈ تھی اور یہ کل ۹۰ لاکھ پونڈ تعلیم میں خرچ ہوتا تھا مگر سنہ ۱۹۲۴ء میں تعلیم پر کل اخراجات گیارہ کروڑ پونڈ تھے ۲۴ سالوں میں انگلینڈ کی تعلیمی ترقی کا اندازہ اس سے بخوبی ہو سکتا ہے۔

— روس میں کھانا پکانے کے لئے ایک ایسا ذریعہ یا آلہ ایجاد ہوا ہے۔ جس سے بیک وقت پانچہزار آدمیوں کا کھانا پک سکتا ہے اس ایجاد کا مقصود یہ ہے کہ عورتوں کا وقت کھانا پکانے میں ضائع نہ ہو بلکہ وہ بھی آزادی سے مردوں کے دوش بدوش دنیا میں کام کر سکیں۔

— اضلاع متحدہ امریکہ میں قطب نما درخت بکثرت پیدا ہوتا ہے، مسافروں کو ان کے ذریعہ سمت حریافت کرنے میں بڑی آسانی ہوتی ہے۔

— پرپ روم کے پاس جو گھڑی ہے اس کی قیمت ۹ لاکھ روپیہ ہے۔

— جب امریکہ آباد ہوا تھا تو وہاں کی زمین صرف ایک آنے فی ایکڑ کے حساب سے فروخت ہوتی تھی۔ لیکن وہی ایکڑ آجکل دو لاکھ پچاس ہزار پونڈ یا چھ کروڑ۔ آنے کو فروخت ہو رہا ہے۔

— صرف نیویارک میں ۱۹ ہزار عورتیں معلمہ ہیں۔

— کولمبیا یونیورسٹی (امریکہ) کے طلبہ کی تعداد ۴۰ ہزار ہے جن میں نصف عورتیں ہیں۔

— انگلستان کے جیلخانہ جات کی نئی رپورٹ مظہر ہے کہ موجودہ جیلخانہ جات میں ۵۵۶۱۹ قیدی ہیں اور پچھلے سال ہی گویا اس سال ۲۵۹۶ قیدی کم ہو گئے ہیں۔

— ہندوستان سے ایران افیون جانا بند کی گئی۔

— لارڈ سہنا نے ملک کی تعلیمی ضروریات کے متعلق جو خیالات ظاہر کئے ہیں اون کے سلسلہ میں آپنے کہا ہے کہ اگر مجھے بنگال کے محکمہ تعلیم پر کامل اختیارات حاصل ہو جائیں تو میں سب سے پہلے یہ کام کروں کہ یونیورسٹی میں قانون کی تعلیم دینے والے تمام درسگاہوں کے دروازوں میں قفل ڈالدوں اور ان کو کئی سال تک بند رکھوں کیونکہ بنگال میں قانونی تعلیم کو بکثرت حاصل کرنا قوم کی طاقت کو بالکل ضائع کرنا ہے۔

— پنجاب کوآپریٹو کانفرنس میں مسٹر ملکینڈ نے اپنی صدارتی تقریر میں ایک نہایت ضروری مسئلہ بیان کیا کہ نکمی گایوں اور بیلوں کے ذریعہ سے ہندوستان کو سالانہ ۱۷۰ کروڑ روپیہ کا نقصان ہوتا ہے۔ اگر اچھے بیل اور گائیں رکھی جائیں تو ملک کو اسی قدر روپیہ کی بچت ہوگی۔

— کچھ عرصہ سے حکومت حیدرآباد عثمانیہ یونیورسٹی کے نصب العین کے مسئلہ پر غور کر رہی ہیں جو کمیٹی حضور نظام نے مقرر کی ہے اسکی رائے یہ ہے کہ عثمانیہ یونیورسٹی کو اس قدر ادبی دائرہ وسیع کرنے پر توجہ نہیں کرنی چاہیئے۔ جس قدر کہ اُن علوم پر جن کا تعلق صنعت و حرفت اور مختلف پیشوں سے ہے اس مقصد کی تکمیل کے لئے عثمانیہ یونیورسٹی میں انجینرنگ اور میڈیکل شعبوں میں اجرا کے متعلق عملی کارروائی کی جا رہی ہے اور تین ڈاکٹروں کو تین سال کے لئے اس خدمت پر مامور کیا گیا ہے کہ وہ اردو میں ایسی طبی کتب کا ترجمہ کریں جو یونیورسٹی کے لئے موزوں ہوں اور تین طلبا کو ممالک غیر میں حصول تعلیم کے لئے وظائف دئیے گئے ہیں جن میں سے ایک ہندو ہے

— دہلی سے سرکاری اعلان ہوا ہے کہ ریاست بھوپال کا ولیعہد بیگم صاحبہ کے فرزند نواب محمد حمید اللہ خاں بہادر قرار دئے گئے ہیں اور بیگم صاحبہ اسی مقصد کے لئے انگلستان تشریف لے گئی ہیں۔ یہ اعلان تسلی بخش ہے کہ کیونکہ اس کی بدولت ایک متنازعہ مسئلہ کا حل ہو گیا اب مناسب وقت پر جدید ولیعہد ریاست بھوپال کی عنان فرمانروائی اپنے ہاتھ میں لے لیں گے

— جنرل جان محمد خاں نے۔ جو ایرانی فوج کے مشرقی ڈویژن کے کمانڈر ہیں ترکمانوں کے باغی قبائل کو مغلوب کر لیا اس کے صلہ میں شاہ نے آپ کو تمغہ عطا فرمایا اور اپنا ایک بڑا فوٹو بھی بھیجا ہے۔ جنرل نے شہر سے ۴۰ میل فاصلہ پر فوٹو کا استقبال کیا اور مشہد میں اسکے پہنچنے پر توپوں کی سلامی سر کی گئی۔ اور فوٹو کے ساتھ یہ شاہی فرمان بھی تھا کہ مشرقی ڈویژن کے جنرل کمانڈنگ اور دیگر افسران نے جو خدمات ادا کی ہیں وہ مستحق تعریف و عزت ہیں۔

— تمام مسلمانان جزیرہ عرب کی حالت خراب ہو رہی ہے محبان وطن متفکر ہیں کہ دیکھئے اب کیا ہوتا ہے بلاد یمن کے ایک حصہ پر وہابی لشکر کے قبضہ سے سلطان ابن سعود اور امام یحیی میں سخت اختلاف پیدا ہو گیا ہے اور دونوں ایک دوسرے کے خلاف جنگی تیاریاں کر رہے ہیں۔

ناصر اطلاع سے معلوم ہوا ہے کہ امام یحیی نے اپنی مملکت میں عام اجتماع کا اعلان کر دیا ہے اور صنعا کا جنگی کارخانہ رات دن سامان جنگ تیار کرنے میں مصروف ہے دوسری طرف حجاز کی اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ سلطان ابن سعود نے تمام سامان جنگ جو انہیں مل سکتا ہے طایف میں جمع کر دیا ہے اور حجازی قبائل کو جمع کر کے ان سے فوجی اعانت کی درخواست کی ہے۔ اور آئندہ جنگ کی بھی طرف ایک خفیہ اشارہ دیا ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے سلیمان شفیق پاشا سابق عثمانی وزیر عرب کو بھی بلایا ہے تاکہ عسیری کی گہری واقفیت جو انہیں حاصل ہے اوس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ چنانچہ مکہ معظمہ پہونچکر ادس نے سلطان سے متعدد ملاقاتیں کی ہیں۔

— **رنگون** ۲۲ مارچ اطلاع ملی ہے کہ ہوکانگ وادی میں جتنے غلام تھے اور جنکی تعداد ۳۴۸۷ تھی رہا کر دئے گئے ہیں۔ گورنمنٹ برہما کے چیف سکریٹری نے گورنر کی طرف سے کمشنر گیانگ کو مبارکباد کا تار دیا ہے اور اسکی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے یہ امید ظاہر کی ہے کہ اس مہم کے تمام ممبروں کی صحت اچھی ہوگی۔

— **امریکہ** میں ابتدائی اور ثانوی تعلیم کیواسطے کل دو لاکھ ستر ہزار پانچسو چھتر اسکول ہیں تقریباً ۷۸ کالج ہیں ۶۷۶۴۹ طالب علم ہیں مذہبی ۶۶ قانون ۱۷ طب ۱۶۷۴۷۔ اور دندان سازی ۸۲۰۲۔ اور دواسازی وغیرہ کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں جن میں بہت سا حصہ عورتوں کا بھی ہے۔

ڈاک و تار کی سالانہ رپورٹ محکمہ تار

و ڈاک کی سالانہ رپورٹ سے معلوم ہوا سنہ ۱۹۲۵ء اور سنہ ۱۹۲۶ء میں ۱۲۰۴۴۰ سپارسل جن میں ۶۲ لاکھ رجسٹری شدہ پارسل بھی شامل ہیں روانہ ہوئے ۵۴ لاکھ روپے کے ٹکٹ فروخت ہوئے ۶۴ لاکھ سے زیادہ کے منی آڈر تقسیم ہوئے۔ ۸۴۰۰ لاکھ تھی اور وی پی سسٹم کے ذریعہ سے تاجروں اور دیگر لوگوں سے ۲۶۶۰ لاکھ روپیہ جمع کیا گیا۔

تذکرۃ الوفا

آئندہ اشاعت سے کتاب "تذکرۃ الوفا" فی ترجمہ قدماء الاحبا" کا ترجمہ باقساط کوکب ہند میں شائع ہوگا تذکرۃ الوفا میں حضرت عبدالبہاء کے وہ بیانات مبارک ہیں جو آپ نے وفا شعار جاں نثاران حق کے متعلق تاریخی رنگ میں ارشاد فرمائے ہیں۔

یقیناً یہ سلسلہ احبا کے لئے باعث کیف ہوگا اور تمام دنیا کے لئے قبول حق اور استقامت کا بہترین اسوۂ حسنہ پیش کریگا۔

(باقی ہے)

©Afnan Library Trust, 2026

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۸۱۲

کوکب ہند دہلی

قیمت سالانہ چار روپیہ
ششماہی دو روپیہ آٹھ آنہ

یہ اخبار تمام بنی نوع میں اتحاد و محبت کا داعی ہے (ہیرلڈ آف دی ایسٹ) اپنے مخصوص سبجٹ میں ایک اخلاقی جدت رکھتا ہے۔ (آگرہ اخبار آگرہ) ہندوستان میں یہی ایک اردو اخبار ہے جو بابی یا بہائی فرقہ کی تعلیم و اشاعت کے لئے بڑی سنجیدگی و متانت سے ایڈٹ کیا جاتا ہے۔ بہائی فرقہ کا اصول یہ ہے کہ تمام مذاہب میں صداقت موجود ہے اور اسی صداقت کو لیکر بنی نوع انسان متحد ہو سکتی ہیں اور انکو متحد ہونا چاہیئے (حنیف لدھیانہ) کوکب ہند کے مضامین نہایت سنجیدہ صاف اور دلنشین انداز میں لکھے جاتے ہیں اور مناظرہ کا وہ ناخوشگوار پہلو جو دشمنی کی حد تک منجر ہو جاتا ہے۔ اس میں بالکل نہیں پایا جاتا۔ اس میں شک نہیں کہ بہائی اصول دنیا میں حقیقی امن و سکون پھیلانا چاہتے ہیں۔ ہر ذی فہم انسان کے لئے قابل قبول ہیں۔ اور یہی اسکی وہ خصوصیت ہے کہ جسنے اہل مغرب کے بعض ذی ہوش دماغوں کو اپنی طرف جذب کر لینے میں کامیابی حاصل کر لی ہے۔ (نگار بھوپال) کوکب ہند کے اراکین وہی لائق ہستیاں ہیں جو پہلے قادیان میں ممتاز تھین چونکہ یہ میرزائی مشن سے خوب واقف ہیں۔ جوابات کہتے ہیں خوب پتے کی ہوتی ہے۔ (تائید الاسلام لاہور) کوکب ہند اپنی تبلیغ میں جان توڑ کوشش کرتا ہے۔ لیکن بحکمت صرف مرزائیہ کی لاجواب تردید کرتا ہے۔ لیکن بطریق نفرت (محمدی دہلی) کوکب ہند کے اچھوتے مضامین قابل دید ہیں اور ایسے زبردست دلائل و براہین سے مملو ہوتے ہیں کہ اسکے جواب میں قادیانی پریس بالکل خاموش ہے (نیر اعظم) کوکب ہند اور اسکی جماعت یہ راز کھولنا چاہتی ہے کہ جناب میرزا صاحب قادیانی کے نئے مذہب کا تمام سرمایہ بابیہ اور بہائیہ مذہب کے عقائد سے سرقہ کیا ہوا ہے۔ اور کوکب ہند کی تبلیغ کام کرتی رہی تو اہل قادیان کی دھجیاں بکھر جائینگی (خواجہ حسن نظامی)

یہ کتابیں منگوائیے

ایقان - آیات قرآن، احادیث انجیل، تورات، زبور کو حیرت انگیز طریقہ سے مطابق کرنیوالی سربستہ راز کی مہر توڑنے والی بہائی مصطلحات و معارف کو سمجھنے کے لئے بہترین کتاب ترجمہ اردو معہ اصل عکس ترجمہ انگریزی ہے۔ جلد منگوائیے۔ ۱۲

ہفت وادی و چہار وادی رموز تصوف پر ایک زبردست اور جامع کتاب ہے۔ متعدد زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہے اصل معہ ترجمہ ۸ر

کلمات مکنونہ - حضرت بہاءاللہ کی مشہور کتاب تمام دینی و اخلاقی تعلیمات کی روح اصل معہ ترجمہ انگریزی ۱۲ر - ترجمہ اردو ۴ر

پیغام صلح لَانُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ پر لکچر عبدالبہاء فید رجن ۴ر

حضرت بہاءاللہ کی شریعت جدیدہ - جو انکے ظہور کا مقصد اصلی تھا عبدالبہاء کا نہایت مفصل و مدلل لکچر فید رجن ۳ر

دنیا نے موعود کو کیونکر پہچانا! لکچر عبدالبہاء فی در جن ۳ر

تمام دنیا کا موعود لکچر عبدالبہاء فید رجن ۳ر

مناظرۃ الدینیہ اس کتاب میں تمام وہ آیات جمع کی ہیں جنکی رو سے زردشتی - یہودی - عیسائی مسلمان کہتے ہیں کہ ہمارا موعود جب ظاہر ہوگا تو ہمارے ہی دین کو پھیلائیگا بہائی نقطہ نگاہ سے ان آیات کی تشریح و تطبیق فارسی ۱۶

کوکب ہند جلد اوّل

حضرت بہاءاللہ کی الواح مقدسہ ..... حضرت عبدالبہاء اللہ کے خطابات مبارکہ ... بہائی علماء کے مضامین اور بیانات محققین و مصنفین کی زبردست تحریرات جماعت احمدیہ کو دعوت و بشارت کا لاجواب سلسلہ تین روپے

کوکب ہند جلد دوم

پہلی جلد بڑے اخباری سائز پر ہے دوسری جلد ۲۰×۲۶ کے کتابی سائز پر شائع ہوئی ہے پہلی جلد کی تمام خوبیاں معہ اضافہ موجود ہیں اور قادیان نمبر کا مستقل سلسلہ نئے اسلوب سے ہے قیمت پانچ روپے معہ محصول ڈاک ۱۲ (منجانب کوکب)

کوکب کے خاص نمبر

میلاد نمبر - شان محمدی - تاریخ نبوی ۲ر
دعاوی نمبر حضرت بہاءاللہ کے دعاوی ۲ر
کنونشن نمبر - بہائی کانفرنس سنہ ۱۹۲۴ء ۲ر
لندن کانفرنس مذاہب نمبر - ۲ر
مرکز میثاق نمبر حضرت عبدالبہاء کے کارنامے ۲ر

پڑھیئے اور پڑھوائیے

مفاوضات عبدالبہاء ترجمہ انگریزی سے اصل لمعہ

مکاتیب عبدالبہاء فارسی حصہ اول ۱۲ حصہ دوم ۱۲ سوم ۱۲

لوح فورال جس میں طبعیون کے اعتراض کا جواب ہیگ کانفرنس۔ اور دیگر اہم جوابات شامل ہیں (فارسی) قیمت ۱۳ر

عبدالبہاء در لندن سفر انگلستان کے لکچر (انگریزی) ۱۶

عبدالبہاء در پیرس - سفر پیرس کے لکچر - (انگریزی) ۱۶

بہائی ریولیشن - انجیل کی پیشینگوئیوں کی تشریح (انگریزی) ۱۶

باب الیجات حضرت باب اور حضرت بہاءاللہ کی مشہور تاریخ کا اردو - ترجمہ اردو زبان میں اپنی کتاب قیمت ۱۲ر

جواب لکچر جناب قادیانی از حضرت میرزا محمود زرقانی

احقاق الحق جوابات مضامین ریویو آف ریلیجنز قادیان۔ ۳

برہان صریح - مہدی و مسیح دو جداگانہ وجود ہیں۔ ۴ر

عجالۃ المتفیح سچا مہدی و مسیح کون ہے قیمت - ۶ر

عروج و نزول (دعاوی جناب میرزا غلام احمد قادیانی) حیرت انگیز اختلاف جو ایک دفعہ پڑھنے سے وہ قادیانی نہیں ہو سکتا فید رجن ۱ر

البلاغ المبین فی ردّ بہتان عظیم قیمت صرف ۲ر

الاشراق

زیر ادارت حضرت علامہ سید مصطفےٰ رومی انگریزی فارسی بڑی زبان میں ماہوار روحانی مضامین کا گنجینہ تخلیات حقیقت کا آئینہ جواہر صداقت کا خزینہ حضرت فاضل مدیر ہی کا نام تمام خوبیوں کا ثبوت ہے قیمت سالانہ پانچ روپے پتہ پوسٹ بکس نمبر ۲۹۹ رنگون برہما

خورشید خاور

عشق آباد روس کا بہائی آرگن ماہوار ترکی اور فارسی میں شائع ہوتا ہے۔ مضامین علمی۔ اخلاقی۔ فلسفی۔ روحانی تاریخی ہوتے ہیں۔ موجودہ فارسی زبان سے حاصل کرنے کا بہی بہترین ذریعہ ہے ملنے کا پتہ (صفرزادہ ضیاءاللہ ہاؤنڈس ٹرچ لنکن ۳۳ ای آئی

تعلیمات حضرت بہاءاللہ

ابتدائے امر بہائی کی تاریخ - حضرت باب کا ظہور حضرت بہاءاللہ کی جلوہ گری شہدائے حق کی جاں نثاری و فداکاری - سلطنتوں میں تزلزل - امر بہائی کی بلندی و کامیابی حضرت عبدالبہاء کا تذکرہ مع عکس مبارک سنین تاریخ بہائی بعد داد قسطنطنیہ ادرنہ پول حکا کے حالات کتاب اقدس سے حضرت بہاءاللہ کی تعلیمات جو عصر حاضر کی روح ہدایت ہیں زبان نہایت صاف اردو

مصنفہ

مسز حشمت اللہ بی اے رئیس آگرہ

قیمت فی جلد صرف آٹھ آنہ ۸ر

مجموعہ الواح حضرت بہاءاللہ

{تجلیات - اشراقات اطرازات - لوح العالم کلمات فردوسیہ بشارات}

ان چھ الواح کا مجموعہ اصل معہ ترجمہ ہے کتاب اقدس کے بعد یہ الواح اہم ترین ہیں توحید رسالت معرفت اسم اعظم شجرۂ طوبیٰ تجلی طور شریعت و طریقت کی حقیقت دعاوی حضرت بہاءاللہ - براہین آیات بینات قیمت صرف ایک روپیہ

نوٹ - ان کتابوں کی درخواست کے ساتھ ۲۰ فیصدی قیمت پیشگی وصول ہونے پر کتابیں بھیجی جاتی ہیں - بعض حضرات کے طرز عمل نے ہمیں اس طریق پر مجبور کیا ہے۔

شرح آیات مورخہ

حضرت بہاءاللہ موعود کل ادیان ہیں آپکا ظہور کتب مقدسہ کی ٹھیک مقررہ تاریخوں میں ہوا شرح آیات مورخہ نے اس مضمون کو واضح طور پر بیان کیا ہے۔ مسلمانوں یہودیوں پارسیوں کی مسلمات کتب مقدسہ سے مدعا کو ثابت کیا ہے۔ جسکو دیکھتے ہوئے ہر منصف اس نتیجہ پر پہنچ جائے گا کہ حضرت بہاءاللہ کا ظہور مبارک الٰہی پیشینگوئیوں کے مطابق واقع ہوا ہے۔

مصنفہ

حضرت علامہ ابوالفضائل کلپائیگانی (...)

قیمت فی جلد ایک روپیہ (عہ)

دفتر کوکب ہند چاندنی چوک دہلی

(محفوظ الحق علمی نے مطبع محبوب المطابع دہلی میں چھپوا کر چاندنی چوک دہلی سے شائع کیا)

©Afnan Library Trust, 2026

III 3

اے اہلِ عالم ہو بیدار یک در دو بر یک شاخسار

کوکبِ ہند دہلی

جلد ۳ نمبر ۳	مدیر مسئول۔ محفوظ الحق علمی	ہر انگریزی ماہ کی یکم۔ ۹۔ ۱۷۔ ۲۵۔ کو شائع ہوتا ہے	محلِ ادارہ۔ چاندنی چوک دہلی	۱۷ اپریل سنہ ۱۹۲۶ء

نغمۂ محبت بر نعرۂ وحدت

(کوکبِ ہند جلد ۳ نمبر ۳ میں ایک نظم "نعرۂ وحدت" شائع ہوئی تھی جس پر ہمارے مکرم دوست جناب حکیم مسرور احمد صاحب وجد نے تضمین فرمائی ہے امید ہے کہ ناظرین کرام لطف اندوز ہونگے.....)

ہو کے انسان کیوں بنیں خونخوار ہم — کیوں عداوت سے بنوں بیزار ہم
ہو گئے جب واقفِ اسرار ہم — آ گئے خدمت میں اے سرکار ہم
ہو گئے اب حاضرِ دربار ہم

دیجئے ہمکو بھی اب کچھ دیجئے — کیجئے کچھ مہربانی کیجئے
اک نگاہِ لطف فرما دیجئے — لیجئے ہم سے بھی خدمت لیجئے
دن بہت سے کھو چکے بیکار ہم

زیرِ سایہ اسکے عالم آئیگا — دل سے پھر وحدت کے نغمہ گائیگا
مقصدِ دل بھی یہیں سے پائیگا — کُل جہاں باغِ بہاء پر آئیگا
دیکھتے ہیں اب یہی آثار ہم

آرزوئے دید میں روتے رہے — اشتیاقِ وصل میں تڑپا کئے
ڈھونڈتے تھے اور نہ پاتے تھے تجھے — اف اسی حسرت میں لاکھوں چل بسے
کاش ہو جاتے فدائے یار ہم

صور پھونکا اک ندا اللہ نے — زندہ فرمایا لقاء اللہ نے
جلوہ دکھلایا بہاء اللہ نے — وہ جو دیکھا تھا کلیم اللہ نے
دیکھتے ہیں اب وہی دیدار ہم

ہر گھڑی رہتی تھی بے چینی ہمیں — وہ تعصب کی تھی بیماری ہمیں
ہے میسّر آج خوش وقتی ہمیں — اب مسیحانے شفا بخشی ہمیں
ایک مدت تک رہے بیمار ہم

وسعتِ دنیا بھی ہم پر تنگ تھی — دیکھکر دل تنگ۔ دنیا دنگ تھی
دشمنی کی گرد۔ دل میں زنگ تھی — جملہ اقوام و ملل سے جنگ تھی
تھے ہر اک سے برسرِ پیکار ہم

غافلوں کے ساتھ۔ جبتک ہم رہے — حق سے اور انسانیت سے دور تھے
محفلِ وحدت میں ہم اب آ گئے — عاشقِ نوعِ بشر ہو کر بنے۔
دلربا ہم۔ دلبر و دلدار ہم

ہو رہا ہے شور بے ہنگام کیا — دوستو! یہ جنگ صبح و شام کیا
یہ جدائی کا خیال خام کیا — آدمیت میں دوئی کا کام کیا
ہیں جہاں میں ایک ہی گلزار ہم

بحرِ الفت میں جو ہم ملکر بہیں — کس لئے ہم خشک و پژمردہ رہیں۔
غیر ہم اک دوسرے کو کیوں کہیں — بلکہ یوں فرمائے لا ریبِ ہمیں
ایک ہی گلزار کے اشجار ہم

فطرۃً۔ نفرت نہیں بینُ البشر — کیوں نہ ہم ہو جائیں سب شیر و شکر
تخمِ اُلفت کا ملے ہمکو ثمر — کیوں کہ سب نوعِ بشر ہے اک شجر
ہیں اُسی کے جملہ برگ و بار ہم

ہم رہے شاداب ہر لیل و نہار — رحمتِ حق کی پڑی ہم پر پھوار
کسقدر ہے باغِ وحدت خوشگوار — ایک گلشن اک روش اور اک بہار
اس طرح سے ہیں گلِ بے خار ہم

ایک سورج۔ ایک چاند اور اک نظام — ایک کرہ۔ اک فضا۔ اور اک مقام
ایک شاہد۔ ایک جلوہ۔ ایک بام — ایک ساقی۔ ایک مے اور ایک جام
نشۂ وحدت سے ہیں سرشار ہم

دل سے نفرت کو دیا ہم نے نکال — ہو گئے ہم ایک دل اور ایک حال
ایک مقصد۔ ایک منزل ایک چال — ایک سر۔ ما اور ایک سودا۔ ان خیال
اب دوئی سے ہو گئے بیزار ہم

شاد و خرم ظلِ سبحانی سے ہیں — زندہ دل۔ ہم روحِ ایمانی سے ہیں
شمعِ حق ہم نورِ یزدانی سے ہیں — قوتِ توحیدِ ربانی سے ہیں
آج وحدت کے علم بردار ہم

لیکے تلواریں بڑے ہے تم کیوں ادھر — غافلو! کچھ بھی نہیں تمکو خبر
ہے یہ نعرہ اور عملِ بے اثر — قاتلو! الفت کا منتر پھونک کر
توڑ ڈالینگے ہر اک تلوار ہم

زاہدانِ خشک! تم بیٹھو یہیں — لو سلام! اب ہم تو جاتے ہیں وہیں
توبہ توبہ یہ بھی ہوتا ہے کہیں — عشق سے توبہ کبھی ہوتی نہیں
کر چکے اظہار یہ سو بار ہم

ہر کہ را سنخ ہست بر پیمانِ تو — کے گذارد آخر آن دامانِ تو
وجدؔ اندر وجد از عرفانِ تو — اے تجلّائے بہاء قربانِ تو
روحِ علمی جان ہر جاندار ہم

©Afnan Library Trust, 2026

حضرت مسیح کی پیدائش روح القدس سے کسطرح ہوئی؟

بسلسلۂ مفاوضات حضرت عبدالبہاء

اس مسئلہ میں الہیون۔ ماہرین الہیات اور مادیون نیچریون روح کے درمیان اختلاف ہے الہیون کہتے ہیں کہ حضرت مسیح روح القدس سے پیدا ہوئے تھے مادیون کہتے ہیں کہ ایسا ہونا ناممکن اور خلاف عقل ہے۔ یقیناً وہ باپ سے پیدا ہوئے تھے، قرآن میں فرمایا ہے "فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا" (سورۂ مریم) "یعنے روح القدس نے انسان کی صورت اسطرح اختیار کی جسطرح آئینہ میں صورت پیدا ہوتی ہے اور مریم سے مخاطب ہو کر گفتگو کی۔

مادیون کا خیال ہے کہ ازدواج کا ہونا ضروری ہے۔ اور کہتے ہیں کہ ایک زندہ جسم ایک مردہ جسم سے پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور پھر تعلق مرد مادہ کے بغیر تولید ناممکن ہے۔ اُنکا قول ہے کہ نہ صرف انسانوں میں ہی بلکہ حیوانات و نباتات میں بھی یہ بات ممکن نہیں کیونکہ نر و مادہ تمام زندہ کائنات و نباتات میں پایا جاتا ہے۔ حتی کہ قرآن سے بھی زوجیت اشیاء کی دلیل دیتے ہیں، "سبحان الذی خلق الازواج کلها مما تنبت الارض ومن انفسهم ومما لا یعلمون" (سورۂ یٰسین) پاک ذات ہے وہ جس نے بنائے جوڑے سب چیزوں کے اُس قسم سے جو اُگتا ہے زمین میں اور خود انہیں اور اُن چیزوں میں جنکی انہیں خبر نہیں" یعنے انسان و حیوان و نباتات سب جوڑے جوڑے ہیں "ومن کل شیٔ خلقنا زوجین"، ہم نے سب کائنات کو جوڑا جوڑا پیدا کیا، لیکن الہیون کہتے ہیں کہ یہ بات محال و ممتنع نہیں ہے۔ ہاں! دیکھی نہیں گئی۔ ان دیکھی چیز اور ناممکن چیز میں بہت فرق ہے۔ مثلاً پہلے زمانے میں ایک آن واحد میں مشرق و مغرب سے بذریعہ ٹیلیگراف باتیں کرنا دیکھا نہ گیا تھا ناممکن نہ تھا فوٹوگراف غیر مرئی تھا ناممکن نہ تھا۔ مادیوں اپنی بات پر اصرار کرتے ہیں الہیون جواب میں کہتے ہیں کہ یہ کرۂ ارض قدیم ہے یا حادث۔ مادیون کہتے ہیں کہ سائنس اور کامل انکشافات سے ثابت ہے کہ حادث ہے۔ شروع میں ایک آتشین گیند تھا۔ آہستہ آہستہ اعتدال حاصل کرتا گیا۔ اور اسپر پپڑی جم گئی اس پپڑی پر سبزی پیدا ہوئی۔ اسکے بعد حیوان بنے اور پھر انسان پیدا ہوئے۔

الہیون کہتے ہیں کہ تمہاری تقریر سے پتا لگتا ہے کہ نوع انسان کرۂ ارض میں حادث ہے۔ قدیم نہیں۔ پس پہلا انسان یقیناً باپ اور ماں نہ رکھتا تھا کیوں کہ نوع انسان کا وجود حادث ہے۔ کیا انسان کا بے باپ اور بے ماں پیدا ہونا خواہ آہستہ آہستہ ہی ہو زیادہ مشکل ہے یا صرف بے باپ کے پیدا ہونا۔ جب تم اس بات کو مانتے ہو کہ پہلا انسان آہستہ آہستہ یا ایک ہی دفعہ بے باپ و بے ماں کے وجود میں آیا تھا تو پھر بلاشبہہ انسان کا بے باپ کے پیدا ہونا بھی ممکن و جائز ہے اسے مستحیل نہیں کہہ سکتے اگر آپ مستحیل کہیں تو بے انصافی ہے۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ آپ اس بات کو تو مانیں کہ یہ چراغ ایک وقت بغیر بتی اور تیل کے روشن تھا۔ اور پھر کہیں کہ بغیر بتی کے جلنا مشکل ہے۔ یہ تو سراسر بے انصافی ہے۔ حضرت مسیح کی تو ماں تھی۔ مگر مادیون کے اعتقاد کے مطابق پہلے انسان کی نہ ماں تھی نہ باپ۔

بے باپ ہونے کی بزرگی اور اسکے نتائج کیا ہیں؟

ایک بزرگوار انسان بزرگوار ہے خواہ وہ بے باپ کے ہو یا باپ سے پیدا ہو اگر بے باپ کے پیدا ہونا بزرگواری کی نشانی ہے تو آدمؑ کل انبیاؤرسل سے بڑا ہے اور برتر ہیں کیوں کہ آپ کا نہ باپ تھا نہ ماں۔ عزت اور بزرگی کا سبب کمالات الہیہ کی تجلیات اور فیوضات ہیں آفتاب مادہ اور صورت سے پیدا ہوا ہے اور یہ دونوں اسکے لئے ماں باپ کے مانند ہیں تاہم آفتاب کمال محض ہے۔ تاریکی نہ مادہ ہی رکھتی ہے نہ صورت ہی۔ نہ اسکا باپ ہے نہ ماں مگر نقص صرف ہے حضرت آدم کی جسمانی زندگی کا مادہ خاک ہے۔ حضرت ابراہیم کی جسمانی زندگی کا مادہ نطفۂ پاک ہے باپ کا ظاہر نطفۂ خاک و جماد سے البتہ بڑھ کر ہے۔ علاوہ ازیں انجیل یوحنا کے پہلے باب کی تیرھویں آیت میں فرماتا ہے۔ "لیکن جتنوں نے اُسے قبول کیا اُس نے انہیں خدا کے فرزند بننے کا حق بخشا یعنے وہ جو اسکے نام پر ایمان لائے وہ نہ خون سے نہ جسم کی خواہش سے۔ نہ انسان کے ارادے سے بلکہ خدا سے پیدا ہوئے یوحنا کی اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حواریوں کے وجود بھی قوۂ جسمانی سے نہیں بلکہ حقیقت روحانیہ سے متولد ہوئے تھے۔ حضرت مسیح اسلئے بزرگ نہیں کہ آپ بے پدر تھے۔ آپکی بزرگی و شرافت خدائی تجلیات۔ ربانی فیوض۔ اور روحانی خوبیاں ہیں۔ اگر حضرت مسیح کی بزرگی آپ کے بے باپ ہونے کے سبب ہو تو آدم کو مسیح سے برتر ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اُن کے باپ اور ماں دونوں ہی نہ تھے۔ تورات میں فرماتا ہے "خداوند خدا نے زمین کی خاک سے آدم کو بنایا اور اُسکے نتھنوں میں زندگی کا دم پھونکا۔ تو آدم جیتی جان ہوا۔" ملاحظہ کریں فرماتا ہے کہ آدم زندگی کا روح سے پیدا ہوا۔ علاوہ ازیں عبارت یوحنا سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ حواری بھی آسمانی باپ سے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ حقیقت مقدسہ یعنے ہر بزرگوار کا وجود حقیقی خدا اور نفخۂ روح القدس سے موجود ہوا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اگر بے باپ کے ہونا انسان کے لئے سب سے بڑی عزت ہے تو آدمؑ سب سے بڑھکر تھے۔ کیونکہ آپکا نہ باپ تھا نہ ماں تھی۔ انسان کا ایک زندہ مادہ سے پیدا ہونا بہتر ہے یا خاک سے؟

البتہ زندہ مادہ سے پیدا ہونا بہتر ہے۔ مگر حضرت مسیح روح القدس سے پیدا ہوئے تھے۔ خلاصہ یہ کہ نفوس مقدسہ اور مظاہر الٰہیہ کی بزرگی و عزت خدائی تجلیات اور ربانی کمالات اور روحانی فیوضات میں ہے۔ اور کسی چیز میں نہیں

تم عالم کے شمعِ روشن ہو جاؤ گے

(نطق مبارک حضرت عبدالبہاء در منزل مبارک پیرس ۲۸ نومبر ۱۹۱۱ء)

آج موسیو در نیفوس کی آواز بیٹھی ہوئی ہے وہ ترجمہ نہیں کر سکتی اس لئے مجبوراً انگریزی میں ترجمہ ہوگا۔ میں مختلف مجالس میں آپ حضرات سے ملاقات اور بات چیت کر چکا ہوں آپ حضرات امر بہائی کی اصل و اساس سے خوب واقف ہو گئے ہیں آپ حضرات اب امر الٰہی کے اسرار سے باخبر ہیں لیکن دوسرے لوگ ابھی تک شبہات میں ہیں کیونکہ انہوں نے امر بہائی کے متعلق کچھ نہیں سنا اور جو کچھ باتیں سُنی ہیں وہ اکثر بے اصل ہیں اور وہ امر بہائی کی اساس نہیں ہیں۔ اگرچہ بعض روایات ٹھیک ہیں لیکن بیشتر درست نہیں ہیں دین اللہ کی اساس وہی ہیں جو میں نے اپنے بیانات میں ذکر کی ہیں ایک ایک اساس کی تفصیل کر چکا ہوں۔

المختصر۔ آپ حضرات کو حضرت جمال مبارک (بہاء اللہ) کی تعلیمات پر عمل کرنا چاہیئے تاکہ تمام لوگ تعلیمات جمال مبارک کے آثار آپ حضرات کے نمایاں دیکھیں اور آپ کو ایسی کوشش کرنی چاہیئے کہ بعد دنیا تمام عالم پر چھا جائے ابدی زندگی کی روح نفوس انسانی میں پھونکدیجائے یقین رکھو کہ دم روح القدس تمہاری تائید کریگا۔ تمام روئے زمین کے رہنے والے بھی اگر تمہارے خلاف اُٹھ کھڑے ہوں تو بھی مضطرب نہ ہو غمگین نہ ہو۔ نادانوں کی ریشہ دوانیوں سے دلگیر نہ ہو حضرت مسیح کے سر پر جب کانٹوں کا تاج رکھا گیا تو اسوقت بھی آپ تمام بادشاہوں کے تاج کو کانٹوں کے تاج کی سامنے خاشع خاضع سجدہ کنان دیکھنا چاہتے یہی بات ہے جو آپ فرما رہے تھے کہ میں تخت عزت و قدرت کے بائیں طرف بیٹھونگا" اب میں تم سے کہتا ہوں کہ اس بات کو یاد رکھو تمہاری روشنی آفاق عالم کو گھیر لیگی تمہاری قوت عالم کی تمام قوتوں پر غالب ہو جائیگی۔ تمہاری روحانیت تمام چیزوں میں اثر کر جائیگی تم عالم کے شمع روشن ہو جاؤ گے۔ کیسی ہی تاریکیاں ہوں تمہاری نورانیت کا مقابلہ نہیں کر سکینگی میں جو تمہیں یہ وعدہ دیرہا ہوں یہ وعدہ الٰہی ہے یقین رکھو۔ اور خدا کی قوت کے سہارے کھڑے ہو جاؤ۔ والسلام۔

©Afnan Library Trust, 2026

تذکرۃ الوفاء

وفادارانِ عشق کا تذکرہ

ابتداء دسمبر ۱۹۲۵ء میں میں اپنے تبلیغی سفر کے دوران میں بمبئی وارد ہوا۔ امر مبارک کے متعلق نئی کتاب جو مجھے ملی وہ مندرجہ عنوان ہے اسکی زیارت سے جس قدر مسرت ہوئی وہ اندازہ بیان سے باہر ہے۔ یہ کتاب ۱۹۱۵ء میں حضرت عبدالبہاء روحی لہ الفداہ کی زبان مبارک سے بطور لیکچر صادر ہوئی تھی۔ جو ساتھ کے ساتھ لکھی گئی تھی۔ قبل صعود مبارک جناب آقا محمد حسین صاحب کہربائی کو اذن مبارک حاصل ہوا کہ وہ اسے طبع کرا کر شائع کریں چنانچہ محفل مقدس روحانی حیفا کے اجازت سے یہ کتاب مبارک جنوری ۱۹۲۴ء میں چھپکر شائع ہوگئی۔

جو وقت یہ کتاب مجھے ملی میں نے اسوقت تہیہ کرلیا تاکہ اسے ترجمہ کرکے باقساط ناظرین کوکب ھند کی روحانی غذا کے لئے پیش کرونگا اور بعد میں اگر خدا چاہے بصورت کتاب عام طور پر شائع کردیا جائے۔

آج ترجمہ کی پہلی قسط حاضر خدمت ہے۔ لیکن ایک بات قابل گذارش ہے کہ یہ ترجمہ لفظی ترجمہ نہیں کہلا سکتا۔ اگرچہ بیشتر لفظی ترجمہ ہے مگر بعض مقامات پر لفظی ترجمہ اتنا مشکل ہے کہ میں خیال کرتا ہوں کہ دلنشین بیان اس کی متحمل نہیں ہوسکتی۔ اس لئے ایسے مقامات پر عموماً بلندی عبارت اور رنگینیٔ مضمون سے قطع نظر کرکے حاصل مطلب لکھدیا گیا ہے۔ مگر ایسے مقامات تھوڑے ہیں۔ (مہر محمد خان شہاب)

جناب نبیل اکبر آقا محمد قائنی

نجف اشرف کے مشہور مجتہد شیخ مرتضیٰ کے دائرہ میں ایک بے نظیر شخص مسمی آقا محمد قائنی تھے۔ جو آخر کار حضرت بہاء اللہ کی زبان مبارک سے نبیل اکبر کے لقب سے ملقب ہوئے۔ یہ شخص جلیل اس مشہور مجتہد کے حلقہ تلامذہ میں سب سے فوقیت رکھتے تھے لہذا سب سے مستثنیٰ ہوکر صرف انہیں کو اجتہاد کی اجازت حاصل ہوگئی۔ کیونکہ شیخ مرتضیٰ مرحوم کسی کو اجازت نہیں دیا کرتے تھے علاوہ بریں آقا محمد قائنی کو تمام فنون مثلاً حکمت اشراق اور مطالب عرفا۔ اور معارف شیخیہ اور فنون ادبیہ میں مہارت تامہ حاصل تھی جامع حیثیات تھے۔ اور دلائل روشن رکھتے تھے۔ جب انوار ہدایت سے منور ہوئے۔ اور انکا شام نفحات قدس سے معطر ہوا تو پھر شعلہ رحمانی اور سراج نورانی ہوگئے اور ایسا وجد وطرب اور ایسا عشق وشغف پایا کہ دریا کی طرح پرجوش ہوگئے۔ دریا کے عشق کے نہنگ کی مانند پر خروش ہوگئے۔

اور جب انہیں شیخ مشارٌ الیہ سے نہایت خوبی کیساتھ اجتہاد کی اجازت مل گئی تو نجف سے بغداد کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں شرف لقاء حضرت بہاء اللہ سے مشرف ہوئے۔ اور شجرہ مبارکہ سینا سے اقتباس انوار کرکے ایسے ہیجان میں آئے کہ دن اور رات کے آرام کو بھول گئے۔

ایک دن یہ بزرگ برآمدہ میں کمال ادب کیساتھ حضرت بہاء اللہ کے حضور میں زمین پر بیٹھے تھے کہ اسی اثناء میں حاجی میرزا حسن عمو مجتہدین کربلا کے معتمد فخر الدولہ زین العابدین خان کے ساتھ وارد ہوئے

حاجی مذکور نے دیکھا کہ حضرت نبیل اکبر زمین پر ادب سے دوزانو نہایت خضوع خشوع کے ساتھ بیٹھے ہیں تو انہیں بہت تعجب ہوا۔ آہستہ سے پوچھا کہ "آقا" آپ یہاں کیا کرتے ہیں۔ جناب نبیل اکبر نے فرمایا بیٹھا ہوں۔ وہی کام کرتا ہوں جس کے لئے آپ آئے ہیں۔ بہرحال ان لوگوں کو بہت تعجب ہوا کیونکہ یہ بات مشہور تھی کہ نبیل اکبر سب مجتہدین میں سے ممتاز اور شیخ جلیل مرتضیٰ کے معتمد عظیم ہیں۔ بعد میں حضرت نبیل اکبر عازم ایران ہوئے۔ اور اقلیم خراسان میں پہنچے۔ ابتداء میں قائن کے امیر "میر علم خان" نہایت ادب واحترام سے پیش آئے۔ اور ان کی تشریف آوری کو بڑی عظمت وعزت سمجھا۔ کہ ہر ایک شخص کو گمان تھا کہ امیر کو جناب فاضل سے ساتھ عشق اور دلی تعلق ہے۔ کیوں کہ وہ آپکی فصاحت وبلاغت کا مفتون اور آپکے علوم وفنون کا مجنون تھا۔ جب یہ حالت ہو تو ظاہر ہے کہ دوسرے لوگ آپ کا کس قدر احترام کرتے ہوں گے۔ کیوں کہ الناس علی دین ملوکھم

حضرت نبیل اکبر اس عزت واحترام کے ساتھ ایام بسر کر رہے تھے۔ مگر محبت اللہ کا شعا بجھا نہ تھا کہ کتمان حقیقت کرتے۔ محبت کے جوش وخروش نے معاملہ کو بے نقاب کردیا۔

ہزار جہد بکردم کہ سر عشق بپوشم
نبود بر سر آتش میسرم کہ بخوشم

کسطرح راز عشق ہمارا عیاں نہو؟
ممکن نہیں کہ آگ جلے اور دھواں نہو؟

آپکے موم سے خطہ قائن روشن ہوگیا۔ بہت سے لوگوں کو تبلیغ کی لیکن آپ اس نام سے وہاں بہت مشہور ہوگئے تو علماء حسود نفاق وشقاق پر کمر بستہ ہوکر طہران میں مخبریاں کرنے لگے۔ ناصر الدین شاہ انتظام کے لئے آمادہ ہوگیا۔ اور امیر قائن بادشاہ کے خوف سے قعر ذل پر تل گیا۔ تمام شہر میں دلولہ مچ گیا اور ایک فتنہ عظیم رونما ہوا۔ سب لوگ بگڑ گئے اور مقابلہ پر آمادہ ہوگئے۔ لیکن سرگشتہ وسودائی عشق ودلدادہ وشیدائی حق ذرا بھی مضطرب نہوا سب کا جواب دینے پر کمر بستہ ہوگیا۔ آخر جب اس واقف سر مکنون کو قائن سے شہر بدر کردیا تو آپ طہران کی طرف روانہ ہوگئے۔ اور مال واسباب سب جاتا رہا۔ طہران میں سپاہی دست درازیاں کرنے لگے۔ اور جلاد آپ کی تلاش میں تھے۔ اور چاؤش ہر کوچہ وبازار میں اسی سوچ میں تھے کہ ان کو پائیں۔ تو سزا دیں اور شکنجہ میں کس دیں آپ کبھی مظلوموں کی آہ کی طرح بلندی پر چڑھتے اور کبھی ستمدیدگان کے آنسوؤں کی طرح پستی ونشیب میں پناہ لیتے تھے۔ آپ نے مجبور ہوکر سر سے عمامہ اتار کر کلاہ پہن لیا کہ جاسوس آپکو پہچان کر ظلم وستم نہ کریں۔

اِدھر تو یہ حال تھا اُدھر کمال ہمت خاموشی سے سلسلہ نشر نفحات الٰہی میں مشغول اور ..... حج وبراہین کے بیان کرنے میں مصروف تھے یہ سراج نورانی اور شعلہ رحمانی ہمیشہ سے حکومت جبکی تلاش میں تھی۔ اور لوگوں میں جسکے متعلق چہ میگوئیاں ہورہی تھیں۔ لہذا آپ بخارا اور عشق آباد کی طرف تشریف لے گئے اور اس حطیہ میں بیان اسرار الٰہی میں مصروف ہوگئے۔

اگرچہ شمع کی طرح پگھل رہے تھے۔ مگر ان صدمات وبلیات نے آپ کو پژمردہ اور افسردہ نہیں کیا۔ بلکہ روز بروز آپکی روشنی اور کیف میں ترقی تھی۔ آپ زبان ناطق تھے اور روحانیات کے طبیب حاذق ہر درد کا درمان تھے۔ اور ہر زخم کا مرہم دل وجان آپ اہل حکمت اشراق کو قواعد اشراق کے ذریعہ ہدایت کرتے تھے اور عارفوں کے لئے اور کشف شہود کے ذریعہ ظہور حق کا ثبوت پیش فرماتے تھے۔ اعاظم شیخیہ کو شیخ وسید مرحوم کی صریح عبارات سے مطمئن کرتے تھے۔ اور فقہا کے لئے آیات قرآن اور احادیث ائمہ ہدیٰ سے استدلال کرتے تھے۔ لہذا آپ پر دردمند کافوری درمان اور ہر مستمند کے لئے فیض کامل تھے بخارا میں انواع واقسام صدمات میں مبتلا ہوگئے۔ آخر غربت میں یہ کاشف راز۔ ملکوت بے نیاز کو صعود کرگیا۔ آپ نے ایک رسالہ اثبات امر بہائی میں نہایت بلاغت سے لکھا تھا۔ جس میں بہت سے دلائل وبراہین۔ قاطعہ درج تھے۔ لیکن وہ رسالہ دوستوں کے پاس نہیں ہے مجھے امید ہے کہ یہ رسالہ مل جائیگا اور علماء وفضلاء کے لئے باعث تنبیہ ہوگا۔

خلاصہ یہ ہے کہ چند متصاعد الی اللہ اس دار فانی میں بلایای نامتناہی کا مورد تھا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ سب مشائخ عظام مثلاً شیخ مرتضیٰ۔ اور میرزا حبیب اللہ۔ وآیت اللہ خراسانی اور ملا اسداللہ مازندرانی مشائخ سلف ثلث بے نام ونشان اور محو ونابود ہوجائیں۔ تو ہوجائیں جنکا نہ اثر باقی ہو نہ ثمر نہ ان کا ذکر ہو نہ خبر لیکن حضرت نبیل اکبر کا روشن ستارہ ابد تک عزت ابدیہ کے افق پر روشن رہیگا۔ کیونکہ آپ ہمیشہ امر مبارک پر ثابت اور اور خدمت میں مشغول تھے۔ لوگوں کو تبلیغ کرتے تھے اور نشر نفحات میں مصروف رہتے تھے۔

یہ واضح ہے کہ ہر عزت جو امر الٰہی کے سایہ میں نہیں عاقبت ذلت ہے اور ہر راحت جو سبیل الٰہی میں نہیں آخر زحمت ہے۔ اور ہر ثروت بالاخر فقر ومسکنت ہوجائیگی؟

فی الحقیقت حضرت نبیل اکبر آیت ہدیٰ تھے۔ اور

صحیفہ آئندہ کے حال میں ملاحظہ ہو۔

©Afnan Library Trust, 2026

آیت تقوٰی - امر بہائی میں جانفشانی کرتے تھے اور جانفشانی میں کامرانی دکھاتے تھے - عزت دنیا سے ہاتھ دھوکر اور مسند جاہ و غنا سے آنکھ بند کرکے ہر قید سے فارغ اور ہر فکر سے خالی تھے آپ عالم و فاضل تھے جمیع فنون میں ماہر آپ مجتہد بھی تھے - اور حکیم بھی - عارف بھی تھے اور کاشف اسرار بھی علوم و فنون ادبی میں فصیح و بلیغ اور بے مثل بولنے والے تھے - آپ جامع الکمالات انسان تھے - الحمد للہ آپ کا خاتمہ بھی نہایت اچھا اور خدا کی مہربانی کے مطابق ہوا - آپ پر خدا کا نور تابان ہو - اور خدا آپ کے مرقد کو اپنی ملکوتی روشنی کے انوار تابان کے ساتھ روشن کرے اور آپ کو اپنی جنت لقا میں داخل فرمائے اور ہمیشہ ملکوت ابرار میں غریق بحر انوار رکھے ۔ ؟

امر بہائی اور تعلیم نسواں

نوع بشر کا نصف حصہ جو "عورت" کے نام سے موسوم ہے دولت سرمدی اور عزت ابدی یعنی علم سے محروم چلا آتا ہے - اور وہی اپنے ہم جنسوں یعنے مردوں کے ہاتھوں کیا ظلم عظیم اور جفائے مبین نہیں کس قدر حیرت کی بات ہے کہ وہ لوگ جو آج دنیا کو تعلیم کیطرف دعوت دیتے ہیں انکی زبان سے بھی بارہا سنا گیا کہ عورتوں کو وہ تعلیم دینی چاہیئے جو مردوں کو دینی چاہیئے - اور آج سے کچھ عرصہ قبل تو عورتوں کو محض تاریکی میں رکھا جاتا تھا یا اگر بہت مہربانی کی گئی تو معمولی مذہبی واقفیت کا ہم پہنچا دینا عورتوں پر احسان عظیم سمجھا جاتا تھا - یہ جرات بہت کم لوگوں کو ہوتی تھی کہ وہ ان محدود حدوں سے آگے بھی ترقی کر سکیں اگر کوئی شخص تعلیم نسواں کا خیال ظاہر کرتا تو مذہب کے نام سے ہزاروں لوگ اسکی ہمت شکنی کے لیے کھڑے ہو جاتے تھے -

غرض عورتوں کو تعلیم دینا اور اعلیٰ تعلیم دینا ممنوع تھا یا کم از کم غیر مستحسن اور مذہب کے ارکان میں حادثۂ عظمیٰ اور عورت کے نسوانیت کے خلاف سانحہ کبریٰ خیال کیا جاتا تھا لیکن امر بہائی نے اذن عام دیدیا کہ عورتوں کی تعلیم بھی اسی قدر اسیطرح اسی شان سے ہونی چاہیئے - جس قدر جس طرح جس شان سے مردوں کی تعلیم ہو - کوئی وجہ نہیں کہ مردوں کو تعلیم دیجائے یا کسی خاص قسم کی دیجائے اور عورتوں کو محض عورت خیال کر کے علوم و فنون سے محروم رکھا جائے - ضروری ہے کہ جو جو موانع عورت کی تعلیم میں ہوں ان کو بالکل زائل کر دیا جائے - عورت و مرد عالم بشر میں برابر کے حصہ دار ہیں جسم انسانیت کے دو بازو ہیں بغیر ایک دوسرے کے اوج ارتقا کی طرف پرواز نہیں کر سکتے -

وقت آگیا ہے کہ عورت کا فریضہ قرن سے مغصوبہ حق اسکو دیدیا جائے اور انسان کے دامن انسانیت پر اس ظلم صریح سے جو داغ نمایاں طور پر نظر آرہا ہے اس کو دور کر دیا جائے امر بہائی بصوت بلند ندا کرتا ہے -

اے عالم نسوان! علم و ادب کے زیور سے آراستہ ہو کمالات انسانیہ میں مردوں کے (بقیہ مضمون صفحہ ۱۰ کے کالم ۳ پر پڑھئے)

ازالۂ اوہام

ایک محقق مسلمان ماہر احمدیہ لٹریچر کی قلم سے

احمدی } حضرت میرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۶۸۳ پر فرماتے ہیں:

"اور ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس وقت جو ظہور مسیح موعود کا وقت ہے - کسی نے بجز اس عاجز کے دعوے نہیں کیا کہ میں مسیح موعود ہوں بلکہ اس مدت تیرہ سو برس میں کبھی کسی مسلمان کی طرف سے ایسا دعوے نہیں ہوا کہ میں مسیح موعود ہوں ہاں عیسائیوں نے مختلف زمانوں میں مسیح موعود ہونے کا دعوے کیا تھا" (نیز دیکھو رسالہ "نشان آسمانی" صفحہ ۱۷ اور خطبۂ الہامیہ)

محمدی } (۱) واضح ہو کہ اس مدت تیرہ سو برس میں بعض مسلمانوں نے "مسیح موعود" ہونے کا دعوے کیا تھا - جیسا کہ حکیم خدا بخش صاحب احمدی نے اپنی کتاب "عمل مصفّٰے" حصہ دوم کے صفحہ ۱۲۵ و ۱۲۶ پر لکھا ہے

(۱) دسویں صدی ہجری میں شیخ محمد خراسانی نے دعوے کیا کہ میں عیسےٰ بن مریم ہوں جس کے آنے کا احادیث نبویہ میں وعدہ دیا گیا ہے -

یہ تو میرزا صاحب کے ایک مرید کی شہادت ہے - جو میرزا صاحب کے اس دعوی کو غلط ٹھہراتی ہے کہ اس مدت تیرہ سو برس میں کبھی کسی مسلمان کی طرف سے ایسا دعوے نہیں ہوا کہ میں مسیح موعود ہوں)

اب خود میرزا صاحب کی گواہی اپنے ہی خلاف ملاحظہ فرمائیے -

(۲) خود جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے "حقیقۃ الوحی" کے صفحہ ۳۴۰ پر لکھا ہے :

"صاحب مجمع البحار کے زمانہ میں بعض ناپاک طبع لوگوں نے محض افترا کے طور پر مسیح اور مہدی ہونے کا دعوے کیا تھا (بالفاظہ)

دوسری شہادت جو میرزا صاحب کے تمام سرمایہ کو ضائع کرتی ہے وہ ہے جس کے سامنے جناب میرزا صاحب اور افراد جماعت احمدیہ سر بگریباں ہیں -

(۳) رسالہ "میرزا غلام احمد صاحب کی تقریروں کا مجموعہ" یا "لیکچر لاہور" مطبوعہ ۱۹۲۴ء در زیر ہند پریس امرتسر) کے صفحہ ۶۴ پر لکھا ہے کہ جناب میرزا صاحب نے فرمایا :-

"آج پرچہ پیسہ اخبار ۷ اگست ۱۹۰۴ء کے پڑھنے سے مجھے معلوم ہوا کہ حکیم میرزا محمود نامی ایرانی لاہور میں فروکش ہیں وہ بھی ایک مسیحیت کے مدعی کے حامی ہیں کا دعوے کرتے ہیں اور مجھ سے مقابلہ کے خواہش مند ہیں (نیز دیکھو اخبار فاروق ۱۷ اپریل ۱۹۲۴ء صفحہ ۸)

نوٹ اس جگہ میرزا صاحب نے جناب بہاء اللہ کو "ایک مسیحیت کے مدعی" کے نام سے یاد کیا ہے -

احمدی } بہائی لوگ جناب بہاء اللہ کو مسیح ظاہر کرتے ہیں - حالانکہ بہاء اللہ مسیح ہونے کا مدعی نہ تھا اور رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ مارچ ۱۹۲۵ء صفحہ ۲۱)

محمدی } معلوم نہیں کہ یہ بات آپ کس منہ سے کہتے ہیں حالانکہ احمدیہ لٹریچر کے مطالعہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جناب بہاء اللہ مسیح موعود ہونے کے مدعی تھے جیسا کہ ذیل میں ثابت کیا جاتا ہے -

(۱) اخبار "الحکم" جلد ۸ مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۴ء کے صفحہ ۴ پر ایک "احمدی گجراتی" کے الفاظ یوں درج ہیں

"بہاء اللہ جس نے مسیح موعود ہونے کا دعوی ۱۲۶۹ھ میں کیا وہ ۱۳۰۹ھ تک زندہ رہا اور آخر دم تک اسی دعوی پر قائم رہا اور اپنے تئیں مہبط روح الٰہی بتاتا رہا"

(ب) انجمن احمدیہ لکھنؤ کے ٹریکٹ مسمّٰی بہ "مصنفین کی گرفتاری" مطبوعہ ۱۹۲۴ء مطبع نور المطابع لکھنؤ کے صفحہ ۴ پر لکھا ہے -

"صفائی بیان کے لئے پہلے باب اور بہاء اللہ کی تعلیم کا لب لباب میں اوپر ظاہر کر چکا ہوں ... کہ ہم خود صاحب شریعت ہیں صاحب شریعت ہونے کی حیثیت میں ہم مہدی اور مسیح ہیں"

(ج) اخبار "الفضل" مورخہ ۳۰ مارچ ۱۹۲۵ء کے صفحہ ۷ و ۸ پر مولوی محمد یار صاحب احمدی کے "لیکچر لاہور" والی عبارت ..... میں میرزا حسین علی صاحب ایرانی کے دعوی مسیحیت کا اقرار ہے"

(د) قاضی ظہور الدین صاحب احمدی (دائمل) اپنی کتاب "ظہور المہدی" کے صفحہ (۱۵۰) کے حاشیے پر لکھتے ہیں -

بہاء اللہ باب "مدعی مسیحیت"

(ہ) اخبار "الفضل" - جلد ۱۲ نمبر ۷۸ مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۲۵ء کے صفحہ ۷ کے کالم نمبر ۲ میں لکھا ہوا ہے -

"یہ امر بھی قابل غور ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی دعوے کیا اور میرزا حسین علی (ایرانی) کے دعوے کی موجودگی میں کیا"

(نوٹ) مندرجہ بالا پانچ تحریروں سے یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہوتی ہے کہ جناب بہاء اللہ نے مسیح موعود ہونے کا دعوے کیا -

اور میرزا صاحب قادیانی کا یہ فرمانا کہ مجھ سے پہلے کسی نے دعوے نہیں کیا باطل ہو گیا - +

باقی باقی

(بقیہ مضمون صفحہ ۱۰ کے کالم ۱ کا)

دوش بدوش ہو جا اپنا مغصوبہ حق حاصل کر -

اے عالم نسوان! علوم و فنون کی دولت عظمیٰ سے مالا مال ہو یا کیزہ اکتسابات سے بہرہ ور ہو اور اس نعمت کبریٰ کو اپنی نسلوں میں متوارث چھوڑ اور عالم انسانی کی ابدی فلاح کا ذریعہ بن - یہ ہے موہبت ربانی - یہ ہے رحمت ربانی - یہ ہے حیات غیر فانی - یہ ہے سرمایہ جاودانی -

©Afnan Library Trust, 2026

دلچسپ معلومات

ایک مغربی ماہر طب نے دل کی برقی لہریں معلوم کرنے کا ایک آلہ تیار کیا ہے جس کا نام (الیکٹر کارڈیو گراف) رکھا ہے اس نے فی الحال تجربہ کی غرض سے اس کا ایک نمونہ تیار کیا ہے یہ آلہ اتنا ہلکا پھلکا ہے کہ جہاں چاہو اٹھا کر لیجاؤ گو دل کی برقی لہریں معلوم کرنے کا طریقہ اس سے پہلے بھی رائج ہے مگر اس کے واسطے کسی نے ابتک آلہ ایجاد نہ کیا موجد حال نے اس ضرورت کو بھی رفع کر دیا یہ آلہ دل کی برقی لہروں کو بڑی کر کے دکھاتا ہے۔ اور خوب نمایاں طور پر ظاہر کرتا ہے۔ اور نہایت آسانی سے اس کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔ موجد کا بیان ہے کہ یہ آلہ زیادہ قیمت کا نہیں ہے

حال میں ایک برقی آلہ تیار کیا گیا ہے جو اسقدر تیز حس ہے۔ کہ اگر سگرٹ کا دھواں بھی اس کے سامنے سے گذر جائے تو بہت زور سے چیخ مارتا ہے اور گھر والوں کو چور کی آمد کی خبر دیتا ہے یہ اس کام میں بڑے کام کی چیز ہے کہ اگر چور کا سایہ بھی اس کے سامنے سے گذرے تو یہ چیخ کر چور کا پتہ بتا دیتا ہے یہ نلکی عجیب و غریب ہے۔ اس کے ذریعہ لاکھوں کوس دور آسمانی سیاروں کا شمار بھی ہو سکتا ہے اور سیاروں کی پیمائش بھی ہو سکتی ہے موجد نے مقیاس الحرارت کی نلکی کے ساتھ فوٹو کے برقی سیل خانہ کو ملا دیا ہے اول الذکر حرارت کا پتہ دیتا ہے اور موخر الذکر روشنی کو برقی میں تبدیل کرتا ہے دیکھنے میں یہ نلکی معلوم ہوتی ہے لیکن جب برقی لہریں اسپر پڑتی ہیں تو اس سے کروعمل ظہور میں آتی ہیں۔

ایک امیر نے کولمبا کے بنک میں دس ڈالر یعنی (۲ پونڈ) جمع کیے ہیں یہ رقم ایک ہزار برس تک بنک میں جمع رہیگی اور اسکا سود ساتھ کے ساتھ اصل میں جمع ہوتا رہیگا نتیجہ یہ ہوگا کہ رقم بڑھتی جائیگی حتی کہ ایک ہزار برس کے بعد اسکا میزان (۵۳۷۴۲۳۹۵۲۸۲۴۳۲۹) ڈالر یعنی ۷۴۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰ پونڈ ہو جائے گی اس کے بعد اسکو ایک منتخب قومی جماعت کے ذریعہ سے صرف کیا جائیگا۔ یہ ملحوظ رہے کہ یہ رقم دو پونڈ بڑھتے بڑھتے ایک ہزار برس کے بعد اتنی بڑی رقم بنجائیگی جو گذشتہ جنگ عظیم کے مصارف سے ایک ہزار گنا زیادہ ہوگی

سنہ عیسوی میں کوئی صدی دو بدھ ،، جمعہ یا اتوار سے شروع نہیں ہوئی کسی سال کی جنتری بیسویں برس صحیح طور پر استعمال ہو سکتی ہے۔ اکتوبر کی یکم کو ہمیشہ وہی دن ہوگا جو جنوری کی یکم کو ہوگا ستمبر اور دسمبر کی پہلی تاریخ ایک ہی دن واقع ہوں گی۔

فروری مارچ نومبر تینوں مہینے ہر سال ایک ہی دن شروع ہوتے ہیں اور ان میں کبھی مخالفت نہیں ہوتی

حال میں لندن کی بائبل سوسائٹی کے ایک رکن پادری روم صاحب جنوبی و مرکزی افریقہ کے سفر سے واپس آئے ہیں پادری صاحب نے اس علاقہ میں ۲۳ ہزار میل کا سفر کیا اور اس میں ڈھائی سال کی مدت صرف ہوئی۔ بعض ایسے علاقوں میں تشریف لے گئے جہاں اس سے قبل کسی انگریز کے قدم نہیں پہنچے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ علاقہ کانگو کا ایک شخص میری ملاقات کو آیا۔ اس کے ہمراہ ۱۷۶ بیویاں بھی تھیں یہ اپنی قوم کا بادشاہ تھا مگر مقابلۃً غریب اس علاقہ میں بیویاں خریدی جاتی ہیں۔ اسکا والد مالدار آدمی تھا چنانچہ اسکی دو ہزار بیویاں تھیں یہاں طلاق کا رواج نہیں ہے جب کوئی شخص اپنی بیوی سے اکتا جاتا ہے تو اسکو نکال باہر کرتا ہے۔ لیکن بعض علاقوں میں مستورات کا درجہ بلند ہے اور اُن کے شوہر اُن سے خائف رہتے ہیں علاقۂ کانگو میں مردم خوری اب بھی باقی ہے چنانچہ پادری روم صاحب کے ایک قلی کو حبشی پکڑ لے گئے اور چٹ کر گئے۔

امریکہ میں ایک مشین جاری ہوئی ہے جو بوتلیں اور مرتبان بھرتی اور مہر لگاتی اور لیبل چسپاں کرتی ہے۔ تمام کام نہایت عمدگی اور نفاست سے ہوتا ہے۔ اور رفتار کی یہ حالت ہے کہ ایک منٹ میں ۱۲۰ بوتلیں اور مرتبان بھرے جاتے ہیں اور اُن پر مہر وغیرہ لگ جاتی ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ ناقص خراب اور پیڈول بوتلیں یہ مشین خارج کر دیتی ہے۔ اور مقررہ تعداد سے ایک قطرہ زیادہ نہیں بھرتی بوتلیں بھر جانے کے بعد مشین کے دوسرے حصہ میں منتقل ہو جاتی ہیں جہاں مہر لگتی اور لیبل چسپاں ہوتے ہیں۔

جب صنعت برق کی عمر ۲۰ سال کی تھی اسوقت اس کے سرمایہ کی مجموعی میزان ایک کروڑ پاؤنڈ تھی ریڈیو کا تعلق بھی خاندان برق سے ہے اور اسکی عمر ہنوز ۴ سال سے زائد نہیں ہے لیکن اسکے سرمایہ کی مجموعی میزان ایک کروڑ ۶۰ لاکھ پونڈ ہے۔

حال میں نیویارک (امریکہ) میں ایک کتاب کی نمائش ہوئی ہے خیال کیا جاتا ہے کہ دنیا میں یہ سب سے بڑی کتاب ہے اس کتاب کے ایک صفحہ کا طول ۵ فٹ اور عرض ۷ فٹ ہے۔

دنیا کا طویل ترین ریلوے پلیٹ فارم بمقام میا نچسٹر وکٹوریا اسٹیشنوں کے درمیان تعمیر کیا گیا ہے۔ اس پلیٹ فارم کا طول دو ہزار ایک سو پچہتر (۲۱۷۵) فٹ ہے۔

حال میں ایک عجیب و غریب مچھلی دریافت کی گئی ہے جو سمندر کے انتہائی نشیب میں اپنی زندگی بسر کرتی ہے فطرت نے اس مچھلی کی قیام گاہ کی تاریک فضا کو روشن کرنے کے لئے اسے دو قدرتی شمعیں عطا کی ہیں جنھیں وہ اپنے لہراتے ہوئے بازوؤں پر قائم رکھتی ہے اور اطراف کی فضا کو منور رکھتی ہے۔

جزائر برطانیہ میں ایک سال میں (۶۶۰۰) ایکڑ سمندر میں شامل ہو گئے اور اسکے معاوضے میں اسے سمندر سے (۴۸۰۰) ایکڑ زمین حاصل ہوئی ہے۔

اخبارِ اخیار

تائید الٰہی دستگیر ہے۔ اخبار روحانی پُرجوش ہیں۔ خدمت امر اللہ میں مصروف ہیں۔ عالم انسانی کی بہبودی میں کوشاں ہیں۔ نفحاتِ قدس سے دنیا کو تازہ کر رہے ہیں۔

ہمارے روحانی بھائی سید غلام مرتضیٰ علی صاحب سکریٹری محفل مقدس روحانی رنگون سے تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت محترم علامہ سید مصطفےٰ رومی زید مجدہم رنگون سے کنجانگون تشریف لیگئے اور نوروز کی تقریب سعید احبار کنجانگون کے ساتھ منائی۔ امید ہے کہ حضرت سیدنا المحترم اور احبار کنجانگون نے ہم خدام اور تمام احبار کرام کو دعا و مناجات میں ضرور یاد کیا ہوگا۔

جناب برادر مکرم عباس علی صاحب بٹ عنقریب رنگون سے دہلی آنے والے ہیں یہ وہی برادر محترم ہیں جو کوکب ہند میں تراجم دیکر ہمیں ممنون فرما چکے ہیں اور آجکل مفاوضات حضرت عبد البہاء کا ترجمہ جو شائع ہو رہا ہے وہ بھی جناب ہی کی محنت و محبت کا ثمرہ ہے۔ بارک اللہ لہم فیما یحب و یرضیٰ

دوستان کراچی میں سے جناب آغا اسفندیار بختیار مع جناب آغا ذبیح اللہ مایح کی درمیانی تاریخوں میں دہلی تشریف لائے۔

جناب آغا ذبیح اللہ رنگون جا رہے تھے۔ جناب آغا اسفندیار بختیار بھی کلکتہ تک انکے ہمراہ تشریف لیگئے پھر کراچی کو واپس ہوتے ہوئے بھی دہلی ٹھہرتے ہوئے گئے۔

احبار دہلی کے لئے نہایت مسرت و امتنان کا باعث ہوا ع اے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی



ایک باتصویر فارسی مجلہ ہے جو فضلاء شرق و غرب کے علمی ادبی فلسفی اجتماعی۔ مضامین بلیکہ بہترین اسلوب کے ساتھ ۶۴ صفحہ پر ماہوار برلن سے نکلتا ہے ؛ اس رسالہ میں ملل شرقیہ اسلامیہ کی اصلاح اخلاق اجتماعی اور مغربی اقوام کی ترقی کے راز پر مفید عام مضامین زیر بحث آتے رہتے ہیں ؛

آپ اگر عملی طور پر معارف عمومی سے دلچسپی رکھتے ہیں اور زبان فارسی کی ترقی و وسعت دیکھنا چاہتے ہیں تو اس رسالہ کی خریداری سے دریغ نہ فرمائیے۔

"ایران شہر" کی خریداری آپ کی اسلام دوستی معارف پروری عالم فضل عرفان کی بڑی خدمت ہے ؛

کیجئے

"ایران شہر" کے متعلق تمام قسم کی معلومات مندرجہ ذیل پتہ سے حاصل

پتہ

؛ میرزا علی محمد خان بنیلی پروفیسر سن جوزفس کالج بھوبازار سٹریٹ ۶۹ کلکتہ ؛

Prof. A.M. NABILI
JOSEPH'S COLLEGE. CALCUTTA.

©Afnan Library Trust, 2026

قیمت سالانہ شاملہ رجسٹری
ششماہی ۸۰۰ عام

کوکب ہند دہلی

یہ اخبار تمام بنی نوع میں اتحاد و محبت کا وکیل ہے (ہیرلڈ آف دی ایسٹ) اپنے مخصوص مبحث میں ایک خلاقی جدت رکھتا ہے (آگرہ اخبار آگرہ) ہندوستان میں یہ ہی ایک اردو اخبار ہے جو بانی یا بہائی فرقہ کی تعلیم و اشاعت کے لئے بڑی سنجیدگی و متانت سے ایڈٹ کیا جاتا ہے بہائی فرقہ کا اصول یہ ہے کہ تمام مذاہب میں صداقت موجود ہے اور اسی صداقت کو لیکر بنی نوع انسان متحد ہو سکتے ہیں اور انکو متحد ہونا چاہیئے (حنیف لدھیانہ) کوکب ہند کے مضامین نہایت سنجیدہ صاف اور دلنشیں انداز میں لکھے جاتے ہیں اور مناظرہ کا وہ ناخوشگوار پہلو جو دلشکنی کی حد تک منجر ہوتا ہے اس میں بالکل نہیں پایا جاتا اس میں شک نہیں کہ بہائی اصول دنیا میں امن و سکون پھیلانا چاہتے ہیں۔ ہر ذی فہم کے لئے قابل قبول ہیں اور یہی اسکی وہ خصوصیت ہے جسنے اہل مغرب کے بعض ذی ہوش دماغوں کو اپنی طرف جذب کر لینے میں کامیابی حاصل کر لی ہے۔ (نگار بھوپال) کوکب ہند کے اراکین وہی لائق ہستیاں ہیں جو پہلے قادیان میں ممتاز تھیں چوں کہ یہ میرزائی مشین سے خوب واقف ہیں۔ جو بات کہتے ہیں خوب پتہ کی ہوتی ہے (تائید اسلام) لاہور۔ کوکب ہند اپنی تبلیغ میں جان توڑ کوشش کرتا ہے لیکن بحکمتہ فرقہ میرزائیہ کی لاجواب تردید کرتا ہے لیکن نہ بطریق نفرت (محمدی دہلی) کوکب ہند کے (چبھتے مضامین قابل دید اور ایسے زبردست دلائل و براہین سے مملو ہوتے ہیں کہ اس کے جواب میں قادیانی پریس بالکل خاموش ہے۔ (نیر اعظم) کوکب ہند اور اس کی جماعت یہ راز کھولنا چاہتی ہے کہ جناب میرزا صاحب قادیانی کے نئے مذہب کا تمام سرمایہ بابیہ اور بہائیہ عقائد سے سرقہ کیا ہوا ہے اور کوکب ہند کی تبلیغ کام کرتی رہی تو اہل قادیان کی دیجیان بکھر جائینگی خواجہ حسن نظامی

یہ کتابیں منگوائیے

القان - یہ آیات قرآن احادیث انجیل تورات زبور کو حیرت انگیز طریقہ سے مطابق کرنیوالی سربستہ راز کی مہر توڑنے والی بہائی مصطلحات و معارف کو سمجھنے کے لئے بہترین کتاب ترجمہ اردو معہ اصل عکاس ترجمہ انگریزی ہے۔ جلد منگوائیے۔ ۱۲

ہفت وادی و چہار وادی رموز تصوف پر ایک زبردست اور جامع کتاب ہے۔ متعدد زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ اصل معہ ترجمہ ۸ر

کلمات مکنونہ - حضرت بہاء اللہ کی مشہور کتاب تمام دینی و اخلاقی تعلیمات کی روح اصل معہ ترجمہ انگریزی ۱۲ر ترجمہ اردو ۴

پیغام صلح - لائق فرق بین کاحد من رسلہ کا پر لکچر عبدالبہاء فیدجن ۱ر

حضرت بہاء اللہ کی شریعت جدیدہ جو انکے ظہور کا مقصد اصلی تھا۔ عبدالبہا کا نہایت مفصل و جامع لکچر فیدجن ۳

دنیا نے موعود کو کیوں نہ پہچانا لکچر عبدالبہا۔ ۴ر

مناظرۃ الدینیہ اس میں تمام وہ آیات جمع کی ہیں جنکی رو سے زردشتی۔ یہودی عیسائی مسلمان کہتے ہیں کہ ہمارا موعود جب ظاہر ہوگا تو ہمارے ہی دین کو پھیلائے گا۔ بہائی نقطۂ نگاہ سے ان آیات کی تشریح و تطبیق فارسی عکاسی نہایت نفیس کتاب ہے۔

کوکب ہند جلد اول

حضرت بہاء اللہ کی الواح مقدسہ حضرت عبدالبہاء کے خطابات مبارکہ۔ بہائی علماء کے مضامین اور بیانات محققین و مصنفین۔ کی زبردست تحریرات جماعت احمدیہ کو دعوت و بشارت کا لاجواب سلسلہ ہے۔

کوکب ہند جلد دوم

پہلی جلد بڑے اخباری سائز پر ہے دوسری جلد ۲۰۰۲۶ کے کتابی سائز پر شائع ہوئی ہے پہلی جلد کی تمام خوبیاں معہ اضافہ موجود ہیں قادیان نمبر کا سلسلہ مستقل نئے اسلوب سے ہے قیمت پانچ روپیہ معہ محصول ڈاک ہے

کوکب کے خاص نمبر

میلاد نمبر۔ تاریخ نبوی "شان محمدی" ۲ر
(دعاوی نمبر حضرت بہاء اللہ کی دعاوی ۲ر
کنونشن نمبر بہائی کانفرنس ۱۹۲۴ء ۲ر
لندن کانفرنس مذاہب نمبر ۲ر
مرکز میثاق نمبر حضرت عبدالبہاء کے کارنامے ۲ر

نجم باختر

عالم بہائی کا مشہور مصور ہفوار صحیفہ (انگریزی) چکاگو امریکہ سے نکلتا ہے نئی روحانی دنیا کی جدید حالات و کمالات دیکھنے کی لئے اس رسالہ کو ملاحظہ فرمائیں اور کیفیت روحانی حاصل کریں قیمت سالانہ ۱۰ر دس روپے پتہ پروفیسر پریم سنگھ ایم اے کالج آف کامرس کانپور

الاشراق

زیر ادارت حضرت علامہ سید مصطفےٰ رومی انگریز فارسی بربی زبان میں ماہوار رسالہ جامع مضامین کا گنجینہ تجلیات حقیقت کا آئینہ جواہر صداقت کا خزینہ حضرت فاضل مازندرانی تمام خوبیوں کا ثبوت ہے قیمت سالانہ پانچ روپیہ ص پتہ پوسٹ بکس ۲۹۹ رنگون برہما

خورشید خاور

عشق آباد روس کا بہائی آرگن ماہوار ترکی اور فارسی میں شائع ہوتا ہے مضامین علمی اخلاقی فلسفی روحانی تاریخی ہوتے ہیں۔ موجودہ فارسی زبان سے واقفیت کیلئے بہترین ذریعہ ہے

ملنے کا پتہ
اصغر زادہ ضیاء اللہ ہاؤنڈس ڈچ لندن ۲۲ آئی ڈی

تعلیمات حضرت بہاء اللہ

ابتدا سے امر بہائی کی تاریخ امر بہائی کا ظہور حضرت بہاء اللہ کی جلوہ گری شہدائے حق کی جان نثاری و فداکاری سلطنتوں کے اندر ٹریژل امر بہائی کی بلندی و کامیابی حضرت حضرت عبدالبہا کا تذکرہ مع عکس مبارک سنین تاریخ بہائی بغداد قسطنطنیہ۔ ادرانوپل عکہ کے حالات کتاب اقدس سے حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات جو عصر حاضر کی روح ہدایت ہیں زبان نہایت صاف اردو

مصنف
مسز رحمت اللہ بی۔ اے اکبر آبادی

قیمت فی جلد آٹھ آنہ ۸ر

مجموعہ الواح حضرت بہاء اللہ

(تجلیات - اشراقات - طرازات لوح العالم کلمات فردوسیہ بشارات) ان چھ الواح کا مجموعہ اصل معہ ترجمہ ہے کتاب اقدس کے بعد یہ الواح اہم ترین ہیں توحید رسالت معرفت اسم اعظم شجرہ طوبیٰ تجلی طور شریعت و طریقت کی حقیقت دعاوی حضرت بہاء اللہ براہین آیات بینات عہ

(نوٹ) ان کتابوں کی درخواست کے ساتھ ۲۵ فیصدی قیمت پیشگی وصول ہونے پر کتابیں بھیجی جائینگی۔ بعض حضرات کے طرز عمل نے ہمیں اس طریق پر مجبور کیا ہے

(منیجر کوکب ہند)

شرح آیات مورخہ

حضرت بہاء اللہ عہد کل ادیان میں آپکا ظہور کتب مقدسہ کی ٹھیک مقرر تاریخوں میں ہوا شرح آیات مورخہ نے اس مضمون کو واضح طور پر بیان کیا ہے۔ مسلمانوں یہودیوں پارسیوں کی مسلمات کتب مقدسہ سے مدعا کو ثابت کیا ہے۔ جسکو دیکھتے ہوئے ہر منصف اس نتیجہ پر پہنچ جائیگا کہ حضرت بہاء اللہ کا ظہور مبارک البہائی پیشینگوئیوں کے مطابق واقع ہوا ہے۔

مصنف
حضرت علامہ ابوالفضائل کلپائیگانی
قیمت فی جلد ایک روپیہ (عہ)

پڑھیئے اور پڑھوائیے

مفاوضات عبدالبہاء ترجمہ انگریز مئے اصل نسخہ

مکاتیب عبدالبہاء فارسی حصہ اول مئے دوم ہے سوم ہے ۱۲

لوح فورال جس میں طبیعیوں کے اعتراض کا جواب ہیگ کانفرنس اور دیگر اہم جوابات شامل ہیں۔ فارسی قیمت ۱۳ر

عبدالبہاء در لندن سفر انگلستان کے لیکچر انگریز مئے

بہائی ریولیشن انجیل کی پیشینگوئیوں کی تشریح (انگریزی)

باب الخیرات حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ کی مشہور تاریخ کا اردو ترجمہ قیمت ۱۲

جواب لیکچر جناب قادیانی۔ از حضرت میرزا محمود زرقانی ۱ر

احقاق الحق جوابات مضامین ریویو آف ریلیجنز قادیان ۔ ۳

برہان صریح مہدی مسیح دو جداگانہ وجود ہیں ۔۔۔ ۴ر

عمدۃ التنقیح سچا مہدی مسیح کون ہے قیمت ۶ر

عروج و زوال

(دعاوی جناب میرزا غلام احمد قادیانی) حیرت انگیز اختلاف جو ایک دفعہ پڑھ لے وہ قادیانی نہیں رہ سکتا فی درجن ۶ر

البلاغ المبین فی دیہقان عظیم قیمت ۲ر

دفتر کوکب ہند چاندنی چوک دہلی

(محفوظ الحق علمی نے محبوب المطابع میں چھپوا کر۔ دفتر کوکب ہند۔ چاندنی چوک دہلی سے شائع کیا)

©Afnan Library Trust, 2026

III 4

ای اہل علم همه یار دارید و ما یار خود را خواهیم

کوکب دہلی

جلد ۳ نمبر ۴	مدیر مسئول۔ محفوظ الحق علمی	ہر انگریزی ماہ کی یکم ۱۷۹ ۲۵ کو شائع ہوتا ہے	محل ادارہ چاندنی چوک دہلی	۲۵ر اپریل سنہ ۱۹۲۶ء

ازین بہتر چہ میخواہی

جذبات عارفانہ حضرت رحمان

دگر رہ نوبہار آمد	چمن بالالہ زار آمد	۱	دمن بامرغزار آمد
دمیدازگل گل دلالہ	لب ہر لالہ پر ژالہ	۲	زدہ از ژالہ تنخالہ
گلستان جہان پرگل	دمیدہ سوری و سنبل	۳	مبلغ ہر طرف بلبل
زمین از فیض حق خرم	زمان از عدل او محکم	۴	بشر شد متحد باہم
زخاور نور جان سر زد	شرر بر ماہ و اختر زد	۵	ہمای عشق شہپر زد
ہمان کتر خفا آمد	ہمان شمس صفا آمد	۶	ہمان نجم وفا آمد
ندا برخواست از صیہون	کہ آمد داور یچون	۷	بکوہ تین والزیتون
پلنگ ورنگ بزغالہ	ہژبر و ببر و گوسالہ	۸	بہ بین بر یکدگر والہ
ززرد شتی زموسائے	زنصرانی زبودائے	۹	بہم یک رنگ و شیدائے
منور عالم انسان	شد از روح و از یحان	۱۰	عیان شد وحدت ادیان
جمال غیب لایدرک	پدید آمد بہر مدرک	۱۱	برغم انف ہر مشرک
بیانش مصلح عالم	کلامش حجت اعظم	۱۲	براہین کافی و محکم
نہ نساس از ناسی	بنہ این کبر خناسی	۱۳	بجو بیش تا کہ بشناسی
چو از برہان شد عاجز	مشو بر دیگران حاجز	۱۴	بیا برامر شو فائز
عیان شد رمز جار الحق	ز امر او در مطلق	۱۵	بحق شو این زمان ملحق
نجات دہر زآیاتش	فراز چرخ را یاتش	۱۶	جہان مست از غنا یاتش
چو سد مرگ نتوانے	بشو در امر حق فانے	۱۷	ازین خوشتر چہ میدانے
بخش از صدق یاہوئے	در این میدان بزنگوئے	۱۸	ازین خوشتر چہ مینوئے
بجان گر باشدت ذوقے	بگردن در فگن طوقے	۱۹	زحب حضرت شوقے
دو دریا موج زد بالا	یکے اعظم یکے اعلا	۲۰	عیان شد لولوئے لالا
ہمایون طلعتی فرخ	نمود از غیب باقی رخ	۲۱	روان بخشا شکر پاسخ
دلش آئینۂ صافے	دمش ہر درد را شافے	۲۲	مقام عہد را کافے
بیا خاکن مجرد شو	چو طیر جان مغرد شو	۲۳	بکن کہنہ مجدد شو
بگیر آن حبل مستعصم	بگیر آن اصلہ اقوم	۲۴	بگو یا ہیچ حصنہ الاعظم

©Afnan Library Trust, 2026

حضرت مسیح کا بپتسمہ

بسلسلہ مفاوضات حضرت عبدالبہاء

بپتسمہ کی ضرورت

سوال بپتسمہ موافق ولازم ہے یا ناموافق وغیرلازم! اگر لازم تھا تو کیوں منسوخ ہوا۔ اور اگر غیرلازم تھا تو یوحنا نے اسے کیوں جاری کیا؟

جواب حالات کا بدلنا اور زمانہ کا انقلاب ممکنات کی لوازم ذاتیہ میں سے ہے لزوم ذاتی حقیقت شی سے جدا نہیں ہوسکتا۔ مثلاً۔ آگ سے گرمی۔ پانی سے نمی اور سورج سے روشنی کا جدا کرنا ناممکن اور محال ہے۔ کیونکہ یہ انکے لزوم ذاتی ہیں پس۔ چونکہ حالت کا تغیر وتبدل لوازم ممکنات سے ہے۔ اس لئے زمانے کے تغیر وتبدل کے سبب احکام بھی بدل جاتے ہیں مثلاً حضرت موسیٰ کے زمانے میں شریعت موسوی حالت کے مناسب اور زمانہ کے مطابق تھی مگر حضرت مسیح کے زمانہ میں حالت کے بدل جانے کے سبب یہی شریعت موسوی عالم انسانی کے مناسب اور موافق نہ تھی۔ اس لئے منسوخ ہوگئی۔

چنانچہ حضرت روح اللہ نے سبت کو توڑ دیا اور طلاق کو حرام فرمایا۔ اور حضرت مسیح کے بعد چاروں حواریوں نے جنمیں پطرس اور پولوس بھی تھے، سوائے گلا گھونٹے ہوئے اور بتوں پر چڑھائے ہوئے حیوانوں اور خون کے اُن سب حیوانوں کا کھانا حلال کردیا جنکا کھانا تورات میں حرام تھا۔ زنا کو بھی حرام نکیا بعد پولوس نے گلا گھونٹے ہوئے اور بتوں پر چڑھائے ہوئے حیوانوں اور خون کو بھی حلال کردیا اور صرف زنا کو حرام رکھا چنانچہ رومیوں کے نام اپنے خط کی چودھویں فصل کی چودھویں آیت میں لکھا ہے۔

"مجھے معلوم ہے بلکہ خداوند یسوع میں مجھے یقین ہے کہ کوئی چیز بذاتہ حرام نہیں لیکن جو اسکو حرام سمجھتا ہے اسکے لئے حرام ہے" اسیطرح طِطُس کے رسالہ کی پہلی فصل کی پندرھویں آیت میں لکھا ہے۔

"پاک لوگوں کے لئے سب چیزیں پاک ہیں لیکن گناہ سے آلودہ اور بے ایمان لوگوں کے لئے کچھ بھی پاک نہیں بلکہ اونکی عقل اور انکا دل دونو گناہ آلودہ ہیں"

یہ تغیر وتبدل ونسخ اسلئے ہوا کہ حضرت مسیح کا زمانہ حضرت موسیٰ کے زمانے سے بالکل جدا تھا اوسکی حالت اور اسکی ضروریات کلیۃً بدل گئی تھیں۔ اس لئے وہ احکام منسوخ ہوگئے۔

وجود عالم ایک انسان کی مانند ہے۔ انبیاء ورسل حاذق اطبا کیطرح ہیں انسان ایک ہی حالت پر نہیں رہتا۔ مختلف امراض میں مبتلا ہوتا ہے۔ اور ہر مرض کا علاج مخصوص ہوتا ہے۔ طبیب حاذق ہر مرض اور ہر بیماری کا ایک ہی علاج نہیں کرتا بلکہ امراض واحوال کے اختلاف کی اقتضا کے مطابق ادویہ اور علاج بدلتا رہتا ہے۔ جب ایک شخص گرمی کے سبب بیمار ہوتا ہے تو طبیب حاذق اوسے بارد ادویہ دیتا ہے۔ مگر جب دوسرے وقت اس شخص کا مزاج بدلجاتا ہے اور حرارت برودت سے تبدیل ہوجاتی ہے تو طبیب حاذق ادویہ بارد کو منسوخ کرکے اُنکی جگہ ادویہ حارہ تجویز کرتا ہے۔ یہ تغیر وتبدل مریض کی حالت کا تقاضا اور طبیب کی حذاقت کی ایک بڑی دلیل ہے مثلاً ملاحظہ فرمائیے کیا شریعت تورات اس زمانے میں جاری ہوسکتی ہے۔ لا واللہ! بلکہ مستحیل ومحال ہے

انجیل متی کے تیسرے باب کی تیرھویں آیت میں فرماتا ہے۔

"اُسوقت یسوع گلیل سے یردن کے کنارے یوحنا کے پاس بپتسمہ لینے آیا مگر یوحنا یہ کہکر اُسے منع کرنے لگا کہ میں تجھسے بپتسمہ لینے کا محتاج ہوں اور تو میرے پاس آیا ہے۔ یسوع نے جواب میں اُس سے کہا کہ اب تو ہونے ہی دے کیونکہ ہمیں اسی طرح ساری راستبازی پوری کرنی مناسب ہے۔ اِس پر اُس نے ہونے دیا۔

سوال حضرت مسیح کو ذاتی کمال کے ہوتے ہوئے بپتسمہ لینے کی کیا ضرورت تھی؟ اس میں کیا حکمت ہے؟

جواب بپتسمہ کا اصل۔ توبہ ہے۔ حضرت یوحنا لوگوں کو نصیحت کیا کرتے تھے اور توبہ کراتے تھے پھر بپتسمہ دیتے تھے۔ پس معلوم ہوا کہ بپتسمہ تمام گناہوں سے توبہ کرنے کی رمز ہے۔ یعنے اے خدا جسطرح کہ میرا جسم جسمانی ناپاکیوں سے پاک ہوگیا ہے۔ اسی طرح میری روح کو عالم طبیعت کی اُن آلائشوں سے پاک کر جو تیری بارگاہ احدیت کے قابل نہیں۔ توبہ نافرمانی سے مُنہ موڑکر اطاعت کی طرف لوٹنے کا نام ہے۔

انسان دوری ومحرومی کے بعد توبہ کرکے غسل کرتا ہے۔ پس یہ غسل اس بات کا اشارہ ہے کہ اے خدا میرے دل کو پاک وطاہر کر اور اپنے سوا دوسرے کی محبت سے پاک وصاف بنا۔ حضرت مسیح چاہتے تھے کہ جناب یوحنا کی اس سُنّت کو لوگوں کے درمیان جاری کریں۔ لہٰذا آپ نے خود اسے جاری فرمایا تاکہ لوگ خبردار ہوں اور پہلی شریعت پوری ہو۔ یہ غسل توبہ اگرچہ یوحنا دیتے تھے مگر شریعت الٰہی میں پہلے ہی سے موجود تھا۔ حضرت مسیح بپتسمہ کے محتاج نہ تھے۔ آپ نے اس لئے جاری فرمایا کہ اُس زمانہ میں یہ عمل ممدوح اور ملکوتِ الٰہی کی بشارت کا نشان تھا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ بپتسمہ آبِ عنصری سے نہیں۔ بلکہ روح اور پانی سے ہونا چاہیئے۔ اس جگہ پانی سے مراد آبِ عنصری ہو نہیں۔ کیونکہ دوسری جگہ تصریح فرماتے ہیں کہ بپتسمہ روح اور آگ سے ہونا چاہیئے۔ اِس آگ سے معلوم ہوتا ہے کہ آگ اور پانی سے مراد معمولی آگ اور پانی نہیں بلکہ آگ سے بپتسمہ ہونا محال ہے۔ پس روح سے مراد فیض الٰہی ہے۔ پانی سے علم وزندگی اور آگ سے محبت اللہ یعنے آبِ عنصری انسان کے دل کو پاک نہیں کرسکتا۔ اس سے صرف بدن پاک وصاف ہوسکتا ہے مگر آبِ آسمانی اور روح جو علم وزندگی ہیں انسان کے دل کو پاک وطاہر بناتے ہیں یعنے وہ دل جو فیض روح القدس سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ پاک وصاف مقدس ہوجاتا ہے یعنے روح انسان عالم طبیعت کی آلودگیوں سے پاک وصاف ہوجاتی ہے۔

عالم طبیعت کی آلودگیاں بری عادتیں یعنے غضب وشہوت۔ حُبِّ دنیا تکبّر۔ جھوٹ۔ نفاق۔ تزویر۔ خودپرستی وغیرہ وغیرہ ہیں۔ انسان فیض روح القدس کی تائیدات کے بغیر غلبۂ نفس وھوی سے چھوٹ نہیں سکتا۔ اسی لئے فرماتے ہیں کہ روح اور پانی اور آگ سے بپتسمہ لینا لازم وواجب ہے یعنے فیض الٰہی کی روح اور علم وزندگی کے پانی، اور محبت خدا کی آگ سے بپتسمہ پائے تاکہ فیض ابدی سے فائدہ اُٹھائے ورنہ آبِ عنصری سے بپتسمہ پانے سے کیا ہوتا ہے۔ یہ تو صرف گناہوں سے توبہ واستغفار کی رمز تھی۔ دورِ جمال مبارک میں اس رمز کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ اب اس رمز کی حقیقت یعنے روح اور محبت اللہ سے بپتسمہ پانا سب پر ظاہر وباہر ہے

©Afnan Library Trust, 2026

پس خداوند تعالےٰ نے حضرت مسیح کے زمانے میں شریعت تورات کو منسوخ فرمایا اسی طرح بپتسمہ بھی یوحنا بپتسمہ دینے والے کے زمانے میں لوگوں کے لئے تنبیہ اور خوف کا سبب ہوتا تھا کہ وہ سب گناہوں سے توبہ کر کے ملکوت مسیح کے ظہور کے منتظر رہتے تھے لیکن آجکل ایشیا میں کیتھولک اور ارتھوڈکس لوگ شیر خوار بچوں کو روغنِ زیتون سے ملے ہوئے پانی میں غوطہ دیتے ہیں جس سے بعض بچے بیمار ہو جاتے ہیں اور بپتسمہ کے وقت لرزتے اور تڑپتے ہیں

بعض دوسرے مقاموں میں پادری بپتسمہ کے وقت پیشانی پر پانی چھڑکتا ہے مگر نہ ہی اول صورت میں اور نہ ہی دوسری حالت میں بچے کسی طرح کا روحانی احساس رکھتے ہیں پس۔ اس سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ دوسری اقوام تعجب کرتی ہیں کہ اس دودھ پیتے بچے کو کیوں پانی میں غوطہ دیتے ہیں اس سے نہ تو بچے کو تنبیہ ہوتی ہے۔ اور نہ ہی اس کے ایمان و ایقاظ کا سبب ہوتا ہے۔ صرف ایک رسم ہے جسے جاری رکھا ہوا ہے۔ یوحنا بپتسمہ دینے والے کے وقت ایسا نہ تھا حضرت یوحنا پہلے لوگوں کو نصیحت فرماتے تھے اور گناہوں سے توبہ کرا کے ظہور مسیح کے انتظار کا شوق بڑھاتے تھے جو شخص بپتسمہ پاتا تھا وہ نہایت خضوع و خشوع کے ساتھ گناہوں سے توبہ کرتا تھا اور اپنے بدن کو بھی ظاہری آلودگیوں سے پاک و صاف رکھتا تھا اور رات دن کمال اشتیاق سے ظہور مسیح کا اور ملکوت روح اللہ میں داخل ہونے کا منتظر رہتا تھا۔

المختصر مقصود یہ ہے کہ حالات کا تغیر و تبدل اور زمانہ اور وقت کی ضروریات کا انقلاب شرائع کے منسوخ ہونے کا سبب ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسا وقت آتا ہے جب پہلے احکام حالات کے مطابق و موافق نہیں رہتے مثلاً ملاحظہ فرمائیں کہ قرون اولیٰ اور قرون وسطیٰ اور آخری زمانہ کی مقتضیات میں کسقدر تفاوت ہے کیا یہ ممکن ہے کہ قرون اولیٰ کے احکام آج زمانۂ آخر میں جاری کئے جائیں صاف ظاہر ہے کہ ناممکن و محال ہے۔ اسیطرح بہت صدیاں گذرنے کے بعد زمانہ حال کی مقتضیات زمانۂ آئندہ کی ضروریات کے موافق نہ رہینگی۔ لابد تغیر و تبدل کا سبب ہونگی۔ یورپ میں احکام ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں کتنے ہی احکام پہلے یورپ کے قوانین و نظامات میں موجود تھے مگر آجکل منسوخ ہیں۔ یہ تغیر و تبدیل خیالات و حالات و اطوار کے تغیر و تبدل کے سبب ہے۔ اور اسکے بغیر عالم بشر کی خوشحالی پر خلل رہتی ہے۔

مثلاً تورات کا حکم ہے کہ سبت کا توڑنے والا قتل کر دیا جائے۔ اور ایسے ہی قتل کے دس حکم تورات میں ہیں۔ کیا آجکل کے زمانے میں ان احکام کا جاری کرنا ممکن ہے؟ صاف ظاہر ہے کہ ناممکن و محال ہے۔ اس لئے بدلدیئے گئے۔ احکام کا یہ تغیر و تبدل حکمت بالغۂ الٰہیہ کی ایک پوری دلیل ہے۔ اس مسئلہ میں گہرے غور و خوض کی ضرورت ہے تب اس تغیر و تبدیل کا سبب ظاہر و واضح ہو جائیگا۔

؎ مبارک ہیں وہ جو سوچتے ہیں ؎ ؟

تذکرۃ الوفاء

وفادارانِ عشق کے تذکرے حضرت عبدالبہاء کی زبان مبارک سے

حضرت اسم اللہ الاصدق

حضرات ایادی امر اللہ (بہائی مبلغین) علیہم نفحات الرحمٰن جو اُفق اعلیٰ کو صعود کر گئے ہیں۔ ان میں سے جناب اسم اللہ الاصدق جناب نبیل اکبر آقا محمد قائنی۔ ملا علی اکبر جناب شیخ محمد رضا یزدی اور حضرت شہید آقا میرزا وقار اور اور بہت سے ہیں۔

حضرت اسم اللہ الاصدق حقیقۃً میں بدوِ حیات سے نفس آخر تک خدمتِ حق میں مشغول رہے۔ ایام جوانی میں سید (کاظم) مرحوم کے دائرہ میں تھے۔ اور اُنکے شاگردوں میں محسوب ہوتے تھے۔ اور ایران میں اپنے تقدس کے باعث مشہور تھے۔ اور وہ ملا صادق مقدس کے لقب سے ملقب و معروف تھے۔ بہت مبارک وجود اور عالم و فاضل محترم شخص تھے۔ اہل خراسان کو ان سے بہت زیادہ تعلق خاطر تھا۔ کیونکہ حقیقت میں بڑے اجل فاضل تھے۔ اور مشاہیر علما میں بے مثل و بے نظیر تھے۔ تبلیغ میں آپ کی زبان بہت فصیح تھی اور آپ میں شجاعت قلبی عجیب تھی لوگوں کو نہایت آسانی سے لاجواب اور مطمئن کر دیتے تھے۔

ایک وقت بغداد میں آئے اور شرفِ لقاء حضرت بہاء اللہ سے فائز ہوئے۔ ایک دن باہر مردانہ میں باغیچہ کے کنارہ بیٹھے تھے۔ اور میں ان کے اوپر کی طرف ایک دریچہ میں بیٹھا تھا اس اثنار میں شہزادہ نوہ فتح علی شاہ بیرونی میں آیا۔ اور اُس سے سوال کیا کہ تم کون ہو۔ آپ نے فرمایا "میں اس درگاہ کا بنیج اور اس آستانہ کا چوکیدار ہوں" اور یہ کہکر آپ نے تبلیغ شروع کر دی۔ میں اوپر بیٹھا سن رہا تھا۔ شہزادہ بگڑ کر اعتراض کرنے لگا۔ لیکن حضرت "اسم اللہ الاصدق" نے پندرہ منٹ میں کمال نرمی سے شہزادہ کو خاموش کر دیا۔ شہزادہ جو انکار پر مصر تھا تیزی کے آثار اس کے چہرہ سے آشکارا تھے۔ اب اسکی حالت بدلکر بشاشت پیدا ہو گئی۔ اور اس نے نہایت مسرت ظاہر کی۔ اور بولا کہ۔ میں بہت خوش ہوں کہ آپ کی خدمت میں آیا اور آپ کا کلام سنا۔

خلاصہ یہ ہے کہ نہایت بشاشت سے تبلیغ کرتے تھے۔ اور طرف مقابل سے جتنی گرمی دیکھتے تھے۔ اسی قدر اس کے مقابلہ میں نرمی اور تبسم سے کام لیتے تھے۔ آپکا طرز تبلیغ بہت اچھا تھا۔ فی الحقیقۃ اسم اللہ تھے آپ کو بہت سی احادیث حفظ تھیں۔ مطالب شیخ و سید میں آپ کو پوری مہارت تھی۔ ہدایت امری میں شیراز میں ایمان لاکر مشہور ہو گئے تھے۔ اور جب بے محابا تبلیغ کرنے لگے۔ تو انہیں شیراز میں مہار ڈالکر گلی کوچوں میں پھرایا گیا۔ لیکن اس پر بھی بہت خوشی سے اور بشاشت سے گفتگو کرتے تھے اور ایسی حالت میں بھی کبھی کسی قسم کا سکوت و فتور نہیں ہوا جب شیراز میں ان کے بعد آپ کو آزادی ملی تو آپ خراسان چلے گئے اور وہاں بھی تبلیغ میں مصروف ہو گئے اور پھر جناب باب الباب کی معیت میں قلعہ طرسی میں چلے گئے جہاں آپ کو بہت سے صدمات اٹھانے پڑے اور آپ فداکاروں میں سے تھے جب آپ قلعہ میں اسیر ہو گئے تو آپ کو مازندران کے لوگوں کی سپرد کر دیا کہ اس علاقہ کے کسی قصبہ میں آپ کو شہید کر دیں۔ مقام مقررہ پر پہنچ کر جبکہ آپ ابھی بندوز نجیر میں مقید تھے۔ خدا نے ایک شخص کو الہام کیا کہ اوسنے آپ کو آدھی رات کو قید خانہ سے آزاد کر دیا اور وہ شخص آپ کے ساتھ ساتھ آیا یہاں تک کہ محل امن میں پہنچ گئے۔ اور آپ امتحانات شدیدہ میں ثابت و راسخ رہے۔

مثلاً ملاحظہ کیجئے کہ یہ لوگ قلعہ میں محصور تھے۔ اور ظالم قلعہ شکن توپوں سے بارش کی طرح گولہ باری کر رہے تھے اور حضرات احباب مع جناب اسم اللہ اٹھارہ دن تک بھوکے رہے۔ یہاں تک جوتیوں کے چمڑے کھائے۔ اور جب یہ بھی نہ رہے تو صرف پانی پر ہی گذارہ کرتے تھے۔ ہر روز صبح کے وقت ایک گھونٹ پانی کا پی لیتے تھے۔ اور ضعف کے باعث زمین پر پڑے رہتے تھے۔ اور جس وقت مخالفین کا لشکر قلعہ پر ہجوم کرتا تھا۔ تو فوراً خدا کی طرف سے انہیں ایک قوت حاصل ہو جاتی تھی جس کے بل پر کھڑے ہو جاتے تھے۔ اور لشکر کو قلعہ سے پرے ہٹا دیتے تھے یہ بھوک اٹھارہ دن تک جاری رہی۔ امتحان بہت سخت تھا۔ ایک طرف محصوری اور غریبی دوسری طرف بھوک اور ایک طرف مقابلہ میں ہجوم لشکر اور گولہ باری گولہ قلعہ کے وسط میں پڑتا تھا اور پھٹ جاتا تھا بہت مشکل ہے کہ انسان ایسے موقع پر صبر و تحمل کرے۔ ثابت و راسخ رہے۔ اور ابداً اس میں تزلزل پیدا نہ ہو۔ غرض کہ آپکا وجود ان مصائب شدیدہ کے جناب اسم اللہ ذرہ بھی نہیں ڈگمگائے۔ آزادی کے بعد تبلیغ میں پہلے سے زیادہ مصروف ہو گئے۔ اور اپنی انفاس حیات کو ملکوت اللہ کی ندائے بشارت کے لئے وقف کر دیا۔

آپ عراق میں شرف لقاء سے فائز ہوئے۔ اور اسیطرح سجن اعظم میں حاضری ساحت اقدس سے مشرف ہوئے بے انتہا عنایت کے مظہر ہوئے۔ فی الحقیقۃ آپ متلاطم سمندر تھے اور بار بلند پرواز آپکا چہرہ نورانی تھا اور زبان فصیح و بلیغ قوت استقامت عجیب و غریب تھی۔ جب آپ تبلیغ کے لئے زبان کھولتے تھے تو دلائل سیل رواں کی طرح جاری ہو جاتے تھے۔ اور جب آپ دعاء و مناجات میں مصروف ہوتے تھے۔ تو آپ کی چشم گریاں ابر بہار کی طرح برستی تھیں آپ کا بشرہ پر انوار تھا۔ اور اخلاق رحمانی۔ آپکا علم متسابق ولدنی اور ہمت آسمانی انقطاع الی اللہ۔ اور زہد و ورع اور تقوی ربانی تھا۔ آپکی قبر منور ہمدان میں ہے۔ قلم اعلیٰ سے آپ کے لئے کئی الواح نازل ہوئی ہیں۔ اور جب آپکا صعود ہو گیا تو فاخر زیارت

©Afnan Library Trust, 2026

بھی آپ کے لئے نازل ہوئی تھی - آپ بہت بڑے بزرگ اور جمیع صفات میں کامل تھے

یہ نفوس مبارکہ اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ الحمدللہ کہ اس دنیا میں نہ رہے کہ صعود کے بعد کی مصائب کو دیکھنے اور ان امتحانات شدیدہ کا مشاہدہ کرتے۔ حقیقت میں آپ اسم اللہ ہی تھے۔

طوبی لنفس طاف حول جدثه واستبرك بتراب رمسه وعليه التحية والثناء في ملكوت الله

مرحبا

گذشتہ پرچے میں لکھا گیا تھا کہ جناب محترم برادر روحانی عباس علی صاحب رنگون سے دہلی تشریف لانے والے ہیں الحمدللہ کہ جناب موصوف ۱۹ اپریل کو وارد دہلی ہوگئے اور چند ماہ یہاں قیام فرمائینگے۔

جناب محترم آغا بہرام بمان بہی رنگون سے دہلی تشریف لائے ہیں یہاں سے بمبئی جائینگے اور پھر عنقریب آپ بہی دہلی تشریف لاکر اپنے کاروبار شروع کرینگے۔ خدا مبارک کرے۔

ان عزیز احباب نے تمام احباء رنگون کی خیر سلامتی دیر ہمیں بہت مسرور فرمایا - ہم امید کرتے ہیں کہ رب السموات والارض احباء کرام کو پیش از پیش خدمات امر کی توفیق بخشیگا۔

آج

دنیا میں اور ہمارے ملک ہند میں چاروں طرف جنگ وجدل کی آگ بھڑک رہی ہے اور ظاہر ہے کہ یہ آتش شرربار امر بہائی کے چھینٹوں سے ہی ٹھنڈی ہوسکتی ہے۔ ہم ہندوستان کی لڑائیوں کو دیکھتے ہیں اور فسادات کی خبریں سنتے ہیں تو جگر پاش پاش اور دل خون خون ہوجاتا ہے۔

اے علم برداران صلح اکبر۔ ہمت کرو کہ یہ قوموں کی باہمی لڑائیاں بند ہوجائیں۔ یہ فسادات کی آگ بجھ جائے صلح بین البشر نمودار ہوں اور تمام عالم انسانی خیمۂ وحدت کے سایہ تلے آرام حاصل کرے آج یہی خدا کا منشاء اور یہی پاک دلوں کی تمنا ہے۔

"ایرانشہر"
رابخوانید
میرزا علی محمد خان نبیلی سینٹ جوزفس کالج ... کلکتہ
Address :-
A. M. Nabili,
St. Joseph's College,
Calcutta.

زندگی کا جوہر محبت ہے

امر بہائی کے مقبول اور عالمگیر ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اس مذہب کی بنیاد صلح وسلام اور مہر ووفا اور الفت اور محبت پر ہے۔ جو فی الحقیقت خلق عالم کی زندگی کا جوہر ہے۔ اشجار حدیقۂ انسانی کی تروتازگی اور شادابی محض ہمدردی اور الفت کی آبیاری سے ہوسکتی ہے۔ لڑنا۔ جھگڑنا اور ایک دوسروں سے جزئی باتوں کے لئے متنفر اور متعصب رہنا ازبسکہ زشت وزبوں ہے۔ اور بے شبہ فلاکت وتباہی کا موجب ہے۔ ترقی عالم انسانی کا دار ومدار اتفاق واتحاد پر ہے۔ اگر اتفاق واتحاد نہ ہو تو ہماری اس چند روزہ زندگی سے بہتری اور فلاح کا حاصل ہونا بالکل غیر ممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت بہاءاللہ اور حضرت عبدالبہاء عزاسمہما اپنی متعدد الواح ومکاتیب میں ترقی عالم واصلاح امم کے لئے مہر والفت اور یگانگی وہمدردی اور اتحاد واتفاق کی تاکید شدید کرتے ہوئے فرماتے ہیں

(۱) مقصود از ارسال رسل وانزال کتب معرفة الله والفت واتحاد عباد بوده (حضرت بہاءاللہ) رسولوں کے آنے اور آسمانی کتابوں کے نازل ہونیسے مقصود فقط خدائے تعالیٰ کی معرفت اور بندوں کی باہمی الفت واتحاد ہے۔

(۲) اے اہل عالم مذہب الٰہی از برائے محبت واتحاد است اور اسبب عداوت واختلاف منمائید (حضرت بہاءاللہ) اے دنیا کے لوگو خدا کا دین محبت اور اتحاد کیلئے ہے اسکو عداوت اور اختلاف کا ذریعہ نہ بناؤ۔

(۳) یا حزب الله جهد نمائید شاید قلوب احزاب مختلفهٔ عالم بآب بردباری وشفقت شما از ضغینه وبغضا پاک وپاکیزه شود وقابل ولائق تجلیات آفتاب حقیقت گردد۔ (حضرت بہاءاللہ) اے خدا کے بندو اس بات کی کوشش کرو کہ تمہاری بردباری اور مہربانی کے پانی سے دنیا کی مختلف قوموں کے دل بغض وحسد سے پاک ہوکر آفتاب حقیقت کی تجلیات کے لائق اور قابل بن جائیں۔

(۴) باید بہائیان رحمت عالمیان باشند وخیر خواہ جہانیان (حضرت عبدالبہاء) بہائیوں کو چاہیئے کہ اہل دنیا کے لئے موجب رحمت بنیں اور دنیا کے لوگوں کی خیر خواہی کریں۔

اہل بصیرت غور فرمائیں کہ یہہ تعلیمات عالیات عصر حاضر میں ترقی واصلاح عالم انسانی کے لئے مفید اور منفعت بخش ثابت ہوسکتی ہیں یا نہیں - آیا باہمی مناقشات وتنازعات کے محو ہوجانیپر دلوں میں اخلاص ووفاق پیدا ہوگا یا نہیں۔ فضول مذہبی جھگڑوں کے نابود ہونیپر خدا کا سچا دین ظاہر ہوگا یا نہیں۔ اس امر کو تو عقل سلیم بھی قبول کرتی ہے کہ محبت کا نتیجہ محبت ہی ہے۔ اور بغض وعداوت کا انجام دشمنی وبدامنی کے سوا اور کچھ نہیں

اگر آپ سچے دل سے کسی کے محب ہوں گے تو یقیناً وہ بہی آپ کی دوستی اور محبت کا دم بھریگا۔ اسکے برعکس ایک شخص جو دولت وثروت یا حسن وصورت یا دین ودیانت میں آپ جیسا نہیں اسی لئے آپ اس سے نفرت رکھتے ہیں تو لازمی ہے کہ وہ بہی آپ سے کشیدہ خاطر رہیگا اور آپ کی عداوت پر کمر باندھے گا۔ اور آپ کو باوجود آپ کے فضل وکمال کے بیوقوف اور ذلیل ہی تصور کریگا - بجائے اسکے کہ آپ اس کو نیک راہ کیطرف ہدایت کرتے آپ نے اسکو اپنے تعصب ونفرت سے بری باتوں کے ارتکاب پر اور بہی زیادہ تدبر انگیختہ کردیا کیا آپ کی محبت سے اس کا دل مسیح نہ جاتا کیا وہ آپ کی خوش اخلاقی کا گرویدہ نہ بن جاتا - اگر آپ کی طرف سے سرد مہری اور کج ادائی کے عوض وفاداری خلوص اور ہمدردی ظہور میں آتی جو عین انسانیت کا تقاضا ہے

ناظرین کی اطلاع کے لئے میں ایک سچے واقعہ کا ذکر کرونگا جس سے واضح اور مبرہن ہوجائیگا کہ سنگدلی اور بے مہری کے استیصال کا بہترین ذریعہ ہمدردی اور محبت ہے۔

جب حضرت عبدالبہاء روح ماسواہ فداہ حکمہ میں تشریف لائے تو چند دنوں کے بعد آپ کی ملاقات ایک ایسے شخص سے ہوئی جو افغانستان کا رہنے والا اور نہایت متعصب مسلمان تہا۔

اس شخص کو حضرت عبدالبہاء سے حد درجہ کی نفرت ہوگئی اور نہایت بے باکی سے وجود مبارک کی توہین لوگوں کے سامنے کیا کرتا۔ اور آپ کی شان میں سب وشتم کے مخش الفاظ بے پرواہی سے استعمال کیا کرتا۔ جب کبہی وجود مبارک اس کے سامنے سے گذر فرماتے تو وہ اپنا منہ چادر سے لپیٹ لیا کرتا اس خیال سے کہ آپ کی صورت پر نگاہ پڑجانے سے وہ نجس اور ناپاک ہوجائیگا - یہ تو اس نے کیا - مگر حضرت عبدالبہاء نے کیا کیا؟

کیا آپ اس کی حرکات ناشائستہ اور افعال ذمیمہ سے مکدر ومکلول خاطر ہوگئے - نہیں ہرگز نہیں بلکہ اسکے حال پر نہایت ہی مرحمت وعنایت فرمایا کرتے ہمیشہ اسکو پیار کی نگاہوں سے دیکھتے اور کبہی تلطف وفوازش سے دریغ نفرماتے باوجودیکہ وہ علانیہ کہا کرتا "اے لوگو تم عبدالبہاء سے کیوں ملتے ہو کیوں تم ایسے شخص سے باتیں کرتے ہو اس سے محترز رہنا ہی بہتر ہے"

مگر وجود اطہر کبہی اس کی دریدہ دہنی سے آزردہ نہوئے بلکہ نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ اس سے پیش آتے رہے۔ جب وہ بیمار پڑتا تو حضور مبارک اسکی ہر طرح تیمارداری فرماتے طبیبوں سے اس کا علاج کراتے اور اسکی راحت وآسائش کے لئے کھانے پینے کی اچھی چیزیں بہی بہم پہنچایا کرتے مگر وہ ایسا سنگدل تہا کہ حضور کی نوازشوں کو کبہی خاطر میں نہیں لاتا۔ اور کبہی اس کے دل نفرت منزل میں محبت جگہ نہ پاتی۔ یہ معاملہ چوبیس برس تک

©Afnan Library Trust, 2026

رہا۔ اس کی طرف سے نفرت اور عداوت۔ اور حضرت عبدالبہا کی طرف سے محبت اور عنایت۔ عاقبت الامر وہ شرمندہ ہوا اور نہایت پشیمانی سے ایک روز حضرت عبدالبہا کے قدم مبارک پر گر پڑا۔ اور رو رو کر کہنے لگا یا حضرت مجھ سے بڑی خطا ہوگئی۔ اس چوبیس برس میں آپ نے ہمیشہ میرے ساتھ وفاداری کی اور مجھ سے سوائے جور و جفا کے اور کچھ نہ ہوا۔ آپ نے تحمیر رحمت کی اور میں نے ہمیشہ آپ کو رنج و زحمت دینے کی کوشش کی اب میری تقصیر معاف ہو۔ میری معافی کی درخواست قبول فرمائیے۔ حضرت مولیٰ الوریٰ عبدالبہا نے اسے اپنے گلے سے لگالیا اور پیش از پیش مورد لطف و کرم ٹھہرایا۔

سید مرتضیٰ علی۔ منشی محفل روحانی (رنگون)

ازالۂ اوہام

ایک محقق مسلمان ماہر احمدیہ لٹریچر کی قلم سے

حضرت بہاء اللہ کا دعوی موعودیت آفتاب روشن کی طرح ظاہر ہے۔ مگر احمدی حضرات کبھی اقرار کرتے ہیں کبھی انکار۔ کرتے ہیں۔ اقرار کر کے تاویلات کرنے لگتے ہیں۔ فاضل مقالہ نگار نے تمام بائیں احمدیوں کی تحریرات سے دکھائی ہیں چنانچہ اس مضمون کی پہلی اشاعت میں درج ہو چکی آج کی اشاعت میں مضمون آگے بڑھتا ہے۔ احمدیوں کا اقرار کر کے انکار و تاویلات کرنا اور فاضل مقالہ نگار کا احمدیوں ہی کثیر حوالجات پیش کرنا قابل داد ہے۔ (مدیر)

احمدی لیکچرر لاہور میں بھی میرزا حسین علی صاحب کے متعلق صرف مسیحیت کے دعوی کا اقرار کیا ہے۔ سو حضرت میرزا صاحب کو انکار صرف اس مدعی کا ہے۔ جو مسیح موعود ہو یعنے اپنے ساتھ وہ دلائل و براہین رکھتا ہو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی صداقت کے لئے فرمائے ہیں اور یہی نہیں بلکہ اپنے آپ کو ان کا مصداق بھی ٹھیراتا ہو۔ (الفضل۔ ۴ر مارچ ۱۹۲۵ء صفحہ ۷)

محمدی (۱) رسالہ "ریویو آف ریلیجنز" جلد ۶ نمبر ۱۲۔ بابت ماہ دسمبر ۱۹۰۷ء میں لکھا ہے۔

(۱) بہائی مذہب میں بہاء اللہ کی آمد کوئی معمولی بات نہیں سمجھی جاتی بلکہ ان لوگوں کا اعتقاد ہے کہ تمام مرسلین و انبیاء جو باوقات مختلف ایک موعود کی پیش خبری سناتے چلے آئے تھے وہ سب پیشگوئیاں اسی بہاء اللہ کے حق میں تھیں اور بہاء اللہ ہی وہ موعود ہے جو ان سارے نبیوں کی پیشگوئیوں کے مطابق آیا۔ چنانچہ خود بہاء اللہ بھی اپنی ایک تصنیف میں اسی بارہ میں اپنے متعلق الفاظ ذیل لکھتا ہے۔

ھذا ھو الذی ذکرہ محمد رسول اللہ ومن قبلہ الروح وقبلہ الکلیم..... وھذا الصراط الاقوم کان مکنونا فی افئدۃ الانبیاء ومخزونا فی صدور اصفیاء ومسطورا من القلم الاعلیٰ فی الواح ربکم مالک الاسماء (ترجمہ)

یہ وہی ہے جس کے آنے کی نسبت محمد رسول اللہ صلعم نے پہلے خبر دی تھی اور اُن سے پہلے حضرت مسیحؑ نے اور اُن سے پہلے حضرت موسیٰؑ نے پیشگوئی کی تھی..... یہی وہ سب سے بہتر صراط مستقیم ہے جو نبیوں کے دلوں میں مستور چلا آتا تھا۔ اور خاص خدا کے سینوں میں جمع پڑا تھا اور جو تمہارے مالک (خدا) مالک الملک الاسماء کی الواح میں قلم اعلیٰ کے ساتھ لکھا ہوا تھا۔"

پس اس طرح سب سے پہلی بات۔ جو بہائی سلسلہ کے متعلق یاد رکھنے کے قابل ہے یہ ہے کہ بہاء اللہ اس بات کا مدعی ہے کہ میں اُن پیشگوئیوں کے مطابق آیا ہوں جو پہلے انبیاء کسی موعود کے بارے میں کرتے چلے آئے ہیں۔" (صفحہ ۴۶۸)

(ب) الہامی کتابوں کو ماننے والی اقوام میں ایک موعود کے آنے کی انتظار لگی ہوئی ہے۔ بہاء اللہ جیسا ہوشیار مدعی اس سے کیسے فائدہ اُٹھائے بغیر کب رہ سکتا تھا۔ اُس نے جہاں تک اُس کا بس چلا اکثر اقوام کو مخاطب کر کے کہا کہ میں وہی ہوں جسکی تم انتظار میں بیٹھے ہو۔ چنانچہ کتاب الاقدس میں مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو کر انہیں یہ کہا۔

قل یا ملاء الفرقان قد اتی الرحمٰن بسلطان مشھود (دیکھو صفحہ ۱۰۰) اور اسی کتاب میں ایک جگہ لکھا ہے کہ قرآن میں۔ بہاء اللہ بناء عظیم ہے۔" (صفحہ ۴۶۹)

(ج) اسکے بعد بہاء اللہ عیسائیوں کی طرف متوجہ ہوا اور انہیں کہا کہ میں یسوع کی پیشگوئیوں کے مطابق آیا ہوں چنانچہ کتاب الاقدس میں اس بات پر زور دیا اور لکھا کہ "اے اہل انجیل! اب آسمان کا دروازہ کھولا گیا ہے اور وہ جو اس پر چڑھ گیا تھا اب نیچے آگیا ہے۔ اور وہ ہو بحر میں ندا کر رہا ہے اور سب لوگوں کو اپنے ظہور کی خوش خبری سنا رہا ہے جو عظمت کی زبان سے نکلی ہوئی تھی۔ تحقیق وہ وعدہ اب پورا ہو گیا ہے اور وہ موعود اب سامنے کھڑا ہے۔" صفحہ (۴۷۷) اہل انجیل کے خیال میں وہ مسیح آسمان پر چڑھ گیا تھا اور وہی دوبارہ نازل ہوگا صفحہ (۴۷۷)

(نوٹ) مندرجہ بالا تین تحریروں سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ جناب بہاء اللہ اس بات کے مدعی ہیں کہ میں اُن پیشگوئیوں کے مطابق آیا ہوں جو پہلے انبیاء کسی موعود کے بارہ میں کرتے چلے آئے ہیں۔

(۲) بہائی کہتے ہیں کہ حضرت باب (جناب سید علی محمد باب) کی کتابیں پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے تئیں وہ شخص خیال کرتے تھے جو کہ مسلمانوں میں عام طور سے حضرت امام مہدی کے نام سے مشہور ہیں اور اپنی تمام کتابوں میں انہوں نے کوئی جملہ بھی غالباً ایسا نہیں لکھا ہے جس میں کہ وہ اس شخص کے ظہور کی بشارت نہیں دیتے ہوں جسکا نام کہ انہوں نے "من یظھرہ اللہ" رکھا تھا جس کے معنی ہیں "وہ جس کو کہ خدا ظاہر کریگا" اور جو کہ مسلمانوں میں حضرت عیسےٰ کے نام سے مشہور ہیں۔ مثلاً کتاب "بیان" کے چوتھے باب تیسرے واحد میں لکھتے ہیں "میں مثل حضرت یحییٰ کے ہوں اور "من یظھرہ اللہ" مثل حضرت عیسےٰ کے ہیں اور یہی وہ ایلیا ہے جو کہ اس ظہور اعظم سے پہلے ظاہر ہو کر بشارت دے گا اور راستہ صاف کر کے آدمیوں کو اُس کے آنے کے واسطے مستعد کریگا۔"

(۳) "کتاب الاقدس" (جو شہر بمبئی کے مطبع ناصری میں طبع ہوئی ہے) کے صفحہ ۵۷ پر لکھا ہوا ہے۔

"آج کے دن کی بشارت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہے اور ان سے پہلے انجیل اور زبور نے"

(۴) ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ جون ۱۹۰۷ء صفحہ ۲۳۶ پیغام صلح مورخہ ۲ر جولائی ۱۹۲۴ء کے صفحہ ۴ پر لکھا ہے۔

"باب کی کتابوں میں ایک اور موعود کی پیشگوئی درج کی تھی جس کو اس نے **من یظھرہ اللہ** کے نام سے موسوم کیا ہوا تھا..... چنانچہ ۱۸۶۳ء میں موقعہ پاکر جناب بہاء اللہ نے اعلان کر دیا کہ وہ موعود **من یظھرہ اللہ** جس کے آنے کی باب نے اپنی کتابوں میں خبر دی تھی وہ میں ہی ہوں۔"

باقی باقی باقی باقی

دلچسپ معلومات

فی صدی ۵۱ مرد ایسے ہیں جن کا دایاں ہاتھ بہ نسبت بائیں کے زیادہ قوی ہوتا ہے اور ۳۳ فیصدی ایسے ہیں جن کا بایاں ہاتھ داہنے سے زیادہ مضبوط ہوتا ہے باقی تعداد میں دونو ہاتھ مساوی قوت کے ہوتے ہیں۔

خشکی کے جانور بمقابلہ دریائی کے زیادہ تیزی سے سُن سکتے ہیں اور ان کی قوت ذائقہ اور قوت شامہ بھی زیادہ تیز ہوتی ہے۔

صرف ایک ہستی یعنے شہنشاہِ اعظم اسٹامپ چسپاں کرنے سے مبرّا ہے باقی شاہی خاندان کے جملہ افراد کے لئے اسٹامپ لگانا ضروری ہے۔

سب سے زیادہ مضبوط پتلا اور لوچدار چمڑا امینڈ ک کی کھال سے بنایا جاتا ہے۔

شتر مرغ ہر سال تقریباً تین پونڈ پَر اتارتا ہے

برٹش میوزیم میں انجیل کے تقریباً ۴۰۰ ایڈیشن موجود ہیں۔

انگلستان کے قبضۂ قدرت میں ایک ایسی نوآبادی ہے۔ جس میں جرم کا نام و نشان نہیں اس نوآبادی کا نام جزیرۂ فاک لینڈ" (Falkland Islands) ہے جو جنوبی امریکہ کے ساحل سے پرے واقع ہے۔ وہاں کے باشندوں کی زندگی نہایت کامیاب ہے وہاں سوائے پاگل خانہ اور جیل کے کسی چیز کا فقدان نہیں۔ حال ہی میں پولیس کا ایک افسر ایک مجرم کے ساتھ جو فاک لینڈ کا باشندہ تھا انگلستان میں وارد ہوا تاکہ اسے سزائے قید دی جائے اس قسم کا واقعہ فاک لینڈ میں سترہ سال سے وقوع پزیر نہیں ہوا تھا اس لئے وہاں جرم کا وجود ہی نہیں انگلستان کی عدالت کے ارکان کو اس عجیب و غریب واقع پر سخت حیرت ہوئی۔ مذکورہ جزیرہ میں دوسری خوبی یہ ہے کہ وہاں بیکار لوگوں کا سرے سے پتہ ہی نہیں۔

©Afnan Library Trust, 2026

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۱۲

قیمت سشماہی دو روپے اٹھ آنے

عہ

مینیجر صاحب کا روزانہ

کوکب ہند

یہ اخبار تمام نبی نوع میں اتحاد و محبت کا وکیل ہے (ہیرلڈ آف دی ایسٹ) اپنے مخصوص مسجٹ میں ایک اخلاقی جدت رکھتا ہے (آگرہ اخبار آگرہ) ہندوستان میں یہی ایک اردو اخبار ہے جو تمام بابی یا بہائی فرقہ کی تعلیم و اشاعت کیلئے نہایت سنجیدگی و متانت سے ایڈٹ کیا جاتا ہے۔ بہائی فرقہ کا اصول یہ ہے کہ تمام مذاہب میں صداقت موجود ہے اور اسی صداقت کو لیکر بنی نوع انسان متحد ہو سکتے ہیں اور انکو متحد ہو جانا چاہیئے (صنیف لدھیانہ) کوکب ہند کے مضامین سنجیدہ صاف اور دلنشین انداز میں لکھے جاتے ہیں اور مناظرہ کا وہ ناخوشگوار پہلو جو دشمنی کی حد تک مخبر ہوتا ہے اس میں بالکل نہیں پایا جاتا۔ اس میں شک نہیں کہ بہائی اصول دنیا میں حقیقی امن و سکون پھیلانا چاہتے ہیں۔ ہر ذی فہم انسان کے لئے قابل قبول ہیں۔ اور یہی اسکی وہ خصوصیت ہے کہ جس نے اہل مغرب کے بعض ذی ہوش دماغوں کو اپنی طرف جذب کر لینے میں کامیابی حاصل کرلی ہے (نگار بھوپال) کوکب ہند کے ارا کین وہی ہستیاں ہیں جو پہلے قادیان میں ممتاز تھیں چونکہ یہ میرزائی مشن سے خوب واقف ہیں جو بات کہتے ہیں خوب پتے کی کہتی ہے (تائید الاسلام) کوکب ہند اپنی تبلیغ میں جان توڑ کوشش کرتا ہے۔ لیکن بحکمت فرقۂ مرزائیہ کی لاجواب تردید کرتا ہے۔ لیکن نہ بطریق نفرت (محمدی دہلی) کوکب ہند کے اچھوتے مضامین قابل دید ہیں اور ایسے زبردست دلائل و براہین سے مملو ہوتے ہیں کہ اس کے جواب میں قادیانی پریس بالکل خاموش ہے (دنیر اعظم) کوکب ہند اور اسکی جماعت یہ راز کھولنا چاہتی ہے کہ جناب میرزا صاحب قادیانی کے نئے مذہب کا تمام سرمایہ۔ بابیہ اور بہائیہ مذہب کے عقائد سے سرقہ کیا ہوا ہے۔ اور کوکب ہند کی تبلیغ کام کرتی رہی تو اہل قادیان کی دیجیاں بکھر جائیگی۔ خواجہ حسن نظامی

یہ کتابیں منگوائیے

ایقان آیات قرآن و احادیث انجیل تورات زبور کو حیرت انگیز طریقہ سے مطابق کر کے الٰہی سربستہ راز کی مہر توڑنے والی بہائی مصطفیٰ و معارف جاننے کے لئے بہترین کتاب ترجمہ اردو مع اصل عہ انگریزی ترجمہ عہ.....

ہفت وادی و چہار وادی رموز تصوف پر ایک زبردست اور جامع کتاب ہے متعدد زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہے اصل مع ترجمہ ۸

کلمات مکنونہ حضرت بہاء اللہ کی مشہور کتاب تمام دینی و دنیاوی اخلاقی تعلیمات کی روح اصل مع ترجمہ ۱۲..... ترجمہ اردو..... ۴

پیغام صلح کانفرنس بین احد من رسلہ ڈاکٹر لیکچر عبد البہاء فید رجن ۶

حضرت بہاء اللہ کی شریعت جدید جو انکے ظہور کا مقصد اصلی تھا۔ عبد البہاء کا نہایت مفصل و جامع لیکچر فید رجن..... ۳

دنیا نے موعود کو کیوں نہ پہچانا لیکچر عبد البہا فید رجن..... ۳

تمام دنیا کا موعود لیکچر عبد البہا فید رجن..... ۳

مناظرۃ الدینیہ اس کتاب میں تمام وہ آیات جمع کی ہیں جنکی رو سے زرتشتی یہودی عیسائی مسلمان کہتے ہیں کہ ہمارا موعود جب ظاہر ہوگا تو ہمارے ہی دین کو پھیلائیگا۔ بہائی نقطۂ نگاہ سے ان آیات کی تشریح و تطبیق (فارسی، عہ

کوکب ہند جلد اوّل

حضرت بہاء اللہ کی الواح مقدسہ.....
حضرت عبد البہا کے خطابات مبارکہ.....
بہائی علماء کے مضامین اور بیانات محققین و مصنفین کی زبردست تحریرات جماعت احمدیہ کو دعوت و بشارت کا لاجواب سلسلہ..... عہ

کوکب ہند جلد دوم

پہلی جلد بڑے اخباری سائز پر ہے دوسری جلد ۲۰×۲۶ کے کتاب سائز پر شائع ہوئی ہے پہلی جلد کی تمام خوبیاں مع اضافہ موجود ہیں و رفاہ نمبر کا مستقل سلسلہ نئے اسلوب سے ہے۔
مع محصول ڈاک قیمت (صمہ ۱۰ (منیجر کوکب ہند)

کوکب کے خاص نمبر

میلاد نمبر۔ شان محمدی۔ تاریخ نبوی... ۲
دعاوی نمبر۔ حضرت بہاء اللہ کے دعاوی... ۲
کنونشن نمبر۔ بہائی کانفرنس سنہ ۱۹۲۴ء... ۲
مذاہب نمبر لندن کانفرنس..... ۲
مرکز میثاق نمبر حضرت عبد البہاء کے کارنامے..... ۲

بجم باختر

عالم بہائی کا مشہور مصور ماہوار صحیفہ بزبان انگلش چیکاگو امریکہ سے نکلتا ہے نئی روحانی دنیا کے جدید حالات و کمالات دیکھنے کے لئے اس رسالہ کو ملاحظہ فرمائیں اور کیفیت روحانی حاصل کریں
سالانہ قیمت عہ..... دس روپے
پتہ پروفیسر پریتم سنگھ بی اے کالج آف کامرس (کانپور)

الاشراق

زیر ادارت حضرت علامہ سید مصطفیٰ رومی انگریزی فارسی برمی زبان میں ماہوار زندہ روحانی مضامین کا گنجینہ تجلیات حقیقت کا آئینہ جو اہر صداقت کا خزینہ حضرت فاضل مدیر کا نام ہی تمام خوبیوں کا ثبوت ہے سالانہ قیمت صمہ
پتہ ۴ پوسٹ باکس نمبر ۲۹۹ رنگون برما

خورشید خاور

عشق آباد روس کا بہائی آرگن ماہوار ترکی اور فارسی میں شائع ہوتا ہے مضامین علمی۔ اخلاقی۔ فلسفی یہ روحانی تاریخی ہوتے ہیں موجودہ فارسی زبان سے واقفیت حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ
ملنے کا پتہ اصغر زادہ ضیاء اللہ ہاؤس نمبر ۲ فوج دتہ لندن ای سی

تعلیمات حضرت بہاء اللہ

ابتداء سے امر بہائی کی تاریخ حضرت باب ظہور حضرت بہاء اللہ کی جلوہ گری شہدائے حق کی جاں نثاری و فداکاری سلطنتوں میں تزلزل امر بہائی کی بلندی و کامیابی حضرت عبد البہا کا تذکرہ مع عکس مبارک سنین تاریخ بہائیہ بغداد و قسطنطنیہ ادرینوپل عکہ کے حالات کتاب اقدس سے حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات جو عصر حاضر کی روح ہدایت ہیں زبان نہایت صاف اردو۔

مصنفہ

مسز حشمت اللہ۔ بی۔ اے۔ رئیس آگرہ
قیمت.... فی جلد..... صرف..... آٹھ آنے

مجموعہ الواح حضرت بہاء اللہ

{ تجلیات۔ اشراقات اطرازات لوح العالم کلمات فردوسیہ بشارات } ان چھ الواح کا مجموعہ اصل مع ترجمہ ہے کتاب اقدس کے بعد یہ الواح اہم ترین ہیں توحید رسالت معرفت اسم اعظم شجرۂ طوبیٰ تجلی طور شریعت و طریقت کی حقیقت دعاوی حضرت بہاء اللہ۔ براہین آیات بینات۔

قیمت..... صرف..... عہ

نوٹ۔ ان کتابوں کی درخواست کے ساتھ ۲۵ فیصدی قیمت پیشگی وصول ہونے پر کتابیں بھیجی جاتی ہیں بعض حضرات کے طرز عمل نے ہمیں اس طریقہ پر مجبور کیا ہے۔

شرح آیات مورخہ

حضرت بہاء اللہ موعود کل ادیان ہیں آپکا ظہور کتب مقدسہ کی ٹھیک مقررہ تاریخوں میں ہوا شرح آیات مورخہ نے اس مضمون کو واضح طور پر بیان کیا ہے۔

مسلمانوں یہودیوں پارسیوں کی مسلمات۔ کتب مقدسہ سے مدعاوی کو ثابت کیا ہے۔ جسکو دیکھتے ہوئے ہر منصف اس نتیجہ پر پہنچ جائیگا کہ حضرت بہاء اللہ کا ظہور مبارک الہامی پیشینگوئیوں کے مطابق واقع ہوا ہے

مصنفہ

حضرت علامہ ابو الفضائل کلپائیگانی

(قیمت فی جلد ایک روپیہ)

عہ

پڑھیئے اور پڑھوایئے

مفاوضات عبد البہاء ترجمہ انگریزی مع اصل.... للعہ

مکاتیب عبد البہاء فارسی حصہ اول ۱۲ حصہ دوم ۱۲..... سوم ۱۲

لوح فورال جس میں طبیعیوں کے اعتراض کا جواب میگ کانفرنس اور دیگر اہم جوابات شامل ہیں فارسی زبان میں قیمت ۱۳..... تیرہ آنے

عبد البہاء در پیرس سفر پیرس کے لیکچر..... انگریزی..... عہ

بہائی ریولیشن آنجل کی پیشگوئیوں کی تشریح (انگریزی)..... عہ

باب الحیات حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ کی مشہور تاریخ کا اردو ترجمہ اردو زبان کی ایکلی کتاب..... ۱۲

جواب لیکچر جناب قادیانی از حضرت میرزا محمود زفانی..... ۲

احقاق الحق جواب مضامین ریویو آف ریلیجنز قادیان..... ۳

برہان صریح مہدی و مسیح دو حد الکاذبین وجود ہیں..... ۴

عمدۃ التصحیح سچا مہدی و مسیح کون ہے قیمت..... ۶

عروج و نزول

(دعاوی جناب میرزا غلام احمد قادیان) حیرت انگیز اختلاف جو ایک دفعہ پڑھلے وہ قادیانی نہیں ہو سکتا درج ۶

البلاغ المبین فی رد بہتان عظیم..... ۲

دفتر کوکب ہند چاندنی چوک۔ دہلی

(محفوظ الحق ملکی نے مطبع محبوب المطابع الکہ پریس مچھلی والان میں چھپوا کر چاندنی چوک دہلی سے شائع کیا)

©Afnan Library Trust, 2026

III 5

ای اهل عالم همه یار یک دار و یک دیار شوید و یک گشن خسپید

کوکبۂ بہائی دہلی

جلد ۳ نمبر ۵ | مدیر مسئول محفوظ الحق علمی | ہر انگریزی ماہ کی یکم ۹-۱۷-۲۵ کو شائع ہوتا ہے | محلِ ادارہ چاندنی چوک دہلی | یکم مئی سنہ ۱۹۲۶ عیسوی

پرتو نور بہا تافتہ در خانۂ ما

پرتو نور بہا تافتہ در خانۂ ما
کز مئی عشق لبالب شدہ پیمانۂ ما

گشتہ از نفخۂ ما زلزلۃ الساعہ پدید
وتر عالمیان سکاری است ز میخانۂ ما

عارفان را چہ خبر از دل دیوانۂ ما
عاقلان را چہ خبر از دل دیوانۂ ما

بولایت ز حوادث ہلہ پروانہ کنیم
ما چو شمعیم و حوادث ہمہ پروانۂ ما

آشنا تا شدم ای دوست بمہر تو شدم
آشنایان جہان یکسرہ بیگانۂ ما

سر و سامان ہمہ را سوخت در آن روز کہ دوست
آتش عشق برافروخت بکاشانۂ ما

تو کہ از جذبۂ ارباب جنون بے خبری
چہ نصیحت کنی اے عاقل فرزانۂ ما

باز در رقص شکند توبۂ ہشیاری را
شنود گر بچمن نعرۂ مستانۂ ما

خندید گل بساحت رضوان اتحاد

خندید گل بساحت رضوان اتحاد و
زد نغمہ عندلیب گلستان اتحاد

باد صبا ز گلشن توحید شد وزان
بشگفت بس شگوفہ بر ضوان اتحاد

حق پای زد بعرصۂ میدان دلبری
صد گوی دل کشید بچوگان اتحاد

گیتی ورق کشود ز دیوان بندگی
تا باز کرد حق سر دیوان اتحاد

نو بادہ گان قدس بہا را ادیب حق
زد بانگ الصلا بدبستان اتحاد

شد دست شرق و غرب بقطب جہان بلند
زا مر بہا ببستن پیمان اتحاد

گبر و یہود و مسلم و ترسا و ست پرست
بنشستہ اند خوش بسر خوان اتحاد

شاہ بہاست صاحب فرمان عصر او
عبد البہاست حامل فرمان اتحاد

سلطان امر خلق کہ جاری بامر اوست
روح حیات در تن کیہان اتحاد

آن خالق مسیح چو تیغی ببرد گان
تعمید روح داد ز یزدان اتحاد

گلکش چو در بنان مشیت قرار یافت
در ہر ملوک عالم اعلان اتحاد

کای اہل ارض ذلت تفریق تا بچند
وستے در آورید بدامان اتحاد

اینک دہید گوش کہ زد عندلیب قدس
از شاخسار عالم وستان اتحاد

آمد بہار وحدت و سرسبز شد زمین
از ریزش لئالی نیسان اتحاد

گل شعلہ خیز گشت و شقایق سپند ریز
شاید شوند مجمرہ گردان اتحاد

زہ زہ کہ خندہ بر شر رطور میکنند
در بوستان عالم بغمان اتحاد

باد صبا بطرۂ دوشیزگان باغ
ہر دم زند گرہ بگروگان اتحاد

مجموع ترز طرۂ سنبل کنون مجوی
در باغ اگرچہ بود پریشان اتحاد

از نسمۂ نسیم صبا زلف ضیمران
روز و شب ہست سلسلہ جنبان اتحاد

گل را ہر آنچہ کلک قدر بر ورق نوشت
خوش خواند عندلیب بعنوان اتحاد

یا حبذا کہ رسم غزالان معنوی
زمرد نشان شود بیبابان اتحاد

از گل یگانہ گوہر تیغی مخزن وجود
یا قوتہا برآورد از کان اتحاد

ای مردگان غفلت و جہل و نفاق و ظلم
نابردہ بوی روح ز ریحان اتحاد

خضر حیات آمدہ تبلیغ میکند
اموات را بچشمۂ حیوان اتحاد

خرم شو یار آنکہ در اجساد ممکنات
روح بقا دمید حق و جان اتحاد

در دل زمانہ را بتقاضا طبیب حق
آخر علاج کرد بدرمان اتحاد

نیکو ببین کہ پنجۂ توحید چون گداشت
اعمال کائنات بمیزان اتحاد

سر گوشۂ دو صد ید بیضا عیان نمود
از جیب جود موسی عمران اتحاد

ای مشرک جلی ز گریبان سر بر آر
دستی بزن بدامن ایمان اتحاد

تو در مغاک بغض چو خفاش خیمہ زد
در قطب چرخ مہر درخشان اتحاد

در کوی حق اطاعت و طغیان دگر مجوی
شارق بجز اطاعت و طغیان اتحاد

این وحشت دوئیت و تفریق و اعتراض
کے زان توست زانکہ توئی زان اتحاد

©Afnan Library Trust, 2026

روٹی اور شراب سے مراد

(سلسلۂ مفاوضات حضرت عبدالبہاء)

سوال حضرت مسیح فرماتے ہیں "میں وہ روٹی ہوں جو آسمان سے نازل ہوئی ہے جو اس روٹی سے کھاتا ہے کبھی نہیں مرتا" اس بیان سے کیا مطلب ہے؟

جواب اس روٹی سے مراد مائدہ آسمانی اور کمالات الٰہی ہیں جو کوئی اس غذا کو کھاتا ہے یعنی فیض الٰہی کو حاصل کرتا ہے وہ ہمیشہ کی زندگی پالیتا ہے۔ خون سے بھی زندگی کی روح مراد ہے اور زندگی کی روح کمالات آلہیہ و جلوۂ ربانی۔ و فیض صمدانی ہے۔ یہ اس لئے کہا گیا ہے کہ بدن انسان کے تمام اجزا خون کے دوران ہی سے مادۂ حیات کو خون سے حاصل کرتے ہیں انجیل یوحنا کے چھٹے باب کی چھپنویں آیت میں فرماتا ہے۔

"میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں تم مجھے اس لئے نہیں ڈھونڈھتے کہ معجزے دیکھے بلکہ اس لئے کہ تم روٹیاں کھا کر سیر ہوئے"

یہ معلوم ہی ہے کہ وہ روٹی جسے کھا کر حواری سیر ہوئے تھے وہ فیوضات آسمانی تھے کیونکہ اسی باب کی تیئسوں آیت میں فرماتا ہے۔

"کیوں کہ خدا کی روٹی وہ ہے جو آسمان سے اُتر کر دنیا کو زندگی بخشتی ہے"

یہ معلوم ہی ہے کہ حضرت مسیح کا جسم آسمان سے نازل نہ ہوا تھا۔ حضرت مریم کے رحم سے آیا تھا۔ آسمان سے جو نازل ہوا تھا وہ حضرت مسیح کی روح تھی اس لئے یہودیوں نے یہ گمان کرکے کہ آنحضرت کا مطلب جسم ہے۔ اعتراض کیا۔

جو اسی باب کی بیالیسویں آیت میں درج ہے

"اور انہوں نے کہا کیا یہ یوسف کا بیٹا یسوع نہیں جسکے باپ اور ماں کو ہم جانتے ہیں اب کیوں کر کہتا ہے کہ میں آسمان سے اُترا ہوں"

ملاحظہ کریں کہ کسقدر واضح ہے کہ آسمانی روٹی سے آنحضرت کی مراد آنحضرت کی روح اور آپکے فیوضات و کمالات و تعلیمات ہیں جیسا کہ اسی باب کی ترسٹھویں آیت میں فرماتا ہے۔

"زندہ کرنے والی تو روح ہے جسم سے کچھ فائدہ نہیں"

پس واضح ہوا کہ روح مسیح نعمت آسمانی تھی جو آسمان سے نازل ہوئی اور جس کسی نے اس روح سے فیض پایا یعنے تعلیم آسمانی کو پکڑا اُس نے ہمیشہ کی زندگی پائی۔ اس لئے اسی باب کی پینتیسویں آیت میں فرماتا ہے۔

"یسوع نے ان سے کہا زندگی کی روٹی میں ہوں جو میرے پاس آئیگا وہ ہرگز بھوکا نہ ہوگا اور جو مجھ پر ایمان لائیگا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا"

ملاحظہ فرمائیں کہ کھانے کو اقبال اور پینے کو ایمان سے توضیح فرماتے ہیں پس واضح و تحقیق ہو گیا کہ غذائے آسمانی سے مراد فیوضات رحمانیہ و تجلیات روحیہ۔ تعالیم سمائیہ اور معانی کلیۂ حضرت مسیح ہیں اور کھانے کا مطلب اقبال کرنا اور پینے سے مراد ایمان لانا ہے۔ کیونکہ آنحضرت کے لئے ایک جسم عنصری اور ایک جسم آسمانی تھا۔ جسم عنصری مصلوب ہوا اور جسد آسمانی زندہ و باقی اور ہمیشہ کی زندگی کا سبب بنا۔ جسد عنصری طبیعت بشری تھی اور جسد آسمانی طبیعت روحانی۔ سبحان اللہ! بعضوں کا خیال ہے کہ قربانی کی روٹی حقیقت مسیح ہے۔ اور لاہوت اور روح القدس اس میں حلول کئے ہوئے موجود ہیں حالانکہ یہ قربانی کی روٹی کھانے کے چند منٹ بعد بالکل بدل جاتی ہے پھر کس طرح ایسے وہم کا تصور ممکن ہے۔ استغفر اللہ عن ھذا الوھم العظیم (ایسے بڑے وہم سے خدا کی پناہ)۔

خلاصہ یہ کہ حضرت مسیح کے ظہور سے تعالیم مقدسہ جو فیض ابدی ہیں منتشر ہوئیں ہدایت کے انوار چمک اٹھے۔ حقایق انسانی کو زندگی کی روح بخشی گئی جس نے ہدایت پائی وہ زندہ ہوا اور جو گمراہ ہوا ہمیشہ کی موت میں گرفتار ہوا وہ روٹی جو آسمان سے نازل ہوئی تھی وہ حضرت مسیح کا جسد ملکوتی اور اُسکا عنصر روحانی تھا جسے حواریوں نے تناول کیا اور ہمیشہ کی زندگی پائی حواریوں نے تو حضرت مسیح کے ساتھ بہت سی دفعہ غذا کھائی تھی۔ عشاء ربانی کیوں مخصوص کی گئی پس معلوم ہوا کہ آسمانی روٹی سے مراد یہ عنصری روٹی نہیں بلکہ غذائے خدائی ہے مراد حضرت مسیح کا جسد روحانی تھا اور وہ فیوضات ربانیہ اور کمالات رحمانیہ تھے جو حواریوں نے حاصل کئے اور اُن سے سیر ہوئے۔ یہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ جسوقت حضرت مسیح نے روٹی کو برکت دی اور یہ فرماکر کہ یہ میرا جسم ہے حواریوں کو دی۔ اُسوقت آنحضرت حواریوں کے پاس مشخص و معین و مجسم موجود تھے۔ آپ روٹی اور شراب نہ بن گئے تھے اگر روٹی اور شراب ہوگئے ہوتے تو اسوقت حضرت مسیح حواریوں کے پاس مجسم و معین و مشخص بیٹھے نہ ہوتے۔ پس معلوم ہوا کہ روٹی اور شراب ایک رمز تھی جس سے یہ مراد تھی کہ میرے فیوضات اور کمالات تمکو دیئے گئے اور جب تم اس فیض کو حاصل کروگے تو ہمیشہ کی زندگی پاؤگے اور مائدۂ آسمانی نصیب ہوگی۔

تذکرۃ الوفا

وفاداران عشق کے تذکرے حضرت عبدالبہاء کی زبان مبارک سے

حضرت ملا علی اکبر

منجملہ دیگر ایادی امر اللہ کے ایک حضرت ملا علی اکبر علیہ بہاء اللہ الابہی ہیں یہ بزرگوار ابتدائی زندگی میں مدارس علوم و فنون میں گھسے شب و روز کوشش کرکے قواعد قوم اور معارف ملت اور فنون عقلیہ اور علوم فقہ میں مہارت تامہ حاصل کرلی زمرۂ حکماء و علماء اور شیخیہ میں داخل ہوئے۔ اور ان اقالیم علم و عرفان و اشراق کی سیر و سیاحت پورے طور پر کی۔ مگر باوجود اس کے آپ چشمۂ حقیقت کے پیاسے اور مائدۂ آسمانی کے بھوکے تھے۔ ان حلقوں میں بہت کوشش کی مگر سیراب نہ ہوئے۔ اور آپ کی انتہائی آرزو پوری نہ ہوئی۔ لب تشنہ حیران و سرگردان رہے کیوں کہ آپ ان جماعتوں میں کوئی جوش اور والہیت نہ دیکھتے تھے نہ کوئی جذب و طرب پاتے تھے نہ وہاں عشق حقیقی کی خوشبو محسوس کرتے تھے۔ اور جب آپ کی نگاہ تمام جماعتوں کے مسائل کی تہہ تک پہنچی تو آپ نے دیکھا کہ یوم ظہور حضرت رسول محمد الممود روحی لہ الفداء سے لیکر آجتک بے شمار فرقے پیدا ہوئے مختلف مذاہب اور آراء متنوعہ مسالک مختلفہ اور طرائق کثیرہ ظاہر ہوئے جن میں سے ہر ایک نئے رنگ و ڈھنگ سے مکاشفات معنویہ کا مدعی تھا۔ اور بخیال خود تنہا صراط المستقیم کا راہرو تھا۔ لیکن بحر محمدی کی ایک موج اٹھتی تھی اور ان سب فرقوں کو عمق دریا میں ایسا تہ نشین کر دیتی تھی کہ انکی کوئی بلند و پست آواز سنائی نہ دیتی تھی لا تسمع لھم صوتا ولا ترکزا اگر کوئی شخص تاریخ پر غور کرے۔ تو وہ دیکھیگا کہ اس دریائے محمدی میں بے شمار امواج اٹھیں۔ لیکن آخر ڈھلتی چھاؤں کی طرح غائب ہوگئیں۔ موجیں مٹ گئیں اور دریا باقی ہے۔

لہذا حضرت علی اکبر روز بروز تشنہ تر ہوتے گئے یہاں تک کہ دریائے حقیقت تک پہنچگئے اور پکار اُٹھے۔ اللہ اکبر ھذا البحر قد ذخر و یھیج الریح موجا یقذف الدرا

حقیقت کا بحر ذخار موج زن ہے
ہوا ایسی موج پیدا کر رہی ہے جو موتی اچھالتی ہے

©Afnan Library Trust, 2026

فاخلع ثیابک واغرق فیہ ثم دع عنک السباحۃ لیس السبح مفخرا ط

لباس الگ کر اور اس دریا میں ڈوب جا۔ سطح آب پر تیرنا چھوڑ دے کہ یہ کوئی فخر کی بات نہیں

بہر حال حضرت علی اکبر فوارہ کی طرح جوش میں آگئے اور چشمہ رواں کے پانی کی مانند حقائق و معانی جاری ہو گئے۔ ابتدائے سلوک میں مراتب تسلیم و رضا اور مسالک فقر و فنا پر چلتے اور اقتباس انوار کرتے تھے اور بعد میں تبلیغ میں مصروف ہو گئے۔

کیا خوب کہا ہے ؎

ذات نایافتہ از ہستی بخش ۔ کے تواند کہ شود ہستی بخش

مبلغ ایسا ہونا چاہیئے کہ ابتدا میں اپنے آپکو تبلیغ کرے۔ اس کے بعد دوسروں کو۔ اگر خود ہی مبتلائے شہوات ہو تو پھر کیسے ممکن ہے کہ آیات بینات تلاوت کر کے دوسروں کے لئے موجب ہدایت ہو۔

لیکن یہ شخص جلیل ایک بڑی جماعت کو تبلیغ کرنے میں موفق ہوئے۔ آپنے محبت اللہ میں گریبان چاک کر ڈالا۔ اور سبیل عشق میں دوڑنے لگے۔ سرگشتہ و سودائی تھے اور شیدائی کے نام سے مشہور طہران میں ایمان و ایقان کی وجہ سے عوام میں پورے مشہور ہو گئے۔ اور کوچہ و بازار میں بہائی بہائی کہکر ان کی طرف انگلیاں اٹھا کرتی تھیں۔ جب کوئی مخالفوں کی طرف سے فتنہ اٹھا کرتا تھا تو اول آپ ہی گرفتار ہوتے تھے بکرات و مرات محبس میں گئے اور پابند طوق و سلاسل ہوئے۔ اور تیغ و شمشیر کے نیچے رہے اس وجود مبارک کے شمائل حضرت امین جمیل کی طرح زنجیر کی جکڑ بندیوں میں ہر سمیع و بصیر کے لئے سبب عبرت ہیں کہ یہ دو دل مبارک وجود کسی طرح بحالت تسلیم و رضا و طوق و سلاسل تختوں میں بیٹھکر انتہائی سکون و قرار کا ثبوت دیتے تھے۔

کیفیت یہ تھی کہ جب کبھی شور اٹھتا تھا تو جناب علی اکبر سر پر عمامہ رکھکر اور عبا پہنکر اس بات کے منتظر ہوتے تھے کہ کب سپاہی فراش وچاؤش آتے اور آپ کو محبس کو لیجاتے ہیں لیکن خدا کی قدرت دیکھیے کہ باوجود اس کے آپ محفوظ و مصئون رہے ؎

— نشان عاشقاں باشد کہ خشکش بینی از دریا۔

فی الحقیقۃ آپ ایسے ہی تھے باوجود اس کے کہ آپ کی جان ہر ساعت خطرہ میں تھی — دشمن تاک میں رہتے تھے۔ اور آپ مبین کی محبت میں مشہور تھے تاہم آپ ہر آفت سے محفوظ تھے۔ فعبر دریا میں خشک اور وسط آتش میں برد و سلاما رہتے یہاں تک کہ آپ کا صعود ہو گیا حضرت بہاء اللہ کے صعود کے بعد بھی آپ عہد و پیمان الٰہی پر ثابت و راسخ رہے آپ میثاق الٰہی کے منادی او عہد نیر آفاق کے مروج تھے۔

ایام لقا میں ساحت اقدس میں نہایت شوق و شعف کے ساتھ حاضر ہوئے اور الطاف و عواطف رحمانی سے حصہ پایا۔ بعد میں ایران کو لوٹ گئے۔ ساری عمر خدمت امر میں مشغول رہے۔ ظالموں سے آپ کا ہمیشہ مجادلہ رہتا تھا۔ وہ جسقدر آپ کو ڈراتے دھمکاتے تھے۔ اسی قدر آپ ان کے مقابلہ پر ڈٹ کر بیخوفی کا اظہار کرتے تھے۔ اور شکست نہ کھاتے تھے۔ بلکہ جو چاہتے تھے کہتے تھے۔

مجھ آپ سے خاص محبت تھی کیوں کہ آپ خوش صحبت اور ندیم بے مثیل و نظیر تھے۔ ان دنوں میں ایک شب میں نے آپ کو خواب میں دیکھا اگرچہ آپ کا جسم بھاری تھا لیکن خواب میں پیکر تر اور فربہ تر نظر آیا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ سفر پر گئے ہوئے تھے۔ میں نے کہا کہ جناب خوب فربہ ہو گئے ہیں۔ بولے ہاں الحمد للہ متعدد مقامات کا میں نے سفر کیا۔ وہاں کی ہوا نہایت لطیف تھی اور پانی بہت میٹھا تھا مناظر دلکش تھے اور غذا لذیذ تھی۔ لہذا یہ مجھے راس آئی۔ اور اسقدر جسم فربہ ہوا اور طاقت بڑھ گئی۔ اور نوجوانی کا سانسہ عود کر آیا ہے میں نفحات رحمانی سے مانوس تھا اور ذکر حق میں مشغول تھا اور براہین الٰہی میری زبان پر تھے۔ میں تبلیغ کرتا رہتا تھا۔

؎ اسکی تعبیر یہ ہے کہ جہاں دیگر میں تبلیغ سے مراد "نشر نفحات قدس" ہے جو بمنزلہ تبلیغ ہیں۔

بحر حال حالت خواب میں کسی قدر باتیں ہو رہی تھیں کہ اس اثنا میں کچھ لوگ آگئے اور آپ غائب ہو گئے۔ آپ کا مرقد نورانی طہران میں ہے۔ ہر چند آپ کا جسم مٹی میں مدفون ہے۔ لیکن آپکی روح پاک بزم صدق میں ملیک مقتدر کے پاس مستریح ہے۔ مجھے احباء الٰہی کے مراقد کی زیارت کا بہت اشتیاق ہے۔ اگر میسر آئے۔

یہ لوگ جمال مبارک کے وہ بندگان آستان ہیں جنہوں آپ کی راہ میں مصائب اٹھائے ہیں مشقتیں برداشت کیں اور صدمات اٹھائے ہیں۔ علیھم بھاء اللہ الابھی وعلیھم التحیۃ والثناء وعلیھم الرحمۃ والغفران من ساحۃ الکبریاء

لڑکیوں کا حق

پنجاب میں مسلمان لڑکیوں کو وراثت کا حق نہیں دیتے جسکی وجہ سے ہزار ہا شریف زادیاں تباہ و برباد رہتی ہیں۔ کئی مقامات پر ہم نے خود دیکھا ہے کہ والدین کا انتقال ہو گیا۔ لڑکی کو حق وراثت کچھ نہ دیا گیا۔ چند روز کے بعد لڑکی کے غریب خاوند کا بھی انتقال ہو گیا۔ اب مظلومہ لڑکی ہے۔ اور مصیبت کا ایک سلسلہ۔

وہ بھائی جنہوں نے اس کا حق واجب غصب کر لیا تھا اب دکھیا کو پوچھتے بھی نہیں بیوہ فاقہ کرتی ہے۔ بچے بھوکے مرتے ہیں مگر کوئی فریاد رس نہیں۔

کیا یہ ظلم عظیم نہیں کہ بیکس لڑکیوں کے حقوق واجب غصب کر کے انکو دکھ پہنچایا جائے۔

ندوۃ العلماء۔ جمیعۃ العلماء۔ انجمن حمایت الاسلام اس غلطی کے تدارک کیلئے کام کرنا چاہتے جو بہت ضروری ہے مجالس مذکورہ کے ارباب عمل کو جلد عملی قدم اٹھانا چاہیئے۔

شعاع

اگر آپ ہر ہفتہ تازہ بتازہ خبریں دلچسپ مضامین راتوں کی نیند حرام کر دینے والے ناول عجیب و غریب معلومات پڑھنا چاہتے ہوں تو فوراً تین روپیہ کا منی آرڈر بعایت چندہ سالانہ مینجر شعاع بریلی کے نام ارسال کر دیجئے ..... نمونہ مفت!

مملکت چین میں امر بہائی

پریس اور اخبار کا اجراء

یوں تو عالم کے ہر گوشہ میں امر بہائی کے جھنڈے بلند ہیں اور دنیا روز بروز امر بہائی کے احاطہ میں پناہ گزیں ہوتی جا رہی ہے۔ کیونکہ آج عالم انسانی کی ضروریات و مقتضیات کا حل امر بہائی سے ہی وابستہ ہے امر بہائی روح کی مانند جسم عالم میں سرایت کر رہا ہے حتی کہ مخالفت پر کمربستہ ہونے والے بھی عملاً امر بہائی کے عالمگیر نفوذ کے تاثرات سے نہیں بچ سکتے۔ مشرق اقصائے چین میں اہل بہاء نشر حقیقت کیلئے ایستادہ ہیں۔ محبت و مودت کی مجالس ترتیب دیتے ہیں اور فرزندان آدم کو اخوت اور صلح و سلام کا شیریں پیغام پہنچاتے ہیں۔

تشنگان صداقت کو سچائی کا آب حیات پلاتے ہیں ایک بہترین پریس کھولا گیا ہے جسکے لئے مصر سے نہایت عمدہ ٹائپ منگایا ہے۔ اسوقت دو کتابیں چھاپی گئیں ہیں ایک شرح آیات مورخہ دوسری فصل الخطاب جو کہ حضرت علامہ ابو الفضائل گلپائیگانی کی مشہور تصانیف ہیں۔

ایک اخبار "بہائی" نام سے چینی زبان میں جاری کیا گیا ہے جو نشر و اشاعت حقیقت کی عمدہ خدمات انجام دیتا ہے۔

ہم احباء مملکت چین کو مبارک باد دیتے ہیں جنہیں افق اعلیٰ سے خدمت امر اللہ کی تائید حاصل ہو رہی ہے

مساجد میں گداگری

جامع مسجد دہلی سے لیکر چھوٹے سے چھوٹے شہر میں جمعہ کیوقت مسجدوں میں گداگری کی صدائیں بلند ہوتی ہیں اسمیں شک نہیں کہ بعض سائل فی الحقیقۃ مستحق امداد ہوتے ہیں۔

تاہم خانۂ خدا کی حرمت پر نظر کرتے ہوئے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ مساجد میں گداگری کے سلسلہ کو بند کرنے کی کوشش کرے فقیروں کو مسجد کے باہر بھی خیرات دیجا سکتی ہے۔ پھر بلا ضرورت مسجد میں شور و واویلا مچا کر پاک مقام کا احترام کیوں ضائع کیا جائے

ہم امید کرتے ہیں کہ مساجد ہند کی انتظامی کمیٹیاں اس مسئلہ پر کافی غور کر کے ایک اچھا انتظام کرینگی۔

©Afnan Library Trust, 2026

امر بہائی اور کونٹ ٹالسٹائی

کون ہے جو مملکت روس کے مشہور معروف فلسفی مصنف محب نوع بشر کونٹ ٹالسٹائی سے ناواقف ہو اس مشہور انسان کی تصنیفات ہر زبان کے بولنے والوں اور ہر خیال کے لوگوں میں عزت و احترام اور عقیدت و محبت سے دیکھی جاتی ہیں۔

یہ بات لوگوں کو نہ معلوم ہوگی کہ یہ شخص جلیل امر بہائی سے کیا تعلق رکھتا تھا ایک صاحب "کربلائی بابرام" قفقازی کسی سے بے عہدہ ہو گیا تھا جب کونٹ کو معلوم ہوا کہ میرے خیالات مذہب کی طرف سے متقدر بیگانہ ہو گئے ہیں تو مجھسے پوچھا کہ مذہب سے متعلق تمہارے کیا خیالات ہیں میں نے کہا کہ خرافات اور اوہام کا نام مذہب رکھدیا ہے۔ اور کوئی ایسا دین موجود نہیں جسکو میں علم و عقل کے مطابق پاکر قبول کروں۔ کونٹ موصوف نے جواب دیا کہ تم کیوں امر بہائی کو قبول نہیں کر لیتے یہ دین عصر حاضر میں ظاہر ہوا اور عالم کی مقتضیات کو پورا کرنیوالا اور آج جسم عالم انسانی کے عین مناسب و مطابق لباس ہے۔ کونٹ کی اس نصیحت کے بعد میں نے امر بہائی کی تحقیق کی اور حق و حقیقت کو پالیا۔

یہاں یہ بات بتا دینی ضروری ہے کہ کونٹ کیلئے معلومات امر بہائی حاصل کرنے کا کیا ذریعہ تھا۔

حضرت عبدالبہاء کی چند الواح موجود ہیں جو آپنے کونٹ موصوف کے متعلق تحریر فرمائیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض الواح حضرت بہاء اللہ کے تراجم بھی کونٹ موصوف کو بھیجے گئے تھے واسطہ کا ثبت "جیران ساسی" فرانسیسی فاضل مقیم شام جو جو کتب سماوی کی تفسیر اور تاریخ میں ماہر اور جدید علوم فلسفہ میں کامل تھے اور ایک مدت کی تحقیق کے بعد بہائی ہو گئے تھے اور پھر تمام عمر امر بہائی کی اشاعت میں مصروف رہے۔ چونکہ ان کے تعلقات کونٹ ٹالسٹائی سے تھے۔ اسلئے انہوں نے حضرت عبدالبہاء سے خواہش کی کہ حضرت بہاء اللہ کی الواح کا ترجمہ کونٹ موصوف کو بھیجا جائے۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں حسب اذن حضرت عبدالبہاء الواح تجلیات۔ اشراقات طرازات۔ بشارات وغیرہ کے تراجم خود جیران ساسی نے کونٹ ٹالسٹائی کو بھیجے۔

روس کی ایک بہائی خاتون جو حضرت عبدالبہاء کے حضور میں حاضر ہوئی تھیں اور نہایت ایمان رکھتی تھیں۔ جنہوں نے حضرت باب اور جناب قرۃ العین کی تاریخ لکھی ہے وہ کونٹ ٹالسٹائی سے اپنی ملاقات کا حال بیان کرتی ہیں۔ کہ فلسفہ اجتماع پر بات چیت ہوتے ہوئے گفتگو کا سلسلہ امر بہائی تک آیا۔ میں نے اسوقت کونٹ ٹالسٹائی کو عجیب مسرت و حیرت کی حالت میں دیکھا۔ کونٹ موصوف نے فرمایا کہ امر بہائی ایک پر عظمت فلسفہ رکھتا ہے۔ اور اس سے بھی بڑھکر ہے جتنا کہ اسکو اتباع خیال کرتے ہیں۔ یہ واضح ہے کہ آفات اجتماعی۔ فسادات بشری تعصبات جنسی و دینی و وطنی کا پیشہ دیتی ہیں۔

اور امر بہائی کے مبادی ہی تعصبات کو دور کرنیکا بہترین ذریعہ ہیں۔ علاوہ اسکے امر بہائی کا درجہ بیت العدل کی سامنے

دیکھو صفحہ ہذا کالم نمبر (۲)

عید کا مکالمہ

آج عید ہے۔ ہر جگہ چہل پہل ہے۔ گلی کوچوں میں لوگ اچھے اچھے لباس پہنے پھر رہے ہیں۔ ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ خوش ہوتے ہیں۔ محبت سے معانقہ کرتے ہیں مسرت سے بولتے ہیں۔ چہرے شگفتہ ہیں۔ دل شاد ہیں۔ جامع مسجد دہلی کا نظارہ خصوصیت سے قابل دید ہے۔ چاروں طرف شادمانی چھائی ہوئی ہے۔ جامع مسجد کی بلند مشرقی سیڑھیوں پر ایک جگہ اس اجتماع عظیم میں کچھ احباب کھڑے ہوئے دلچسپ گفتگو کر رہے ہیں۔

س ج س ج س ج س

- بہائی حضرات دنیا میں کیا چاہتے ہیں۔
- بہائی چاہتے ہیں کہ ہر روز عید ہوا کرے۔
- یہ کیونکر ہو سکتا ہے عید مسلمان ہر روز تو نہیں کر سکتے۔
- بہائی چاہتے ہیں کہ ہر روز دنیا میں عید ہو اور ہر قوم کی ہو۔
- ذرا تشریح فرمائیے۔
- جس طرح آج خوشی و خرمی ہے۔ لوگ محبت سے گلے مل رہے ہیں۔ لڑائی جھگڑے سب فراموش ہیں الفت و محبت کی لہریں اٹھ رہی ہیں۔ بہائی چاہتے ہیں کہ اسی طرح ہر روز ہوا کرے یعنی تمام لوگ خوش و خرم رہیں بغض و عناد جنگ و جدل کو بالکل بھول جائیں صرف محبت و اتحاد کی فضائیں گلے ملتے رہیں۔ اور نہ صرف مسلمان بلکہ ہر قوم اور ہر ملت ایک دوسرے سے خوش دلی کے ساتھ بغلگیر ہو۔ تمام تعصبات دور ہوں لڑائی جھگڑے کافور ہوں محبت دلوں میں گھر کر لے۔

حقیقی اتحاد عالم انسانی میں ہمیشہ جلوہ گر ہے۔

حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں "سراپردۂ یگانگی بلند شد بچشم بیگانگی یکدیگر را مبینید" وحدت کا خیمہ نصب کیا گیا ہے۔ ایک دوسرے کو غیریت کی نظر سے نہ دیکھو سلسلۂ کلام یہاں تک پہنچا کہ تمام مخاطب مسرت سے بھر گئے اور سب بغلگیر ہوئے۔ (ایک بہائی)

بقیہ صفحہ ہذا کالم نمبر (۱)

بیت العدل کو اختیار دیا گیا ہے کہ فروعات دینی میں مقتضیات زمانہ کے مطابق تصرف اور تغیر و تبدل کرے۔ فقہی تصرفات جو اغراض شخصی کے رواج کے موجب ہوتے ہیں۔ اس امر نے اٹھا دیں۔ اور ہرگز لوگوں کو اجازت نہیں دی کہ دین کو تحصیل دولت اور ذاتی افکار کے اجراء کا ذریعہ بنائیں۔ اور پھر یہ کہ اس کے احکام اس عصر کی روح اور اس کے مقتضیات کے مطابق ہیں۔ مثلاً جبری تعلیم۔ اور تعلیم میں لڑکے لڑکیوں کی مساوات۔ وراثت اور حقوق میں مرد و عورت کی مساوات

دیکھو صفحہ ہذا کالم نمبر ۳

متحد اور غیر متحد

جو تفرقے اقوام کے آپا تھا مٹانے
اُس دین میں خود تفرقہ اب آکے پڑا ہے

زردشتی حضرات کی کتاب دساتیر میں ظہور محمدی اور امت محمدیہ کے آغاز و انجام کی پیشگوئی بڑی وضاحت سے کیگئی ہے جس میں فرمایا کہ جب ہزار سال دین عربی پر گذر جائیگا تو انقلاب عظیم پیدا ہو جائیگا "نیایی آذان آئین جز اسم" اسی بات کو حدیث شریف میں یوں فرمایا **لا یبقی من الاسلام الا اسمہ** یعنی اسلام کا نام رہجائیگا مسلمانوں کے متعلق دساتیر میں فرمایا "پس افتند درہم" یعنی باہم تفرقہ اور جنگ جدل کرنے لگیں گے۔ چنانچہ آج یہ نقشہ ہر ایک ملک ہر خطہ ہر صوبہ اور ہر ضلع اور ہر شہر بلکہ ہر محلہ کے مسلمانوں میں بچشم ظاہر ایک دنیا کو نظر آرہا ہے۔

مسلمانوں کو اس تفرقہ کا خود احساس ہے۔ اور وہ اس مرض سے نالاں ہیں۔ علاج کی کوشش بھی کرتے ہیں مگر ناکام رہتے ہیں۔

اخبار الفقیہ امرتسر مورخہ ۱۴ اپریل سنہ ۱۹۲۶ء میں ایک تازہ فتوے جناب مولینا عزیز الرحمن صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند کے نام سے چھاپا گیا ہے۔ جس میں فرماتے ہیں کہ "باعتبار اکثر افراد غیر مقلدین کے کہا جا سکتا ہے کہ ان سے حنفیوں کو علیحدہ رہنا چاہیئے اور مناکحت وغیرہ ان سے نہ کی جائے"

الفقیہ مزید تشریح یوں کرتا ہے کہ "یعنی شادی بیاہ اور اسلامی برتاؤ غیر مقلدین سے نہ کیا جائے"

اب ظاہر ہے کہ ایسی تعلیمات کو پھیلاتے ہوئے مرض تفرقہ کے انسداد کی امید کرنا طلب محال ہے۔

کاش یہ اسباب نزاع و تفرقہ معدوم ہوں۔ اور وحدت و اخوت حقیقی رونما ہو۔

بقیہ صفحہ ہذا کالم نمبر ۲

صلح عمومی کانفرنس گرام۔ اور محکمۂ کبرائے بین المللی کی تاسیس اور وحدت لسان و جنس اور اسی قسم کی بہت سی باتیں۔ اور چونکہ حیات اجتماعیہ بغیر ایک مذہبی قانون کے ناقص ہے۔ اسلئے چاہیئے کہ ان قوانین امر بہائی کو رواج دیا جائے اور وحدت حقیقی کو جو امر بہائی کے پیش نظر ہے مانا جائے اور امر بہائی کو دین عمومی اور آخری دنیا کا مذہب تسلیم کیا جائے۔ ہاں ابھی یہ مثل اس بچے کے ہے جو ابھی پیدا ہوا ہے اسلئے وہ دودھ اور نرم غذاؤں کا محتاج ہے۔ حتیٰ کہ پورے طور پر نشو نما پا جائے۔ شاید آئندہ سو سال میں یہ اوج کمال پر پہنچ جائے اور آپکو تمام دنیا میں شناخت کرائے اور نوع بشر کی سعادت ترک تعصبات کی صورت میں ظاہر ہو۔ اور اہل مذاہب ملا اور پادری کا دامن چھوڑ دیں اور وہ خود مقصد مذہب کو پہچان لیں اور مقصد کے جوہر کو لیکر ان زوائد کو جنہیں علماء نے ذاتی منافع

©Afnan Library Trust, 2026

ازالۂ اوہام

(ایک مسلمان محقق ماہر احمدیہ لٹریچر کی قلم سے)

کیا حضرت باب نے مہدی موعود ہونیکا دعویٰ نہیں فرمایا؟

احمدی قاضی محمد یوسف صاحب احمدی پشاوری نے لکھا ہے کہ جناب "باب" کا نہ امام مہدی ہونے کا دعویٰ تھا۔ نہ مسیح موعود ہونے کا نہ نبی اللہ ہونے کا۔ صرف وہ ایک شیخیہ فرقہ کا شیعہ تھا۔"

"الفضل۔ مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۲۴ء صفحہ ۶"

محمدی (۱) رسالہ ریویو آف ریلیجنز۔ جلد ۶۔ نمبر ۱۰۔ بابت ماہ اکتوبر ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۳۹۷ پر لکھا ہے۔ "باب پہلے پہل تو صرف امام مہدی کی آمد کا پیش خیمہ بنتا تھا۔ لیکن بعد میں وہ آپ ہی تمہدیت پر بیٹھ گیا۔

(۲) انجمن احمدیہ لکھنؤ کے رسالہ "مفسدین کی گرفتاری" کے صفحہ ۴ پر لکھا ہے۔

"صفائی بیان کے لئے پہلے باب اور بہاء اللہ کی تعلیم کا لب لباب میں اوپر لکھ چکا ہوں کہ..... ہم خود صاحب شریعت ہیں۔ صاحب شریعت ہونے کی حیثیت میں مہدی اور مسیح"

(۳) مولوی جلال الدین صاحب احمدی شمس سیکھوانی نے اپنے رسالہ "تنقید صحیح برہان صریح" کے صفحہ ۵ پر لکھتے ہیں۔

"پروفن لکھتا ہے کہ..... باب نے دعویٰ کیا کہ میں خود ہی امام قائم ہوں..... پہلے باب ہونے کا دعویٰ کیا۔ جیسا کہ پروفن نے لکھا ہے۔ بعد میں مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔"

(۴) مولوی عمر الدین صاحب احمدی جالندھری رسالہ "ختم نبوت کی حقیقت" کے صفحہ ۱۸۸ و ۱۸۹ پر لکھتے ہیں۔

"بابیت اور مہدویت بابیوں کے نزدیک یکساں ہے۔" چنانچہ ان کی کتاب "المعیار الصحیح لمعرفت ظہور المہدی والمسیح" کے صفحہ ۶۸ پر لکھا ہے۔

"حضرت سید علی محمد "باب" جو حضرت ختمی مآب کی اولاد اور عترت پاک میں سے تھے اور حسب و نسب کی صحت کے ساتھ لوگوں میں مشہور و معروف تھے ظہور کی میقات اور وقت مقررہ میں ایک دقیقہ بھی کم بیش نہ ہونے پایا کہ حضرت مہدی موعود کے نام سے ظاہر ہو چکے۔"

نوٹ ان مندرجہ بالا چار تحریروں سے صاف صاف ظاہر ہے کہ جناب سید علی محمد "باب" نے "حضرت امام مہدی" ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔"

حضرت بہاء اللہ کا دعویٰ ماموریت

احمدی جناب بہاء اللہ کو اگر دعویٰ نبوت و ماموریت تھا تو یہ اس کی کسی کتاب خصوصاً اس کتاب سے دکھانا چاہیئے جو وہ کتاب شریعت و ہدایت قرار دیتا ہے اور جس کا نام کتاب الاقدس ہے جیسا کہ قرآن مجید میں بار بار تنزیل من رب العالمین اور نزل علی محمد آیا ہے ایسا آپ کہیں بھی نہ پائینگے جس سے صاف ظاہر ہے کہ بہاء اللہ کو دعوے ماموریت نہیں۔

(تشحیذ الاذہان بابت ماہ دسمبر ۱۹۲۱ء صفحہ ۷)

محمدی (۱) ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ نومبر ۱۹۰۳ء کے صفحہ ۴۴۰ و ۴۴۱ پر لکھا ہے۔

"ان احکام کی پیروی کے متعلق خود کتاب الاقدس میں بہاء اللہ یہ کہتا ہے۔ تمسکوا بالکتاب الاقدس الذی نزلہ الرحمن من جبروتہ المقدس المنیع انہ لمیزان اللہ بینکم یوزن بہ کل الاعمال من لدن قوی قدیر۔ یعنی کتاب الاقدس کو مضبوط پکڑو جو کہ رحمن نے اپنی مقدس اور مضبوط طاقت کے ساتھ نازل کی ہے یہ تمہارے درمیان خدا کی میزان ہے جس سے قوی قدیر کی طرف سے کل اعمال تولے جائینگے۔ صفحہ ۸۴"

(ب) ریویو آف ریلیجنز۔ بابت ماہ فروری ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۷۱ و ۷۲ پر لکھا ہے۔

"اس (مکتوب میں جو شاہ ایران کو بہاء اللہ نے بھیجا۔ لکھا ہے۔ "اے شاہ زمین اس غلام کی پکار سن۔ میں ایک غلام ہوں جو خدا پر اور اس کے نشانات پر ایمان رکھتا ہوں اور میں نے اپنی زندگی اس کی راہ میں وقف کر دی ہے...

..... میں لوگوں کو صرف اس خدا کی طرف دعوت کرتا ہوں جو تیرا بھی خدا ہے اور تمام عالمین کا بھی خدا ہے.....

اے سلطان! میں ایک معمولی انسان تھا اور سویا ہوا تھا۔ اور اس (خدا) نے مجھے علم دیا..... اور اس نے مجھے حکم دیا کہ میں آسمان اور زمین کے درمیان ندا کروں۔"

(ج) اخبار "فاروق" مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۲۴ء کے صفحہ ۲ کے کالم نمبر ۳ میں مولوی اللہ دتا صاحب احمدی جالندھری کے الفاظ یوں درج ہیں:

"لوح الامر میں بہاء اللہ کو خطاب ہے۔ کن نار اللہ لما سواہ لتشتعل منک افئدۃ الخلق کذلک امرت من لدن عزیز حکیم (کوکب ہند ۲۷ اگست ۱۹۲۴ء صفحہ ۲) اے بہاء اللہ تو غیر اللہ کے لئے آگ بن جا تاکہ مخلوقات کے دل تجھ سے جل اٹھیں۔ عزیز و حکیم کا تجھے یہی حکم ہے۔"

کیا یہ صاف ماموریت کا دعویٰ نہیں ہے۔ احمدی حضرات ذرا تو انصاف فرمائیں

غیر مبائعین کا جنازہ

اس عنوان کے ماتحت ہمعصر الفضل قادیان ۱۳ اپریل ۱۹۲۶ء میں جناب امام جماعت قادیان کا ایک مکتوب شائع ہوا ہے جس میں موصوف ارشاد فرماتے ہیں

"میرا عقیدہ ہے کہ جو لوگ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں انکا جنازہ جائز نہیں کیونکہ میرے نزدیک وہ احمدی نہیں ہیں اسی طرح جو لوگ غیر احمدیوں کو لڑکی دیں اور وہ اپنے اس فعل سے توبہ کئے بغیر فوت ہو جائیں اُن کا جنازہ بھی جائز نہیں" ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ قادیان کو دنیا میں صلح پھیلانے کا دعویٰ کہاں تک زیبا ہے دیگر اقوام تو درکنار وہ مسلمانوں سے بھی صلح نہیں کر سکتے بلکہ خود احمدیوں کے بھی ایک حصہ سے صلح گوارہ نہیں فرماتے حتیٰ کہ اپنی شریعت میں انکا جنازہ تک حرام ٹھیراتے ہیں

دورِ جدید کے کرشمے

لندن اور دیگر مقامات پر اس امر کے متعلق لگاتار دلچسپ تجربے عمل میں آرہے ہیں کہ کارخانوں اور محلوں کی آواز کو اتنا دھیما کر دیا جائے کہ ان کی وجہ سے دوسرے لوگوں کی مشاغل میں خلل نہ پڑے، اور اسی کے ساتھ یہ کوشش بھی جاری ہے کہ عام عمارات کی تعمیر میں جو غیر ضروری آواز پیدا ہوتی ہے وہ بھی معدوم کر دی جائے۔ ایک ایسا مواد جو کنڈا کے دریاؤں کی گھانس سے تیار کیا جاتا ہے ان دونوں مقصدوں کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ اس مواد کو چھت پر لگا دینے سے یہ تجربہ کیا گیا ہے کہ اس میں آواز کو جذب کر لینے کی عجیب و غریب خاصیت ہے چنانچہ آواز کا دھماکا ۵۵ فیصدی کم ہو گیا۔

اسی سلسلہ میں دوسرا دلچسپ تجربہ یہ ہے کہ مانکوسٹر سٹورنٹ کی چھت پر اس مواد کو اس ترکیب و تناسب سے لگایا گیا ہے کہ وہاں کی موسیقی کی آواز صرف اس حد تک بلند ہوتی ہے کہ اس سے وہاں کے کھانا کھانے والوں کی گفتگو میں خلل نہیں آتا۔

اعلیٰ درجہ کے ٹائپ کرنے والوں نے برقی ٹائپ رائٹروں کا کاروبار کی مہارت کی نمائش میں جو حال میں سنٹرل ہال ویسٹ منسٹر میں منعقد ہوئی تھی اپنے کمال کا حیرت ناک ثبوت دیا جیسا ہی ان کی انگلیوں نے ۲۵۰ پونڈ یعنی ۳۷۵۰ روپئے کی قیمت والی مشین کی حروف سے مس کیا کارخانوں کی اجرت کی فہرست کے تختوں کے تختے بجلی کی تیزی کے ساتھ چھپتے جاتے تھے۔ اس میں شمار کرنے کی بھی ضرورت نہ تھی اس لئے کہ برقی اوزار سب خدمات انجام دیتے تھے۔ اگر یہ نمائش مستقبل کی ترقی کا معیار قرار پائے تو آئندہ نسلیں بجائے کلرکوں کا کام کرنے کے مشینوں کی منتظم مقرر ہوں گی۔ وہاں پر حساب جوڑنے والی مشینیں بھی تھیں جو تفریق اور تقسیم بلکہ سوچنے کا کام بھی اپنے لامحدود تخمینہ میں انجام دیتی تھیں اسکے علاوہ اس قسم کی ساکت مشینیں بھی تھیں جو لفافہ پر اسٹامپ ۲۵ فی منٹ کی رفتار سے چسپاں کرتی تھیں۔

مذکورۂ بالا نمائش میں سب سے زیادہ دلکش سکتون کی شمار اور ترتیب دینے والی مشین تھی جو پہلی مرتبہ انگلستان کے بیانک کے لئے تیار کی گئی تھی۔ سکتون کے علاحدہ علاحدہ ترتیب فی گھنٹہ چار ہزار پونڈ یا فی سکینڈ ایک پاؤنڈ کی رفتار سے کر سکتی تھی اور انکا شمار فی گھنٹہ پچاس ہزار کی رفتار میں آسانی کے ساتھ عمل میں آتا تھا اور اس کے ساتھ ہی ساتھ وہ خود بخود لفافوں میں ملفوف بھی ہو جاتے تھے۔

©Afnan Library Trust, 2026

Regd. No. 1812 L رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۸۱۲

کوکب ہند جلد اوّل

حضرت بہاء اللہ کی الواح مقدسہ حضرت عبدالبہاء کے خطابات مبارکہ بہائی علماء کے مضامین اور بیانات محققین و مصنفین کی زبردست تحریرات جماعت احمدیہ کو دعوت و بشارت کا لاجواب سلسلہ ..... قیمت .... ۳ ہے

کوکب ہند جلد دوم

پہلی جلد بڑے اخباری سائز پر ہے دوسری جلد ۲۶×۲۰ کے کتابی سائز پر شائع ہوئی ہے پہلی جلد کی تمام خوبیاں مع اضافہ موجود ہیں اور قادیان نمبر کا سلسلہ مستقل ہے۔ اسلوب سے ہے قیمت مع محصول ڈاک ..... ۵ ہے

کوکب کے خاص نمبر

میلاد نمبر۔ تاریخ نبوی "شان محمدی" ۲

دعاوی نمبر حضرت بہاء اللہ کی دعاوی ۲ لندن کانفرنس مذاہب ۲

کنونشن نمبر بہائی کانفرنس سنہ ۱۹۲۴ء ۲

مرکز میثاق نمبر حضرت عبدالبہاء کے کارنامے ۲

تعلیمات حضرت بہاء اللہ

ابتداء سے امر بہائی کی تاریخ امر بہائی کا ظہور حضرت بہاء اللہ کی جلوہ گری شہدائے حق کی جان نثاری و فداکاری سلطنتوں کے اندر تزلزل امر بہائی کی بلندی و کامیابی حضرت عبدالبہاء کا تذکرہ مع عکس مبارک سنین تاریخ بہائی بغداد قسطنطنیہ۔ ادریانوپل عکہ کے حالات کتاب اقدس سے حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات جو عصر حاضر کی روح ہدایت ہیں زبان نہایت صاف اردو مصنفہ مسٹر حشمت اللہ بی۔ اے۔ اکبرآبادی قیمت ..... فی جلد آٹھ آنہ ..... ۸ ر

مجموعہ الواح حضرت بہاء اللہ

"تجلیات، اشراقات، طرازات، لوح العالم کلمات فردوسیہ بشارات، ان چھ الواح کا مجموعہ اصل مع ترجمہ ہے۔ کتاب اقدس کے بعد یہ الواح اہم ترین ہیں توحید رسالت معرفت اسم اعظم شجرۂ طوبیٰ تجلی طور شریعت و طریقت کی حقیقت دعاوی حضرت بہاء اللہ براہین آیات بینات عہد

(نوٹ) ان کتابوں کی درخواست کے ساتھ ۲۵ فیصدی۔ قیمت پیشگی دصول ہونے پر کتابیں روانہ کیجائینگی۔ بعض حضرات کے طرز عمل نے ہمیں اس طریق پر مجبور کیا ہے... منیجر کوکب ہند

شرح آیات مورخہ

حضرت بہاء اللہ موعود کل ادیان ہیں آپکا ظہور کتب مقدسہ کی ٹھیک مقرر تاریخوں میں ہوا شرح آیات مورخہ نے اس مضمون کو واضح طور پر بیان کیا ہے مسلمانوں۔ یہودیوں۔ پارسیوں۔ کی مسلمات کتب مقدسہ سے مدعا کو ثابت کیا ہے۔ جسکو دیکھتے ہوئے ہر منصف اس نتیجہ پر پہنچیگا کہ حضرت بہاء اللہ کا ظہور مبارک الہامی پیشینگوئیوں کے مطابق واقع ہوا ہے۔ مصنفہ حضرت علامہ ابوالفضائل گلپایگانی قیمت ..... فی جلد ..... عہ

نجوم باختر

عالم بہائی کا مشہور مصور ماہواری صحیفہ (انگریزی) چکاگو امریکہ سے نکلتا ہے نئی روحانی دنیا کے جدید حالات و کمالات دیکھنے کیلئے اس رسالہ کو ملاحظہ فرمائیں اور کیفیت روحانی حاصل کریں۔

قیمت سالانہ ..... عہ ..... دس روپے

پتہ پروفیسر بریم سنگھ ایم۔ اے کالج آف کامرس (کانپور)

الاشراق

زیر ادارت حضرت علامہ سید مصطفےٰ رومی (انگریزی۔ فارسی۔ برمی زبان میں) ماہوار روحانی مضامین کا گنجینہ تجلیات حقیقت کا آئینہ جاہر صداقت کا خزینہ حضرت فاضل مدیر کا نام ہی خوبیوں کا ثبوت ہے۔

قیمت سالانہ ..... عہ ..... پانچ روپے

پتہ پوسٹ بکس نمبر (۲۹۹) ..... (رنگون۔ برہما)

خورشید خاور

عشق آباد روس کا بہائی آرگن ماہوار ترکی اور فارسی میں شائع ہوتا ہے۔ مضامین۔ علمی۔ اخلاقی۔ فلسفی۔ روحانی تاریخی۔ ہوتے ہیں۔ موجودہ فارسی زبان سے واقفیت کیلئے بہترین ذریعہ ہے

ملفیکا پت

اصغر زادہ ضیاء اللہ ہاؤنڈس ڈچ لنڈن ای آئی۔

اشتہاروں کیلئے اشتہار

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا نام اور آپ کی تجارت ہندوستان کے مختلف گوشوں میں مشہور ہو جائے تو کوکب ہند میں اپنا اشتہار دیجئے۔ اگر آپ کی خواہش ہے کہ ایران، ٹرکی، عرب، شام، ممالک اسلامیہ میں آپ کا اشتہار پہنچے تو اسکا بہترین ذریعہ کوکب ہند ہے۔ آپکی دفعہ اجرت اشتہار میں خاص رعایت دی جارہی ہے۔ بذریعہ مراسلت معلوم کیجئے۔

خریداروں کو رعایت

ایک سو لائبریریوں کو اور پچاس شائقین کو، کوکب ہند ایک سال کیلئے نصف قیمت یعنی ۸ عہ میں دیا جائیگا۔ جلد توجہ فرمائیے۔

(منیجر، کوکب ہند، چاندنی چوک دہلی)

(محفوظ الحق علمی نے محبوب المطابع الکٹرک پریس ..... میں چھپوا کر۔ چاندنی چوک دہلی سے شائع کیا)

©Afnan Library Trust, 2026

111 6

اے اہلِ عالم ہمہ باریک دارید و برگ یک شاخسار

کوکبۂ ہند دہلی

جلد ۳ نمبر ۶ | مدیر مسئول محفوظ الحق علمی | ہر انگریزی ماہ کی یکم ۹-۱۷-۲۵ کو شائع ہوتا ہے | محل ادارہ - چاندنی چوک دہلی | ۹ر مئی سنہ ۱۹۲۶ء

نغمۂ قدس

یا اہل بہا جانِ خرم از بدو ایجاد تا ختمِ عالم — گشتہ منادی برہم اعظم اللہ ابہی اللہ ابہی

آن یارِ زیبا با وجہ لامع احجاب جانرا گردید رافع — ہادی خلقت در سبیلِ مظلم اللہ ابہی اللہ ابہی

دست تضرع ہر یک برآرید ہر درگہ او از دل بزارید — آرید بر لب نامش دمادم اللہ ابہی اللہ ابہی

گوئید یکسر با اہل دنیا جنگ از میان برو سلطان ابہی — بعد از نزول این حکم محکم اللہ ابہی اللہ ابہی

تکرار سازید حرفی کہ چون نور بے پردہ بگرفت تیرہ دیک و دور — کوکب بکوکب عالم بعالم اللہ ابہی اللہ ابہی

آفاق و انفس زاین نغمہ پر گشت گردید ملو کوہ و دور و دشت — طور افلاک پیچید درہم اللہ ابہی اللہ ابہی

ارواح قدسی در عالم قدس اطیار باقی در گلشن انس — این نغمہ خوش گوئید باہم اللہ ابہی اللہ ابہی

از جان بجوئید آن یار دلجو نالان بگوئید بر درگہ او — با قدسیان عرش معظم اللہ ابہی اللہ ابہی

گوئید با اہل عالم اللہ ابہی سازید انشار — از فرش ادنی تا عرش اعلی

چند آنکہ گویند ملک ملک بیہم — اللہ ابہی اللہ ابہی

مضمین اشعار حضرت طاہرہ

خیز و بیار ساقیا بادہ بدہ سبو سبو — جام و صراحی و قدح آرد بدن گفتگو

یار عزیز مہوشم ہست بمیسنم آرزو — گر بتو افتدم نظر دیدہ بدیدہ روبرو

شرح دہم غم ترا نکتہ بنکتہ مو بمو

از سر زلف اصنم دام بپا نہاد ہام — واز لب لعل دلکشا ہمدم جام باد ام

بہر طلب نمودنت چشم زسر گشادہ ام — از پی دیدن رخت ہمچو صبا فتادہ ام

خانہ بخانہ در بدر کوچہ بکوچہ کو بکو

بہر جمال اقدست دل زجہاں بریدہ ام — شب زفراق تا سحر نالہ بسی کشیدہ ام

رحم بحال من بین کہ چہ رنج دیدہ ام — میرود از فراق تو خون دل از دو دیدہ ام

وجلہ بدجلہ یم بیم چشمہ بچشمہ جو بجو

عشق تو گشتہ جلوہ گر بر دل و جان عاشقان — شب ہمہ شب ہمیکنم گریہ نالہ و فغان

از تو چگونہ بگذرد این تن زار ناتوان — مہر تو در دل حزین یافتہ بر قماش جان

رشتہ برشتہ نخ بنخ تار بتار پو بپو

نور زمین و آسمان ہست ز نور طلعتت — شاہ جہانیان بود بندہ خاص حضرتت

سر بقدم گذارمش ہر کہ نمود خدمتت — دور دہان تنگ تو عارض عنبرین خطت

لالہ بلالہ گل بگل غنچہ بغنچہ بو ببو

قلب حزین ناتوان را تو بدہ زمی صفا — ہست جلال عاشقت ظاہر و فاش در بلا

یار عزیز مہربان سہل بود مکن جفا — در دل خویش و طاہرہ گشت و ندید جز ترا

صفحہ بصفحہ لا بلا پردہ بپردہ تو بتو

©Afnan Library Trust, 2026

مُعجزات وخوارقِ عادات

بسلسلہ مفاوضات حضرت عبدالبہاءؑ

سوال حضرت مسیح کے بارے میں بہت سے معجزے بیان کئے جاتے ہیں۔ کیا ان روایات کے لفظی معنی لینے چاہیئے یا کچھ اور معنے ہیں؟ کیونکہ صحیح سائنس سے یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ اشیاء کی ماہیت نہیں بدلتی اور تمام کائنات ایک مکمل قانون اور نظام کے ماتحت ہے۔ جسمیں بال بھر فرق نہیں آسکتا۔ لہٰذا اس عالمگیر قانون کے خلاف کچھ ممکن نہیں ہے۔

جواب مظاہر مقدسہ الٰہیہ (انبیاء) معجزات کے مصدر اور عجیب وغریب آثار کے مظہر ہوتے ہیں۔ ہر مشکل وغیر ممکن بات اُنکے لئے جائز وممکن ہے۔ کیونکہ اُنکی خارق العادہ قوت سے خارق العادہ باتیں صادر ہوتی ہیں عالم طبیعت میں تاثیر ظاہر کرتے ہیں۔ سب (انبیا) سے عجیب عجیب باتیں ظاہر ہوئیں مگر کتب مقدسہ میں خاص خاص اصطلاحیں موجود ہیں اور انبیا کے نزدیک معجزات اور عجیب وغریب آثار کچھ اہمیت نہیں رکھتے حتیٰ کہ وہ انکا ذکر کرنا بھی گوارا نہیں کرتے کیونکہ اگر معجزات کو ہم برہان بتائیں تو یہ حاضرین کیلئے دلیل وحجت ہیں نہ غائبین کے لئے۔ مثلاً ایک شخص طالب کے سامنے جو یہودی وعیسائی نہیں ہے۔ حضرت موسیٰ وحضرت عیسےٰ کے معجزات کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ انکار کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ ایسے معجزات تو بتوں ودیوتاؤں کیلئے بھی تواتر کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں اور بہت لوگوں کی گواہی کے ساتھ کتابوں میں درج ہیں۔ برہمنوں نے برہما کے معجزات کے بارے میں ایک کتاب لکھی ہے پس یہ شخص طالب پوچھتا ہے کہ کیسے معلوم ہو کہ یہودی اور عیسائی سچ کہتے ہیں اور برہمن جھوٹ۔ دونوں روایت ہیں۔ دونو متواتر بیان کئے گئے اور دونو کتابوں میں درج ہیں۔ ہر ایک کے لئے ہونے اور نہ ہونے کا احتمال کیا جاسکتا ہے۔ اگر سچ ہے تو دونوں سچے ہیں اور ماننا ہے تو دونوں کو ماننا پڑیگا۔ لہٰذا معجزات برہان نہیں ہوسکتے۔ اگر بفرض محال حاضرین کے لئے برہان ہوں بھی تو غائبین کیلئے قطعاً نہیں ہوسکتے۔ لیکن یوم ظہور میں اہل نظر مظہر ظہور کی سب شئونات کو معجزات پاتے ہیں کیونکہ وہ ماسوا سے ممتاز ہوتا ہے اور یہی اُسکا اپنے غیر سے ممتاز ہونا ہی ایک خالص معجزہ ہے۔ ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت مسیح تن تنہا۔ بلا معین ومددگار۔ بلا سپاہ ولشکر نہایت مظلومیت کی حالت میں تمام دنیا کے مقابل علم الٰہی کو بلند کیا اور مقاومت فرمائی آخر کار سب کو مغلوب کیا اگرچہ خود بظاہر مصلوب ہوئے یہ واقعہ خود ایک خالص معجزہ ہے۔ کوئی اسکا انکار نہیں کرسکتا۔ اسکی ہونے ہوتے حضرت مسیح کے سچ ہونے کے لئے کسی اور برہان کی حاجت نہیں۔ جو معجزات حضرت مسیح کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں وہ اہل حقیقت کے سامنے کچھ اہمیت نہیں رکھتے۔ مثلاً اگر اندھا دیکھنے لگ جائے تو آخر کار وہ پھر اندھا ہو جائیگا یعنے مرجائیگا۔ اور تمام حواس وقویٰ سے محروم ہو جائیگا۔ لہٰذا اندھے کو آنکھوں والا کرنا کچھ اہمیت نہیں رکھتا کیونکہ یہ قویٰ آخر کار بیکار ہو جاتے ہیں۔ اگر ایک مردہ زندہ بھی ہوا تو کیا فائدہ کیونکہ وہ تو آخر کار پھر مرجائیگا۔ البتہ ہمیشہ کی زندگی اور روحانی بصیرت عطا کرنا اہمیت رکھتا ہے۔ یعنی حیات روحانی الٰہی بخشنا کیونکہ حیات جسمانی کو بقا نہیں اور اسکا ہونا عین اسکے نہ ہونے کے برابر ہے مثلاً حضرت مسیح اپنے ایک شاگرد کے جواب میں فرماتے ہیں "مردوں کو مردہ دفن کرنے دے کیونکہ جو جسم سے پیدا ہوتا ہے وہ جسم ہے اور جو روح سے پیدا ہوتا ہے وہ روح ہے" ملاحظہ فرمائیے کہ وہ لوگ جو بظاہر زندہ تھے اُنہیں حضرت مسیح مردہ شمار کرتے ہیں۔ کیونکہ زندگی دراصل ہمیشہ کی زندگی ہے اور وجود فی الحقیقت حقیقی وجود ہے۔ لہٰذا اگر مقدس کتابوں میں مردوں کے زندہ ہونے کا ذکر ہے تو اُس سے یہ مراد ہے کہ اُنہوں نے حیات جاودانی حاصل کی۔ اندھوں کے آنکھیں پانے کا مقصد روحانی کان پانا اور خدائی سمع سے موفق ہونا ہے۔ نص انجیل سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ..... حضرت مسیح فرماتے ہیں کہ یہ اُنکی مانند ہیں جنکے لئے اشعیا نے کہا ہے "یہ آنکھیں رکھتے ہیں مگر دیکھتے نہیں۔ انکے کان ہیں مگر سنتے نہیں اور میں اُنہیں شفا عطا کرتا ہوں"

ہمارا مقصد یہ نہیں کہ مظاہر ظہور (انبیا) معجزہ ظاہر نہیں کرسکتے کیونکہ وہ قادر ہوتے ہیں مگر انکے نزدیک بصیرت باطنی اور گوش روحانی اور حیات ابدی مقبول ومہم ہے۔ پس پاک کتابوں میں جہاں کہیں بھی یہ ذکر ہے کہ اندھا دیکھنے لگ گیا تو اس سے یہ مراد ہے کہ کور باطن تھا روحانی بصیرت سے فائز ہوا۔ جاہل تھا عالم بن گیا غافل تھا۔ ہوشیار ہو گیا سوتا تھا ملکوتی بن گیا۔ چونکہ یہ بصیرت وسمع اور حیات وشفا ابدی ہیں اسلئے اہمیت رکھتی ہیں ورنہ حیات وقوئ حیوانی کیا اہمیت اور کیا قدر وحیثیت رکھتے ہیں۔ اوہام کی طرح چند روز میں ختم ہو جاتے ہیں۔ مثلاً ایک بجھا ہوا چراغ روشن بھی ہوتا ہے۔ اور پھر بجھ بھی جاتا ہے مگر آفتاب ہمیشہ روشن ہے اور یہ اہمیت رکھتا ہے

مسیح کا تیسرے دن جی اُٹھنا

مظاہر الٰہی کا قیام اور اُنکی زندگی جسمانی نہیں ہوتی۔ اُنکی تمام شئونات وحالات اُنکے اعمال۔ اُنکی تعلیم۔ ان کے بیانات۔ انکی تمثیلیں۔ انکے اصول۔ انکی ہدایات سب روحانی ومعنوی اُمور ہیں جسمانیات سے اُنہیں کچھ تعلق نہیں مثلاً حضرت مسیح کے آسمان سے آنے کا مسئلہ۔ انجیل میں متعدد جگہ صاف طور سے لکھا ہے کہ ابن انسان آسمان سے آیا وہ آسمان میں ہے۔ اور آسمان کو جائیگا۔ چنانچہ انجیل یوحنا کے باب ۶ کی ۳۸ آیت میں فرماتا ہے "کیونکہ میں آسمان سے اُترا ہوں" ایسا ہی انجیل یوحنا کے باب ۳ کی ۱۳ آیت میں فرماتا ہے۔ اور آسمان پر کوئی نہیں چڑھا۔ سوا اُسکے جو آسمان سے اُترا یعنی ابن آدم جو آسمان میں ہے" ملاحظہ فرمائیں۔ فرماتے ہیں۔ ابن انسان آسمان میں ہے۔ حالانکہ آنحضرت اُسوقت زمین پر تھے ایسا ہی صاف صاف فرماتے ہیں کہ مسیح آسمان سے آیا ہے۔ حالانکہ آپ شکم مریم سے آئے تھے اور آپکا جسم حضرت مریم سے تولد ہوا تھا پس معلوم ہوا کہ اس عبارت کا کہ ابن انسان آسمان سے آیا ہے" مقصد معنوی ہے ظاہری نہیں روحانی ہے جسمانی نہیں۔ یعنی اگرچہ حضرت مسیح بظاہر حضرت مریم کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے مگر فی الحقیقت آسمان مرکز شمس حقیقت عالم الٰہی اور ملکوت رحمانی سے آئے تھے۔ پس جب یہ واضح ہو گیا کہ مسیح آسمان روحانی وملکوت الٰہی سے آیا تھا تو آپکا تیسرے روز زیر زمین رہنا بھی امر معنوی ہے ظاہری نہیں اور بطن زمین سے اُٹھنا بھی امر معنوی اور کیفیت روحانی ہے جسمانی نہیں اسیطرح مسیح کا آسمان کی طرف چڑھنا بھی امر روحانی ہے جسمانی نہیں۔ علاوہ ازیں سائنس سے پوری طرح ثابت ومحقق ہے کہ یہ آسمان ظاہری ایک لانہایہ فضا خالی ہے جسمیں بے شمار ستارے اور سیارے چکر لگاتے رہتے ہیں پس ہم کہتے ہیں کہ حضرت مسیح کے جی اُٹھنے سے مراد یہ ہے کہ آپکے حواری آپکی شہادت کے بعد مضطرب وپریشان ہوئے حقیقت مسیحیہ یعنی آپکی تعلیم وفیوضات وکمالات وقوۂ روحانی شہادت کے بعد دو تین دن تک غائب وپوشیدہ رہی ظاہر وہویدا نہ تھی بلکہ یہ کہئے کہ بالکل ہی مفقود تھی کیونکہ مؤمنین صرف گنتی کے چند لوگ تھے اور وہ بھی مضطرب وپریشان۔ حضرت روح اللہ کا امر جسم بے جان کی مانند تھا تین دن کے بعد جب حواری پھر ثابت وراسخ ہوئے اور حضرت مسیح کے امر کی خدمت پر کمر بستہ ہوئے تعالیم الٰہی کے پھیلانے اور وصایائے حضرت مسیح کے جاری کرنے پر کمر بستہ ہوئے حقیقت مسیح پھر جلوہ گر ہوئی فیض مسیح ظاہر ہوا بشریعت مسیح نے جان پائی۔ تعالیم ووصایائے مسیح ظاہر وآشکار ہوئیں۔ یعنے حضرت مسیح کا امر جسم بے جان کی مانند تھا یہاں تک کہ جان اور فیض روح القدس نے اسے گھیر لیا۔ یہ ہیں حضرت مسیح کے جی اُٹھنے کے معنی اور یہ جی اُٹھنا حقیقی تھا۔ پادری جب انجیل کے معنوں کو نہ سمجھے اور اس رمز تک نہ پہنچے تو کہنے لگے کہ دین مخالف علم اور علم معارض دین ہے۔ مثلاً حضرت مسیح کا جسم عنصری کے ساتھ اس آسمان ظاہری کی طرف چڑھنا

©Afnan Library Trust, 2026

ڈاکٹر جے ای ایسلمنٹ

ذیل کا مضمون جو ہمارے ایک نہایت ہی محترم و معزز بہائی مبلغ و مصنف کے مختصر حالات زندگی ہیں۔ انگلستان کی مرکزی محفل روحانی نے **نجم باختر** پر چکا گو اور **الاشراق** رنگون میں چھپوایا ہے جسے ہم قارئین **کوکب** کیلئے اردو ترجمہ کرکے درج کرتے ہیں۔ اسی مضمون کے آخر میں حضرت شوقی ربانی ولی امراللہ کے اُن خیالات کا اظہار ہے جو آپ اس معزز و محترم ہستی کے بارے میں رکھتے ہیں ؎

جان۔ ابی نفر۔ ایسلمنٹ جو بتاریخ ۲۲ نومبر سنہ ۱۸۷۵ء حیفا میں جنت ابہیٰ کو صعود فرما گئے۔ ۱۹ مئی سنہ ۱۸۷۴ء کے دن فیرفورڈ۔ کلنس ابرڈین شائر میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ مسٹر جان ای۔ ایسلمنٹ کے سب سے چھوٹے فرزند تھے۔

آپ نے فیری ہل پبلک سکول میں ابتدائی تعلیم پوری کرکے رابرٹ گورڈن کالج و ابرڈین یونیورسٹی سے اپریل سنہ ۱۸۹۸ء میں آنرز کے ساتھ بی۔ اے۔ پاس کیا تھا اور نہ صرف بچلر آف میڈیسن و سرجری کی ڈگری حاصل کی بلکہ یونیورسٹی کی طرف سے فلپ ریسرچ سکالرشپ بھی حاصل کیا۔ سنہ ۱۸۹۹ء کا نصف آخر آپ نے برن وسٹر سبرگ میں بیش قیمت خیال کئے گئے۔

ڈسمبر سنہ ۱۸۹۹ء کو آپ واپس سکاٹلنڈ میں آگئے اور ابرڈین یونیورسٹی میں پروفیسر کیتھ کے اسسٹنٹ مقرر کئے گئے سنہ ۱۹۰۱ء تک آپ نے ۱۹ ڈسمبر سنہ ۱۹۰۲ء کو شادی بھی وہیں کرلی۔

آپ کی صحت اوائل عمر ہی سے باعث تردد و تکلیف رہی تھی سنہ ۱۹۰۳ء میں آپکو آسٹریلیا چھوڑکر ابرڈین شائر آنا پڑا جہاں موسم گرما تو آپ آرام سے گذار سکے مگر موسم سرما میں آپ کو مجبوراً جنوبی آفریقہ کو جانا پڑا جہاں کی آب و ہوا آپکی پھیپھڑے کی بیماری کیلئے مفید خیال کی گئی تھی۔ پانچ سال آپ جنوبی آفریقہ میں رہے۔ سنہ ۱۹۰۸ء میں آپ پھر اپنے وطن کو آگئے یہاں اُنہیں بورن ماؤتھ کے شہر ساؤتھ بورن کی ہوم سینی ٹوریم میں ریزیڈنٹ میڈیکل آفسر کی اسامی مل گئی۔ اس جگہ آپ سنہ ۱۹۲۳ء تک رہے

سنہ ۱۹۲۴ء میں حضرت شوقی ربانی ولی امر بہائی نے آپ کو حیفا میں موسم سرما گذارنے کیلئے بلایا۔ شروع نومبر میں آپ پورٹ سعید کی طرف روانہ ہوئے۔ راہ میں مالٹا سے آپ نے ایک خط لکھا جسمیں آپ نے اپنے سفر کے آرام اور صحت کی بہتری کا ذکر فرمایا۔ پورٹ سعید میں آپ چند دن رہے۔ جہاں اہل بہا نے آپکا نہایت ہی پرجوش استقبال کیا اور ہر طرح سے اُس اصلی محبت کو ظاہر کیا جو اہل بہا کا شیوہ ہے۔ پورٹ سعید سے چلکر آپ ۲۱ نومبر کو حیفا میں پہنچ گئے اور اگرچہ آپ ہمیشہ بیمار رہتے تھے۔ پھر بھی دن۔ رات آپ امری خدمت کی طلب میں اپنے مولیٰ کا ہاتھ بٹانے میں منہمک رہتے تھے اور یہ انہماک آپ نے اپنے زندگی کے آخری ایام تک ویسا ہی جاری رکھا جیسا شروع میں تھا۔

یہ تو آپکی دینوی یا مادی زندگی کا مختصر حال ہے اب ہم آپ کی روحانی زندگی کا کچھ بیان کرتے ہیں جو ابدالآباد تک قائم و دائم رہیگی۔

سنہ ۱۹۱۲ عیسوی میں جب آپ بورن ماؤتھ میں تشریف رکھتے تھے تو آپ نے چند دوسرے ڈاکٹروں کی معیت میں سٹیٹ میڈیکل سروس کے سوال کو اُٹھایا اور سنہ ۱۹۱۴ عیسوی میں آپ نے برٹش میڈیکل ایسوسی ایشن کے سامنے اُسپر ایک مضمون بھی پڑھا جو نہایت ہی مقبول ہوا اور اس قبولیت کے سبب پبلک ہیلتھ پر جو اڈوائزری کمیٹی بیٹھی اُسکی تجویزات و معلومات میں بہت مفید ثابت ہوا۔

اس کام میں آپ کے دوستوں میں سے ایک کی اہلیہ نے ؛ جو سنہ ۱۹۱۱ عیسوی میں حضرت عبدالبہاء سے لندن میں مل چکیں تھیں ؛ پہلے پہل دسمبر سنہ ۱۹۱۴ء میں آپ سے امر بہائی کا تذکرہ کیا اور کچھ رسائل بھی آپکو پڑھنے کے لئے دیئے۔ حق کی تلاش آپ کو پہلے ہی سے تھی آپ نے ہر طرف جستجو کی تھی مگر آپ اُس چیز کو نہ پاسکے تھے جو آپکی دینی حسیات کو مطمئن کرتی۔ امر بہائی کی آواز سنکر آپ پر فوراً ایک اثر ہوا اور آپ اسکے حسن و کمال سے اتنے متاثر ہوئے کہ آپ نے اس امر کے بارے میں جسقدر انگریزی کتابیں مل سکتی تھیں خرید لیں پیارے عبدالبہا کے یہ الفاظ کسقدر آپ پر منطبق ہوتے ہیں کہ۔

"مبارک ہے وہ شخص کہ جس تک کلام خدا پہنچا اور اسکی روح کو بیدار پایا"

مقدس کتب امریہ کے مطالعہ میں آپکی ترقی کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ سنہ ۱۹۱۵ عیسوی میں آپ نے اُسی خاتون کو جس نے امر بہائی کو آپ تک پہنچایا تھا یہ لکھا کہ اُنہیں فلاں فلاں کتابوں کے پڑھنے سے بہت کچھ حاصل ہوگا۔ سنہ ۱۹۱۶ عیسوی میں یعنی اس بشارت عظمیٰ کے پانے کے کوئی ایک سال بعد آپ نے مانچسٹر کے ایک بہائی دوست کے نام ایک خط لکھا جس کی عبارت سے پتا لگتا ہے کہ آپ نے بہائی تعلیمات کو کس خوبی سے قبول کیا تھا اور آپ کا علم اس امر کے بارے میں کیسا عمیق ہوگیا تھا۔ آپ لکھتے ہیں۔

"ہم سب اپنے محبوب کی پیروی کرسکتے ہیں اگر ہم نفس و ہوا کو ترک کرکے روح الٰہی کیلئے مستعد وسائل بن جائیں۔ انسانی روح خدائی تائیدات کے بل پر جو کچھ کرسکتی ہے اُسکی حد بندی کرنا محال ہے۔ خدائی طبیعت کا شرارہ ہر انسان میں موجود ہے بات یہ ہے کہ ہم میں سے اکثر اُسے ظاہر نہیں ہونے دیتے۔ بلکہ اُسے مسل ڈالتے ہیں۔ یہ ایک پودہ کی مانند ہے جو اپنی نشوونما کے لئے سورج اور مینہ یعنی خدائی محبت و فضل کے سورج اور مینہ کا محتاج ہے۔ ہمیں اختیار دیا گیا ہے کہ ہم اس محبت و فضل کے لئے اپنے دلوں کے دروازوں کو کھولدیں یا اس محبت و فضل کو رد کردیں ہم روحانیت میں اُسی وقت ترقی کرسکتے ہیں جب ہم اس دنیا سے اپنی توجہ و شوق کو پھیر کر خدا کی طرف رجوع کریں خدا کی طرف پھرنے سے یہ مراد ہے کہ ہم چیزوں کے معانی و باطنی حقایق کی طرف توجہ کریں نہ کہ اُنکی بیرونی صورتوں پر ہی ریجھے رہیں۔ مقصد یہ ہے کہ اس دنیا میں ہم خدا کی مخلوق سے بے انتہا محبت کریں مگر بیرونی صورتوں کو یہی سمجھیں کہ وہ حقایق مکنونہ کے بیرونی لباس اور جلال خدا کے ظاہر ہونے کی جگہ ہیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ لوگ جلد خدا کو جیسا کہ حضرت بہاءاللہ نے ظاہر فرمایا ہے پہچانیں۔ خضوع و خشوع کے ساتھ اسکی طرف پھریں۔ اسکی بخشش و برکت کے ملتجی ہوں۔ اور اُسکے فضل و کرم کے مستدعی بنیں۔ تب قلوب انسانی میں خدا کی بادشاہت جلوہ گر ہوگی اور ساری دنیا ایک گھر اور سب نوع انسان نیک خاندان بن جائینگے"

یہ خلاصہ جو آپ کے پہلے خطوط میں سے ایک سے لیا گیا ہے آپ کی اُس روحانیت کو جو آپکے ہر قول و فعل سے نمایاں تھی ایسی وضاحت سے ظاہر کرتا ہے کہ اسکا اس جگہ اندراج باوجود اسکی پرجوش نصیحتوں اور ہدایتوں کے برا نہ سمجھا جائیگا۔ آپ کا خدا کی طرف جیسا کہ حضرت بہاءاللہ نے ظاہر فرمایا ہے ؛ پھرنا اور پھر محبت و راستی کے راستے سے ایک بال بھر بھی اِدھر اُدھر نہ ہونا ؛ ایک ایسی حقیقت ہے جسے وہ سب لوگ ؛ جنہیں آپ سے ملنے اور آپکی پرجوش تقریروں کے سننے کی عزت حاصل ہے ؛ جانتے ہیں اور نیز وہ بھی اندازہ کرسکتی ہیں جنہوں نے آپ کی کتابوں کو پڑھا ہے جو محبت کی ہی روح سے مملو ہیں۔

بطور مبلغ آپکا کام بورن ماؤتھ سے شروع ہوتا ہے جہاں اہل بہاء کا ایک گروہ آپ کے پاس جمع ہوتا تھا اور جو آہستہ آہستہ بڑھکر ایک محفل روحانی بن گیا جس کے پہلے صدر آپ ہی تھے اور سنہ ۱۹۲۴ء تک رہے۔ اس جگہ یہ بیان کرنا بھی برمحل ہوگا کہ آپ بورن ماؤتھ کی طرف سے انگلستان کی مرکزی محفل روحانی کے ممبر تھے اور بعد ازاں اسکے وائس پریزیڈنٹ مقرر ہوئے اور اس محفل جلیل کو اپنے قیمتی خیالات سے متمتع کیا آپ کو امر بہائی کی کتب مقدسہ کے پڑھنے کا اسقدر شوق تھا کہ آپ نے زبان فارسی کو سیکھا تاکہ ان پاک کتابوں کو اُنکی اصلی زبان میں پڑھ سکیں آپکا شوق اپنے آپکو ہی لطف اندوز کرنے تک محدود نہ تھا بلکہ آپ نے ان کتابوں کو پڑھکر اوروں کے لئے بھی ان کے مطالب نہایت سہل زبان میں لکھے۔ آپکی شہرہ آفاق کتاب

©Afnan Library Trust, 2026

"بہاء اللہ اور دورِ جدید" کے پہلے نوباب جو جنگ عظیم کے دنوں میں لکھے گئے تھے۔ صلح نامہ پر دستخط ہونے کے بعد "پیارے سرکار آغا (حضرت عبدالبہاء) کے حضور میں تقدیم کئے گئے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سرکار آغا نے آپکو حیفا بُلا بھیجا تاکہ آپ کے ساتھ آپ کی کتاب پر بات چیت کریں حضرت عبدالبہاء نے تین باب سے زیادہ اس کتاب کے پڑھے بھی تھے جو اس غرض کے لئے فارسی میں ترجمہ کئے گئے تھے۔

تیسرا باب جو حضرت بہاء اللہ کے بارے میں ہے۔ پہلے پہل ایک رسالہ کی صورت میں شائع ہوا تھا اور یہ بھی تجویز تھی کہ زندہ ادیان کی کانفرنس کے موقعہ پر جو سنہ ۱۹۲۴ء میں لندن میں منائی گئی تھی "اس رسالہ کا ایک تیما ایڈیشن شائع کیا جائے مگر پھر یہ تجویز چھوڑ دینی پڑی کیونکہ یہ بہتر خیال کیا گیا کہ ایک عام رسالہ جو موقعہ کے مناسب اور زیادہ مفید ہو لکھا جائے اس لئے آپنے "بہاء اللہ اور آپکا پیغام" اور "تحریک بہائی کیا ہے؟" تصنیف کئے۔

ایسلمنٹ صرف اپنی کتابوں کے سبب ہی بہائی دنیا میں مشہور نہیں ہیں۔ آپ خطوط کے لکھنے میں بھی ایک خاص مہارت رکھتے تھے اور آپ نے نہ صرف انگریزی زبان میں ہی بلکہ اسپرانٹو میں بھی جسکے آپ پورے پورے ماہر تھے، بیشمار خطوط لکھے۔

اپنی زندگی کے آخری دنوں میں جب آپ جرمنی میں مقیم تھے تو آپ نے "تحریک بہائی کیا ہے؟" کا ترجمہ اسپرانٹو میں کیا تاکہ اگست میں جو بین الاقوامی اسپرانٹو کانفرنس ہونے والی تھی اُسمیں پیش کیا جائے ان ہی آخری ایام میں دوسرا کام جو آپ کر رہے تھے۔ وہ آپکی مشہور و معروف کتاب "بہاء اللہ اور دورِ جدید" کا جرمن زبان میں ترجمہ تھا۔

امر اللہ کی خدمت میں ایسلمنٹ کی یہ جانفشانیاں ہر ایک کے لئے کھلی اور زندہ شہادتیں ہیں مگر اُن پُر محبت خدمات کی شہادت جو آپ نے اپنے ہر ملنے والے کی کیں وہی اپنے صمیم قلب سے دیسکتے ہیں جنہوں نے انکا لطف اُٹھایا تھا۔ آپ نے اپنے اقوال و اپنی زندہ مثال سے یہ دکھا دیا کہ ایک حقیقی بہائی کو کیسا ہونا چاہیئے۔ کیونکہ آپ بے غرضی و عبادت کی

بہائی تعلیمات کی اطاعت و اشاعت اور محبت و راستی میں بے نظیر تھے۔

ڈاکٹر ایسلمنٹ کی خدمات امریہ کی اس سے بڑھکر کوئی قدر نہیں ہوسکتی جو اس مکتوب میں ثبت ہے۔ حضرت ولی امر اللہ نے آپ کے صعود کے وقت لکھا تھا۔

وہو ہذا:—

"میں نہایت رنج و درد بھرے دل سے آپ کو آج ایک اور نقصان کی خبر دیتا ہوں جو خداوند مطلق کی حکمت بالغہ نے ظاہر فرمایا ہے۔ ۲۲ر نومبر سنہ ۱۹۲۵ عیسوی کے دن۔ اُس پاک و قابل یادگار دن جب احبار شرق عیدین توام یعنی یوم ظہور حضرت باب و یوم مولود حضرت عبدالبہاء منا رہے تھے۔

ڈاکٹر جان۔ ای۔ ایسلمنٹ ملکوت ابہیٰ کو صعود فرما گئے۔ آپکی موت بغتتہً واقع ہوئی۔ آپ ایک کہنہ اور لاعلاج مرض میں مبتلا تھے۔ اور آخر کار اسکے نتائج کا شکار ہوگئے۔ ان مہلک نتائج کی ہلاکت آفرینی کو نہ تو ہوشیار طبیبوں کی کوشش اور نہ ہی آپ کے دوستوں کی محبت بھری خبرگیری روک سکی۔ آپ نے اپنی بیماری کو قابل تحسین صبر سے برداشت کیا۔ اگرچہ آپکو یقین ہوگیا تھا کہ یہ بیماری آپ کی بدن سے نکلنے والی نہیں تو بھی آپ ہمیشہ مجاورین ارض مقدس سے نہایت منت و سماجت سے التجا کیا کرتے کہ روضہ مبارک و مقام اعلیٰ کی زیارت کے موقعوں پر خداوند رحمن سے دعا کریں کہ وہ آپکی زندگی کے دنوں کو اور بڑھائے تاکہ آپ حضرت بہاء اللہ کے آستان مبارک پر اپنی عاجزانہ خدمات کو پوری طرح انجام دیسکیں آپکی اس شریف فرمائش کو ہمروں نہایت ہی خضوع سے پورا کرتا مگر خدائی رضائے باطنی ایسا نہ چاہتی تھی:—

حیفا میں میرے کام کے ساتھ جو گہرا تعلق آپکا ہوگیا تھا اور جس تعلق پر میں نے بہت کچھ امید رکھی تھی وہ بغتتہً منقطع ہوگیا۔ مگر آپکی کتاب جو آپکی خلوص نیت کی ایک پائیدار یادگار ہے آئندہ نسلوں کو خدمت و حقیقت کے اس راستے پر ایسی ہی استقامت و حلم کے ساتھ چلنے کی ہدایت کریگی جیسا کہ اسکا پیارا مصنف چلائے۔ آپ نے اپنے پیارے امر کی خدمت اپنے آخری دنوں تک قابل یادگار ایمان اور ان تھک عبادت کے ساتھ کی۔ آپکی قوت ایمانی۔ اعلیٰ دیانتداری۔ محویت و فنا۔ محنت و جانفشانی ایک ایسی نفس پاک کے خصائل ہیں جسکی شریف صفات ابدالآباد تک، زندہ و پائیدہ رہینگی۔ آپ میرے نہایت ہی پرجوش دوست معتبر مشیر۔ اَن تھک کام کرنے والے اور پیارے ساتھی تھے آنسو بھری آنکھوں سے میں حضرت بہاء اللہ کے آستانہ مبارک پر دعا کرتا ہوں۔ اور آپ سب سے بھی بلتجی ہوں کہ آپ اُس دلی دعا میں میرے شریک ہوں کہ خدائے پاک اس پیاری روح کے لئے جس نے اِس دنیا میں ہی ایسا روحانی مقام حاصل کرلیا ہے۔ اس جہان کی ملکوت کے دروازوں کو پوری طرح کھولدے آپ نے اپنے حسن اخلاق۔ معلومات امریہ۔ اور اپنی کتاب کے ذریعہ اعلیٰ خدمات کے سبب اپنے نام کو ہمیشہ کے لئے زندہ کردیا ہے۔ علاوہ ازیں آپ بسبب اپنی نیکی و خوبی کے ایادی امر اللہ کہلانے کے مستحق ہیں۔

آپ بہائی قبرستان میں جو کوہ کرمل کے دامن میں ہے حضرت باب کے چچازاد بھائی جنہوں نے مشرق الاذکار عشق آباد کو اپنے ہاتھوں سے تعمیر کیا تھا) یعنی حاجی میرزا وکیل الدولہ افنان کے پہلو میں دفن کئے گئے ہیں۔ دور و نزدیک کے زائرین آپکی قبر کی زیارت کے وقت افتخار و امتنان سے اُس نام کی عزت کرینگے جس نے ایک غیر فانی امر کی تاریخ کے صفحات کو مزین کیا ہے۔

"خدا کرے کہ آپ ابدالآباد تک امن میں آرام کریں"

متصاعد الی اللہ آغا علی اکبر شیرازی

نہایت حزن و ملال کیساتھ لکھا جاتا ہے کہ کنجن گون میں جناب آغا علی اکبر شیرازی علیہ بہاء اللہ الابہیٰ نے جو بہائیان قدیم میں سے تھے ماہ اپریل کے پہلے ہفتہ میں صعود فرمایا۔

آپ کی اس دفات حسرت آیات سے جمیع احبائے رنگون مغموم و محزون ہیں اور بارگاہ احدیت میں متضرع و مبتہل ہیں کہ اس وجود نورانی کو ملکوت جاودانی ابھا میں ایک اعلیٰ اور رفیع مقام حاصل ہو ہے۔ آمین۔

جناب آغا علی اکبر شیرازی کا قیام پہلے ایک عرصہ دراز تک رنگون ہی میں تھا مگر چند سال سے آپ مع اپنے اہلیہ کے کنجن گون تشریف لیگئے جہاں آپ نے ایک چھوٹی سی دوکان کھولکر دائمی سکونت اختیار کرلی دو تین سال کے بعد آپ عارضۂ لقوہ میں گرفتار ہوگئے جسکی وجہ سے آپ کو ہر ایک قسم کی صعوبت اور زحمت کا سامنا کرنا پڑا آپ کی کوئی اولاد بھی نہ تھی حق تیمارداری و غمخواری انکی وفادار بیوی "مانوے" نے ادا کیا اور اُس نیک سیرت نے نہ فقط اپنے مریض شوہر کی دیکھ بھال کی بلکہ دوکان کے بھی روزانہ انتظامات کو جاری رکھا۔ اپنے حسن انتظام محنت و مشقت اور روشن کفایت شعاری سے ان دو میاں اور بیوی نے مدت قلیل میں کچھ سرمایہ بھی جمع کرلیا جسمیں سے ایک معقول رقم انہوں نے راہ خدا میں اپنی عالی ہمتی سے صرف کی۔

جناب سید علی اکبر شیرازی نے اپنے صعود کے چند ماہ قبل تقریباً چھ سو روپیہ خرچ کرکے "گلستان کنجنگون" (گورستان بہائیان کنجانگون) میں ایک "خیابہ" (مسافر خانہ) اس ملک کے دستور و رواج کے مطابق تعمیر کیا ایسے مسافر خانہ کی اشد ضرورت ایک مدت سے محسوس کی جارہی تھی الحمدللہ کہ آج آپ کی اس بے نظیر اور بیغرض قربانی سے ایک ضرورت پوری ہوگئی کہ بموجب پیش نہاد جناب سید جناب علیصاحب رئیس محفل روحانی رنگون و جملہ احبا مورخہ ۱۲ر اپریل سنہ ۱۹۲۶ عیسوی کو جناب سید عبدالحسین شیرازی جناب میرزا محمد ہاتف۔ جناب میرزا ذبیح اللہ رزقانی حقیر پرتقصیر سید مرتضیٰ علی کنجانگون پہنچے اور اس مرحوم متصاعد الی اللہ کے مکان پر جمیع احباب رنگون کی طرف سے تعزیت کے لئے حاضر ہوئے۔ مغفرت و آمرزش کی مناجات پڑھی گئیں اور ذکر خیر کیا گیا۔ ہمارے بھائی نے بہت کچھ خدمت اس عنصر کی انجام دی تھی اور اس مجلس کو بھی اپنی موجودگی سے رونق بخشی تھی۔ ہم دعا گو ہیں کہ خداوند تعالیٰ اس عنصر کی خدمات کو قبول فرمائے۔ (از رسالہ خلاصہ مرتضیٰ علی منشی محفل روحانی رنگون۔ مختصر)

---

* کتاب بہائی کے بارہ میں پوری پوری معلومات بہم پہنچاتی ہے۔ محققین امر کے لئے یہ ایک نہایت ہی نادر کتاب ہے۔ محفل مرکزی بہائیان چاندنی چوک دہلی۔ یا دفتر کوکب ہند سے مل سکتی ہے۔ ..... مترجم

©Afnan Library Trust, 2026

ازالۂ اوہام

آیت لو تقول پر بحث

ایک مسلمان محقق ماہر احمدیہ لٹریچر کے قلم سے

احمدی (۱) بہائی کہتے ہیں کہ آیت لو تقول علی اللہ میں جھوٹے نبی کو ۲۳ سال سے زیادہ مہلت ملنے کی نفی کی گئی ہے لیکن بہاء اللہ کا ابتدائی دعوے سنہ ۱۸۵۶ عیسوی میں ہے اور سنہ ۱۸۹۲ میں مرا۔ گویا کہ وہ دعوے کے بعد ۳۶ سال تک زندہ رہا۔ پس معلوم ہوا۔ کہ وہ صادق تھا اس کا جواب یہ ہے کہ بہاء اللہ مدعی الوہیت تھا اور وہ اپنے کلام کو ہی خدا کا کلام قرار دیتا تھا۔ پس جبکہ بہاء اللہ مدعی الوہیت ہے تو وہ اس آیت کا مصداق کیوں کر بن سکتا ہے۔ (رسالہ ریویو آف ریلیجنز۔ بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۲۴ عیسوی صفحہ ۲۹ و ۳۰ و ۳۱)۔

محمدی (۱) جناب بہاء اللہ اپنے مجوبہ کے صفحہ ۲۸ و ۲۹ پر ارشاد فرماتے ہیں۔

"یا الٰہی میں نہیں جانتا کہ یہ لوگ مجھ پر کون سا جرم ثابت کرتے ہیں اگر یہ لوگ کہیں کہ میں نے اپنے مقام سے بڑھکر دعوے کیا ہے۔ تو یا الٰہی تو نے ہی میرے لئے یہ دعوی کیا ہے اور میرے ظہور سے پیشتر ہی تو نے میرے لئے مقدر فرمایا تھا۔ اور سب کو اس کی خبر دی تھی۔ اور اگر یہ لوگ کہیں کہ آیات کیوں بولتا ہے۔ تو میں انکا نازل کرنے والا نہیں ہوں بلکہ تو نے ہی انکو نازل کیا ہے۔ اور جسطرح تو چاہتا ہے نازل کرتا ہے جیسے تو نے مجھ سے پہلے اپنے سفراء اور اصفیاء پر نازل کیا تھا۔ یا الٰہی تو جانتا ہے کہ اگر یہ بات میرے اختیار میں ہوتی تو میں خود کو ظاہر نہ کرتا اور ان لوگوں کے درمیان میں کوئی کلمہ زبان پر نہ لاتا۔"

(ب) کتاب ۷ باب الحیات ۷ میں لکھا ہے کہ جناب بہاء اللہ نے شاہ ایران کو جو خط لکھا تھا اس میں آپ نے فرمایا ہے۔

"اے بادشاہ میں بھی خدائے تعالیٰ کے معمولی بندوں کی طرح ایک بندہ تھا۔ اور راحت کے بستر پر آرام سے سویا ہوا تھا کہ یکایک خدا کی نسیم لطف مجھ پر ہو کر گذری اور جو کچھ ابتدائے آفرینش سے اب تک ظہور میں آیا اسکا خدا نے مجھے علم دیا یہ بات میرے طرف سے ہے اُس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں دنیا میں اس کے نام کی منادی کروں۔ اس حکم کی بجاآوری میں مجھے وہ وہ مصیبتیں جھیلنی پڑیں کہ انہیں لکھ کر حق آگاہ لوگوں کی آنکھیں آنسو بہاتی ہیں میں نے نہ وہ علوم پڑھے جو لوگوں میں مروج ہیں اور نہ میں کبھی کسی مدرسہ میں داخل ہوا۔ جس شہر میں میرا مقام تھا آپ وہاں کے باشندوں سے دریافت کر لیجئے آپ کو ثابت ہو جائیگا کہ میں ہرگز جھوٹا نہیں ہوں (باب الحیات صفحہ ۱۱۰ تا ۱۱۳) اے میرے پروردگار تو خوب جانتا ہے کہ میں نے تیرے حکم کے سوا کبھی کسی دوسری بات کا ارادہ نہیں کیا اور تیری یاد کے سوا اور کچھ میرا مقصود نہیں۔ میرے دل نے جب کبھی کوئی حرکت کی ہے تو اس سے میرا مقصد صرف تیری رضا جوئی اور اُن احکام کا اظہار ہوا ہے جن کا تو نے مجھے اپنے شاہی دربار سے حکم صادر کیا۔ (صفحہ ۱۲۵ تا ۱۲۷) میں اپنی خواب گاہ میں میٹھی نیند سو رہا تھا کہ الطاف باری کی ٹھنڈی اور خوش گوار ہوا نے جگا کر مجھے یہ حکم دیا کہ بین زمین اور آسمان کے درمیان اُسکی نام کی منادی کروں یہ بات میں نے خود نہیں کی بلکہ خدا ہی کی طرف سے مجھے اس کی ہدایت ہوئی تھی تمام فرشتے اور نیک انسان اس کے گواہ ہیں (صفحہ ۱۷۳) اے میرے معبود تو دیکھتا ہے کہ میں ملک میں کسطرح مارا مارا پھرتا ہوں اگر وہ بات بیان کرتا ہوں جس کا تو نے مجھے حکم دیا ہے تو تیری مخلوق مجھ پر اعتراضوں کی بھرمار کرتی ہے اور اگر میں اس خدمت کے بجالانے میں کوتاہی کرتا ہوں جس کا مجھے تیری طرف سے حکم ملا ہے تو میں تیرے قہر کے تازیانوں کا مستحق ٹھیرتا ہوں اور تیرے قرب کے مقام سے دور ہوتا ہوں تیری عزت کی قسم کہ میں تیری رضا کا خواہاں ہوں (صفحہ ۱۲۷)

(ج) (۱) اخبار الحکم۔ جلد ۸۔ نمبر ۳۶۔ مورخہ ۲۴ اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ عیسوی صفحہ ۴۔ کالم نمبر ۲) میں ہے۔

"(۳) لو تقول علینا الآیۃ سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مدعی کاذب ۲۳ سال سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی مفتری کو اتنی مہلت نہیں دیتا ورنہ حق اور باطل میں کوئی تمیز نہیں ہو سکتی۔ اب دیکھئے بہاء اللہ جس نے مسیح موعود ہونے کا دعوے سنہ ۱۲۶۹ ہجری میں کیا تھا وہ سنہ ۱۳۰۹ ہجری تک زندہ رہا۔ اور آخر دم تک اسی دعوے پر قائم رہا۔ اور اپنے تئیں مہبط روح الٰہی بتاتا رہا۔ کیا وہ مفتری اور کاذب نہ تھا۔"

(احمدی گجراتی)

(۲) جواب) اس سوال کا اس اخبار "الحکم" مورخہ ۲۴ اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ عیسوی کے صفحہ ۲۔ کالم نمبر ۴ پر یوں دیا گیا ہے۔

"باب مسمے علی محمد بانی فرقہ بابیہ نے پچیسویں سال کی عمر میں بابیت و مہدویت کا ادعا کیا۔ اور تیسویں سال کی عمر میں بادشاہ وقت کے حکم سے مقتول ہو گیا۔ باب کے بعد اسکے خلیفہ بہاء اللہ نے آخیر عمر میں مہدویت و لاحجیت کا دعوی کیا۔ جلدی دنیا سے رخصت ہوا۔ خداوند تعالیٰ کا کلام **ولو تقول علینا بعض الاقاویل** الخ ہے۔ دنیا کسی فرقہ کی پیروؤں کی کثرت کو دیکھ کر بانی فرقہ کی مدعیانہ نبوت کی صداقت کا فیصلہ نہیں کرتی بلکہ جس بانی فرقہ کے ذریعہ سے اصلاح و سنوار روز بروز ترقی ہو اس بانی کو کامیاب کہہ سکتے ہیں۔ بابی فرقہ کی کتب بہت متداول ہو چکی ہیں۔ مگر ان سے ان کے اعتقادات کا اب تک کسی کو سوائے تعریف باب و بہاء اللہ اور کچھ پتہ نہیں ملا باب اور بہاء اللہ نے اسلام میں کچھ اصلاح نہیں کی۔ والسلام

نوٹ) یہ جواب کہ "بہاء اللہ نے آخیر عمر میں مہدویت کا دعوی کیا۔ جلدی دنیا سے رخصت ہوا"

سراسر غلط ہے اس لئے کہ جناب بہاء اللہ نے موعود کل ادیان ہونے اور صاحب وحی ہونے کا دعوی کیا تھا۔ مسیح موعود ہونے کا دعوی کیا اور ۲۳ سال سے زیادہ مدت زندہ رہے۔

(۳) اخبار الحکم۔ جلد ۸۔ نمبر ۳۲ و ۳۳ مورخہ ۱۰ و ۱۷ نومبر سنہ ۱۹۰۴ عیسوی کے صفحہ ۱۹ پر کالم نمبر ۳ میں لکھا ہے۔

"تیسرا سوال اس قدر بے پروائی سے ٹالا جانے کے قابل نہ تھا۔ حضرت من! آیت لو تقول بعض الاقاویل انل ہے جبھی تو میں نے دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ بہاء اللہ بعد از دعوی وحی چالیس سال تک زندہ رہا۔ اور اس کی عمر اسّی سال ہوئی یہ تحقیق کر لیا گیا ہے کہ وہ اپنے دعوے پر آخیر دم تک قائم رہا۔ اور سنہ ۱۳۰۹ ہجری میں اس نے دعوی کیا۔ نہ کہ آخیر عمر سنہ ۱۳۰۹ ہجری میں اور وہ باب کا خلیفہ نہیں تھا بلکہ باب نے تو بتلایا کہ اسکا ظہور مجھ سے اعلیٰ ہے جو کام میں نے نہیں کیا وہ کرے گا۔ باقی رہا اسکے اعتقادات کا پتہ نہ چلنا سو اس کا یہ عقیدہ تو ظاہر ہے کہ مجھ پر خدا کی وحی نازل ہوئی ہے۔ فی الحال ہم اس میں گفتگو کر رہے ہیں پھر دوسری باتوں کا بھی اظہار ہو جائیگا۔"

(احمدی گجراتی)

نوٹ ان مندرجہ بالا تحریروں میں ان باتوں کو تسلیم کیا ہے کہ (۱) جناب بہاء اللہ نے مسیح موعود ہونے کا دعوی کیا۔

(۲) " " " ۱۲۶۹ ھ میں دعوی کیا۔

(۳) " " " ۱۳۰۹ ھ تک زندہ رہے۔

(۴) " " کا یہ اعتقاد تھا کہ مجھ پر خدا کی وحی نازل ہوئی ہے۔

(۵) " " اپنے دعوے پر آخیر دم تک قائم رہے

(۶) " " بعد از دعوی وحی چالیس سال تک زندہ رہے۔

کوکب ہند کیلئے ایجنٹوں کی ضرورت

ہندوستان کے مختلف شہروں میں کوکب ہند کیلئے ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔

کمیشن معقول دیا جاتا ہے۔ تجربہ کار اور دیانت دار ایجنٹ خط و کتابت سے معاملہ طے کر کے فائدہ اٹھائیں

منیجر کوکب ہند چاندنی چوک دہلی۔

©Afnan Library Trust, 2026

REGD. N. 1812

مورخہ ۹ رمئی سنہ ۱۹۲۶ء

کوکبِ ہند جلد اوّل

حضرت بہاء اللہ کی الواح مقدسہ۔
حضرت عبد البہاء کے خطابات مبارکہ۔
بہائی علماء کے مضامین اور بیانات محققین و مصنفین کی زبردست تحریرات جماعت احمدیہ کو دعوت و بشارت کا لاجواب سلسلہ۔ قیمت ..... ۳ سے

نجومِ باختر

عالم بہائی کا مشہور مصور ماہوار صحیفہ بزبان انگریزی چکاگو۔ امریکہ سے نکلتا ہے نئی روحانی دنیا کے جدید حالات و کمالات دیکھنے کے لئے اس رسالہ کو ملاحظہ فرمائیں اور کیف روحانی حاصل کریں۔ قیمت سالانہ دس روپے .....

ملنے کا پتہ

پروفیسر پریتم سنگھ۔ ایم۔ اے۔ کالج آف کامرس کانپور

تعلیماتِ حضرت بہاء اللہ

صد ترجمہ

ابتدائے امر بہائی کی تاریخ حضرت باب کا ظہور حضرت بہاء اللہ کی جلوہ گری شہدائے حق کی جاں نثاری و فداکاری۔ سلطنتوں میں تزلزل۔ امر بہائی کی بلندی و کامیابی حضرت عبد البہاء کا تذکرہ مع عکس مبارک سنین تاریخ بہائی بغداد اور قسطنطنیہ اڈریانوپل عکہ کے حالات کتاب اقدس سے حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات جو عصر حاضر کی روح ہدایت ہیں زبان نہایت صاف اردو۔

مصنفہ

مسز محشت اللہ بی۔ اے رئیس آگرہ۔ قیمت فی جلد صرف آٹھ آنے

کوکبِ ہند جلد دوم

پہلی جلد بڑے اخباری سائز پر ہے دوسری جلد ۲۶×۲۰ کے کتابی سائز پر شائع ہوئی ہے پہلی جلد کی تمام خوبیاں معہ اضافہ موجود ہیں اور قادیان نمبر کا سلسلۂ مستقل نئے اسلوب سے ہے۔

قیمت پانچ روپے معہ محصول ڈاک ..... صمہ

الاشراق

زیر ادارت حضرت علامہ سید مصطفےٰ رومی انگریزی۔ فارسی برمی۔ زبان میں ماہوار روحانی مضامین کا گنجینۂ تجلیات حقیقت کا آئینہ جواہر صداقت کا خزینہ حضرت فاضل مدیر کا نام ہی تمام خوبیوں کا ثبوت ہے۔ قیمت سالانہ پانچ روپے ..... صمہ

پتہ

پوسٹ بکس نمبر ۲۵۹ (رنگون برہما)

مجموعہ الواح حضرت بہاء اللہ

تجلیات اشراقات طرازات لوح العالم کلمات فردوسیہ بشارات ان چھ الواح کا مجموعہ اصل معہ ترجمہ ہے۔

کتاب اقدس کے بعد یہ الواح اہم ترین ہیں۔ توحید مسائل معرفت، اسم اعظم، شجرۂ طوبےٰ، تجلی طور، شریعت و طریقت کی حقیقت۔ دعاوی حضرت بہاء اللہ۔ براہین آیات بینات۔

قیمت صرف ایک روپیہ

نوٹ، ان کتابوں کی درخواست کے ساتھ ۲۵ فیصدی قیمت پیشگی وصول ہونے پر کتابیں بھیجی جاتی ہیں، بعض حضرات کے طرز عمل نے ہمیں اس طریق پر مجبور کیا ہے۔

کوکبِ ہند کے خاص نمبر

میلاد نمبر۔ تاریخ نبوی و شان محمدی ۲ر
دعادی نمبر حضرت بہاء اللہ کی دعادی ۲ر
کنونشن نمبر بہائی کانفرنس سنہ ۱۹۲۴ عیسوی ۲ر
لندن کانفرنس مذاہب نمبر ۲ر
مرکز میثاق نمبر حضرت عبد البہاء کے کارنامے ۲ر

خورشید خاور

عشق آباد روس کا بہائی آرگن ماہوار ترکی اور فارسی زبان میں شائع ہوتا ہے۔ مضامین۔ علمی۔ اخلاقی۔ فلسفی۔ روحانی۔ تاریخی۔ ہوتے ہیں۔ موجودہ فارسی زبان سے واقفیت کیلئے بہترین ذریعہ ہے۔

ملنے کا پتہ

اصغر زادہ ضیاء اللہ ہاونڈس ورچ لندن۔ آئی۔ ای

شرح آیاتِ مورخہ

حضرت بہاء اللہ موعود کل ادیان ہیں آپکا ظہور کتب مقدسہ کی ٹھیک مقررہ تاریخوں میں ہوا شرح آیات مورخہ نے اس مضمون کو واضح طور پر بیان کیا ہے۔

مسلمانوں یہودیوں پارسیوں کی مسلمات کتب مقدسہ سے مدعا کو ثابت کیا ہے جسکو دیکھتے ہوئے ہر منصف اس نتیجہ پر پہنچ جائیگا کہ حضرت بہاء اللہ کا ظہور مبارک الہامی پیشینگوئیوں کے مطابق واقع ہوا ہے۔

مصنفہ

حضرت علامۂ ابو الفضائل گلپائیگانی۔ قیمت فی جلد ایک روپیہ ..... (عہ)

اشتہار دیجئے

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا نام اور آپ کی تجارت ہندوستان کے مختلف گوشوں میں مشہور ہو جائے تو، کوکب ہند، میں اپنا اشتہار دیجئے۔ اگر آپ کی خواہش ہے کہ ایران، ٹرکی، عرب، شام، ممالک اسلامیہ میں آپ کا اشتہار پہنچے تو اسکا بہترین ذریعہ ماکوکب ہند، ہے اجرت اشتہار میں خاص رعایت دیجا رہی ہے، بذریعہ مراسلت یا زبانی معلوم کیجئے۔

مشتہرین سن لیں

کوکب ہند میں کسی قیمت پر بھی وہ اشتہار شائع نہیں ہو سکتے جنکے الفاظ اعلیٰ اسعار اخلاق سے گرے ہوئے ہوں اس لئے طلاء وغیرہ کے مشتہرین کوکب ہند کو معاف رکھیں ان سبکے لئے یہی صاف جواب ہے، ہاں دیگر معتبر اور مفید اشتہارات رعایتی نرخ پر شائع ہو سکیں گے۔ یہ نہایت نادر موقع ہے ہاتھ سے نہ جانے دیجئے۔ (منیجر، کوکب ہند، چاندنی چوک ..... دہلی) .....

محفوظ الحق علمی نے مطبع محبوب المطابع میں چھپوا کر چاندنی چوک دہلی سے شائع کیا

©Afnan Library Trust, 2026

III 7

ای اهل عالم همه یک دارید و برگ یکشاخسار

کوکب هند دهلی

جلد ۳ نمبر ۱ | مدیر مسئول محفوظ الحق علی | ہر انگریزی ماہ کی یکم - ۹ - ۱۷ - ۲۵ کو شائع ہوتا ہے | محل ادارہ چاندنی چوک دہلی | ۱۷ مئی سنہ ۱۹۲۶ء

ادبیات

منتخب ترکیب بند حضرت شارق بروجنی از مجلہ خورشید خاور عشق آباد روس

مذہب ما عشق و عقل ما جنون — مسلک ما صبر و کار ما سکون
قبض و بسط ارض در تقدیر ماست — گرچہ نزد خصم خوار ایم و زبون
بادہ نوش بزم عیشیم و نشاط — گرچہ ساغر ما دلست و بادہ خون
صد ہزاران جانمان اندر جسد — صد ہزاران روحمان اندر رگون
کشوری داریم مخروس از فساد — خاطری داریم محفوظ از فسون
آنچہ جستی و ندیدی قدہنہا — ہست پیش پرچم توحید ما — رایت کفر و ضلالت سرنگون
حشمتی داریم زین گیتی بری — عالمی داریم زین عالم برون
جیش توحیدیم و حزب اتحاد
لشکر صلح و صلاحیم و وداد
خدمت اولاد آدم دین ماست — خیر عالم مذہب و آئین ماست
آفتاب صلح احزاب و امم — نور بخش دیدۂ حق بین ماست
در دل ما نیست غیر از مہر تو — آنچہ دایم در دل تو کین ماست
خار اندوہ و خس خشم و عناد — در رہ حق سنبل و نسرین ماست
بر لب ما جز دعای خلق نیست — گو ترا بر لب ہمہ نفرین ماست
زہر و قہر و ذلت و ظلم و جفا — در رہ او شربت نوشین ماست
ذلت و خواری و خذلان و بلا — با و لایش حشمت و تمکین ماست
کودکان را در دبستان جہان — درس تسلیم و رضا تلقین ماست
عالم از تعلیم علم مطلقیم
مقتبس از نور خورشید حقیم
ای پدر با عشق اگر سر دادہ ایم — این سعادت را ز مادر زادہ ایم
جنگ با افتادہ گانت گر ہواست — تیغ بیرون کش کہ ما افتادہ ایم
طاعتش را در ریاض افتخار — راست چون سرو سہی استادہ ایم
در نگیرد نزد ما سودای غیر — تا بسودای غمش سر دادہ ایم
راحت گیتی اگر در رنج ماست — گو بیا کز جان و دل آمادہ ایم
لوح ما را تیرہ ز آلایش مخواہ — زانکہ از نقش تو ہم سادہ ایم

نسبت ما با خزف بیجا مدہ — چون بکان عشق او بیجادہ ایم
در رہ طاعت دلیریہا امید — خشتہ بر جیب از وفا قلادہ ایم
قد سلکنا مسلک عبد البہاء
قد توسلنا الی حبل الوفاء
ای برادر محو و حیران تا بکے — در دیار بعد و ہجران تا بکی
چیدہ در ہر گوشہ بزم اجتماع — تو درین وادی پریشان تا بکی
از عطای دوست ہا رب تا بچند — از سخای حق گریزان تا بکی
موج زن در اوج دریای حیات — تو چنین غلطان و بیجان تا بکی
دست افسوس از تو بر سر تا بچند — چشم حسرت بر تو گریان تا بکی
شد جہان از علم باقی کامیاب — ماندہ تو مجہول و نادان تا بکی
گلشن عصمت گل افشان تر است — خار رسوائی بدامان تا بکے
قلبہا روشن شد از رضوان قرب — تو بنار بعد سوزان تا بکے
خیز و خرم کن دل پژمردہ را
زندگی بخشا روان مردہ را
حال ای اہل بہا وقتست وقت — بر عہود خود وفا وقتست وقت
خدمت احزاب و اقوام و امم — بسبیل مدعا وقتست وقت
از پی اصلاح عالم گر کنید — نشر تعلیم بہا وقتست وقت
گر بیابد اہل عالم را رہاند — از غم و ورنج و عنا وقتست وقت
گر بیابد عالم ایجاد را — زد بیک رنگ صلا وقتست وقت
گر بیابد در سبیل بندگی — کرد جان و سر فدا وقتست وقت
گر بیابد خواند اہل مجد را — سوی تسلیم و رضا وقتست وقت
گر ساید زد بیاروی سپہر — رایت صلح و صفا وقتست وقت
مر شما را روز اندوہ غم است
زانکہ عالم از جدل در ماتم است

©Afnan Library Trust, 2026

حلول روح القدس

(سلسلہ مفاوضات حضرت عبدالبہاء)

سوال۔ انجیل میں لکھا ہے کہ روح القدس نے حواریوں میں حلول کیا۔ یہ کسطرح ہوا۔ اور اسکے کیا معنی ہیں۔؟

جواب۔ روح القدس کا یہ حلول ہوا کی مانند نہیں جو جوف انسان میں حلول کرتی ہے۔ یہ تشبیہ و تعبیر ہے۔ ظاہری معنی مراد نہیں۔ جسطرح آفتاب آئینوں میں حلول کرتا ہے اسی طرح روح القدس نے یہ حلول کیا تھا۔ یعنی اسکی تجلی ظاہر ہوئی تھی۔ حضرت مسیح کے بعد آپ کے حواری مضطرب ہو گئے تھے انکی آراء اور ان کے خیالات منتشر و مختلف تھے۔ پھر ثابت و متحد ہو گئے۔ عید عنصرہ (پینتیکست) کے دن جمع ہوئے اور انقطاع اختیار کیا۔ اپنے آپکو فراموش کیا۔ اس دنیا کے آرام اور اسکی خوشیوں کو خیرباد کہا۔ جسم و روح کو اپنے محبوب پر فدا کیا۔ گھر بار کو چھوڑ دیا۔ بے سر و سامان و سرگردان ہوئے۔ یہانتک کہ اپنی ہستیوں کو بھی بھلا دیا۔ پس تائید الٰہی نازل ہوئی اور روح القدس کی قوت ظاہر ہوئی۔ مسیح کی روحانیت نے غلبہ کیا۔ اور خدا کی محبت نے بے اختیار کر دیا۔ اس دن تائید یافتہ ہوئے اور ہر ایک نے تبلیغ امر اللہ کے لئے ایک راہ اختیار کی۔ اور دلیل و برہان کی زبان کھولی۔ پس روح القدس کے حلول سے یہ مراد ہے کہ وہ روح مسیحائی سے منجذب اور امر اللہ پر ثابت و مستقیم ہوئے۔ روح محبت اللہ سے نئی زندگی پانے والے بنے اور انہوں نے حضرت مسیح کو زندہ اور معین و مددگار دیکھا۔ قطرہ تھے دریا ہو گئے۔ مکھی تھے عقاب آسمان بن گئے۔ کمزور تھے۔ قوی ہو گئے۔ انکی مثال ان آئینوں کی مانند ہے جو آفتاب کے سامنے آجائیں۔ یقیناً ان میں اسکے پرتو و انوار ضرور آشکار ہوں گے ؛

سوال۔ روح القدس کیا ہے؟

جواب۔ روح القدس سے مراد فیض الٰہی اور وہ شعاعیں ہیں جو مظہر تقدیس سے چمکیں۔ آفتاب حقیقت کی شعاعوں کے مرکز حضرت مسیح تھے۔ اور اس مرکز جلیل یعنی حقیقت مسیح سے فیض الٰہی کل آئینوں یعنی حقائق حواریوں پر چمکا۔ حواریوں پر روح القدس کے اترنے سے یہ مراد ہے کہ اس فیض جلیل الٰہی نے حقائق حواریوں پر تجلی فرمائی اور فیض انسانی کی۔ کیونکہ دخول و خروج و نزول و حلول اجسام کے خواص ہیں۔ ارواح کے نہیں۔ یعنی دخول و حلول وغیرہ حقائق محسوسہ کے لئے ہے۔ لطائف معقولہ کے لئے نہیں۔ مثلاً حقائق معقولہ عقل و محبت و علم و تصور و فکر کے لئے دخول و خروج نہیں۔ بلکہ انکا تعلق کہا جاتا ہے مثلاً علم ایک حالت کا نام ہے جسے عقل حاصل کرتی ہے۔ یہ ایک حالت معقول ہے اور عقل میں داخل اور خارج ہونا موہوم باتیں ہیں۔ بلکہ عقل و حصول علم کا ایسا ہی تعلق ہے جیسے آئینہ میں عکس کا ظاہر ہونا۔ پس جب یہ ثابت اور ظاہر ہو گیا۔ کہ حقائق معقولہ کے لئے دخول و حلول نہیں ہے تو البتہ روح القدس کے لئے بھی چڑھنا اور اترنا۔ داخل و خارج ہونا۔ ملنا اور تحلیل ہونا غیر ممکن و محال ہے۔ نہایت یہ ہے کہ روح القدس آفتاب کی مانند آئینوں میں جلوہ نما ہے۔ کتب مقدسہ کی بعض عبارتوں میں روح کا ذکر کر کے کوئی شخص مراد لیا جاتا ہے جیسا کہ عام بول چال میں بھی کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص روح مجسم ہے یا یہ کہ حمیت و مروت کا مجسمہ ہے ان مقامات میں ہم شیشے کو نہیں بلکہ چراغ کو مد نظر رکھتے ہیں چنانچہ انجیل یوحنا کے باب ۱۶ کی ۱۲ و ۱۳ آیات میں مسیح نے بعد آنے والے ظہور کے بارے میں فرمایا ہے "مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں مگر اب تم انکی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی سچائی کی روح آئیگا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائیگا۔ اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے کچھ نہ کہیگا بلکہ جو کچھ سنیگا وہی کہیگا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دیگا۔" خوب غور سے ملاحظہ فرمائیں اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے کچھ نہ کہیگا بلکہ جو کچھ سنیگا وہی کہیگا۔" اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ "سچائی کی روح" ایک انسان مجسم ہے جو شخصیت رکھتا ہے۔ کان اور زبان رکھتا ہے جس سے سنتا بولتا ہے اسی طرح "روح اللہ" حضرت مسیح کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ آپ چراغ کہتے ہیں مگر آپ کی مراد اس سے روشنی اور لیمپ دونوں ہیں۔

مسیح کی آمد ثانی اور قیامت

کتب مقدسہ میں لکھا ہے کہ مسیح دوبارہ آئیگا آپکی آمد ثانی کے لئے کچھ علامات دی گئی ہیں۔ کہ جب آپ آئینگے تو ان نشانوں کے ساتھ آئینگے۔ نشانوں میں سے کچھ یہ ہیں کہ سورج اندھیرا ہو جائیگا۔ چاند روشنی نہ دیگا۔ آسمان کے ستارے زمین پر گر پڑینگے۔ اسوقت زمین کے سب قبائل روئیں اور پیٹینگے۔ تب پسر انسان کی علامت آسمان پر ظاہر ہوگی اور ابن انسان بڑی قوت و جلال کے ساتھ ابر پر سوار آتا دیکھینگے۔" حضرت بہاء اللہ نے کتاب الیقان میں ان آیات کی مفصل و شرح تفسیر فرمائی ہے۔ دہرانے کی ضرورت نہیں۔ آپ اس کتاب کو پڑھیں ان کلمات کے معانی آپ سمجھ جائینگے۔ میں یہاں چند باتیں اسبارے میں بتاتا ہوں اور وہ یہ ہیں کہ آمد اول میں بھی مسیح آسمان سے آئے تھے۔ چنانچہ انجیل میں صاف لکھا ہے۔ حضرت مسیح خود فرماتے ہیں۔ "ابن انسان آسمان سے آیا ہے۔ ابن انسان آسمان میں ہے۔ اور آسمان کی طرف کوئی نہیں چڑھا سوائے اسکے جو آسمان سے آئے" حالانکہ حضرت مسیح بظاہر رحم مریم سے پیدا ہوئے تھے مگر عام طور سے یہ مانا جاتا ہے کہ آپ آسمان سے آئے تھے جس طرح پہلی مرتبہ بظاہر ارحام سے لیکن فی الحقیقت آسمان سے آئے تھے۔ اسی طرح آمد ثانی میں بھی بحقیقت آسمان سے اور بظاہر ارحام سے آئینگے۔ نشانیاں جو آپکی آمد ثانی کے بارے میں دی گئی ہیں وہی آپکی آمد اول کے بارہ میں درج ہیں چنانچہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کتاب اشعیا میں خبر دیتا ہے کہ مسیح مشرق و مغرب کو فتح کریگا۔ "تمام دنیا کی اقوام زیر سایہ مسیح آئینگی"۔ مسیح کی سلطنت قائم ہوگی، مسیح نامعلوم جگہ سے آئیگا۔ "گنہگاروں کی عدالت ہوگی" اور انصاف کا ایسا دور دورہ ہوگا کہ بھیڑیا اور برہ۔ شیر اور بکری۔ سانپ اور شیر خوار بچہ ایک چشمہ۔ ایک چمن اور ایک آشیانہ میں جمع ہونگے۔

آمد اول کے لئے بھی یہی نشانیاں تھیں حالانکہ بظاہر انمیں سے ایک بھی پوری نہیں ہوئی۔ اسی لئے یہودیوں نے مسیح پر اعتراض کئے۔ اور مسیح کو استغفر اللہ مسیح کہا۔ آپکو خدائی دین کا خراب کرنے والا۔ شریعت و سبت کو توڑنے والا سمجھکر آپکے قتل کا فتویٰ دیا۔ حالانکہ ہر ایک نشانی کے ایک معنی تھے۔ مگر یہودی ان معنوں کو نہ سمجھ سکے۔ اور مسیح کو پہچاننے سے پس ماندہ رہے۔ مسیح کی آمد ثانی بھی اسی ڈھنگ سے ہے۔ سب شرائط اور نشانیوں کے معنی ہیں۔ ظاہری و لغوی معنی نہیں۔ کیونکہ اگر لفظی معنی لئے جائیں تو نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ تمام ستارے زمین پر گر جائیں گے۔ ستارے بے پایاں اور بے شمار ہیں۔ اور موجودہ علمائے ہیئت نے فنًا یہ ثابت کر دیا ہے کہ سورج زمین سے قریبًا ڈیڑھ ملیون گنا بڑا ہے۔ اور ہر ایک ستارہ ثابت سورج سے ہزار گنا بڑا ہے۔ اگر یہ ستارے جھڑ کر گریں تو زمین پر انہیں کہاں جگہ ملیگی۔ یہ تو ایسا ہی ہوگا کہ ہمالیہ جیسے ہزاروں ملیون پہاڑ ایک رائی کے دانے پر گریں۔ یہ بات عقلًا اور فنًا غیر ممکن اور محال ہے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ حضرت مسیح فرماتے ہیں "شاید میں اسوقت آؤں جب تم سو رہے ہوگے۔ کیونکہ ابن انسان کا آنا چور کے آنے کی طرح ہوگا۔ یعنی چور گھر میں آئے اور گھر کے مالک کو خبر نہ ہو۔ پس واضح و مبرہن ہو گیا کہ ان نشانیوں کے ظاہر کے سوا کچھ اور معنی بھی ہیں۔ یہ معنی کتاب الیقان میں مفصل بیان کئے گئے ہیں۔ وہاں دیکھئے ؛

کوکب ہند میں اشتہار کا رعایتی نرخنامہ

	ایکبار	دوبار	چاربار	تین ماہ	چھ ماہ	ایکسال
صفحہ	سے	۱۱ عدد	۲۱ عدد	۶۰	۱۰۰	۱۷۵
نصف صفحہ	سے	۱۰ عدد	۱۸ عدد	۳۵	۶۵	۱۰۰
چوتھائی	۷	۱۰ عدد	۱۵ عدد	۲۵	۴۵	۷۵
نصف کالم	۴	۷ عدد	۱۲ عدد	۱۵	۲۵	۴۵
چوتھائی کالم	۲	۴ عدد	۸ عدد	۸	۱۵	۲۵
	؛	؛	؛	؛	؛	؛

©Afnan Library Trust, 2026

جان نثاران حق کے تذکرے

حضرت عبدالبہاء کی زبان مبارک سے

حضرت حاجی میرزا حسن افنان

منجملہ دیگر اعاظم مہاجرین کے ایک حضرت حاجی میرزا حسن افنان کبیر بھی ہیں۔ جو آخری ایام میں شرف ہجرت اور جوار عنایت الٰہی کے مستحق ہوئے۔ آپ نقطۂ اولیٰ روحی لہ الفداء کی طرف منسوب ہیں اور "افنان سدرہ مبارکہ" قلم اعلیٰ سے منصوص ہیں۔ ابھی بچہ ہی تھے کہ حضرت اعلیٰ کی عنایات سے بہرہ ور ہوئے۔ اور حضرت اعلیٰ کے جمال منیر سے آپ کو عجیب تعلق تھا۔ ابتدائے عمری میں داناؤں کی خدمت میں حضوری کا شرف رکھتے تھے۔ اور تحصیل علوم وفنون میں مشغول تھے۔ اور شب و روز غواص بحر الٰہی میں متفکر رہتے تھے۔ اور دنیا میں آیات کبریٰ کے مشاہدہ سے حیران۔ علوم مادی مثلاً ریاضی۔ ہندسہ وجغرافیہ میں بھی ماہر تھے۔ خلاصہ یہ کہ مختلف فنون میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ اور ان علوم کے متعلق اسلاف و اخلاف کی آرا سے مطلع کامل۔ دن رات میں تھوڑا وقت تجارت میں بھی لگاتے تھے۔ ورنہ زیادہ وقت مطالعہ اور مذاکرہ میں صرف کرتے تھے۔ فی الحقیقت آپ علامہ آفاق تھے۔ اور بڑے بڑے علماء کے مقابلہ میں عزت امر اللہ کا سبب تھے۔ مختصر لفظوں میں مشکل مسائل کو حل کیا کرتے تھے یعنی آپ کا کلام بالکل ایجاز مگر سراسر اقناع اعجاز ہوتا تھا۔ حضرت اعلیٰ کے ایام میں ہی ہدایت کبریٰ کی خوشبو ان کے مشام جان تک پہنچی تھی۔ لیکن ایام مبارک حضرت بہاء اللہ میں محبت کا شعلہ ایسا اٹھا کہ اوہام کے سب پردے جل گئے۔ اور حق المقدور ترویج امر اللہ میں مشغول رہے۔ اور محبت جمال مبارک میں مشہور عالم ہو گئے۔ ؎

ای عشق منم از تو سرگشتہ و سودائی
و اندر ہمہ عالم مشہور بشیدائی
در نامہ مجنوناں از نام من آغازند
زیں پیش اگر بودم سر دفتر دانائی

حضرت اعلیٰ روحی لہ الفداء کے صعود کے بعد آپ حضرت حرم طیبہ طاہرہ حضرت بہاء اللہ کے نگران رہے۔ اور ایران میں حضرت بہاء اللہ کی مدت کے باعث بہت مغموم رہتے تھے یہانتک کہ آپ کو حضرت بہاء اللہ کی صحبت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ ایران کو چھوڑ کر حضرت مقصود کے جوار میں آئے آپ کے شمائل عجیب تھے۔ چہرہ نورانی تھا۔ یہانتک کہ اغیار بھی کہا کرتے تھے کہ آپکی پیشانی نور مبین سے تاباں و روشن ہے۔ آپ بیروت چلے گئے اور وہاں کے مشہور عالم خواجہ فندیک سے ملاقات کی۔ اور خواجہ مذکور نے مختلف مجالس و محافل میں آپ کے فضل و کمال کی بہت تعریف کی۔ اور بیان کیا کہ مشرق میں ایسے صاحب کمال کا ہونا نادرات سے ہے پھر بیروت سے لوٹ کر ارض مقصود میں مراجعت فرما ہوئے۔ اور اپنے تمام اوقات کو فضائل عالم انسانی کے متعلق غور و تدبر کے لئے وقف کر دیا۔ اکثر اوقات اکتشافات علم نجوم میں مشغول رہتے۔ اور حرکات کواکب کے دقائق میں متفکر۔ دوربین ہاتھ میں ہوتی تھی اور ہر شب کو اکتشاف میں لگے رہتے تھے۔ اپنے دن خوشی سے بسر کرتے تھے۔ اور پوری بشاشت سے حضرت احدیت کے جوار میں آپ کا روز فیروز اور رات نوروز کی طرح روشن تھی۔

یہانتک کہ حضرت مقصود کا صعود واقع ہو گیا۔ جمعیت خاطر پریشان ہو گئی اور فرح و مسرت آہ و حسرت سے مبدل ہو گئی۔ مصیبت کبریٰ ظاہر ہو گئی۔ اور فراق پر احتراق نصیب ہوا۔ روز روشن شب تار ہو گیا۔ گلشن کی تازگی و صفائی خزاں کی صورت میں بدل گئی۔ آنکھیں گریاں رہتی تھیں۔ اور سوز و گداز کی حالت میں دن پورے کر رہے تھے۔ مگر آخر تحمل فراق کی طاقت نہ رہی۔ اور تھوڑے ہی دنوں میں آپکی روح مبارک اس جہان کو چھوڑ کر عالم ابدی کو پرواز کر گئی۔ اور جنت لقا میں فائز و کامران ہو کر بحر انوار میں مستغرق ہو گئی۔ علیہ الرحمۃ الکبریٰ و لہ الموہبۃ العظمیٰ و البرکۃ علی ممر القرون والاعصار۔ آپکی قبر شریف عکاء کے مقام منشیہ میں ہے ؛ (مہر محمد خان شہاب)

ہندو مسلمانوں میں میل ملاپ کیسے ہو سکتا ہے؟

۲- مئی ۱۹۲۶ء کو مسٹر حشمت اللہ قریشی بی۔ اے نے اس عنوان پر ایک لکچر ہندو کالج دہلی میں زیر صدارت مسٹر آصف علی بیرسٹر ایٹ لا دیا تھا۔ ہم قارئین کرام کے لئے اس کا خلاصہ درج کرتے ہیں :-

ہندو مسلمانوں میں ملاپ صرف اس طرح سے ہو سکتا ہے کہ اس مسئلہ کو سچائی اور بے لوثی کیساتھ نڈر ہو کر دیکھا جائے۔ جو لوگ ہندو اور مسلمانوں کی تحریکوں کو ترتیب دے رہے ہیں ممکن ہے کہ روٹی پیسہ حق انتخاب یا ملازمت انکی تحریک کا باعث ہو۔ مگر لیڈرزکی جہتہ بندی کی بنیاد ضرور مذہب ہے۔ ورنہ اس سوال کو (ہندو مسلمان سوال) کہنے کے بجائے (بھوکے اور پیٹ بھرے) (غریب و امیر) شریف و رذیل۔ بیکار و کاروباری یا مزدور و آقا کا سوال کیوں نہیں کیا جاتا حالانکہ یہ مسئلے بھی تمام کے تمام موجود ہیں۔

ملاپ صرف تب ہی ہو سکتا ہے جب :

(۱) ہندو مسلم اتحاد کے سوال کو دنیوی نہیں بلکہ دینی مسئلہ مانا جائے۔

(۲) ہر شخص کو ایسی عبارت میں سمجھایا جائے جسے وہ سمجھ سکے کہ جن معنوں میں ہندو اور مسلم الفاظ آجکل استعمال کئے جا رہے ہیں۔ وہ صرف ایک بے حقیقت قصہ کہانی ہے جس کو پڑھے لکھے لوگوں نے گھڑا ہے۔ جسکی کوئی حقیقت نہیں ؛ (۳) پڑھے لکھے اور سمجھدار لوگوں کو بھی لٹریچر پمفلٹ اور پریس پروپیگنڈا سے بتایا جائے کہ جن معنوں میں وہ لوگ ہندو مسلم الفاظ استعمال کرتے ہیں وہ کیوں اور کس وجہ سے غلط اور بے حقیقت ہیں۔ (۴) لوگوں کو بتایا جائے کہ جس کو وہ مذہب خیال کرتے ہیں وہ دین کا صرف ایک مریض اور بوسیدہ پہلو ہے۔ ورنہ یہ دین کی بار بار تجدید کا ہی نتیجہ ہے کہ آج دنیا قوموں کی صورت میں مرتب ہو کر آیندہ میں الاقوامی صورت کی تیاری کر رہی ہے تاکہ انسانیت کا وہ اعلیٰ نمونہ پیدا ہو جسکا ایک مدت مدید سے انتظار ہو رہا ہے (۵) لوگوں کو بتایا جائے کہ جس طریقہ پر آجکل جنگجو اور آمادہ پیکار جماعتیں ترتیب دی جا رہی ہیں اس سے تفرقہ اور پراگندگی کی طاقتیں زور پکڑینگی اور موجودہ شیرازہ تک بکھر جائیگا۔ جیسا کہ برہمنوں یا ہندی یا ناگری یا آریہ کے خلاف تحریکیں ہندوؤں میں بھی پیدا ہو چلی ہیں حالانکہ وہ اس کوشش میں ہیں کہ بودھ جینی سکھ اور اچھوت جاتیوں حتیٰ کہ عیسایوں کو لفظ (ہندو) کے دائرے میں داخل کر لیں۔ (۶) لوگوں کو بتایا جائے کہ اگر شیرازہ بندی کرنا چاہتے ہو تو عقیدہ کے اختلافوں اور رسم و رواج کے فروعات کے فرق سے چشم پوشی کرنی پڑیگی۔ کیونکہ اس قسم کے اختلافوں کو ہی نظر انداز کرکے یورپ یورپین اتر دکھن کے ہندوؤں کو ہندو اور ہندوستان ایران عربستان مصر اور اس سے آگے کے مسلمانوں کو مسلمان کہا جا سکتا ہے

(۷) لوگوں کو پریس کے ذریعہ تاریخ کے اخلاقی اور دینی پہلو سے آشنا کرنا چاہیئے تاکہ پڑھے لکھے محسوس کرنے لگیں کہ قدامت اور دین صرف جاہلوں کو خوش کرکے انکو قابو میں لانیکے لیئے ہی ایک زود اثر عمل نہیں ہے بلکہ ایسی زندہ طاقتیں ہیں جو اپنی تدابیر اور اپنے دستور العمل کو باوجود منظم اور جمعیت بند قوتوں کی مخالفت کے دنیا میں پھیلا سکتی ہیں۔ (۸) لیڈروں اور عوام کو سمجھایا جائے کہ اسلام اور سناتن دھرم بنیادی لحاظ سے بالکل ایک ہیں۔ رہے ان دونوں کے اختلاف تو وہ اُن اختلافوں سے زیادہ دنیوی نہیں ہیں جو خود اسلام اور سناتن دھرم کے مختلف فرقوں میں آپس میں موجود ہیں۔ اور اگر ہم ان اختلافوں کی بنا پر کسی کو جماعت میں شامل ہونیکے ناقابل سمجھنے لگیں تو مسلمانوں میں تنظیم ہندوؤں میں سنگھٹن ناممکن ہو جائیں (۹) ایک ہندو مسلم لیگ قایم کیا جائے جو مذہبی پریس کی سخت کلامیوں کو روکنے کی کوشش کرے اور جو پورے سال صلح کرانے اور معاملات بے قابو ہونے سے قبل اختلاف مٹانے کی کوشش کرے اس لیگ کی شاخیں تمام ملک میں کھولی جائیں۔ اور اس کی سخت کوشش کی جائے کہ سمجھدار اور پڑھے لکھے لوگوں کے علاوہ کوئی

©Afnan Library Trust, 2026

ازالۂ اوہام بقیہ

آیتِ لوتقول پر بحث

(ایک محقق مسلمان ماہر احمدیہ لٹریچر کی قلم سے)

(د) اخبار الفضل مورخہ ۱۴ و ۱۷- نومبر سنہ ۱۹۲۱ء کے صفحہ ۱۱ پر جناب میاں محمود احمد صاحب کے الفاظ یوں درج ہیں:-

"مولوی عبد اللہ صاحب کشمیری وہاں (کشمیر میں) مجھ کو ملے تھے وہ کہنے لگے کہ تقول کی آیت بہاء اللہ پر چسپاں ہوتی ہے کیونکہ وہ ۲۳ سال تک زندہ رہا۔ اور اگر یہ آیت عام معیار نہیں ہے بلکہ خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے متعلق ہے جیسا کہ تورات سے ظاہر ہے کہ "وہ نبی" اگر جھوٹ بولیگا تو اُس کے ساتھ ایسا ہوگا۔ تو اس سے مرزا صاحب کی صداقت ثابت نہیں ہوتی . . . . میں نے ان کو بتایا تھا کہ اس آیت میں لوتقول علینا فرمایا ہے یوں نہیں فرمایا کہ تالہ رجل۔ اگر کوئی شخص الہ بن جائے تب یہ سزا ملے گی . . . . . بہاء اللہ خدائی کا مدعی ہے۔ اور جب یہ ثابت ہو جائے کہ وہ خدائی کا مدعی ہے تو اس پر تقول کی آیت چسپاں کرنا باطل ہے"

نوٹ+ میاں صاحب کے ان الفاظ (بہاء اللہ خدائی کا مدعی ہے) کی تردید عنقریب کی جاوے گی+

س- رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۲۲ء کے صفحہ ۳۲ پر لکھا ہے۔

اگر بہاء اللہ کا وجود دعوے الہام کے ۲۴ سال زندہ رہنے سے وہ صادق ثابت ہو سکتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ صحاح ازل جس کو بہاء اللہ دجال قرار دیتا ہے باوجود ۵۱ سال اسی طرح کا دعوے الہام کرتے رہنے کے جس طرح کا بہاء اللہ کو تھا ہلاک نہیں ہوا"

نوٹ۔ میں کہتا ہوں کہ اگر جناب مرزا صاحب کے باوجود دعوے الہام کے ۲۳ برس سے زیادہ رہنے سے وہ صادق ثابت ہو سکتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ جناب بہاء اللہ دعوے الہام کرتے رہنے کے باوجود ہلاک نہیں ہوئے بلکہ ۲۳ سال سے زیادہ عمر پا گئے+

ش- قاضی ظہور الدین صاحب اکمل جناب بہاء اللہ کی نسبت رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۲۲ء کے صفحہ ۲۶ پر لکھتے ہیں کہ چالیس سال ہی رہا"

غرضیکہ خود احمدیہ لٹریچر سے یہ بات عیاں ہے کہ جناب بہاء اللہ ۲۳ برس سے زیادہ مدت زندہ رہے

احمدی جس آیت (یعنی آیندہ لوتقول علینا بعض الاقاویل) سے ہم حضرت مرزا غلام احمد کی صداقت کا استدلال کرتے ہیں اس کے نقض میں یہ پیش نہیں کیا جا سکتا۔ کہ بہاء اللہ اپنے دعوے کے بعد ۲۳ سال زندہ رہا۔ کیونکہ اُسے دعوائے نبوت تھا ہی نہیں۔ چنانچہ اُس نے قرآن مجید کی اور آیات سے اپنے دعوے کی دلیلیں دینے کی کوشش کی ہے مگر یہ آیت اپنے دعوے کی صداقت کے ثبوت میں پیش ہی نہیں کی اور نہ دنیا کے سامنے یہ دعوے پیش کیا ہے کہ مجھ پر وحی بھی اگلے انبیاء کی مانند نازل ہوتی ہے (قاضی اکمل صاحب کے الفاظ مندرجہ رسالہ تشحیذ الاذہان بابت ماہ نومبر سنہ ۱۹۲۱ء صفحہ ۱۷)

محمدی- جناب بہاء اللہ کتاب "ادعیہ محبوب" کے صفحہ ۲۸ و ۲۹ پر ارشاد فرماتے ہیں یا الٰہی میں نہیں جانتا کہ یہ لوگ مجھ پر کون جرم ثابت کرتے ہیں۔ اگر یہ لوگ کہیں کہ میں نے اپنے مقام سے بڑھ کر دعوے کیا ہے تو یا الٰہی یہ دعوے تو نے ہی میرے لئے کیا ہے اور میرے ظہور سے بیشتر تو نے ہی میرے لئے مقدر فرمایا تھا اور سب کو اس کی خبر دی تھی اور اگر یہ لوگ کہیں کہ آیات کیوں بولتا ہے تو میں ان کا نازل کرنے والا نہیں ہوں۔ بلکہ تو نے ہی ان آیات کو نازل کیا ہے اور جس طرح چاہتا نازل کرتا ہے جیسے تو نے مجھ سے پہلے اپنے سفراء اور اصفیاء پر نازل کیا تھا۔ یا الٰہی تو جانتا ہے کہ اگر یہ بات میرے اختیار میں ہوتی تو میں خود کو ظاہر نہ کرتا اور ان لوگوں کے درمیان میں کوئی کلمہ زبان پر نہ لاتا"

ب- اخبار الحکم- جلد ۸- نمبر ۳۸ و ۳۹- مورخہ ۱۰ و ۱۷ نومبر سنہ ۱۹۰۴ء کے صفحہ ۹ پر لکھا ہے۔ "وہ بہاء اللہ بعد از دعوے وحی چالیس سال تک زندہ رہا"۔ اور اس کی کل عمر اسی سال ہوئی۔ یہ تحقیق کر لیا گیا ہے کہ وہ اپنے دعوے پر اخیر دم تک قائم رہا" اور ۱۲۶۹ھ میں اس نے دعوے کیا نہ کہ اخیر عمر ۱۳۰۹ھ میں . . . . . .

دوسو اس کا یہ عقیدہ تو ظاہر ہے کہ مجھ پر خدا کی وحی نازل ہوتی ہے"

اخبار الحکم مورخہ ۱۴ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء کے صفحہ ۴ پر لکھا گیا ہے کہ بہاء اللہ جس نے مسیح موعود ہونے کا دعوے ۱۲۶۹ھ میں کیا وہ ۱۳۰۹ھ تک زندہ رہا۔ اور اخیر دم تک اسی دعوے پر قایم رہا۔ اور اپنے تئیں مہبط روح الٰہی بتاتا رہا"

(باقی آئندہ)

اہل قادیان کا اسلام

قادیانی جماعت کے ناظر تعلیم و تربیت مرزا شریف احمد صاحب کی طرف سے اخبار الفضل مورخہ ۲۰- اپریل میں حسب ذیل اعلان شائع ہوا ہے:-

"چونکہ میاں اللہ بخش اور میاں عمر الدین ساکنان بنگہ نے اپنی لڑکیوں کی شادی باوجود سمجھانے اور منع کرنے کے غیر احمدیوں کے ہاں کر دی ہے۔ اسلئے مطابق حکم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ ان دونوں کو جماعت احمدیہ سے خارج کیا جاتا ہے"

ان دونوں شخصوں کا جماعت احمدیہ سے خارج کیا جانا اس بات کا مترادف ہے کہ وہ مسلمان بھی نہیں رہے۔ کیونکہ میاں صاحب کے نزدیک جو شخص احمدی نہیں وہ مسلمان بھی نہیں۔ گویا یہ دونو آدمی اب کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ جرم یہ ہے کہ غیر احمدیوں کے ہاں لڑکیوں کی شادی کر دی ہے۔ پہلے تو یہ کہا جاتا ہے کہ جو مسلمان مرزا صاحب کو نہ مانے وہ کافر ہے۔ مگر اب اس کفر سازی میں مزید ترقی یہ ہوئی ہے کہ مرزا صاحب کو ماننے والا بھی کافر ہے اگر وہ غیر احمدیوں کے ساتھ سلسلۂ مناکحت قائم کرے۔ اگر تکفیر بازی کی یہی رفتار رہی تو کیا تعجب ہے کہ کسی وقت دربار خلافت سے یہ حکم بھی صادر ہو جائے کہ جو احمدی غیر احمدیوں کی صحبت میں بیٹھیگا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔ حیرت ہے کہ یہ لوگ ایک طرف تو اسلام کے خادم ہونے کا دعوی کرتے ہیں اور دوسری طرف اسلام اور مسلمانوں سے روز بروز بُعد اختیار کرتے چلے جا رہے ہیں۔ (پیغام صلح لاہور ۲۵- مئی سنہ ۱۹۲۶ء)

پیام تعلیم

اہل بہار کو حکم ہے کہ وہ ذکور و اناث دونوں کو لازمی تعلیم دیں اگر کسی میں اپنے بچوں کو تعلیم دلوانے کی استطاعت نہ ہو تو حکومت پر فرض کیا گیا ہے کہ وہ ان بچوں کو تعلیم دے۔ خدا نے کتاب اقدس میں تعلیم کو لازمی اور قطعی فرض ٹھہرایا ہے اسلئے اہل بہار اس کام کا جو تعلیم کے لئے کیا جائے بخوشی تمام استقبال کرتے ہیں اور اسکی بہبودی و بہتری کے لئے مدد و دعا کرتے ہیں۔ پیام تعلیم جامعہ ملیہ دہلی کا آرگن ایک نہایت عمدہ پندرہ روزہ رسالہ ہے۔ اس کے اغراض و مقاصد اور اس کے دو نمبروں کے مضامین بے شک اسبات کا یقین دلاتے ہیں کہ یہ رسالہ حامیان تعلیم اور متعلمین دونوں کے لئے نہایت ہی مفید ہوگا۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ نہایت خوبصورت و عمدہ ہیں۔ قیمت سالانہ صرف ۸/ اور سہ ماہی صرف ۲/ دفتر پیام تعلیم جامعہ ملیہ دہلی سے مل سکتا ہے۔

تاجر کتب
ضلع سہارنپور
صدر الصحیح اخبار اشرف التواریخ
نیز قرآن مجید
نیز قرآن مجید
ترجمہ اردو
نیز قرآن مجید
ترجمہ اردو
نیز قرآن مجید
ترجمہ اردو

بہائی دنیا کی مختصر خبریں

ایران

طہران۔ لجنۂ تبلیغ کی سرگرمی کوششیں روز بروز بار آور ہو رہی ہیں۔ اور احبای الٰہی بیش از بیش تبلیغ امر اللہ میں سعی فرما رہے ہیں۔

تبریز۔ بعض مخلص الواح نے اس صوبہ میں تبلیغی سفر فرمائے۔ اور انکی کوششوں کا یہ نتیجہ ہوا کہ بہت سے لوگ امر اللہ کی طرف منجذب ہو گئے۔ قبیلہ ساون کے بعض افراد نے امر اللہ کی تصدیق فرمائی۔ اور ان کے ایک گاؤں میں محفل روحانی بھی قائم ہو گئی۔

مشہد۔ پچھلی کنفرنس میں جو تجاویز پیش ہوئی تھیں احبائے الٰہی انہیں پورا کرنے کے لئے سعی کر رہے ہیں۔ چونکہ اس کنفرنس کا ایک بدیہی نتیجہ ایک عام انجذاب اور جذبِ قلوب ہو۔ سبائی لیچر مبلغین مختلف مقامات میں سفر فرما رہے ہیں اور امر اللہ نہایت سرعت سے ان صفحات میں پھیل رہا ہے۔

اصفہان۔ احبائے الٰہی کی سرگرمیاں روز بروز بڑھ رہی ہیں اسوقت آٹھ کمیٹیاں میدان خدمت میں سرگرم کار ہیں۔ گذشتہ آٹھ مہینوں میں ۱۳۹ پبلک جلسے ہوئے۔ ۳۸ نفوس نے تعالیم امر میں شوق سے حصہ لیا۔ اور انمیں سے ۳۵ نے صدق دل سے اقبال کیا۔ لجنۂ خدمت کے ۹۶ جلسے ہوئے اور دیگر کمیٹیوں نے بھی نہایت پر جوش کام کیا

قسطنطنیہ۔ ترکی میں نئی روشنی کی رو نے امر اللہ کی تبلیغ کے لئے نئے نئے مواقع اور خالص ارواح کے انجذاب کا سامان مہیا کر دیا ہے۔ لوگ نہایت شوق سے مجالس میں آتے ہیں۔ اور امر اللہ کے بارہ میں تحقیق کرتے ہیں۔

تاشقند۔ احباب کی تعداد دن دونی ورات چوگنی بڑھ رہی ہے۔ اگرچہ احباء الٰہی کی مالی حالت ابھی تک روبہ بہبودی نہیں ہوئی مگر انکا اخلاص ہر روز تائید الٰہی کے کرشمے دکھا رہا ہے۔

مصر

قاہرہ۔ یہاں کی خبریں نہایت خوشگوار و ہمت افزا ہیں۔ لوگ تعلیمات مبارکہ کی تحقیق میں زیادہ شوق دکھا رہے ہیں مبلغین امر اللہ مضافات قاہرہ میں ہمیشہ تبلیغی سفر کرتے رہتے ہیں۔

پورٹ سعید۔ لوگوں کا شوق و انجذاب دن بدن بڑھ رہا ہے اور مجلس روحانی میں محققین کی تعداد ہمیشہ خاصی ہوتی ہے۔ انجمن پورٹ سعید گذرگاہ احباب عالم ہے چہار اطراف عالم کے احباب یہیں سے کوچۂ جانان و ارض قدس کو جاتے ہیں

امریکا

محفل مرکزی بہائیان امریکا نے جو پیشرفت امر اللہ کی خوشگوار خبریں بھیجی ہیں وہ دراصل قلوب مخلصین کو فرحت و نشاط بخشتی ہیں کہ پچھلے سال کی طرح اتحاد عالم کی کنونشن کو اس سال ایک بڑے پیمانہ پر منعقد کیا جائے۔ حضرت شوقی ربانی نے بھی اس امر میں محفل مرکزی امریکا کو تشویقی تار بھیجا عید رضوان کے موقع پر مجلس منعقد ہوئی تھی اور تمام ادیان عالم کے نمائندے اس میں شامل ہوئے ہونگے۔ اسکی کارروائی کا پورا پورا حال جب ہم تک پہنچیگا تو ناظرین کو کوکب کی ضیافت طبع کے لئے درج کیا جائیگا۔

ہامٹرین۔ سنسر الذبقہ گرنیلیف ارض محبوب سے واپس تشریف لائیں اور آپ نے حضرت شوقی ربانی کی دانشمندی حکمت و محبت کی پر جوش باتیں سنا کر احباء الٰہی کے قلوب میں استقامت و استقلال کی فضا پیدا کی۔ ہر ایک شخص کے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ وہ اہل بیت مبارک کی پیروی کرے اور اس طرح ایک حقیقی بہائی بننے کی کوشش کرے۔ احباء الٰہی سالانہ کنفرنس بہائیان امریکا میں شامل ہونے کے لئے کلیفورنیا جانے کی تیاریاں کر رہے ہیں

لاس اینجلیس۔ ہالی ووڈ۔ احباب انتظار آمد احباب میں بیقرار ہیں۔ دن رات مناجات و دعا میں مشغول ہیں۔ کہ خدا انہیں خدمت احبائے الٰہی سے مستفیض فرمائے۔ اور تائید و توفیق نازل فرمائے تاکہ وہ اس سالانہ کنونشن سے انقطاع و ایثار کے وہ سبق سیکھیں جو حواریان حضرت مسیح نے دکھائے تھے اور میدان خدمت میں وفا کے جوہر دکھائیں۔

ہندوستان

بمبئی۔ احباب نے عید رضوان کی مجلسیں منائیں۔ اور روح و ریحان کی خوشگوار فضا میں مواہب رحمٰن کے لطف اٹھائے۔ احباب بمبئی کی کوششیں واقعی قابل داد ہیں پیشرفت امر اللہ میں جو سعی احبائے بمبئی فرماتے ہیں وہ ہر مجلس کے لئے ایک نمونہ ہیں۔

کراچی۔ عید رضوان کی مجالس نہایت روح و ریحان سے منائی گئیں۔ سب احباب تبلیغ امر اللہ کی فکر میں ہیں۔

لونا۔ عید رضوان کی مجالس نہایت خوشی و خوردمی کی فضا میں منائی گئیں۔ احباب نے تبلیغ امر اللہ کے لئے آنیوالے سال کے لئے نئی نئی تجاویز پیش کیں۔

رنگون۔ جناب سید مصطفیٰ رومی، گنجا رنگون سے واپس رنگون تشریف لائے۔ اور ۱۲۔ اپریل کو عازم مانڈلے ہوئے جناب خلیفہ محمد یونس بغرض تبلیغ امر اللہ گنجا رنگون کے نواح میں تشریف لیگئے۔ جناب موصوف کی اس پیرانہ سالی کی جانفشانی و محنت بجہت نشر نفحات اللہ و اعلائے کلمۃ اللہ قابل تعریف ہے۔

بتاریخ ۲۵۔ اپریل آغا میرزا ذبیح اللہ اور امۃ اللہ سلطانہ بیگم کا عقد نکاح پڑھا گیا۔ مجلس نکاح اگرچہ سادہ تھی مگر نور بہاء سے منور تھی۔

کوکب۔ ہم جناب آغا سید عبدالحسین صاحب کو مبارکباد کہتے ہیں۔ منصاعد الی اللہ آغا سید اسمٰعیل و سید مہدی علیہم نفحات الرحمٰن کی ارواح طیبہ ضرور اس تعلق سے خوش ہوئی ہونگی۔ پھر ہم جناب آغا میرزا محمود زرقانی کی خدمت مبارک میں ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں۔ اور ملکوت الٰہی میں دعا کرتے ہیں کہ یہ نکاح دونوں خاندانوں کے لئے مبارک ہو

دہلی۔ عید رضوان نہایت ہی طرح و ریحان سے منائی گئی۔ الحمد للہ کہ اس عید سعید کے نویں دن دہلی کی فضائی مجلس کا انعقاد ہوا۔ تمام احباء الٰہی جمع ہو کر قطب صاحب پر تشریف لے گئے اور قطب مینار کی بلندی پر جناب حشمت اللہ قریشی نے نہایت پیاری و بلند آواز سے شہد اللہ انہ لا الہ الا ھو ..... الی اخرہ پڑھا اور بعد ازاں مجلس کا انتخاب ہوا۔ بعد ازاں نیچے باغ میں شیرینی و چائے تقسیم ہوئی۔ اور احبائے الٰہی مائدۂ روحانی و غذائے جسمانی سے مرزوق و محظوظ ہوئے

(بندہ عباس علی منشی محفل روحانی دہلی)

ندائے دل

ایک شخص جو اپنے دانتوں سے اپنا ہاتھ کاٹتا ہے۔ اپنے ہاتھ سے اپنا منہ نوچتا ہے۔ اور خود کو ہلاک کر رہا ہے کسقدر قابل افسوس ہے ؟

اے عقلمند انسانو!

تم ایسے شخص کی حالت کو دیکھکر خوش ہو سکتے ہو؟ یا خوش ہو کر انسان کہلانے کے مستحق ہو سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں !!!

یہ شرمناک حالت کس کی ہے ؟

جسکا دل نور و وحدت سے خالی۔ روح رحمانی سے محروم اور نار جنون نفسانی سے مشتعل ہو گیا ہو۔

اے برادران۔ ہندو و مسلمان ! تم کسی ایسے شخص کا حال دیکھکر یا سنکر سخت افسوس کرتے ہو۔ غور کرو تم ہندو ہو یا مسلمان گمہ کیا ایک ہی ملک کے دو عضو اور ایک ہی نظام قدرت کے زیر سایہ اور ایک ہی خدا کے بندے نہیں ہو۔ پھر کیا تمھارے دلپر بھی تاریکی چھا گئی ہے۔ تم کیوں باہمگر مشتعل اور وحدت کی نورانی روح سے محروم ہو کر شعلۂ قہر ربانی کی طرف دوڑ رہے ہو۔

ہوشیار ہو جاؤ

تم کسی سے بے انصافی کر کے خدا کے ترازیانۂ عدل سے نہیں بچ سکتے تم کسی پر ظلم کر کے بطش ربانی سے نہیں بھاگ سکتے۔ تم خداوند عالمیان کو اپنا رشتہ دار نہ سمجھو۔ وہ رب العلمین ہے۔

ہندو مسلمان ہر دو قوم کے عقلمندوں کو چاہیئے کہ ایک دوسرے فریق کی ادنی ادنی سی غلطیوں اور نادانیوں کو لوگوں میں مشتہر کرنے اور انکو مشتعل کرنے اور ذرا سی چنگاری کو بڑھانے اور سلگانے کی بجائے انسانیت اور درگذر سے کام لیں۔ آتش فساد کو دانائی کے پانی سے بجھا دیں۔ ہر فرد بشر ان باتوں کی نگہداشت کا ذمہ دار ہے۔

©Afnan Library Trust, 2026

ختم نبوّت

رسالہ بلاغ امرت سر میں کچھ عرصہ ہوا ایک اعلان چھپا تھا کہ ختم نبوت پر مضامین شائع کئے جائینگے ہم نے حسب الاعلان مضمون لکھکر وقت پر مدیر صاحب کی خدمت میں ارسال کر دیا۔ مگر مدیر بلاغ نے ہمارے مضمون کو اپنے وعدہ کے مطابق شائع نہیں فرمایا اسلئے ناظرین کوکب کی ضیافت طبع کے لئے ہم اسکو یہاں شائع کرتے ہیں۔ امید ہے کہ طالبان حق اس مضمون کو غور و تعمق کی نگاہ سے پڑھینگے اور اپنے علم میں اضافہ کریں گے ؛

ختم نبوت کا دعوی صرف حضرت محمدؐ کے لئے ہی نہیں کیا گیا۔ جسقدر موجودہ ادیان ہیں سب کا یہی دعوی ہے کہ ان کا پیغمبر و پیشوا آخری نبی اور انکی کتاب آخری کتاب ہے۔ یہ خیال لوگوں کے دلونمیں اپنے پیشواؤں اور پیغمبروں کی حد سے زیادہ محبت کے سبب پیدا ہوا ہے اور انکی اس یقین کی بنیاد یا تو عادت پر ہے جو اُن تمام چیزوں کو یک قلم رد کر دیتی ہے جو انکے مرسومہ توہمات و تعصبات کے خلاف ہوں۔ یا اُس خود بینی پر جو انہیں ہمیشہ اس خیال میں رکھتی ہے کہ جو کچھ وہ سمجھتے اور سوچتے ہیں وہی ٹھیک ہے اور باقی کچھ غور کرنے کے قابل ہی نہیں۔ یا روایات و رسومات کی پیروی پر ہے جو انہیں اسقدر منہمک رکھتی ہیں کہ اصل مدعا کبھی انکی نظروں کے سامنے آ ہی نہیں سکتا۔

یہ بڑی غلطی وہ اُسیوقت کرتے ہیں جب وہ انبیائے کرام اور ادیان الٰہی کی وحدت کو بھول جاتے ہیں۔

"اس کائنات کی کوئی بھی چیز آخری نہیں۔ اس دنیا کے حادث کی ہر چیز ایک وقت تک رہتی ہے۔ اور جب اُسکا وقت آجاتا ہے تو اُسکی جگہ ایک دوسری چیز لے لیتی ہے۔ ہر ایک چیز کے لئے پیدائش۔ بچپن۔ شباب۔ جوانی ادھیڑ عمر۔ بڑھاپا اور اسکے بعد زندگی کے ایک اعلی جہان میں صعود کر جانا ہے۔ کائنات کے لئے نہ تو کوئی آغاز ہے اور نہ کوئی انتہا۔ کیونکہ یہ وہ مقام ہے جہاں خدا کے اسماء و صفات اپنا جلوہ دکھاتے ہیں۔ کیا ہم خدا اور اُسکی قوت کو محدود کر سکتے ہیں؟ اسیطرح ہم اُسکے اسماء و صفات کو بھی محدود نہیں کر سکتے جسطرح ذات احدیت لامحدود ہے اسیطرح اُسکا فضل اور اُسکی عنایات بھی بے حد و بے انتہا ہیں۔ اسمیں کلام نہیں کہ خدا کا سب سے بڑا فضل اور اسکی سب سے افضل عنایت آسمانی پیغمبروں کا ظاہر ہونا ہے۔ ہم اسکے اس فضل اور اُسکی اس عنایت کو کسطرح محدود و محصور کر سکتے ہیں؟ اگر اہل شیئیں نے یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ ایک جوہر الفرد لکھو کھا ذروں کا مجموعہ ہے اور ہر ایک ذرہ لا انتہا برقیاروں کا مجموعہ ہے۔ تو پھر سورج کو ہم کیسے سمجھ سکتے ہیں؟ اگر ایک قطرہ کے ذرات انگنت ہیں تو سمندر کا پھر کیا ہی کہنا۔ اگر مادی دنیا ظہورات حیات کے لحاظ سے لامحدود ہے تو پھر روحانی دنیا کیسے محدود ہو سکتی ہے؟ خدا کے نبی ازمنۂ گذشتہ میں ہمیشہ آتے رہے ہیں اور ازمنۂ آئندہ میں ہمیشہ آتے رہینگے۔ خدا آدم سے پہلے بھی خدائی کرتا تھا۔ کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ خدا کی خدائی آدم کے پیدا کرنے کے بعد سے شروع ہوئی ہے۔ ہماری اس چھوٹی سی دنیا کے پہلے بھی خدا اس لا انتہا کائنات پر اپنا فضل نازل فرماتا تھا۔ اگر ہم انبیا کے ذریعے خدا کے ظہورات کو محدود کرتے ہیں تو گویا ہم خدا کو بھی محدود کرتے ہیں" ؛ (عبد البہاء)

دین ایک ہے۔ یہ دنیا پر خدا کی بادشاہت ہے۔ اسکے دو قسم کے قانون ہوتے ہیں۔ روحانی و مادی۔ دین کے روحانی قانون ابدی۔ دائمی اور غیر متبدل ہیں۔ لیکن اسکے مادی یا دنیوی قانون دنیا کی اور حادث چیزوں کی طرح زیر تغیر ہیں۔ جب کبھی یہ دنیوی قانون نوع انسانی کی ضروریات کے مطابق نہیں رہتے۔ اور روحانی قانون بھلا دیئے جاتے ہیں یا انسانی ساختہ قانون انکی جگہ لے لیتے ہیں تو ایک نئی وحی الٰہی کی ضرورت پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر بھلا کسی خاص دین کو کس طرح آخری کہہ سکتے ہیں؟ اگر دین ابدی و آخری ہی تھا تو پھر اتنے پیغمبروں کے آنے کی کیا ضرورت تھی؟ اگر یہ کہا جائے کہ پہلے پیغمبر کامل وحی لیکر نہ آئے تھے تو یہ خدائے قادر مطلق پر بے انصافی کا الزام لگانا ہے۔ ایک آقا اگر اپنے ملازم کو پوری پوری ہدایات نہ دے تو وہ کسطرح اُسے اسکی فروگذاشتوں کے لئے ذمہ وار ٹھہرا سکتا ہے؟ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ابتدائی نوع انسان کے حالات اسبات کے مقتضی نہ تھے کہ ایک کامل شریعت نازل ہوتی۔ جو آئندہ آنیوالی نسلوں کی ضروریات کے لئے بھی کافی ہوتی۔ اور کہ ایک خاص نبی کے زمانہ میں نوع انسان اسقدر ترقی کر گئی تھی کہ اُسے کامل شریعت عطا ہوئی تو یہ ایک بدیہی البطلان بات ہے۔ نوع انسان یا ہیئت اجتماعیہ عام قانون تغییر کے ماتحت ہے۔ یہ ہر پل بدلتی رہتی ہے۔ ایک دنیوی قانون جو اس حادث دنیا سے تعلق رکھتا ہے آج کامل ہے تو کل بالکل ناقص ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی ہوتا رہا ہے اور ایسا ہی ہیت ہوتا رہے گا۔ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا ۝ (یہ خدا کی عادت ہے اور خدا اپنی عادت کو کبھی نہیں بدلتا)

اگر وہ یہ کہیں کہ پہلی کتابیں لوگوں میں سے اُٹھ گئی تھیں اسلئے نئی وحی کی ضرورت لازم ہو گئی تھی، وہ خدا تعالیٰ پر ظلم کا الزام لگاتے ہیں۔ اگر پیغمبر کے چلے جانے کے بعد خدا کی کتاب بھی جو اُسکے بندوں کے درمیان اسکی سب سے بڑی نشانی ہے گم ہو گئی تھی تو کتاب خدا کے گم ہونے اور نئے ظہور کے آنے کے درمیانی زمانہ میں لوگ کس چیز سے متشبث تھے؟ اور وہ کس شریعت کی پیروی کرتے تھے۔ علاوہ ازیں وہ اس منتقم حقیقی کے انتقام کا مورد کیسے ہو سکتے ہیں۔ اور شاہنشاہ حقیقی انہیں کسطرح معذب کر سکتا ہے؟" (کتاب الیقان)

حقیقت یہ ہے کہ اپنے زمانہ میں ہر ایک دین کامل تھا۔ مگر جب اُسکا دور پورا ہو گیا تو اُسمیں اصلاح و ترقی کی ضرورت ہوتی تھی۔ پس زمانہ بزمانہ وہی شمس حقیقت مختلف نبیوں کے ذریعے جلوہ نما ہوا۔ تاکہ دین کو لوگوں اور زمانے کی ضروریات کے مطابق کر دے۔ روشنی وہی تھی مگر لیمپ مختلف تھے۔ سرشن بھگوان نے اس مسئلہ کو نہایت خوبصورتی سے حل کیا ہے کہ جب جب دنیا میں بے دینی پھیلتی ہے تب تب میں اسکی اصلاح کے لئے دوبارہ جنم لیتا ہوں۔

تو بھی ہر ایک دین کے ماننے والے یہی کہتے ہیں کہ انکا پیغمبر آخری اور انکی کتاب اٹل ہے۔ وہ اپنی اپنی مقدس کتابوں سے کسی ایک آیت کو جسکے وہ معنی سمجھ نہیں سکتے پکڑ کر اس دعوئے بے دلیل پر ایسا جمتے ہیں کہ وہ اسکے خلاف ایک ذرا سی آواز پر بھی چونک اُٹھتے ہیں۔ مثلاً عیسائی انجیل کی اس آیت کو کہ "آسمان و زمین ٹل جائے مگر میرا کلام نہ ٹلیگا" پکڑ کر کہتے ہیں کہ انجیل اٹل اور حضرت مسیح کے بعد اب کوئی ظہور ربانی نہیں آسکتا۔ مسلمان بھی اسی طرح اس آیہ مبارکہ "ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" کو پکڑ کر وہی کہتے ہیں جو یہود و نصاریٰ اُنسے پہلے کہتے آرہے ہیں۔

قرآن شریف اور اجرائے نبوت سارے قرآن شریف میں صرف ایک ہی آیت ہے جسمیں "خاتم النبیین" آیا ہے۔ تعجب ہے کہ ایک ایسے اہم امر کا تو ایک ہی جگہ ذکر کیا جائے۔ اور معمولی امور کا بار بار ذکر آئے۔ علاوہ ازیں قرآن شریف میں ایسی آیات ہیں جو اس خیال کا صاف طور سے کھنڈن کرتی ہیں کہ اب اور پیغمبر نہ آئینگے۔ مثلاً جب حضرت رسولؐ ظاہر ہوئے تو علمائے یہود کا ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ "حضرت موسیٰ کے بعد اب کوئی پیغمبر نہیں آسکتا"۔ وہ مانتے تھے کہ کتاب تورات میں ذکر ہے کہ ایک پیغمبر آئیگا مگر اسپر وہ یہ حاشیہ چڑھاتے تھے کہ وہ پیغمبر جو آئیگا وہ حضرت موسیٰ کی ہی شریعت کے ماتحت ہوگا۔ اُسی کے دین کو پھیلائیگا۔ حتیٰ کہ شریعت تورات تمام دنیا میں پھیل جائیگی۔ اسکا جواب قرآن شریف میں یوں نازل ہوا وقالت الیھود ید اللہ مغلولۃ غلت ایدیھم ولعنوا بما قالوا بل یداہ مبسوطتان (ترجمہ) یہودی کہتے ہیں کہ خدا کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ خود ان کے ہاتھ بندھ گئے اور ملعون ہوئے اپنی اس افترا پردازی کے سبب۔ بلکہ قدرت الٰہی کے ہاتھ ہمیشہ کشادہ اور غالب ہیں"۔ (سورۃ المائدہ) ایک دوسرے موقعہ پر لوگوں نے حضرت رسول سے ایسا ہی سوال کیا کہ کتاب .....

©Afnan Library Trust, 2026

میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ کے بعد کوئی مستقل نبی نہیں آئے گا۔ صرف ایک نبی آنیوالا ہے سو وہ بھی اُن ہی کی شریعت کو پورا کرے گا۔ اسکے جواب میں یہ آیۂ مبارکہ نازل ہوئی جس سے صاف ظاہر ہے کہ اُس خدائے رحمٰن کا فضل کبھی بند نہ ہوگا۔ "ولقد جاءکم یوسف من قبل بالبینات فما زلتم فی شك مما جاءکم به حتی، اذا هلك قلتم لن یبعث الله من بعده رسولا۔ کذالك یضل الله من هو مسرف مرتاب (سورۃ المؤمن) (ترجمہ) اور تحقیق تمھارے پاس یوسف پہلے کھلی نشانیوں کے ساتھ آیا مگر تم ہمیشہ اسبات کی طرف سے جو وہ تمھارے پاس لایا شک میں رہے تا اینکہ وہ مرگیا۔ تب بولے کہ اب خدا اسکے بعد کسی پیغمبر کو کھڑا نہ کرے گا۔ اس طرح خدا زیادتی کرنے والے اور اپنے پروردگار پر شک لانے والے کو گمراہ کرتا ہے۔"

لقاء اللہ ایک اور نکتہ قابل غور ہے۔ "قرآنمجید میں حد درجہ کا فیض الٰہی جو بندوں کے لئے مقدر کیا گیا ہے "لقاء اللہ" یعنی "دیدار خدا" اور اسکی معرفت ہے۔ اسکا وعدہ سب سے کیا گیا ہے۔ اور یہ بندوں کے لئے اس فیاض قدم کے فیض کی انتہا اور خلقت کے لئے اسکے فضل مطلق کی نہایت ہے۔ ——— مگر افسوس کہ کوئی بھی اس فضل مطلق تک نہ پہنچا۔ اور اس شرافت کبریٰ سے مشرف نہیں ہوا۔ کیونکہ جسقدر منزلہ آیات اس عظیم مطلب اور اہم امر کو صریح کرتی ہیں اُنسے یہ منکر ہیں اور اپنے خیالات کے مطابق اُنکی تفسیر کرتے ہیں مثلاً سورۃ العنکبوت میں فرماتا ہے:- والذین کفروا بایات الله ولقائه اولئك یئسوا من رحمتی واولئك لهم عذاب الیم ۰ (جو خدا کی آیات اور اُسکی ملاقات سے منکر ہیں وہ میری رحمت سے مایوس ہیں اور ان کیلئے سخت عذاب ہے)

اسیطرح سورۃ البقرہ میں فرماتا ہے الذین یظنون انهم ملاقوا ربهم وانهم الیه راجعون ۰ (جنکو خیال ہے کہ انکو ملنا ہے اپنے رب سے اور انکو اسیطرف لوٹ جانا ہے)

اسی صورت میں دوسری جگہ فرماتا ہے:-

قال الذین یظنون انهم ملاقوا الله کم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة ۰ (وہ جو خیال کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے خدا سے ملنا ہے کہتے ہیں کہ کتنی ہی دفعہ تھوڑے بہتوں پر غالب ہوئے ہیں)

پھر سورۂ کہف میں فرماتا ہے فمن کان یرجوا لقاء ربه فلیعمل عملا صالحا (پھر جسکو تمنا ہو اپنے رب کے دیدار کی پس کرے وہ نیک کام)

پھر سورۂ رعد میں فرماتا ہے۔ یدبر الامر یفصل الآیات لعلکم بلقاء ربکم توقنون ۰ (تدبیر کرتا ہے امر کی کھولتا ہے نشانیاں تاکہ تم اپنے رب سے ملنے کا یقین کرو)

ان تمام آیتوں سے جو لقاء پر دلالت کرتی ہیں اور جن سے محکم حکم آسمانی کتابوں میں اور کوئی نہیں انکار کر کے اس بلند و اعلیٰ رتبے اور ارجمند و اہم مرتبے سے محروم ہو رہے ہیں۔ بعض نے انکار کیا ہے کہ لقا سے مراد تجلی خدا ہے جو قیامت کے دن ہوگی۔ حالانکہ اگر کہیں کہ تجلی عام مقصود ہے تو یہ تمام چیزوں میں موجود ہے۔ کل چیزیں اس سلطان حقیقی کی تجلی کی مظہر و مقام ہیں۔ اُدنیٰ آفتاب مجلی کی چمک کے نشانات موجودات کے آئینوں میں ظاہر و موجود ہیں۔ بلکہ انسان اگر بصیرت معنوی سے دیکھے تو کوئی چیز بھی اس بادشاہ حقیقی کی تجلی کے بے ظہور دکھائی نہیں دیتی۔ چنانچہ کل ممکنات و مخلوقات کو دیکھیں کہ اس نور معنوی کے ظہور و بروز کا حال بتا رہی ہیں رضوان الٰہی کے دروازوں کا ملاحظہ کریں جو طالبوں کو حکمت و معرفت کے شہروں میں لیجاتے اور واصلوں کو علم و قدرت کے باغوں تک پہنچانے کے لئے ہر جگہ کھلے پڑے ہیں۔ ہر باغ میں ایک گلبن معانی نظر آتی ہے جو بصد زینت و لطافت نخ نہائے کلمات میں متمکن ہے۔ قرآنمجید کی اکثر آیات اس مطلب روحانی پر دلالت کرتی ہیں۔ "وان من شئ الا یسبح بحمده" بولتی ہوئی گواہ اور "کل شئ احصیناه کتابا" اسکا سچا شاہد ہے۔ اب اگر لقا سے مراد ان تجلیات کا دیکھنا ہے تو پھر قیامت سے اسے کیوں خاص کیا۔ اور اگر کہیں کہ اس سے ایک خاص تجلی مراد ہے جیساکہ کل صوفیا اس مقام کو فیض اقدس کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ اگر یہ عین ذات میں ہے تو علم الٰہی میں ہمیشہ موجود ہے۔ اگر اسے ان بھی لیا جائے تو یہ رتبۂ وصل و دیدار کسی شخص پر صادق نہیں آسکتا۔ کیونکہ یہ رتبہ ذات غیب میں ہے۔ اور کوئی اس تک رسائی نہیں پاسکتا۔ "التبتل مسدود والطلب مردود" مقربین کے دل اس مقام تک نہیں پہنچ سکتے۔ پھر بھلا محدود و محجوب عقلیں وہاں تک کیسے پہنچ سکتی ہیں۔ اگر کہیں کہ یہ تجلی ذاتی ہے جسے فیض مقدس کہتے ہیں تو یہ لاشک و شبہ عالم خلق میں ہے یعنی عالم ظہور اول و بروز اصل (آفرینش) میں اور یہ مقام اسکے انبیا و اولیا کے لئے خاص ہے کیونکہ عالم وجود میں اُن سے بڑا و برتر کوئی بھی نہیں ہوا۔ اسمائے کمال قائل و اقراری ہیں۔ وہی کل اسماء خدائی و صفات ازلی کے منبع اور ظاہر ہونے کی جگہ ہیں۔ اور وہی وہ آئینے ہیں جو پوری طرح اسکا عکس دیتے ہیں۔ جو کچھ انکی طرف منسوب کیا جاتا ہے وہ دراصل اُس حضرت ظاہر و مستور کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ خدا تک پہنچ اور اسکی پہچان حاصل نہیں ہوتی مگر اس آفتاب حقیقت سے چمکتے ہوئے کمینوں تک پہنچنے اور ان کے پہچاننے کے بعد۔ پس ان مقدس انوار کی لقا سے لقاء اللہ۔ انکے علم سے علم خدا۔ اور انکے دیکھنے سے دیدار اللہ حاصل ہوتا ہے۔ اور ان جواہر مجرد کی اولیت و آخریت و ظاہریت و باطنیت سے اُس آفتاب حقیقت کے لئے یہ پایۂ ثبوت تک پہنچتا ہے کہ تحقیق هو الاول والآخر والظاهر والباطن (سورۃ الحدید) (وہ اول و آخر ظاہر و باطن ہے) اور اسی طرح باقی کے اعلیٰ اسم و افضل صفات بھی۔ پس جو کوئی ان روشنی دینے والے اور مقدس انوار اور روشن اور چمکتے ہوئے آفتابوں (انبیاء) سے فائز و موفق ہو جاتا ہے وہ گویا لقاء اللہ (دیدار خدا) حاصل کر لیتا ہے۔ اور مدینہ حیات ابدی میں داخل ہو جاتا ہے۔ یہ لقا یا دیدار قیامت کے سوا اور کسی وقت حاصل نہیں ہو سکتا یعنی اسوقت جبکہ نفس اللہ اپنے مظہر کلی میں قیام کرتا ہے۔

پس قرآن میں اس وعدے کے ہوتے ہوئے کسطرح یہ کہسکتے ہیں کہ حضرت رسول خاتم النبیین لوگوں کے خیالی معنی میں تھے۔ یہاں ہم اہل علم اور مخلصین کے لئے ایک اور نکتہ لکھتے ہیں۔ یہ سب پر روشن ہے کہ توحید کی امانت کے حامل یعنی انبیاء ان ظاہرہ عوالم میں نئے دین اور نئے حکم کے ساتھ ظاہر ہوتے ہیں۔ پس چونکہ یہ طائران عرش بقا مشیت الٰہی کے آسمان سے اترتے ہیں۔ اور سب خدائی امر مبرم پر قیام فرماتے ہیں اسلئے ایک ذات اور ایک نفس ہونے کا حکم رکھتے ہیں۔ کیونکہ سب عشق الٰہی کے جام سے سرشار اور شجر توحید کے پھلوں سے سیراب ہوتے ہیں۔ ان مظاہر حق کی دو حالتیں ہیں۔ ایک خالص تجرید و جوہر تفرید کا درجہ ہے۔ اس درجہ میں اگر سبکو ایک ہی نام و کام سے موسوم کیا جائے تو بے جا نہیں۔ چنانچہ فرمایا ہے لا نفرق بین احد من رسله۔ (سورۃ البقرہ) (ترجمہ) ہم اسکے رسولوں میں کچھ فرق نہیں کرتے" کیونکہ سب لوگوں کو توحید الٰہی کی دعوت دیتے اور لا انتہا فیض و فضل کے کوثر کی بشارت سناتے ہیں۔ اور خلعت نبوت سے مزین و چادر مکرمت سے ممتاز ہوتے ہیں۔ (اسی لئے نقطۂ فرقان نے فرمایا ہے:- اولئك النبیون فاذا (یہ سب نبی ہوں) اور دوسری جگہ فرمایا ہے آدم و نوح و موسیٰ و عیسیٰ ہوں۔ یہ طلعات حکم کے اترنے اور امر کے ظاہر ہونے کی جگہ ہوتے ہیں۔ اور امر کثرت اور تعدد کی آمیزشوں سے پاک ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے:- وما امرنا الا واحدة (سورۃ القمر) ہمارا امر واحد ہے۔ پس جب امر واحد ہے تو امر کے ظاہر کرنیوالے بھی واحد ہی ہونگے۔ یہ معلوم ہی ہے کہ کل نبی امر اللہ کی ہیاکل ہیں۔ جو مختلف لباسوں میں ظاہر ہوئے تھے۔ اور اگر آپ گہری نگاہ سے دیکھیں تو سبکو ایک ہی باغ میں جالس۔ ایک ہی ہوا میں ٹہلنے۔ ایک ہی فرش پر متمکن اور ایک ہی امر کے حکم دینے والے پائیں۔ یہ ہے ان جواہر وجود اور غیر محدود و انگنت آفتابوں کی وحدت پس ان بیانات سے ظاہر ہو گیا کہ اگر طلعت آخر لا اخر میں آئے اور اس امر پر قیام کرے جسپر کہ طلعت اول لا اول نے قیام کیا تھا تو وہ طلعت آخر ہر طرح سے طلعت اول کہی جا سکتی ہے۔ اسی لئے نقطۂ بیان روحی لاسواہ فداہ نے ان حقیقت کے آفتابوں کی مثال سورج سے دی ہے۔ کہ اگرچہ وہ اول لا اول سے آخر لا آخر تک طلوع ہوتا ہے تو بھی وہی سورج ہے جو نکلا تھا۔ پس اگر کہیں کہ یہ وہی پہلا سورج ہے تو بجا ہے اور اگر کہیں کہ اُس سورج جیسا ہے تو بھی درست ہے۔ اسی طرح حقیقت کا (طلعات طلعت اول پر درست اور اسکے بالعکس (طلعت آخر) پر جائز ہے۔ کیونکہ وہ امر جسپر طلعت ختمی نے قیام کیا ٹھیک وہی ہے جسپر جمال اول نے قیام کیا تھا۔

(باقی آئندہ)

©Afnan Library Trust, 2026

کوکب ہند جلد اول

حضرت بہاء اللہ کی الواح مقدسہ حضرت عبدالبہاء کے خطابات مبارکہ۔ بہائی علماء کے مضامین اور بیانات۔ محققین و مصنفین کی زبردست تحریرات۔ جماعت احمدیہ کو دعوت و بشارت کا لاجواب سلسلہ ..... قیمت ... سے ر

کوکب ہند جلد دوم

پہلی جلد بڑے اخباری سائز پر ہے۔ دوسری جلد ۲۰×۲۶ کے کتابی سائز پر شائع ہوئی۔ پہلی جلد کی تمام خوبیاں معہ اضافہ موجود ہیں۔ اور قادیان نمبر کا سلسلہ مستقل نئے اسلوب سے ہے قیمت معہ محصولڈاک ..... ۵ ر

کوکب ہند کے خاص نمبر

میلاد نمبر۔ تاریخ نبوی۔ شان محمدی ..... ۲ ر
دعاوی نمبر۔ حضرت بہاء اللہ کے
لندن کانفرنس مذاہب نمبر
کنونشن نمبر بہائی کانفرنس ۱۹۲۴ء ..... ۲ ر
مرکز میثاق نمبر۔ حضرت عبدالبہاء کے کارنامے ..... ۲ ر

تعلیمات حضرت بہاء اللہ

ابتدا سے امر بہائی کی تاریخ۔ امر بہائی کا ظہور۔ حضرت بہاء اللہ کی جلوہ گری۔ شہدائے حق کی جاں نثاری و فداکاری سلطنتوں کے اندر تزلزل۔ امر بہائی کی بلندی و کامیابی۔ حضرت عبدالبہاء کا تذکرہ مع عکس مبارک۔ سنین تاریخ بہائی۔ بغداد قسطنطنیہ ادرنہ یا نو پل عکہ کے حالات کتاب اقدس سے۔ حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات جو عصر حاضر کی روح ہدایت ہیں۔ زبان نہایت صاف اردو مصنفہ مسٹر حشمت اللہ بی اے۔ اکبر آبادی قیمت ..... فی جلد ۸ ر

(کوکب ہند)

مجموعۂ شش الواح حضرت بہاء اللہ

"تجلیات، اشراقات، طرازات۔ لوح العالم۔ کلمات فردوسیہ" بشارات"۔ ان چھ الواح کا مجموعہ اصل معہ ترجمہ ہے۔ کتاب اقدس کے بعد یہ اہم ترین الواح ہیں۔ توحید رسالت۔ معرفت اسم اعظم۔ شجرۂ طوبیٰ۔ تجلی طور۔ شریعت و طریقت کی حقیقت دعاوی حضرت بہاء اللہ۔ براہین آیات بینات۔ عہ ر

(نوٹ) ان کتابوں کی درخواست کے ساتھ ۲۵ فیصدی قیمت پیشگی وصول ہونے پر کتابیں روانہ کیجائینگی۔ بعض حضرات کے طرز عمل نے ہمیں اس طریق پر مجبور کیا ہے۔

(منیجر کوکب ہند)

شرح آیات موزحہ

حضرت بہاء اللہ موعود کل ادیان ہیں۔ آپ کا ظہور کتب مقدسہ کی ٹھیک مقررہ تاریخوں میں ہوا۔ شرح آیات موزحہ نے اس مضمون کو واضح طور پر بیان کیا ہے۔ مسلمانوں، یہودیوں، پارسیوں کی مسلمات کتب مقدسہ سے مدعا کو ثابت کیا ہے جسکو دیکھتے ہوئے ہر منصف اس نتیجہ پر پہنچ جائیگا کہ حضرت بہاء اللہ کا ظہور مبارک الہامی پیشینگوئیوں کے مطابق واقع ہوا ہے۔

مصنفہ حضرت علامہ ابوالفضائل گلپائیگانی۔

قیمت فی جلد ..... عہ ر

(کوکب ہند)

نجم باختر

عالم بہائی کا مشہور مصور ماہواری صحیفہ (انگریزی) چکاگو امریکہ سے نکلتا ہے۔ نئی روحانی دنیا کے جدید حالات و کمالات دیکھنے کے لئے اس رسالہ کو ملاحظہ فرمائیں اور نجف روحانی حاصل کریں۔ قیمت سالانہ عہ)

ہندوستان میں ملنے کا پتہ

پروفیسر پریتم سنگھ ایم۔ اے کالج آف کامرس کانپور

الاشراق

زیر ادارت حضرت علامہ سید مصطفیٰ رومی (انگریزی، فارسی، برمی زبان میں) ماہوار روحانی مضامین کا گنجینہ۔ تجلیات حقیقت کا آئینہ۔ جواہر صداقت کا خزینہ حضرت فاضل مدیہ کا نام ہی خوبیوں کا ثبوت ہے۔

قیمت سالانہ ..... پانچ روپے ..... صر

پتہ۔ پوسٹ بکس نمبر (۲۹۹) ..... (رنگون برما)

خورشید خاور

عشق آباد روس کا بہائی آرگن ماہوار ترکی اور فارسی میں شائع ہوتا ہے۔ مضامین علمی۔ اخلاقی فلسفی۔ روحانی تاریخی ہوتے ہیں۔ موجودہ فارسی زبان سے واقفیت کیلئے بہترین ذریعہ ہے۔

ملنے کا پتہ

اصغر زادہ ضیاء اللہ ہاؤنڈس ڈیچ لندن ای۔ آئی

ضرورت ہے

ڈاک کے ردی کئے ہوئے ٹکٹ جنپر ہلکی مہر لگی ہو ہندوستان و ریاست چمبہ۔ گوالیار۔ جیند۔ نابھہ۔ پٹیالہ۔ فرید کوٹ (بعہد ملکہ معظمہ۔ ایڈورڈ ہفتم۔ جارج پنجم) پروانی بھوپال بھوپر۔ بوندی۔ چرکھاری۔ کوچین۔ دیتیا۔ حیدرآباد دکن اندور۔ جے پور۔ کشن گڈھ۔ نیپال۔ تبت۔ اور بھاسورٹھ ٹراونکور۔ الور۔ ماجرہ۔ بشہر۔ دہار۔ جموں کشمیر۔ جیند منٹو ٹاپ۔ جھالاوار۔ لسبیلہ۔ راج پیپلا۔ راج نندگاؤں۔ نوانگر۔ پونچھ۔ سرموتاہن۔ وادھواں۔

جسقدر بھی خواہ سروس ہوں یا آرڈنری دستیاب ہوسکیں ہمارے پاس بھیجکر قیمت حاصل کرو۔ مگر بغیر ملاحظہ وجانچ پڑتال کوئی ٹکٹ نہ خریدا جاوے گا۔ کیونکہ اکثر ریاستوں نے ٹکٹ لوکل جعلی بنا رکھے ہیں۔ اسلئے قبل از خرید اطمینان ضروری ہے۔ پسند کیواسطے بھیجدیجئے۔ اور جمع کیجئے جہانتک کرسکتے ہیں۔

المشتہر

محمد عبدالواسع ریاست مالیر کوٹلہ پنجاب

ستارۂ بدرخشید و ماہ مجلس شد ؛ دلِ ربودۂ ما را انیس و مونس شد

ستارہ میسور بنگلور سٹی

ریاست میسور کا ہر دلعزیز اور کثیر الاشاعت پندرہ روزہ جریدہ "ستارۂ میسور" زیر ادارت جناب کے محمد سلیمان صاحب پروازؔ سیمابی بنگلوری انوکھی طرز و انداز سے بصد آب و تاب ہر انگریزی ماہ کی پہلی اور سولھویں کو بروقت شہر بنگلور سے شائع ہو رہا ہے۔ جسمیں مندرجہ ذیل مستقل عنوانات کیلئے صفحات منضبط ہیں۔ گوشوارۂ مسطور۔ فہرست مضامین

جگر پارۂ نور۔	شعرو اشعار۔	ناکارۂ مخمور۔	تفریحات
استفسارۂ مشہور۔	کلام المشاہیر	ہرکارۂ منظور	مراسلات
نظارۂ بنگلور۔	مقامی حالات	مہمارہ میسور۔	میسوری معاملات
فوارۂ مقدور۔	مضامین خاص	آوارۂ جمہور	نکات
طیارۂ مسحور	فسانہ	اشارۂ نزدیک و دور	اخبارات

اصلاح قوم کے دلدادہ اصحاب فوراً اور اسی وقت ستارۂ میسور کے خریدار بنکر روشن خیال بن جائیں۔

قیمت سالانہ قسم اول تین روپے قسم دوم دو روپے

ترقی تجارت کا زینہ اشتہارات کا قرینہ ہے۔ موجودہ کامپیٹیشن کا زمانہ ہے اسلئے ستارۂ میسور میں طرز جدید کے اشتہارات طبع کروایئے۔ نرخنامہ اشتہارات اور نمونہ اخبار مفت ؛ منیجر ستارۂ میسور اسور پیٹ بنگلور سٹی

ایک بہترین نئی ایجاد بارہ اکسیروں کا بے نظیر مجموعہ

فیملی میڈیسن بکس

سر سے قدم تک کل امراض کی تمام تیر بہدف دوائیں جو تین چار سو مریضوں کے لئے کفایت کریں موجود ہیں طبیب و غیر طبیب دونوں یکساں فائدہ اٹھا رہے ہیں نہایت کارآمد اور مفید چیز ہے قیمت فی بکس ۱۰ ڈاکخرچ ۱۴ر کل قیمت پیشگی آنے پر ڈاکخرچ معاف۔

ملنے کا پتہ

ڈاکٹر۔ ایس۔ اے۔ ماجد پوسٹ منیر ضلع پٹنہ

جسے دنیا میں کہیں آرام نہ ہو میں اُسے تندرست کرسکتا ہوں

حکیم عبدالوحید موجد دیا علاج لال کنواں دہلی

محبوب المطابع دہلی میں چھپوا کر محفوظ الحق علی نے دفتر کوکب ہند سے شائع کیا

©Afnan Library Trust, 2026

III 8

ای اهل عالم همه بر یک دارید و برگ یکشاخسار

کوکنب دہلی

نمبر جلد ۳	مدیر مسئول محفوظ الحق علی	ہر انگریزی ماہ کی یکم ۹-۱۷-۲۵ کو شائع ہوتا ہے	محل ادارہ چاندنی چوک دہلی	۲۵ مئی سنہ ۱۹۲۶

اسپیشل خلافت کانفرنس دہلی

۸-۹ مئی کو یہ کانفرنس شاندار طریق پر منعقد ہوئی داخلہ بذریعہ ٹکٹ تھا۔ بہت سے علما۔ فضلا لیڈر حضرات جمع ہوئے۔ متعدد تجاویز پیش اور پاس کی گئیں۔ انتظام اچھا تھا۔ کارروائی اخبارات میں شائع ہو چکی ہے۔ ہم یہاں چند امور پر نظر ڈالنا چاہتے ہیں۔ اور امید کرتے ہیں کہ برادران اسلام ہمارے صاف صاف خیالات سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے۔

مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ اس کانفرنس کے انعقاد کی غرض مولنا محمد علی، شوکت علی اور دیگر محرکین کانفرنس نے یہ قرار دی تھی کہ مسلمانوں کی قسمت کا آخری فیصلہ کیا جائے جیسا کہ اخبار ہمدرد وغیرہ کے اعلانات سے ظاہر ہے۔

اس پر ہم دو باتیں عرض کرتے ہیں۔ اول یہ کہ اسیطرح سالہا سال سے مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ کیا جا رہا ہے۔ مگر ہر بار فیصلہ کر کے تجربہ سے معلوم ہوتا رہا ہے کہ یہ فیصلہ صحیح نہیں تھا۔ اسی طرح اس کانفرنس کا فیصلہ بھی دیکھئے کب تک صحیح سمجھا جاتا ہے۔ دوسری بات اس کانفرنس کے متعلق یہ ہے کہ آل مسلم پارٹیز کانفرنس سے بڑھکر یہ کانفرنس نہیں تھی۔ آل مسلم پارٹیز کانفرنس میں جسقدر لیڈر جمع ہوئے تھے۔ اس کانفرنس میں اتنے نہیں تھے۔ آل مسلم پارٹیز کانفرنس کی تحریک تنظیم کا کیا حشر ہوا؟

سب کو معلوم ہے کہ چند روز اخباری گرما گرمی اور چند لیڈروں کے دورے تھے جو ختم ہو گئے۔ اور اب تحریک تنظیم کا صرف نام رہ گیا ہے۔ حتی کہ ڈاکٹر کچلو صاحب تنظیمی آرگن اخبار تنظیم بھی مالی نقصان اٹھا کر بند ہو گیا تھا۔ یہی حشر اس کانفرنس کی تجاویز کا ہوگا۔ دیگر مابیج۔

یہ کانفرنس تمام مسلمانانِ ہند کے لئے فیصلہ کن نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ تمام ہندوستان کی نمایندگی پوری پوری نہیں ہوئی۔ بنگال کے مسلمان لیڈر سوائے مولنا ابو الکلام اس کانفرنس میں شریک نہیں تھے۔ پنجاب کے مسلمان لیڈر بالخصوص ڈاکٹر کچلو صاحب اور مولنا ظفر علی خانصاحب وغیرہ بھی شامل نہیں ہوئے۔ اسی لئے بہت سے لوگ کہہ رہے ہیں کہ یہ صرف علی برادران کی کانفرنس یا ان چند حضرات کا رخصتی جلسہ تھا۔ جو امسال حج کو یا سلطان ابن سعود کے پاس مکہ معظمہ جا رہے ہیں۔ پس یہ کانفرنس اور مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ؟ ہنوز دلی دور است۔

ہندو مسلم تعلقات۔ ہندو مسلم تعلقات پر جو تجاویز کانفرنس میں ہوئیں وہ یہی تھیں کہ ہم ہندوؤں سے نہیں ڈرتے۔ ہندوؤں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اگر وہ ہم سے الجھیں گے تو ہم انہیں ہر طرح جواب دیں گے۔ اب ہندو مسلم اتحاد ایک لفظ بے معنی ہو جائے گا۔ اور فی الحقیقت ہندو مسلم اتحاد کا صحیح راستہ آجتک ہندو مسلمانوں نے اختیار نہیں کیا۔ غرضمندانہ اور عارضی اسباب پر صلح دائمی کی بنیاد نہیں رکھی جا سکتی۔ حقیقی اور غیر متزلزل اتحاد کا طریق وہی ہو سکتا ہے۔ جو امر بہائی پیش کر رہا ہے۔ اور جسکے متعلق ۷-۱ مئی کے کوکب ہند میں بعنوان "ہندو مسلمانوں میں میل ملاپ کیسے ہو سکتا ہے" اشارہ کیا گیا تھا۔

نماز باجماعت کا ریزولیوشن۔ خلافت کانفرنس میں نماز باجماعت کا ریزولیوشن بھی پیش ہوا۔ اسپر اسلامی روح جسقدر ماتم کرے بجا ہے کہ آج مسلمانوں کی حالت یہ ہو گئی کہ منصوصات قرآن کو ریزولیوشن کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے گویا اسمیں بھی ووٹ کی حاجت ہے۔ چنانچہ یہ خلش ایک مسلمان دل میں پیدا ہوئی اور کانفرنس میں بصورت اعتراض ظاہر ہوئی۔ جسکے جواب میں صدر کانفرنس مولنا سید سلیمان ندوی نے فرمایا کہ اس ریزولیوشن سے صرف تحریک اور تاکید مقصود ہے۔

اگر یہی مدعا تھا تو وعظ کے ذریعے پورا ہو سکتا تھا۔ ریزولیشن کی شکل میں لانے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ کیا کبھی پانچوقت نماز پڑھنے یا وضو کرنیکے حکم کو بھی ریزولیوشن کی صورت میں لایا جا سکتا ہے جیسے یہ نہیں کیا جا سکتا ویسے ہی نماز باجماعت کی تحریک کو ریزولیوشن کی صورت میں لانا شایانِ شان اسلام نہیں ہے۔ پھر یہ کہ کیا ریزولیوشن کی صورت میں آنیسے وہ لوگ نماز باجماعت کے پابند ہو جائینگے۔ جو قرآن پاک کا صریح حکم پڑھتے ہوئے پابند نہیں ہوتے۔ آجکل تمام مسلمان بحیثیت مجموعی نماز باجماعت کے پابند نہیں ہو سکتے۔ موجودہ ضروریات زندگی نے مسلمانوں کو ایسا تنگ کر رکھا ہے کہ اب نماز باجماعت کی تحریک کا کامیاب ہونا دشوار ہے۔

فتنۂ تکفیر کا انسداد۔ مولنا حسین احمد صاحب مدنی نے باہمی تکفیر کے خلاف ایک ریزولیوشن پیش کیا اور مولنا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ العلماء نے اسکی تائید فرمائی۔ مولنا نے تائیدی تقریر میں فرمایا کہ جب مسلمانوں کی حکومت تھی اسوقت تکفیر کا ایک ہتھیار تھا۔ مگر اب یہ ہتھیار کھٹل ہو گیا ہے۔ اور جب کوئی ہتھیار کھٹل ہو جائے تو اسکا استعمال بیکار ہے۔ مسلمانوں کو ادنی اور معمولی باتوں پر باہمی کفر بازی نہ کرنی چاہئے۔ یہ ادنی اور معمولی باتوں کا لفظ بالکل قانونی لفظ ہے۔ چنانچہ اسی اثر کے ماتحت مولنا احمد سعید صاحب نے فرمایا کہ اسکا یہ مطلب نہیں کہ مولوی صاحبان اب کسی کے متعلق ک۔ ا۔ ف۔ ر استعمال کرنے کا حق نہیں رکھتے۔

اگر اس سے مقصد یہ تھا کہ احمدی نمایندوں کو پھسلایا جائے تو وہ ایسی باتوں میں آنیوالے نہیں کیونکہ وہ تو معمولی اور ادنی باتوں پر مسلمانوں کو کافر نہیں کہتے بلکہ ایک "نبی" یعنی مرزا صاحب مرحوم کے انکار کے باعث مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ جناب خلیفۃ المسیح ثانی بآواز بلند فرماتے ہیں کہ میں غیر احمدیوں کو کافر کہنے سے نہیں ٹلونگا۔

(بقیہ ملاحظہ ہو صفحہ ۷ کالم ۳ پر)

©Afnan Library Trust, 2026

تثلیث و اقانیم ثلاثہ

(بسلسلہ مفاوضات حضرت عبدالبہاء)

حقیقت الوہیت (خدا) جو کائنات کی سمجھ سے منزہ و مقدس اور اہل عقل و ادراک کے خیال سے بالا ہے۔ تمام تصورات سے مبرا ہے۔ یہ حقیقت۔ بانیہ تقسیم قبول نہیں کرتی۔ تقسیم و تعدد ممکن الوجود خلق کی خصائص ہیں۔ واجب الوجود پر عارض نہیں ہوسکتیں حقیقت خدائی توحید سے بھی پاک ہے۔ پھر تعدد کا تو کیا ہی کہنا۔ اُس حقیقت ربوبیت (خدا) کے لئے مقامات و مراتب میں تنزل پانا عین نقص، منافی کمال اور سراسر ممتنع و محال ہے۔ ہمیشہ تقدیس و تنزیہہ کی بلندیوں پر رہا اور رہے گا۔ اگر ظہور و اشراق الٰہی کا کچھ ذکر کیا جاتا ہے تو اس سے مقصود تجلی الٰہی ہے۔ مراتب وجود میں تنزل کرنا نہیں۔ حق کمال خالص اور خلق سراسر پُر نقائص ہے۔ حق کے لئے مراتب وجود میں تنزل کرنا بہت بڑا نقص ہے۔ مگر اُسکا ظہور و طلوع و اشراق لطیف و صاف و شفاف آئینوں میں آفتاب کی تجلی کی مانند ہوتا ہے۔

سب کائنات حق کی کھلی نشانیاں ہیں۔ مثلاً کائنات زمین جن پر آفتاب کی شعاعیں چمکتی ہیں۔ دشت و کوہسار اشجار و اثمار سب پر یہی نور چمکتا ہے۔ جسکے ذریعے وہ پرورش پاتے ہیں۔ اور اپنے وجود کے نتیجے پر پہنچتے ہیں۔ لیکن انسان کامل (انبیا) صاف و پاک آئینوں کی مانند ہیں۔ اور آفتاب حقیقت تمام صفات و کمالات کے ساتھ اُنمیں ظاہر و آشکار ہوتا ہے۔ پس حقیقت مسیحیہ ایک صاف و شفاف آئینہ تھا جو نہایت لطیف و پاک تھا۔ لہذا شمس حقیقت ذات الوہیت نے اُس آئینے میں تجلی فرمائی اور اسکی نورانیت و حرارت اُسمیں ظاہر ہوئی۔ لیکن وہ شمس حقیقت تقدیس کی بلندی اور تنزیہہ کے آسمان سے آئینہ میں رہنے اور گھر بنانے کے لئے نہیں اُترا آیا تھا۔ بلکہ اپنے علو و سمو پر باقی و برقرار تھا اور ہے اور رہے گا۔ آئینہ میں نہایت خوبی و خوبصورتی کے ساتھ جلوہ نما و آشکار ہوتا ہے۔ اب اگر کہیں کہ آفتاب کو دو آئینوں میں دیکھا۔ ایک مسیح اور ایک روح القدس۔ یعنی تین سورج دیکھے۔ ایک آسمان پر اور دو زمین پر تو ہم سچ کہتے ہیں۔ اور اگر کہیں کہ صرف ایک آفتاب ہے جو فردانیت محض ہے۔ لاشریک ہے بے مثال ہے پھر بھی ہم سچ کہتے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ حقیقت مسیحیہ ایک صاف آئینہ تھی اور شمس حقیقت یعنی ذات احدیت بے انتہا کمالات و صفات کے ساتھ اس آئینہ میں ظاہر و آشکار تھا۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ آفتاب یعنی ذات ربانیت تقسیم ہوکر جز بن گئی تھی۔ نہیں آفتاب ایک ہی ہے مگر آئینوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح نے فرمایا ہے۔ "باپ بیٹے میں ہے" یعنی وہ آفتاب اس آئینے میں ظاہر و آشکار ہے۔ روح القدس نفس فیض الٰہی ہے جو حقیقت مسیح میں ظاہر و آشکار ہوتا ہے۔ بنوۃ (بیٹا ہونا) مسیح کے قلب کا مقام ہے۔ اور روح القدس مسیح کی روح کا درجہ ہے۔ پس یہ پوری طرح پایۂ تحقیق کو پہنچ گیا کہ ذات الوہیت وحدتِ محض ہے۔ اسکا کوئی شبیہ و مثیل و نظیر نہیں۔ یہ ہے تثلیث کے تین اقانیم سے مراد۔ ورنہ دین اللہ کی بنیاد ایک غیر معقول مسئلہ پر پڑتی ہے جسے عقل سمجھ ہی نہیں سکتی۔ اسپر اعتقاد لانے کے لئے اسے کسطرح مجبور کر سکتے ہیں۔ عقل ایک بات کو اسوقت تک سمجھ نہیں سکتی جب تک یہ بات ایک معقول صورت میں پیش نہ کیجاتی ورنہ یہ صرف وہم ہی وہم رہتا ہے۔ اس بیان سے ظاہر ہوگیا کہ اقانیم ثلاثہ سے کیا مراد ہے۔ وحدانیت الٰہیہ بھی ثابت ہوگئی۔

لے انجیل یوحنا باب ۱۷ آیت ۵ کی تفسیر

سوال۔ اب اے باپ! تو اپنے نزدیک مجھے وہ جلال دے جو آفرینش دنیا سے پہلے میں تیرے نزدیک رکھتا تھا۔" انجیل کی اس آیت کے کیا معنے ہیں؟

جواب۔ تقدم دو قسم کا ہے۔ ایک تقدم ذاتی ہے جو علت سے مسبوق نہیں اسکا وجود اسی کی ذات سے ہوتا ہے۔ مثلاً آفتاب۔ اسکی روشنی اسی کی ذات سے ہے یعنی روشنی کے لئے کسی دوسرے ستارے کا محتاج نہیں۔ اسے روشنیٔ ذاتی کہتے ہیں۔ لیکن چاند آفتاب سے روشنی پاتا ہے۔ پس روشنی کے لحاظ سے آفتاب علت اور چاند معلول ہے۔ آفتاب قدیم و سابق و متقدم ہے اور چاند مسبوق و متاخر۔ دوسری قسم کا تقدم تقدم زمانی ہے۔ اور یہ لا اول لہ (بلا آغاز) ہے۔ کلمۃ اللہ زمانہ سے مقدس و مبرا ہے حق کے لئے ماضی حال و مستقبل سب ایک ہیں۔ آفتاب میں کل اور آج اور آج کل کچھ بھی نہیں۔ اسی طرح تقدم بسبب شرف ہے۔ یعنی اشرف شریف پر مقدم ہے۔ پس کلمۃ اللہ یعنی حقیقت مسیحیہ ذات و صفات و شرف ہر لحاظ سے کائنات پر مقدم ہے۔ کلمۃ اللہ ہیکل بشر میں ظاہر ہونے سے پیشتر نہایت عزت و تقدیس اور کمال جلال و جمال کے ساتھ اپنی عظمت کی بلندیوں پر قائم تھا۔ جب خدائے پاک کی حکمت کے بموجب عالم جسد میں ظاہر ہوا تو اس جسم کے سبب اسپر تعدی ہوئی۔ چنانچہ یہودیوں کے ہاتھ چڑھا۔ اور ہر ظالم و جاہل کا قیدی بنا اور آخر کار مصلوب ہوا۔ اسی لئے خدا کو کہ رہا ہے کہ مجھے عالم جسد کی قید سے آزاد کر۔ اور اس پنجرے سے چھڑا تاکہ اپنی عظمت و جلال کی بلندی پر چڑھ جاؤں۔ اور عالم جسد میں آنے سے پہلے کی عزت و تقدیس کو پاؤں اور اس جہان باقی میں خوشیاں مناؤں۔ اور اپنے عالم لامکان میں اپنے اصلی وطن و ملکوت بیہاں کی طرف چڑھ جاؤں۔ اور ایسا ہی دیکھنے میں بھی آیا۔ حضرت مسیح کی عظمت اور ان کا جلال عالم ملک یعنی جہان ارواح و آفاق میں حتی کہ اس دنیا میں بھی صعود کے بعد ظاہر ہوا۔ جب تک عالم جسد میں رہا دنیا کی سب سے کمزور قوم یعنی یہودیوں کی تحقیر و توہین کے تلے رہا۔ حتی کہ اُنہوں نے آپکے سر مبارک کو کانٹوں کے تاج کے لائق سمجھا۔ لیکن صعود کے بعد سب بادشاہوں کے مرصع تاج اُس کانٹوں کے تاج کے سامنے خاضع و خاشع ہوگئے دیکھئے کہ کلمۃ اللہ نے اس دنیا میں کیا جلال پایا

مرحبا اے شہیدان جہرم

شہر جہرم واقع جنوب ایران میں بارہ خدا کے پیارو نکو شہد کر دیا گیا

جنوبی ایران کے جن لوگوں نے شہر جہرم میں تمکو تکلیفیں دیکر مال و متاع لوٹکر دشمن دین و ایمان کہکر تمھارا خون بہایا ہے اسی شہر جہرم میں انہی لوگوں کی اولاد بہت جلد تمھاری شہادت پر آٹھ آٹھ آنسو روئیگی۔ تمھاری تعریف اور توصیف کریگی۔ اور تمھارے ستانیوالے اپنے آبا و اجداد کے اس فعل قبیح سے شرمائینگی۔ کیونکہ ان کا یہ فعل نہ تو خدا کی جناب میں مقبول ہے اور نہ رسول کی بارگاہ میں لیکن خاصان خدا۔ اولیاء اللہ۔ انبیاء و اصفیاء پرہیزگار و پاکباز لوگونکو ہمیشہ اسی طرح سے پریشان و سرگردان گردو خون میں غلطان و پیچان وطن سے مہاجرت کے لئے مجبور خویش و اقارب سے دور ہی رکھا گیا ہے۔ طوبی لکم ثم طوبی لکم تمہارے جیسے جانثاروں سے ہی دنیا میں دین و ایمان کا نام روشن ہے۔ اور خدا و رسول کے نام لیوا گروہ کی دنیا میں عزت ہے۔ تمھارے جیسے ہی بیس ہزار کم و بیش جاں بازوں نے جو پودہ ایران میں اپنے خون سے سینچا ہے۔ اسی کے سایہ میں رفتہ رفتہ دنیا آتی جاتی ہے۔ اور تمھارے ہی جیسے لوگوں کی وجہ سے ایران کی دنیا میں کچھ عزت ہے۔

(بقیہ ملاحظہ ہو صفحہ ۷ کالم ۳ پر)

©Afnan Library Trust, 2026

ازالۂ اوہام

(ایک مسلمان محقق ماہر احمدیہ لٹریچر کی قلم سے)

احمدی۔ جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے نے رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ فروری ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۶۹ پر حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح نے اخبار الفضل مورخہ ۱۴-۱۷- نومبر ۱۹۲۱ء کے صفحہ ۱۱ کے کالم ۳ پر جناب قاضی ظہور الدین صاحب اکمل نے رسالہ تشحیذ الاذہان بابت ماہ دسمبر ۱۹۲۱ء کے صفحہ ۷ و ۱۰ تا ۱۷ اور رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ اکتوبر ۱۹۲۲ء کے صفحہ ۴۰۷ تا ۴۲۵ و الفضل مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۲۵ء کے صفحہ ۵ پر ماسٹر نواب الدین صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی مہاجر قادیان نے فاروق مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۲۲ء کے صفحہ ۹ و ۱۰ پر چوہدری برکت علی صاحب احمدی مہاجر نے فاروق مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۲۲ء کے صفحہ ۷، اخبار فاروق مورخہ ۶ جولائی ۱۹۲۲ء کے صفحہ ۵ پر جناب مولوی فضل الدین صاحب احمدی پلیڈر نے اخبار الفضل مورخہ ۲۵ جولائی ۱۹۲۲ء کے صفحہ ۳ و ۴ و ۵ اور الفضل مورخہ ۱۱ اگست ۱۹۲۲ء کے صفحہ ۶ و ۷ پر لکھا ہے کہ

"جناب بہاء اللہ نے خدائی کا دعوے کیا ہے"

محمدی۔ اس اعتراض کا مفصل جواب دینے سے پہلے میں احمدی دوست سے ایک بات دریافت کرنی چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ آیا جناب منشی پیر بخش صاحب پنشنر ساکن لاہور نے کبھی کوئی بات جناب مرزا غلام احمد صاحب کی طرف منسوب کی ہے

احمدی۔ اُن کے بارے میں جناب قاضی ظہور الدین صاحب اکمل نے رسالہ "تشحیذ الاذہان" بابت ماہ اگست ۱۹۱۳ء کے صفحہ ۳۸۴ پر یوں لکھا ہے۔

"لاہور کے کوئی صاحب میاں پیر بخش ہیں وہ اپنی ایک کتاب میں پھر متعدد ٹریکٹوں میں ہمارے آقا مسیح موعود علیہ السلام کو شریک باری تعالےٰ ہونے کا مدعی کہہ چکے ہیں"۔

محمدی۔ جب کے منشی پیر بخش صاحب پنشنر آپ کے مرشد جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو "وہ شریک باری تعالےٰ ہونے کا مدعی" کہہ چکے ہیں تو قاضی اکمل صاحب نے اس اعتراض کا کیا جواب دیا ہے۔

احمدی۔ جناب قاضی اکمل صاحب نے جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ میں رسالہ تشحیذ الاذہان بابت ماہ اگست ۱۹۱۳ء کے صفحہ ۳۸۷ و ۳۸۸ و ۳۸۹ سے نقل کرتا ہوں اور وہ یہ ہے۔

"ایک طریق یہ ہے کہ اس نقل کی تصحیح کی جائے اور اصل کتاب دیکھی جائے کہ وہاں کیا بات ہے۔ دوسرا طریق یہ ہے کہ ہم کسی شخص کی بات سمجھنے میں دقت محسوس کریں تو متشابہ کو محکم کے تابع کر دیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔ ھو الذی انزل علیک الکتاب منہ آیات محکمات ھن ام الکتاب و اخر متشابھات۔

یعنی کتاب اللہ میں محکمات بھی ہیں اور متشابہات بھی جن کے دلوں میں کجی ہے وہ فتنہ پھیلانے اور اپنی خواہش کے مطابق بات بنانے کے لئے متشابہ کو لے اڑتے ہیں اور محکمات سے پہلو تہی کرتے ہیں"۔

سو اس اصل پر فیصلہ آسان ہے۔ حضرت اقدس کا عقیدہ خدا کے بارے میں جو تمہارے گواہ چار لاکھ سے زیادہ اس وقت دنیا میں موجود ہے وہ متفق اللفظ شہادت دیگا کہ حضرت مسیح موعود علیہ اسلام اسی خدا کو خالق السموات والارض مانتے تھے۔ جسے تمام انبیاء تمام اولوالعزم تمام راستباز ہادی تمام اولیاء تمام مجددین و صالحین و صدیقین مانتے آئے ہیں اور یہی عقیدہ انہوں نے ہمیں سکھایا۔ اور آپ نے ہرگز ہرگز کبھی خدائے ارض و سما ہونے کا دعوےٰ نہیں کیا۔ اور نہ اپنے عقیدہ میں شامل کیا ..... عبارت (مندرجہ الوصیت صفحہ ۱۰ و ۱۱) پڑھ لینے کے بعد کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتی کہ حضرت اقدس نے معاذ اللہ کبھی یہ دعوےٰ کیا ہو کہ زمین و آسمان میں نے بنایا۔ اور اگر کوئی عبارت اس کے خلاف ہوگی تو ہم اس محکم کے تابع کرینگے ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ جو تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ اس سے کوئی یہ استدلال نہیں کرتا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تھے"۔

محمدی۔ بس اسی طرح ایک بہائی کہہ سکتا ہے کہ جب ہم کسی شخص مثلاً (جناب بہاء اللہ) کی بات سمجھنے میں دقت محسوس کریں تو متشابہ کو محکم کے تابع کر دیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔ جناب بہاء اللہ کا عقیدہ خدا کے بارے میں جو تھا اسکا گواہ کئی لاکھ اہل بہا اسوقت دنیا میں موجود ہے۔ وہ متفق اللفظ شہادت دیگا کہ جناب بہاء اللہ اس خدائے خالق الارض والسموات کو مانتے تھے جسے تمام انبیا۔ تمام اولوالعزم۔ تمام راستباز۔ تمام ہادی تمام اولیا۔ تمام مجددین و صالحین و صدیقین مانتے آئے ہیں۔ اور یہی عقیدہ انہوں نے اپنی جماعت کو سکھایا اور آپنے ہرگز کبھی خدا یا خالق ارض و سما ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ اپنے عقیدہ میں شامل کیا۔

حضرت بہاء اللہ خدا کے بندے اور داعی الی اللہ ہونے کے مدعی

"باب الحیات" کے صفحہ ۱۰۶ و ۱۰۷ و ۱۱۰ و ۱۱۱۔ اور رسالہ حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات کے صفحہ ۲۴ و ۲۵ و ۲۶۔ اور رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ فروری ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۷۱ و ۷۲ پر لکھا ہے کہ جناب بہاء اللہ نے خود مکتوب شاہ ایران کو لکھا اسمیں آپنے فرمایا ہے

"اے بادشاہ زمین! اس غلام کی ندا سن۔ میں وہ بندہ ہوں کہ اللہ تعالیٰ اور اسکی قدرت کی نشانیوں پر ایمان لایا۔ اور اپنی جان اسکی راہ میں قربان کی۔ اسبات کی گواہ وہ بلائیں ہیں جنمیں میں مبتلا ہوں۔ وہ بلائیں میرے سوا کسی بندے پر نہیں پڑیں۔ جو بات میں کہتا ہوں اسپر میرا پروردگار جسکو ہر ایک بات کا علم ہے گواہ ہے۔ میں نے تو گو نکو سوائے اس خدا کے جو میرا اور تمام جہان کا پروردگار ہے اور کسی کی طرف نہیں بلایا ..... اے بادشاہ! میں بھی خدا کے معمولی بندوں کیطرح اُس خدا کا ایک بندہ تھا۔ اور راحت کے بستر پر آرام سے سویا ہوا تھا کہ یکایک خدا کی نسیم لطف مجھپر ہوکر گذری اور جو کچھ ابتدائے آفرینش سے ابتک ظہور میں آیا اسکا اُسنے مجھے علم دیا۔ یہ بات میری طرف سے نہیں ہے بلکہ اسی غالب خبیر کی طرف سے ہے۔ اُسنے مجھے حکم دیا ہے کہ میں دُنیا میں اسکی نام کی منادی کروں"۔

حضرت بہاء اللہ کس بات کے مدعی ہیں

رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ دسمبر ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۴۶۸ پر ہے۔

"خود بہاء اللہ بھی اپنی ایک تصنیف میں اسبارہ میں اپنے متعلق الفاظ ذیل لکھتا ہے"۔ "یہ وہی ہے جسکے آنے کی نسبت محمد رسول اللہ (صلعم) نے پہلے خبر دی تھی۔ اور اُن سے پہلے حضرت مسیح اور اُن سے پہلے حضرت موسیٰ نے پیشگوئی کی تھی"..... پس اسطرح سب سے پہلی بات جو بہائی سلسلہ کے متعلق یاد رکھنے کے قابل ہے یہ ہے کہ بہاء اللہ اسبات کا مدعی ہے کہ میں ان پیشگوئیوں کے مطابق آیا ہوں جو پہلے انبیاء کسی موعود کے بارے میں کرتے چلے آئے ہیں"۔

حضرت بہاء اللہ نے مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ کیا

اخبار الحکم جلد ۸ نمبر ۳۶ مورخہ ۲۴- اکتوبر ۱۹۰۴ء کے صفحہ ۴ کے کالم نمبر ۲ میں ہے۔ "بہاء اللہ جس نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ ۱۲۶۹ھ میں کیا وہ ۱۳۰۹ھ تک زندہ رہا اور آخر دم تک اسی دعویٰ پر قائم رہا اور اپنے تئیں مہبط وحی الٰہی بتاتا رہا"۔

حضرت بہاء اللہ کا دعویٰ کہ مجھپر خدا کی وحی نازل ہوئی ہے

اخبار الحکم جلد ۸۔ نمبر ۳۸ و ۳۹ مورخہ ۱۰ و ۱۷- نومبر ۱۹۰۴ء کے صفحہ ۱۶ کے کالم نمبر ۳ پر ہے "بہاء اللہ بعد از دعوی وحی چالیس سال تک زندہ رہا۔ اور اسکی کل عمر اسی سال ہوئی۔ یہ تحقیق کر لیا گیا ہے کہ وہ اپنے دعویٰ پر اخیر دم تک قائم رہا۔ اور ۱۲۶۹ھ میں اس نے دعویٰ کیا نہ کہ اخیر عمر ۱۳۰۹ھ میں ..... بہاء اللہ کا یہ عقیدہ تو ظاہر ہے کہ مجھپر خدا کی وحی نازل ہوئی ہے"۔

نوٹ۔ اس مندرجہ بالا عبارت سے یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہو رہی ہے کہ جناب بہاء اللہ کا یہ دعویٰ ہے کہ مجھپر خدا کی وحی نازل ہوئی ہے۔ اور آپ بعد از دعوی وحی چالیس سال تک زندہ رہے۔ اور یہ تحقیق کر لیا گیا ہے کہ جناب بہاء اللہ اپنے دعوے پر اخیر دم تک قائم رہے اور یہ کہ آپنے ۱۲۶۹ھ میں دعوے کیا۔

حضرت بہاء اللہ بالاستقلال مدعی ہیں

اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۳- جمادی الثانی ۱۳۴۰ھ کے صفحہ ۱۱ کے کالم نمبر ۲ پر لکھا ہے کہ "بہاء اللہ کو ہم نے اسی لئے نہیں مانا کہ وہ بالاستقلال علیحدہ مدعی رسالت ہے"۔

حضرت بہاء اللہ کو صاحب شریعت ہونے کا دعوےٰ ہے

اخبار الفضل جلد ۱۲۔ نمبر ۲۶ مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۲۴ء کے صفحہ ۷ کے حاشیہ پر لکھا ہے۔ "باب اور بہاء اللہ دونوں کو صاحب شریعت جدیدہ ہونے کا دعویٰ ہے"۔

حضرت بہاء اللہ پر یقول کی آیت چسپاں ہوتی ہے

اخبار الفضل مورخہ ۱۴ و ۱۷ نومبر ۱۹۲۱ء کے صفحہ ۱۱ کے کالم ۱ میں میاں صاحب کے الفاظ یوں ہیں۔ "مولوی عبد اللہ صاحب کشمیری وہاں (کشمیر میں) مجھکو ملے تھے وہ کہنے لگے کہ نقول کی آیت بہاء اللہ پر چسپاں ہوتی ہے کیونکہ وہ تئیس سال تک زندہ رہا"۔

مرزا صاحب کا دعوی نبوت بمقابلہ حضرت بہاء اللہ مکمل نہیں

اخبار پیغام صلح مورخہ ۷ ربیع الثانی ۱۳۴۳ھ کے صفحہ ۵ کے کالم نمبر ۱ پر جناب محمد عبد اللہ صاحب (کشمیری) کیمل ساکن سری نگر کے الفاظ یوں درج ہیں۔ "جب حضرت خلیفۃ المسیح سری نگر تشریف لائے تھے

©Afnan Library Trust, 2026

ختم نبوّت

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو کوکب بتاریخ ۱۷ مئی سنہ ۱۹۲۶ء)

مطلب کسقدر صاف ہے کہ جب خود آنحضرتؐ نے اپنے آپکو اوّل النبیّون فاتا کہا اور فرمایا کہ میں آدمؑ و نوحؑ و موسیٰؑ ہوں۔ تو پھر خاتم النبیین کے کیا معنی ہوئے؟ کیا اتنا نہیں سوچتے کہ جس طرح اُس جمالِ ازلی پر یہ کہنا درست آتا ہے کہ میں آدم اول ہوں، اسی طرح یہ کہنا بھی بجا ہے کہ میں آدم آخر ہوں۔ کیونکہ جس طرح مبدأ انبیاء یعنی آدم کو خود سے نسبت دیتے ہیں۔ اسی طرح ختم انبیا بھی اُس جمال الٰہی سے منسوب کیا جاسکتا ہے پس یہ بالکل واضح ہے کہ جسطرح بدء النبیّین آنحضرتؐ پر درست ہے۔ اسیطرح خاتم النبیین بھی صادق ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ حق جل جلالہ کی اوّلیت و آخریت سے ان لوگوں نے کیا سمجھ رکھا ہے۔ اگر اولیت و آخریت سے دنیوی اولیت و آخریت مُراد ہے تو چونکہ دنیوی اسباب ابھی ختم نہیں ہوئے تو پھر اُس ذاتِ احدیت پر آخریت کا اطلاق کیسے صحیح ہوسکتا ہے۔ بلکہ اس رُتبہ میں اولیت نفس آخریت اور آخریت نفس اولیت ہے۔

الغرض جسطرح اوّل لا اول میں آخریت کا اطلاق اُس مربّی ظاہر و باطن کے لئے درست ہے اسی طرح اُسکے مظاہر (انبیاء) کے لئے بھی جائز ہے۔ اور جس حالت میں اسم اولیت اُن کے لئے صادق ہے اُسی حالت میں اسم آخریت بھی صحیح ہے۔ وہ جسکھڑی کرسی آغاز پر مستوی ہیں اُسی پل عرش اختتام پر بھی متمکن ہیں۔ اور اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوجائے کہ انبیاء الٰہی ہی اولیت و آخریت و ظاہریت و باطنیت و بدئیت و ختمیت کے ظاہر کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور اگر آپ "کان اللہ ولم یکن معہ من شئ" (وہاں خدا ہی تھا اور نہ تھی کوئی چیز اس کے ہمراہ) کی پاک ہوا میں بلند پرواز ہوں تو ان تمام زمروں کو اس بارگاہ میں بالکل معدوم و مفقود پائیں۔ اگر اس بیان میں کوئی خوب غور و خوض سے نگاہ کرے تو اُسپر یہ ثابت ہوجائے گا کہ خدا کی آفرینش کا اول و آخر نہ تو ہوا ہی ہے اور نہ ہی ہوگا۔ اسکی قضا کی وضا اس سے وسیع ہے کہ بیان اُسے محدود کرسکیں یا طیورِ دل اُسے طے کرسکیں۔ اسکی مقدرہ تقدیریں اس سے اعلیٰ ہیں کہ کوئی عقل اُنہیں سمجھ سکے۔ اسکی خلق اول لا اول سے ہے اور اُس کا کوئی آخر نہیں۔ اس کے جمال کے مظاہر نہایت لانہایت تک ہوتے رہینگے۔ اور کسی آغاز نے اُسے نہیں دیکھا۔

ہم قرآن مجید کی ایک آیت درج کرتے ہیں جسمیں صاف وعدہ ہے کہ اور بھی مظاہر الٰہی دُنیا میں آئینگے سورۂ اعراف میں فرمایا ہے

یا بنی آدم اما یأتینکم رسل منکم یقصون علیکم اٰیاتی فمن اتقی واصلح فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ۰ اس آیۂ مُبارکہ میں نہایت صراحت سے مستقبل کی خبر دی ہے۔ کیونکہ لفظ یأتینکم کو نون تاکید سے موکّد کیا ہے اور یأتینکم فرمایا ہے۔ جسکے صاف معنی یہ ہیں کہ ضرور بالضرور آئینگے تم میں رسول تم میں کے اور میری آیات تم پر پڑھینگے۔ پس جو پرہیزگاری اور نیکوکاری کرے گا اسکو کوئی خوف نہیں ہے۔ خدا نے یہ نون تاکید لگاکر اہل تحریف کی قلمیں توڑ ڈالیں۔ کیونکہ اس آیۂ مبارکہ کے لفظ مستقبل کو ماضی پر حمل نہیں کرسکتے۔ اور آیۂ مبارکہ کو انبیاء ماقبل پر محمول نہیں کرسکتے کیونکہ ماضی کے معنی ہرگز نون تاکید سے موکّد نہیں ہوتے

اب جبکہ ان پاک کلمات اور صاف دلائل سے یہ ثابت ہوگیا کہ آیۂ خاتم النبیین کے معنی یہ نہیں کہ اب خدا کے ہاتھ بندھ گئے ہیں۔ اُسکا فضل منقطع ہوگیا۔ اور اب کوئی مظہر ربّانی نہ آئے گا۔

تو اب سوال یہ رہا کہ آخر اس آیۂ مبارکہ کے کیا معنی ہیں؟ خاتم النبیین سے کیا مُراد ہے"؟ ہم امید کرتے ہیں کہ یہ سطور جو ہم اب لکھ رہے ہیں بہت سے مخلصین و منصفین کے لئے کافی وافی ہونگی۔ آیۂ مُبارکہ "ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" کی شرح نزول یا یوں کہو کہ یہ آیۂ مبارکہ اُسوقت نازل ہوئی تھی جب زید نے بی بی زینب کو طلاق دیدی تھی۔ اور آنحضرت نے خود بی بی زینب سے نکاح کرلیا تھا۔ زید ایک اعرابی جوان تھا اور آنحضرت کا متبنّیٰ بیٹا مشہور تھا۔ عرب کی ایک پُرانی رسم کے مطابق لے پالک کی بیوی سے شادی کرنا بھی حرام تھا۔ جب آنحضرت نے بی بی زینب سے خود نکاح کرلیا تو نادان لوگوں نے اعتراض کرنا شروع کیا کہ پیغمبر نے اپنے بیٹے کی بیوی سے کیوں نکاح کیا؟ اسلئے یہ آیت دشمنوں کے جواب میں نازل ہوئی۔ جواب اول میں آنحضرت مخاطب کئے گئے ہیں۔ "فلما قضی زید منھا وطرا زوجنکھا لکی لا یکون علی المؤمنین حرج فی ازواج ادعیائھم اذا قضوا منھن وطرا۔ وکان امر اللہ مفعولا" یعنی پس جب زید نے زینب سے حاجت پوری کی اسکو ہم تیرے نکاح میں لائے تاکہ مومنوں پر اُن عورتوں کو نکاح میں لانے کے لئے کوئی تنگی نہ رہے جو اُن کے نکاح میں ہوں جنھیں وہ زبان سے بیٹا کہہ چکے ہیں۔ اُس صورت میں جبکہ وہ اُن سے حاجت ادا کرچکے ہیں۔ اور خدا کا حکم ہونے والا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ چونکہ زید نے زینب کو طلاق دیدیا ہے اسلئے آنحضرت کا اُس سے نکاح کرنا کچھ خوف و حرج کی بات نہیں ہے۔ الٰہی قوانین کے مطابق ہے۔ شریعت اللہ کے مخالف نہیں۔

پھر دوسرا جواب ہے "ما کان محمد ..... الخ" یعنی آنحضرت تم میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ جسمانی طور پر درمیان میں نہ تھا اسلئے وہ نکاح جائز تھا۔ پس جب جسمانی رشتہ نہ رہا تو آپکے اور آپ کے اصحاب کے درمیان روحانی رشتہ ثابت ہے یعنی آنحضرت رسول خدا ہیں اور باپ سے بھی زیادہ مہربان۔ زید اور سب دوسرے آپکی روحانی اولاد ہیں۔ سوائے اسکے کہ چونکہ آنحضرت خاتم النبیین ہیں وہ آنحضرت کی نبوت میں وارث نہ ہونگے۔ جیسے پہلے پیغمبروں کی اولاد اور اُن کے خلفا ہوا کرتے تھے۔ ان آیات مبارکہ کے بعد پھر طلاق و نکاح کا ذکر ہے۔ یہ کہیں اشارتاً بھی نہیں پایا جاتا کہ اب کوئی صاحبِ کتاب و شریعت پیغمبر نہ آئے گا۔ اگر خوب غور سے دیکھا جائے تو اس آیۂ مبارکہ سے خدائی کریم کی رحمتِ واسعہ نظروں میں پھر جاتی ہے اور اُمّت اسلام کے لئے اسکی گہری محبت دکھائی دیتی ہے۔ اس آیۂ مبارکہ سے خدائے پاک امت اسلام کی حفاظت کرتا ہے۔ اور اُسے آنیوالے خطرات سے بچاتا ہے۔ کیونکہ یہ ہر جاننے والے پر روشن ہے کہ اسلام اور شریعتِ قرآن سے پہلے چونکہ خدائی شریعتیں اور کتابیں عظیم انقلابات و حادثات کے سبب بظاہر محفوظ نہ رہتی تھیں۔ اسلئے ان زمانوں میں خدا کا ارادہ اس طرح قرار پایا کہ ہر امت کے خلفاء و مجددین کو وحی و نبوت کا مقام عطا ہوتا تھا۔ تاکہ کتاب اور شریعتِ الٰہی کی حفاظت کریں۔ اور اُسے جاری رکھیں اور محو ہونے اور مٹ جانے سے بچائیں۔ چنانچہ سورۂ مائدہ (پ ۶) میں انبیائے بنی اسرائیل کے بارہ میں فرماتا ہے انا انزلنا التوراۃ فیھا ھدی ونور۔ یحکم بھا النبیون الذین اسلموا للذین ھادوا والربانیون والاحبار بما استحفظوا من کتاب اللہ وکانوا علیہ شھداء (ترجمہ) تحقیق ہم نے نازل کیا توراۃ کو اسمیں ہدایت اور نور تھا۔ اس سے حکم کرتے تھے انبیاء جو یہودیوں کے درمیان وحدانیت خدا کے مطیع ہوتے تھے اور اس سے حکم کرتے تھے مردان خدا اور روحانی عُلما کتاب الٰہی کے احکام یاد رکھنے کے لئے اور ہوتے تھے وہ اس کتاب پر شاہد و گواہ۔ فرمایا ہے کہ انبیاء و علماء بنی اسرائیل کتاب خدا کو یاد رکھنے اور اسپر گواہی دینے کے لئے ہوتے تھے۔ پس اگر وہ وحی و نبوت کے مالک نہ ہوتے تو انقلابات و حادثات کے وقتوں میں احکام کتاب کو یاد رکھنے اور ان پر گواہی دینے کے بارے میں قوم کے اعتماد اور اطمینان کا محل نہ بنتے۔ کیونکہ "تاریخ" سے ثابت ہے کہ توریت کو بار بار برباد کیا گیا۔ حتیٰ کہ بخت نصر اور اسکے بعد طیطوس کے زمانہ میں بالکل محو کردی گئی تھی۔ پس نزول قرآن سے پہلے اس قسم کی حفاظت و یادداشت کے لئے ہر قوم کے خلفا اپنے رسول کی نبوت کے وارث ہوتے تھے اور نبوت و وحی کو بطور میراث پاتے تھے۔ حتیٰ کہ مسیح و موسیٰ سے پہلے نبوت انبیاء مُرسلین کی اولاد کو بطور ورثہ ملا کرتی تھی۔ چنانچہ سورۂ حدید میں فرماتا ہے "ولقد ارسلنا نوحا وابراھیم

©Afnan Library Trust, 2026

وجعلنا فی ذریتھما النبوۃ والکتاب۔ یعنی بتحقیق ہم نے بھیجا تھا نوح و ابراہیم کو اور مقرر کیا تھا نبوت و کتاب کو انکی اولاد میں۔

مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کے نازل ہونے سے پہلے اُن انقلابات کی وجہ سے جو ہر اُمّت میں واقع ہوتے تھے اور خدا کی کتاب اور شریعت کی حفاظت مشکل ہوتی تھی اسلئے اقتضاءً پہلی اُمتوں کے خلفا وحی و نبوت کے ساتھ مبعوث ہوتے تھے تاکہ کتاب و شرع الٰہی کی حفاظت و ترویج پر قادر ہوں۔ اور قوم کے اطمینان کا سبب بنیں۔ یہ سب انبیاء نبوت ظلیہ کے مالک ہوتے تھے اور ہر چھوٹی بڑی چیز میں پہلی شریعت کے مطیع ہوتے تھے لیکن بعثت رسول کریم اور قرآن عظیم کے نازل ہونے کے بعد چونکہ کتاب الٰہی کے محو ہونے کا خطر نہ تھا اور اسکی حفاظت خدا کے علم میں مسلم تھی۔ اسلئے وہ نبوت و وحی کا مقام جو ہر رسول کے سلسلۂ خلفا میں تھا خلفای اسلام پر ختم ہوگیا۔ اور حضرت رسول کے بعد نہ تو آنحضرت کی اولاد ہی وحی و نبوت بطور میراث کے پائے گی اور نہ ہی اس امت کے خلفا بطور بعثت ایسی نبوت کے مالک ہونگے۔ مطلب یہ ہے کہ جسطرح پہلے نبیوں کے بعد ان کے خلفاء و اولاد نبی ہوا کرتے تھے۔ حضرت رسول کی اولاد و خلفا ویسے نبی نہ ہونگے۔ یہی آیۂ خاتم النبیین کے معنی ہیں۔ اور اسی مسئلہ کو لوگوں کے دلوں میں پوری طرح بٹھانے کے لئے یہ آیۂ مبارکہ نازل ہوئی تھی۔ اور یہی وجہ تھی کہ رسول کریم نے اپنے بعد خلافت مقرر کرنے کے موقعہ پر کمر "لا نبی بعدی" فرمایا۔ یعنی میرے بعد خلیفہ ہونگے نبی نہ نہ ہونگے۔ تاکہ امت یہ قیاس نہ کرے کہ جسطرح پہلے نبوت و خلافت کا سلسلہ باہم تھا اسی طرح مسلمانوں کے خلفا میں بھی نبوت کا درجہ ہونا چاہئے۔ اسی غلطی سے بچانے کے لئے آنحضرت نے اپنے بعد خلافت مقرر کرنے کے وقت "لا نبی بعدی" فرمایا۔ چنانچہ کتاب مسلم میں یہ مسلّم و مشروح حدیث موجود ہے (فی باب وجوب الوفا ببیعۃ الخلیفۃ الاول فالاول) کانت بنی اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی فسیکونون خلفاء فیکثرون۔ یعنی تھے بنی اسرائیل اپنے نبیوں کی ہدایت اور نگہبانی کے نیچے۔ جب کبھی انکا نبی فوت ہوتا دوسرا نبی بلا فاصلہ اسکے پیچھے ہی ظاہر ہوجاتا۔ لیکن میرے بعد نبی نہ ہوگا۔ پس جلد ہی بکثرت خلفاء ہونگے۔ دیکھئے کسطرح قرائن و شرح سے حدیث "لا نبی بعدی" کے معنی سمجھ میں آتے ہیں کہ خلفائے اسلام خلفائے بنی اسرائیل کی طرح نبوت کے وارث ہونگے۔ یعنی خلفائے بنی اسرائیل اپنے رسول کی نبوت کے وارث تھے مگر خلفائے مسلمین نہ ہونگے۔ پھر اسی کتاب صحیح مسلم میں فرماتا ہے (در فضائل علی ابن ابی طالب) یا علی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی یعنی اے علی تیرا درجہ میرے ساتھ ایسا ہی ہے جیسا ہارون کا موسیٰ کے ساتھ تھا۔ سوائے اسکے کہ میرے بعد نبی نہیں ہے۔ شیعہ کتابوں میں بھی یہ حدیث قریباً اسی عبارت میں درج ہے کہ آنحضرت نے علیؓ سے فرمایا کہ جسطرح ہارون موسیٰ کے عہد میں نبی اور خلیفہ تھا تو بھی میرا خلیفہ ہے مگر بغیر نبوت کے یعنی میرے بعد نہ تو اور نہ ہی کوئی اور خلیفہ نبی ہوگا۔ اس حدیث سے جمہور تمام اسلامی فرقے متفق ہیں صاف ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کے اول زمانے میں ختم نبوت سے مُراد سلسلۂ خلفاء مُسلمین میں نبوت کا نہ ہونا تھا۔ نہ یہ کہ اور صاحب کتاب نبی ہی نہ ہوگا۔ اس حدیث میں ایک اور نکتہ قابل غور ہے۔ رسالتمآبؐ نے اپنے آپکو حضرت موسیٰ سے اور حضرت علیؓ کو حضرت ہارونؑ سے مشابہ بتلایا ہے۔ یعنی دونوں قسم کی نبوت کو پیش کرکے نبوت ظلیہ کو ختم کردیا ہے۔ یہ نکتہ خوب غور طلب ہے۔ اور حقیقت فہمی کے لئے چلتا ہوا اشارہ ہے۔ درحقیقت یہ احادیث آیۂ مبارکہ خاتم النبیین کی صحیح مُفسر ہیں۔ کیونکہ ان کے قرائن سے پوری طرح یہ ثابت ہے کہ "لا نبی بعدی" کے معنی خلفاء کے بارے میں ہیں نہ کہ موعود من عند اللہ کے بارہ میں۔ اسیطرح آیۂ مبارکہ سے اور اُسکی پہلی پچھلی آیات سے صاف ظاہر ہے کہ ختم نبوت اولاد روحانی اور بزرگان مُسلمین کے لئے ہے نہ کہ مُدعی منجانب اللہ کے لئے کیونکہ ان احادیث و آیات میں چھوٹا سا اشارہ بھی تو نہیں ہے کہ اب آئندہ خدا کی طرف سے کسی نئے صاحب شریعت پیغمبر کو نہ آنا چاہئے یہ آیۂ مبارکہ اُسوقت نازل ہوئی تھی۔ جب نکاح۔ طلاق وغیرہ وغیرہ کے لئے احکام نازل ہوئے تھے۔ جب زید کو حضرت رسول کا بیٹا کہہ رہے تھے۔ یہ آیۂ اسبات کی تائید میں نازل ہوئی تھی کہ حضرت رسول کا کوئی بیٹا نہیں اسلئے نبوت میں اسکا کوئی وارث نہیں اور کہ حضرت رسول آخری قسم کی نبوت کو ختم کرنے آئے تھے جو پہلے ادیان میں رائج تھی۔ دین اسلام میں ایسے مروج یا ظلی نبی دانیال اشعیا وغیرہ کی مانند نہ ہونگے۔

پس یہ صاف ثابت ہوگیا کہ آیۂ خاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی سے یہ مراد ہے کہ دین اسلام کے دورہ میں پہلے دینوں کی مانند نبی نہ ہونگے۔ ان سے یہ اشارتاً بھی تو ثابت نہیں ہوتا کہ اب دوسرا صاحب کتاب پیغمبر خدا کی طرف سے نہ آئے گا۔ کیونکہ قانون قدرت اور خدائی عادت ہمیشہ اسطرح جاری رہی ہے کہ زمانہ کے تغیر اور لوگوں کے احوال بدلجانے کے سبب وقت کی ضروریات کے مطابق پہلی شرع کی ضروریات میں اصلاح خدا کے دین کی تکمیل کا سبب رہی ہے۔ یہ اصلاح ہمیشہ ایک نیا پیغمبر اور نیا صاحب شرع نی کرتا ہے۔ اس اعلیٰ درجہ عصمت کبریٰ میں کوئی دوسرا حصہ دار یا شریک نہیں ہوتا۔ کیونکہ سوائے اس ذات مقدس کے کوئی بھی جیسا کہ چاہئے مقتضیات وقت سے واقف نہیں ہوتا۔ بغیر اس مشرق اقتدار پروردگار کے جو انسان کامل اور حاکم مستقل ہوتا ہے کوئی دوسرا شخص قانون الٰہی کو جاری کرنے پر جیسا کہ ہونا چاہئے قادر نہیں ہوتا۔ یہ اعلیٰ رتبہ اور عصمت کبریٰ ہمیشہ انبیائے مرسل کا حصہ ہے۔ جنکی تعالیم اور نئی اصلاحات سے ہر زمانہ میں خدا کے دین کی تکمیل ہوتی ہے۔ اور خدا کی نعمت کامل ہوتی ہے۔ سورۂ مائدہ کی یہ آیۂ مبارکہ اس مطلب کی کافی دلیل ہے کہ فروعات احکام مثلاً کھانے پینے کی چیزوں میں حلال و حرام کی ترمیم وقت فرماتا ہے (پ ۶ ع ۱) الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔ یعنی آج ہم نے پورا کیا تمھارے لئے تمھارا دین اور اپنی نعمت کو تمہیر کامل فرمایا۔ اور تمھارے لئے ہم نے دین اسلام پسند کیا۔ اس آیۂ مبارکہ کی پچھلی اور پہلی آیات کے پڑھنے سے محقق و ثابت ہوتا ہے کہ فروعات مثلاً کھانے پینے قربانی۔ نکاح وضو۔ نماز۔ روزہ وغیرہ کی اصلاح و تبدیلی سے دین کی ایک نئی روح دنیا میں پھونکی گئی تھی۔ اور اسلام میں ایک نئی خوبی اور نئی تاثیر پیدا ہوئی تھی۔ خدا کا دین پھر تکمیل ہوا تھا اور نعمت الٰہی لوگوں پر کامل کی گئی تھی۔ چنانچہ پ ۶ ع میں وضو و تطہیر و تیمم کے احکام کے بعد فرمایا ہے ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج ولکن یرید لیطھرکم ولیتم نعمتہ علیکم لعلکم تشکرون۔ واذکروا نعمۃ اللہ علیکم و میثاقہ الذی واثقکم بہ اذ قلتم سمعنا واطعنا واتقوا اللہ ان اللہ علیم بذات الصدور۔ یعنی خدا نہیں چاہتا کہ تم پر سختی کرے بلکہ اس کا ارادہ یہ ہے کہ تمکو پاک کرے اور اپنی نعمت کو تمہیر کامل کرے تاکہ تم شکر کرو۔ اور یاد کرو خدا کی نعمت اپنے اوپر اور اسکے عہد کو جو تمہسے محکم باندھا گیا تھا۔ اُسوقت جب تم نے سُنا اور قبول کیا۔ خدا سے ڈرو تحقیق وہ اس سے آگاہ ہے جو کچھ دلوں میں ہے۔" ان آیات سے بھی جو وضاحت کی محتاج نہیں معلوم ہوتا ہے کہ دین کی فروعات میں تعدیل و اصلاح کرنا خدا کے دین کی تکمیل اور نعمت کے کامل ہونے کا سبب ہے اور یہ تو ثابت ہی ہے کہ ایسی اصلاح و تکمیل ہر زمانہ میں انبیائے مرسل سے ہی وقوع پذیر اور نعمت الٰہی زمانہ کی ضروریات کے مطابق فروعات کے بدلنے سے ہی پوری ہوئی ہے۔ اس قسم کے خطابات گذشتہ اقوام و ادیان کے بارہ میں بھی قرآن میں موجود ہیں چنانچہ سورۂ بقر میں فرمایا ہے یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم و انی فضلتکم علی العالمین ہ ای بنی اسرائیل میری نعمت کو یاد کرو جو میں نے تمہیر احسان فرمائے تھے اور تمھیں سب اہل دنیا پر برتری دی تھی۔ سورۂ مائدہ (پ ۶ ع ۸) پھر بنی اسرائیل کو خطاب فرماتا ہے یا قوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا واٰتاکم ما لم یؤت احدا من العالمین ہ بنی اسرائیل خدا کی نعمت کو اپنے اوپر یاد کرو جبکہ تم میں سے پیغمبر اور بادشاہ اُٹھائے اور دیا تم کو وہ جو اہل دنیا میں سے کسی کو نہ دیا گیا تھا۔"

اس قسم کی آیات بنی اسرائیل سے پہلے انبیاء کے بارہ میں بھی مکرر کتاب مجید میں نازل ہیں۔ ان تمام آیات سے واضحاً ثابت ہوتا ہے کہ دین الٰہی یعنی نعمت خدا انبیاء مرسل میں سے ہر ایک سے کامل کیا گیا تھا۔ کیونکہ اگر کہیں کہ قرآن سے پہلے خدائی ادیان کامل نہ تھے تو یہ مرسلین و پیغمبروں کی حجت پر نقض وارد ہوتا ہے۔ چنانچہ اغلب مفسرین نے جو اس مطلب کو لکھا ہے کہ دین اللہ ہمیشہ پروردگار کے

©Afnan Library Trust, 2026

رسولوں سے کامل اور نعمتِ خدا ان ہی سے تمام ہوئی ہے۔ باوجود اینکہ یہ مطلب اسقدر واضح ہے مگر تعجب تو یہ ہے کہ ہر امت پر یہ بات ایسی مشتبہ ہوئی اور ہر دین کے پیروی کرنے والوں نے تکمیل دین کے معنوں کو ایسا سمجھا کہ کہنے لگے جب ہماری کتاب سے ظاہر ہے کہ ہمارا دین کامل ہے تو یہ کمال و تکمیل ابد تک رہیگی۔ پس یہ صاف ثابت ہے کہ آئندہ کوئی صاحب شریعت پیغمبر نہ آئے گا۔" یہانتک کہ یہودیوں نے مذکورہ بالا آیات کو اپنی دستاویز بنایا۔ اور کہنے لگے کہ چونکہ انکو نعمت الٰہی اور دین کامل عطا ہوا ہے اور تمام اہل دنیا پر انکی فضیلت کتاب میں منصوص ہے کہ جو کچھ انہیں دیا گیا ہے اہل دنیا میں سے کسی کو نہیں دیا گیا۔ لہذا کسی نئے شرع اور نئے پیغمبر کی ضرورت نہیں بلکہ موعود تورات اسطرح نازل ہوگا کہ جزئی و کلی تورات کو جاری کرے گا۔ اور حضرت موسیٰ کے سایہ تلے رہے گا۔"

اس سے بھی عجیب تر یہ بات ہے کہ مسلمانوں کے درمیان بھی یہ اشتباہ پھیل گیا۔ حالانکہ اس آیۂ مبارکہ میں جو اوپر لکھی گئی ہے یہ کہیں اشارہ بھی نہیں پایا جاتا کہ یہ تکمیل دین اور نعمتِ الٰہی جو ہر زمانہ میں مرسلین کے ذریعہ لازم رہی ہے آئندہ لازم نہ رہیگی۔ اس آیہ میں صرف دین کی تکمیل اور نعمت کے کامل ہونے کا بیان ہے اور بس ان آیات مطلقا کوئی اشارہ دیکھا یا سمجھا نہیں جاتا جو یہ ظاہر کرے کہ یہ کمال دنیا کے آخر تک ابدی ہے یعنی اب زمانِ آخر میں موعود من عند اللہ کے ذریعے سے کوئی تکمیل لازم نہ ہوگی۔ بلکہ دوسری آیات میں اسکے برعکس صریح بیان موجود ہے کہ نعمت الٰہی نفوس قوم کے تغیر ہونے سے تبدیل ہو جاتی ہے۔ چنانچہ سورۂ انفال (پ ۱۰ ع ۳) ان اللہ لم یک مغیرا نعمۃ انعمھا علی قوم حتی یغیروا ما بانفسھم ان اللہ سمیع علیم۔ (ترجمہ) اللہ نہیں بدلتا نعمت کو جو وہ دیتا ہے ایک قوم کو جب تک وہ نہ بدلیں اپنے نفوس کو۔

باوجود اس قسم کے مسائل اور عذائی تحریرات کے تعجب ہے کہ مسلمان پہلی امتوں کی مانند نعمتِ الٰہی و فروعات دینی کو غیر متغیر سمجھتے ہیں حالانکہ یہ قانون الٰہی اول سے رہا اور آخر تک رہیگا کہ ہمیشہ زمانے کے بدلنے سے اور لوگوں کے اطوار و اخلاق تبدیل ہو جانے سے وہ فروعات و چھوٹے چھوٹے احکام جو پہلی شریعت میں زمانہ کی اقتضا کے مطابق ہوتے تھے زمانۂ بعد میں بدل جاتے تھے تاکہ خدا کا دین لوگوں کی ضروریات اور زمانہ کی مقتضیات کے مطابق ہو اور دنیا کمال اور نئی روحانیت عطا کرے۔

اب اگر غور و انصاف سے دیکھا جائے تو کوئی بھی دین اپنا کام نہیں کر رہا ہے۔ حق کہیں بھی نہیں ملتا۔ رسم و رواج و روایاتی تعصبات نے حقیقت کو ایسا چھپایا ہے کہ اسکا کہیں پتہ و نشان بھی نہیں ملتا۔ جسطرح سورج دل کے دل بادلوں میں چھپ جاتا ہے اسیطرح حقیقت رسوم و توہمات کی گھٹاؤں میں غائب ہو رہی ہے۔ سب دین بوسیدہ ہو گئے۔ ادیان کی یہ بوسیدگی انیسویں صدی کے وسط میں بہت نمایاں تھی۔ موجودہ ادیان میں سے ہر ایک بیکار ہو گیا تھا۔ تمام ادیان فرقوں، مذہبوں کی جنگ آرائیوں کا ایک طوفان بے تمیزی مچ رہا تھا۔ روح دین لوگوں میں سے نابود ہو گئی تھی۔

خدائی بادشاہت یعنی دین اللہ خود غرض لوگوں کے ہاتھ میں پڑ گیا تھا۔ جنہوں نے اُسے خود ساختہ یا خود فہمیدہ قوانین و رسومات سے تاریک کر دیا تھا۔ جوہر حقیقت کا کچھ پتہ نہ ملتا تھا۔ ایسے وقت شمس حقیقت پھر ظاہر ہوا۔ حضرت بہاء اللہ جل ذکرہ نے ظہور فرمایا۔ آپکے ظہور سے تمام ادیان کی پیشینگوئیاں پوری ہوئیں۔ آپ نوع انسان کو ایک جھنڈے تلے لانے اور عالم اجتماعیہ کو ایک قوم بنانے کے لئے تشریف لائے۔ آپکے ظہور سے نوع انسان کو انگنت فوائد حاصل ہوئے۔ آپکی آمد سے جو خاص موہبت دنیا کو دیگئی وہ وحدت انسان اور وحدتِ ادیان کا علم ہے۔ دنیا سے نفاق و فساد کو دور کرنے اور اصلی اتحاد کو حاصل کرنے کے لئے آپ نے بالکل نئے اور عجیب قوانین نازل فرمائے ہیں۔

جو ناظرین اس مضمون کو جاری رکھنا چاہتے ہیں یا جو صاحبان اس مضمون پر کسی قسم کے سوال کرنا چاہتے ہیں وہ ایڈیٹر کوکب ہند کے ذریعے بخوشی تمام کر سکتے ہیں ؛

اخبارات نقاط برھما

مورخہ ۲ مئی ۱۹۲۶ء محفل روحانی رنگون کے اعضائے محترمین کا انتخاب جدید ہوا۔ اور کثرت رائے سے یہ احباب برائے سال رواں ۱۹۲۶ء ۱۹۲۷ء منتخب ہوئے۔

۱۔ جناب سید جانعلی صاحب۔ بی۔ اے۔ بیرسٹر ایٹ لا	رئیس محفل
۲۔ ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب	نائب رئیس
۳۔ سید مرتضیٰ علی	منشی محفل
۴۔ سید عبدالحسین شیرازی	خزینہ دار
۵۔ محمد ہاتف (محاسب)	دفتر دار
۶۔ ذبیح اللہ زرقانی	محافظ کتب خانہ
۷۔ خانصاحب ڈاکٹر سید مظہر علی شاہ صاحب	اعضا
۸۔ ڈاکٹر عبداللطیف صاحب	〃
۹۔ فقیر محمد صاحب	〃

دو شیزگان ملکوتی مس طاطا اور مس میا میا نے حال میں برھما یونیورسٹی کے امتحان میں ترقیات نمایاں حاصل کی ہیں۔ مس میا میا نے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی اور مس طاطا ٹیچرشپ کے امتحان میں باکمال افتخار و جلال عہدہ برآ ہوئیں۔ ہماری بہنیں امۃ الرحمن مندلہ میں سے ہیں جنکو خاندان عالی میں باب خدمت امر ہمیشہ سے مفتوح ہے۔ امید ہے کہ یہ دو بہنیں اپنے اثرات عزم و حزم سے مشارق توفیق افق اعلیٰ و مظاہر تائیدات ملکوت ابہی ہونگی اور آسمان عبودیت پر مہ کامل ہو کر درخشاں و تاباں رہینگی ؛

مسید مرتضیٰ علی۔ منشی محفل روحانی رنگون

مذاہب عالم کے عروج و زوال کا حقیقی باعث

دنیا میں ہر مادی شئی کی ابتداء ہوتی ہے۔ اسکے بعد شباب کا دور اور پھر اس کا انحطاط شروع ہو جاتا ہے۔ کوئی چیز کائنات ہستی کی اس اصول سے مستثنیٰ نہیں۔ اور جسطرح ان سب کے تغیرات کے کچھ وجوہ و اسباب ضرور ہیں۔ اسی طرح مذاہب عالم کا عروج و زوال بھی اس سے خالی نہیں۔

اکثر اہل مذاہب جسوقت اپنی بربادی کے اسباب تلاش کرتے ہیں تو یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ مذہبی تعلیمات کو جب کوئی مذہب فراموش کر دیتا ہے تو وہ دن بدن تباہی اور بربادی سے قریب ہوتا جاتا ہے مگر میرے نزدیک یہ حقیقی باعث نہیں ہے بلکہ اسکی اصلیت یہ ہے کہ ہر ایک مذہب مختلف فرقوں اور طرح طرح کے عقاید کی اکثریت سے ابتدا میں چونکہ پاک و صاف ہوتا ہے اسلئے وہ نہایت سرعت کے ساتھ دنیا میں پھیلتا ہے۔ مگر جب اُسمیں باہمی تفریق اور امتداد زمانہ سے طرح طرح کے عقاید اور اسکے اتباع میں جدید فرقوں کا آغاز ہوتا ہے تو اس مذہب کی عالمگیر اشاعت مفقود ہو کر اس کا زوال شروع ہو جاتا ہے۔ اب اس اصول کو لیکر تمام مذاہب پر نظر ڈال جاؤ اور دیکھو کہ دنیا کا کونسا مذہب اسکے تحت میں آکر ہلاکت سے دن بدن قریب نہیں ہوتا جاتا۔ دنیا کا سب سے قدیم مذہب ویدانت خوب ترقی پذیر ہوا مگر جب اسمیں بھی عقاید کی اختراع اور فرقوں کی پیدائش ہوئی تو اپنے اثرات و ترقیات کے فقدان کے ساتھ وہ اپنی موت کے دن پورے کرنے لگا۔ اسی طرح یہودیت اور بودھ مذہب نے بھی اپنے تبلیغی اثر کو زائل کر دیا۔

عیسائیوں میں اسوقت چار سو سے زیادہ فرقے موجود ہیں اور اسلام میں ۷۲ سے زیادہ تعداد پہنچ چکی ہے۔ ایک شخص ایک مذہب کے مختلف فرقوں کی بابت کبھی خبر سے نہیں بلکہ اسی مذہب کے کسی فرقے سے اگر دریافت کرے تو وہ اسکو دوزخی اور جہنمی قرار دے رہا ہے۔ ایک حق پسند انسان ان عقاید کی دگرگونی اور طرح طرح کے فرقوں کی افزونی سے متحیر اور مشتبہ رہتا ہے۔ وہ عیسائیت سے اسلئے بیزار نہیں ہوتا کہ اسلام اور دیگر مذاہب اسکی تردید کرتے ہیں بلکہ عیسائیوں کا ایک فرقہ دوسرے فرقے کو راہ راست سے منحرف بتاتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ دین حق پر کون ہے؟

اسکا جواب ہم خود نہیں دینا چاہتے بلکہ اُسی مذہب کے دوسرے فرقوں نے جو کچھ فیصلہ کیا ہو بنظر انصاف پڑھو ضرور تم اس نتیجہ پر پہنچو گے کہ جتنے مذاہب عالم مختلف

©Afnan Library Trust, 2026

فرقوں میں منقسم ہیں حقانیت سے دور ہیں۔ آخر اسکا سبب کیا ہے؟ کیوں شروع میں ایک مذہب میں فرقے نہیں ہوتے۔ پھر اسمیں کیوں اختلاف فرقوں کی پیدائش کا باعث ہوتا ہے۔ ہمارے یہ سوالات کسی ایک مذہب سے نہیں بلکہ جملہ مذاہب عالم سے نہایت زور کے ساتھ ہیں۔ اور ہم یہ بھی دعویٰ کے ساتھ کہتے ہیں کہ اسکا جواب کافی کسی مذہب میں بجز دین حقیقی کے نہیں مل سکتا۔ اور وہ یہ ہے کہ شریعت ہرگز اصول مذہب نہیں ہے۔ اگر شریعت مذہب کا جزو لاینفک ہوتی تو اسکی یکسانیت میں تغیر و تبدل نہ ہوتا۔

موسوی شریعت کی ابتدا عیسائیت کا اس میں ترمیم کرنا پھر اسلام کا اس شریعت کو منسوخ کرکے جدید شریعت کا جاری کرنا صاف بتاتا ہے کہ شریعت خواہ کسی مذہب کی ہو انسانی تمدن کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوتی رہی ہے۔ میرے نزدیک انسان کسی شریعت یعنی تمدن کا پابند ہو مذہب کا اس سے کوئی تعلق نہیں ورنہ اسلام نہایت بلند آہنگی کے ساتھ دنیا کو ان الفاظ میں دعوت نہ دیتا۔ یا اھل الکتاب تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا ارباباً من دون اللہ۔ یعنی اے اہل کتاب آؤ اس بات کی طرف جو ہم میں تم میں مشترک ہے اور وہ یہ ہے کہ سوائے اللہ کے کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی انسان کو خدا قرار نہ دیں۔ نتیجہ اسکا یہ برآمد ہوتا ہے کہ دنیا میں مذہب توحید باری تعالیٰ کی اشاعت کے لئے آیا ہے اور یہی مذہب کا جزو اعظم ہے۔

چونکہ دنیا کا تمدن فطرتاً یکساں نہیں رہ سکتا۔ زمانہ کے ساتھ ساتھ ہمیشہ اس میں تغیرات ہوتے رہے اور ہوتے رہینگے۔ یہی باعث ہے کہ شریعت جو بالفاظ دیگر مذہب کے تمدن کا نام ہے تغیر پذیر ہے۔ جب کسی قوم نے کسی شرعی اصول کو اپنے تمدن کے قابل نہ پایا تو اس میں ترمیم کی۔ اور اسی طرح نئے نئے فرقوں کی بنیاد پڑتی گئی پس ظاہر ہوا کہ شریعت الٰہی مذہب کا جزو اعظم نہیں۔ مذہب کی غایت توحید اور ساتھ ہی وفاق و مہر و محبت اور الفت ہی ہے۔ یعنی انسان اسوقت محبت کیا جاسکتا ہے جب وہ اپنی نوع کے لئے باعث دل آزاری نہو اور یہ اُسوقت ہوسکتا ہے کہ جب انسان سوشل جرائم کا مرتکب نہ ہو۔ اور یہی وہ شریعت ہے جو خدا نے ہمیشہ کے لئے مقرر کردی ہے اور جسمیں کبھی تغیر و تبدل ہو نہیں سکتا۔ اور یہی وہ دین حقیقی ہے جو روز ازل سے چلا آتا ہے۔ اور اسی مذہب کی دنیا میں جتنے ہادی آئے برابر تعلیم و تلقین کرتے رہے اور اسی مذہب کی دعوت دینے والا ایک یہ ناچیز بھی ہے۔ دنیا کی جن قوموں نے اسکا اتباع کیا وہ سرفراز ہوگئیں اور جنھوں نے اس سے روگردانی کرکے طرح طرح کے فرقوں اور عقائد کی اختراع کی وہ اپنی ہلاکت کے نزدیک ہوکر برباد ہوگئیں اور برباد ہو رہی ہیں۔

پس اے انسانو کیوں نہ ہم سب ایسی بات میں جو ہم میں تم میں مشترک ہے قبول کرکے آپسمیں متحد ہو جائیں کہ خدا جو ہمارا خالق ہے بے نظیر بے مثل بے ہمتا اپنی ہر ایک صفت اور ذات میں ہے یعنی وہ واحد ہے۔ اور یہ کہ ہم ہر ایک بنی نوع انسان سے پوری پوری محبت کرتے ہوئے خدا سے بھی محبت کرنے کا چلن سیکھیں۔ وما علینا الا البلاغ

الداعی الی الخیر
پنڈت پرشوتم دیورست (ہاری) اٹاوہ

گلشن روضہ

خاکسار اپنے بحری سفر سے تین سال کے بعد ۶ مئی ۱۹۲۶ء کو وارد روضہ ہوا۔ اور اپنے حقیقی اور روحانی بھائی جناب محمد ارسطو صاحب اور تمام اہل و عیال سے ملکر شادماں ہوا۔ جناب نور اللہ صاحب بھی رنگون سے خاکسار کے ہمراہ تشریف لائے ہیں۔ اسی روز ۶ مئی کی شام کو ساڑھے سات بجے ایک مجلس منعقد ہوئی۔ بڑی خوشنوائی اور روح و ریحان کے ساتھ جناب محمد ارسطو صاحب نے مناجات پڑھی۔ خاکسار کے بڑے لڑکے میاں احمد علی صاحب نے اور جناب محمد ارسطو صاحب کے سنیر وہ سالہ بچے عنایت اللہ نے کلمات مکنونہ میں سے کچھ کچھ تلاوت کی پھر خاکسار کے چھوٹے بچے امجد علی اور بشارت علی نے زبانی مناجات پڑھی۔

جسوقت مناجات تلاوت کی جاتی تھی مجلس پر عجیب نورانی بہار پرتو فگن نظر آتا تھا۔ الحمد للہ کہ سرزمین روضہ میں ایک نیا گلشن کھلا ہوا ہے۔ ہم خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ آج گلشن روضہ میں بہت سے نئے پھول کھلے ہوئے ہیں۔ بہت سی کلیاں ہیں جو عنقریب کھلنے والی ہیں احباء روحانی دعا فرمائیں کہ ہمارا گلشن روز بروز رونق پذیر ہوتا جائے انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔

خاکسار عباس علی از مقام روضہ (چھپرہ)

سب لوگ
ایرانشہر
کو پڑھتے ہیں !!!
آپ نے اس بارے میں کیا کیا ؟؟؟
عنوان مراسلات :- میرزا علی محمد خاں
نیلی بو بازار اسٹریٹ نمبر ۶۹ کلکتہ

(بقیہ مضمون صفحہ اول)

کانفرنس میں اس قسم کا سوال بعض لوگوں نے اٹھانا چاہا مگر انکی آواز کو مولنا شوکت علی محمد علی نے اپنے استبداد سے روکدیا۔ آخر اس قسم کی چہ میگوئیاں ہوتی رہیں۔

احمدی نمائندے جو اپنے گھر پر مسلمانوں کی تکفیر جرأت کے ساتھ کرتے ہیں کانفرنس میں خاموش تھے۔ بعض لوگ اسے تقیہ اور بعض منافقت قرار دے رہے ہیں۔ مگر ہم جانتے ہیں کہ قادیان والے اسے مصلحت وقت سمجھتے ہیں لہذا ہمیں اسمیں دخل دینے کی ضرورت نہیں۔

افسوس اور خوشی | مولنا احمد سعید صاحب آل مسلم پارٹیز میں محض اس لئے شریک نہیں ہوئے تھے کہ اسمیں قادیانیوں کو بھی شریک کیا گیا ہے۔ مگر اس کانفرنس میں قادیانیوں کی شرکت کے باوجود شریک ہوئے۔ یہ کیا راز ہے۔ امید ہے مولنا کشف حقیقت فرمائیں گے۔ افسوس تو یہ ہے کہ آل مسلم پارٹیز میں احمدیوں کی شرکت کے سبب شرکت ناجائز ٹھہرائی گئی۔ اور خوشی یہ ہے کہ اب وہ ناجواز کچھ ہلکا ہو رہا ہے۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ یہ تعصبات دور ہو جائیں اور باہمی نفرت فنا ہو جائے۔ سب لوگ ہنسی خوشی سے مل جلکر زندگی بسر کریں۔ مسلمان احمدیوں کو اور احمدی مسلمانوں کو کافر کہنا ترک کردیں۔ اسی میں انکی بھلائی ہے۔ اس عصر مبارک میں تفریق کی تحریکات چلانے والے بالآخر ناکام و نامراد ہونگے۔ وحدت و اتحاد کے حامی کامیاب اور صلح کے علمبردار مظفر و منصور ہونگے۔ اسی طرح مسلمانوں کی قسمت بلکہ کل اقوام کی تقدیر کا فیصلہ ہو رہا ہے۔ جو خدائے ذوالجلال کا بے زوال فیصلہ ہے۔ مبارک وہ جو اس تسنیم ہمیشال سے فائز اور حقیقت شناس ہیں ؛

(بقیہ مضمون صفحہ دوم)

کاش ! تمھارے ستانیوالے۔ تمھارے شہید کرنیوالے۔ اپنی آنکھیں اور کان کھولتے اور دنیا کی رفتار سے واقف ہوتے اور دیکھتے کہ اگر اہل بہا کی مسلسل اور متواتر کوشش نہ ہوتی تو آج ایران میں یہ ترقی اور تمدن کی ہوائیں نہ چلتی ہوتیں۔ اور ملک اسدرجہ آمادہ و تیار نہ ہوتا۔ کاش وہ یہ سمجھتے کہ شیعہ و غیر شیعہ یا سُنی و غیر سُنی وغیرہ مذہبی تعصبات ہی وہ زہر ہے کہ جسنے اسلام کے چمکتے اور تندرست بدن کو مریض و سیاہ کردیا اور دنیا کی ہر جاہ و حشم چھینوادی۔ ہمیں امید نہیں بلکہ یقین واثق ہے کہ اعلیحضرت شہریار ایران رضا شاہ مدظلہ العالی بہت جلد ایسے انتظامات جاری کردیں گے کہ یہ بدترین وصمہ بھی مٹ جائے اور انکی رعیت کا سب سے زیادہ ترقی کے لئے آمادہ حصہ ملک کے جاہل دوستوں اور ناعاقبت اندیش سرگروہوں کے ظلم و ستم سے محفوظ ہوکر تعمیری پروگراموں میں ہمدست و ہمراز ہو سکے۔

بہرحال اے ایران ! خدا کا چراغ انسان کی پھونک سے گل نہیں ہوا کرتا۔ اور شہیدوں کے خون کا ہر قطرہ متعدد بیروان کی صورت اختیار کرتا ہے۔ پس انتظار کر کہ ان بارہ شہیدوں کے خون سے کتنے لوگ ایران اور ایران کے باہر حضرت بہاء اللہ کے حلقہ بگوش ہوتے ہیں ؛

©Afnan Library Trust, 2026

کوکب ہند
جلد اول

حضرت بہاء اللہ کی الواح مقدسہ۔ حضرت عبدالبہا کے خطابات مبارکہ۔ بہائی علما کے مضامین اور بیانات محققین و مصنفین کی زبردست تحریرات۔ جماعت احمدیہ کو دعوت و بشارت کا لاجواب سلسلہ

قیمت سے (تین روپے)

کوکب ہند
جلد دوم

پہلی جلد بڑے اخباری سائز پر ہے۔ دوسری جلد ۲۰×۲۶ کے کتابی سائز پر شائع ہوئی ہے۔ پہلی جلد کی تمام خوبیاں معہ اضافہ موجود ہیں۔ اور قادیان نمبر کا سلسلہ مستقل نئے اسلوب سے ہے

قیمت پانچ روپے معہ محصول ڈاک ... ص

کوکب کے خاص نمبر

میلاد نمبر۔ تاریخ نبوی۔ وشان محمدی ۲ر
دعاوی نمبر۔ حضرت بہاء اللہ کے دعاوی ۲ر
کنونشن نمبر۔ کنونشن نمبر بہائی کانفرنس ۱۹۲۴ء ۲ر
لندن کانفرنس مذاہب نمبر ۲ر
مرکز میثاق نمبر۔ حضرت عبدالبہاء کے کارنامے ۲ر

نجم باختر

عالم بہائی کا مشہور مصور ماہوار صحیفہ بزبان انگریزی شکاگو امریکہ سے نکلتا ہے۔ نئی روحانی دنیا کے جدید حالات و کمالات دیکھنے کے لئے اس رسالہ کو ملاحظہ فرمائیں اور کیف روحانی حاصل کریں۔ قیمت سالانہ دس روپے عہ

ملنے کا پتہ

پروفیسر پریتم سنگھ ایم اے کالج آف کامرس کانپور

الاشراق

زیر ادارت حضرت علامہ سید مصطفیٰ رومی انگریزی، فارسی، برمی زبان میں ماہوار روحانی مضامین کا گنجینہ تجلیات حقیقت کا آئینہ۔ جواہر صداقت کا خزینہ۔ حضرت فاضل مدیہ کا نام ہی تمام خوبیوں کا ثبوت ہے قیمت سالانہ پانچ روپے ص

پتہ

پوسٹ بکس نمبر ۲۹۹ (رنگون برما)

خورشید خاور

عشق آباد روس کا بہائی آرگن ماہوار ترکی اور فارسی زبان میں شائع ہوتا ہے۔ مضامین علمی۔ اخلاقی۔ فلسفی روحانی۔ تاریخی ہوتے ہیں۔ موجودہ فارسی زبان سے واقفیت حاصل کرنے کا بھی بہترین ذریعہ ہے۔

ملنے کا پتہ

اصغرزادہ ضیاء اللہ ہاؤنڈس ڈچ لندن ۲۲ انگلستان

تعلیمات حضرت بہاء اللہ

ابتدا سے امر بہائی کی تاریخ۔ حضرت باب کا ظہور۔ حضرت بہاء اللہ کی جلوہ گری۔ شہدائے حق کی جاں نثاری و فداکاری سلطنتوں میں تزلزل امر بہائی کی بلندی و کامیابی۔ حضرت عبدالبہاء کا تذکرہ مع عکس مبارک۔ سنین تاریخ بہائی بغداد اور قسطنطنیہ اڈریانوپل عکہ کے حالات۔ کتاب اقدس سے حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات جو عصر حاضر کی روح ہدایت ہیں۔ زبان نہایت صاف اردو

مصنفہ

مسٹر حشمت اللہ بی اے رئیس آگرہ قیمت فی جلد صرف آٹھ آنے

مجموعہ شش الواح حضرت بہاء اللہ

تجلیات۔ اشراقات۔ طرازات۔ لوح العالم۔ کلمات فردوسیہ۔ بشارات" ان چھ الواح کا مجموعہ اصل معہ ترجمہ ہے۔ کتاب اقدس کے بعد یہ اہم ترین الواح ہیں۔ توحید رسالت معرفت اسم اعظم۔ شجرۂ طوبیٰ۔ تجلی طور، شریعت و طریقت کی حقیقت۔ دعاوی حضرت بہاء اللہ براہین آیات بینات۔ قیمت اکیروپیہ عہ

نوٹ ان کتابوں کی درخواست کے ساتھ ۲۵ فیصدی قیمت پیشگی وصول ہونے پر کتابیں بھیجی جاتی ہیں۔ بعض حضرات کے طرز عمل نے ہمیں اس طریق پر مجبور کیا ہے۔

شرح آیات مورخہ

حضرت بہاء اللہ موعود کل ادیان ہیں۔ آپکا ظہور کتب مقدسہ کی ٹھیک مقررہ تاریخوں میں ہوا۔ شرح آیات مورخہ نے اس مضمون کو واضح طور پر بیان کیا ہے مسلمانوں۔ یہودیوں۔ پارسیوں کی مسلمات کتب مقدسہ سے مدعا کو ثابت کیا ہے جسکو دیکھتے ہوئے ہر منصف اس نتیجہ پر پہنچ جائے گا کہ حضرت بہاء اللہ کا ظہور مبارک الہامی پیشگوئیوں کے مطابق واقع ہوا ہے۔

مصنفہ

حضرت علامہ ابوالفضائل گلپائیگانی۔ قیمت فی جلد اکیروپیہ عہ

پھر نہ کہنا کہ ہمیں خبر نہ ہوئی

اخباری دنیا میں عدیم النظیر

رعایت

اطلاع عام ہے کہ جو صاحب اندوں میعاد من ابتدائے ۱۵- مئی لغایۃ ۱۵- جون سنہ ۱۹۲۶ء ہمارے اخبار الموسوم بہ "روزانہ اخبار بریلی" ہفتہ وار ایڈیشن کی درخواست خریداری کرینگے انکے نام بجائے قیمت مقررہ مستقل چھ روپیہ سالانہ کے چہارم قیمت پھر معہ محصول ڈاک میں جاری کر دیا جائے گا۔

درخواست کنندہ کو لازم ہے مندرجہ ذیل امور کا ضرور خیال رکھیں کہ :- درخواست خریداری کیساتھ قیمت نقد یا بذریعہ منی آرڈر موصول ہونی چاہئے۔ وی پی کی درخواست پر ہرگز اتفاق نہ ہوگا۔ نمونہ کی کاپی کے لئے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہئے۔

المشتہر مینجر روزانہ اخبار بریلی

رسٹ واچ فری

ہر منیجر

جو صاحب ہمارے کارخانہ سے جرمنی کا ہارمونیم باجہ خریدیں گے انکو ایک رسٹ واچ مفت دیجائیگی۔ باجہ کی قیمت چھتیس روپے ہے مال سب کارخانوں سے اچھا اور سستا ہے

المشتہر

جے کے سری واستوا ہارمونیم مرچنٹ
نئی سڑک دہلی

جرمن خضاب

کا

صحیح و اچوک نسخہ

صاحبان میں دوکاندار نہیں۔ نہ ہی اشتہار بازی میرا پیشہ ہے۔ مگر چونکہ سفر یورپ میں مجھے یہ نسخہ ہاتھ لگا تھا اسلئے میں اسے بیچ رہا ہوں تاکہ میرے مصارف سفر نکل آئیں نسخہ صحیح و اچوک ہے اگر صحیح نہ نکلے تو پوری قیمت واپس کر دینے کی گارنٹی ہے قیمت مبلغ پچاس روپیہ ڈاکخرچ بذمہ خریدار۔ اگر کوئی صاحب چاہیں کہ صرف وہی تنہا اس نسخہ کو خرید کر تجارت کا زبنائیں تو اُن کیلئے قیمت دو ہزار پانچسو روپیہ جو میرا خرچ اس سفر میں ہوا نمبر ۹۹۵ معرفت کوکب ہند چاندنی چوک دہلی

محفوظ الحق علی نے محبوب المطابع دہلی میں چھپوا کر دفتر کوکب ہند چاندنی چوک دہلی سے شایع کیا

©Afnan Library Trust, 2026

III 9

اے اہلِ عالم ہمہ بارِیک دارید و بر یکشاخسار

کوکبۂ ہندی دہلی

جلد ۳ نمبر ۹ | مدیر مسئول محفوظ الحق علمی | ہر انگریزی ماہ کی یکم ۱۷.۹.۲۵ کو شائع ہوتا ہے | محل ادارہ چاندنی چوک دہلی | دسمبر جون سنہ ۱۹۲۶ء

شہیدان اہل بہا میں اضافہ

پچھلے ہفتہ میں ہم جہرم کے واقعہ فاجع کی خبر درج کر چکے ہیں کہ ۱۲ اہل بہاء نے میدان وفا میں اپنی جانیں قربان کر کے اپنے محبوب کی محبت صادق کی گواہی دنیا کے سامنے پیش کی ہے۔ شہیدان اہل بہاء کی تعداد اب ہزاروں سے لاکھوں کی طرف جاری ہے۔ مگر یہ بے گناہ گروہ ہمیشہ اپنے قاتلوں کی تلواریں چومتا اور اپنے ظالموں کے لئے دعا کرتا ہے۔ صبر و تحمل اسکا پیشہ اور تسلیم و رضا اسکا شیوہ ہے۔ اپنے محبوب کے اس حکم کی کہ

"تمہارے لئے قتل ہونا اس سے افضل تر ہے کہ تم قتل کرو"

اطاعت کمال مظلومیت سے کرتے ہیں۔ تلواروں اور خنجروں کی دھاریں انکے گلوں پر چلتی ہیں مگر اُف نہیں کرتے۔

آج ہم ایران کے ایک اخبار سے اس واقعہ کی خبر ترجمہ کر کے لکھتے ہیں۔ ابھی تک مفصل خبر ہم تک نہیں پہنچی۔ موصول ہونے پر درج کیجائیگی۔ تاکہ اہل بہا وفا کا نیا سبق سیکھیں اور اپنی جانوں کو ہتھیلی پر رکھکر میدان خدمت میں نکلیں۔ اور اپنے مولی کی محبت میں سرشار دنیا کو وہ پیغام پہنچائیں جو درحقیقت اس دکھیا دنیا کے ہر درد کی دوا ہے:۔

واقعہ فجیعہ جہرم

جہرم سے متواتر جو خبریں آئی ہیں اُن سے پتہ لگتا ہے کہ ایک آخوند ملا محمد نام چند روز سے منبر پر چڑھکر طائفہ بہائیہ کے خلاف لکچر دیا کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ لوگوں میں عداوت اور جنون دینی رونما ہوا۔ زن و مرد جوش میں آئے۔ ایک انبوہ کثیر لاٹھی سونٹے اور چھریاں، تلواریں لیکر ان گھروں پر جہاں بہائی رہتے تھے چڑھ گئے اور قتل عام و غارتگری شروع کی۔ اس غوغائی عام میں اہل بہاء کے ۱۳ شخص مقتول، بہت سے مجروح اور بہت سے مفقود ہو گئے۔ حاکم شہر اور سردار لشکر سپاہیوں کی کمی کے سبب اس شورش کو فرو نہ کر سکے۔ وہ صرف ادارۂ مالیہ اور مامورین حکومت کی حفاظت ہی بڑی مشکل سے کر سکے۔ فوراً خبر امیر لشکر افواج جنوب کو شیراز میں بھیجی گئی۔ انہوں نے فوراً اس بربریت اور ہرج و مرج کے روکنے کے لئے سپاہ روانہ کی۔ اس سے زیادہ اور اطلاع ابھی تک نہیں ملی"

ماخوذ از روزنامہ اختر شیراز

چوں در راہ بینی بریدہ سری — کہ غلطاں شود سوئے میدانِ ما
از و پرس رویہ اسرار ما — کز و شنوی سرِ بہانِ ما
اول فلاح من اُفق الکرم و اول عرف ھاج من قمیص طلعۃ حضرت مالک القدم و اول ذکر تکلم بہ لسانات المشیۃ فی العالم و اول نور انجذبت بہ افئدۃ الامم علیکم یا ھیاکل الثناء و مطالع الاسماء و مشارق الاسم فی ملکوت الانشاء۔ اشھد ان بکم استوی الرحمن علی عرش الامکان و ماج بحر الغفران۔ انتم الذین بمشیاتکم ظھرت المشیۃ و سلطانھا و برزت الارادۃ و اقتدارھا و القدر و ما قدر فیہ من لدی اللہ المقتدر القدیر۔ و بکم احاطت الکلمۃ و سرت النسمۃ و انار العالم من تجلیات نور طلع و اشرق من مطلع نور الاحدیۃ الا ان بکم ھدیت حمامۃ الوفاء فی الفردوس الاعلی و نطقت سدرۃ المنتھی و غنت علی غصن البھاء و نادت الاشیاء بما شھد اللہ موجدکم و خالقکم و سلطانکم و مبدئکم و مبدعکم و محییکم و ممیتکم و اولکم و اٰخرکم و مظھرکم و ملھمکم و مؤیدکم و منزلکم و منتھی وفات الکلمۃ الاولی و المطلع الاول فی ملکوت الانشاء و مظاھر العدل فی الجبروت الاعلی انتم الکتاب المسطور و الرمز المشھور و الرق المنشور و البیت المعمور بکم ارتفعت رایات العدل و نصبت اعلام الفضل و بکم تضوعت رائحۃ القمیص و ظاھرت آیات التقدیس و بکم فتح باب الکرم علی وجہ الامم و ھطلت من سحاب الغفران عنایۃ الرحمن۔ طوبی لکم و لمن تقرب بکم الی اللہ و لمن تشبث باذیالکم و تمسک بحبالکم و نطق بذکرکم و ویل لمن انکر حقکم و اعرض عنکم و استکبر علیکم و جاحد عنایۃ اللہ فیکم یشھد کل شیء بعزکم و ارتفاع مقامکم و بحکم فی الاٰخرۃ و الاولی و خسارۃ الذین کفروا باللہ اذا اتتھم بآیات مشرقات و بینات واضحات و انوار ساطعات۔

سبحانک یا من باسمک طار الموحدون فی ھواء قربک و لقائک و سرع المخلصون الی مقام الفداء فی حبک و رضائک۔ اسئلک بالذین استشھدوا فی سبیلک و اخذھم جذب ایاتک علی شان ما منعھم ما فی الدنیا عن التقرب الیک بان تکتب لنا من قلمک الاعلی ما ینفعنا فی الاٰخرۃ و الاولی۔ یا الٰھی و سیدی و رجائی اسئلک بھذا التراب الاطھر و الرمس المطھر بان تغفر لی و تکفر عنی جرائی العظمی و تؤیدنی بفضلک ما تقر بہ عینی و یفرح بہ صدری انک انت المقتدر علی ما تشاء و فی قبضتک مفاتیح الرحمۃ و الفلاح لا الٰہ الا انت القوی الغالب القدیر

مشہور علمی تصانیف

تنقید الادیان۔ ادیان عالم کی تحقیقات پر ایک عجیب و غریب کتاب ہر مذہب کی صحیح تاریخ۔ قیمت ۱۲ر

مصالح العقلیہ لاحکام النقلیہ۔ تقریباً دو سو احکام شرعیہ کی عقلی حکمتیں۔ قیمت ۱۲ر

الفاروق۔ حضرت عمر کی شاندار سوانحعمری جسکی نظیر کسی زبان میں موجود نہیں۔ از علامہ شبلی مرحوم

حرز جان۔ مطب کی نہایت مفید کتاب۔ ۸ر

تاریخ الخلفاء اردو۔ یہ امام جلال الدین سیوطی کی کتاب کا ترجمہ ہے۔ جسمیں نو برس کے اسلامی حالات ہیں۔ خلفاء راشدین اور بنی امیہ اور خاندان عباسیہ کی شاندار تاریخ ہے۔ کتابت و طباعت قابل داد۔ صفحات ۵۱۲ ضخامت ۸ انچ۔

محاسن اسلام۔ اس کتاب میں تمام مذاہب پر تبصرہ کرتے ہوئے اسلام کی فوقیت ثابت کی ہے۔ قیمت ۸ر

ملنے کا پتہ
منیجر کتبخانہ نیکا ڈاکخانہ ہوڈل ضلع گورکھپور

©Afnan Library Trust, 2026

پولوس کے قرنتیوں کے نام پہلے خط کی پندرھویں فصل بائیسویں آیت کی تفسیر

بسلسلۂ مفاوضات حضرت عبدالبہاء

سوال۔ قرنتیوں کے نام پولوس رسول کے خط کی پندرہویں فصل کی بائیسویں آیت میں لکھا ہے "جسطرح آدم میں سب مرتے اسی طرح مسیح میں سب زندہ ہوئے" اس عبارت کے کیا معنی ہیں؟

جواب۔ واضح ہو کہ انسان میں دو طبیعتیں ہیں۔ طبیعت جسمانی و طبیعت روحانی۔ طبیعتِ جسمانی ہمیں آدم سے ملی ہے۔ اور طبیعتِ روحانی حقیقت کلمۃ اللہ سے وارثہ میں آئی ہے۔ اور یہ روحانیت مسیح ہے۔ طبیعت جسمانی آدم سے پیدا ہوتی ہے۔ طبیعت روحانی فیض روح القدس سے حاصل ہوتی ہے۔ طبیعتِ جسمانی ہر نقص کی مصدر اور طبیعتِ روحانی ہر کمال کی منبع ہے۔ حضرت مسیح نے اپنے آپکو فدا کیا تاکہ لوگ طبیعت جسمانی کے نقائص سے آزاد ہوں۔ اور طبیعت روحانی کے فضائل سے متصف بنیں۔ یہ طبیعتِ روحانی جو حقیقت رحمانیہ کے فیض سے ثابت ہوتی ہے تمام کمالات کی جامع اور روح القدس سے زندگی پاتی ہے۔ یہ طبیعت کمالات خدائی و انوار الٰہی ہے۔ روحانیات ہدایت و بزرگی ہے بلندی ہمت و انصاف ہے۔ محبت و موہبت ہے۔ سب خلق سے مہربانی و خیرات ہے۔ حیات اندر حیات ہے۔ یہ طبیعتِ روحانی شمس حقیقت کی شعاعوں کی تجلی ہے۔ مسیح روح القدس کا مرکز اور اس سے متولد ہوا ہے یعنی حقیقتِ مسیحیہ آدم کی اولاد سے نہیں بلکہ روح القدس سے پیدا ہوئی پس پولوس کے کرنتھیوں کے نام رسالۂ اول کے باب ۱۵ کی آیت ۲۲۔ "جسطرح آدم میں سب مرتے ہیں مسیح میں زندہ کئے جائینگے" کا مطلب یہ ہے:۔ بحسب اصطلاح آدم انسانوں کا باپ ہے یعنی آدم نوع انسانی کی حیات جسمانی کا سبب ہے۔ جسمانی باپ ہے۔ نفس زندہ ہے مگر زندگی دینے والا نہیں۔ من حیث الروح حضرت مسیح روحانی باپ ہیں۔ یعنی نوع انسانی حیات روحانی کا سبب ہیں۔ آدم نفس زندہ ہے۔ مسیح زندہ کرنیوالی روح ہے۔ انسان کا عالم جسمانی قوای شہوانی کے ماتحت ہے قوای شہوانی کا ایک خاص نتیجہ گناہ ہے۔ کیونکہ قوای شہوانی عدل و صداقت کے قانون کے تلے نہیں انسان کا جسم طبیعت کا بندہ ہے جسطرح طبیعت اسے حکم دیتی ویسے ہی کرتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ عالم جسمانی میں گناہ موجود ہے۔ مثلاً غصہ۔ حسد۔ جدال۔ حرص۔ طمع۔ جہالت۔ خود غرضی۔ نسیان تکبر و ظلم یہ سب وحشیانہ صفات طبیعتِ انسانی میں موجود ہیں۔ جس انسان کو تربیت روحانی نہیں ملی وہ حیوان ہے۔ جیسے افریقہ کے باشندے۔ انکی حرکات و سکنات و اخلاق سراسر شہوانی ہیں۔ اور طبیعت کے کہنے پر چلتے ہیں۔ یہانتک کہ ایکدوسرے کو پھاڑتے اور کھاتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ انسانی عالم جسمانی عالم گناہ ہے۔ عالم جسمانی میں انسان و حیوان میں کچھ فرق نہیں۔ ہر گناہ طبیعت کے تقاضہ کا نتیجہ ہے۔ طبیعت کا یہ اقتضا جو جسم کا خاصہ ہے حیوان کے لئے گناہ نہیں ولیکن انسان کے لئے گناہ ہے۔ حیوان مصدر نقائص ہے۔ غضب۔ شہوت۔ حسد۔ حرص۔ تعدی و تہور و تمام دیگر مذموم اخلاق حیوان کی طبیعت میں ہیں۔ حیوان کے لئے گناہ نہیں مگر انسان کے لئے گناہ ہیں۔ حضرت آدم انسان کی حیات جسمانی کا سبب ہیں۔ حقیقت مسیح یعنی کلمۃ اللہ حیات روحانی کا سبب اور زندہ کرنیوالی روح ہے۔ یعنی تمام نقائص جو انسان کی حیاتِ جسمانی کا تقاضا ہیں اس روح مجرد کی تعلیم و تربیت سے کمالات انسانی میں بدلجاتے ہیں۔ پس حضرت مسیح زندگی دینے والی روح ہے اور سب کی حیات روحانی کا سبب۔ حضرت آدم حیاتِ جسمانی کا سبب تھا۔ چونکہ انسان کا عالم جسمانی عالم نقائص ہے۔ اور نقائص عین موت ہیں۔ اسی لئے پولوس نقائص جسمانی کو موت کہتا ہے۔

لیکن عام مسیحی کہتے ہیں کہ حضرت آدم نے شجر ممنوعہ سے کھاکر گناہ کیا اور اس گناہ کی نکبت و شامت مسلسل اولاد آدم میں ارث کے طور پر جاری ہے۔ اسی لئے حضرت آدم خلق کی موت کا سبب ہیں۔ یہ بیان صریحاً غلط ہے۔ کیونکہ اگر اس بیان کے یہ معنی ہوں تو تمام خلق حتیٰ کہ انبیاء و رسل بھی بغیر قصور و گناہ صرف اسلئے کہ اولاد آدم میں سے تھے قصوروار و گنہگار ہوتے ہیں۔ اور مسیح کی قربانی کے دن تک دوزخ میں عذاب الیم میں گرفتار رہتے ہیں۔ یہ خدائی انصاف سے بعید ہے۔ اگر آدم گناہگار تھا تو حضرت ابراہیم کا کیا گناہ۔ اسحٰق و یوسف کا کیا قصور۔ موسیٰ کی کیا خطا۔

یہ جو کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح کلمہ تھے اسکے دو معنی ہیں۔ ظاہری و حقیقی۔ ظاہری معنی تو یہ ہیں کہ چونکہ حضرت مسیح کا یہ مقصد تھا کہ ایک امر پر قیام فرمائیں۔ تربیت عالم انسانی کریں اولاد آدم کو زندگی عطا کریں۔ اور تمام خلق کو نورانی بنائیں۔ ایسے امر عظیم پر قیام کرنا جسکے سبب اہل دنیا مخالف اور تمام اقوام و حکومتیں خلاف ہوں۔ البتہ آپکے مارے جانے اور مقتول و مصلوب ہونے کی نشانی تھی۔ لہذا حضرت مسیح نے جب امر کا اظہار فرمایا جان کو فدا کیا۔ صلیب کو تخت سمجھا۔ زخم کو مرہم جانا۔ زہر کو شہد و شکر خیال کیا۔ لوگوں کی تعلیم و تربیت پر قیام فرمایا یعنی اپنے آپکو فدا کیا۔ تاکہ زندگی کی روح بخشیں۔ اور اپنے جسم کو فنا کیا تاکہ دوسروں کو روح سے زندہ کریں۔

فدا کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ حضرت مسیح بیج کی مانند تھے۔ اس بیج نے اپنی صورت کو فدا کیا تاکہ درخت نشو و نما پائے۔ اگرچہ بیج کی صورت گم ہوگئی لیکن اسکی حقیقت نہایت عظمت و لطافت کے ساتھ درخت میں ظاہر ہوئی۔ مقام مسیح کمال محض تھا۔ اور یہ کمالات الٰہیہ آفتاب کی مانند سب مومنوں پر چمکے۔ اور انوار کی فیاضیاں حقائق نفوس میں روشن ہوئیں۔ اسی لئے فرماتا ہے "میں آسمان سے اتری ہوئی روٹی ہوں۔ جو کوئی اس روٹی سے کھاتا ہے نہیں مرتا۔ یعنی جس غذائے الٰہی سے حصہ پاتا ہے ہمیشہ کی زندگی پاتا ہے۔ اسی لئے جس کسی نے اس فیض سے حصہ پایا اور ان کمالات کو حاصل کیا اُسنے ہمیشہ کی زندگی پائی۔ اور فیض قدیم سے فائدہ اُٹھایا۔ گمراہی کی تاریکی سے رہائی پائی۔ اور ہدایت کی روشنائی سے روشن ہوا۔ بیج کی ہستی درخت کے لئے فدا ہوئی۔ مگر اس فداکاری کے سبب بیج کے کمالات ظاہر و آشکار ہوئے کیونکہ درخت، شاخیں، پتے اور شگوفے سب بیج میں مستور و پنہاں تھے۔ جب بیج فدا ہوا تو اس کے کمالات نہایت خوبی کے ساتھ پتوں، شگوفوں اور پھلوں کی صورت میں ظاہر ہوئے ٭ ٭

(ل) مسئلہ حضرت آدم و اکل شجرہ

سوال:۔ حضرت آدم اور شجرۂ ممنوعہ سے کھانے کی کیا حقیقت ہے؟

جواب۔ تورات میں مذکور۔ کہ خدا نے آدم کو جنت عدن میں رکھا تاکہ عامل و محافظ رہے۔ اور فرمایا کہ جنت کے سب درختوں سے کھا مگر نیکی و بدی کے درخت سے نہ کھانا۔ اگر کھایا تو موت میں مبتلا ہوگا۔ ..... پھر فرماتا ہے کہ خدا نے آدم کو نیند میں ڈالا اور اسکی پسلیوں میں سے ایک ہڈی لیکر اُس سے ایک عورت بنائی تاکہ وہ اُس سے محبت سے ملکر رہے۔ ..... پھر فرماتا ہے کہ سانپ نے اس عورت کو اُس درخت کا پھل کھانے کے لئے اُکسایا۔ اور کہا کہ خدا نے تمھیں اس درخت سے کھانے کے لئے اسلئے منع فرمایا ہے کہ تمھاری آنکھیں نہ کھلیں اور تم نیکی بدی کو نہ پہچان سکو۔ پس حوّا نے اس درخت سے کھایا اور آدم کو بھی دیا اور اس نے بھی کھایا۔ انکی آنکھیں کھل گئیں۔ انہوں نے اپنے آپکو ننگا پایا۔ اور درخت کے پتوں سے اپنے ستر کو ڈھانکا۔ پس عتاب الٰہی کے مورد ہوئے۔ خدا نے آدم سے پوچھا کیا شجر ممنوعہ سے تم نے کھایا۔ آدم نے جواب دیا کہ حوّا نے مجھے کھانے کو کہا۔ پس خدا نے حوّا پر عتاب ظاہر کیا۔ حوّا نے کہا کہ سانپ نے مجھے ورغلایا اور سانپ ملعون ہوا۔ اور حوّا اور سانپ اور انکی اولاد کے درمیان دشمنی قائم ہوئی۔ اور خدا نے فرمایا انسان ہمارے جیسا ہوگیا۔ نیکی و بدی سے آگاہ ہوا۔ شاید زندگی کے درخت سے کھائے اور جب تک زندہ رہے۔ اسلئے خدا نے زندگی کے درخت کی خود حفاظت کی"۔

اس حکایت کے اگر وہی معنی لیں جو عوام میں مانے جاتے ہیں تو یہ نہایت ہی عجیب و غریب ہیں، عقل انکے ماننے و قبول کرنے سے معذور ہے۔ بلکہ ایسا خیال بھی عقل سے بعید ہے۔ کیونکہ ایسی ترتیب و تفصیل ایسے خطاب و عتاب ایک عقلمند شخص بھی نہ کرے گا۔ پھر خدا

©Afnan Library Trust, 2026

تو کیا ہی کہنا وہ خدا جس نے اس کون و ناممتاہی کو اکمل صورت میں ترتیب دیا۔ اور ان بے انتہا کائنات کو نہایت ہی انتظام اور مضبوطی و کمال سے آراستہ کیا! ذرا سوچیں۔ اگر اس حکایہ کے ظاہری معنوں کو کسی شخص عاقل کی طرف نسبت دیں تو عام عقلا انکار کریں گے کہ ایسی ترتیب اور یہ وضع یقیناً کسی عاقل سے صادر نہ ہوگی۔ لہذا یہ آدم و حوا کی حکایت اور درخت سے کھانے اور بہشت سے نکالے جانے کا قصہ سب کا سب رموز و حقائق اسرار ہیں۔ جو نہایت ہی عجیب و غریب معانی و دلالات رکھتے ہیں۔ جن سے محرمین راز و مقربین حضرت بے نیاز کے سوا کوئی واقف نہیں۔

ان آیات تورات کے بہت سے معنی ہیں۔ ہم ان معانی میں سے ایک کا ذکر کرتے ہیں آدم سے مراد روح آدم اور حوا کا مطلب نفس آدم ہے۔ کیونکہ کتب الہیہ کی بعض مقامات میں جہاں عورتوں کا ذکر ہوا ہے اس سے نفس انسانی ہی مراد لیا گیا ہے۔ نیکی و بدی کے درخت کے معنی یہ جہان ناسوتی ہے۔ کیونکہ جہان روحانی حقائی خالص نیکی اور سراسر نورانی ہے لیکن عالم ناسوت میں نیکی و بدی۔ نور و تاریکی متضاد چیزیں موجود ہیں۔ سانپ سے مراد عالم ناسوتی سے "تعلق" ہے۔ روح کا عالم ناسوتی سے یہ "تعلق" روح و نفس آدم کو عالم آزادی سے نکلوانے اور دنیائے غلامی و اسیری میں لانے کا سبب ہوا۔ ملکوت توحید کی دنیائے ناسوت کی طرف متوجہ ہونے کا باعث بنا۔ روح و نفس آدم نے جب عالم ناسوت میں قدم رکھا تو جنت آزادی سے خارج اور عالم اسیری میں گرفتار ہوا۔ اوج تقدیس سے جہاں تیکی ہی نیکی تھی گرا اور نیکی و بدی کی دنیا میں قدم رکھا۔

"زندگی کے درخت" سے مراد عالم وجود میں کلمۃ اللہ اور ظہور کلی کا مقام ہے۔ لہذا وہ مقام محفوظ رکھا گیا۔ اور مظہر کلی کے ظہور بشریت کے وقت ظاہر ظاہر روشن ہوا۔ کیونکہ آدم کا مقام از روئے ظہور و بروز کمالات الہیہ لفظ کا مقام تھا اور حضرت مسیح کا مقام جوانی و رشد کا رتبہ تھا۔ اور نیز اعظم (حضرت بہاء اللہ جل ذکرہ) کا مقام طلوع کمالات ذاتی و صفاتی کا درجہ تھا۔ اسی لئے جنت اعلیٰ میں "زندگی کے درخت" سے مراد تقدیس خالص اور تنزیہ صرف کا مرکز ہے۔ یعنی مظہر ظہور کلی ہے۔ حضرت آدم کے وقت سے حضرت مسیح کے زمانے تک "ہمیشہ کی زندگی اور کمالات ملکوتیہ کا اتنا ذکر نہ ہوا کرتا تھا۔ یہ زندگی کا درخت حقیقت مسیح کا مقام تھا جو ظہور مسیح میں لگایا گیا اور ابدی پھلوں سے آراستہ ہوا۔

اب دیکھئے یہ معنی کسقدر حقیقت کے مطابق ہیں۔ روح و نفس آدم نے جب عالم ناسوتی سے تعلق پیدا کیا تو عالم آزادی سے نکلکر دنیائے تقیید میں گرا۔ اور یہ غلامی اسکی اولاد میں جاری رہی۔ روح و نفس کا عالم ناسوت سے تعلق گناہ ہے اور یہ گناہ اولاد آدم میں موروثی ہوگیا۔ یہ "تعلق" سانپ ہے جو ہمیشہ اولاد آدم کی ارواح میں موجود ہے۔ اور ان دونوں میں دشمنی بھی ہمیشہ کے لئے قائم و برقرار ہے کیونکہ دنیائے ناسوت سے تعلق ارواح کی غلامی کا سبب ہوا۔

یہ غلامی سراسر گناہ ہے جو اولاد آدم میں پھیلا ہوا ہے۔ کیونکہ اس گناہ کے سبب ارواح اصلی روحانیت و غائی مقامات تک نہیں پہنچ سکتے۔ مگر جب حضرت مسیح کے فیوضات اور نیز اعظم حضرت بہاء اللہ جل اسمہ کے انوار تقدیس منتشر ہوئے تو وہ نفوس جنہوں نے امر اللہ کی طرف توجہ کی اور فیوضات سے فائدہ اٹھایا اس تعلق و گناہ سے نجات پاگئے۔ ہمیشہ کی زندگی سے فائز ہوئے غلامی کی بیڑیوں کو کاٹ کر آزادی کی دنیا میں داخل ہوئے۔ عالم ناسوت کے رزائل سے بری ہوکر عالم ملکوت کے فضائل سے مستفیض ہوئے۔ یہی اس بیان کے معنی ہیں کہ فرماتا ہے میں نے اپنے خون کو دنیا کی زندگانی کے لئے نثار کیا یعنی بلائیں اور مصیبتیں جھیلیں حتی کہ شہادت کبریٰ کو برداشت کیا۔ تاکہ یہ مقصد حاصل ہو۔ یعنی یہ گناہ۔ یہ عالم ناسوت سے ارواح کا تعلق ٹوٹ جائے اور عالم لاہوت کی طرف منجذب ہوں تاکہ ایسے نفوس پیدا ہوں جو ہدایت کی روح روان اور کمالات عالیہ کی جان ہوں۔ ملاحظہ فرمائیں کہ اگر اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کے خیال کے مطابق اس عبارت کے ظاہری معنی لئے جائیں تو سراسر ظلم و جبر ہے۔ اگر آدم نے شجر ممنوعہ کے قریب جانے سے گناہ کیا تھا تو خلیل جلیل کا کیا تصور۔ موسیٰ کلیم کی کیا خطا۔ نوح نجی کا کیا گناہ۔ یوسف صدیق کا کیا جرم۔ انبیای الٰہی کا کیا قصور۔ یوحنای مقدس کا کیا قصور۔ کیا حقائی انصاف اسے قبول کرے گا کہ یہ مظاہر نورانیہ آدم کے گناہ کے باعث عذاب جہنم میں گرفتار ہوں؟ حتیٰ کہ مسیح آکر قربان ہو اور انہیں اس سخت عذاب سے نجات دے۔ ایسا خیال ہر قواعد و قانون کے خلاف ہے۔ کوئی عقلمند شخص اسے قبول نہ کرے گا اصل مطلب وہی ہے جو ہم نے بیان کیا۔ آدم سے مراد انسان کی روح اور حوا سے مراد اسکا نفس ہے درخت سے مراد عالم ناسوت اور سانپ سے مراد عالم ناسوت سے تعلق ہے یا تعلق جو گناہ ہے اولاد آدم کے اندر پھیل گیا۔ حضرت مسیح نے اپنے نفحات قدس کے ذریعے اس طریق سے نجات دی اور اس گناہ سے بچایا۔ آدم کا یہ گناہ آپ کے مرتبہ کے لحاظ سے ہے۔ کیونکہ اس تعلق سے بڑے بڑے نتائج ظاہر ہوتے ہیں تو بھی عالم روحانی و لاہوتی سے تعلق کے بالمقابل عالم ناسوتی سے تعلق گناہ گنا جاتا ہے (حسنات الابرار سیئات المقربین) نیکوں کی خوبیاں مقربین کے گناہ ہیں۔ یہ ثابت ہوگیا۔ قوی جسمانی کی مانند جو قوائی روحانی کے بالمقابل بالکل قاصر ہیں۔ بلکہ یہ قوت اس قوت کے بالمقابل سراسر ضعف شمار کی جاتی ہے۔ اسیطرح جسمانی زندگی بھی وجود ملکوتی و حیات ابدی کے مقابلے میں موت سمجھی جاتی ہے چنانچہ حضرت مسیح حیات جسمانی کو موت ہی سے تعبیر کرتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا ہے "مجھ دو مردوں کو کہ مردوں کو دفن کریں"۔ حالانکہ وہ لوگ حیات جسمانی رکھتے تھے لیکن حضرت مسیح کی نظر میں وہ زندگی موت تھی۔ تورانی حکایت آدم کے یہ معنی ہیں اور آپ سوچیں تاکہ اور معنی آپ پر ظاہر ہوں

والسلام

ایمان صادق

ہدایت الٰہی وہ ہے جو انسان کو ہمیشہ راہ راست پر چلاتی ہے سب انسان زمینی ہیں۔ ان کے دل اس دنیا میں لگے ہوئے ہیں شب و روز وہ اس دنیا کے خیالات اور اسکے کاموں میں مصروف ہیں۔ انہیں اس دنیا کی عزت۔ اس دنیا کی دولت۔ اسکی جاہ و منصب کا خیال ہے۔

جب ملکوت کی راہ یعنی صراط مستقیم واضح ہوتی ہے تو ہدایت الٰہی بتلاتی ہے کہ ملکوت الٰہی کا راستہ یہ ہے۔ اس راستہ کو پہچان لینا ہی کافی نہیں اسپر چلنا بھی فرض ہے تاکہ تم منزل مقصود پر پہنچ جاؤ۔ مثلاً اگر کوئی شخص امریکا کا راستہ جان جائے تو اسکا جاننا ہی اسکے لئے کافی نہیں۔ اُسے اسپر چل کر امریکا پہنچنا بھی ضروری ہے ورنہ راستہ ہی دریافت کرتے رہنا اُسے امریکا نہ لیجائے گا۔ بچے کے لئے اتنا ہی بس نہیں کہ وہ جان جائے کہ مدرسہ کہاں ہے۔ اُسے تو فائدہ تب ہی پہنچ سکتا ہے جب وہ سکول میں جاکر پڑھے۔ ایمان بھی نہیں کہ ہم مدرسہ کو جان لیں۔ اور اُستاد کو پہچان لیں۔ ایمان یہ ہے کہ ہم اس مدرسہ میں علم حاصل کریں۔ بالعلم حاصل کئے مدرسہ کو جان لینا سعی لاحاصل ہے یہی حضرت مسیح کے اس قول کا مطلب ہے کہ تم درخت کو اُس کے پھلوں سے پہچان لوگے۔

اگر تم دیکھو کہ ایک شخص سچ بولتا ہے حقیقی مومن اور منصف ہے ملکوت الٰہی کی طرف منجذب ہے۔ اپنے ارادہ کو مشیت الٰہی میں فنا کئے ہوئے ہے جان لو کہ وہ شجر ملکوت ہے۔

اگر تم ایک ایسے شخص کو دیکھو جسکا دل اس دنیا میں پھنسا ہوا ہے جسمیں صداقت۔ انقطاع اور توجہ الی اللہ یعنی جو خدا کی تعریف و یاد میں مصروف نہیں جو محبت الٰہی سے سرشار نہیں تو سمجھ لو کہ وہ شجر تاریکی ہے۔ سچا ایمان صرف توحید خدا کو قبول کرنا ہی نہیں ایمان سے مراد یہ ہے کہ صفات الٰہی حقیقت انسان میں جلوہ نما ہوں۔ ایمان سیاہ باطن لوگوں کو منور بناتا ہے۔ غافلوں کو ہوشیار کرتا ہے۔ سوتے ہوؤں کو جگاتا ہے۔ ناسوتیوں کو ملکوتی بناتا ہے۔ شیطانوں کو روحانی کرتا ہے سچے ایمان کے یہ معنی ہیں۔

اسی لئے میں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ انسان کو راہ الٰہی میں چلنا لازمی ہے۔ دن و رات اسکی کوشش بہتر بننے کی ہو۔ اسکا ایمان بڑھتا اور پکا ہوتا جائے۔ اسکی نیکیوں اور اسکی توجہ الی اللہ زیادہ ہوتی جائے۔ اسکی آتش محبت بڑھتی جائے۔ تب روز بروز وہ ترقی کرتا جائیگا۔ کیونکہ اگر وہ ترقی نہ کرے گا تو تنزل کرے گا۔ پرندہ جب اُڑتا ہے تو اونچا ہی اونچا جاتا ہے۔ جونہی وہ اُڑنا بند کرتا ہے وہ نیچے آنے لگتا ہے۔

ہر صبح جب تم بیدار ہو تو آج اور کل کا مقابلہ کرو اور دیکھو کہ تم کس حالت میں ہو۔ اگر تم دیکھو کہ تمہارا ایمان زیادہ پختہ ہے۔ تمہارا دل یاد الٰہی میں زیادہ مشغول ہے۔ تمہاری محبت زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔ تمہارا انقطاع زیادہ مضبوط ہے۔ تب خدا کا شکر کرو اور ان

(بقیہ ملاحظہ فرمائیں صفحہ ۵ کالم ۳ پر)

©Afnan Library Trust, 2026

لوح مبارک حضرت بہاءاللہ بنام سلطان ترکی

هُوالمالک بالاستحقاق

قلم اعلیٰ فرماتا ہے:-

اے وہ شخص جو خود کو اعلی الناس سمجھتا اور غلام الٰہی (حضرت بہاءاللہ) کو جس سے ملأ اعلیٰ کی آنکھیں روشن اور منیر ہیں ادنی العباد شمار کرتا ہے۔ میں تجھے اور تیرے جیسوں سے نہ تو کوئی توقع رکھتا ہے اور نہ رکھونگا۔ جب کبھی کوئی مشرق انسانیت و مظہر عزت سبحانی عالم باقی سے اس جہان فانی میں مردوں کو زندہ کرنے کے لیے آیا۔ تو تیرے ہی جیسوں نے اُن پاک و منزہ نفوس کو جن پر اہل دنیا کی اصلاح منحصر و منوط تھی مفسد و متقصر سمجھا۔ الحق اُن کے نام مٹ گئے۔ اور جلد ہی تیرا نام بھی مٹ جائے گا۔ اور تو اپنے آپکو ایک بڑے گھاٹے میں پائے گا۔ تو سمجھتا ہے کہ یہ دنیا کا مصلح و محی حضرت بہاءاللہ، مفسد و متقصر ہے۔ ان عورتوں، شیر خوار و بیمار بچوں نے کیا قصور کیا ہے کہ تیرے قہر و غضب کے تیروں کا نشانہ بن رہے ہیں۔ کسی مذہب یا ملت میں بچے ذمہ دار نہیں ٹھہرائے گئے۔ حکم خدائی قلم نے تو انہیں چھوڑ دیا مگر تیرے ظلم و ستم کی آگ نے ان سب کو گھیرا ہوا ہے۔ اگر تو کوئی مذہب یا ملت رکھتا ہے تو خدا کی کتابوں، پاک صحیفوں اور الہامی الواح کو دیکھ کہ بچوں پر کچھ بھی فرض نہیں کیا گیا۔ علاوہ ازیں وہ لوگ بھی جو خدا کے قائل نہیں اس قسم کے کاموں کے مرتکب نہیں ہوئے۔ ہر چیز ایک اثر رکھتی ہے۔ اس اثر اشیاء سے سوائے اس جاہل کے جو عقل اور سمجھ سے بالکل عاری ہو اور کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اسلئے بیشک ان بچوں کی نالہ و زاری اور ان مظلوموں کی آہیں اپنا اثر دیے بغیر نہ رہینگی۔ اس گروہ کو جنہوں نے کبھی تیری بادشاہت میں کوئی مخالفت نہیں کی اور نہ ہی تیری حکومت کے خلاف کوئی جرم کیا۔ جو رات دن گوشہ نشین یاد خدا میں رہتے تھے تو نے پامال کیا۔ اور جو کچھ وہ رکھتے تھے وہ تیرے ظلم کی دست دراز سے باقی نہ بچا۔ جب تو نے اس غلام الٰہی کے شہر بدر کرنے کا حکم دیا تو یہ مظلوم رونے اور آہ و زاری کرنے لگے۔ مگر افسران فوج نے جنھیں تو نے ہمیں مقرر کیا تھا، کہا کہ "انہیں ان لوگوں سے کوئی واسطہ نہیں۔ انہوں نے حکومت کا کوئی جرم نہیں کیا۔ اگر وہ تمھارے ساتھ آنا چاہتے ہیں تو انہیں کوئی کچھ نہیں کہسکتا۔"

ان فقیروں نے اپنا خرچ راہ خود ادا کیا۔ اور سب مال و متاع کو چھوڑ کر صرف اس غلام الٰہی کے وصل پر قناعت کی۔ اور خدا پہ توکل کر کے انہوں نے پھر اگیدفعہ حق کے ہمراہ ہجرت کی حتی کہ ہمیں بہا قلعۂ عکاء مقرر ہوا۔ عکا میں پہنچتے ہی افسران فوج نے سب کو نرغے میں لیلیا۔ عورتوں۔ مردوں۔ بچوں اور بوڑھوں سبکو فوج کے تنگ و تاریک جیل خانہ میں بند کر دیا۔ پہلی رات سب بھوکے اور پیاسے رہے کیونکہ قید خانہ کے دروازے پہ افسر فوج نے پہرہ بٹھا دیا اور کسی کو باہر جانے کی اجازت نہ دی۔ ان فقیروں کی کوئی نہ سنتا تھا۔ حتی کہ پانی مانگنے پر بھی کوئی انہیں پانی نہ دیتا تھا۔ بہت دن گذر گئے اور ہم اسی حالت میں اس قید خانہ میں مقید ہیں۔ حالانکہ پانچ سال ہم اور نہ میں نظر بند تھے۔ شہر کے تمام لوگ۔ عالم، جاہل امیر و فقیر ان لوگوں کی پاکی اور نیکی کی گواہی دیتے تھے۔ اور نہ سے جب اس غلام الٰہی کو شہر بدر کیا گیا تو خدا کے پیاروں میں سے ایک نے اپنے آپکو فدا کر دیا۔ وہ اس مظلوم کو ظالموں کے پنجے میں دیکھنے کی تاب نہ لاسکا۔ راہ میں تین مرتبہ کشتی بدلنی پڑی۔ اور اس کشتی کے اترنے بدلنے میں بچوں کو جو تکلیف ہوئی وہ معلوم ہی ہے۔ کشتی سے اترتے ہی ہم میں سے چار آدمیوں کو علیحدہ کر لیا۔ اور انہیں میرے ساتھ آنیسے روکا۔ رخصت ہونے کے وقت انمیں سے ایک نے جسکا نام عبدالغفار تھا، اپنے آپکو سمندر میں پھینکدیا۔ اور آجتک کوئی نہیں جانتا کہ اسکا حال کیا ہوا۔ یہ اُس بحر ظلم کا جو تو نے ہم پر وارد کیا صرف ایک قطرہ ہے۔ تو بھی تو نے بس نہ کی۔ ہر روز تیرے مقرر کئے ہوئے افسر ہمپر ایک حکم لگاتے ہیں۔ اور ابھی تک یہ حکم ختم نہیں ہوئے ہر شب و روز وہ نئے نئے مگر گھڑنے میں مشغول ہیں۔ ہر شبانہ روز میں وہ ان قیدیوں کے لئے تین روٹیاں حکومت کی گودام سے لیتے ہیں مگر کوئی انہیں کھا نہیں سکتا۔

ابتدائے دنیا سے اسوقت تک ایسا ظلم نہ کسی نے دیکھا تھا نہ سُنا تھا۔ میں اُسی کی قسم کہا کر کہتا ہوں جس نے بہاء کو زمین و آسمان کے درمیان منادی کرنے کا حکم دیا کہ انلوگوں کے سامنے جنہوں نے اپنی ارواح و اجساد و اموال کو خدائے بزرگ و قادر مقتدر کی محبت میں نثار کر دیا ہے تیری کچھ بھی حقیقت نہیں۔ خدا کے نزدیک ایک مٹھی بھر خاک تیری حکومت و عزت و دولت سے بڑھکر ہے۔ اگر وہ چاہے تو تمھیں ریت کے ذروں کی طرح بکھیر سکتا ہے۔ وہ وقت دور نہیں جب اسکا قہر تجھپر نازل ہوگا۔ فساد تم میں رونما ہوگا اور تیرے ممالک کے حصے بخرے کر لئے جائینگے تب تم نوحہ و زاری کروگے اور کوئی مددگار و یار نہ پاؤگے۔

یہ باتیں اسلئے نہیں لکھی گئیں کہ تم متنبہ ہو کیونکہ غضب الٰہی تو فی الحال ہی ان لوگوں کو گھیرے ہوئے ہے۔ تم بالکل متنبہ نہیں ہوئے اور نہ ہی ہوگے۔ نہ ہی یہ باتیں اسلئے لکھی گئی ہیں کہ ان ظلموں کا ذکر کیا جائے جو پاک و نیک لوگوں پہ وارد ہوئے ہیں کیونکہ یہ نیک لوگ بادۂ رحمٰن سے سرشار ہیں۔ عنایت الٰہی کی شراب کے نشے نے انہیں ایسا خود فراموش کر دیا ہے کہ اگر تمام دنیا کے ظلم اُن پر کئے جائیں تو بھی خدا کی راہ میں راضی ہی نہیں بلکہ شکر گذار ہونگے۔ نہ ہی انہوں نے کبھی کوئی شکوہ کیا اور نہ ہی انہیں کوئی شکایت ہے۔ ان کا خون ان کے بدن میں ہمیشہ دونو جہان کے پروردگار سے تمنی و مستدعی ہے کہ اُسکی راہ میں خاک پہ بہایا جائے انکے سر اسباب کے آرزومند ہیں کہ اپنے دل و جان کے پیارے کی راہ میں نیزوں پر چڑھائے جائیں۔

کئی دفعہ خدا کی بلا تجھپر نازل ہوئی مگر تو ہوشیار نہ ہوا۔ ایک تو وہ آتشزدگی تھی جسنے شہر کے ایک بڑے حصے کو عدل کی آگ سے جلا ڈالا۔ حتی کہ شاعروں نے اپنے قصیدوں میں لکھا کہ ایسی آگ آجتک کبھی نہیں لگی تو بھی تیری غفلت بڑھتی ہی گئی پھر سیضہ مسلط ہوا مگر تجھے خبر بھی نہ ہوئی۔ منتظر رہو غضب الٰہی تیار ہے بہت جلد تو وہ سب چیزیں دیکھ لیگا جو قلم امر سے نازل ہوئی ہیں۔ کیا تو اپنی عزت کو دائمی سمجھے ہوئے ہے؟ یا اپنی بادشاہت کو لازوال جانتا ہے؟ نہیں! خدا کی قسم نہیں! نہ تو تیری عزت ہی رہیگی۔ اور نہ ہی ہماری ذلت۔ یہ ذلت (سلیم الطبع) انسان کے نزدیک بے شمار عزتوں کی "تاج" ہے

جب یہ غلام الٰہی چھوٹا بچہ تھا۔ اور ابھی سن بلوغ کو نہ پہنچا تھا تو میرے والد نے میرے ایک بڑے بھائی کی شادی طہران میں کی۔ اس شہر کے دستور کے مطابق سات دن اور رات جشن ہوتا رہا۔ آخری دن کہنے لگے کہ آج سلطان سلیم کا کھیل ہے شہر کے تمام امیر و کبیر و عمائد و ارکان جمع تھے۔ میں بھی ایک کھڑکی میں بیٹھا دیکھ رہا تھا۔ صحن عمارت میں ایک چھوٹا سا خیمہ برپا کیا گیا۔ ایک پتلی انسان کی شکل جسکا قد ایک بالشت بھر دکھائی دیتا تھا خیمہ سے باہر آکر پکارتا تھا کہ سلطان آرہا ہے۔ کرسیوں کو درست کرو۔ پھر کچھ۔ اور پتلیاں آئیں جو جھاڑو دینے لگیں، اور آخر ماشکی نے آکر چھڑکاؤ کیا۔ پھر ایک شخص نے جسے نقیب کہہ رہے تھے آکر لوگوں کو کہا کہ سلام کے لئے سلطان کے حضور میں حاضر ہوں۔ ایک جماعت شمال و کلاہ کے ساتھ جیسا کہ ایرانی رسم ہے اور کچھ آدمی تبر اور گنڈاسہ سے آراستہ آئے۔ پھر کچھ ناظر و جلاد چوب و فلک کے ساتھ آئے اور اپنی اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے اسکے بعد بادشاہ شوکت سلطانی اور تاج خاقانی کے ساتھ نہایت رعب و داب کے ساتھ شاہانہ قدم اٹھاتا ہوا آیا اور کمال وقار و سکون و تمکین کے ساتھ تخت پر متمکن ہوا۔ اسکے جلوس کیوقت توپ و دنر سنگھے کی آواز ہوئی جو ہوئی غیمہ میں دھواں پھیل گیا۔ جب یہ دھواں ہٹا تو دکھائی دیا کہ سلطان بیٹھا ہے۔ اور وزیر و امیر و ارکان دربار سب اپنی اپنی جگہ پر ادب سے بیٹھے ہیں۔ اسی اثناء میں ایک چور پکڑا ہوا آیا بادشاہ نے حکم دیا کہ اسکی گردن ماری جائے جلاد نے فوراً اسکی گردن اڑا دی۔ سرخ پانی سا جو خون کے مشابہ تھا اسکے جسم سے جاری ہوا۔ سلطان حاضرین دربار سے کچھ باتیں کر رہا تھا کہ خبر پہنچی کہ فلاں سرحدی باغی ہو گئے ہیں۔ بادشاہ نے فوراً کچھ سپاہ توپخانہ و اسلحہ کے ساتھ اسطرف روانہ کی۔ چند منٹ کے بعد خیمے کے پیچھے سے توپ کی آوازیں آئیں۔ کہنے لگے کہ اب جنگ میں مشغول ہیں۔ میں بہت متحیر و متفکر تھا کہ آخر یہ سب کیا ہے۔ اتنے میں تماشہ ختم ہوا۔ اور پردہ گر گیا۔ کوئی بیس منٹ بعد خیمہ کے پیچھے سے ایک شخص بغل میں ایک صندوقچہ دبائے نکلا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اس صندوقچہ میں کیا ہے اور یہ سب تماشہ کیا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ وہ تمام تماشہ جو تم نے دیکھا وہ سب چیزیں۔ وہ سلطان و امیر و وزیر وہ جلال و شوکت و قدرت و اقتدار جو تم نے مشاہدہ کیا سب اسوقت اس صندوقچہ میں ہے

©Afnan Library Trust, 2026

خدا کی قسم! جس نے کہ تمام چیزوں کو اپنے کلمہ سے پیدا کیا ہے کہ اُسدن سے دنیا کی سب چیزیں اس غلام کی نظر میں اُسی تماشے کی سی نظر آتی ہیں۔ اور ایک رائی کے دانے برابر بھی ان کی قدر میرے دلمیں نہ ہوئی ہے نہ ہوگی۔ تعجب ہے کہ لوگ ایسی چیزوں پر گھمنڈ کرتے ہیں۔ حالانکہ ہر ایک صاحب نظر کسی ذی جلال کے جلال کو دیکھنے سے پہلے ہی عین الیقین سے اُسکے زوال کو دیکھ لیتے ہیں۔ میں نے کوئی چیز ایسی نہیں دیکھی جسکے زوال کو میں نے پہلے ہی سے نہ دیکھ لیا ہو۔ اسبات کا گواہ خدا، برتر و بزرگ ہر شخص کے لئے لازم ہے کہ وہ اس چھوٹی سی عمر کو سچائی اور انصاف سے گذارے۔ اگر عرفان حق (صاحب ظہور کے پہچاننے) سے موفق نہ ہو۔ کم از کم عقل و عدل سے تو رفتار کرے۔ عنقریب ہی یہ تمام ظاہری چیزیں۔ کھلے خزانے۔ دنیوی مال و اسباب، عالیشان لشکر۔ زر و جواہر سے آراستہ لباس اور مغرور اشخاص اوسی صندوقچہ کی مانند صندوقچۂ قبر میں چلے جائینگے۔ انکی یہ تمام ڈینگیں اور جھگڑے اور اُنکی عزت و شان اہل نظر کی آنکھوں میں بچوں کے کھیل کی مانند رہا ہے اور رہیگا۔ عبرت پکڑو اور اُنمیں سے نہ ہو جو دیکھتے ہیں اور پھر بھی انکار کرتے ہیں۔ یہ تیرے ظلم اس غلام الٰہی اور خدا کے پیاروں پر کچھ اثر نہ کرینگے۔ کیونکہ ہم سب اسیر و مبتلا ہیں۔ علاوہ ازیں ہم کبھی تجھ سے اور تیرے جیسوں سے کوئی توقع نہیں رکھی۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ تو بستر غفلت سے اُٹھے اور بلا وجہ خدا کے بندوں پر ظلم نہ کرے۔ جبتک تو قوت و قدرت رکھتا ہے کوشش کر کہ تو مظلوموں کی تکلیف کو دور کرے۔ اگر تو ذرا سا انصاف کرے اور عین الیقین سے دیکھے تو تو خود پکار اُٹھے کہ اس دنیائے فانی کے کام اور اس کے اختلافات سب اُس تماشہ کی مانند ہیں جسکا ہم نے ذکر کیا ہے۔ خدا کی آواز کو سُن اور دُنیا پر مغرور مت ہو۔ وہ لوگ کیا ہوئے جو تیرے جیسے تھے۔ جنہوں نے نبیوں کے حکم کے بغیر ربوبیت کا دعوی کیا تھا۔ اور چاہتے تھے کہ خدائے نور کو بجھا دیں اور حق کی بیخکنی کریں۔ کیا تو اُنمیں کسی ایک کو بھی دیکھتا ہے؟ پس انصاف کر اور خدا کی طرف لوٹ شاید وہ تیری اُن کرتوتوں کو معاف کرے جو تو نے اپنی اس حیات باطل میں کئے ہیں اگرچہ ہم جانتے ہیں کہ تو اُسکی توفیق نہ پائے گا۔ کیونکہ تیرے ظلم سے آگ کے شعلے بلند ہوئے۔ روح روئی۔ عرش کے کنگرے ہلگئے۔ اور مظہر کے دل تڑپ اُٹھے۔

اے اہل دنیا اس مظلوم کی آواز کو جان کے کانوں سے سنو اور اس قصہ اور مثل میں جو ہم نے بیان کی ہے خوب غور کرو۔ شاید لالچ و خواہش کی آگ سے بچ جاؤ۔ اور اس کمینہ دنیا کی ناپائدار چیزوں کے سبب خدا سے دور نہ رہو۔ عزت و ذلت فقیری و امیری رنج و راحت سب گذر نیوالی ہیں۔ اور عنقریب ہی زمین کے سب رہنے والے قبروں میں جا لیٹیں گے۔ اسلئے تمام اہل بصیرت منظر باقی کی طرف آنکھیں لگائے رہتے ہیں کہ شاید وہ سلطان لایزال مہربان ہو اور اُنہیں ملکوت باقی اور شجر امر کے سایہ تلے جگہ دے۔

اگرچہ دنیا دغا و فریب کی جگہ ہے۔ لیکن ہر گھڑی تمام انسانوں کو فنا کی خبر پہنچاتی ہے۔ باپ کا مرنا بیٹے کے لئے ندا و خبر ہے کہ تو بھی اکیدن مرے گا۔ کاشکہ اہل دنیا جو اسکے مال جمع کر رہے ہیں اور خدا سے محروم ہیں۔ یہ جانتے ہیں کہ ان کے ان خزانوں کا کیا حشر ہوگا! بہاء کی جان کی قسم خدا تعالیٰ کے سوا کوئی اس سے واقف نہیں۔ حکیم سنائی علیہ الرحمۃ نے کہا ہے۔

نصیحت پکڑ لے وہ لوگ جن کے دلوں میں نصیحت کی جگہ تاریکی چھا رہی ہے۔ نصیحت پکڑ لے وہ لوگ جن کے چہروں پر عمر کی سپیدی نمودار ہو گئی ہے مگر اکثر لوگ غافل ہیں۔ ان لوگوں کی مثال اس شخص کی سی ہے جو شراب کے نشے میں ایک کتے سے اظہار محبت کرتا رہا۔ اُسے گود میں لیکر اُس سے کھیلتا رہا۔ جب ہوش آیا اور سورج نے اُفق آسمان کو روشن کیا تو اُسنے دیکھا کہ اُسکا معشوق کتا تھا۔ نہایت ہی نادم و شرمندہ ہو کر اپنے گھر کی طرف لوٹ گیا۔

یہ مت سمجھ کہ تو نے اس غلام کو ذلیل کیا ہے۔ یا تو اسیر غالب ہے۔ تو خود ایک بندہ سے مغلوب ہے لیکن تو سمجھتا نہیں۔ نہایت ہی ذلیل و پست مخلوق تجھ پر حاکم ہے۔ اور وہ نفس و ہوی ہے جو ہمیشہ سے ہی مردود رہا ہے۔ اگر خدا کی حکمت بالغہ نہ ہوتی تو تو اپنی اور تمام اہل دنیا کی کمزوری کو دیکھ لیتا۔ یہ ذلت میرے امر کی عزت ہے اگر تو جاننے والوں میں سے ہو۔

ہم نے کبھی کسی ایسی بات کو پسند نہیں کیا جو ادب کے خلاف ہو۔ ادب میری خلعت ہے۔ جس سے میں نے اپنے مقربین کو آراستہ کیا ہے۔ ورنہ تیری کچھ کرتوت جنہیں تو پوشیدہ سمجھتا ہے اس لوح میں بیان ہوئیں۔

ای صاحب شوکت یہ چھوٹے چھوٹے بچے اور یہ فقیروں کا گروہ افسر و لشکر کی حراست نہ چاہتا تھا۔ ہمارے یہاں پہنچنے پر ایک افسر نوبلی عمر نام ہمارے پاس آیا اور بہت گفتگو کے بعد اپنی بے قصوری اور تیری خطا کا ذکر کرنے لگا۔ ہم نے اُسے کہا کہ سب سے پہلے تو لازم تھا کہ ایک مجلس منعقد کریں اور ہمیں اور علمائے زمانہ کو اس مجلس میں بُلائیں تاکہ معلوم ہو کہ ان بندوں کا کیا جرم ہے۔ مگر اب تو بات بڑھ چکی ہے۔ تو خود اپنے قول کے مطابق مامور ہے کہ ہمیں اس بدترین شہر میں قید کرے۔ ہم تجھ سے ایک خواہش کرتے ہیں۔ اور اگر تو کر سکتا ہے تو اُسے حضرت سلطان کے کانوں تک پہنچا دے وہ یہ ہے کہ ہمیں دس منٹ تک سلطان سے ملاقات کی اجازت دیجائے تاکہ وہ ہم سے وہ دلائل اور برہان پوچھے جو خود اسکی سمجھ میں خدا کے قول کی صداقت کو ثابت کر دینگے۔ اگر خدا کی طرف سے ہم نے وہ دلائل و براہین اُسے سمجھا دیئے تو وہ ان مظلوموں کو رہا کر دے۔ اور اُنہیں ان کے حال پر چھوڑ دے" یہ افسر وعدہ کر کے گیا کہ یہ بات آپ تک پہنچائے گا اور جواب بھیجے گا مگر آجتک اُس سے کوئی خبر نہیں آئی۔ حالانکہ حق کی شان نہیں کہ کسی کے سامنے حاضر ہو کیونکہ سب اسکی اطاعت کے لئے خلق ہوئے ہیں۔ مگر ان چھوٹے بچوں اور ان عورتوں کی خاطر جو اپنے خویش و اقارب اور وطن سے دور پڑے ہیں ہمنے اسبات کو قبول کیا مگر پھر بھی کوئی برآمد نہ ہوا۔ عمر زندہ اور موجود ہے اس سے سوال کرتا کہ سچائی کچھ ظاہر ہے۔ اب یہ سب قیدی قید خانہ میں بیمار پڑے ہیں۔ آگاہ و بزرگ خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ ہم پر کیا وارد ہوگا۔ شروع میں ہی ان قیدیوں میں سے دو اُس رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ اکیدن افسر نے حکم دیا کہ ان پاک اجساد کو اُسوقت تک نہیں اُٹھا سکتے جبتک کفن و دفن کا خرچ جمع نہ کر دیں۔ حالانکہ کسی نے اُن سے کچھ نہ چاہا تھا۔ اتفاق اُسوقت دُنیوی مال سے ہمارے پاس کچھ نہ تھا۔ ہر چند ہم نے کہا کہ وہ ہم پر چھوڑ دیں اور وہ لوگ جو موجود ہیں نعش کو اُٹھا لیجا ئینگے مگر یہ بھی قبول نہ کیا۔ آخر کار ایک کنبل بیچکر اسکی نقدی دیگئی۔ مگر بعد میں معلوم ہوا کہ اُنہوں نے ایک ذرا سی مٹی کھود دونوں پاک جسموں کو ایک ہی جگہ دفنا دیا ہے۔ حالانکہ ہم سے اُنہوں نے کفن و دفن کا خرچ لیا تھا۔ جو کچھ ہم پر وارد ہوا ہے قلم اسکے لکھنے سے عاجز اور زبان اُسکے بیان سے قاصر ہے۔ لیکن بلاؤں کا یہ زہر اس غلام الٰہی کے لئے شہد بھی زیادہ میٹھا ہے۔ ایکاش کہ خدا کی راہ اور اسکی محبت میں تمام دنیا کی مصیبتیں ہر پل اور ہر گھڑی اس فانی بحر معانی پر وارد ہوں۔ ہم ہمیشہ صبر و تحمل اُس سے مانگتے ہیں۔

تو کمزور ہے مگر اپنی کمزوری سے واقف نہیں۔ اگر تو اُن نفحات کی طرف متوجہ ہو جو شطر قدم سے آرہے ہیں اور اُنکی خوشبو کا لطف پائے تو جو کچھ اب تیرے پاس ہے اور جس پر تو نازاں ہے اُسے لات تاکہ تو اس سجن اعظم کی سب سے خراب کوٹھڑیوں میں آرہے۔ سو تو خدا سے مانگ کہ تو حد بلوغ تک پہنچ جائے تاکہ تو اپنے اعمال و افعال کی برائی اور بھلائی کو جان سکے۔

سلامتی ہو اُنپر جو ہدایت کی اطاعت کرتے ہیں۔

(بقیہ مضمون صفحہ ۳)

صفات میں برکت کی دعا مانگو۔ تم ہمیشہ دعا و تضرع کرتے رہو۔ اپنی ہفوات کی معافی مانگو اور آگے کے لئے توبہ کرو۔ خدا سے تائید و توفیق طلب کرو۔ کہ تمھارا آج کل سے بہتر گذرے۔ اگر ایسا کرو تمھے تو خارج ترقی پر چڑھتے جاؤ گے۔

نفسانی خواہشات کو دلمیں جگہ نہ دو کیونکہ روحانیت کی اونچی سے اونچی چوٹی پر پہنچنے کے بعد بھی ایک ذرا سی نفسانی خواہش تمھیں ذلت کی گہرائیوں میں گرا دیگی۔ روح اب پرندہ کی مانند ہے جو اوپر ہی اوپر کو اُڑتی رہتی ہے۔ نفس ایک شکاری کی طرح ہر وقت اُسکی گھات میں رہتا ہے جسطرح شکاری اُڑتے ہوئے پرندہ کو صرف ایک ہی تیر سے گرا لیتا ہے نیچے نفس روح کیساتھ کرتا ہے۔ یہ تیر اس دنیا کی محبت اسکی خواہشات اور اسکی حب جاہ ہے۔ یہ شکاری روح کو کئی طریقوں سے اُڑنے سے باز رکھتا ہے۔ اسلئے تم نہایت گڑگڑا کر خدا سے دعا مانگو کہ

"خدایا ہمکو ہمارے نفس سے بچا"

(عبدالبہا عباس)

©Afnan Library Trust, 2026

ازالۂ اوہام

ایک مسلمان محقق مانبر احمدیہ لٹریچر کی قلم سے

حضرت بہاء اللہ مدعی الوہیت نہ تھے

جناب میاں بشیر الدین صاحب محمود و مولوی فضل الدین صاحب احمدی پلیڈر

جناب قاضی اکمل صاحب۔ جناب مولوی الہ دتا صاحب جالندھری وغیرہ علماء احمدیہ کا اپنے اخباروں میں یہ لکھنا کہ "جناب بہاء اللہ مدعی الوہیت تھے" سراسر غلط ہے، اس لئے کہ جناب بہاء اللہ کے متعلق بھی تحقیقات کا وہ طریق اختیار کرنا چاہیئے جو جناب مرزا غلام احمد صاحب کے کسی مخالف کا رد کرتے ہوئے قاضی اکمل صاحب نے ان لفظوں میں تسلیم کیا ہے کہ "ہم کسی شخص کی بات سمجھنے میں دقت محسوس کریں تو متشابہ کو محکم کے تابع کریں"

(تشحیذ الاذہان بابت ماہ اگست ۱۹۱۳ء صفحہ ۳۸۷)

اب میں جناب بہاء اللہ کا مذہب اللہ تعالیٰ کے بارہ میں ذیل میں درج کرتا ہوں۔ ذرا غور سے پڑھو (۱) تعریف اُس خدا کی جس نے ہستی کو نیستی سے ظاہر کیا اور انسان کو لوح وجود پر اپنے قدیمی اسرار تحریر فرمائے اور پھر اس کو بیان کی وہ باتیں بتائیں جس کو وہ نہ جانتا تھا اور اس کو ایک کھلی کتاب بنا دیا۔ ہر ایمان لانے والے اور سر تسلیم کرنے والے کے لئے۔ پھر اس کو تمام چیزوں کی پیدائش کا قاشہ اس اندھیرے اور پر فتن۔ مانہ میں دیکھایا پھر اس کو تقلب بقاء پر ایک عظیم الشان ہیکل کے اندر ایک تعجب انگیز طرز کے ساتھ نقشہ سنج فرمایا تاکہ سب اپنی ذات کے مواجہ میں اپنی فطرت کے ساتھ اپنے رب کی تجلی کے مقام پر شہادت دیں کہ سوائے اس کے کوئی دوسرا خدا نہیں اور اسی طرح سے سب حقیقت کی بلند ترین چوٹی پر پہنچ جائیں یہاں تک کہ شخص کسی چیز کو نہ دیکھے مگر یہ کہ خدا کو اس میں موجود پائے" (از ہفت وادی)

(۲) اے بہاء اللہ کہدے کہ نہیں میری ہیکل میں مگر خدا کی ہیکل۔ اور نہ میرے جمال میں مگر اسی کا جمال۔ نہیں میری کینونیت ہیں مگر اس کی ذات۔ اور نہیں میری حرکت ہیں مگر اُس کی حرکت اور نہیں میری قلم میں مگر اسی کی عزیز و محمود قلم ہے بہاء اللہ کہدے کہ نہیں میرے نفس ہیں مگر ظرف دق جلوہ گر اور میری ذات سے ہیں نہیں دیکھتا مگر محض اللہ۔ خبردار جو میرے بارہ میں دونوں کا ذکر کرو۔ تمام ذرے سے بآواز بلند کہتے ہیں کہ سوائے واحد فرد و عزیز و ودود کے دوسرا خالق خدا نہیں۔ ہمیشہ سے میں نے جبروت بقاء میں یہی کہا ہے کہ میں ہی خدا ہوں میرے سوا کوئی معبود و قیوم خدا نہیں۔ اور ہمیشہ ملکوت اسماء میں کہتا رہونگا کہ میں ہی خدا ہوں۔ میرے سوا کوئی عزیز و محبوب خدا نہیں اے بہاء اللہ کہدے کہ یہ لوہیت پر ایک نام ہے جس کے ظاہر کرنے والے میں نے دنیا میں بہت سے پیدا کئے ہیں خود اس سے بہت برتر ہوں۔ کیا تم نہیں دیکھتے اور لوہیت بھی میرا ایک نام ہے" (از لوح الجمال)

کتاب مبین کے صفحہ ۱۹۷ اور

(۳) لوح نپولین ثالث کے صفحہ ۲۹ پر ہے

"دوائے بہاء اللہ کہدو کیا تم لوگ اس پر اعتراض کرتے ہیں جو کھلے کھلے نشانوں اور برہان بحجت اور ایات الٰہی سے کر آیا ہے یہ باتیں اسکے نفس کی جانب سے نہیں ہیں بلکہ اُس کی طرف سے ہیں جس نے اس کو مبعوث کیا ہے سچائی کے ساتھ بھیجا ہے اور تمام جہانوں کے لئے چراغ روشن بنایا۔ کہدے کہ ہم پر معاملہ ہر روز بلکہ ہر گھڑی سخت ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ ہمیں ایک قید خانہ سے نکالکر بڑے قید خانے میں ڈال دیا صریح ظلم کے ساتھ"

(۴) ادعیہ محبوب کے صفحہ ۱۴ تا ۱۸ کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب بہاء اللہ فرماتے ہیں "وہ الٰہی میں جب کبھی تیرے اسم الباقی کے ساتھ تیرا ذکر کرتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ اس اسم کا مظہر سامنے کھڑا ہوا کہہ رہا ہے کہ میں ہوں وہ جو باقی تھا اور جیسا تھا ویسا ہی رہونگا۔ میرے لقاء کے لئے فنا اور آخر نہیں۔ وہ ذات مقدس ہے جس نے مجھے اپنے کلمہ سے پیدا کیا وہ اس بات سے بزرگ و برتر ہے کہ وہ میرے نام سے بیان کیا جا سکے اور اے میرے خدا اگر میں تجھے تیرے اسم الاول سے یاد کرتا ہوں تو اس اسم کا مظہر مجھے مخاطب کر کے کہتا ہے کہ تو جو کچھ ذکر کرتا ہے وہ میری طرف راجع ہے یا الٰہی تو نے مجھے اپنے جود و کرم سے پیدا کیا اور اپنا قائم مقام بنایا اور اپنی تعریف میں مجھے گویائی بخشی اور تمام پردے چاک کر دینے کے لئے مجھے مامور فرمایا"

حضرت بہاء اللہ کا عقیدہ حضرت صلعم کے بارے میں

حضرت بہاء اللہ "ہفت وادی" میں تحریر فرماتے ہیں "درود و سلام اس ذات مقدس پر جو بحر کے سمندر کی سب سے پہلی نہر ہے اور وہ نورانی صبح جو سب سے اول افق احدیت پر جلوہ فگن ہوئی وہ آفتاب جو آسمان ازل پر سب سے مقدم پر تو فشاں ہوا اور وہ آتش جو چراغ قدم سے وحدت کے طاق میں سب اول روشن کی گئی۔ وہ جس کا نام نامی عالم ملکوت میں احمدؐ ہے۔ اور اگر وہ مقربین میں محمدؐ اور حروف مخلصین میں محمود ہے اور اس پر بس نہیں جس نام سے چاہے اُسے یاد کرو۔ کیونکہ عارفوں کے دلوں میں اس کے بہت سے پاکیزہ نام مخفی ہیں اُس پر اور اس کے آل اور اصحاب پر ہمیشہ ہمیشہ درود و سلام ہو"

حضرت محمد رسول اللہ صلعم (۱) جناب مرزا علام احمد صاحب مصنف آئینہ کمالات اسلامیہ سٹیم پریس لاہور کے صفحہ ۱۷ پر لکھتے ہیں:

قرآن شریف میں اشارات و تصریحات سے بیان ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مظہر اتم الوصیت ہیں اور اُن کا کلام خدا کا کلام اور اُن کا ظہور خدا کا ظہور۔ اور اُن کا آنا خدا کا آنا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں اس بارہ میں ایک آیت ہے قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا کہ حق آیا باطل بھاگ گیا اور باطل کو بھاگنا ہی تھا۔ حق سے مراد اس جگہ اللہ جل شانہ اور قرآن اور آنحضرت ہیں۔ اور باطل سے شیطان اور شیطان کا گروہ اور شیطانی تعلیمیں ہیں سو دیکھ اپنے نام میں خدائے تعالیٰ آنحضرت کو کیونکر شامل کر لیا۔ اور آنحضرت کا ظہور قرار خدائے تعالیٰ کا ظہور فرمانا ہوا۔

(۲) کتاب دو سرمہ چشم آریہ کے صفحہ ۱۷۶ و ۱۷۷ کے حاشیہ پر جناب

مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"حضرت داؤد علیہ السلام نے آنحضرت کی جلالیت کا اقرار کر کے زبور نیتسایہ میں یوں بیان کیا ہے۔ (۲) تو حسن میں بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے۔ تیری لبوں میں نعمت بتائی گئی ہے اس لئے خدا نے ابد تک مبارک کیا۔ . . . . . .

اے خدا تیرا تخت بدالاباد ہے (یہ فقرہ اُس مقام جمع سے ہے جو قرآن شریف میں کئی مقام میں آنحضرت کے حق میں بولا گیا ہے)

(۳) کتاب دو سرمہ چشم آریہ کے صفحہ ۱۵۸ کے حاشیہ پر ہے:

"حضرت یسعیاہ نبی نے آنحضرت کی جلالیت و عظمت و مظہر تام الوصیت ہونے کے بارہ میں اپنے صحیفہ کے باب بیالیس میں پیشگوئی وحی پاکر یوں بیان کیا ہے۔ "دیکھو میرا بندہ جسے میں سنبھالونگا۔ میرا برگزیدہ جس سے میں راضی ہوں۔ میں نے اپنی روح اُس پر رکھی ہے۔ وہ قوموں پر راستی ظاہر کرے گا۔ خداوند ایک بہادر کی مانند نکلے گا (خداوند سے صریح طور پر آنحضرت ہیں۔ کیونکہ وہ مظہر اتم الوصیت اور درجہ سوم قرب پر ہیں جیسا کہ ہم کئی دفعہ بیان کر چکے ہیں)"

(۴) تشحیذ الاذہان بابت ماہ اگست ۱۹۳۱ء کے صفحہ ۳۹۳ و ۳۹۴ پر مرزا صاحب کے الفاظ یوں درج ہیں، اور سب سے بڑھکر جناب سید و مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدائی ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا اور آپ کے ہر ایک فعل کو اپنا فعل ٹھہرایا ہے اور یہ کہکر وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحیٰ آپ کی تمام کلام کو اپنی کلام ٹھہرایا ہے۔ بلکہ ایک جگہ اور تمام لوگوں کو آپ کے بندے قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ۔ یعنی کہہ کہ اے میرے بندو!

بہائی دنیا کی مختصر خبریں

ہونولولو اس پُر فضا جزیرہ میں انجمن کی خبریں نہایت خوشکن ہیں احبائے الٰہی نہایت شوق سے امر اللہ کی پیشرفت میں کوشاں ہیں اور ہفتہ وار روز بروز محافل میں تحری حقیقت کے لئے آتے ہیں اور بہت سے لوگ زمرۂ احبا میں داخل ہو رہے ہیں۔

بوخارسٹ روما نیا۔ امۃ اللہ مس مارتا روٹ اس شہر میں ارتفاع کلمۃ اللہ میں کوشش کر رہی ہیں۔ ملکہ رومانیا سے ملاقات ہوئی۔ اور ملکہ موصوف نے نہایت شوق سے تعلیمات مبارکہ کو سُنا اور بہت سی کتابیں امر مبارک کی آئندہ کے مطالعہ کے لئے رکھ لیں۔ مس مارتا روٹ بوخارسٹ سے صوفیا بلغاریہ کو تشریف لیجائینگی۔ پھر ہنگیری جرمنی اور دیگر ممالک سے ہوتی ہوئیں اڈیز تشریف لیجائینگی جہاں اسپرنٹو کنفرنس اس سال گھمت میں منعقد ہوگی۔ خانم موصوف [illegible] امر مبارک میں واقعی اس قابل ہیں کہ ہر ایک شخص ان سے سبق لے اور میدان خدمت میں اُترے۔ خانم موصوف آئندہ سال میں اور نہ قسطنطنیہ اور روس سے ہوتی ہوئیں ایران تشریف لیجانے کا ارادہ رکھتی ہیں۔

رنگون برما جناب سید مصطفےٰ رومی مانڈلے سے رنگون تشریف فرما ہوئے آپ نے ایک گاؤں میں تبلیغ امر فرمائی اور سب گاؤں کے گاؤں کو تعلیمات مبارکہ کا ماننے والا بنایا۔ بدھسٹ لوگوں کے درمیان امر اللہ کی یہ فتح واقعی

©Afnan Library Trust, 2026

طاہرہ خانم ملکوتِ بقا کو

وہ گئیں دارالبقابیت الفنا کو چھوڑ کر
وہ خدا کے پاس پہنچیں ماسوا کو چھوڑ کر

وہ دوشیزہ جو ناز و نعمت کی گودوں میں پلی تھی۔ وہ نیک لڑکی جس سے باپ بھائی بہن اور غیر سب محبت کرتے تھے۔ وہ پاک دل جو ایمان باللہ میں اعلیٰ مدارج حاصل کر چکا تھا۔ وہ سعید روح جو پرچم امر اللہ کے سایہ میں داخل ہوئی۔ وہ بادب خاتون جس نے والدین کی محبت و احترام کا حق ادا کیا۔ وہ ملنسار جو ایک دفعہ کسی سہیلی بناتی تھی تو ہمیشہ اس سے سچی الفت رکھتی تھی۔ وہ باوفا جس نے اپنے خاوند کے ساتھ وفاداری میں کمال کر دیا۔ وہ استقامت دکھلانے والی بانو جس نے امر حق کے قبول کرنے میں دنیا سے ذرا خوف نہ کیا۔ اور ثبات قدم کا زبردست نمونہ دکھایا۔ بے شک ایسی ہی تھی محزون علمی کی رفیقۂ زندگی طاہرہ خانم۔

جب وہ امر اللہ کو قبول کر چکیں اور انہیں ہر طرح سمجھانے کی کوشش کیجاتی تھی تاکہ وہ امر اللہ سے منحرف ہو جائیں۔ واقعات کی نزاکت نے اسکے غریب دلکو عجیب عجیب میدان دکھائے حتیٰ کہ ایک دن بمقام مالیر کوٹلہ اپنی ایمانی منزل میں یہانتک پہنچیں کہ اگر دنیا میں میرا کوئی بھی ساتھی نہ ہو۔ میں اکیلی تنہا بے کس و بے بس ہی کیوں نہ ہو جاؤں اور ہر قسم کی تکلیف و مصیبت کے پہاڑ میرے سر پر ٹوٹ پڑیں۔ اور سارا عالم مجھ پر نفریں کرنے لگے تو بھی میں امر اللہ سے روگرداں نہ ہونگی۔ اور حضرت بہاء اللہ کے دامن اقدس کو نہ چھوڑوں گی۔ آخر خدا نے اسکے پاک دلکو دیکھا اور قبول کیا۔

شادی کو جب چھ سال سے زیادہ ہو گئے۔ اولاد نہیں ہوئی۔ طاہرہ خانم دعائیں کرتی ہیں۔ اور وہی دعا اور عہد کرتی ہیں جو امرأۃ عمران نے کیا تھا کہ

رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَا فِیْ بَطْنِیْ — اے میرے خدا تو جو مجھے اولاد دیگا میں اسکو تیرا نذر کرتی ہوں۔

وہاں مریم بتول پیدا ہوئیں جو بیت اللہ کی خدمت کے لئے دیگئیں اور انکی والدۂ محترمہ نے فرمایا کہ

رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰی — اے خدا وہ لڑکی پیدا ہوئی جو لڑکے لَیْسَ الذَّکَرُ کَالْاُنْثٰی — کے برابر کہاں ہو سکتی ہے۔

خدا اپنی بندی طاہرہ خانم کی دعا بھی قبول فرمائی اور ماہ اگست ۱۹۳۰ء میں ایک لڑکی عطا فرمائی جسکا نام قرۃ العین رکھا گیا تاکہ وہ حضرت قرۃ العین کے نام سے برکت پائے۔ فقد برکت تو یہ ہے کہ ہمیں یہ افسوس نہیں کہ

لَیْسَ الذَّکَرُ کَالْاُنْثٰی — لڑکی لڑکے کے برابر نہیں ہو سکتی۔

کیونکہ خدا نے مساوات رجال و نساء کا حکمی اعلان فرما دیا ہے۔

دسمبر ۱۹۲۱ء میں کنونشن کے موقع پر طاہرہ خانم بمبئی گئیں اور دو مضمون انجمن ترقی نسواں میں پڑھے ایک کوکب ہند جلد دوم میں شائع ہو چکا ہے دوسرا وہ مضمون ہے جس میں طاہرہ خانم نے اپنی سرگزشت آپ لکھی ہے بمبئی میں روحانی بہائی بہنوں نے بہت محبت سے طاہرہ خانم کو لیا اور طاہرہ خانم بھی ان سب بہائی بہنوں کی محبت کا گہرا نقش اپنے دل پر لیکر آئیں

بچہ پیدا ہونے پر جبکہ ڈیڑھ ماہ کے قریب گذر گیا طاہرہ خانم بیمار ہو گئیں۔ پہلے معمولی قبض اور پھر سخت پیچش ہو گئی۔ علاج ہوتا رہا پیچش جاتی رہی اور دست شروع ہو گئے۔ ایک ایک دن میں بیس بیس پچیس پچیس دست آجاتے تھے۔ علاج ہوتا رہا۔ الیوپیتھک۔ یونانی۔ ویدک الغرض سبھی قسم کے معالجات کئے گئے۔ آگرہ۔ علیگڑھ اور بھرتپور میں مسلسل علاج ہوئے۔ بالآخر دہلی لایا گیا۔ ابتداً طبیہ کالج میں پھر حکیم سراج الدین صاحب کے یہاں علاج کرایا۔ ڈھائی مہینے کے قریب مسلسل علاج کے بعد طبیعت اچھی ہو گئی

طاہرہ خانم کو والدین سے ویسی ہی پوری محبت تھی جیسی سعید اولاد کو ہونی چاہئے طاہرہ خانم ہمیشہ چاہتی تھیں کہ وہ اپنے والدین سے اور والدین اُس سے ملتے رہیں کیونکہ ایک بہائی دل کی ہر حالت میں یہ ہی تمنا ہوتی ہے

ع ما برائے وصل کردن آمدیم

بالخصوص اس بیماری کے بعد طاہرہ خانم کو بہت ہی شوق ہوا کہ اپنے والدین اعزہ سے ملیں اسلئے انہیں قادیان پہنچایا گیا جہاں وہ بیس دن کے قریب رہیں۔

قیام قادیان کے ان دنوں میں بہت سے احمدی خواتین آکر اُنسے ملاقات کرتی تھیں۔ کچھ نہ کچھ دینی بات چیت بھی چھڑ جاتی تھیں۔ ایکدن ایک بی بی صاحبہ نے آکر ملاقات کی اور چونکہ طاہرہ خانم کو بہت دُبلا اور کمزور دیکھا تو کہا کہ دیکھو کیسی حالت ہو گئی ہے۔ تم توبہ کر دو تو بالکل شفا ہو جائے۔ طاہرہ خانم نے جواب میں کہا کہ یہ آپ نے بہت عمدہ ترکیب بتائی ہے۔ شفاخانہ قادیانی کے افسروں کو جاکر یہ ترکیب بتلا دیجئے۔ بہت اخراجات اور محنتیں بچ جائینگی۔ کیونکہ جب کبھی احمدی کو فی بیمار ہو تو وہ احمدیت سے توبہ کر لیا کرے تو شفا ہو جایا کریگی۔ اس ترکیب سے قادیان میں شفاخانے کی ضرورت بھی نہیں رہیگی۔ بی بی صاحبہ خاموش ہو کر چلی گئیں

قادیان سے واپسی میں طاہرہ خانم اپنی نانی صاحبہ کے پاس قصبہ پٹی ہوتی دہلی بخیریت پہنچ گئیں۔ ایک ماہ کے قریب بالکل اچھی رہیں۔ رمضان کے آخیر دنوں میں علیگڑھ گئیں اور وہاں سے عید کے دن واپس دہلی آگئیں۔ اُسوقت کچھ انہیں معمولی بخار تھا۔ دوا دیجاتی تھی۔ بخار کم و بیش ہوتا رہتا تھا بلکہ بعض دن بالکل نہیں ہوتا تھا

---

۲۱ مئی کو بخار کا سخت حملہ ہوا اور پھر دست شروع ہو گئے۔ مگر طاہرہ خانم روز بروز کمزور ہوتی جاتی تھیں۔ حتیٰ کہ یہ بخار کا سلسلہ ۱۹ روز رہا۔

اس عرصہ میں بلکہ اس سے قبل بھی طاہرہ خانم بار بار کہتی تھیں کہ اب میں دنیا سے جانیوالی ہوں۔ اپنی بچی کو پیار سے پیار کرکے کہتیں کہ ہم تو چلے جائینگے بیٹی تو خوب امر اللہ کی خدمت کرنا اسی لئے میں نے تمہیں خدا سے مانگا ہے۔

ایکدن جبکہ چند روحانی بہائی بیمار پرسی کے لئے آئے تو کہا کہ اب میں دنیا سے چلی جاؤنگی۔ میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک میرا فوٹو میرے ہاتھ میں ہے جو آہستہ آہستہ مٹتا جا رہا ہے۔ ۱۹ مئی دو بجے شب بہت بلند آواز سے چند باتیں کہیں جنمیں یہ بات بھی تھی کہ اسباب تو بیچا جا چکا ہے اب میں جانے والی ہوں۔

۲۳ مئی کو کہا کہ ایک شخص آیا اور مجھ سے کہا کہ تم تو مر چکی ہو۔

---

۲۴ مئی صبح دس بجے کے بعد آخر یہ باتیں واقعی ہو گئیں۔ طاہرہ خانم نے کہا کہ سواری آگئی ہے میں اب جا رہی ہوں۔ خادمہ نے کہا کہ اوپر کو دعا کرو۔ طاہرہ خانم نے جواب دیا کہ میں اوپر کیسے کہہ سکتی ہوں اور ملکوت ابہیٰ کی اوٹ پر لبیک کہکر زمرۂ ملاءِ اعلیٰ میں داخل ہو گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ انا کل للہ عابدون ۔ انا کل للہ ساجدون ۔ انا کل للہ قائمون ۔ انا کل للہ ذاکرون ۔ انا کل للہ شاکرون ۔ انا کل للہ صابرون ۰۰۰۰

اس واقعہ کی خبر مرحومہ کے والدین کو قادیان میں اور تمام احبائے ہند و برما کو بذریعہ تار دیدی گئی۔ بے شک مرحومہ سبیل الٰہی میں شہید ہوئی۔ ہم یقین کرتے ہیں کہ وہ ملکوت بقا میں حیات طیبہ حاصل کر چکی ہیں اور ہمارے لئے بارگاہ الٰہی میں نیک التجائیں کر رہی ہونگی۔ آخر ہم بھی اُن کے ساتھ جا ملیں گے۔ رحمۃ اللہ علیہا ابداً ۲ بداً

شرح آیات مورخہ

حضرت بہاء اللہ موعود کل ادیان ہیں۔ آپ کا ظہور کتب مقدسہ کی تصریح مقررہ تاریخوں میں ہوا۔ شرح آیات مورخہ نے اس مضمون کو واضح طور پر بیان کیا ہے۔ مسلمانوں، یہودیوں پارسیوں کی مسلمات کتب مقدسہ سے مدعا کو ثابت کیا ہے جس کو دیکھتے ہوئے ہر منصف اس نتیجہ پر پہنچ جائیگا کہ حضرت بہاء اللہ کا ظہور مبارک الہامی پیشگوئیوں کے مطابق سو فیصد ہو رہا ہے۔

مصنفہ حضرت علامہ ابوالفضائل گلپایگانی۔

قیمت فی جلد ..... عدد ... (کوکب ہند)

©Afnan Library Trust, 2026

کوکب ہند جلد اول

حضرت بہاء اللہ کی الواح مقدسہ۔ حضرت عبدالبہاء کے خطابات مبارکہ۔ بہائی علماء کے مضامین اور بہائیات محققین ومصنفین کی زبردست تحریرات جماعت احمدیہ کو دعوت بشارت کا لاجواب سلسلہ قیمت ۲ے

کوکب ہند جلد دوم

پہلی جلد بڑے اخباری سائز پر ہے۔ دوسری جلد ۲۶×۲۰ کے کتابی سائز پر شائع ہوئی ہے۔ پہلی جلد کی تمام خوبیاں معہ اضافہ موجود ہیں۔ اور قادیان نمبر کا سلسلۂ مستقل نئے اسلوب سے ہے۔ قیمت معہ محصول ۲ے

کوکب ہند کے خاص نمبر

میلاد نمبر۔ تاریخ نبوی یشان محمدی۔ ۲ر
دعاوی نمبر۔ حضرت بہاء اللہ کے دعاوی ۲ر
کنونشن نمبر۔ بہائی کانفرنس ۱۹۲۴ء ۲ر
لندن کانفرنس مذاہب نمبر ۲ر
مرکز میثاق نمبر۔ حضرت عبدالبہاء کے کارنامے ۲ر

تعلیمات حضرت بہاء اللہ

ابتدا سے امر بہائی کی تاریخ۔ امر بہائی کا ظہور۔ حضرت بہاء اللہ کی جلوہ گری۔ شہدائے حق کی جان نثاری و فداکاری سلطنتوں کے اندر تنزل۔ امر بہائی کی بلندی و کامیابی حضرت عبدالبہاء کا تذکرہ مع عکس مبارک بنین تاریخ بہائی۔ بغداد قسطنطنیہ اور بالونپل عکہ کے حالات کتاب اقدس کی۔ حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات جو عصر حاضر کی روح ہدایت ہیں۔ زبان نہایت صاف اردو مصنفہ مسٹر حشمت اللہ بی اے اکبرآبادی۔ فی جلد ۸ (رقم کوکب ہند)

مجموعۂ شش الواح حضرت بہاء اللہ

تجلیات، اشراقات، طرازات، لوح العالم۔ کلمات فردوسیہ بشارات۔ ان چھ الواح کا مجموعہ اصل معہ اردو ترجمہ ہے۔ کتاب اقدس کے بعد یہ اہم ترین الواح ہیں۔ توحید۔ رسالت معرفت اسم اعظم۔ شجرۂ طوبیٰ تجلی طور۔ شریعت طریقت کی حقیقت۔ دعاوی حضرت بہاء اللہ۔ براہین آیات بینات

نوٹ:۔ ان کتابوں کی درخواست کے ساتھ ۲۵ فیصدی قیمت پیشگی وصول ہونے پر کتابیں روانہ کیجائینگی۔ بعض حضرات کے طرز عمل نے ہمیں اس طریق پر مجبور کیا ہے۔ منیجر کوکب ہند

شرح آیات مورخہ

حضرت بہاء اللہ موعود کل ادیان ہیں۔ آپکا ظہور کتب مقدسہ کی ٹھیک معرفۃ تاریخوں میں ہوا۔ شرح آیات مورخہ نے اس مضمون کو واضح طور پہ بیان کیا ہے۔ مسلمانوں۔ یہودیوں۔ پارسیوں کی مسلمات کتب مقدسہ سے مدعا کو ثابت کیا ہے جسکو دیکھتے ہوئے ہر منصف اس نتیجہ پہ پہنچ جائیگا کہ حضرت بہاء اللہ کا ظہور مبارک الہامی پیشینگوئیوں کے مطابق واقع ہوا ہے۔ مصنفہ حضرت علامہ ابوالفضائل گلپائیگانی قیمت فی جلد اکیرو پیہ عہ (کوکب ہند)

الاشراق

زیر ادارت حضرت علامہ سید مصطفیٰ رومی (انگریزی، فارسی، عربی، زبان میں) ماہوار روحانی مضامین کا گنجینہ تجلیات حقیقت کا آئینہ۔ جواہر صداقت کا خزینہ۔ حضرت فاضل مدیر کا نام ہی خوبیوں کا ثبوت ہے۔

قیمت سالانہ پانچ روپے صر

پتہ

پوسٹ بکس نمبر (۲۹۹) رنگون برما

خورشید خاور

عشق آباد روس کا بہائی آرگن ماہوار۔ ترکی اور فارسی میں شائع ہوتا ہے۔ مضامین علمی۔ اخلاقی۔ فلسفی۔ روحانی تاریخی ہوتے ہیں۔ موجودہ فارسی زبان سے واقفیت کے لئے بھی بہترین ذریعہ ہے۔

پتہ

صغرزادہ ضیاء اللہ ہاؤنڈس ڈچ لندن ۲۲ ای۔ آئی

خم پاختر

عالم بہائی کا مشہور مصور ماہواری صحیفہ (انگریزی) چکاگو امریکہ سے نکلتا ہے۔ نئی روحانی دنیا کے جدید حالات وکمالات دیکھنے کے لئے اس رسالہ کو ملاحظہ فرمائیں۔ اور کیفیت روحانی حاصل کریں۔

قیمت دس روپے عہ

ہندوستان میں ملنے کا پتہ

پروفیسر پریتم سنگھ ایم اے کالج آف کامرس کانپور

کتابت تصنیف طباعت ترجمہ بزم قلم

بزم قلم میں خوشخط اور بالکل صحیح نویس کاتب کام کرتے ہیں۔ کوئی کتاب یا رسالہ لکھوانا ہو تو بزم قلم میں بھیجیے۔ عمدہ کام لیجئے۔ کوئی کتاب چھپوانی ہو تو بزم قلم کی معرفت دلی کے بہترین پریسوں میں چھپوائیے۔

کوئی تصنیف کرانا چاہیں تو اپنے منشاء کے مطابق بزم قلم سے مدعا پورا کرا سکتے ہیں۔

کسی انگریزی۔ فارسی۔ عربی کتاب کا ترجمہ چاہتے ہوں تو بھی نہایت خوبی سے کیا جا سکتا ہے۔

جملہ امور خط وکتابت کے ذریعے طے کیجئے

ناظم بزم قلم نمبر ۱۵ حسن منزل دہلی

تبلیغ واشاعت اسلام کی بہترین کتابیں۔ عربی، فارسی، اردو، انگریزی اور قرآن شریف وحمائل ہر قسم مترجم ومعرا مندرجہ ذیل پتہ سے طلب فرماویں

فہرست کتب مفت!!

ملنے کا پتہ

منیجر دارالکتب اسلامیہ

احمدیہ بلڈنگس لاہور

بواسیر کی گولیاں

بواسیر خونی وبادی کا بفضلہ تعالیٰ صرف ایک ہفتہ میں ازالہ ہو جاتا ہے اور عمر بھر دوبارہ یہ منحوس مرض نہیں ہوتا ہزارہا استعمال کرنے والوں نے اسکی مفید خواص کی تصدیق کی ہے قیمت فیشیشی صرف اکیرو پیہ آٹھ آنہ محصول ۱ر

خضاب لاجواب

سفید بالوں کو مثل اصلی اور قدرتی سیاہ بالوں کے کالے بھنور بناتا ہے رنگ پختہ اور سیاہی پائدار ہوتی ہے۔ جسم پر کسی قسم کا داغ یا دھبہ نہیں پڑتا قیمت فیشیشی ۱ عہ محصول ۶

احسان ہیر آئل

بالوں کو لیے۔ گھنے اور طاقتور بناتا ہے۔ جہاں بال نہ اگتے ہوں اگنے لگتے ہیں اور بال گرنے بند ہو جاتے ہیں۔ بھینی بھینی خوشبو سے دماغ معطر اور تروتازہ ہو جاتا ہے بشرفا و بیگمات نے پسند کیا ہے۔ فیشیشی اکیرو پیہ محصول ۱ر

بال اڑانے کا پوڈر: صرف تین منٹ میں کسی قسم کے ضرر یا تکلیف کے بغیر بال اڑاتا ہے جلد کو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوتی۔ فی بکس ۱۲ر محصول ۱ر

حکیم محمد ضیاء اللہ امرتسر

مطبوعہ المطابع الیکٹرک پریس میں سید محفوظ الحق علی نے چھپوا کر (فرزند کوکب ہند) چاندنی چوک دہلی سے شائع کیا

©Afnan Library Trust, 2026

T11 10

ای اهل عالم همه بار یک دارید و برگ شاخسار

کوکب هند دهلی

نمبر ۱۰ جلد ۳ | مدیر مسئول سید محفوظ الحق علمی | ہر ماہ انگریزی کی یکم ۹۔۱۷۔۲۵ کو شائع ہوتا ہے | محل ادارہ چاندنی چوک دہلی | ۹۔ جون سنہ ۱۹۲۶ء

اصول دوازدہ گانہ بہائیہ

۱۔ وحدت عالم انسانی

اول ز تعالیم بہا وحدت انسان — در وحدت نوعش اثر از وحدت یزدان
الوان مخالف ہمگی عارض اصلند — چوں اصل یکی شکل یکی شان یکی دان

۲۔ تحری حقیقت

دوم رقم از سطر تعالیم بہائی — انیست کہ دارند بنی نوع خدائی
ہرگز نرسی بر اثر ذات قدیمش — مادام تفحص و تحدی ننمائی

۳۔ اساس تمام ادیان الٰہی یکی است

مقصد ز فرستادن ادیان عدیده — تعلیم بشر بوده با عصار جدیده
کان ذات خداوند نہ شرقی است نہ غربی — او بہر خودش فرقہ و پارتی نگزیده

۴۔ دین باید سبب الفت و اتحاد باشد

دین رشتۂ الحاق دہم لبستن ناس است — چون مدرسه در دفتر مشاعر بکلاس است
دینی کہ نباشد بتو مامور محبت — باقطع و یقین دان کہ مخالف بقیاس است

۵۔ دین باید با علم و عقل موافقت داشته باشد

علم است بنائی کہ بر او دین حصار است — دین روح براو کالبد علم مدار است
چون ہر دو بہم گشته چنین قاتی و ممزوج — پس لازم و ملزوم چو سرمایۂ کار است

۶۔ تساوی حقوق رجال و نساء

ششم ز تعالیم تساوی زن و مرد — کین ہر دو بہم لازم و ہمکاسه و ہمدرد
پس لازم و ملزوم مساوی بشمارند — بی بذر و مکان حاصل و خرمن نتوان کرد

۷۔ ترک همه قسم موہومات

تعلیم دگر ترک خرافات زمین است — کایات خداوند ہم بی کم و بیش است
احکام الٰہی چہ یقین است نہ بر وہم — اوہام رہ طمعۂ ملا و کشیش است

۸۔ صلح عمومی

ہشتم خبر صلح عمومی بجہان است — کاوہ آہنی اسلحہ و تیر کمان است
توقیع محبت بہمہ یار و اغیار — فرمان اخوت بہمہ اہل زمان است

۹۔ تربیۂ عمومی

نہم بعمومیت قانون معارف — با توسعۂ دائرہ علوم متعارف
این سوء تفاہم ز جہان رخت ببندد — غافل شود آگاہ و جاہل شود عارف

۱۰۔ اقتصاد عالم

دہم تو بدان مسئلۂ فقر و غنا را — در اعضو کسل چارہ نمارنج و عنا را
کز زحمت یک عضو بدن جملہ علیل است — در سستی یک خشت رسد صدمہ بنا را

۱۱۔ تاسیس یک لسان عمومی

تاسیس زبانی است ہمہ اہل جہان را — تا کشف کند ہر دو گمگی راز نہان را
گویند شمالی و جنوبی بزبانی — ہم شرقی و غربی بنویسند بہان را

۱۲۔ بیت العدل بین الملل

با شرکت تاسیس یکی بیت عدالت — زائل شود از روی زمین ظلم و جہالت
راضی شود از قسمت آن جملۂ مردم — ہم میرسد این فتنۂ سرحد بنہایت

لجنہ خدمت تبریز سال ۸۳ — رضی

کوکب ہند میں اشتہار کا رعایتی نرخ نامہ

	اکبار	دو بار	چار بار	تین ماہ	چھ ماہ	ایک سال
صفحہ	۷	۱۱	۲۰	۶۰	۱۱۰	۱۷۵
نصف صفحہ	۴	۶	۱۰	۳۰	۵۵	۹۰
کالم	۲	۳	۵	۱۵	۲۵	۴۰
نصف کالم	۱	۲	۳	۸	۱۴	۲۵
چوتھائی کالم	۱	۱	۲	۴	۸	۱۴

©Afnan Library Trust, 2026

بسلسلۂ مفاوضات حضرت عبدالبہاءؑ

(لا)
رُوح القدس کے خلاف کُفر

سوال - جوکوئی ابن انسان کے خلاف کوئی بات کہیگا وہ تو اُسے معاف کیجائیگی مگر جوکوئی روح القدس کے خلاف کوئی بات کہیگا وہ اُسے معاف نہ کی جائیگی نہ اس دنیا میں نہ آنے والی دنیا میں (متی باب ۱۲ آیت ۳۱ - ۳۲)

جواب - حقائق مقدسۂ مظاہر آلہیہ کے لئے دو مقام معنوی ہیں ایک مظہریت ہے جو کرۂ شمس کی مانند ہے اور دوسرا جلوہ وہ ظہور ہے جو نور و کمالات آلہیہ کے مشابہ ہے - یہی روح القدس ہے کیونکہ روح القدس فیوضات آلہیہ و کمالات ربانیہ کو ہی کہتے ہیں اور یہ کمالات آلہیہ بمنزلہ شعاع و حرارت آفتاب ہیں - سورج روشن شعاعوں کے سبب ہی سورج کہلاتا ہے اگر روشن شعائیں نہ ہوں تو سورج ہی نہ ہو - اگر مسیح میں کمالات آلہیہ کا ظہور و جلوہ نہ ہوتا تو یسوع مسیح ہی نہ ہوتا اُنکو مظہر اسی لئے کہا جاتا ہے کہ کمالات آلہیہ آپ تجلی فرما تھی انبیاء آلہی اسی لئے مظاہر ہیں کیونکہ کمالات ربانیہ یعنی روح القدس اُنسے ظاہر ہوتی ہے -

اگر کوئی شخص مظہر سے دور رہے تو اُسکا متنبہ ہونا ممکن ہے کیونکہ اُس نے جانا اور پہچانا نہیں کہ مظہر ظہور کمالات آلہیہ ہے میرا اگر کوئی کمالات آلہیہ یعنی روح القدس سے ہی بیزار ہو تو یہ اسبات کی دلیل ہے کہ وہ چمگادڑ ہے اور آفتاب سے بیزار - انوار سے اس بیزاری کا کوئی علاج نہیں اور اسکے لئے معافی بھی نہیں یعنی ممکن نہیں کہ ایسا شخص خدا کا قرب حاصل کر سکے - یہ چراغ اس روشنی کے سبب چراغ ہے - اگر روشنی نہ ہو تو اُسے چراغ نہ کہینگے - اب اگر کوئی شخص چراغ کی روشنی سے بیزار ہو تو وہ اندھا ہے اور روشنی کا ادراک نہیں کر سکتا - ایسے شخص کا اندھاپن اُسکی دائمی محرومی کا سبب ہے - یہ معلوم ہی ہے کہ نفوس شخصیت مظہر سے بلکہ اُس روح القدس سے فیض حاصل کرتے ہیں جو مظاہر آلہیہ میں جلوہ نما ہوتی ہے - پس جو شخص روح القدس کے فیوضات سے فائدہ نہیں اُٹھاتا وہ محروم رہتا ہے اور یہ نفس محرومیت عدم مغفرت ہے - اسی لئے بہت سے نفوس مظاہر ظہور سے دشمنی رکھتے تھے کیونکہ وہ نہ جانتے تھے کہ وہ مظہر ظہور ہے مگر جب اُنہیں جب معلوم ہوا تو دوست بن گئے پس مظہر ظہور سے عداوت محرومیت ابدی کا سبب نہیں ہوتی کیونکہ شمعدان کے دشمن تھے اور نہ جانتے تھے کہ یہ مظہر سراج نورانی آلہی ہے - نور کے دشمن نہ تھے - جب اُنہیں معلوم ہوا کہ یہ شمعدان مظہر انوار ہے تو سچے دوست بن گئے - مقصود دیر ہے کہ شمعدان سے دوری محرومیت ابدی کا سبب نہیں کیونکہ متنبہ و متذکر ہونے کا امکان ہے مگر نور سے دشمنی محرومیت ابدی کا سبب اور لاعلاج ہے -

(لب)
المدعون کثیرون والمختارون قلیلون

سوال :- حضرت مسیح انجیل میں فرماتے ہیں - "بلائے تو بہت گئے مگر برگزیدہ بہت تھوڑے ہوئے" انجیل متی باب ۲۲ آیت ۱۴ - اور قرآن میں فرمایا ہے "یختص برحمتہ من یشاء"

جواب :- معلوم ہو کہ جامعیت عالم وجود کا نظم و کمال اسبات کا مقتضی ہے کہ وجود صور تہائے نامتناہی میں ظاہر ہو کیونکہ موجودات ایک رتبے و ایک مقام و ایک طریقے اور ایک جنس و ایک قسم کی نہیں ہو سکتیں - مراتب کی تفاوت - صورتوں کا فرق اور اجناس و انواع کی تقسیم ضروری ہے یعنی رتبۂ جمادی و رتبۂ نبات و رتبۂ حیوان و رتبۂ انسان ہونا لابد و ضروری ہے کیونکہ عالم وجود کیلئے انسان ہی سے ترتیب و تنظیم و تکمیل نہیں پا سکتا - اسی طرح صرف حیوان یا تنہا نبات یا محض حیوان سے یہ دنیا خوش منظر - کامل ترتیب و پاکیزہ زینت حاصل نہیں کر سکتی - اس دنیا کی زینت و خوبصورتی کے لئے مراتب و مقامات و اجناس و انواع کا فرق ضروری ہے مثلاً یہ درخت سب کا سب ثمر ہی ہوتا تو یہ کمال نباتی نہ ہوتا - تو یہ کمال نباتی نہ ہوتا - نبات کی خوبصورتی و اسکے کمال کے جلوہ کے لئے پتوں شگوفوں و پھلوں سب کا ہونا لازمی ہے - اسی طرح جسم انسان کو لیں - اسکے اعظا و اجزا و ارکان کی تفاوت ضروری ہے - وجود انسان کے جمال و کمال کے لئے کان - آنکھ - دماغ حتیٰ کے ناخن و بال کا ہونا بھی ضروری - اگر سراپا مغز یا آنکھ یہ کان ہو تو یہ عین نقص ہے - اسی طرح زلف و مژگان - ناخن و دندان کا نہ ہونا عین نقص ہے - اگرچہ آنکھ کے بالمقابل یہ بے احساس اور جماد نبات کی طرح ہیں لیکن وجود انسان میں اُنکا نہ ہونا بہت ہی کریہ و برا ہے - چونکہ مراتب موجودات مختلف و متفاوت ہیں اسلئے بعض کو بعض پر فوقیت ہے - یہ پروردگار کے ارادہ و مشیت سے ہے کہ مخلوقات میں سے بعض رتبۂ اعلیٰ کے انتخاب کئے گئے جیسا کہ انسان اور بعض رتبۂ اوسط میں رکھے گئے جیسا کہ حیوان اور رتبۂ ادنیٰ میں رہے جیسا جماد - پس رتبۂ اعلیٰ کے لئے انسان چنا جانا پروردگار کے فضل سے ہے -

اسی طرح وجود نوع انسان کے اندر روحانی ترقیات و ملکوتی کمالات کی حیثیت سے تفاوت ہونا بھی حضرت رحمٰن کے انتخاب کے سبب ہے کیونکہ ایمان جو حیات ابدی ہے نشان فضل ہے نتیجۂ عدل نہیں - اس جہان خاک و آب میں شعلۂ نار محبت سعی و کوشش سے نہیں بلکہ قوت انجذاب سے پیدا ہوتا ہے سعی و اجتہاد سے سائنس و دوسرے کمالات حاصل ہو سکتے ہیں مگر انوار جمال الٰہی روح کو قوت انجذاب ہی سے وجد و حرکت میں لا سکتے ہیں اسی لئے کہا ہے "المدعون کثیرون والمختارون قلیلون"

لیکن کائنات جسمانیہ اپنے مراتب و مقامات میں مذموم و محکوم و مسئول نہیں ہیں مثلاً جماد رتبۂ جماد میں حیوان میں اور نبات رتبۂ نبات میں مقبول ہیں - ہاں اگر وہ اپنے رتبے میں ناقص رہیں تو مذموم ہیں - خود رتبہ عین کمال ہے - نوع انسان میں دو قسم کی تفاوت ہے - ایک تفاوت بحیثیت مراتب ہے - یہ تفاوت بری نہیں - دوسری بحیثیت ایمان و ایقان ہے اور اس کا نہ ہونا مذموم ہے کیونکہ نفس اپنے ہوی و ہوس میں مبتلا ہو جاتا ہے جو اُسے ان برکات سے محروم اور رحمت اللہ کی قوۂ جاذبہ سے مایوس رکھتی ہیں اگرچہ انسان اپنے رتبہ میں ممدوح و مقبول ہے مگر چونکہ اُس رتبہ کے کمالات سے محروم ہے اس لئے معدن نقائص ہے اور جوابدہ

تعلیمات حضرت بہاء اللہ

ابتدا سے امر بہائی کی تاریخ - امر بہائی کا ظہور حضرت بہاء اللہ کی جلوہ گری - شہدائے حق کی جانثاری فداکاری - سلطنتوں کے اندر تنزل امر بہائی بلندی و کامیابی حضرت عبدالبہاء کا تذکرہ مع عکس مبارک - سنین تاریخ بہائی - بغداد قسطنطنیہ ادریانوپل عکہ کے حالات کتاب اقدس سے حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات جو عصر حاضر کی روح ہدایت ہیں - زبان نہایت صاف اردو

مصنفہ مسٹر شمت اللہ بی اے - اکبرآبادی -

قیمت . . . . . فی جلد ۸/

(کوکب ہند)

©Afnan Library Trust, 2026

دنیای دین میں کھلبلی

یوں تو ہر سرشتہ زندگی میں ایک کھلبلی اور ہر شعبۂ دنیا میں ایک ابتری پھیلی ہوئی ہے۔ مگر جہان دین میں جو بچپنی اور بیقراری بپا سا جمائے ہے وہ کچھ اور ہی انداز کی ہے۔ اس عجیب یوم عظیم میں وہ پرانے عقیدے اور دقیانوسی خیالات انسان کی عقل کو اطمینان نہیں بخشتے۔ وہ مذہبی رعب و داب جو پہلے سیدھے سادے اشخاص سے ہر مسئلہ دین کو منوا لیتا تھا اب کہیں نظر نہیں آتا۔ وہ دینی مسائل جو اگر پہلے دین کی روح روان ہیں معقول دلائل سے ثابت نہ کئے جانے کے باعث بیچارے نوجوانوں کو خدائی ہستی کا بھی منکر بنا رہے ہیں۔ پرجوش نوجوان دل جو دینی جوش سے پرخروش ہیں بڑے تپاک سے بیک کہتے ہوئے اپنے دین کی طرف جھکتے ہیں مگر آہ! وہ دور کا دلفریب معشوق پاس آنے پر جان و روح سے عاری ثابت ہوتا ہے۔ انکی خالصانہ کوششیں سرد مہری کا شکار اور انکی عاشقانہ جرأتیں نشانہ انکار ہوتی ہیں۔ الغرض اسوقت ہر ایک دین دور سے سہانا مگر اندر سے کھوکھلا ہے انسانی روحیں موجودہ ادیان سے وہ اطمینان حاصل نہیں کر سکتیں جو انسان کی اصلی خوشی کا سرچشمہ اور دلی راحت کا سرمایا ہے دین یا دھرم سے مراد یہ ہے کہ انسان کو اس سے اطمینان اور آسودہ حاصل ہو۔ ہر مشکل مسئلہ اسکے ذریعے معقول طور پر حل ہو۔ دنیا کی الجھنیں اس پر سلوک کرنے سے سلجھ جائیں اور اس پر عمل کرنے سے ایک قسم کا سرور اور آسودہ نصیب ہو جو زندگی کا مزہ دے جائے۔ یہانتک ہی نہیں زندہ دین اپنے شیدائیوں کے راستہ سلوک کو خس و خاشاک سے پاک کرتا ہے اور انکے لئے خدا کی اُس تائید و توفیق کا موجب ہوتا ہے جو انہیں ادنی سے اعلی اور ارذل سے اشرف بناتی ہے۔ ایک معمولی بصیرت کا انسان موجودہ حالات سے فوراً کہہ اُٹھیگا کہ اگر دین اسی کا نام ہے تو اسی قسم کا دین تو اسوقت کوئی نہیں۔ ادیان موجودہ بیشک دلچسپ ہیں اپس کا تعصب و حسد اسقدر زوروں پر ہے کہ مخالف تو مگر کم فہم لوگ چلا اُٹھتے ہیں کہ دین ہی دنیا میں جنگ و جدل اور فساد و عناد کا باعث ہے۔ درحقیقت دنیا اسوقت مریض ہے اور اسکے امراض اس پر اسقدر غالب ہیں کہ اُنکے علاج کے لئے ایسے اصولوں کی ضرورت ہے جو اُسے ان عوارض سے چھڑا کر راحت و آرام کے راستے پر چلائیں خداوند مہربانی نے ہر عہد و زمان میں اپنے دین کو پیغمبروں کے ذریعے ہم پر ظاہر کیا تاکہ ہمیں ہر آفت روحانی و جسمانی سے بچائے اور دنیا میں امن و راحت کی زندگی بسر کرنا سکھائے۔ لیکن افسوس یہ قانون الٰہی و دین خدائی کچھ عرصہ کے بعد ہوس پرستوں کی دست اندازیوں کا شکار ہوتا ہے۔ بعض لوگ جو بظاہر محافظ دین کہلاتے ہیں ان قوانین الٰہیہ میں اپنی نفسانی خواہشات و انسانی خیالات بھی ملا دیتے ہیں اور آیات خدائیہ کی تفسیر اپنی خواہش کے مطابق کرکے لوگوں کو صراط مستقیم سے ڈگمگا دیتے ہیں اسی حالت میں ایک پیغمبر جلیل منظہر الٰہی کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ دین آلہی کی کی زیادات جو عقاید باطلہ سے پاک کرکے پھر لوگوں کے حوالے کرے اس یوم عظیم جبکہ ہر ایک دین بے جان ہے خدا نے حضرت بہاء اللہ کے ذریعے دین کو پاکیزہ بناکر زمانہ کی ضرورت کے مطابق نازل فرمایا ہے امر مبارک حضرت بہاء اللہ دنیا کے ہر درد کی دوا اور نوع انسان کی ہر بیماری کے لئے پیغام شفا لے کر آیا ہے امر مبارک بڑے بڑے بارہ اصولوں کو ایک دوست نظم میں لائے ہیں ہم نازرین کوکب کے لئے انہیں اسی اخبار میں کسی جگہ درج کر چکے ہیں۔ اس جگہ ہم ان کا ملخص لکھتے ہیں جو حضرت عبدالبہاء نے اکثر لکچروں میں فرمایا ہے۔

وحدت عالم انسانی - حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات میں سے ایک وحدت عالم انسانی ہے۔ آپ تمام دنیا کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں کہ تم سب ایک ہی درخت کے پتے اور ایک ہی ڈالی کے میوے ہو۔ یعنی عالم موجودات ایک درخت کی مانند ہے اور مختلف قومیں اور قبیلے اسکی ڈالیوں اور ٹہنیوں کی مانند اور ہر انسان اسکے کسی پھول یا پتے کی مثال اصلیح حضرت بہاء اللہ نے عالم انسانی کو وحدت کا بیان کیا۔ اگرچہ تمام دینی کتابوں میں اسکے دو ٹکڑے کر دیئے گئے ہیں ایک حصہ کا نام اہل کتاب یا شجرہ طیبہ اور اور دوسرے اس کا نام شجرہ خبیثہ دنیا کا ایمان والوں کا تھا دوسرا منکروں اور کافروں کا بعض آدمی اپنے خالق کی رحمت کے واسطے مخصوص کر دیئے گئے تھے۔ اور بعض اسکے قہر اور غضب کا مورد تھے۔ لیکن حضرت بہاء اللہ نے عالم انسانی کی وحدت کا اعلان کیا۔ یہ تعلیم صرف حضرت بہاء اللہ کے امر کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ آپ تمام دنیا کو خدا کو فضل کے دریا میں شرابور کر دیا۔ نہایت یہ ہے کہ بعض آدمی سو رہے ہیں انکو جگانے کی ضرورت ہے۔ بعض بیمار ہیں شفا دینی چاہیئے۔ بعض بچے ہیں انکی تربیت کی ضرورت ہے خلاصہ یہ ہے کہ یہ تعلیم حضرت بہاء اللہ کے امر مبارک میں ہی پائی جاتی ہے۔

تحری حقیقت - دوسری تعلیم حقیقت کی تلاش ہے یعنی کسی کو اندھا دھند باپ دادہ کی تقلید نہ کرنی چاہیئے بلکہ ہر کسی پر فرض ہے کہ وہ اپنے کانوں سے سُنے۔ اپنے آنکھوں سے دیکھے اور حقیقت کی تلاش کرے تاکہ وہ خود حقیقت پالے۔ باپ دادا کا مذہب کورانہ تقلید پر مبنی ہے حالانکہ انسان کو چاہیئے کہ حقیقت کا جویا ہو۔ یہ بھی حضرت بہاء اللہ کی ایک خاص تعلیم ہے۔

وحدت ادیان - تیسری تعلیم انکی یہ ہے کہ خدا کے تمام ادیان کی بنیاد ایک ہی ہے اور توحید اصل حقیقت ہے اور حقیقت واحد ہے اور وہ کثرت میں نہیں بدل سکتی یہ تعلیم بھی حضرت بہاء اللہ کیساتھ مخصوص ہے۔

دین الفت و اتحاد کا سبب ہو | چوتھی تعلیم ہے کہ دین کو محبت۔ اتحاد اور اتفاق کا سبب ہونا چاہیئے۔ اگر دین اختلاف کا باعث ہو یا انسانوں کے درمیان تفرقہ کا سبب ہو تو ایسے دین سے بیدینی اچھی ہے۔ یہ بھی حضرت بہاء اللہ کی ایک خاص تعلیم ہے۔

دین علم و عقل کے مطابق ہو | اگر یہ دین علم و عقل کے مطابق نہیں تو وہم ہے۔ یہ بھی حضرت بہاء اللہ کی نئی تعلیم ہے۔ آجتک لوگوں کا یہ قاعدہ رہا ہے کہ وہ بعض چیزوں کو صرف اسواسطے قبول کرتے ہیں کہ انکا دین ہے خواہ وہ عقل و علم کے کیسے ہی خلاف کیوں نہ ہو

مرد عورت کے حقوق مساوی ہوں | حضرت بہاء اللہ نے مرد و عورت کے حقوق مساوی قرار دیا ہے۔ یہ بھی نئی تعلیم ہے کیونکہ اور سب ادیان مرد کو عورت سے بڑا بتاتے ہیں۔

ترک تعصبات و موہومات | آج کے دن حضرت بہاء اللہ کی ایک نئی تعلیم ترک تعصبات ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ دینی مذہبی۔ قومی۔ ملکی۔ سیاسی یا وطنی تعصبات انسان کی بنیاد کو کھا جانیوالے ہیں۔ پس ان قیود سے آزاد ہو تاکہ عالم انسانی کی وحدت ہویدا و نمودار ہو۔

صلح عمومی - افراد و اقوام آپس میں صلح کریں۔ تمام سلطنتوں میں صلح قائم رہے تمام دنیوں میں میل ملاپ رہے۔ تمام نسلوں میں صلح رہے اور تمام ملکوں کے باشندے میں صلح رہے یہ حضرت بہاء اللہ کے ظہور کی خصوصیات سے ہے۔

تربیت عمومی - حضرت بہاء اللہ کی ایک اور خاص تعلیم میں ہے کہ تمام انسانوں کو تعلیم و تربیت ملنی چاہیئے۔ علم و تربیت کا حاصل کرنا فرائض دین میں سے ہے۔

اقتصاد عالم - اقتصادی مسائل کا حل صرف حضرت بہاء اللہ کی کتابوں میں پایا جاتا ہے۔ گذشتہ پیغمبروں کی کتابوں میں اس کا ذکر تک بھی نہیں۔ مگر حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات میں اس کامل طور پر حل کر دیا ہے

لسان عمومی - آپ نے فرمایا ہے کہ دنیا کے لئے ایک لسان عمومی کا ہونا لابدی ہے جو مادری زبان کے ساتھ ساتھ تمام عالم میں پڑھائی جائے تاکہ لوگ ایکدوسرے سے تبادلہ خیالات کر سکیں اور اس طرح سوء تفاہم نہ رہیں۔

بیت العدل بین الملل | یہ محکمہ کبریٰ تمام دنیا کی سلطنتوں کے درمیان فیصلہ کریگا۔ تمام دنیا کی سلطنتیں اسکے احکام کو ماننا اپنا فرض سمجھیں گی۔

کوکب ہند کے فائل

جلد اول :- حضرت بہاء اللہ کی الواح مقدسہ۔ حضرت عبدالبہاء کے خطابات مبارکہ۔ بہائی علماء کے مضامین اور بیانات محققین و مصنفین کی زبردست تحریرات۔ جماعت احمدیہ کو دعوت تبشیر کا لاجواب سلسلہ۔ قیمت تین روپے (۳)

جلد دوم - پانچ روپے (۵)

منشی کوکب ہند چاندنی چوک دہلی

©Afnan Library Trust, 2026

پیشینگوئی

کلام الٰہی ہمیشہ تین قسم کی تعلیمات کا حامل ہوتا ہے۔ اول قصہ جات۔ یعنی گذشتہ امتوں کے تاریخی حالات جو امت حاضرہ کے لئے بطور تنبیہ نازل ہوتے ہیں۔ دوم شریعت و قوانین جن سے اُمت کے معاملات دنیوی اور مراتب روحانی کی ترتیب و ترقی منظور ہوتی ہے۔ سوم پیشینگوئی یعنی امورات آئندہ کے بارے میں بتلایا جانا ہے تاکہ لوگوں پر صاحب پیشینگوئی کی صداقت کا ایک نشان ہو اور انہیں ظہور بعد کے وقت اس ظہور کے ماننے کی سبیل ہدایت ہوں۔

انبیاء الٰہی کے اس علم غیب و بصیرت معنوی کے سمجھانے کے لئے بیشمار کتابیں لکھی گئی ہیں۔ صوفیائے کرام نے اسے اسطرح سمجھایا ہے کہ عالم وجود ایک آئینہ گنبد کی مانند ہے اس گنبد کے نیچے جتنی کائنات اور اصلی مشتوانات ہیں ان سب کا عکس گنبد کی چھت پر پڑتا ہے دوسرے لفظوں میں یوں کہئے کہ یہ ایک بڑی قرص کی مانند ہے۔ جو اس تمام مناظر کو جو دنیائے ناسوت میں ہوتے ہیں منعکس کرتی ہے۔ اسی طرح عقول و قلوب انسان بھی آئینوں کی مانند ہیں جو اس گنبد کے گرد معلوم رہے ہیں جب قلوب انسانی اس گنبد کی طرف رجوع ہوتے ہیں تو تمام وہ تصویرات جنہیں سطح گنبد نیچے سے بطور عکس ڈالتی ہیں انہیں معکوس ہوتی ہیں۔ یہ تصاویر خواہ ماضی کی ہوں، یا حال کی یا مستقبل کی قلب انسانی میں ان سکو اخذ کرنے کی قوت موجود ہے۔ اگر یہ تین حالتیں اُس میں موجود ہیں۔ اول۔ صاف پاکیزہ ہونا۔ دوم گنبد کی طرف پوری طرح متوجہ ہونا ہو یعنی۔ اس کے اور گنبد کے درمیان کسی پردے یا رکاوٹ کا حائل نہ ہونا۔ انبیاء الٰہی کے قلوب ان تینوں صفات سے بدرجہ اتم متصف ہوتے ہیں یعنی۔ اُن کے قلوب و شفاف آئینوں کی طرح ہوتے ہیں۔ ۲۔ وہ ہر وقت اس گنبد حقیقت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ ۳۔ اُن کے اور اس گنبد حقیقت کے درمیان کوئی پردہ یا رکاوٹ نہیں ہوتی۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر انبیاء الٰہی کے قلوب اس طرح عکس پاکر پیشینگوئی کر سکتے ہیں تو ہمارے قلوب کیوں نہیں کر سکتے؟ اس میں شک نہیں کہ ہر شخص کا قلب اس طاقت کا مالک ہے مگر ہم اپنی تحدیدات و ضلالت کے سبب اپنے قلوب پر سو تفاہم و توہمات کے پردے ڈالکر اسے دنیوی مادیات و شکوک کا شکار بنا دیتے ہیں اس لئے ہمارے قلوب کے آئینے غبار آلودہ ہو کر گنبد حقیقت کی تصاویر کے معکوس کرنے کے ناقابل ہو جاتے ہیں۔ ہاں۔ وہ لوگ جو انبیاء الٰہی کی پیروی کرتے ہیں اور اتقاء و پرہیزگاری سے اپنے قلوب کے آئینوں کو صاف کر لیتے ہیں وہ آنے والے واقعات کی پیشینگوئی اور اسرار حقیقت کا انکشاف کر سکتے ہیں۔ دوم پہلے ایک اور نہایت ہی اہم سوال کا سامنا پڑتا ہے" کہ اگر انبیاء الٰہی امورات آئندہ کو جانتے تھے اور پیشینگوئی کر سکتے تھے کہ ایک ہزار یا دو ہزار سال بعد یہ واقع ہوگا تو وہ اُن واقعات کو کیوں نہ دیکھ سکے۔ جو اُن کے بالکل ہی پاس بلکہ گرد واقع ہوتے تھے۔ اور جو انکی راحت۔ تکالیف، و تذلیل کا باعث ہوتے تھے اس سوال کا جواب نہایت آسان ہے۔ انبیاء الٰہی دو حالتوں پر کے مالک ہوتے تھے۔ حالت جسمانی اور حالت روحانی۔ جب وہ حالت جسمانی میں ہوتے تھے تو تمام دوسرے انسانوں کی مانند ہوتے تھے مگر حالت روحانی میں یعنی جب اُنکے قلوب اُس بڑے گنبد حقیقت کی طرف متوجہ ہوتے تھے تو وہ دوسرے انسانوں سے بالکل بعد ہوتے تھے۔ اُنکے قلوب پاکیزگی و صفائی کی اس انتہا تک پہنچے ہوتے تھے جہاں وہ اس لاشریک و لامحدود ذات کے اثرات سے متاثر ہوتے تھے۔

انبیاء کی اس حالت کو شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نہایت خوبصورتی سے بتایا ہے۔ حضرت یعقوب و حضرت یوسف کا قصہ لکھتے ہوئے آپ فرماتے ہیں

کسی پرسید ازاں گم کردہ فرزند — کہ اے پیر گہر روشن خردمند
مصر تش بوئی پیراہن شنیدی — چرا در چاہ کنعانش ندیدی
بگفت احوال ما برق جہان است — گہے بر طارم اعلیٰ نشینم
گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

جسکا مطلب یہ ہے کہ کسی نے حضرت یعقوب سے پوچھا کہ آپ یوسف کے کرتے کی بو سے یہ پہچان گئے کہ وہ مصر میں ہے تو اُس وقت کیوں نہ جانا جب وہ کنعان میں ہی کوئیں میں تھے" حضرت یعقوب نے جواب دیا۔ وہم اس دنیا میں اور لوگوں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں۔ کبھی کبھی الہام کی بجلی چمکتی ہے اور ہم اُس کی روشنی سے واقعات کو دیکھ سکتے ہیں۔ جب یہ روشنی گم ہو جاتی ہے تو وہ منظر بھی مٹ جاتا ہے۔ کبھی تو ہم گنبد آسمان کے منارے پر بیٹھ کر آئندہ آنے والے واقعات کو نشو و نما کی حالت میں دیکھتے اور کبھی ہم نیچے اتر کر زمین پر رہتے ہیں اور اس پاس کی چیزوں کو بھی نہیں دیکھ سکتے۔

انحصر انبیاء الٰہی پیشینگوئی کرتے ہیں اور انکی پیشینگوئیاں اُن کی کتابوں میں موجود ہیں۔

پیشینگوئیاں بھی تین طرح کی ہیں۔ ایک تو وہ جو نبی کی زندگی کے وقت سے ہی تعلق رکھتی ہیں۔ مثلاً۔ توریت میں ایک بادشاہ کے بارے میں جو بیمار تھا ایک پیشینگوئی ہے کہ نبی وقت اُسے جاکر کہا کہ تو مرجائیگا مگر جب وہ نبی واپس آرہا تھا تو اسے الہام ہوا کہ بادشاہ زندہ رہیگا پس وہ جلد لوٹ کر آیا اور بادشاہ کو بشارت دی کہ وہ زندہ رہیگا۔ اس قسم کی پیشینگوئیاں اہم نہیں اور نہ ہی ہم اُن کے بارہ میں یہاں اور کچھ لکھینگے۔

دوسری قسم کی پیشینگوئیاں اُن واقعات کے بارے میں ہیں کہ جو نبی وقت کے زمانہ یا اسکے بعد چند سال کے اندر اندر واقع ہونگے جو اُس کی صداقت کا ثبوت اور اُسکے امر کو اکناف عالم میں پھیلانے کا موجب ہوتے ہیں۔

تیسری قسم کی پیشینگوئیاں وہ ہیں جو ظہور کے بعد آمد کی نشانیاں و آیات ہوتی ہیں۔

ہم اس مضمون میں پہلے تیسری قسم کی پیشینگوئیوں کا ذکر کرینگے اور بعد میں دوسری قسم کی پیشینگوئیاں لکھینگے تاکہ اہل تحقیق تجسس پر واضح ہو جائے کہ مظہور حضرت باب و بہاء اللہ عزاسمہما پیشینگوئیوں کے عین مطابق واقع ہوا ہے" اور

جو پیشینگوئیاں ان وجودات مبارکہ نے فرمائیں اکثر میں سے بہت سی پوری ہو چکی ہیں اور بہت سی پوری ہو رہی ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ پرانی کتب مقدسہ کی پیشینگوئیوں کو جب ہم ایک جگہ جمع کرتے ہیں۔ اور وہ واقعات جو پچھلے دو تین سو برس میں واقع ہوئے ہیں تو نہایت ہی حیرت ہوتی ہے کہ ان انبیاء الٰہی کا علم کس قدر وسیع اور انکی بصیرت کسقدر تیز تھی کہ انہوں نے اتنی دیر کے بعد واقع ہونے والے امورات کو پوری طرح پہلے ہی سے بتلا دیا پیشینگوئیوں کو سمجھنے کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ ان مظاہر ربانیہ نے دو قسم کی پیشینگوئیاں کی ہیں ایک دنیوی و مادی واقعات کے بارہ میں اور دوسری روحانی و معنوی ترقیات کے بارہ میں۔

مثلاً یہ جنگ عظیم جس نے چھ سات سال تک تمام دنیا میں مصیبت و غارتگری کا ایک طوفان بے تمیزی برپا رکھا کتاب مقدس میں دو ہزار برس پہلے ہی سے لکھی گئی تھی۔ اسرائیلی نبیوں میں سے ایک اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ دنیا میں اسقدر جنگ و قتل و غارتگری ہوگی کہ دو حصے دنیا تباہ ہو جائیگی۔ حضرت مسیح نے بھی اس پیشینگوئی کی طرف اشارہ کیا ہے جب آپ، دانیال نبی کی اس پیشینگوئی کا ذکر کرتے ہیں کہ لڑائیاں اور لڑائیوں کی افواہیں زور پکڑینگی۔ حکومتیں ایک دوسرے کے خلاف اٹھینگی۔ ایک قوم دوسری قوم سے برسرپیکار ہوگی اور دنیا میں زلزلہ و قحط واقع ہونگے۔ یہ سب باتیں ہماری آنکھ کے سامنے پچھلے آٹھ نو سال میں واقع ہو چکی ہیں۔ آپ نے دیکھا ہے کہ ان نام نہاد مہذب لوگوں نے کیسی بربریت ظلم و ستم و اعتساف دکھایا اور کس طرح کھوکھلا کر دیا انہوں نے اپنی حرص و آز کی بھینٹ چڑھایا۔ سب پیشینگوئیوں میں نہایت ممتاز پیشینگوئی یہودیوں کے دوبارہ فلسطین میں آنے کے بارے میں ہے۔ اسی طرح ٹیلیگراف ٹیلیفون۔ موٹر کار۔ ریل اور وائرلیس۔ ٹیلیگراف کے بارہ میں بھی پیشینگوئیاں موجود ہیں۔

دو اشعیا کی کتاب میں" مصر و فلسطین کے ملحق ہونے کے بارہ میں بھی پیشینگوئی موجود ہے اور یہ ان دونوں ملکوں کے درمیان ریلوے بن جانے سے پورا ہو چکی ہے۔ کتاب مقدس کو غور سے پڑھنے والے صدہا ایسی باتیں ہر وقت تک دنیا میں ہوئی ہیں ان سب کے بارہ میں پیشینگوئیاں پا سکتے ہیں۔ اسی طرح روحانی ترقیات کی پیشینگوئیاں فرماتے ہوئے فرمایا ہے کہ تمام دنیا میں عالمگیر اخوت و محبت جلوہ گر ہوگی۔ کتاب اشعیا اور احادیث رسول مقبول میں لکھا ہے کہ اُس زمانہ میں شیر و بکری ایک جگہ سے پانی پینگے چیتا و برہ ایک ہی چراگاہ میں چرینگے۔ چھوٹے بچے سانپ کے بل میں ہاتھ ڈالینگے اور سانپ انہیں نہ ڈسیگا۔ ان پیشینگوئیوں سے جو استعارہ میں بیان کی گئی ہیں یہ مراد ہے کہ اُس دن شیر کی خصلت رکھنے والے لوگ بکری کی سی حالت رکھنے والے لوگوں سے ملکر رہینگے اور اُن میں محبت و اخوت جلوہ گر ہوگی اور وہ ہمیشہ کے لئے باہم مل جلکر رہینگے۔ اگر ہم ان پیشینگوئیوں کے لفظی معنے لیں تو ان کا پورا ہونا ناممکن ہی نہیں بلکہ محال ہے کیونکہ شیر ایک گوشت خور حیوان ہے۔ شیر جب بکری کو پکڑ کر کھاتا ہے تو اُسے اُس سے کوئی دشمنی نہیں ہوتی بلکہ وہ تو اپنی غذا کے لئے ایسا کرتا ہے۔ اُن میں صلح و سکون اُسی وقت ہوگا جب بکری شیر کے پیٹ میں بآرام پڑی ہوگی۔

©Afnan Library Trust, 2026

آسمانی کتابوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ اُسدن خدا اپنے تخت پر جلوہ گر ہوگا اور قوموں کا انصاف کریگا لوگ اپنے ہتیاروں کو توڑ کر پھینک دینگے۔ تلوار سے ہل کے پھالے اور برچھوں کی درانتیاں بنائینگے اور پھر اُن میں کبھی جنگ نہ ہوگی۔

ان استعارات کو سمجھنے کے لئے ہمیں یہ جاننا ضروری ہے کہ یہ انبیاء آلہٰی ایسے زمانوں میں رہتے تھے جب بمب۔ زہریلی گیس توپیں۔ بندوقیں اور کارتوس نہ تھے اور نہ ہی آجکل کی ایجادیں اُسوقت تھیں۔ ان پیشینگوئیوں سے اُنکی مراد یہ تھی کہ قومیں اپنے جنگی ہتیاروں اور تباہ کن آلات حرب سے دست بردار ہونگی۔

پھر کتاب اشعیاء میں بھی لکھا ہے کہ وہ اُسدن میں سب قوموں کو جمع کرونگا اور سب زبانوں کو ایک زبان بناؤں گا۔

مذہب اگر ہم موجودہ تحریکات کا خیال کریں" اور ان پیشینگوئیوں کو پڑھیں تو ہماری حیرت کسقدر زیادہ ہوتی ہے کہ عالمگیر بیداری۔ بین الاقوامی یگانگت۔ یکدلی اور اخوت عالم کے لئے روح کی تڑپ اُن سب کی پہلے نبیوں نے پیشینگوئی کر رکھی ہے۔

اسکے بعد سب انبیاء آلہٰی جس بات پر متفق ہیں وہ یہ ہے کہ ان باتوں کے ظاہر ہونے کے بعد خداوند قادر مطلق رب دنیا میں آئیگا اور اپنا خیمہ دنیا کے سب سے اونچے پہاڑ پر قائم کریگا۔ قرآن شریف اس پیشینگوئی کو نہایت وضاحت سے بیان کرتا ہے۔

فرمایا ہے۔ ھل ینظرون الا ان یاتیھم اللہ فی ظلل من الغمام (بقرہ) کیا یہ لوگ انتظار کر رہے ہیں کہ آوے اللہ انہیں ابر کے سایہ تلے خدا کے آنے سے یہ مراد نہیں کہ قادر مطلق آسمان پر اپنے سر شر، پیارے انسان کی طرح بیٹھا ہے اور ایک دن ہوائی جہاز پر بیٹھکر زمین پر اتریگا۔ خدا کے آنے کے ایک معنے تو یہ ہیں کہ خدا کا جلال اور اُسکی صفات یعنی محبت۔ یگانگت۔ نیکی راستی اور انصاف وغیرہ علم کے پروں پر سوار ہو کر نوع انسان پر اُتریگے ہم اسے زیادہ زیادہ وضاحت سے بیان کرتے ہیں کہ خدا کی اسماء و صفات ایک مجموعی صورت میں ایک انسان کامل میں ظاہر ہونگی تو گویا خدا دنیا میں ظاہر ہوگا۔ "خدا کے ظہور" کے بھی یہ ہی معنے ہیں کہ محبت۔ عالمگیر بیداری۔ نور۔ خوشی۔ خوشحالی اور اتفاق اولاد انسان میں ظاہر ہوگا۔

کہ اب اگر ہم اپنے چوگرد نظر ڈالیں" اور غور و تعمق سے دنیا میں دیکھیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ یہ تمام چیزیں افق جہان سے ہویدا ہو رہی ہیں اور قلوب انسان پر اپنا پرتو روز بروز زیادہ شدت سے ڈال رہی ہیں۔ سوء تفاہم۔ بیگانگی اور توہمات کے تاریک بادل علم و بیداری کی تشنہ و تیز ہوا سے تتر بتر ہو رہی ہیں۔ دنیا میں تعصبات اور مذہبی فساد جیسی تندی سے رائج تھے کہ مختلف مذاہب کے لوگ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے۔ مگر اب یہ لوگ جو ہزاروں برس سے ایک دوسرے کی دشمنی میں پڑے تھے باہم ایک ہو رہے ہیں اور بھائی بھائیوں کی طرح مل رہے ہیں اور اس طرح انبیاء آلہٰی کی پیشینگوئی پوری ہوئی اور شیر و بکری ایک ہی گھاٹ پر پانی پی رہے ہیں۔

اہل بہاء جنہیں حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات میں عام محبت و روشنی و امن کے شیدا بنا دیا ہے شب و روز کوشش میں ہیں کہ لوگ خدا کو جیسا کہ حضرت بہاء اللہ نے اُسے ظاہر فرمایا ہے پہچانیں اور بیگانگی و تعصبات و توہمات کو چھوڑ کر حق و صداقت کے پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر دوستی و اشتی و محبت کے ہاتھ ملائیں۔ حضرت بہاء اللہ جل ذکرہ نے ایسی پیاری تعلیمات محبت و وداد فرمائی ہیں کہ آپ بلاشک و شبہ پیشینگوئیوں کے عین مطابق خدا کے سچے ظہور ہیں کیونکہ زمانہ کی سب روحانی بیماریوں کا علاج آپ نے نہایت ہی پیارے لفظوں میں بتایا ہے آپکی کتابوں میں ہر درد کی دوا موجود ہے۔ آپ کی حقانیت کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ جو کچھ آپ نے ارادہ فرمایا۔ دنیا خود بخود ہی اُسکی طرف رجوع ہو رہی ہے مثلاً آپ نے رجال و نساء کے حقوق کی مساوات کا اعلان کیا۔ حالانکہ یہ بات اس سے پہلے دنیا کے کسی حصہ میں موجود نہ تھی مگر جب سے آپ نے یہ اعلان فرمایا ہے دنیا خود بخود ہی اس کی طرف جھک رہی ہے۔

پھر آپ نے یہ بھی حکم دیا کہ سب دنیا میں ایک زبان کا ہونا ضروری ہے تاکہ نوع انسان میں محبت و اخوت کا رشتہ مضبوط ہو یہ روش ہی ہے کہ دنیا میں اسکے بعد ہی اسپیرانٹو و دیگر زبانیں ایجاد ہوئیں اور بڑی بڑی تحریکات جاری ہیں کہ دنیا میں ایک زبان ہو جائے۔ ایک زبان ہونے کا یہ مطلب ہے کہ مادری زبانوں کے ساتھ ساتھ ایک ایسی زبان جو سیکھیں جو سب دنیا میں عام ہو تاکہ دنیا کے کسی حصوں کے بھی دو شخص اپنے خیالات کا ایک دوسرے سے اظہار کر سکیں۔

ایک دوبجات جو خدا کے حکم سے آپ نے فرمائی وہ ایک بین الاقوامی محکمہ کبریٰ کا انعقاد ہے تاکہ جنگ و جدل دنیا سے اُٹھ جائے۔ قوموں کے جھگڑے اس عدالت اقوام کے سامنے فیصل ہو جائیں اور اُنکی انتہا جنگ و فساد نہ ہو دنیا نے آپ کے اس حکم کو لیگ آف نیشن کی صورت میں مانا۔ مانا کہ ویسی نہیں جیسی کے ہونی چاہیئے مگر تو بھی اس سے یہ امر بپوری طرح ثابت ہوتا ہے کہ دنیا ایک ایسی عدالت کبریٰ کے لئے تڑپ رہی ہے اختصار مدنظر ہے والا ہم سب آپکے وہ احکام درج کرتے جو آپکے ذریعے خدا نے نازل فرمائے اور جنہیں دنیا خود بخود مانتی چلی جا رہی ہے +

مضمون بہت بڑھ گیا مگر چونکہ ہم آخر مضمون میں لکھ چکے ہیں کہ ہم حضرت بہاء اللہ کی کچھ پیشینگوئیاں لکھینگے اسلئے یہاں ہم صرف چھ پیشینگوئیوں پر اکتفا کرینگے اور باقی کی پیشینگوئیوں پر انشاء اللہ ایک علیحدہ مضمون لکھکر ہدیہ ناظرین کرینگے۔

حضرت بہاء اللہ جل ذکرہ نے تمام بادشاہان زمین کے نام الواح نازل فرمائیں اور انہیں خدا کی دعوت دی نپولین سوئم بادشاہ فرانس نے آپکی لوح کو پھینک دیا۔ اور نہایت تکبرانہ الفاظ منہ سے نکالے جس پر یہ پیشینگوئی نازل ہوئی

یا فعلت تختلف الامور فی مملکتک ویخرج الملک من کفک جزاء عملک اذا تجد نفسک فی خسران مبین "تیرے اس فعل کے سبب تیری بادشاہت میں کھلبلی واقع ہوگی اور تیرے اس عمل کے سبب حکومت تیرے ہاتھ سے نکل جائیگی۔ اسوقت تو اپنے آپکو ایک بڑے گھاٹے میں پائیگا

یہ پیشینگوئی ۱۸۶۹ء میں نازل ہوئی اور ۱۸۷۰ء میں جرمنی و فرانس کی لڑائی میں فرانس کو باوجود اسقدر طاقت و عظمت کے جرمنی سے نیچا دیکھنا پڑا اور نپولین سوئم وہ مغرور متکبر شہنشاہ پابجولان قید خانہ میں نظر بند ہو گیا۔ اسی طرح فریڈرک سوئم ولیعہد جرمنی ارض مقدس میں آنے کے وقت عکا میں حضرت بہاء اللہ کے حضور میں مشرف ہونے کے لئے نہیں آیا اور اس بناء عظیم کی آواز پر متوجہ نہ ہوا تو اُسکے اس متکبرانہ رویہ پر خدا نے اسے یہ سزا دی کہ چونکہ اُس نے خدا کی آواز پر کان نہیں دیا اسلئے وہ کبھی حکومت کرنے نہیں پائیگا اُسکی تاجپوشی اُسکے بستر مرگ پر ہوئی اور وہ تین ماہ بعد بلا حکومت کئے راہی ملک عدم ہوا۔ اسی بادشاہ کو ایک لوح میں نازل ہوا

قل یا ملک برلین اسمع النداء من ھذا الھیکل المبین انہ لا الہ الا انا الفرد الباقی القدیم ایاک ان یمنعک الغرور عن مطلع الظہور ویحجبک الھوی عن مالک العرش والثری ..... یا شواطی نھی الرین قد منعناک معطاۃ بالدماء بما سال علیک سیف الجزاء ولک منا آخری ونسمع حنین البریین ولو انہم الیوم علی عمیاء مبین" (ترجمہ) کہہ اے بادشاہ برلن اس ہیکل مبین کی آواز پر کان دھر بیشک میں خدا نہیں سوائے اور میں یکتا۔ دائمی ابدی ہوں۔ خبردار غرور تجھے مطلع ظہور سے نہ روکے یہ تیری خواہشات عرش و ثری کے مالک سے باز رکھیں۔ اے دریائے رائن کے کنارو تجھے خون سے پُر دیکھتا ہوں کیونکہ جو تلوار میں تجھ پر چلائی گئیں اور تیرے لئے پھر ایسا ہی ہوگا۔ ہم بریوں کے رونے کی دردناک آواز سن رہے ہیں اگرچہ اسوقت وہ میں جاہ جلال میں ہے۔

ناظرین اس پیشینگوئی پر کسی حاشیہ کی ضرورت نہیں سب جانتے ہیں کہ اسکا کچھ حصہ پورا ہو چکا اور کچھ باقی ہے جو آئندہ سالوں میں پورا ہو کر رہیگا۔ (باقی باقی)

مجموعہ

شش الواح حضرت بہاء اللہ

وہ تجلیات۔ اشراقات۔ طرازات۔ لوح عالم کلمات فردوسیہ بشارات" ان چھ الواح کا مجموعہ اصل معہ ترجمہ ہے کتاب اقدس کے بعد یہ اہم ترین الواح ہیں توحید رسالت معرفت اسم اعظم۔ شجر طوبیٰ۔ تجلی طور۔ شریعت و طریقت کی حقیقت دعاوی حضرت بہاء اللہ۔ براہین آیات بینات ..... عدد

(نوٹ) ان کتابوں کی درخواست کے ساتھ ۲۵ فیصدی قیمت پیشگی وصول ہونے پر کتابیں روانہ کیجائینگی۔ بعض حضرات کے طرز عمل نے ہمیں اس طریق پر مجبور کیا ہے۔

©Afnan Library Trust, 2026

عالمگیر دین

ایک وقت تھا جب زمین کی تمام اقوام اسقدر کھنچی ہوئی نہ تھیں لوگوں میں باہمی آمد و رفت کا سلسلہ بالکل نہ تھا۔ نہ تو خط آتے جاتے تھے۔ نہ ٹیلیگراف۔ نہ بے تار کے تار برقی۔ نہ ٹیلیفون نہ موٹر کار۔ نہ فونوگراف نہ فوٹوگراف وغیرہ وغیرہ۔ اسوقت سفر کرنے کے وسائل اگر کچھ تھے تو وہ اونٹ۔ خچر۔ گدھے۔ گھوڑے تھے مگر انکے ذریعے آدمی دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سفر نہ کر سکتا تھا۔ لوگ ایکدوسرے کے خیالات عادات اور رسومات سے ناواقف تھے۔ اسلئے وہ زیادہ تر عزلت پسند۔ تنگ چشم اور متعصب ہوتے گئے۔ اور اگر خوب غور سے دیکھا جائے تو مختلف ادیان میں جو اختلاف و نفاق پایا جاتا ہے اسکا ایک بڑا باعث یہی اقوام کی ایکدوسرے سے دوری اور کم میل ملاپ ہے جو آمد و رفت کے وسائل کے نہ ہونے کا بدیہی نتیجہ تھا۔ اگلے زمانوں میں ادیان خاص مقامات میں خاص اقوام کی تربیت و ترقی کے لیے آئے تھے اور چونکہ ان ادیان کے پیرو ایکدوسرے کی زبان اور رسومات سے ناواقف تھے اور نہ جانتے تھے کہ دوسرے ادیان کیا سکھاتے ہیں اسلئے آہستہ آہستہ ان میں ایکدوسرے سے دشمنی اور عداوت سرایت کرتی گئی۔ اگرچہ مختلف ادیان کے بنیادی اصول و خیالات واحد تھے مگر چونکہ انکی زبان واحد نہ تھی اور نہ ہی آمد و رفت کے وسائل ایسے آسان تھے کہ ایک ملک کا آدمی دوسرے ملک میں چلا جائے اسلئے انمیں مختلف خیالات و آراء پیدا ہوتے گئے اور یہ مخالفت و عداوت دن بدن بڑھتی گئی مگر اس نورانی زمانے میں جس میں ہم رہتے ہیں۔ ٹیلیگراف کے ذریعے مشرق بعید کے لوگ مغرب بعید کی خبر چند منٹوں میں پا سکتے ہیں۔ ریڈیو کے ذریعے چہار اطراف عالم کے باشندے ایک دوسرے سے باتیں کر سکتے ہیں۔ ریل گاڑی جہاز اور ہوائی جہاز کے ذریعے برسوں کے سفر دنوں گھنٹوں میں کئے جا سکتے ہیں۔ فی الحقیقت یہ زمانہ سفر کا زمانہ ہے اور سفر انسان کو وہ روشنی اور دانائی بخشتا ہے جو علم انسان کے ذخیرے کو بڑھاتی ہے۔ دنیا کی وحدت کا راستہ دکھاتی ہے۔ عقل سلیم کو ترقی دیتی ہے اور قلوب انسان کو وہ اطلاعات مہیا کرتی ہے جو اقوام عالم کو ایک خاندان بنانے کے لئے ضروری و لازمی ہے۔

یہ تمام بڑی بڑی بحار اور دنیوی ترقیات ہمیں بتا رہی ہیں کہ ہم ایک عالمگیر دین کے زمانہ میں رہ رہے ہیں۔ ان ترقیات کی رو کو دیکھکر جس دن بدن یہ یقین ہوتا جا رہا ہے کہ جس طرح یہ کرۂ ارض مادیات کی طرف سے دائرہ ہوتا جا رہا ہے اسی طرح ان انتہا ممالک قلوب بھی ایک شدید القوی روحانی قوت سے مفتوح و مغلوب ہونگے اور وہ اعلیٰ حس انسانی اس عالمگیر دین اور علم و عقل کے لئے تڑپیگی جس کے انسان مدتہائے دراز سے متمنی رہے ہیں۔

در حقیقت آج کے دن ہمیں ایک ایسے عالمگیر دین کی ضرورت ہے جو اس متمدن و مادی دنیا میں ایک نور کی طرح چمکے ایسا

عالمگیر دین جو ہیئت اجتماعیہ کے جسم میں جان کا کام دے۔ ایسا عالمگیر دین جو مختلف ادیان عالم کو اپنے خیمہ تلے لائے اور اُن سب کو پگھلا کر ایک بنا دے اور لوگوں کو دیانت و محبت میں نسائم توحید کا مزہ چکھائے۔

ہمیں اسبات پر فرد و رد دینے کی چنداں ضرورت نہیں کہ عالم انسان کو آجکے دن ایسے عالمگیر دین کی اشد ضرورت ہے کیونکہ ہر گوشے سے صدا بلند ہے کہ دنیا کا ایک ایسا نازک وقت آرہا ہے جب اس اس عالمگیر دین کے سوا کوئی اور چیز ہماری مشکلات و منازعات کو حل نہ کر سکیگی۔

اہل عالم البتہ اس آواز پر کچھ تعجب نہیں ہوتا کیونکہ تمام کتب آسمانی ایسے نازک وقت اور ایسے عالمگیر دین کو پیشنگوئیوں سے پر ہیں۔ نہ صرف تورات انجیل و قرآن ہی میں اسکی خبر دیتے ہیں بلکہ ژند اوستا۔ وید مقدس۔ گیتا۔ ترپٹک بدھ کا وغیرہ وغیرہ بھی اسی پیشنگوئیوں سے مزین ہیں۔

در حقیقت ہر ایک ہوشمند جانتا ہے کہ یہ عالمگیر دین آہستہ آہستہ دنیا پر اپنا خیمہ پھیلا رہا ہے۔

عالمگیر دین کے اصول

کون عالمگیر دین ہو سکتا تا وقتیکہ اُس کے اصول اُن سب دردوں کی دواہوں جو اس وقت ہیئت اجتماعیہ کی ہیکل پر عارض ہو رہے ہیں اور انسانی زندگی کو دکھی اور درد بھری بنا رہے ہیں۔

پہلا اصول

عالمگیر دین کا پہلا اصول یہ ہے کہ ایک روح اجتماع ہو۔ یہ اُن تمام دین اصول اعلیٰ و شریف قوانین کا مرکز ہو جو ابتدائی آفرینش سے اسوقت تک دنیا میں ظاہر ہوئے یعنی ادیان گذشتہ وہ سب حالات و سنہرے اصول لے لیے جائیں جنہیں ادیان بھی کامل اور مکمل سمجھتے تھے اور اُن سب قوانین کو یک قلم اکھاڑ دیا جائے جو فرقہ جوئی۔ تنگ نظری اور تعصب کے وطن سے پیدا ہو گئے ہیں وہ لوگ جو پرانی روایات اور تعصبات سے آزاد ہو کر ادیان گذشتہ کی آسمانی کتابوں کو پڑھتے ہیں وہ دیکھتے ہیں کہ ہر ایک دین کی بنا ایک عام قانون پر ہے۔ یہ مشترکہ بنیادی اصول اس عالمگیر دین کا روح رواں ہوگا کہ یہ دین نوع انسان کے ہر گروہ کو پسند ہو۔ اگر خوب غور سے دیکھیں تو ہر ایک دین علم و حکمت کے موتی و جواہر رکھتا ہے جو روایات و تعصبات کے غبار سے دبے ہوئے ہیں اور جب ہم اس غبار کی آلائش کو دور کر کے دیکھتے ہیں تو ہمیں ہر دین میں جوہر حقیقت کی جھلک نظر آتی ہے۔ پس وہ عالمگیر دین جو بنی نوع انسان کو اپنے سایہ تلے لانے کا دعویٰ کرے اس کے اصولوں میں ایک ایسی عمومیت ہو جو فلسفہ و ادب و اخلاق و دین کے اُن سب زرین اصولوں کے حاوی ہو جو آجتک عقل انسان میں آئے ہیں۔

دوسرا اصول

عالمگیر دین کا دوسرا اصول یہ ہو کہ سب ادیان کے بانیوں کو قبول کرے کیونکہ اگر یہ اُن میں سے ایک کا بھی انکار کریگا تو یہ عالمگیر نہیں ہو سکتا۔ یہ صرف ایک قوم کا ایک فرقہ کا دین رہیگا۔ تمام نوع انسان کا دین نہ ہو سکے گا کیونکہ ہم یہ بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ تمام ادیان عالم ابتداً و احداً و خالص تھے اور اپنے بانی کے قلب سے ایک صاف و پاکیزہ چشمے کی طرف نکلے تھے۔ ہم ہندوستان میں دیکھتا ہے کہ بعض شریر یہانکے لوگوں کو اُنکے دین کی سچائی اور روحانیت کا منکر بنانے کی کسی جائز اور ناجائز کوشش کرتے ہیں یہ لوگ بچپن سے ایک دین میں پلے ہیں یہ ناممکن بلکہ بے سود ہے کہ انہیں اُس دین سے منحرف کرنے کی کوشش کی جائے جس کی صداقت و راستی و روحانی صفات ہمیشہ اُسکی روحانی تسلی کا سبب اور اُسکی فلاح و بہبودی کا باعث رہی ہیں۔ ہم نہیں سمجھتے کہ کیوں ہم اُسے اُس دین کے انکار کرنے کو کہیں جو اُس کے آبا و اجداد کو ایک ہزار سال یا دو ہزار سال سے راستی اور صداقت کی راہوں پر چلاتا رہا ہے۔ اسکی بجائے ہمیں چاہیئے کہ ہم اُسے اپنے دین کا حُسن و جمال دکھائیں اور اُسکے دین اور اپنے دین کا باہمی تعلق ظاہر کریں کیونکہ حقیقتاً سب دین واحد ہیں اس لئے عالمگیر دین کا ایک یہی اصول ہو کہ وہ سب ادیان کے بانیوں کی صداقت کا حامی ہو تاکہ ان ادیان کے ماننے والے یہ سمجھ جائیں کہ انبیاء الٰہی سب آپس میں بھائیوں کی مانند تھے اور ان آپس کے فسادات اور قتل و غارت کے حامی نہ تھے۔

تیسرا اصول

عالمگیر دین کا تیسرا اصول یہ ہے کہ اس کے تمام قوانین اور اصول پر کی بنیاد علم و عقل سلیم ہو۔ اس کا کوئی بھی اصول ایسا نہ ہو جو عقل سلیم اور سائنس کی کسوٹی پر پورا نہ اُترے کیونکہ اگر ایک دین آج آئے اور ایک اس قسم کا اعتقاد پھیلانے کی کوشش کرے تو بھائی جان اُسے بلا عذر قبول کیجئے۔ بحث نہ کریں چوں چرا نہ فرمائیں۔ اسلئے تسلیم کریں کیونکہ علماء دین اسکے تسلیم کرنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ اس قسم کا دین اس زمانہ میں نہ ممکن ہی نہیں بلکہ ہر زاویہ سے وہ ثابت ہوگا۔ پس ایک عالمگیر دین کے اصول معقول۔ معاشرتی۔ رجحانہ ہونے ضروری ہیں

چوتھا اصول

عالمگیر دین کا چوتھا اصول یہ ہے کہ اس میں کوئی ایسے فرقہ وار اعتقادات رسومات نہ ہوں جو مقامی و قومی ہوں۔ پچھلے ادیان چونکہ مکان و زمان کی ضروریات کے لحاظ سے قائم کئے گئے تھے اس لئے ایک دین کے فروعات و رسومات لازماً دوسرے دین کے جزئیات و رسومات سے مختلف ہونگے۔ اس لئے اس قسم کا معاملات مختلف اقوام کے ارزجہ طبائع پر چھوڑ دیے جائیں مگر سا تھ ہی میں الاقوامی قوانین اور اخلاقی فرائض کی ایک ہیئت ہو جسکی حمایت کرنے

©Afnan Library Trust, 2026

میں کسی شخص کے ضمیر کو کسی قسم کی ٹھیس نہ لگے۔

پانچواں اصول عالمگیر دین کا پانچواں اصول یہ ہو کہ اسمیں ایک روحانی جمہوریت ہو یعنی کسی پادر۔ ملا۔ مولوی پنڈت یا پونگی کو کوئی خاص حق یا اختیار حاصل نہ ہو۔ عالمگیر دین کو خالصاً جمہوری ہونا چاہیئے۔ اور اس میں یہ عالمگیر اصول سطراول میں ہو کہ تمام انسان بھائی ہیں اور جہانتک روحانی صفات کا تعلق کوئی اپنے بھائی پر فوقیت جتانے کا حق نہیں رکھتا۔

چھٹا اصول عالمگیر دین کا چھٹا اصول یہ ہے کہ یہ تمام دنیا کو واحد کرہ قرار دے۔ قومی۔ دینی۔ اور فرقہ دارانہ تعصبات کا اسمیں نام و نشان نہ ہو۔ یہ وحدت انسان کا بانی ہو۔ جس طرح سورج تمام انسانوں پر بلا امتیاز چمکتا ہے اور اپنی جانبخش روشنی کر رہی ہیں۔ کہانی کے بکروں کی طرح ہر دو یہی کہتے ہیں کہ "یہ پبلک جگہ ہے میرا بھی اس اتنا ہی حق ہے جتنا تیرا" نتیجہ یہ کہ دونوں ذلت کے دریا میں ڈوب جائینگے ایکاش کہ وہ سمجھتے کہ اس بدبخت کی جسے انہوں نے چاقو کی گھاٹ اتارا ہے بیوی بیوہ ہو جائیگی اس کے بچے بے باپ ہو جائینگے۔ اُن پر ساری عمر کیا آفات و بلایات نازل ہونگے۔ کیا انکی آہیں دھواں بنکر آسمان پر نہ چڑھینگی اور اُس قاتل کو دنیا و عاقبت کا عذاب نہ دینگی؟ عالمگیر دین اس قسم کے تمام ظالمانہ و غیر معقول اعتقادات کا ملیامیٹ کر دیگا اور ایسے اصولوں کی بنیاد ڈالیگا جو اس بیسویں صدی میں نوع انسان کی صحت و سلامتی اور فلاح و بہبودی کے موسس ہوں۔ بہت اجتماعیہ کو ایک عالمگیر دین کی ضرورت کبھی ایسی اشد نہ تھی جیسی آج کے دن ہے۔

امر بہائی امر بہائی ان تمام سنہرے اصولوں اور زریں قوانین کا مجموعہ ہے امر بہائی کوئی نیا دین مذہب نہیں ہے بلکہ یہ تمام پچھلے ادیان کا عطر ہے یہ دین کی اصلی پاکیزگی اور خوبصورتی کی تجدید کرتا ہے۔ جو شخص غور سے امر بہائی کے اصولوں کا مطالعہ کرتا ہے وہ دیکھتا ہے کہ خود اُس کے دین کے زریں اصول کے نظروں سے پوشیدہ اور آلایشوں سے آلودہ ہو کر گم ہو گئے تھے پھر اپنی مناسبت کے ساتھ اس دین میں موجود ہیں۔ امر بہائی وحدت انسان کو اپنے پروگرام میں سب سے اول جگہ دیتا ہے۔ یہ تمام کرہ ارض بلا کسی امتیاز کے ایک گھر سمجھتا ہے۔ امر بہائی دنیا میں اتحاد و اتفاق کا نرسنگھا پھونکتا ہے۔ امر بہائی وہ جلا ہے جو ادیان قبل کے آئینوں کی توجات اور انسانی خیالات کی آلایشوں سے پاک کر کے اُنکی خوبصورتی کو دوبالا کرتا ہے۔ ادیان گذشتہ کے پیرو جب امر بہائی کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہ اس میں اپنے دین کے ہی اصول نہیں پاتے بلکہ اُن سب دردوں کی دوا بھی اس میں پاتے ہیں جو ہیئت اجتماعیہ پر اُسوقت عارض ہو رہے ہیں مبارک ہیں وہ جو تحقیق کرتے ہیں اور حق کے عاشق ہیں

ازالۂ اوہام

(ایک محقق مسلمان ماہر احمدیہ لٹریچر کی قلم سے)

حضرت بہاء اللہ مدعی الوہیت نہ تھے

جناب قاضی ظہور الدین صاحب اکمل تشحیذ الاذہان بابت ماہ اگست ۱۹۱۳ء کے صفحہ ۳۹۴ پر لکھتے ہیں۔

"حضرت شیخ ابوالحسن خرکانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلمات میں ہے (۱) مجھے اتنی قدرت ہے کہ ہاتھ بڑھاؤں اور آسمان کو پکڑ کر کھینچ لوں اور زمین پر پاؤں مارون اور تحت الثری تک پہنچا دوں (۲) میں اپنی منزل آپ ہوں۔ (۳) میں تمام آدمیوں۔ ملائکہ۔ جنات۔ چرند۔ پرند۔ اور تمام جاندار اور کل مخلوقات سے کنارہ پر جہاں کے خبر رکھتا ہوں اور ویسا ہی بہتر نشانہ دے سکتا ہوں۔ جیسا کہ اُس پاس کی چیزوں کا (۴) مجھے وہ وقت عنایت کیا ہے کہ اوّل و آخر میرے آرزومند ہیں۔ (۵) سارا مخلوق مثل کشتی کے ہے اور میں اُس کا ملاح ہوں۔ (۶) میں نے پہلے جانا تھا کہ امانت مجھ پر رکھی ہے جب بغور دیکھا تو جانا کہ اپنی خداوندی مجھ پر رکھی ہے (۷) میں نے آسمانوں اور زمینوں کو دیکھا کہ میرے گرد طواف کرتے ہیں۔ (۸) بہشت میری طلب میں ہے اور دوزخ میرے خوف میں ہے اور اگر بہشت و دوزخ کا میرے نزدیک گذر ہو تو دونوں مع اپنے لوگوں کے بعد میں فانی ہو جائیں"

رسالہ تشحیذ الاذہان بابت ماہ اگست ۱۹۱۳ء کے صفحہ ۳۹۱ پر ہے "حضرت بایزید بسطامی کے حالات میں لکھا ہے کہ جب فجر کی نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف رخ کیا۔ اور فرمایا انی انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدون لوگوں نے یہ سن کر کہا کہ یہ شخص تو دیوانہ ہے"

رسالہ ملفوظات اولیاء امت" کے صفحہ ۴۰ والم پر لکھا ہے "حضرت بایزید بسطامی سے دریافت کیا گیا کہ عرش کیا ہے فرمایا میں ہوں۔ پھر پوچھا کرسی کیا ہے۔ فرمایا میں ہوں پھر پوچھا لوح و قلم کیا ہے۔ فرمایا میں ہوں۔ پھر پوچھا کہ خدا کے ایسے بندے کا ہیں جو ابراہیم ؑ اور موسےٰ ؑ اور محمد ؐ علیہم الصلوٰۃ والسلام کا دل رکھتے ہیں۔ فرمایا کہ سب کچھ میں ہوں۔ سوال ہوا کہ کہتے ہیں کہ خدائے عزوجل کے ایسے بندگان ہیں جو جبرئیل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل کا دل رکھتے ہیں۔ فرمایا کہ وہ سب کچھ میں ہوں وہ شخص چپ ہو گیا۔ بایزید نے فرمایا کہ ہاں جو حق میں محو ہو جائے تو حقیقت میں جو کچھ ہے وہ حق ہوتا ہے اگر اُس میں دعویٰ نہ رہے اور وہ اپنے آپ کو حق ہی دیکھے تو تعجب نہیں" (تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۱۴۲)

جناب میرزا صاحب مرحوم فرماتے ہیں "میرا آنا خدا کے کامل جلال کے ظہور کا وقت ہے۔ اور میرے وقت میں فرشتوں شیاطین کی آخری جنگ ہے اور خدا اُسی وقت وہ نشان دکھائیگا جو اُس نے کبھی دکھائے نہیں گویا خدا زمین پر خود اُتر آئیگا۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے یوم یاتی ربک فی ظلل من الغمام۔ یعنی اُن دن بادلوں میں تیرا خدا آئیگا یعنی انسانی مظہر کے ذریعے سے اپنا جلال ظاہر کریگا اور اپنا چہرہ دکھلائے گا" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵)

ایک دفعہ کشفی رنگ میں میں نے نئی زمین و نیا آسمان پیدا کیا اور پھر میں نے کہا کہ آؤ اب انسان کو پیدا کریں۔ اس پر نادان مولویوں نے شور مچایا کہ دیکھ اب اس شخص نے خدائی کا دعوےٰ کیا حالانکہ اس کشف کا یہ مطلب تھا کہ خدا میرے پر ایک ایسی تبدیلی پیدا کریگا کہ گویا آسمان و زمین نئے ہو جائینگے" (چشمہ مسیحی صفحہ ۳۳ کا حاشیہ)

براہین احمدیہ۔ حصہ پنجم۔ صفحہ ۹۵ پر ہے۔

افسوس بعض نادانوں نے عبودیت کے اُس تعلق کو جو ربوبیت کے ساتھ جس سے ظلی طور پر صفات الہیہ بندہ میں پیدا ہوتے ہیں نہ سمجھ کر میری اس وحی من اللہ پر اعتراض کیا ہے کہ انما امرک اذا اردت شیئا ان تقول لہ کن فیکون۔ یعنی تیری یہ بات ہے کہ جب تو ایک بات کو چاہے کہ ہو جا تو وہ بات ہو جاتی ہے۔ یہ خدا تعالےٰ کا کلام ہے جو میرے پر نازل ہوا ہے۔ یہ میری طرف سے نہیں ہے اور اس کی تصدیق اکابر صوفیہ اسلام کر چکے ہیں۔ جیسا کہ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے بھی فتوح الغیب میں یہی لکھا ہے اور عجب تر یہ کہ سید عبدالقادر جیلانی نے بھی یہی آیت پیش کی ہے۔

نوٹ ۱۔ ان مؤخر الذکر دو باتوں کو دیکھ کر برزا صاحب کے مخالف نے کہہ دیا کہ "میرزا صاحب کا دعوےٰ ہے کہ میں خدا ہوں" (دیکھو مولوی فضل الدین صاحب احمدی پلیڈر کی کتاب "نعم الوکیل" صفحہ ۸۷) افسوس صد افسوس کہ آج وہی بات یہی فضل الدین صاحب احمدی وکیل اور قاضی اکمل صاحب کہتے ہیں کہ "جناب بہاء اللہ مدعی الوہیت ہیں" غیر احمدی مولوی کے اعتراض کا جواب میرزا صاحب کے مریدوں سے کتاب "نعم الوکیل" کے صفحہ ۸۹ و ۹۰ رحالہ "التشریح الصحیح لہ لمامات المہدی و المسیح" کے صفحہ ۳۷، ۳۸ و ۳۹ اور رسالہ تشحیذ الاذہان بابت ماہ اپریل ۱۹۲۰ء کے صفحہ ۲۸ تا ۲۹ و ۳۰ پر یوں دیا ہے۔

"صحیح بخاری شریف۔ کتاب الرقاق۔ باب التواضع میں ایک حدیث آیا ہے کہ بندہ نوافل کے ذریعے خدا تعالےٰ کے قریب ہو جاتا ہے یہاں تک کہ خدا تعالےٰ اس سے پیار کرنے لگ جاتا ہے اور جب پیار کرنے لگ جاتا ہے تو اس کے کان ہو جاتے ہیں جس سے وہ سنتا ہے خدا اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے اور وہ اس کے ہاتھ ہو جاتا ہے جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں ہو جاتا ہے جس سے وہ چلتا ہے"

(۲) "فتوح الغیب مقالہ نمبر ۱۳ و نمبر ۱۴ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ

©Afnan Library Trust, 2026

نے اپنی بعض کتب میں فرمایا ہے کہ اے فرزند آدم میں تیرا خدا ہوں۔ میرے سوا تیرا کوئی خدا نہیں۔ میں جس کو کہوں پیدا ہو جا تو وہ پیدا ہو جاتی ہے اے فرزند آدم میرے حکموں کی فرمانبرداری کر تاکہ میں تجھے ایسا کر دوں کہ تو کسی چیز کو کہے ہو جا تو وہ ہو جائے۔ . . . . الخ

نوٹ نمبر ۲۔ اس کے علاوہ اور سنئے۔ جناب میرزا صاحب رسالہ "ضمیمہ رسالہ جہاد" کے صفحہ ۵ پر لکھتے ہیں۔ کہ خدا کے پیاروں کو خدا سے ایک بڑا تعلق ہوتا ہے۔ اس تعلق کے لحاظ سے اگر وہ پینتیس خدا کا بیٹا کہدیں یا یہ کہیں کہ خدا ہی ہے جو ان میں بولتا ہے اور وہ ہی ہے جس کا جلوہ ہے تو یہ باتیں بھی کسی حال کے حال کے موقع میں ایک معنے کی رو سے صحیح ہوتی جن کی تاویل کی جاتی ہے۔ کیونکہ انسان جب خدا میں فنا ہو کر اور پھر اس کے نور سے پرورش پا کر نئے سرے سے ظاہر ہوتا ہے تو ایسے لفظ اس کی نسبت مجازاً بولنا قدیم محاورہ معرفت ہے کہ وہ خود نہیں بلکہ خدا ہے جو اس میں ظاہر ہے ہوا۔ لیکن اس سے درحقیقت یہ نہیں کھلتا کہ وہی شخص درحقیقت رب العالمین ہے۔"

اس تمام طولانی بحث کے بعد راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ اب احمدی صاحبان کبھی یہ کہنے کی جرأت نہ کریں کہ جناب بہاء اللہ مدعی الوہیت تھے۔ اب میں اس مضمون کو جناب بہاء اللہ کی ایک تحریر نقل کرنے کے ساتھ ختم کرتا ہوں:۔

جناب بہاء اللہ فرماتے ہیں۔

یا الٰہی میں نہیں جانتا کہ یہ لوگ مجھ پر کون سا جرم ثابت کرتے ہیں۔ اگر یہ لوگ کہیں کہ میں نے اپنے مقام سے بڑھکر دعوے کیا ہے تو یا الٰہی یہ دعوے تو نے ہی میرے لئے کیا ہے۔ اور میرے ظہور سے پیشتر ہی تو نے میرے مقدر فرمایا تھا۔ اور سب اس کی خبر دی تھی۔ اور اگر یہ لوگ کہیں کہ آیات کیوں بولتا ہے تو میں اُن کا نازل کرنے والا نہیں ہوں بلکہ تو نے ہی ان آیات کو نازل کیا ہے۔ اور جس طرح تو چاہتا ہے نازل کرتا ہے جیسے تو نے مجھ سے پہلے اپنے اصفیاء پر نازل کیا تھا" (ادعیہ محبوب صفحہ ۲۸)

(والسلام خیر الختام)

بزم قلم

کتابت تصنیف ترجمہ طباعت

بزم قلم میں خوشخط اور بالکل صحیح نویس کاتب کام کرتے ہیں۔ کوئی کتاب یا رسالہ لکھوانا ہو تو بزم قلم میں بھیجکر عمدہ کام لیجئے۔ کوئی کتاب چھپوانی ہو تو بزم قلم کی معرفت دلی کے بہترین پریسوں میں چھپوائیے

کوئی تصنیف کرانا چاہیں تو اپنے منشاء کے مطابق بزم قلم سے مدعا پورا کر سکتے ہیں۔

کسی انگریزی۔ فارسی۔ عربی کتاب کا ترجمہ چاہتے ہوں تو بھی نہایت خوبی سے کیا جا سکتا ہے۔

جملہ امور خط و کتابت کے ذریعے طے کیجئے

ناظم بزم قلم نمبر ۱۵ حسن منزل دہلی

مشہور علمی کتابیں

تنقید الادیان۔ ادیان عالم کی حقیقت پر ایک عجیب و غریب کتاب۔ ہر مذہب کی صحیح تاریخ۔ قیمت ۱۲ر

مصالح العقلیہ لاحکام النقلیہ۔ تقریباً دو سو احکام شرعیہ کی عقلی حکمتیں۔ قیمت ۱۲ر

الفاروق۔ حضرت عمر کی شاندار سوانح عمری جیسی کسی زبان میں موجود نہیں۔ از علامہ شبلی ۱۲ر

حرز جان۔ طب کی نہایت مفید کتاب ۸ر

تاریخ الخلفا اردو۔ یہ امام جلال الدین سیوطی کی عربی کتاب کا ترجمہ ہے جسمیں ۹ برس کے اسلامی حالات ہیں۔ خلفائے اربعہ اور بنی امیہ اور خاندان عباسیہ کی شاندار تاریخ ہے۔ کتابت طباعت قابلداد۔ صفحات ۵۱۶ قیمت ۱۲ر

محاسن اسلام۔ اس کتاب میں تمام مذاہب پر تبصرہ کرتے ہوئے اسلام کی فوقیت ثابت کی ہے۔ قیمت ۸ر

صالحات۔ اسمیں حضرت عائشہؓ۔ حلیمہؓ سعدیہ۔ حضرت خدیجہؓ اور حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے مفصل اور صحیح حالات احادیث سے جمع کئے گئے ہیں۔ قیمت ۸ر

تاریخ اسلام۔ بانیان اسلام کی صحیح تاریخ قیمت عمر

الثلثۃ اسلام نما۔ تمام علوم اسلامیہ کا بہترین مخزن بڑی ضخیم کتاب صفحات ۷۲۵ قیمت ۱۲ر

گفتگوی عربی۔ عربی بول چال پر مفید کتاب صفحات ۸ر

لغات القرآن۔ قرآن کے ایک ایک لفظ کی عام فہم تشریح قیمت عمر

جمال القرآن۔ اس کتاب کی مدد سے ہر مسلمان قاری بن سکتا ہے۔ قیمت عمر

پتہ

منیجر کتبخانہ نیمکاڈاکخانہ ہوڈل ضلع گوڑگانوہ

چھپ گئی! چھپ گئی!! چھپ گئی!!!

"ارواح جرمنی"

یا بایوکیمک علاج مکمل۔ نئے و پرانے تجربوں کا لب لباب۔ ایلوپیتھک اور بایوکیمک علاج کا مقابلہ۔ علاج الامراض مکمل جسمیں بارہ ادویات ہی سے سر سے پیر تک کی کل مشہور امراض کی تشریح اور علاج۔ طبیب اور مریض کے لئے ضروری ہدایات۔ پرہیز۔ فارماکوپیا اور خواص الادویہ وغیرہ وغیرہ وضاحت سے درج ہیں۔ خوبی کی بات تو یہ ہے۔ کہ ۴۰۰ صفحات کی کتاب سائز نہایت موزوں ہے۔ جو پاکٹ میں آسانی سے آسکتی ہے۔ گویا دریا کو کوزہ میں بند کر دیا گیا ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ اس کتاب کے ہوتے ہوئے کسی دوسری کتاب کے دیکھنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ باوجود اتنی خوبیوں کے قیمت صرف مبلغ ۱۸ ع ڈاک خرچ ۱۸ر۔ مگر چونکہ کتاب زیر طبع ہے اسلئے۔ جو حضرات ۲۵ مئی سے ۱۵ر جون تک نصف قیمت عہ پیشگی بذریعہ منی آرڈر کے بھیجکر اپنا نام و پورا پتہ درج رجسٹر کرا لینگے انکو ۲۰۔ جون تک "ارواح جرمنی" بذریعہ رجسٹرڈ پیکٹ مع محصول ڈاک بھیجدینگے۔ جن حضرات کا روپیہ میعاد ۱۵۔ جون کا چلا ہوا آئے گا درج رجسٹر کر لیا جائیگا۔ ورنہ بعد اسکے پھر اصلی قیمت ۱۸ع لیجائیگی:

پتہ

ڈاکٹر ایس۔ ایم۔ اعظم۔ ایچ۔ پی۔ انٹیٹیوٹ ڈاکخانہ منیر ضلع پٹنہ

بواسیر کی گولیاں

بواسیر خونی و بادی کا بفضلہ تعالےٰ صرف ایک ہفتہ میں ازالہ ہو جاتا ہے۔ اور عمر بھر دوبارہ یہ منحوس مرض نہیں ہوتا ہزارہا استعمال کرنیوالوں نے اسکے مفید خواص کی تصدیق کی ہے قیمت فیشیشی صرف ایکروپیہ آٹھ محصول ۱ر

خضاب لاجواب

سفید بالوں کو شکل اصلی اور قدرتی سیاہ بالوں کے کالے بھنور بناتا ہے۔ رنگ پختہ اور سیاہی پائدار ہوتی ہے۔ جسم پر کسی قسم کا داغ یا دھبہ نہیں پڑتا قیمت فیشیشی ۱۸ع محصول ۱ر

احسان سیر آئل

بالوں کو لمبے گھنے اور ملایم بناتا ہے۔ جہاں بال نہ اُگتے ہوں اُگنے لگتے ہیں۔ اور بال گرنے بند ہو جاتے ہیں بھینی بھینی خوشبو سے دماغ معطر اور تر و تازہ ہو جاتا ہے۔ شرفا و بیگمات نے پسند کیا ہے فی شیشی ایکروپیہ محصول ۱ر

بال اڑانے کا پوڈر:۔ صرف تین منٹ میں بغیر کسی ضرر اور تکلیف کے بال اُڑاتا ہے۔ جلد کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی قیمت فی بکس ۱۲ر محصول ۱ر

حکیم مولوی محمد ضیاء اللہ امرتسری

(حفظ الحق نے مجتبائی المطابع دہلی میں چھپوا کر دفتر کوکب ہند چاندنی چوک دہلی سے شائع کیا)

©Afnan Library Trust, 2026

III ۲۵ 11

ای اهل عالم همه یک دارید و بر یک شاخسار

کوکب دهلی

نمبر ۱۰ جلد ۳ | مدیر مسئول سید محفوظ الحق علمی ہر انگریزی ماہ کی یکم - ۹-۱۷-۲۵ کو شائع ہوتا ہے محل ادارہ چاندنی چوک دہلی | ۱۷ جون سنہ ۱۹۲۶ء

قوت ہر یکے قوای جمیع فیض یک فیض جملگی می دان
ہمچو محمود ایاز کل میباش
تا بری گوئی لطفی از میدان

در جواب اشعار جناب پرویز کاویان جہرمی

هوالله

مژده در جلوه آمد آن جانان کز رخش جان جان و تن شد جان
آمد آن گلرخی که جمله شدند عاشقانش چو بلبلان نالان
آنکه از رشک قامتش همه جا با جگل مانده سرو در بستان
آنکه از مهر روی تابانش دارد آزرم پیکر کیوان
زلف او طعن سنبل و سوسن لب او رشک چشمهٔ حیوان
خاک کویش فضای خلد برین بزم فضلش چو روضهٔ رضوان
خوگهش جلوه بخش مهر و ماه درگهش سجده گاه انس و جان
پاسبانش ملائک ملکوت آستانش پناه امن و امان
فلک چون نظر فتد فتنه همه جازان دو نرگس فتان
چون بمیدان نهد قدم سرها در رهِ او شود چو گو غلطان
مینماید نگه چو از سر لطف میخرامد چو در صف بستان
میکند نهب کشور دل و دین میبرد صبر و دانش و عرفان
عاقلان در هوای او مجنون عارفان در ثنای او حیران
عاشقان سوی طور عرفانش منصعق همچو موسے عمران
هر زمانے جمال سحر و فسون در و آن گیسوان چون ثعبان
هر طرف مرده ها شود زنده زان دم همچو عیسیِ دوران
عقلها هر نظر شود خیره همچو حربا ازان رخ رخشان
فهم فضلش چو چشمهٔ ایوب همه را پاک سازد از عصیان
مر عهدش بمصر حسن و جلال غبطهٔ صد چو یوسف کنعان
آنکه افراشت بر فراز سپهر راتب صلح و پرچم احسان
آنکه تمهین نمود در همه جا وحدت خلق و وحدت ادیان
گفت احزاب عالمند همه همچو اعضای جسم یک انسان
بین چه یکسان بخلق می تابد تابش فیض و رحمت یزدان
زچه رو مایکدگر باشیم دائم اندر جدال و در طغیان
پس چو یک خاندان نگر اقوام یکوطن دان تمام ملک جهان
همه اوراق و جمله از یک از یکے شاخ و ریشه گشته عیان

عزاداری کرنے والے احباب کا شکریہ

طاہرہ خانم کی وفات پر چاروں طرف احباب کے تار اور خطوط تعزیت موصول ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ اسمیں شک نہیں کہ موت کا صدمہ دلپر ضرور اثر کرتا ہے۔ حتیٰ حضرت سیدنا محمد رسول اللہ علیہ الصلوات نے اپنے فرزند گرامی ابراہیم کی موت پر فرمایا اِنّا بفراقک لمحزونون یا ابراهیم اے ابراہیم ہم تیری جدائی سے غمگین ہیں۔

وہ احباب جنہوں نے علمی محزون کے دلکو تسلی دی وہ شکریہ کے مستحق ہیں۔ چونکہ فرداً فرداً تمام خطوط کا جواب دینا مشکل ہے اسلئے تمام تعزیت کنندہ احباب کی خدمت میں عاجزانہ شکریہ عرض ہے۔ اور دعا ہے کہ خداوند حیّ و قیوم کے فضل کا سایہ سب کے سروں پر رہے۔ اور وہ ہر غم و الم سے محفوظ رہیں۔ وہ محافل مزید شکریہ کے لائق ہیں جنہوں نے مرحومہ طاہرہ خانم کیلئے مجلس دعا و فاتحہ قائم کرکے اخوت روحانی کا بہترین نمونہ پیش فرمایا۔ رب العلمین اُنہیں بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔ احبائے رنگون، بمبئی، کراچی و امرت سر و کلکتہ کی ہمدردی نہایت باعث امتنان ہے۔

تلغرافات میں سے محزون دلکو ڈھارس دینے والا سب سے زیادہ محبوب تار وہ ہے جو ارض مقدس سے حضرت ولی امر اللہ ارواحنا لمحبتہ فداہ کی جانب سے صمیمانہ ہمدردی اور پر محبت دعا کا زندگی بخش پیغام لایا۔ مجھے یقین ہے کہ طاہرہ خانم ملکوت بقا میں شاد و خرم ہیں۔ انہوں نے سبیل الٰہی میں وفات پائی ہے۔

طاہرہ خانم نے اپنی سرگذشت خود اپنی قلم سے لکھی ہے جو دسمبر سنہ ۱۹۲۴ء میں انجمن ترقی نسواں کے جلسہ میں پڑھکر سنائی تھی۔ وہ بہت سادہ اور دلاویز ہے۔ بعض حصے بہت غمناک ہیں۔ جہاں مظالم قادیان کا ذکر ہے۔ وہ کہا کرتی تھیں کہ یہ کتاب میرے بعد شائع کیجیگا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ وہ کتاب مع ان خطوط کے جو مرحومہ کی تعزیت میں پہنچے یکجا کرکے شائع کردوں۔ چند مختصر مضامین اور بھی شامل کردیے جائیں۔ دیکھئے یہ کام کب پورا ہو۔ مشیت الٰہی جسوقت مدد فرمائے سب کام ہوجائے گا۔ مرحومہ کی یادگار قرۃ العین میری ہمشیرہ کے پاس لیگیڈھ میں ہے۔ چھوٹی ننھی سی بچی ہے۔ رب العلمین کا فضل اسکی پرورش کرے گا۔ واللہ ذوالفضل العظیم

مجموعۂ شش الواح حضرت بہاء اللہ تجلیات۔ اشراقات۔ طرازات۔ لوح العالم کلمات فردوسیہ۔ بشارات۔ ان چھ الواح کا مجموعہ اصل معہ ترجمہ ہے۔ کتاب اقدس کے بعد یہ اہم ترین الواح ہیں۔ توحید۔ رسالت۔ معرفت اسم اعظم۔ شجر طوبیٰ۔ تجلی طور۔ شریعت و طریقت کی حقیقت۔ دعاوی حضرت بہاء اللہ۔ براہین آیات بینات عہ

نوٹ:۔ کتابوں کی درخواست کے ساتھ ۲۵ فیصدی قیمت پیشگی وصول ہونے پر کتابیں روانہ کیجائینگی۔

پتہ دفتر کوکب ہند چاندنی چوک دہلی

©Afnan Library Trust, 2026

مفاوضات حضرت عبد البہاء

سوال از رجعت

سوال:- مسئلہ رجعت کے بارہ میں کچھ بیان فرمائیں۔

جواب:- حضرت جمال مبارک نے کتاب ایقان میں اس مطلب کو نہایت مفصل و مشرح طرز سے بیان فرمایا ہے۔ اُسے پڑھیئے اس مسئلہ کی حقیقت واضح و ظاہر ہو جائیگی چونکہ اسوقت آپ نے سوال کیا ہے اسلئے کچھ مختصر سا بیان ہم بھی کرتے ہیں۔ ہم انجیل سے اس مسئلہ کا عنوان لیتے ہیں۔ انجیل میں صراحت سے لکھا ہے کہ جب یحییٰ ابن زکریا ظاہر ہوا اور ملکوت خدا کی خوشخبری دینے لگا تو لوگوں نے پوچھا کہ تو کون ہے؟ تو مسیح موعود ہے؟ اُس نے جواب دیا میں مسیح نہیں ہوں پھر اُنہوں نے پوچھا کہ کیا تو ایلیا ہے؟ اُس نے کہا نہیں۔ اس بیان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت یحییٰ ابن زکریا ایلیا معہود نہ تھے۔ لیکن کوہ طابور پر صورت تبدیل ہونے کے دن حضرت مسیح صاف صاف فرماتے ہیں کہ یحییٰ ابن زکریا ایلیائی موعود تھا۔ انجیل مرقس کے باب ۹ کی آیہ ۱۱ میں لکھا ہے "وہ پھر اُنہوں نے اُس سے پوچھا کہ فقیہی کیونکر کہتے ہیں کہ ایلیا پہلے آنا ضرور ہے۔ اُس نے اُن سے کہا ایلیا البتہ پہلے آکر سب کچھ بحال کریگا مگر کیا وجہ ہے کہ ابن آدم کے حق میں لکھا ہے کہ وہ بہت سے دُکھ اُٹھائیگا اور حقیر کیا جائیگا لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ ایلیا تو آچکا اور جیسا اُسکے حق میں لکھا ہوا ہے اُنہوں نے جو کچھ چاہا اُسکے ساتھ کیا"

انجیل متی کے باب ۱۷ کی آیہ ۱۳ میں ہے "وقت شاگرد سمجھ گئے کہ اُس نے ہم سے یوحنا بپتسمہ دینے والے کی بابت کہا ہے" یوحنا بپتسمہ دینے والے سے پوچھا کیا تو ایلیا ہے اُس نے کہا نہیں حالانکہ انجیل میں فرماتا ہے کہ یوحنا بپتسمہ دینے والا ایلیائی موعود تھا اور مسیح نے بھی اسکی تصریح فرمائی ہے پس اگر حضرت یوحنا ایلیا تھا تو آپ نے کیوں فرمایا کہ میں ایلیا نہیں اور اگر ایلیا نہ تھا تو حضرت مسیح نے کیوں فرمایا کہ وہ ایلیا تھا۔ اصل یہ ہے کہ ہمقام میں شخصیت مراد نہیں بلکہ حقیقت کمالات مدنظر ہے یعنی وہ کمالات جو حضرت ایلیا میں تھے وہی بعینہ یوحنا بپتسمہ دینے والے میں بھی تھے پس یوحنا بپتسمہ دینے والا ایلیائی موعود تھا۔ یہاں ذات نہیں صفات مدنظر ہیں۔ مثلاً پارسال ایک پھول تھا اُس سال بھی پھول نکلا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ پارسال کا پھول پھر آیا ہے۔ اس سے میرا یہ مقصد نہیں کہ وہ پہلا پھول اپنی شخصیت کے ساتھ بعینہ آیا ہے مگر چونکہ یہ پھول صفات میں پارسال کے پھول جیسا ہے یعنی وہی خوشبو و لطافت و رنگ و شکل رکھتا ہے۔ اسلئے کہا جاتا ہے کہ پارسال کا پھول آیا ہے اور یہ پھول وہی پھول ہے بہار آتی ہے ہم کہتے ہیں کہ وہی پارسال کی بہار پھر آئی ہے کیونکہ جو کچھ پارسال کی بہار میں تھا وہی اس میں بھی موجود ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح فرماتے ہیں کہ جو کچھ پہلے نبیوں کے زمانوں میں واقع ہوا وہ سب دیکھو گے" ایک اور مثال ہے: گذشتہ سال کا بیج اب بویا گیا۔ شاخ پتے نکلے۔ شگوفے و پھل پیدا ہوئے اور سب پھر بیج بن گئے یہ دوسرا بیج جب بویا جائیگا درخت پیدا ہوگا پھر وہی پتے و شگوفے شاخیں و پھل نکلینگے اور وہ درخت رجعت کریگا چونکہ اوّل بھی بیج تھا اور آخر میں بھی بیج اسلئے ہم کہتے ہیں کہ بیج پھر آیا ہے۔ اگر درخت کے مادہ کا خیال کرتے ہیں تو اس اُس مادہ میں بہت فرق ہے مگر جب شگوفوں و پتوں و پھولوں کو دیکھتے ہیں تو وہی مزہ و خوشبو و لطافت پاتے ہیں پس درخت کا وہ پہلا کمال پھر لوٹ کر آیا ہے اسی طرح جب ہم شخص کو دیکھتے ہیں تو دوسرا پاتے ہیں مگر جب صفات و کمالات کو دیکھتے ہیں تو وہی پہلے والی صفات و کمالات پاتے ہیں۔ پس حضرت مسیح نے فرمایا یہ ایلیا ہے یعنی یہ شخص کمالات و صفات و اخلاق و فیوضات ایلیا کا مظہر ہے۔ یوحنا بپتسمہ دینے والے نے کہا میں ایلیا نہیں ہوں۔ حضرت مسیح دونوں کی صفات و کمالات و اخلاقی فیوضات کو مدنظر رکھکر کہتے ہیں اور یوحنا صرف اپنی شخصیت و مادہ کو سامنے رکھکر کہتا ہے مثلاً یہ چراغ موجودہ کل رات بھی تھا اور آج رات بھی روشن ہے اور کل شب کو بھی روشن ہوگا ہم کہتے ہیں کہ آج کا چراغ وہی کل شب کا سراج ہے اور وہی چراغ پھر آیا ہے۔ اس سے ہمارا مقصد نور ہے۔ روغن و بتی و شمعدان نہیں۔ رسالہ ایقان میں یہ مضمون نہایت تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔

تفسیر آیہ اَنْتَ الصَّخْرَۃ وعلیک ابنی کلیستی

سوال - انجیل متی کے باب ۱۶ کی آیات ۱۶-۱۸ میں پطرس کو فرماتا ہے "تو چٹان ہے اور اس چٹان پر میں اپنی کلیسیا بناؤنگا"

جواب یہ بیان حضرت مسیح نے پطرس کے قول کی تصدیق کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ جب اُس نے کہا کہ میرا اعتقاد یہ ہے کہ تو زندہ خدا کا بیٹا ہے۔ حضرت نے جواب میں فرمایا تو کیفا[1] ہے۔ اور چونکہ زبان عبری میں کیفا کے معنے پتھر اسلئے اس پتھر پر میں اپنی کلیسیا بناؤنگا" دوسرے شاگردوں میں سے بعض نے حضرت مسیح کے جواب میں کہا تھا وہ ایسا ہے بعض نے کہا تھا یوحنا بپتسمہ دینے والا ہے بعض نے میر میاہ یا نبیوں میں سے ایک نبی کہا تھا۔ آنحضرت چاہتے تھے کہ اشارہ و کنایہ سے پطرس کے بیان کی تصدیق فرمائیں اسی لئے اُسکے نام کی مناسبت کے سبب فرمایا

(تو وہ چٹان ہے جس پر میں اپنی کلیسیا بناؤنگا) یعنی یہ تیرا عقیدہ کہ مسیح زندہ خدا کا بیٹا ہے دین اللہ کی بنیاد ہوگا اور اس عقیدہ پر کلیسائی خدا یعنی شریعۃ اللہ کی بنیاد رکھی جائیگی۔ روم میں پطرس کی قبر کا ہونا بھی مشکوک ہے بعض کہتے ہیں کہ انطاکیہ میں ہے۔ علاوہ ازیں بعض پوپوں کے اعمال کو حضرت مسیح کی شریعت سے ملائیں ملاحظہ فرمائیں حضرت مسیح بھوکے و بے پناہ جنگل میں جڑی بوٹی کھاکر گذارہ کیا کرتے تھے اور اسبات پر راضی نہ ہوتے تھے کہ کسی کا دل دکھائیں۔ پوپ ایک مرصع گاڑی میں بیٹھتا ہے اور نہایت عظمت کے ساتھ ایسے لذائذ و عیش و عشرت میں اپنا وقت گذارتا ہے کہ بادشاہوں کو بھی ایسی نعمت و خود پرستی میسر نہیں۔ مسیح نے کبھی کسی کا دل نہ دکھایا تھا مگر پوپوں نے کثیر العداد بندگان خدا کو بے گناہ مروا دیا۔ تاریخ کو دیکھئے کہ صرف حکومت دنیوی کے لئے پوپوں نے کسقدر خون بہایا محض مخالفت رائے کے سبب ہزاروں ہی خادمان عالم انسانی و اہل علم کو جو کشف اسرار کائنات کرتے تھے گرفتار کیا۔ قید میں ڈالا اور مٹا دیا۔ پوپ سچائی کے کسقدر مخالف تھے! حضرت مسیح کی نصیحتوں کو دیکھیں اور پوپوں کے احوال و اطوار پر غور فرمائیں۔ کیا وصایای مسیح اور اور اطوار حکومت پوپ کے درمیان ایک ذرہ بھر بھی مشابہت دکھائی دیتی ہے؟ ہم نہیں چاہتے کہ لوگوں کی مذمت کریں مگر تاریخ و اٹیکان کے صفحات نہایت عجیب ہیں مقصود یہ ہے کہ وصایای حضرت مسیح کچھ اور تھیں اور حکومت پوپ کے اطوار کچھ اور۔ دونوں میں بالکل مطابقت نہیں ہے۔ دیکھئے کتنے پروٹسٹنٹ پوپ کے فتوی سے قتل ہوئے۔ کیسے کیسے ظلم و ستم روا رکھے گئے کیسی کیسی سزائیں اور عقوبتیں دی گئیں کیا ان اعمال کو مسیح کے نفحات پاک کی ذرا بھر بھی خوشبو آتی ہے؟ لا واللہ۔ انہوں نے مسیح کی اطاعت نہیں کی مگر اس مقدس سینٹ برہارہ نے جسکی تصویر ہمارے سامنے ہے مسیح کی اطاعت کی۔ اپکے قدموں پر چلا اور اپکی وصایا کو جاری کیا۔ پوپوں میں بھی مبارک نفوس گذرے ہیں جو حضرت مسیح کے سچے پیرو تھے۔ خصوصاً پہلی صدیوں میں جب اسباب دنیوی مفقود اور امتحانات الٰہیہ کی شدت تھی مگر جب اسباب حکومت فراہم ہوئے اور دنیوی عزت و دولتمندی حاصل ہوئی حکومت پوپ نے مسیح کو بالکل بھلا دیا اور دنیوی سلطنت و عظمت و راحت و آرام کے پیچھے لگ گئے۔ خدا کے بندوں کو قتل کیا۔ نشر معارف کی مخالفت کی۔ اہل علم کو اذیت دی۔ نور علم کے پھیلنے میں حائل ہوئے اور قتل و غارت کے حکم دیئے۔ ہزاروں ہی اہل علم و معارف اور بے گناہ لوگ روما کے قید خانے میں ہلاک ہوئے ایسے چال و چلن و اس روش کے ہوتے ہوئے خلافت حضرت

[1] پطرس کا اصلی نام شمعون تھا مگر حضرت مسیح نے اُسے کیفا کا نام دیا تھا اور کیفا یونانی لفظ "پطرس" کا مترادف ہے جسکے معنی پتھر (چٹان) ہیں۔

©Afnan Library Trust, 2026

مسیح کیسے اُنپر صادق آسکتی ہے۔ حکومت پوپ نے ہمیشہ علم کی مخالفت کی حتیٰ کہ یورپ میں یہ بات رواج پاگئی کہ دین علم کے مخالف اور علم دین کی بنیاد ڈھانے والا ہے حالانکہ دین اللہ حقیقت کا مروج۔ علم و معرفت کا مؤسس اہل علم کا خیر خواہ۔ نوع انسان کا محسن۔ اسرار کائنات کا کاشف اور آفاق کا منور کرنے والا ہے۔ پھر کسطرح علم کا مخالف ہو سکتا ہے؟ استغفر اللہ! بلکہ خدا کے نزدیک علم انسانوں کے لئے سب سے بڑی برکت اور کمالاتِ بشر میں سب سے بڑا کمال ہے۔

علم کا مخالف جہل ہے اور جو علوم و فنون سے نفرت کرتا ہے وہ انسان نہیں بلکہ حیوان بے شعور ہے کیونکہ علم نور ہے زندگی ہے۔ سعادت ہے۔ کمال ہے۔ جمال ہے۔ خدا کی درگاہ کی قربت کا سبب ہے۔ عالم انسانی کی عزت و بزرگی ہے۔ خدا کی سب سے بڑی عنایت ہے۔ علم عین ہدایت ہے اور جہل اصلی گمراہی۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اپنی عمر کو تحصیل علوم و کشف اسرار کائنات و تدقیق حقیقت میں صرف کرتے ہیں اور افسوس ہے اُن لوگوں پر جو جہل و نادانی پر قناعت کرتے ہیں اور چند تقالید سے دلخوش رکھتے ہیں اور جہل و نادانی کے پست ترین درجات میں گر کر اپنی عمر کو برباد کرتے ہیں۔

سوال از قضا و قدر

سوال۔ اگر خدا اُس عمل کا علم رکھتا ہے جو کوئی شخص کسی وقت کرے گا جو تقدیر کی لوح محفوظ میں ثبت ہو چکا ہے۔ تو کیا اُسکی مخالفت ممکن ہے؟

جواب۔ کسی چیز کا علم اس چیز کے حصول کی دلیل نہیں خدا کا علم ذاتی وجود اشیاء کے پہلے اور بعد حقائق اشیاء پر یکساں محیط تھا۔ یہ اُن کے وجود کا سبب نہیں ہوتا۔ یہ کمالِ الٰہی ہے جو کچھ وحی الٰہی کے ذریعے انبیاء کی زبان سے موعود تورات کے ظہور کے بارہ میں خبریں دیگئی تھیں وہ حضرت مسیح کے ظہور کا سبب نہ ہوئی تھیں۔ انبیاء پر آئندہ کے اسرار مکنونہ وحی کئے گئے۔ اور آنے والے وقائع کی اُنہیں خبر دیگئی۔ یہ اطلاع و اخبار وقائع کے واقع ہونے کا سبب نہیں ہوا۔ مثلاً آج رات اسوقت سب لوگ جانتے ہیں کہ سات گھنٹے کے بعد آفتاب نکلیگا۔ لوگوں کا یہ علم آفتاب کے نکلنے کا سبب نہیں ہے۔ پس علم الٰہی جیز امکان میں اشیاء کی صورتوں کو پیدا نہیں کرتا۔ بلکہ ماضی حال و مستقبل سے مقدس یہ عین تحقق اشیاء ہے۔ سبب تحقق اشیاء نہیں۔ پس کتاب میں کسی چیز کا ذکر اسکے وجود کا سبب نہیں ہو سکتا۔ انبیاء وحی الٰہی سے مطلع ہوئے کہ ایسا ہوگا۔ مثلاً وحی الٰہی کے ذریعے اسبات سے واقف ہوئے کہ مسیح شہید ہوگا۔ اور اسبات کی اُنہوں نے خبر دی۔ اب کیا انبیاء کا یہ علم اور انکی یہ اطلاع حضرت مسیح کی شہادت کا سبب ہوئی۔ انبیاء کا یہ علم اُنکے کمال کو ظاہر کرتا ہے۔ شہادت کے واقع ہونے کا سبب نہیں۔ اہل ریاضی حساب فلکی سے واقف ہو کر کہتے ہیں کہ اتنی دیر بعد گہن لگیگا۔ یہ معلوم ہونا یقیناً گہن لگنے کا سبب نہیں ہوتا۔ البتہ یہ تمثیل ہی تصویر نہیں

(کتاب دوم)
خشت اول

قیامت
یعنی
قیام حضرت بہاء اللہ جلّ ذکرہٗ

ایران کا ملک جو امر بہائی کا گہوارہ ہے تاریخی دنیا میں ایک ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ ازمنۂ گذشتہ میں عروس ایران اقوام دنیا کے اندر اپنی زیبائش خوبصورتی اور تہذیب کے لحاظ سے عدیم المثال تھی۔ ایران کے پیغمبر بادشاہ مدبرین، شعراء فلاسفر کاملان فن دستکاری تمام جہان میں مشہور ہیں۔ حضرت زردشت۔ نوشیرواں عادل حافظ سعدی، فردوسی، عمر خیام ایران کے بیشمار فرزندوں میں سے ہی ہوئے ہیں۔ مشرق قریب و مشرق وسطی میں ایران نے اپنی عظمت کے نشان سب جگہ چھوڑ رکھے ہیں

اٹھارھویں صدی عیسیٰ جس کے بارے میں کارلائل نے بھی کہا ہے کہ وہ ایسی صدی تھی جو کسی قسم کی کوئی تاریخی یادگار پیش نہیں کر سکتی۔ انسانی ہستی کی تاریخ میں اس سے زیادہ تاریک صدی شاید کوئی بھی نہیں گذری۔ اُنیسویں صدی اس کے مقابل گویا قرن نورانی یا فجر شب تاریک تھی۔ وہ باتیں جو اٹھارھویں صدی میں ناممکنات میں داخل تھیں آج وہ واقعات گذشتہ میں شمار ہوتی ہیں۔ آج ہم ہوا میں اُڑتے سمندر کی تہ میں سفر کرتے اور بجلی کی تیزی سے پیغام رسانی کرتے ہیں۔

الغرض اٹھارھویں صدی عیسوی میں ایران کا مطلع بہت ہی تاریک اور غبار آلودہ تھا۔ مذہبی تعصب کی رو پورے زوروں پر چل رہی تھی۔ دین اسلام جو عالم انسانی کی تہذیب و شائستگی کا مدعی تھا جاہل علماء کے ہاتھ میں ایک خطرناک ہتھیار بن چکا تھا۔ لوگوں کے دلوں اور دماغوں پر علماء عصر نے قبضہ کر رکھا تھا۔ خیالات کی آزادی مفقود تھی۔ لوگوں کے ہاتھوں میں اسلام صرف بطور ایک نام کے باقی رہگیا تھا۔ ایسی حالت میں جبکہ دنیا ظهر الفساد فی البر والبحر کا نقشہ پیش کر رہی تھی۔ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللهِ تَبْدِيلًا کے اٹل قانون کے مطابق خدائی وعدہ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى۔ (میری طرف سے ہدایت تمھارے پاس آتی رہیگی) ایسا ہوا یعنی خدائی نمائندہ اصلاح خلق کے لئے دنیا میں ظاہر ہوا۔ چنانچہ وہ شمس حقیقی گذشتہ نوشتوں کے مطابق اُفق ایران سے طلوع ہوا۔ اور کرمل اور لبنان کے پہاڑ اسکی ضیا باری سے منور ہوگئے۔ آج اگرچہ اُسکی کرنیں چوٹی دار پہاڑوں پر پھیل چلی ہیں۔ اور فجر ہدایت ظاہر ہو چکی ہے۔ اور بحمد اللہ تعالیٰ وہ وقت بھی قریب آرہا ہے جبکہ شمس حقیقی بلند ہو کر تمام گھاٹیوں اور میدانوں تک کو روشن کردے گا۔ اور ہر درجہ و خیال کے لوگ اُفق ابھے کی طرف متوجہ ہو جائینگے۔ ایران اپنی پرانی عظمت پھر حاصل کرلے گا۔ ظہور بہاء اللہ کی بدولت دنیا موت کی گھاٹیوں سے گذر کر حیات اور زندگی کے سبزہ زار میں داخل ہو جائیگی

حضرت بہاء اللہ آج سے کوئی اکیسو سال پہلے ایران کے قصبہ نور میں پیدا ہوئے تھے۔ اور قریباً پچیس تیس برس ہوئے جو ارض المقدس میں عکہ کی سرزمین میں صعود فرما چکے ہیں۔ اہل بہاء کے نزدیک وہ اس قرن نورانی کے عیسیٰ ثانی ہیں۔ انکی تعلیمات مبارکہ میں سے ایک یہ ہے کہ پیغمبر وقت کا ظہور ہمیشہ اُسی بہار کے ہوتا ہے جسطرح بہار کے موسم میں مردہ درختوں میں جان پڑتی ہے۔ اور وہ پھل پھول دینے لگجاتے ہیں اسی طرح پیغمبر وقت کی تعلیم کے ذریعہ مردہ انسان روحانی زندگی سے فائز ہوتے ہیں اور ایک طرح پر دوبارہ زندہ کئے جاتے ہیں۔ ایک حشر اور قیامت برپا ہوتی ہے۔ پہلی زمین جسپر لوگ چلتے تھے (یعنی شریعت) لپیٹ لی جاتی ہے۔ اور پہلا آسمان جس کے سایہ کے تلے لوگ رہتے تھے (یعنی دین) پھٹ جاتا ہے۔ إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ کا وعدہ پورا ہوتا ہے وَتُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ کے ارشاد الٰہی کے مطابق ایک دوسری زمین پہلی کے عوض میں تبدیل کیجاتی ہے۔ ارض قلوب انسانی بھی نئے گل و گلزار سے آراستہ و پیراستہ کیجاتی ہے۔ لوگ اپنے اندر ایک تبدیلی محسوس کرتے ہیں اگرچہ اس تبدیلی کے محسوس کئے جانے کی صحیح وجہ بیان نہیں کر سکتے۔ ایسی حالت میں مدعی صادق کا امر الٰہی برقام فرمانا ایک حشر اور قیامت برپا کر دیتا ہے۔ خدا کا فرشتہ زبان حال سے اہل دنیا سے یوں مخاطب ہوتا ہے ؎

اٹھو وگرنہ حشر نہیں ہوگا پھر کبھی
دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

اس نداء کو سنکر خدا کے خاص بندے تائیدات الٰہیہ کے ساتھ خدا کے امر مبرم پر یہ کہتے ہوئے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں ؎

شد قیام تو قیامت قائم میزان حق
اے ز نفخ صور حشر و نشر خلق ایکا توئی

(باقی پھر)

ایم اے لطیف پوسٹ بکس نمبر ۲۳۵
رنگون

©Afnan Library Trust, 2026

ھُوَالاَبھیٰ

"تمنائے مرگ معیار صداقت ہے"

باری تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ (یعنی موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو) کاشفین اسرار علمیہ ربانیہ ومحققین نکات حکمیہ الٰہیہ اگر آزادی وجدان وبیدۂ انصاف اور چشم بینا سے اس آیت سے الٰہی کی اہمیت اور عظمت شانی پر غور فرمائینگے تو یقیناً پروردگار بلند وبرتر کی اس محکم دلیل کو شاہراہ عرفان جانان اور سرچشمہ ایمان وایقان پائینگے یہ آیت کھلے کھلے اور صاف لفظوں میں بندگان خدا کو پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ وہ لوگ جو محبت اور ایمان کے دعویدار ہیں اور اپنے تئیں صادق اور امین سمجھ رہے ہیں چاہیئے کہ اپنی جانیں اس معبود بے مثال کی راہ میں رائگاں کریں محض اقوال سے خدائے ذوالجلال کی خوشنودی و رضامندی ہاتھ نہیں آسکتی پس تمنائے مرگ سچائی کی زبردست اور اٹل دلیل ہے جیسے خدا نے بھی اپنی کتاب میں میزان قرار دیا اور میزان ایزد دمنان سے ہم سرمو بھی انحراف نہیں کرسکتے۔

پچھلے ظہور کے تاریخی اوراق کو جب ہم اُلٹتے ہیں تو ہمیں صاف نظر آتا ہے کہ اولیا حق نے ہمیشہ خدا کے سچے دین کے ظاہر کرنے میں طرح طرح کی تکلیفیں اٹھائیں ایذائیں سہیں مصیبتیں جھیلیں اور اقسام قسم کی صعوبتوں اور آفتوں کا سامنا کیا یہانتک کہ راہ خدا میں اپنی جانیں بھی دیدیں چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں محض کو برقرار اور صداقت کی عظمت کو قائم رکھنے کیلئے انتہا درجہ کی عقوبت اور کربتا کے ساتھ مصلوب ہوئے اور دشمنوں اور ظالموں کے ہاتھ سے شہادت کا جام پیا یہی کیفیت آپ کے عاشقوں کی بھی رہی اور دنیا پر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ وہ خاصان خدا اور مقبلان راہ ہدیٰ کیسی کیسی دردناک مصیبتیں اٹھاکر ظالموں کی تیغ بیدریغ کی نذر ہوئے اور اپنی بے نظیر اور بے غرض قربانیوں سے دین عیسوی کی دنیا میں بنیاد ڈالی۔ جگر گوشۂ رسول الثقلین حضرت امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام بجہت ارتفاع علم صداقت زیر شمشیر ستمگار ہوئے اور اپنے اعزہ واقربا کو بھی راہ حق میں قربان کیا۔

ان جواہر وجود نے یہ ظلم وستم اسلئے گوارہ کیا کہ حق دنیا میں ظاہر ہو اور راستی وصداقت خدا کے بندوں پر آشکار ہو۔ صداقت نے جن المناک ظلم وستم کا ایام قدیم میں سامنا کیا بعینہ آج اُسی وحشتناک جور وجفا میں گرفتار ہے۔

امر بہائی کی تاریخ اپنے شہدا کا خون خلق خدا کو دکھا کر اقصائے عالم میں نعرہ زن ہے کہ اے خدا کے بندو اگر پہلو میں دل میں دل رکھتے ہو تو ہمیں انصاف پیدا کرو اور اسے دفا وصفا کی خوشبوئیوں سے معطر کرو تعصب کی آنکھیں بند کرو اور کورانہ تقلید کی روش چھوڑ کر روح وریحان اور آزادی وجدان کے ساتھ غور کرو کہ یہ دین بہائی اگر خدا کیطرف سے نہیں تو کیوں اسکے پیرو بغیر کسی جرم وتقصیر کے مثل گاؤ وگوسفند آجتک ذبح کئے جاتے ہیں۔ اس ظلم وستم کے بانی مبانی اور ترغیب دینے والے ایام ماضیہ کے مطابق فضلا وعلمائے دین ہوئے۔ ان واقعات جدیدہ اور جفاہای شدید کے آگے وقوعات سابقہ کانپ اُٹھے اور مصائب بلایائے قدیمہ تھرا اُٹھیں۔ ناظرین کرام سرزمین ایران کی جدید حسرتناک خونریزیوں سے واقف ہونگے کہ اہل بہاء کس ہمت واستقلال سے قربانگاہ حق کی طرف دوڑ کر شہید ہوئے۔ اور کس محیر العقول ثبات قدم کے ساتھ قرآن کریم کی اس آیت جلیل کے مصداق بنے فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ یہ ظلم وستم اگر ایک محدود زمانہ تک قائم رہتا تو ایک بات تھی مگر حیف ہے کہ اس کا لاینقطع سلسلہ آجتک چلا جارہا ہے۔ اور عاشقان میثاق الٰہی اور فداکاران یسمان ایزدی ابتک حقد وحسد اور بغض وکین سے پامال کئے جارہے ہیں اور خنجر تعصب اُن کے نورانی حنجر پر اپنا کام کئے بغیر نہیں رکتا۔ چنانچہ ابھی حال میں مملکت ایران میں پھر مظلوم بہائیوں کیلئے بازار موت گرم کردیا گیا۔ اور علماء کے فتوے نے بہت سے بیگناہوں کا خون بہادیا۔

مگر باوجود ان عقوبت اور کربت اور ستم وبیداد کے ندائے "یا بہاءُ الابھیٰ" دنیا کے ہر ایک گوشہ میں بلند ہوگئی صدائے "یا علی الاعلیٰ" سب کے کان گونج اُٹھے اور شرق وغرب حرکت وہیجان میں ایسا آیا کہ ہند وبرمہ میں بھی امر بہائی نے غایت شکوہ وشان ونفوذ واقتدار سے اعاظم کیا شمس حقیقت نورانیت تامہ سے منور ہوا۔ صبح ہدایت کا نمود ہوا۔ اور کفر ودہم کی اندھیری رات جاتی رہی۔ نفوس معطلہ غافلہ خواب غفلت سے بیدار ہوئے۔ اور حق جوق کلمۃ اللہ کے سایہ تلے مقیم ہوئے۔ ہر قوم اور ہر مذہب کے لوگ خدا اور خلق کی محبت کے نشا میانہ میں جمع ہوگئے۔ نہ جفاکاروں کے زلزلہ خیز ستم نے انھیں اپنے مقدس للاہوتی ارادوں سے روکا اور نہ بے انصافوں کے دبدبۂ قہر وغضب نے اس یکتا قوم خداوند کی محبت سے انھیں باز رکھا۔ کیا یہ واقعات حادثات جانکاہ پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتے؟ اور دین بہائی کی صداقت وعظمت کو ظاہر وباہر نہیں کرتے۔ اگر تعمق چشم بصیرت سے انسان ان باتوں پر غور کرے تو جواہر صداقت کو ضرور پرکھ لے گا۔ اور حضرت بہاءُ اللہ جلّ ذکرہ الاعلیٰ کی حقانیت کا قائل ہوجائے گا۔ پھر وہ ناخدا ترس جو ان مظلوموں پر اس قسم کے دردناک جور وستم جائز رکھ رہے ہیں۔ اور غمہائے جانگسل دے دے کر شکستہ دلوں کو تڑپا رہے ہیں، نہیں معلوم اس داور قہار کو کیا جواب دیں گے۔ کیونکر اسکی رضامندی حاصل کریں گے۔ کسطرح اسکے عفو ومغفرت کے خواہاں ہونگے۔ کیا اپنے انہیں جور وجفا اور ظلم وبیداد کو وسائل وذرائع نجات ٹھہرائیں گے۔ اے معاذ اللہ زہے حیرت وحسرت

قرآن حمید میں اس عادل حقیقی نے صاف کہدیا ہے کہ سَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ۔ اور وہ جو ظلم کرتے ہیں عنقریب جان لیں گے کہ وہ کس سلوک سے برتاؤ کئے جاتے ہیں۔ اہل انصاف خود ہی فیصلہ کرلیں کہ یہ بیباک نفوس اس منتقم حقیقی کے مورد انتقام ہونگے یا نہیں۔ اور بیگناہوں کی خونریزیاں عرش الٰہی پر کیا اثر دکھائینگی۔

مگر اہل بہاء جان ودل سے کافۂ اہل عالم کے لئے دعائے خیر کرتے ہیں۔ خداوند غفور وکریم سے سب کے حق میں رحمت وآمرزش طلب کرتے ہیں۔ خود قتل ہوجانا پسند کرتے ہیں مگر کسی کے قتل پر ہاتھ اُٹھانا درکنار اسکا خیال تک بھی دل میں نہیں لاتے۔ اپنے مولا کے اس فرمان پر دل وجان سے عامل ہیں۔ اِنْ تُقْتَلُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ مِنْ اَنْ تَقْتُلُوْا۔ (تمھارا قتل کیا جانا اس بات سے بہتر ہے کہ تم کسی کو قتل کرو۔)

اور جو شخص ان سے ملتا ہے نہایت گرمجوشی اور محبت سے یہ سبق سیکھتا ہے۔

باتو گویم چیست غایت حلم
ہر کہ زہرش دہد شکر بخشش
کم مباش از درخت سایہ فگن
ہر کہ سنگت زند ثمر بخشش
ہر کہ بخراشدت جگر بجفا
ہمچو کان کریم زر بخشش
از صدف یاد گیر نکتۂ حلم
آنکہ بر دسرت گہر بخشش

سید غلام مرتضیٰ علی

کوکب ہند کے فائل

جلد اول۔ حضرت بہاء اللہ کی الواح مقدسہ۔ حضرت عبد البہاء کے خطابات مبارکہ بہائی علماء کے مضامین اور محققین ومصنفین کی زبردست تحریرات۔ جماعت احمدیہ کو دعوت وبشارت کا لاجواب سلسلہ قیمت تین روپے (رہے)

جلد دوم پانچ روپے صر

دفتر کوکب ہند چاندنی چوک دہلی

©Afnan Library Trust, 2026

کیا ملّت اسلام پھر زندہ ہو سکتی ہے

مسلمانانِ عالم کے سامنے سب سے اہم سوال جو اسوقت ہے وہ یہ ہے کہ کسطرح اُمتِ مرحومہ کو پھر اُسی شان و آن میں لائیں۔ جو اس سے پہلے حاصل تھی۔ کون مسلمان ہے جسکی یہ خواہش نہ ہو۔ ہر ایک مسلمان اپنی جان اور اپنے مال سے کوشش کر رہا ہے کہ مسلمان پھر وہی عروج حاصل کریں جو پہلے حاصل تھا۔ ہم اس سوال پر اس مضمون میں ہر جہت سے غور و خوض کریں گے اور عروج و زوال ادیان پر پوری پوری بحث کر کے اُن وجوہات پر غور کریں گے جو دین کے اضمحلال کا باعث ہوتے ہیں اور پھر اس نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش کریں گے کہ آیا اسلام کا پھر وہی پہلی والی شان کا پانا ممکن ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کسطرح؟ اگرچہ اس مضمون پر ہم صرف موسوی۔ نصرانی اور اسلامی اقوام کے نقطۂ نظر سے بحث کرینگے۔ مگر ضمناً یہ تجربات تمام ادیان کے لئے مفید بلکہ کافی ہونگی۔ کیونکہ تمام ادیان واحد ہیں اور ان کا اُتار چڑھاؤ بھی ایک ہی نہج کا ہے۔

عروج و نزول ملت موسوی

حضرت موسیٰ نے جب یہودیوں کو فرعون کی غلامی سے چھڑا کر ملک کنعان میں عزت و جلال کی مسند پر متمکن کیا۔ تو چار سو سال تک اُنہیں جمہوریت کا دور دورہ رہا۔ قاضی جنھیں قوم منتخب کرتی تھی حکمران ہوتے تھے۔ حتیٰ کہ سموئیل نبی کے توسط سے شاؤل جو بنیامین کے قبیلہ سے تھا۔ اور جسے قرآن میں طالوت لکھا ہے بادشاہ مقرر ہوا۔ جمہوریت کا خاتمہ اور شخصی حکومت اور وراثت کا وقت آیا۔ شاؤل کے قتل کے بعد حضرت داؤد جو قبیلہ یہودہ سے تھے تخت نشین ہوئے اور آپکے بعد آپکا فرزند رشید حضرت سلیمانؑ مسند حکومت پر جلوہ فگن ہوا۔ اسوقت تک بنی اسرائیل کے معاملات نہایت منظم تھے اور دین الٰہی نہایت قوت میں تھا۔ لوگ متفق اور ایکدوسرے کی مدد کے لئے ہمیشہ مستعد رہتے تھے۔ اسلئے اس قوم کا رعب تمام اقوام و قبائل مثلاً موآب۔ ادوم۔ ارم و مصر پر مستولی تھا۔ حضرت سلیمان کی وفات کے بعد اس قوم میں نفاق رونما ہوا۔ بنی اسرائیل کے دس قبیلوں نے یربعام بن نباط کو جو حضرت یوسف کی نسل سے تھا اپنا بادشاہ مقرر کیا۔ اور دو قبیلوں یعنی بنی یہودا و بنی بنیامین نے حضرت سلیمان کے بیٹے رحبعام کو بادشاہ تسلیم کیا۔ یہاں سے بنی اسرائیل میں اختلاف شروع ہوا۔ اور حضرت موسیٰ کا دین دو مذہبوں میں تقسیم ہوگیا۔ اور ان دونوں گروہوں میں قتل و غارتگری کی آگ بھڑک اُٹھی۔ قوت کمزوری سے سطوت اختلال سے اور توحید شرک سے بدلگئی۔ بنی اسرائیل ہر سال حج و قربانی کے لئے بیت المقدس جایا کرتے تھے۔ یہ جگہ رحبعام کی پایۂ تخت تھی۔ یار بعام نے اس خوف سے کہ کہیں بنی اسرائیل کے دل آل داؤد کی طرف مائل ہوکر آل افرائیم کے زوال کا باعث نہ ہو جائیں۔ شہر سامرہ میں ایک مذبحہ بنایا اور اُسپر دو سونے کے بچھڑے نصب کئے اور اپنے لوگوں کو حج قدس در مذبحہ سلیمان پر قربانی کرنے سے منع کیا۔ اور اسطرح بنی اسرائیل کو سونے کے بچھڑے اور بتوں کی پرستش میں مبتلا کیا۔ آہستہ آہستہ ملوک افرائیم اور ملوک یہودا کے درمیان عداوت اور دشمنی پیدا ہوتی گئی۔ حتیٰ کہ آپس کے رشتے اور الفت کے وسائل بالکل منقطع ہوگئے اور طرفین میں مذہبی جنگ روز بروز بڑھتی گئی۔ پھر تو بادشاہانِ یہودا اور بادشاہانِ بنی اسرائیل نے مدمخالف پر غلبہ پانے کے لئے بادشاہانِ مصر و دیگر ممالک سے مدد مانگنی شروع کی۔ اور خوشامداً یا تقلیداً اُنکے عقائد و رسومات کو جو شریعتِ تورات کے مخالف تھی خدا کے دین میں داخل کیا اور ان کے بتوں کو اپنے معبدوں میں نصب کیا۔ انبیاء و مقدسین کے مواعظ و نصائح کی پرواہ نہ کی۔ جب نوبت یہانتک پہنچی تو قہر الٰہی بادشاہ اشور کی صورت میں اہل سامرہ پر نازل ہوا۔ سلطنت آل افرائیم کے ہاتھ سے نکل گئی۔ اور یہ فرقہ ہمیشہ کے لئے ذلت و اسارت میں غرق ہوگیا۔ اب اس گروہ کے چند لوگ شام کے شہر نابلوس میں رہتے ہیں اور کوہ جریم پر اُنکا ایک معبد ہے جہاں عبادت کرتے ہیں۔ اہل سامرہ تورات کی پانچ کتابوں کے تو معتقد ہیں مگر باقی انبیاء کی کتابوں کو نہیں مانتے۔ بنی افرائیم کی پراگندگی کے بعد خاندان یہودا میں ایک کمزور سی سلطنت باقی رہ گئی تھی۔ یہ بھی کچھ دیر بعد بابل کے بادشاہ نے چڑھائی کر کے مٹادی۔ اور انکی عزت و شوکت بھی اسارت و ذلت سے بدلگئی ستر برس کے بعد شاہان ایران کی عنایت و مہربانی سے بابل کی اسیری سے نجات پاکر پھر ایکدفعہ قدس شریف میں امن و امان سے قائم ہوگئے۔ مگر اس دوران اسیری میں اہل بابل اور اہل مصر کے ساتھ ملنے جلنے کے سبب جو اسوقت تمدن میں مشہور اور علم و معارف کی وسعت کے سبب معروف تھے۔ ان میں بہت سے جدائی فرقے اور مذاہب پیدا ہوئے۔ مثلاً فریسی۔ صدوقی۔ عیسی ابوتی وغیرہ وغیرہ۔ انمیں سے بعض کا ذکر انجیل میں ہوا ہے مگر انکے پورے پورے تفصیلی حالات تاریخ یوسفیوس عبرانی اور تاریخ فیلو میں موجود ہیں۔ لطیفہ یہ ہے کہ اُنمیں سے ہر ایک فرقہ اپنے آپکو شریعتِ تورات کا سچا محافظ سمجھتا تھا۔ اور دوسروں کی تکفیر کرنا اور اُنہیں جھوٹا کہنا اپنا فرض خیال کرتا تھا۔ اسی اثناء میں حضرت عیسیٰ ظاہر ہوئے اور آپنے قوم یہود کو نئی شریعت اور نئے قوانین کی دعوت دی۔ لیکن یہودی دین کی ظاہری ضروریات کے پیچھے لگے۔ اور کہنے لگے کہ مسیح کو تو ظاہری سلطنت کے ساتھ آنا اور داؤد کے تخت و تاج۔ قوت و شوکت کا مالک ہونا چاہئے۔ پس ان باتوں کو پکڑ کر آنحضرت کی تکذیب پر کھڑے ہوگئے۔ اور نہایت جہالت و گمراہی سے اس وجود اقدس کو مفتری و گمراہ کہنے لگے۔ پس خدا کا عذاب اُنپر نازل ہوا۔ اور چار سو تیس سال قدس شریف میں رہنے کے بعد طیطوس قیصر روم اُن پر غالب آیا۔ اور وہ پراگندہ و متفرق ہوگئے۔ یہ تفرقہ و پریشانی ظہور اسلام میں اور بھی زیادہ ہوئی۔ حتیٰ کہ آج کے دن تک مشرق و مغرب تمام ممالک میں منتشر و مطرود ہیں۔ ہر دو مذاہب میں سے کچھ تھوڑے سے قرائین اور ربانین کے نام سے اہل بصیرت کی عبرت کے لئے باقی رہ گئے ہیں۔ قرائین پرانے عہد نامے کی کتابوں کو تو مانتے ہیں مگر تالمود و دیگر تفاسیر کے معتقد نہیں ہیں۔ ربانین پرانے عہد نامے کی کتابوں کو بھی مانتے ہیں اور تالمود و تفاسیر کے بھی معتقد ہیں۔

حضرت امیر المؤمنین علیؓ نے آغاز و انجام یہود کے واقعات کو نہایت صراحت کے ساتھ اپنے ایک نہایت ہی فصیح و بلیغ خطبہ میں فرمایا تھا۔ یہ خطبہ کتاب نہج البلاغہ میں موجود ہے۔ اس خطبے کے آخر میں آپ اُمتِ اسلام کو یہودیوں کی طرح کرنے۔ تفرقہ و اختلاف سے بچنے اور گروہوں اور مذہبوں میں بٹنے سے منع کرتے ہیں۔ اور حضرت موعود اسلام کی مخالفت و معاندت کرنے سے ڈراتے اور خوف دلاتے ہیں۔ مگر افسوس کہ سخت اور مردہ دلوں میں ان نصیحتوں نے کچھ اثر نکیا۔ اور ارباب عقو اور انکار کے لئے تنبیہ کا سبب نہ ہوئیں انک لا تسمع الموتی ولا تسمع الصم الدعاء ۔

دین عیسوی کا عروج و نزول

جب حضرت عیسیٰ ظلم یہود سے اُفق اعلیٰ کو صعود فرما گئے تو اُسوقت قریباً اکیسو بیس آدمی جوان پڑھ اور غریب تھے آنحضرت کے ماننے والے تھے۔ یہودی جو اسوقت حکومت روم کے ماتحت اور پلاطوس کے محکوم تھے نہایت سختی کے ساتھ حضرت عیسیٰ کے اصحاب کو دُکھ دینے اور ستانے پر مکلیتہ ہوگئے۔ اور روساء و علماء کے حکم سے سٹیفن یعقوب ابن زبدی اور یعقوب نیکوکار کو نہایت عقوبت اور آزار کے ساتھ شہید کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آپکے حواری یہودیوں کے خوف کو اطراف و اکناف دُنیا میں متفرق اور پراگندہ ہوگئے۔ علماء یہود نے جب یہ دیکھا تو یورشلیم سے خط و کتابت کے ذریعہ تمام ملکوں کے یہودیوں کو مسیحیوں کی مخالفت پر اُکسایا اور ان مظلوموں کو جو یہودیوں اور سب مخلوق کی بھلائی کے سوا اور کچھ نہ چاہتے تھے شہروں کے حاکموں اور دینی گورنروں کے نزدیک دین کے خراب کرنیوالے اور سلطنت کے چھین لینے والے کہکر متہم کیا۔ جب یہودیوں نے ان مظلوموں کے ستانے اور دُکھ دینے کو اپنا روز مرّہ کا وتیرہ ہی بنالیا تو خدا کا قہر اُن پر نازل ہوا۔ سنہ ۶۶ء میں طیطوس قیصر روم ارض مقدس پر چڑھا اور بڑی بڑی لڑائیوں کے بعد دس لاکھ یہودیوں کو قتل کیا۔ قدس شریف کو ایسا مسمار کیا کہ اسکی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ یہودی ذلیل ہوکر اطراف عالم میں منتشر ہوگئے۔ اس واقعہ نے مسیحیوں کی پراگندگی کو اور بھی بڑھا دیا اور حضرت عیسیٰ کے ماننے والے جو بہت ہی کم تھے دور و نزدیک کے شہروں اور ملکوں کی طرف بھاگ گئے۔

(باقی باقی)

©Afnan Library Trust, 2026

علمائے اسلام کی خدمت میں ایک ضروری سوال

تکمیل اسلام کی بنیاد قرآن کریم پر ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ الیوم اکملت لکم دینکم آج میں نے تمھارے لئے تمھارا دین مکمل کردیا۔ اس لئے قرآن کریم کامل دین کا حامل ہے۔ یعنی ہر ضروری دینی بات امت کے لیے خدا تعالیٰ نے اسمیں بیان فرمادی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ ھُوَالذی انزل الیک الکتاب مفصلا ۰ خدا نے تم پر مفصل کتاب اتاری ہے۔ مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتَابِ مِنْ شَیْءٍ خدا فرماتا ہے ہم نے کتاب (قرآن) میں کوئی چیز بیان کرنے سے چھوڑی نہیں۔

کسی عقیدہ کی بنا اور حلت وحرمت کا مدار آیات واحکام قرآن مجید ہی ہوسکتے ہیں نہ اور کچھ اسلئے اگر کوئی مسلمان کہلانے والا ایسے اعمال جاری کرے جن کا پتہ قرآن مجید سے بالکل نہیں چلتا تو وہ عمل باطل ہے۔ اُسے اسلام کی طرف منسوب کرنا غلطی ہوگی۔ اس بات پر تمام اسلامی فرقے اور افراد متفق ہیں۔

اب ہم مسلمان عالموں سے باادب دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ قرآن شریف میں ایسا حکم کہاں ہے کہ مسجدوں کے سامنے باجہ نہ بجایا جائے۔ اور کسی غیر مسلم قوم کو بھی مسجد کے سامنے باجہ بجانے کی اجازت ہرگز ہرگز نہیں ہے۔ اگر قرآن شریف میں ایسی کوئی آیت ہے تو مہربانی فرماکر پیش فرمائی جائے کیونکہ ہندوستان میں آجکل باجے اور مسجد کا مسئلہ بہت اہم ہو رہا ہے۔ اور اس امر کے فیصلہ پر کہ "قرآن مجید میں مسجد کے سامنے غیر مسلم قوم کو بھی باجہ بجانے کی اجازت نہیں" آج ہندوستان کے بہت سے جھگڑوں کا فیصلہ موقوف ہے۔ اگر ثابت ہوجائے کہ قرآن مجید غیر مسلم قوم کو بھی مسجد کے سامنے باجہ بجانے کی ممانعت نہیں کرتا تو مسلمان کا اُسے ممنوع ٹھہرانا غلط ہے۔ جس چیز کو خدا نے حرام نہیں ٹھہرایا اور قرآن میں منع نہیں فرمایا کسی مسلمان کو اُسے حرام ٹھہرانے اور منع کرنے کا حق نہیں ہوسکتا۔

میں تمام علمائے اسلام کی خدمت میں پھر گذارش کرتا ہوں کہ وہ ضرور بالضرور مذکورہ بالا سوال کا جواب دیں اور قلت فرصت کا عذر نہ فرمائیں۔ اگر اُنہیں اہم دینی مسائل کیلئے فرصت نہیں ہے تو کیوں ورثۃ الانبیاء ہونے کے مدعی ہیں وہ آج رہبری کریں کہ قرآن مجید مسجد کے سامنے باجہ بجانے کو منع کرتا ہے یا نہیں؟

اگر اس بات کا جواب اثبات میں ہو تو آیات پیش کیجئے اگر جواب نفی میں ہو تو خدارا کمر ہمت باندھکر کھڑے ہوجائیے اور مسلمانوں سے فرمائیے کہ وہ ہندوؤں کو مسجد کے سامنے باجہ بجانے پر کچھ نہ کہیں کیونکہ خدا کچھ نہیں کہتا۔

اس اعلان سے آتش فسادات پر پانی پھر جائے گا اور ہندو مسلم فسادات کے کم کرنے میں بہت مدد ملیگی۔ خود مسلمان بھی ایک بڑے دُکھ سے نجات پاجائینگے کیونکہ جب وہ مسجد کے سامنے باجہ بجانے کو مسجد کی توہین اور نماز کی تخریب نہ سمجھینگے تو اُنہیں ایسے مواقع پر جوش بھی نہ آئے گا۔ اور ان کے بہت سے جذبات بہت سی قوتیں بہت سی جانیں بہت سا وقت اور بہت سا مال ضائع ہونے سے بچ جائے گا۔

میں پھر علمائے اسلام کو پکارتا ہوں کہ خدا کے لئے آئیے اور اس عقیدہ کو حل کیجئے۔ اگر قرآن شریف مسجد کے سامنے باجہ بجانے کو حرام ٹھہراتا ہے تو حوالے دیکر ہمیں سمجھائیے۔ اگر آپ خاموش رہے تو ہم سمجھ لیں گے کہ قرآن شریف مسجد کے سامنے باجہ بجانے کو حرام نہیں ٹھہراتا۔ یہ خود مسلمان غلطی کر رہے ہیں جو غیر مسلم کو مسجد کے سامنے باجہ بجانے سے روک کر خود تکلیف اُٹھاتے ہیں اور دوسروں کو دُکھ پہنچاتے ہیں۔

اور اسکی تمام ذمہ داری علمائے اسلام پر ہے جو مسلمانوں کو اس غلطی سے آگاہ نہیں فرماتے اور اُنہیں دُکھ پانے اور دُکھ دینے سے نہیں روکتے۔ اگر کہا جائے کہ مسجد کے سامنے باجہ بجانے کی ممانعت قرآن مجید میں تو نہیں ہے مگر ہم احتیاطاً ایسا کرتے ہیں تو میں قرآن مجید کے ہی الفاظ میں کہونگا کہ ءَ اَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰہُ کہ یہ احتیاط خدا بھی مقرر فرما سکتا تھا۔ کیا تم خدا سے کچھ زیادہ جانتے ہو؟ جب خدا نے ایسا حکم نہیں دیا تو تم کون ہو، جو ایسا حکم یا ایسی احتیاط ایجاد کرو۔ کیا تم خدا سے زیادہ محتاط ہو۔ جب خدا نے حرام نہیں فرمایا تو تم بھی حرام نہ کہو خدا فرماتا ہے لَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُکُمُ الْکَذِبَ ھٰذَا حَلٰلٌ وَّھٰذَا حَرَامٌ

پس اگر قرآن مجید میں مسجد کے سامنے باجہ بجانے کی ممانعت نہیں تو یہ ان باتوں میں داخل ہے جو ما انزل اللہ بھا من سلطان ہیں۔ یعنی ایسی چیز جسکا خدا نے حکم نہیں دیا۔ اسی لئے میں اپنا سوال بالفاظ قرآن پھر پیش کرتا ہوں کہ آللّٰہُ اَذِنَ لَکُمْ اَمْ عَلَی اللّٰہِ تَفْتَرُوْنَ (کیا خدا نے مسجد کے سامنے باجہ روکنے کا حکم دیا ہے) یا یوں ہی اسکو تم خدا کے ذمے ڈالتے ہو۔ میں پھر تاکید کہتا ہوں کہ ھل عندکم من علم فتخرجوہ لنا کیا آپلوگونکو اس بارے میں کوئی علم ہے آج ہمارے سامنے ظاہر کیجئے۔

چونکہ یہ سوال آجکل بہت اہم ہے اسلئے ہندوستان کے علمائے اسلام کو خصوصیت کے ساتھ اسکے جواب میں سعی فرمانی چاہئے۔

اگر قرآن مجید غیر مسلم قوم کو بھی مسجد کے سامنے باجہ بجانے سے روکتا ہے تو وہ حکم اور وہ آیت قرآن بیان فرمائیں اور اگر قرآن مجید نہیں روکتا تو ہندوؤں کو اس قید سے اور مسلمانوں کو اس غم سے آزادی دلائیں۔

یہ استفتاء تمام علمائے اسلام کی توجہ چاہتا ہے۔ لیکن ایک عام بات کہنے سے بعض اوقات علمائے کرام متوجہ نہیں ہوتے اسلئے حسب ذیل علما سے اس کے جواب کے لئے خطاب خصوصی اور عرض تاکیدی ہے۔

علماء دیوبند۔ علماء سہارنپور۔ علمائے میرٹھ۔ علمائے دھلی علمائے آگرہ۔ علمائے فرنگی محل۔ علمائے ندوہ۔ علماء کانپور علماء الہ آباد۔ علماء لاہور۔ علماء امرت سر علماء لدھیانہ علماء قادیان۔ علماء جالندھر۔ علماء علیگڈھ۔ علماء بدایوں علماء بریلی۔ علماء رامپور۔ علماء بھوپال۔ علماء حیدرآباد دکن وغیرہم ایدھم اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

(غلام حسین آزاد)

کوکب ہند:۔ فی الحقیقت یہ سوال بہت اہم ہے علمائے کرام کو توجہ فرمانی چاہئے۔ جوابات جو آیات و نصوص قرآن پر مبنی ہوں کوکب ہند اُنہیں بڑی خوشی سے شائع کرے گا (مدیر)

کوکب ہند

دنیائے ہند کے لئے عظیم بشارت ہے۔ اسکے مضامین وحدت ویگانگت کے ان بلند مقامات ومراتب کی طرف رہنما ہوتے ہیں جو دنیا کے لئے امن وامان روح وریحان کے باعث اور عالم انسانی کو انسانیت کے غایت قصوی کی طرف لیجانے اور فردوس رضوانی میں داخل کرنے والے ہیں۔ یہ وہ اہم اور اعلیٰ مقاصد ہیں جن کے لئے انسان عالم وجود میں آیا ہے۔ ان بلند مقاصد کی طرف اسوقت تک کوئی روح پرواز نہیں کرسکتی جب تک کہ وحدت کی لازوال روح سے زندہ وپائندہ نہ ہولے۔

کوکب ہند کیا ہے۔ دور وحدت کا روحانی نغمہ۔ صبح وحدت کا نورانی ستارہ۔ آسمان وحدت کا رحمانی فرشتہ ہے جو اہل دنیا کو وحدت کے اُفق اعلیٰ کی طرف رہبری کرتا ہے۔

طلب کیجئے۔ سالانہ چندہ چار روپے۔ ششماہی ۲ء
نمونہ مفت (کوکب ہند چاندنی چوک دہلی)

کوکب ہند میں اشتہار کا رعایتی نرخنامہ

	یکبار	دوبار	چار بار	تین ماہ	چھ ماہ	یکسال
صفحہ	۷ء	۱۱ء	۱۰ء	۱۸ء	۳۰ء	۱۶۵ء
نصف صفحہ	۴ء	۶ء	۱۱ء	۱۲ء	۱۸ء	۸۵ء
کالم	۲ء	۳ء	۵ء	۸ء	۱۵ء	۸۵ء
نصف کالم	۱ء	۱۲ء	۳ء	۴ء	۸ء	۴۵ء
۱/۴ کالم	۸/	۱۰/	۱۲/	۱۸/	۱ء	۹ء

©Afnan Library Trust, 2026

شرائع الٰہی اور انمیں تبدیلیاں

دین دنیا میں خدا کی حکومت ہے۔ خدا کی حکومت دو طرح کی ہے۔ جسمانی۔ اور روحانی۔ روح چونکہ عالمگیر قانون تغییر وتبدیل کے ماتحت نہیں لن یتغیر ولم یتبدل ہے۔ اسلئے جو قوانین اس شق کے بارہ میں خدا تعالیٰ نے نازل فرمائے ہیں وہ بھی تغیر وتبدل کی زد سے باہر ہیں۔ وہ بھی لن یتغیر ولم تبدل ہیں۔ یہ قوانین فضائل ملکوتی و رحمانی ہیں۔

چونکہ جسم قانون تغییر کے ماتحت ہے اسلئے جو قوانین جسمانیات کے بارہ میں ہیں وہ ہمیشہ زمانہ کی ضروریات اور انسانوں کی مقتضیات کے مطابق بدلتے رہتے ہیں سنۃ اللہ التی قد خلت من قبل ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا ولا تحویلا۔

مثلاً حضرت موسیٰ کے زمانہ میں بنی اسرائیل چونکہ بیابان میں رہتے تھے اور قید خانوں کا انتظام نہ تھا اسلئے چور کو چوری کی سزا میں قتل کا حکم تھا مگر حضرت عیسیٰ اور حضرت رسول کے وقت میں یہ حکم ضروریات زمانہ کے مطابق بدلتا گیا واقعی اگر یہ تبدیلیاں نہ ہوں تو دین کی تعمیر کسی طرح بھی مکمل نہیں ہوسکتی۔ ہر ظہور الٰہی کے زمانہ میں روحانیات بیش از بیش نور وظہور سے روشن ہوئیں یعنی مدارج روحانیات نے بھی ترقی پائی اور جسمانیات میں کتر بیونت اور تغیر وتبدل نے ایک نئی روح پھونکدی۔ روحانیات درحقیقت اصل ہیں اور جسمانیات فرع۔ اصل ہمیشہ سے قائم اور لن یتغیر ولن یتبدل ہے۔ تغیر وتبدل صرف فرع کے لئے ہے جو عقل سلیم کے لئے ایک حقیقت ہے۔ تو بھی جب کبھی خدا کے پیغمبر نے آکر فروعات وجزئیات میں تبدیلیاں کیں تو لوگوں نے انکی مخالفت کی ھمت کل امۃ برسولھم لیاخذوہ وجادلوا بالباطل لیدحضوا بہ الحق۔ افکلما جاءکم رسول بما لا تھوی انفسکم استکبرتم ففریقا کذبتم وفریقا تقتلون

قرآن مجید میں اس قسم کی سبق آموز بہت سی آیات ہیں اب اگر غور کرکے دیکھا جائے کہ لوگوں نے ان رسولوں کو کیوں جھوٹا کہا۔ کیوں انپر جھٹھے اڑائے؟ کیوں انہیں قتل کیا؟ آخر ان رسولوں کا کیا قصور تھا؟ تو سب غور وفکر کا یہی نتیجہ نکلیگا کہ ان خدا کے رسولوں نے صرف بعض فروعات دین کو مقتضیات زمانہ کے مطابق بدل دیا تھا۔ اسلئے لوگوں نے ان پر ظلم وستم کو جاری رکھا۔ اب جبکہ یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ صرف فروعات میں تبدیلیاں ہی رسولوں اور انکے اولیاؤں کی اذیتوں کا باعث ہوتی تھیں تو آؤ اب ذرا اور غور کریں کہ آخر یہ تبدیلیاں کس قسم کی ہوتی تھیں ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ دین کی دو شقیں ہیں۔ روحانیات و جسمانیات۔ روح اصل وجسم فرع ہے۔ اصل قانون تغیر وتبدیل کے ماتحت نہیں۔ جسم اس عالمگیر قانون کے ماتحت ہے۔ جسم کے متعلق جو قوانین ہونگے وہ بھی ضروریات جسم کے مطابق بدلتے رہینگے۔ تبدیلی سے مراد صرف یہی ہے کہ جسم کی راحت وآرام اور امن وامان کا سامان ہو۔ پس ایک دین کے وہ فروعات جو جسم کی راحت اور آرام اور ترقی وعروج کے مخالف ہورہی ہوں انکو بدل دینا دین کی پوری پوری تکمیل کرنا ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی۔

یہ ضروری نہیں کہ پہلے دین کی سب فروعات کو دوسرا پیغمبر آکر یکقلم بدلدے۔

مقصد یہ ہے کہ انسان جن مدارج ارتقاء کو طے کر چکا ہے پھر اُن ہی میں گرفتار نہ رہے بلکہ اُن سے آگے کے مدارج کی طرف بڑھے۔ ہر اہل عقل سلیم اسبات میں ہمارے ساتھ اتفاق کرے گا۔ مگر لوگ جسمانیات میں ایسے محو ہوتے ہیں کہ روحانیات جو اصل ہیں انکو فراموش کردیتے ہیں۔ انسانی طبیعت کا یہ خاصہ ہے کہ یہ وسائل میں ایسی محو ہوتی ہے۔ کہ اس نصب العین کو جسکے لئے قدرت نے یہ وسائل مہیا کئے ہیں بالکل بھول جاتی ہے۔ معاملات دین میں بھی انسان روحانیات کو چھوڑکر جسمانی رسومات و مادی اعتقادات میں ایسا الجھتا ہے کہ وہ انکے نرغے سے نکل ہی نہیں سکتا۔

انسانی روح کا یہ ہبوط واقعی قابل افسوس ہے۔ طرہ یہ ہے کہ انسان اس حد درجہ کی ذلت واسارت کو محسوس نہیں کرتا بلکہ اگر اُسے اُسمیں نکالنے کی کوشش کیجاتی ہے تو

وانا وجدنا اٰباءنا علیٰ ذالک وانا علیٰ اٰثارھم مھتدون یعنی ہم نے اپنے باپ دادوں کو یہی کرتے دیکھا ہے اور ہم انہی کی پیروی کررہے ہیں۔ پکار اٹھتا ہے۔ ہم یہ مانتے ہیں کہ لوگوں کا انکار انکے پیار ومحبت کی نشانی ہے جو وہ اپنے بانی دین سے رکھتے ہیں۔ مگر یہ محبت اور پیار درحقیقت محبت اور پیار نہیں بلکہ صریح انکار ہے۔ کیونکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو ایک پیغمبر کی صداقت اُسی وقت پوری طرح دنیا میں قائم ہوتی ہے جب ایک ظہور اگر اُسپر مُہر لگاتا ہے مثلاً حضرت رسول کی آمد تک حضرت عیسیٰؑ کی صداقت کچھ یونہی سی دنیا میں مانی جاتی تھی۔ انمیں بھی اکثر ایسے تھے جنکے دل شکوک وشبہات کے بھنور میں ڈانوان ڈول رہتے تھے مگر جب حضرت رسول نے آکر آپکی صداقت کی گواہی دی تو پھر یار واغیار کسی کے دل میں آپکی صداقت کا شبہ نہ رہا۔ اگر لوگ وحدت ظہورات الٰہی کو مان جائیں تو یہ بیجا عداوت ودشمنی نہ رہے اور سب متفق ہوجائیں تعجب تو یہ ہے کہ تمام پیغمبران الٰہی نے ایکدوسرے کی تعریف کی۔ ایک دوسرے کی عزت وتعریم کی۔ مثلاً حضرت رسول نے حضرت عیسیٰ کی تعریف فرمائی۔ قرآن مجید میں خدا نے آپکی تعریف کی مگر مسلمان اور عیسائی جو ان دونوں بے نظیر ہستیوں کے پیرو ہیں آپسمیں لڑتے مرتے ہیں۔ ایکدوسرے کو برا بھلا کہتے ہیں۔ اور ایسی ایسی ناشائستہ حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں جو خود انکی کتب مقدسہ کے مطابق قبیح ہیں۔ اسی طرح کل اولیا کے لوگ اگر ایکدوسرے کے بزرگان دین کی تعریم کریں اور اپنے طریقہ تبلیغ کو اقوال جنگ وجدال سے نہیں بلکہ بالکل نیک نیک اعمال وبہترین خصائل پر مبنی کریں تو دنیا نور اتفاق سے بھرپور ہوجائیگی اور وہ روحانی شادمانی اور امن وامان قائم ہوجائیگا جسکا ہر انسان دل سے متمنی ہے۔ روساء دین اگر لوگوں کو دوسروں کے خلاف اُکسانے کی بجائے اپنے اعمال کا نیک نمونہ دکھاکر نیک اور خوش خلق بنائیں تو وہ اپنے دین کی اس سے بڑھکر خدمت نکریں گے۔ مشارع ادیان میں اختلاف ہوتا رہا ہے اور جبتک خدا کی مخلوق قائم ہے یہ اختلاف ہوتا رہے گا مگر یہ دینی اختلاف ہم میں نزاع اور آپس کے جنگ وجدال کا باعث کیوں ہو۔ اگر کوئی شخص سچی تبلیغ دین کرنی چاہتا ہے تو اُسے چاہئے کہ وہ اپنے آپکو اُن نیک اعمال مثلاً محبت۔ وفا۔ حیا شرافت وغیرہ وغیرہ سے مزین کرے اور اسطرح لوگونکو اپنی طرف جذب کرے۔ فساد خدا کو بہت ناپسند ہے۔ قرآنمجید ہمارے اس قول کا گواہ ہے۔ پس وہ عالم جو لوگوں کو دوسروں کے خلاف بھڑکاتا ہے یا لوگوں میں حمیت جاہلانہ کو اُکساتا ہے وہ عالم نہیں بلکہ مفسد ہے۔ لوگونکو چاہئے کہ ایسے شخص سے پرہیز کریں۔ خدا سب پر مہربان ہے اسکی عنایات مسلمان، ہندو عیسائی، یہودی، زردشتی سب پر ایک سی ہیں۔ پھر ہم کیوں ایکدوسرے پر نامہربان ہوں۔ اور ایک دوسرے سے لڑیں اور فساد کریں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم خدا اور اُسکے رسولوں کی پیروی کریں۔ اور وہی باتیں سُنکر خلق خدا پر ظلم نہ کریں سب انسانوں کو اپنا بھائی بہن جانیں۔ اور سب سے مل جلکر رہیں۔

کیا یہ مُفتی مسلمانوں میں اتحاد ہونے دینگے؟

اتحاد عالم انسانی کا تاج افتخار ہے۔ اتحاد اس عصر کی روح ہے۔ اتحاد کامیابی کا زینہ ہے۔ آج ہر فرقہ ہر جماعت ہر قوم ہر ملک بلکہ ہر فرد بشر اتحاد اتحاد پکار رہا ہے اور اسمیں شک نہیں کہ اتحاد بشر انگیز ضرور جلوہ گر ہوگا۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ مسلمانوں کی موجودہ فرقہ بندی اور انمیں تعصبات کیا مسلمانوں کو باہم متحد ہونے دیں گے۔ احمدیوں کو جانے دیجئے جو دیگر مسلمانوں کو کافر قرار دے کر انکے پیچھے نماز حرام ٹھہراتے ہیں اور انکو اپنی لڑکی دینا ناجائز قرار دیتے ہیں بلکہ یہ وبائے تفرقہ مسلمان فرقوں میں عام ہورہی ہے۔ اسوقت ہمارے سامنے اہلسنت کا اخبار الفقیہ امرت سر صفحہ ۹ کالم ۲ سطر ۱۵ و ۱۶ ہی اس سوال کے جوابمیں کہ "وہابی کا نکاح پڑھانا یا ہوا جائز ہے یا نہیں" فتویٰ دیا گیا ہے کہ

"وہابی اگر صرف نکاح خواں ہوگا تو نکاح ہوجائے گا۔ اور جو گواہ بھی انہیں میں کا ہوگا تو نہ ہوگا۔"

یہ تو خاص اہلسنت کا فتویٰ ہے اب دوسری طرف اہلحدیث کا فتویٰ ملاحظہ ہو۔ رسالہ اہل الذکر فیض آباد مورخہ ۱۱۔ شوال ۱۳۴۲ھ صفحہ ۲۲ پر مرقوم ہے۔ "اہلحدیث عورت کا ایسے حنفی مرد سے ہرگز نکاح جائز نہیں" جب تک یہ فتوے ہیں تب تک اسلامی فرقوں میں باہمی اتحاد ناممکن ہے۔ اتحاد کے خواہاں کو چاہئے کہ ایسے فتوؤں کو موقوف کردیں۔ جب تک ایسے فتوے موجود ہیں اتحاد کے تعلقات خوشگوار نہیں ہوسکتے اور جب تک تعلقات خوشگوار

©Afnan Library Trust, 2026

ریویوز

بائیبل کے مجازی الفاظ اور اُن کا مطلب' یہ چھوٹی سی کتاب واقعی کوزہ میں دریا کی مصداق ہے۔ ریورنڈ قاضی خیر اللہ صاحب نے محققین و متجسسین کتاب مقدس پر ایک خاص عنایت کی ہے۔ اسی چھوٹی سی کتاب کو سامنے رکھکر اگر کتاب مقدس کو پڑھا جائے تو یہ کچھ اور ہی لطف دیتی ہے کیا ہی اچھا ہوتا اگر قاضی خیر اللہ صاحب اس کتاب کے لکھتے وقت اسی قسم کی انگریزی کتاب بنام "سمبالیکل لنگویج آف سکرپچر" کو بھی شامل کر لیتے۔ تاہم ہم نہایت ہی خلوص صدق دل سے ریورنڈ قاضی خیر اللہ کو مبارکباد دیتے ہیں کہ وہ ایک ایسی کتاب کے بنانے پر موفق و موید ہوئے۔ ہم ہر اُس شخص کو جو بائبل مقدس کو پڑھنا چاہتا ہے بڑے زور سے رائے دینگے کہ وہ اس کتاب کو ضرور بشرور خریدے۔ قیمت صرف ۱ رہے اور جناب ایم کے خان۔ مہمان سنگھ باغ لاہور سے ملسکتی ہے۔

تصحیف التحریف۔ جناب مولوی سلطان محمد خانصاحب افغان کی ایک معرکۃ الآراء کتاب ہے۔ مولوی صاحب نے نہایت خوش اسلوبی سے اسبات کو پایۂ ثبوت تک پہنچا دیا ہے کہ موجودہ انجیل جو دنیا کے سامنے ہے وہی انجیل ہے جسکی قرآن مجید نے تصدیق فرمائی تھی۔ ہم انجیل کے ترجموں میں تبدیلیوں اور غلط معنوں کو مانتے ہیں مگر ہمیں حقیقت میں کوئی ایسی نقلی یا عقلی دلیل نہیں ملتی جس سے اصل انجیل کو تحریف شدہ کہیں۔ جناب مولوی صاحب ممدوح نے محققین دین پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ قابل مصنف نے اس خوبی سے اس مضمون کو نبھایا ہے کہ طبیعت عش عش کرتی ہے۔ ہر ایک دلیل معقول اور ہر ایک دعویٰ مدلل ہے۔ ہمیں اُمید ہے کہ سب شائقین علم دیانت اس کتاب کو خرید کر پڑھینگے۔ ۵۵ صفحہ کی کتاب ہے۔ لکھائی، چھپائی نہایت ہی عمدہ ہے۔ اور قیمت صرف ۵ رہے۔ جناب ایم کے خان مہمان سنگھ باغ لاہور سے ملسکتی ہے۔

کیمیکل گولڈ سونے کی چوڑیاں

ان کو کاریگر نے اس خوبصورتی سے بنایا ہے کہ ہاتھ چوم لینے کو جی چاہتا ہے پانچسو روپے کی چوڑیاں ان کے مقابلہ میں رکھدو پھر دیکھو کونسی خوبصورت معلوم دیتی ہیں۔ تجربہ کار ساہوکار بھی یکایک نہیں بتا سکتا کہ یہ سونے کی نہیں ہیں۔ جہاں دکھاؤ کوئی دوسو روپے سے کم کی نہیں بتا سکتا۔ کاٹو تو تانبا لو کسوٹی پر لگاؤ سونا کیسا ہی کس ہوئے گا۔ گورے گورے ہاتھوں میں انکی بہار دیکھئے۔ گھڑی گھڑی میں ایک نئی طرز معلوم ہوتی ہے دو چار الگ ہو جائیں تو بھی جدا معلوم ہوتی ہیں۔ سب ملگئیں تو عمدہ لہریا پڑا معلوم ہوتا ہے۔ سب الگ ہو جائیں تو عمدہ قسم کی بیل پڑ جاتی ہے ان کو ہفتہ عمر نہیں خورد نہیں جہاں کہیں بیٹھیں تو وہ گوتیں جو راتوں سونا چاندی پہنتی ہیں دیکھکر دنگ ہو جائینگی کہ ایسی نگوڑی منگوا دو۔ سب کی نظر اثر پڑے تو بات نہیں۔ چمک دمک رونق ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ قیمت ایک سٹ بارہ چوڑیوں کی ۱۲ تین سٹ کے خریدار کو ایک سٹ تحفہ فرمائش کے ہمراہ ناپ بھی روانہ کریں۔

سلیقہ اظہار حسین سوداگر ڈوری بازار متھرا

مسیح موعود نمبر

اخبار پیغام صلح کا مسیح موعود نمبر حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی یادگار میں ۳۰ جون سنہ ۲۶ء کو نہایت آب و تاب سے شائع ہوگا۔ تاجروں کے لئے اشتہار دینے کا نادر موقعہ ہے۔ کیونکہ نرخ اجرت بہت کم کر دیا گیا ہے۔ قیمت فی پرچہ ۲ر ہوگی۔

تمام خط و کتابت ذیل کے پتہ سے ہو۔

منیجر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور

باخبر ہو جائیے

اگر آپ اپنے کاروبار کی اطمینان بخش شہرت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہماری معرفت اپنے تجارتی تبلیغی اشتہارات تقسیم و چسپاں کرائیے۔ نیز معزز حضرات دہلی کے مفصل پتہ درکار ہیں تو وہ ہم سے طلب کیجئے

لکھائی چھپائی کا کام بھی نہایت احتیاط اور ٹھیک وعدہ اور کم اُجرت پہ ہماری معرفت آپ کرا سکتے ہیں۔

اُجرت اشتہارات بھت ارزان ہے

اشتہارات	تقسیم کرائی	فی ہزار	۸ر
	چسپاں کرائی	فی سینکڑہ	عۃ

دہلی کے معزز حضرات کے مفصل پتے فی ہزار ۲ر

سید ممتاز ہاشمی بھوجلہ پہاڑی دھلے

مالک رسالہ برید الاسلام دھلی

اتحاد

ہفتہ میں دو بار

صوبہ بہار

حامی سیاسی رہنما، معاشرتی مصلح۔ مضامین علمی کا مخزن ادبیات کا گنجینہ۔ دینیات کا وصی۔ اخلاق کا نگران اردو فارسی نظم کا بہترین آئینہ

اسکی تنقیدیں صاف اور بے لوث۔ اسکا اصول مرکز و مرنجان۔ مسلک صلح کل اور مقصد حریت ہے۔ کاغذ عمدہ سفید۔ کتابت و طباعت اعلیٰ۔ ۲۰×۲۶ تقطیع پر نہایت پابندی کے ساتھ بہار شریف ضلع پٹنہ سے ہر دوشنبہ و پنجشنبہ کو ہفتہ میں دو بار شائع ہوتا ہے۔ چندہ سالانہ ۱۲ ششماہی ۶ سہ ماہی ۳

نمونہ کا پرچہ مفت طلب فرما کر تصدیق فرمائیں

المشتہر

منیجر اخبار اتحاد۔ بہار شریف ضلع پٹنہ

مذہبی دنیا کا مشہور اخبار

پیغام صلح

قرآن کریم و احادیث کے معارف و نکات۔ آریوں اور عیسائیوں کے اعتراضات کے دندان شکن جوابات۔ ہندوستان اور ممالک غیر میں تبلیغ و اشاعت اسلام کی رفتار مسائل حاضرہ پر دلچسپ خیالات کا اظہار، دیکھنا چاہتے ہو تو اخبار پیغام صلح کے خریدار بنو۔ جو ہر بدھ کو لاہور سے شائع ہوتا ہے

سالانہ چندہ صہ ۶ ششماہی ۳ سہ ماہی عۃ

طلبار سے ۱۲ شلنگ اور ممالک غیر سے

تمام خط و کتابت بنام

منیجر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور

جرمن خضاب

کا

صحیح اور اچوک نسخہ

صاحبان! میں دوکاندار نہیں۔ نہ ہی اشتہار بازی میرا پیشہ ہے۔ مگر چونکہ سفر یورپ میں مجھے یہ نسخہ ہاتھ لگا تھا اسلئے میں اُسے بیچ رہا ہوں تاکہ میرے مصارف سفر نکل آئیں۔ نسخہ صحیح و اچوک ہے۔ اگر صحیح نہ نکلے تو پوری قیمت واپس کرنیکی گارنٹی ہے۔ قیمت مبلغ پچاس روپیہ ڈاکخرچ بندہ خریدار۔ اگر کوئی صاحب چاہیں کہ صرف وہی تنہا اس نسخہ کو خرید کر تجارت کا راز بنائیں تو ان کے لئے قیمت دو ہزار یا پچسو روپیہ جو میرا خرچ اس سفر پر ہوا

نمبر ۹۹ معرفت کوکب ہند چاندنی چوک دھلی

گھڑی مفت

"سب کارخانوں سے کم قیمت اور عمدہ باجے جو صاحب ہمارے کارخانہ سے ہارمونیم باجے خریدینگے انکو ایک گھڑی مفت دیجائے گی۔

قیمت باجہ پینتیس ۳۵ روپے

جے کے سری واستوائی۔ نئی سڑک دھلی

©Ainan Library Trust, 2026

III 12

اہل عالم ہمہ بار یکدارید و برگ یکشاخسار

کوکبۂ سبز دہلی

نمبر ۱۲ جلد ۳ | مدیر مسئول سید محفوظ الحق علمی | ہر ماہ انگریزی کی یکم ۹-۱۷-۲۵ کو شائع ہوتا ہے | محل ادارہ چاندنی چوک دہلی | ۲۵ جون سنہ ۱۹۲۶ء

ایران میں اہل بہاء پر تازہ تشدد

ہم پہلے پرچوں میں جہرم ایران میں اہل بہاء کو شہید کرنے کی خبریں دے چکے ہیں۔ تازہ ترین خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ عوام نے بچوں کو بہت بیرحمی سے قتل کیا۔ بوڑھوں کو ٹکڑہ ٹکڑہ کیا۔ عورتوں کو گھروں سے نکالکر تلوار کی گھاٹ اُتارا۔ جوانوں کو نہایت اذیت کے ساتھ تکا بوٹی کیا۔ ان خبروں کے ساتھ ہی اور خبریں بھی موصول ہوئیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مظالم صرف جہرم تک ہی محدود نہیں بلکہ یہ رو اسوقت تمام ایران میں پھیلی ہوئی ہے۔ آذربائیجان میں حضرات علماء کے فتاوی سے لوگوں نے اہل بہاء سے مقاطعہ اختیار کرلیا ہے۔

مراغہ میں جو صوبہ آذربائجان کا ایک مشہور شہر ہے۔ لوگوں نے اہل بہاء سے بالکل معاشرت ترک کردی ہے۔ اُنہیں بیک حمام میں غسل کرنے سے روک دیا گیا ہے۔ خورد و نوش کی دوکانوں پر آنا جانا بند کردیا ہے۔ اُنہیں قانون ملکی کی حفاظت و حراست سے محروم کردیا ہے۔ اور اُن سے کسی قسم کا میل جول رکھنا یا لین دین کرنا شریعت اسلام کے خلاف قرار دیا گیا ہے۔ اُن کے مردوں کو قبرستان میں گاڑنے نہیں دیتے۔ قبرکن انکی قبریں کھودنے سے انکاری ہیں۔ تابوت بنانیکے لئے اُنہیں لکڑی نہیں دیتے۔ ہرچند ان مظلوموں نے حکومت سے امداد کی درخواستیں کیں مگر کچھ شنوائی نہ ہوئی بلکہ اُلٹا اُنہیں سخت سُست کہا گیا اور ناروا سزائیں دی گئیں۔

ہمیں اُمید تھی کہ جلالت پناہی ظل سُبحانی حضرت رضا شاہ پہلوی کی تخت نشینی کے بعد ایران میں یہ بربریت اور وحشیانہ حرکات بند ہوجائینگی مگر تعجب ہے کہ حضرت سلطان کی تخت نشینی کے ایک ہفتہ بعد ہی سے یہ مظالم جو کچھ دیر سے فتنۂ خوابیدہ کی طرح دبے ہوئے تھے پھر جاگ اُٹھے۔ اور حضرات علماء نے عوام کو اس بے گناہ گروہ کے خلاف بھڑکانا شروع کیا۔

ہم اہل بہاء تشدد اور مظالم کے شاکی نہیں کیونکہ حضرت بہاء اللہ جل ذکرہ نے ہماری ایسی تربیت فرمائی ہے کہ ہم ہر بلا کو اپنے پیارے کی رضا سمجھتے ہیں۔ ہم مارنے سے مرجانے کو ترجیح دیتے ہیں ہم اپنے قاتلین و ظالمین کے لئے بھی دعائیں دیتے ہیں۔ ہم کسی حکومت یا یا سلطنت کی مخالفت نہیں کرتے۔ ہم رات دن گوشہ نشین یا وخدا میں رہتے ہیں۔ ہم بلا امتیاز خدا کی سب مخلوق کی خدمت اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ مگر اس قسم کا رویہ اس تمدن و مدنیت کے زمانہ میں ملت و حکومت ایران کو دنیا کی اقوام کی نظروں میں ذلیل کر رہا ہے۔ اقوام متمدنہ حیران ہیں کہ اہل ایران جو قدیم الایام سے تمدن و عالی حوصلگی کے لئے مشہور رہے۔ اُنہیں یہ کیا ہوگیا۔ دین اسلام پر حرف آتا ہے کہ کیا ایران نے دین اسلام اور شریعت حضرت خیر الانام سے یہی حاصل کیا ہے کہ وحشی لوگوں کی طرح بے گناہ لوگوں کو زندہ جلائیں۔ بچوں اور بوڑھوں اور عورتوں کی تکا بوٹی کریں۔ اہل عقل اہل ایران کے اس رویہ کو سوای دینی مکاری اور بنعملی کے اور کسی چیز پر محمول نہیں کرتے کیونکہ کوئی سچا دین اس قسم کی بربریت اور ایسی وحشت کا سبق نہیں دیتا۔

حضرت بہاء اللہ نے دنیا کو ایسی تعالیم دی ہیں جنکا نچوڑ خدا سے محبت اور خدا کے بندوں سے محبت کرنا ہے۔ اور اہل بہاء نے دنیا بھر کو اپنی مظلومیت و بے پناہی سے یہ دکھا دیا ہے کہ وہ ان دو اصولوں کی تن۔ من۔ دھن سے پیروی کر رہے ہیں۔ پھر ان محبت کے بندوں پر یہ ظلم و ستم کرنا کہانتک جائز قرار دیا جا سکتا ہے۔ کوئی دینی یا دنیوی قانون ان مظالم کا حامی نہ ہوگا اور ظالموں کے بچاؤ کی کوئی صورت نہ نکال سکیگا۔

دنیا میں دو اخلاقی جذبات ہیں۔ جنکا عالمگیر اثر تمام انسانوں پر حاوی ہے۔ اور حقیقتاً یہی دونوں وہ محور ہیں جن پر تمام ادیان حاضرہ گھوم رہے ہیں۔ احساس فضیلت۔ اور احساس عجز۔

احساس فضیلت انسان کو بعض اعمال کے کرنے کی ترغیب دیتا ہے جسے وہ عمدہ اور نیک سمجھتے ہیں۔ احساس عجز انسانکو یہ سکھاتا ہے کہ اسکا رشتہ خدا سے ایسا ہے کہ وہ کسی چیز کا مستحق ہو۔ بلکہ وہ ایک عاجز انسان ہے اور خدا کے فضل کا محتاج۔ جب فارغ البالی۔ حکومت اور غلبہ کچھ مدت تک ایک قوم میں جاری رہتا ہے تو اول الذکر احساس زور پکڑتا ہے اور رعونت جو اسکا بدیہی نتیجہ ہے پیدا ہوتی ہے جسکی موجودگی میں ہر وہ چیز جو ہمارے خیالات کے خلاف ہو ہمیں بُری لگتی ہے اور ہم اُسے بادعہ یا بلا وجہ اپنے راستے سے دور کرنا چاہتے ہیں۔ مگر وہ دین جو مظلوموں سے نکلتا ہے جو ظلم و ستم کی فضا میں پلتا ہے جسکے ماننے والے غم و ہم کے سوا اور کچھ نہیں دیکھتے۔ اُنمیں ہمدردی۔ حلم۔ انکساری۔ عجز اور دیگر صفات حسنہ پیدا ہوتے ہیں۔ یہ انسانوں کو اعلیٰ خیالات کی طرف اُٹھاتا ہے۔ اُنمیں نفس لوامہ کی پرورش کرتا ہے۔ اُنہیں اُنکے قوی کی کمزوری اور اُنکی ہستی کی بے ثباتی دکھاتا ہے۔ اور اُنہیں اسبات کی طرف اُٹھاتا ہے کہ وہ اپنی مرضی کو کُلیتہً خدا کی مرضی میں فنا کردیں۔ مدت نہیں گذرتی کہ یہ دین اطراف عالم پر چھا جاتا ہے کیونکہ خدا کی نصرت اور اُسکی تائید و توفیق ہمیشہ مظلوموں کیساتھ ہی رہی ہے۔

ہمیں حضرت ظل سُبحان اور متنورین ایران سے یہ توقع ہے کہ وہ ان مظالم و تشدد کا فوری انسداد کریں گے۔ اور ایران کو اقوام متمدنہ کی نظروں میں اور زیادہ ذلیل نہ ہونے دیں گے ہم یہ بھی جتانا چاہتے ہیں کہ اہل بہاء ایران تک ہی محدود نہیں بلکہ دُنیا کا کوئی مُلک ایسا نہیں جہاں حضرت بہاء اللہ جل ذکرہ کے جان نثار موجود نہ ہوں۔ جب ہم اپنے برادران ایران کی تکالیف و مصائب کا حال سُنتے ہیں تو قدرتاً ہماری آہیں ہمارے دلوں کی گہرائیوں سے نکلتی ہیں۔ ہماری آہیں عرش داور تک بلند ہوتی ہیں۔ ہماری آنکھیں شدت گریہ سے لال ہوکر بصد عجز و نیاز بارگاہ احدیت کی طرف اُٹھتی ہیں۔ کیا مظلوموں کی یہ آہیں بے اثر رہینگی۔ آزادی وجدان اور آزادی مذہب ہر انسان کا پیدائشی حق ہے۔ اس حق کے غصب کرنے والے کیا خدا کے قہر و غضب سے بچ جائینگے۔ دُنیا بھر میں اسوقت سوائے ایران اور کہیں یہ مذہبی ظلم و ستم موجود نہیں ہمیں امید ہے کہ اس پاک سرزمین سے بھی یہ مظالم حضرت جلالت پناہی سلطان رضا شاہ پہلوی کی سیاست و سطوت سے جلد اُٹھا دیے جائینگے۔ اور اہل بہاء کو اپنے معتقدات کی پیروی کرنے میں کسی قسم کی مُصیبت و تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑیگا

ع عبدہٗ ع ع

نوٹ: اس سے پہلا پرچہ کا نمبر غلطی سے ۱۰ لکھا گیا تھا۔ وہ گیارھواں پرچہ تھا یہ بارھواں نمبر ہے۔ اسید کہ ناظرین اصلاح فرمالیں گے۔

©Afnan Library Trust, 2026

رُوح و نفس و عقل

قدیم فلاسفروں کا خیال قدیم الایام سے علمائے علم النفس اور فلاسفہ روح و نفس و عقل کے بارے میں بحث و تمحیص کرتے آئے ہیں۔ اور اُنہیں دماغ کے مختلف حصوں میں جگہ دیکر انکے مصدر اور اُن کے قویٰ کے معلوم کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ کیونکہ درحقیقت روح و نفس و عقل ہی انسانی زندگی کا مدار ہیں۔ انکا خیال تھا کہ یہ تینوں ایک ہی حقیقت ہیں اور یہ تین نام صرف تین طرح کا کام کرنے کے سبب اُسے دیئے گئے ہیں۔ مثلاً جب یہ حسیات و جذبات کا ذکر کرتے تھے تو اُسے نفس کہتے تھے۔ جب وہ اُس طاقت کا ذکر کرتے تھے جو حقائق اشیاء کا انکشاف کرتی ہے تو وہ اُسے عقل کہتے تھے اور جب وہ اُس جوہر الجواہر کا بیان کرتے تھے جو تمام کائنات کی حیات ہے تو وہ اُسے روح کا نام دیتے تھے۔ اُن کا قول تھا کہ انسان کا دیکھنا، سُننا، بولنا، اُسی ایک حقیقت کے کام ہیں جسپر انسانی زندگی کا مدار ہے۔ اس حقیقت کے جو ان سب کاموں کی نسبت ہے یہ مختلف نام ہیں۔ یہ تو پہلے فلاسفروں کے خیالات کا ملخص ہے۔

اہل بہاء کا خیال نفس سے ہماری مُراد اس بدن کی وہ قوت محرکہ ہے جسکے ماتحت یہ بدن ہے اور جسکو زیر اختیار زندگی بسر کرتا ہے۔ اگر نفس مادیات میں پھنس جاتا ہے تو یہ تاریک رہتا ہے۔ کیونکہ دنیائے طبیعت میں گناہ۔ ظلم۔ تنازع بقا۔ حرص۔ ظلمت۔ شرارت اور بدی ہے۔ اگر نفس اس درجہ میں رہتا ہے اور ان راستوں پر چلتا ہے تو یہ اسی تاریکی میں رہتا ہے۔ پر اگر یہ یہی عقل کی عنایات کا طالب بنتا ہے تو اسکی تاریکی نور سے۔ اسکا اعتساف انصاف سے اسکی جہالت حکمت سے اسکا ظلم کرم سے بدلجاتا ہے اور یہ ان درجات میں ترقی کرتا ہوا علو کے اعلیٰ مدارج پر پہنچ جاتا ہے۔ یہاں تنازع بقا کی بیڑیوں سے آزاد ہو جاتا ہے۔ تکبر و خودی سے رہا ہو جاتا ہے مادیات سے چھوٹ جاتا ہے۔ عادل مجسم بن جاتا ہے۔ ایسا آزاد و پاکیزہ نفس انسانوں کو منور کرتا ہے۔ بنی نوع انسان کو زندگی عطا کرتا ہے اور تمام اقوام کو کامل اتحاد کے درجہ تک پہنچاتا ہے۔ ایسے نفس کو اگر ہم نفس مقدس کہیں تو کیا ہرج ہے

انسان میں ایک اور حقیقت کاملہ بھی ہے جو اس کائنات کے اسرار کو اسکے سامنے کشف کرتی ہے۔ یہ ایک ایسی قوت ہے جو تمام چیزوں کی حقیقت کو کھولکر رکھدیتی ہے۔ یہ قوت انسان کو مدارج ترقی پر چڑھاتی ہے اور اُسے نفس کی بیڑیوں سے آزاد کرکے پاکیزگی اور نیکی کے بلند آسمان پر بٹھاتی ہے۔ یہ قوت اصل میں قوتِ حقیقتِ انسان ہے۔ کیونکہ نفس خود حقائق اشیاء کے کشف کرنے پر حاوی نہیں۔ مگر حقیقتِ انسان عقل کے ذریعہ یہ کام کرتی ہے اسلئے عقل نفس سے اعلیٰ ہے۔

انسان میں ایک اور قوت بھی ہے جو عقل اور نفس دونوں سے اعلیٰ و بالا ہے۔ اسکا نام روح ہے روح سطحی حقیقی کا ایک برزہ ہے۔ آفتاب حقیقت کی ایک شعاع ہے۔ جہانِ آسمانی کا ایک نور ہے۔ روح ایمان جسکو بارہ میں حضرت مسیح نے فرمایا ہے "وہ جو جسم سے پیدا ہوا جسم ہے اور جو روح سے پیدا ہوا روح ہے۔ جسکے لئے قرآن مجید کہتا ہے اومن کان میتا فاحییناہ وجعلنا لہ نورا یمشی بہ فی الناس کمن مثلہ فی الظلمت لیس بخارج منھا (بھلا ایک شخص جو مُردہ تھا جسے ہم نے زندہ کیا اور دیا اُسے نور جسکی روشنی کے ساتھ وہ لوگوں میں چلتا ہے اسکے برابر ہو سکتا ہے جسکا حال یہ ہے کہ اندھیروں میں پڑا ہے اور وہاں سے نہیں نکل سکتا)

ان آیات کے معنی یہ ہیں کہ اگرچہ نفوس زندہ ہوتے ہیں۔ پر اگر وہ روح سے تعلق نہیں رکھتے تو وہ مُردہ ہیں۔ روح ایمان شعلہ حقیقت ہے۔ انسان کی زندگی اور اُسکی ابدی نورانیت کا باعث ہے۔ یہ انسان کو ملکوت الٰہی کے کمالات حاصل کرنے کی تحریص و تشویق دلاتی ہے۔

اپنے مضمون کو واضح تر بنانے کے لئے ہم اسے روز مرہ کے عقلی دلائل سے مدلل کرکے پیش کرتے ہیں۔ ہم پہلے بیان کرچکے ہیں کہ دنیا کی سب چیزیں مختلف عناصر کی تراکیب سے وجود میں آئی ہیں۔ صفتاً یا مقداراً معلول، علت اور اثرات جو ان اشیاء سے پیدا ہوتے ہیں وہ اسی ابتدائی ترکیب کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ عناصر بذاتِ خود علیحدہ و تنہا کوئی خاص خاصیت نہیں ظاہر کرتے مگر جب وہ ملائے جاتے ہیں۔ جب ذرات کی ایک تعداد ترکیب پاتی ہے تو اُن سے بعض ایسے اثرات یا اشیاء پیدا ہوتی ہیں جو اُنکی پہلی خاصیت سے بالکل جدا ہوتی ہیں یہ ایک بہت بڑی صداقت ہے کہ یہ تمام ترکیب و تحلیل بڑھنا اور گھٹنا ایک نہایت اعلیٰ عالمگیر عقل کے قوانین و تنظیم کے ماتحت ہیں جو ان عناصر کو ملاتی اور ترکیب دیتی ہے اور پھر توڑکر اور تحلیل کرکے اُنہیں اکنافِ عالم میں پھیلا دیتی ہے۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس عالم ممکنات میں اجتماع قویٰ ہی سب سے اعلیٰ قانون ہے۔ پس ہر مخلوق ایک علیحدہ کام کے لئے ہوتا ہے ایک خاص صفت ظاہر کرتا ہے اور بعض خصائص کو دکھاتا ہے وہ اُس الٰہی عقل کُل کے قوانین کے یہانتک ماتحت ہوتے ہیں کہ وہ بال بھر بھی اسکے قوانین سے اِدھر اُدھر نہیں ہو سکتے۔ وہ خاص قوانین کے مطابق ہمیشہ ایک ہی کام پر لگے رہتے ہیں جو اُن کے لئے مخصوص ہے۔

دنیا کی تمام موجودات تین قسم کی ہیں۔ جمادات۔ نباتات اور حیوانات۔ انسان ان تینوں کا نتیجہ ہے اسلئے انسان تمام موجودات کا نتیجہ ہے۔ جمادات۔ نباتات و حیوانات کے بے شمار ذرات موجودات بسم انسان میں موجود ہیں۔ گویا انسان ان تمام مخلوقات کا نچوڑ ہے اسلئے اُسمیں ایک ایسی طاقت پیدا ہو گئی ہے جو ماوراء الطبیعت ہے۔ یہ طاقت تمام ادنیٰ طبقات حیات پر حاوی ہے جسطرح بچہ دنیا میں ماں کے ذریعے آتا ہے۔ اسی طرح انسان کے جسم میں عناصر کی ترکیب سے یہ عقل و دانائی کا اعلیٰ فرزند پیدا ہوتا ہے۔ جسطرح جہاز سمندر میں چلنے کے لئے بھاپ کا محتاج ہے اسی طرح جسم عقل کا محتاج ہے۔ عقل جسم انسان میں بھاپ کا کام دیتی ہے اور اسکے تمام اعضا کو موقعہ و مناسبت کے ساتھ متحرک کرتی ہے۔ عقل کا جسم انسان پر بہت بڑا اثر ہے۔ سب قویٰ سلیم اسکے ماتحت ہیں۔ بجلی کی طرح عقل کی قوت انسان کے سب اعضاء و جوارح کے ذریعے کام کرتی ہے۔ یہ قوت ایک نور ہے۔ یہ مغز ہے اور جسم اسکا خول ہے۔ بدن ایک لیمپ یا لالٹین کی مانند ہے اور یہ قوت اس لیمپ کے اندر ایک روشنی کی طرح ہے۔ حقیقت میں بدن عقل کا لباس ہے۔

نفس کی دو جہتیں ہیں۔ الٰہی و انسانی یا روحانی و مادی۔ یہ ایک ورق کاغذ کی طرح ہے جسکے دو صفحے ہوں اندر کا صفحہ تو الٰہی آسمانی و روحانی ہے۔ اور باہر کا صفحہ جسمانی۔ نفسانی اور تاریک ہے۔ یہ انسان کی خود غرضانہ طبیعت ہے۔ نفس کی اندرونی جہت کو روحانی کہتے ہیں۔ بدن جسمانی ہے اور روح ایک حقیقت باطنی ہے جسکے حاصل کرنے کی ہم سعی کر رہے ہیں۔ روح نصب العین ہے۔ نفس ایک پُل ہے جسپر سے چلکر ہم اپنے منزل مقصود پر پہنچ سکتے ہیں۔

روح ایک الٰہی نور اور آسمانی شعاع ہے جو ملکوتِ خُدا میں ہے۔ نفس میں ایک مقناطیسی قوت ہے جس سے یہ اس آسمانی شعاع کو اپنی طرف کھینچ سکتا ہے۔ تاکہ یہ اس زندگی کے تجربات و ثمرات حاصل کرے اور ان تجربات و ثمرات سے مالا مال ہوکر اپنے اصل گھر کی طرف لوٹ جائے یا یوں کہیں کہ روح ایک آسمانی پرندہ کی طرح ہے جو ملأ اعلیٰ آسمان سے دُنیا میں آکر جسم کے پنجرے میں بسیرا کرتا ہے۔ جسقدر آسمانی راگ، بے غرضانہ جوشیلے ترانے جو ہم اپنے وجود کی گہرائیوں سے سنتے ہیں وہ اسی آسمانی بلبل کی راگنیاں ہیں۔

حقیقت میں روح ایک شعاع نور ہے جو آفتاب حقیقت سے آتی ہے۔ بدن چونکہ عناصر مادہ سے بنا ہوا ہے اسلئے روح جب اپنے وطن آسمانی سے آتی ہے تو نفس کو مادی اشیاء کی انسیت لاحق ہو جاتی ہے۔ اسحالت میں روح اس پرندہ کی مانند ہے جسکے پر خود غرضی و حرص کے کیچڑ سے لت پت ہوئے ہوں اور جو اپنے آشیان آسمانی کی طرف پرواز نہ کر سکتا ہو۔

غفلت، جہالت و نادانی کے سبب جو مادی و جسمانی وجود کی قدرتی صفات ہیں اور ان زمینی تجربات کے باعث جو نفس انسان سے اُٹھتے ہیں روح کی آنکھیں دھندلا جاتی ہیں۔ اور اکثر اوقات اندھیا جاتی ہیں۔ اور اس الٰہی نظارہ سے محروم رہتی ہیں جو ہمیشہ لامع و روشن ہے۔

قوت و صداقت کے ہاتھ نے روح کو ایک ایسا دوربین عطا کیا ہے جس سے یہ ظاہر و پوشیدہ سب اشیاء کو دیکھ سکتی ہے۔ یہ دوربین عقل ہے۔ پس ہر ایک یہ سمجھ سکتا ہے کہ ایک شخص کی زندگی اُسیوقت زندگی کہلا سکتی ہے جب وہ اشیاء کو اس دوربین کے ذریعے دیکھتا ہے اس دوربین کو استعمال کرتے وقت اگر روح سے مدد لیجائے تو ہم روحانیت کے نہایت ہی خوشگوار و پُرسرور نظارے دیکھتے ہیں۔ پر اگر یہ دوربین مکدر ہو تو ہماری روح دھندلی و ناصاف تصویر دیکھتی ہے۔ اور ہم میں بے چینی

©Afnan Library Trust, 2026

غیر لائق۔ ہر تصور ساقط و تمسخ باطل ہے۔ مگر اُس جوہر الجواہر وحقیقت الحقائق و سر الاسرار کے لئے عالم وجود میں تجلیات واشراقات وجلوۂ وظہور ہے۔ ان اشراقات کے مطالع اور ان تجلیات کے مجالی اور اس ظہور کے مظاہر مطالع قدسیہ و حقائق کلیہ وکینونات رحمانیہ ہیں۔ جو ذات مقدس الٰہیہ کے حقیقی آئینے ہیں۔ خدا کے تمام کمالات وفیوضات وتجلیات ان مظاہر مقدسہ کی حقیقت سے ظاہر و باہر ہوتے ہیں۔ آفتاب کی مانند جو پاک وصاف آئینوں میں تمام کمالات وفیوضات کے ساتھ چمکتا ہے۔ اگر کہا جاتا ہے کہ آئینے آفتاب کے مظاہر اور نیر اشراق کے چمکنے کے مقام ہیں تو اس سے یہ مراد نہیں کہ آفتاب تقدیس کی بلندیوں سے اُتر کر آئینہ میں مجسم ہوا ہے۔ یا یہ کہ وہ حقیقت نامحدود اس مکان مشہود میں محدود ہو گئی ہے۔ استغفر اللہ عن ذالک۔ یہ اعتقاد طائفہ مجسمہ کا ہے۔

ہر تعریف و توصیف وتمجید کے مرجع مظاہر مقدسہ (انبیاء) ہیں۔ یعنی جو اوصاف ونعوت واسما وصفات ہم بیان کرتے ہیں وہ سب کے سب مظاہر الٰہیہ (انبیاء) کی طرف پھرتے ہیں۔ کیونکہ حقیقت ذات الوہیت تک کوئی نہیں پہنچا کہ اسکے بارے میں کچھ بتلائے یا بیان کرے یا اسکے محامد یا نعوت ذکر کرے۔ پس انسان اسما وصفات وکمالات کے بارے میں جو کچھ جانتا اور سمجھتا ہے اسکے مرجع یہی مظاہر مقدسہ ہیں اور کسی طرف راہ نہیں۔ "السبیل مقطوع والطلب مردود" (اسکا راستہ بند اور اسکی طلب مردود ہے)

تو بھی ہم حقیقت الوہیت کے لئے اسما وصفات بیان کرتے ہیں۔ اور بصر و سمع وقدرت وحیات وعلم سے اُسکی ستائش کرتے ہیں۔ ان اسماء وصفات سے ہماری مُراد کمالات حق کو ثابت کرنا نہیں بلکہ ہمارا مقصد اُسکی شان میں نقائص کی نفی کرنا جب عالم امکان میں ہم نظر کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ جہل نقص ہے اور علم کمال ہے۔ لہذا ہم کہتے ہیں کہ وہ ذات پاک الٰہی علیم ہے۔ عجز نقص ہے اور قدرت کمال ہے پس ہم کہتے ہیں کہ ذات مقدس خدا قادر ہے۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ اسکے علم و سمع وبصر وقدرت وحیات کو ہم ادراک کر سکتے ہیں کیونکہ وہ ہمارے ادراک سے بالا ہے۔ اسمار صفات ذاتیہ الٰہی عین ذات ہیں اور ذات ادراکات سے منزہ ہے۔ اگر عین ذات نہ ہوں تو تعدد قدما لازم آتا ہے اور ذات وصفات کے درمیان فرق ثابت ہوتا ہے۔ چونکہ قدیم لازم ہے اسلئے اسحالت میں قدما کا سلسلہ نامتناہی ہو جاتا ہے۔ یہ صریح غلطی ہے۔ پس ان سب اوصاف واسماء ومحامد ونعوت کا مرجع مظہر ظہور ہیں۔ اسکے علاوہ جو کچھ ہم سوچتے اور خیال کرتے ہیں وہ بالکل وہم ہے۔ کیونکہ اس غیب منیع کی طرف کوئی راہ نہیں۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ کلما میزتموہ باوھامکم فی ادق معانیکم فھو مخلوق مثلکم مردود الیکم۔ یعنی جو کچھ تم نے اپنے باطن کی گہرائیوں میں اپنے اوہام سے اسکے بارے میں سوچ رکھا ہے۔ وہ تمھارے جیسا مخلوق ہی اور تمھاری ہی طرف پھر جاتا ہے۔ یہ واضح ہے کہ اگر ہم حقیقت الوہیت کا تصور کریں تو تصور محاط اور ہم اسکے محیط ہیں۔ محیط البتہ محاط سے بڑا ہے۔ اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ اگر ہم مظاہر مقدسہ کے بغیر حقیقت الوہیت کا تصور کرتے ہیں تو یہ ہمارا تصور سراسر وہم ہے۔ کیونکہ حقیقت الوہیت کو کوئی راہ ایسی نہیں جو منقطع ومسدود نہ ہو۔ جو کچھ ہم خدا کے بارے میں خیال کرتے ہیں وہ محض ہمارے اوہام ہیں۔ پس ملاحظہ فرمائیں کہ لوگ اپنے اوہام کے گرد گھومتے ہیں اور اپنے خیال وتصور کے بتوں کی پرستش کرتے ہیں۔ اور نہیں سمجھتے اپنے اوہام کو ادراکات واشارات سے منزہ حقیقت مقدسہ شمار کرتے ہیں۔ مزہ یہ ہے کہ اپنے آپکو اہل توحید اور دوسروں کو بُت پرست کہتے ہیں۔ حالانکہ بتوں کا پھر بھی ایک جمادی وجود ہے۔ مگر انسانی خیال وتصور کے بت محض اوہام ہیں۔ وجود جمادی تک بھی نہیں رکھتے فاعتبروا یا اولی الابصار (پس اے اہل بصیرت اس سے عبرت پکڑو)

معلوم ہو کہ صفات کمالیہ وجلوۂ فیوضات الٰہیہ وانوار سبحانی سب مظاہر مقدسہ میں ظاہر و باہر تھے۔ مگر کلمۃ اللہ کبریٰ حضرت مسیح واسم اعظم جمال مبارک کا ظہور وبروز تصور سے بالا ہے کیونکہ اپنے سے پہلے سب انبیاء کے کمالات رکھتے ہوئے آپ اُن سے بڑھکر ایسے کمالات کے مالک بھی تھے کہ وہ انبیاء آپکی تبعیت کا حکم رکھتے تھے مثلاً بنی اسرائیل کے سب انبیاء پر وحی اُترتی تھی اور حضرت مسیح بھی مظہر وحی تھے۔ مگر کلمۃ اللہ کی وحی کہاں اور ایلیا واشعیا و ارمیا کا الہام کہاں۔ ملاحظہ فرمائیں کہ روشنی مادہ اثیر کی موجوں سے پیدا ہوتی ہے۔ ان موجوں سے بصارت کی رگیں متاثر ہوتی ہیں اور نظر حاصل ہوتی ہے۔ اب سراج کے لئے بھی مادہ اثیر کی موجیں ہیں۔ اور آفتاب کے لئے بھی وہی مادہ اثیر کی موجیں ہیں۔ مگر کہاں انوار آفتاب اور کہاں نور ستارہ وچراغ روح انسان کے لئے رُتبہ جنین میں ایک جلوۂ وظہور ہے۔ مراتب طفولیت وبلوغ وکمال میں بھی اشراق وبروز ہے۔ روح وہی روح ہے مگر رُتبہ جنین سمع وبصر کی برکتوں سے محروم اور رُتبہ بلوغ وکمال انہی برکتوں کے انتہائی ظہور وبروز واشراق کے مقام ہیں۔ اسی طرح بیج شروع میں پتے بنتا ہے۔ اور روح نبات کی جلوہ گاہ ہوتا ہے۔ رُتبہ ثمر میں بھی اسی روح کا مظہر ہوتا ہے۔ یعنی قوۂ نامیہ انتہائی کمال سے ظاہر ہوتی ہے۔ مگر پتے کا درجہ کہاں اور پھل کا مقام کہاں! کیونکہ پھل سے ہزاروں پتے ظاہر ہوتے ہیں۔ حالانکہ سب ایک ہی روح نباتی سے نشوونما پاتے ہیں۔ خوب سوچئے۔ حضرت مسیح کے فضائل وکمالات اور حضرت جمال مبارک کے اشراقات وتجلیات کہاں اور انبیائے بنی اسرائیل مثل حزقیل۔ اشموئیل کے فضائل کہاں! اگرچہ سب مظاہر وحی تھے مگر دونوں میں بے انتہا فرق ہے۔

والسلام

کوکب ہند

دنیائے ہند کے لئے عظیم بشارت ہے۔ اسکے مضامین اصول وحدت وہمآہنگست کے اُن بلند مقامات ومراتب کی طرف رہنما ہوتے ہیں جو دنیا کے لئے امن وامان روح وریحان کے باعث اور عالم انسانی کو انسانیت کے غایت قصویٰ کی طرف لیجانے اور فردوس رضوانی میں داخل کرنے والے ہیں۔ یہ وہ اہم اور اعلیٰ مقاصد ہیں جن کے لئے انسان عالم وجود میں آیا ہے۔ ان بلند مقاصد کی طرف اسوقت تک کوئی روح پرواز نہیں کر سکتی جب تک وحدت کی لازوال روح سے زندہ وپائندہ نہ ہو لے۔

کوکب ہند کیا ہے۔ دور وحدت کا روحانی نغمہ، صبح وحدت کا نور، آستارہ آسمان وحدت کا رحمانی فرشتہ ہے۔ جو اہل دُنیا کو وحدت کے اُفق اعلیٰ کیجانب رہبری کرتا ہے۔ طلب کیجئے۔

سالانہ قیمت چار روپے۔ نمونہ مفت

(دفتر کوکب ہند چاندنی چوک دہلی)

کوکب ہند میں اشتہار کا رعایتی نرخ

	یکبار	دوبار	چار بار	تین ماہ	چھ ماہ	یکسال
صفحہ	۱۲	۲۰	۳۰	۵۰	۸۰	۱۶۰
نصف صفحہ	۷	۱۱	۱۶	۲۸	۴۵	۸۵
کالم	۴	۶	۱۰	۱۵	۲۵	۴۵
نصف کالم	۲	۳	۵	۸	۱۴	۲۵
¼ کالم	۱	۲	۳	۵	۸	۱۴

کوکب ہند کے فائل

جلد اول۔ حضرت بہاء اللہ کی الواح مقدسہ۔ حضرت عبد البہاء کے خطابات مبارکہ۔ بہائی علماء کے مضامین۔ اور محققین ومصنفین کی زبردست تحریرات۔ جماعت احمدیہ کو دعوت وبشارت کا لاجواب سلسلہ۔ قیمت تین روپے (ع)

جلد دوم۔ پانچ روپے (ع)

(دفتر کوکب ہند چاندنی چوک دہلی)

مجموعۂ شش الواح حضرت بہاء اللہ

تجلیات۔ اشراقات۔ طرازات۔ لوح العالم۔ کلمات فردوسیہ بشارات۔ ان چھ الواح کا مجموعہ اصل معہ ترجمہ ہے۔ کتاب اقدس کے بعد یہ اہم ترین الواح ہیں۔ توحید۔ رسالت معرفت اسم اعظم۔ شجر طوبیٰ۔ تجلی طور۔ شریعت وطریقت کی حقیقت۔ دعاوی حضرت بہاء اللہ براہین آیات بینات۔ (ایکروپیہ ۱ع)

نوٹ کتابوں کی درخواست کے ساتھ ۲۵ فیصدی قیمت پیشگی وصول ہونے پر کتابیں روانہ کیجائینگی

پتہ دفتر کوکب ہند چاندنی چوک دہلی

©Afnan Library Trust, 2026

کتاب سوم
مفاوضات حضرت عبدالبہاء

در بیان علامات و کمالات مظاہر الٰہیہ

رُوح کی پانچ قسمیں

معلوم ہو کہ سب ارواح پانچ قسم کی ہیں۔ اوّل "روح نباتی" ہے۔ یہ ایک قوت ہے جو ترکیب عناصر اور امتزاج مواد وتدبیر وتاثیر وارتباط کائنات سے حاصل ہوتی ہے۔ مثلاً "الیکٹرک" بعض اجزاء کی ترکیب سے پیدا ہوتی ہے۔ جب یہ اجزاء وعناصر بکھر جاتے ہیں تو یہ قوت نامیہ بھی محو ہو جاتی ہے۔ یا یوں کہئے کہ الکٹرک بعض اجزا کے ملنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اور جب یہ اجزاء ایکدوسرے سے جُدا ہوتے ہیں تو یہ قوت بھی مفقود و متلاشی ہو جاتی ہے یہ "روح نباتی" ہے۔ دوم روح حیوانی ہے۔ یہ بھی عناصر کے ملنے سے پیدا ہوتی ہے۔ مگر اسکی ترکیب مکمل تر ہے۔ ربّ قدیر کی تقدیر سے عناصر امتزاج تام حاصل کرتے اور روح حیوانی یا دوسرے لفظوں میں قوۂ حساسہ پیدا ہوتی ہے۔ یہ حقائق محسوسہ کا احساس کرتی ہے۔ یعنی جنھیں دیکھ سُن۔ چکھ۔ سونگھ اور چھو سکتی ہے۔ یہ بھی اجزائے مرکبہ کے بکھرنے اور جُدا ہونے کے بعد خود بخود محو ہو جاتی ہے۔ مثلاً یہ چراغ جسے آپ دیکھ رہے ہیں جب تک تیل، بتی اور آگ باہم جمع ہیں روشنائی دے رہا ہے۔ مگر جب روغن تمام ہو جاتا ہے اور بتی جل جاتی ہے تو روشنائی بھی محو ہو جاتی ہے۔ مگر روح انسانی کی مثال بلور میں فیض آفتاب کی مانند ہے۔ یعنی جسم انسانی جو عناصر کا مرکب ہے ترکیب و امتزاج کی اکمل صورت، صنعت و کاریگری کا اعلیٰ نمونہ۔ ترکیب وترتیب کی شریف ترین شکل اور اکمل موجودات ہے۔ یہ روح حیوانی سے نشو و نما پاتا ہے یہ جسم مکمل آئینہ کی مانند ہے۔ اور روح انسانی مثل آفتاب ہے اگر آئینہ ٹوٹ جائے تو بھی آفتاب کا فیض باقی رہتا ہے۔ اگر آئینہ محو و نابود ہو جائے آفتاب کا فیض بے ضرر و برقرار رہتا ہے۔ یہ روح قوۂ کاشفہ ہے اور کل اشیاء کو حاوی ہے۔ یہ سب عجیب و غریب آثار و صنعتیں۔ بڑے بڑے اکتشافات و ایجادیں مہم و مشہور تاریخی وارداتیں جو آپ دیکھتے ہیں سب اسی کی کشف کی ہوئی ہیں۔ یہی انہیں قوت معنوی کے ذریعے پردۂ غیب و کمون سے عرصۂ ظہور میں لائی ہے۔ مثلاً زمین میں رہتے ہوئے آسمان میں کشفیات کرتی ہے۔ حقائق معلومہ یعنی ان چیزوں سے جو معلوم و مشہود ہیں مجہول و نامعلوم چیزوں کو ڈھونڈھ نکالتی ہے۔ مثلاً اس نصف کرہ میں رہتے ہوئے کولمبس کی مانند قوۂ عاقلہ نے دوسرے کرہ یعنی امریکا کا جو مجہول پوشیدہ تھا پتہ لگالیا ہے۔

جسم ثقیل ہے مگر اپنے ایجاد کردہ آلات کے ذریعے ہوا میں اُڑتا ہے۔ بطیٔ الحرکت ہے مگر اُن وسائل کے ذریعے جنھیں خود ایجاد کرتا ہے نہایت سرعت سے مشرق و مغرب کو طے کر لیتا ہے۔ مختصراً یہ قوت تمام اشیاء کو گھیرے ہوئے ہے۔ یہ روح انسانی دو جنبہ رکھتی ہے۔ رحمانی یا شیطانی یعنی حد درجہ کے کمال کی استعداد بھی رکھتی ہے اور حد درجہ کے نقص کی بھی۔ اگر نیکیاں حاصل کرتی ہے تو اشرف ممکنات ہے اور اگر بدیوں کو حاصل کرتی ہے تو ارذل موجودات ہے۔ چوتھی روح "روح آسمانی" یہ روح ایمانی وفیض رحمانی ہے۔ یہ نفثات روح القدس سے پیدا ہوتی ہے۔ اور قوتِ خدائی سے ہمیشہ کی زندگی کا سبب ہوتی ہے۔ یہ وہ قوت ہے جو انسان کو زمینی سے آسمانی ناقص سے کامل۔ ناپاک سے پاک۔ ساکت سے ناطق۔ جاہل سے عالم۔ نباتی اور نفسانی خواہشات کی اسیری سے چھڑا کر پاک و مقدس بناتی ہے۔ پانچویں نمبر "روح القدس" ہے۔ یہ روح القدس خدا اور اُسکے بندوں کے درمیان واسطہ ہے۔ مانند آئینہ ہے جو آفتاب کے مقابل ہے۔ جسطرح ایک پاک و صاف آئینہ آفتاب سے انوار لیکر دوسروں کو فیض پہنچاتا ہے اسی طرح روح القدس انوار تقدیس کا وسیلہ ہے کہ شمس حقیقت سے حاصل کر کے اُنہیں پاک و مقدس لوگوں کو دیتی ہے۔ یہ روح تمام کمالات الٰہیہ سے متصف ہے۔ جب ظہور فرماتی ہے تو دُنیا کو بدل دیتی ہے۔ دورۂ جدیدہ کی بنیاد ڈالتی ہے۔ عالم انسانی کو ایک نیا چولہ پہناتی ہے۔ اسکی مثل بہار کی مانند ہے کہ جسوقت آتی ہے دنیا کو یکبارگی حالت سے دوسری حالت میں بدل دیتی ہے۔ موسم بہار کی آمد سے جھلسی ہوئی زمین و دشت و صحرا سبز و خرم ہو جاتے ہیں۔ طرح طرح کے پھول اور شگوفے اُگتے ہیں۔ اشجارِ حیات تازہ ہوتے ہیں۔ اور نئے پھل پیدا ہوتے ہیں اور ایک نئے دور کا آغاز ہوتا ہے۔ یہ روح القدس کے ظہور کی مثال ہے جسوقت ظاہر ہوتی ہے عالم انسانی کی تجدید کرتی ہے۔ حقائق انسانیہ کو نئی روح بخشتی ہے۔ عالمِ وجود کو خلعت محمود پہناتی ہے۔ جہل کی تاریکی کو مٹاتی اور کمالات کے نور کو چمکاتی ہے۔ مسیح نے اس قوت سے اس دور کو تجدید کیا تھا۔ بہاء الٰہی نے نہایت طراوت و لطافت سے جہان انسانی میں خیمہ بلند کیا تھا۔ اور نسیم جاں پرور نے نورانیوں کے دماغوں کو معطر بنایا۔ اسی طرح ظہور جمال مبارک بھی فصل بہار کی مانند تھا۔ جو نسائم پاک وجنود حیات ابدیہ وقوت ملکوتیہ کے ساتھ ظاہر ہوئے اور سلطنت خدا کے تخت کو مرکز دنیا میں قائم کیا۔ روح القدس سے نفوس کو زندہ فرمایا اور ایک نئے دور کی بنیاد رکھی۔

خدا فقط مظاہر الٰہیہ کے وسیلے ہی پہچانا جا سکتا ہے

سوال:۔ حقیقتِ الوہیت (خدا) مطالع ربّانیہ و مشارق رحمانیہ (انبیاء) سے کیا تعلق رکھتی ہے؟

جواب:۔ معلوم ہو کہ حقیقتِ وکنہ ذات احدیت تنزیہہ صرف وتقدیس بحت ہے۔ یعنی ہر ستایش سے پاک اور ہر تعریف سے مبرّا ہے۔ درجۂ وجود کے اعلیٰ ترین اوصاف اُس مقام میں اوہام ہیں۔ وہ غیب الغیوب ادراک سے بالا اور ایسی ذات بحت ہے جسکی کوئی صفت ہو ہی نہیں سکتی۔ کیونکہ ذاتِ الٰہی محیط ہے۔ اور تمام کائنات محاط۔ البتہ محیط محاط سے بڑا ہے۔ لہٰذا محیط محاط پر حاوی نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اسکی حقیقت کو سمجھ سکتا ہے۔ عقل خواہ کتنی ہی ترقی کرے اور ادراک کے انتہائی درجہ تک ہی پہنچ جائے۔ تو بھی اُسکی نشانات وصفات کو عالم خلق میں ہی دیکھ سکتی ہے۔ عالم حق میں کبھی نہیں دیکھ سکتی۔ کیونکہ ذات وصفات حضرت احدیت نہایت اعلیٰ درجۂ تقدیس میں ہے عقول و ادراکات کو وہاں تک راہ نہیں۔ السبیل مسدود والطلب مردود۔ (راستہ بند ہے اور اسکی طلب مردود ہے) یہ معلوم ہی ہے کہ مُدرکاتِ انسانیہ وجود انسان کی ایک فرع ہیں اور انسان آیت رحمٰن ہے۔ فرع آیت موجد آیت کو کیسے سمجھ سکتی ہے۔ یعنی ادراکات جو وجود انسان کی فرع ہیں حضرت یزدان تک نہیں پہنچ سکتیں۔ پس وہ حقیقت الوہیت تمام ادراکات سے مخفی اور سب انسانوں کی عقول سے پوشیدہ ہے۔ اسمقام تک پہنچنا ممتنع و محال ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ ہر مادون اپنے مافوق کو سمجھنے سے عاجز ہے۔ یعنی ایک ادنیٰ درجہ والا اپنے سے اعلیٰ درجے والے کو نہیں سمجھ سکتا۔ مثلاً پتھر۔ مٹی اور درخت کتنی بھی ترقی کریں حقیقت انسان کو نہیں سمجھ سکتے۔ اور قوای باصرہ و سامعہ و دیگر حواس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ حالانکہ سب مخلوق ہیں۔ پس ایک مخلوق انسان جسطرح اپنے خالق پاک ذات کی حقیقت کو سمجھ سکتا ہے۔ اسمقام میں نہ عقل کو راہ نہ بیان کو پہنچ نہ اشارہ کو مجال وجواز ہے۔ ذرۂ خاک کو جہان پاک سے کیا کام۔ عقل محدود کو عالم نامحدود سے کیا رشتہ۔ عقول اسکے سمجھنے سے عاجز اور نفوس اُسکے بیان سے قاصر ہیں۔ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر (آنکھیں اسکو ادراک نہیں کر سکتیں اور وہ آنکھوں کو ادراک بخشتا ہے اور وہ لطیف وخبیر ہے)

لہٰذا اس مقام میں ہر ذکر و بیان قاصر۔ ہر تعریف و توصیف

©Afnan Library Trust, 2026

مسلمانوں میں پانچ نمازیں

ایک تاریخی نظر

از ایس - حذا بخش

مشہور مصنف ہوسما نے ایک خاص رسالہ میں اسبات کا پورا پورا ثبوت دیا ہے کہ حضرت محمدؐ نے اصل میں صرف دو نمازیں روزانہ مقرر فرمائی تھیں جنمیں کچھ دیر بعد ایک تیسری یعنی صلوٰۃ وسطیٰ بھی شامل فرمائی۔

ان دلائل میں ہوسما کا ایک اور بھی ہمنوا ہے۔ العشا نے اپنے قصیدہ میں جو اُس نے حضرت رسول کی شان میں لکھا ہے نماز کے صرف دو ہی وقت لکھے ہیں۔ (دیکھو اسد الغابہ جلد ۵ ص۴۸) اسلئے عصر کا حکم دینے کے بعد اسکی خاص طور سے سفارش کی گئی ہے۔

خارجیوں کا ایک فرقہ جو اطرافیہ کہلاتا تھا صرف دو نمازوں صبح و شام کا پابند تھا۔ باقی تین نمازوں کو اصولاً رد کرتا اور نہ پڑھتا تھا۔

گولڈ زہیر کہتا ہے کہ یہ تین نمازیں صبح شام و عصر یہودیوں کی تین نمازوں، سخریث - منکاہ - اربیث سے ملتی ہیں۔ اسلام میں پانچ نمازیں ہونے کا پتہ اسکے پارسی دین کے مقابل آنے سے چلتا ہے۔ کیونکہ مسلمان کسی طرح بھی عبادت میں پارسیوں سے کم نہ رہنا چاہتے تھے۔ پارسیوں کی پنجگانہ یعنی انکی نمازوں کے پانچ وقت اسلام کی پنجوقتی نماز کا نمونہ بنے اور مسلمان جو اس معاملہ میں پارسیوں سے پیچھے رہنا پسند نہ کرتے تھے۔ اپنی روزانہ نمازوں کی تعداد بھی تین سے پانچ تک پہنچادی (ماخوذ از اسٹیٹسمین۔ کلکتہ ۱۸- مئی سنہ ۱۹۲۶ء)

امن کیونکر قائم ہوسکتا ہے؟

اگرچہ اس امر کے متعلق مختلف طریقوں سے اظہار خیال کیا جاسکتا ہے۔ مگر میں اسوقت صرف ایک پہلو کے متعلق مختصر طور پر چند باتیں عرض کروں گا۔

میرے نزدیک قیام امن کی تنہا ذمہ دار مذہبی رواداری ہے۔ اگر یہ بات پیدا ہوجائے تو میں سمجھتا ہوں کہ امن قائم ہو سکتا ہے۔ فساد دور ہوسکتا ہے۔ مصیبت یہ ہے کہ لوگ اپنے خیالات معتقدات رسم و رواج کو غیر معمولی اہمیت دیتے ہیں اسمیں چنداں حرج نہیں مگر دوسرے کے معتقدات کی تضحیک و تذلیل بس ایسی بلا ہے جو قیام امن کے راستہ میں سنگ گراں ہوکر آپڑتی ہے۔ اگر ہمیں خدا اتنی سمجھ دے کہ ہم یہ بات برداشت کرلیا کریں کہ جو شخص ہم سے مختلف العقیدہ ہے وہ بھی اپنے رسم و رواج کے ادا کرنے کا اتنا ہی مستحق ہے جتنا اپنے معتقدات کے بجالانے کا ہم حق رکھتے ہیں تو مجھے امید ہے کہ دنیا میں آج امن پیدا ہوجائے۔

چاہیئے کہ ہم یہ سوچیں کہ دنیا میں جو مذاہب کا جہاں جال پھیلا ہوا ہے ان تمام مذاہب کی تعلیمات کا اصل اور لب لباب کیا ہے۔ اور ان مذاہب کے مقدس بانی کیا تعلیم دیتے ہیں اور ان مقدسوں اور پاکبازوں کا اصل الاصول اور غایت و مقصود کیا تھا تو مجھے امید ہے کہ ہم اسی نتیجہ پر پہنچینگے کہ درحقیقت یہ مقدس ایک ہی شمس حقیقت کے مختلف جلوے تھے۔ ان سبکا ایک مقصود ایک مدعا اور ایک غایت تھی۔ جب یہ بات ہے تو پھر ہم کیوں نہ اس دنیا میں ایک ہوکر محبت و پیار سے رہیں اور ایک دوسرے کی غمخواری کریں اور پھر کیوں نہ ہم ان سب کے سب پاکبازوں کی تعریف و تمجید میں رطب اللسان ہوں۔

چونکہ لوگ عام طور پر اس حقیقت سے کما حقہٗ آگاہ نہیں اسلئے وہ ان بانیان مذاہب میں تفریق کرتے ہیں۔ جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو جس بزرگ کی طرف منسوب ہوتا ہے جب وہ فریق ثانی سے اسکے متعلق بعض ہلکے الفاظ سنتا ہے تو اسکو برا معلوم ہوتا ہے اور ہونا چاہیئے۔ اور اس قسم کی غلط فہمیوں سے بڑھتے بڑھتے معاملات دگرگوں ہوجاتے ہیں۔ پس ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ امن کے قیام کی ایک بڑی صورت یہی ہے کہ مذہبی رواداری پیدا ہو۔ بانیان مذاہب کی تعظیم کیجائے اور سب کو خوشی سے اجازت دیجائے کہ اپنے اپنے طریق پر اپنے فرایض مذہبی بجا لائیں۔ خوشیاں کریں۔ اور روز عیدیں منائیں۔ ورنہ اہل مذاہب کی یہ جنگ پیکار سچ پوچھئے تو لوگوں کے دلوں سے مذہب کی وقعت کم کر رہی ہے۔

کیا اہل مذاہب اس بات کو پسند کرینگے کہ وہ خانہ مذہب کے نقش و نگار کو اتنی اہمیت دیں اور ان کے دیکھتے دیکھتے مذہب ہی کی بنیادیں ہل جائیں اور ان کو پتہ بھی نہ لگے۔ میرا خیال ہے کہ ہرگز نہیں۔ تو پھر کیوں اصل بات کے بقاء کیلئے چھوٹی باتوں کو نہیں اُلجھنا ترک نہیں کردیا جاتا۔ (شہاب)

شہاب کا تازہ سفر سنور

۱۰- جون

رات کے وقت سنور علاقہ پٹیالہ سے ایک صاحب میاں کریم بخش صاحب زرگر لاہور میں میرے پاس پہنچے اور بتایا کہ پہلے میں مالیر کوٹلہ گیا آپ وہاں نہ ملے۔ اب آپ کے والد صاحب سے آپ کا پتہ لیکر یہاں آیا ہوں۔ میری آرزو ہے کہ آپ سنور چلیں۔ آپ کا وہاں چلنا کتنا ضروری ہے وہ اس بات سے ظاہر ہے کہ میں اپنا سب کاروبار چھوڑ کر یہاں آیا ہوں اور یہ تہیہ کرکے آیا ہوں کہ جہاں بھی آپ ہوں گے وہاں سے آپکو لے جاؤں گا۔ پہلے تو میں نے اسوقت سنور جانے سے معذوری ظاہر کی مگر بعد میں یہی مناسب سمجھا کہ میں سنور جاؤں۔ چنانچہ میں ۱۲- جون کی صبح کو وہاں پہنچ گیا۔ وہاں پر میری کوئی تقریر یا مناظرہ تو نہیں ہوا مگر انفرادی طور پر کئی اصحاب سے ملاقات ہوئی۔ متعدد مسائل امری زیر بحث آئے جنکے دوہرانے کی یہاں اسلئے ضرورت نہیں کہ بارہا یہ مسائل لکھے جاچکے ہیں۔ ہاں ایک لطیفہ لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ۱۳- جون کی صبح کے وقت ایک احمدی صاحب میاں کرم بخش صاحب کے مکان پر آئے۔ اور ان سے باتیں کرنے لگے۔ باتیں تو بظاہر وہ ان سے کرتے تھے مگر درحقیقت ان کی پیکاں افشانیوں کا مورد میں تھا۔ جب وہ حد سے بڑھنے لگے تو میں نے میاں کرم بخش صاحب سے کہا کہ مناسب ہو تو میں بھی کچھ کہوں وہ بولے شوق سے آپ بیان کیجئے مگر احمدی دوست غصہ میں آکر فرمانے لگے کہ میں آپ سے بات کرنا نہیں چاہتا۔ میں نے صرف اتنا جواب دیا کہ مجھے بھی آپ سے بات کرنے کا کچھ شوق نہیں۔ میں تو دوسرے شخص سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ میں نے جب گفتگو شروع کی تو احمدی صاحب میاں کریم بخش صاحب کو اتنا کہکر کہ "اچھا آپ جانئے" وہاں سے تشریف لے گئے۔

اس سفر میں مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ قادیان کی روز افزوں چندہ طلبیوں اور کثرت ازدواج کے شاندار نظائر باعث اچھے اچھے لوگ بددل ہوہو کر اظہار پریشانی کر رہے ہیں۔ اور ارباب قادیان بجائے انکی تسلی تشفی فرمانے کے یا تو ان کی تحریروں کا جواب ہی نہیں دیتے۔ یا دیتے ہیں تو محض خوش اعتقادانہ اور خود پرستانہ۔ اور برخود غلط۔ اس سے کسی کی کیا خاک تشفی ہو سکتی ہے۔ خیر ہمیں ان بحثوں سے کیا واسطہ۔

سنور دو دن ایک رات رہکر پٹیالہ میں آیا وہاں کے دوستوں کے پاس ایک شب رہا۔ اور دوسرے دن وہاں سے رخصت ہوکر مالیر کوٹلہ گیا۔ اور ۱۷- جون کو دہلی میں پہنچ گیا۔ (شہاب)

عروج و نزول دعاوی جناب میرزا غلام احمد

(صاحب قادیانی)

حیرت انگیز اختلاف جو ایک دفعہ پڑھ لے وہ قادیانی نہیں ہوسکتا۔ یہ چھوٹا سا ٹریکٹ ہے جسے مہر محمد خانصاحب شہاب نے لکھا ہے۔ فی درجن ۶ر (دفتر کوکب ہند)

ریویو

حضرت عیسوی یعنی البطال مرزا

یہ کتاب مشہور مسیحی مناظر مسٹر اکبر مسیح صاحب مرحوم کے ان مضامین کا مجموعہ ہے جو جناب مرزا غلام احمد صاحب مرحوم قادیانی کے مضامین مندرجہ ریویو کے جواب میں رسالہ ترقی لاہور میں سلسل سنہ ۱۹۰۳ء میں شائع ہوئے تھے۔ یہ مجموعہ کتابی صورت میں اب دوبارہ اس سال میں شائع ہوا ہے۔ جناب مرزا صاحب مرحوم نے جو "علم کلام" ایجاد فرمایا تھا یعنی اپنے مخالفین کے جواب میں تیز و تند الفاظ کا جا و بیجا استعمال۔ اس سے تنگ آکر دیگر علماء مذاہب مختلفہ نے بھی آپ کا ترکی بترکی جواب دیا۔ یہ کتاب بھی "کلوخ انداز را پاداش سنگ است" کا مصداق ہے۔ ہم مذہبی گفتگو میں اس پیرایہ بیان کے موافق نہیں ہیں۔ مگر ہر شخص اپنی ذمہ داری کو خوب سمجھتا ہے۔ ہمیں اس کتاب میں سب سے زیادہ جو بحث پسند آئی وہ مزار کشمیر اور مرہم عیسیٰ کے متعلق ہے۔ مسٹر اکبر مسیح نقلی بحث میں بھی کمال دکھاتے ہیں۔ قادیانی مباحث سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کے لئے اس کتاب کا مطالعہ بھی ضروری ہے۔ قیمت ۸ر

پتہ پنجاب ریلجس بک سوسائٹی لاہور

©Afnan Library Trust, 2026

کیا ملّتِ اسلام پھر زندہ ہو سکتی ہے

پیوستہ بگذشتہ

عیسائی کہتے ہیں کہ معززین و محترمین رسل پطرس و پولوس اسی ظالم قیصر کے حکم سے شہر روم میں شہید کئے گئے۔ آخر کار رومیوں کا ظلم مظلوم عیسائیوں پر اسدرجہ بڑھ گیا کہ وہ مملکت قیاصرہ میں کہیں امن و امان سے نہ رہ سکتے تھے۔ اسلئے اُنہیں سے بہتوں نے رہبانیت اختیار کی۔ اور شہروں سے دور پہاڑوں اور غاروں میں چھپ کر عبادت خدا کرنے لگے۔ عیسائیوں کی تاریخ میں یہ بھی مسلّم ہے کہ ان پر قیاصرہ کی طرف سے دس بار قتل عام کے حکم ہوئے۔ اور بے چاروں کے خون کی ندیاں بہائی گئیں۔ لیکن باوجود اس ظلم کے کلمۂ آلہیہ دن بدن غالب ہوتا گیا۔ اور یہ گروہ روز افزوں ترقی کرتا گیا۔ حتّٰی کہ تیسری صدی کے آخر میں قسطنطین اعظم نے ہدایت پائی۔ اور دین عیسوی کو قبول کیا۔ اسی جری اور خدا پرست شہنشاہ نے چوتھی صدی کے شروع میں عیسائیوں کی آزادی کا اعلان کیا۔ اور خود نہایت ہمت اور شوق کے ساتھ دین عیسوی کے پھیلانے اور بت پرستی کے دور کرنے میں مشغول ہوا۔

فرقہ آرائیوں کا شروع | دین عیسوی شروع ہی سے یورپ ایشیا و افریقہ کے تمام پادریوں کا سردار یوپ روم تھا۔ جسکا دعویٰ ہی کہ اُسے پطرس رسول سے رُتبۂ خلافت ورثہ میں ملا ہے۔ جب قسطنطین اعظم نے روم کو چھوڑ کر شہر بیزنطیوم کو جسے اب اسلامبول کہتے ہیں اپنا پایہ تخت مقرر کیا تو قدرتاً اسجگہ کے بشپ کی عزت بڑھ گئی۔ قسطنطین نے بھی اسکے اختیار کو زیادہ کیا اور اسپر زیادہ عنایت و توجہ فرمانے لگا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ قسطنطینی بشپ اپنے آپکو پوپ روم کی اطاعت پر غیر مجبور خیال کرنے لگا۔ یہی نہیں بلکہ اُسنے یورشلیم۔ اسکندریہ۔ انطاکیہ۔ بیزنطیہ اور رومیہ کے بشپوں کو بھی یہی سمجھایا۔ یہ بات یہانتک بڑھی کہ آخر کار کنیسۂ مشرق و کنیسۂ مغرب میں جدائی کا باعث ہوئی۔ اور دین عیسوی دو بڑے فرقوں یعنی کیتھولک اور ارتھوڈکس میں تقسیم ہو گیا۔ اسی صدی میں قسطنطین اعظم کی ہمت و شجاعت سے دین عیسوی ایشیا اور افریقہ کے ملکوں میں خوب پھیلا۔ مثلاً قوم ارمنی گریگوری بن آنکس کی سعی اور بادشاہ تیریدات کی مدد سے بت پرستی کو چھوڑ کر مسیحی ہوئی۔ اسیطرح گرجستان کا ملک ایک عیسائی قیدی عورت کے ذریعے مسیحی ہوا۔ اسیطرح ٹراکیا۔ میسیا اور داسیا کے قطعے جو مشرقی رومیلیا اور بلغاریا کے شمال میں ہیں دین عیسوی میں داخل ہوئے۔ افریقہ میں ملک حبش جسے ابی سینا کہتے ہیں فرومینتس کی وساطت سے جو مصر سے اسطرف گیا تھا مسیحی ہو کر کنیسۂ اسکندریہ کے ماتحت ہوا۔ اسوقت تک غالباً ان ممالک کے رہنے والے سوائے ارمنی کنیسہ کے سب قسطنطینی بشپ کے تابع اور ارتھوڈکس مذہب رکھتے تھے۔

اختلاف عقائد کا آغاز | تیسری اور چوتھی صدیوں میں علماء نصاریٰ کے درمیان بعض علمی اختلاف رونما ہوئے۔ جو عقائد کے اختلاف اور قوم کے بگاڑ کا باعث ہوئے

۳۱۱ء میں نسطوریوس قرطاجنہ کا بشپ مرگیا۔ اُسکی جانشینی کے لئے قرطاجنہ اور نومیدیا کے پادریوں میں جھگڑا ہوا۔ یہ جھگڑا اسقدر بڑھا کہ طرفین میں قتل و خونریزی تک نوبت پہنچی۔ یہ جھگڑا ابھی کم نہ ہوا تھا کہ اریوسین اور ارتھوڈکس فرقوں کے درمیان اقانیم ثلاثہ (ٹرنٹی) پر ایک بڑا فساد برپا ہوا۔

اقانیم ثلاثہ "باپ۔ بیٹا۔ روح القدس" دین عیسوی کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ اور اس دین کے علماء باعمل چوتھی صدی کے اوائل تک اس مسئلہ کے بارے میں یہ بالکل مختصر سی تعلیم دیا کرتے تھے کہ بیٹے کا اقنوم باپ میں ایسا ہی ہے جیسے جوہر عقل انسان میں ہے۔ اور روح القدس باپ اور بیٹے کے اقنومین میں خدائی قوت عاملہ ہے۔ اس زمانہ میں اسکندریہ کا بشپ لوگوں کو یہ تعلیم دیتا تھا کہ اقانیم ثلاثہ جوہراً۔ ذاتاً اور رُتبتاً بالکل مساوی ہیں۔ اس تعلیم کی اریوس نے جو ایک آزاد منش اور زاہد پادری تھا مخالفت کی۔ اور یہ تعلیم شروع کی کہ بیٹے کا اقنوم جوہراً باپ کے اقنوم سے بالکل علیحدہ ہے۔ بیٹے کا جوہر اسکے سوا اور کچھ نہیں کہ باپ سے سب سے اول صادر ہوا ہے اور اشرف المخلوقات ہے۔ یہ بمنزلہ ایک آلہ کے ہے جسے باپ نے عالم هیولیٰ کے ایجاد کرنے کے لئے استعمال کیا اور اُسے خالق و مخلوق کے درمیان واسطۂ اولیٰ مقرر فرمایا۔"

اریوس کی یہ تعالیم جب مشہور ہوئیں تو بہت سے لوگ اُسکے معتقد ہو گئے۔ اور دینِ عیسوی میں ایک بڑا فساد برپا ہو گیا۔ کیونکہ یہ تعالیم پوپ اور دوسرے علماء عیسوی کے اعتقاد کے مخالف تھیں جو بیٹے کے اقنوم کو ہر طرح باپ کے اقنوم کے مساوی خیال کرتے تھے۔ دینی مناظرے آخر کار مذہبی فسادات میں بدلگئے۔ اور طرفین ایک دوسرے کی رد و تکفیر کرنے لگے۔ قسطنطین اعظم نے پہلے تو اس اختلاف کی کچھ پرواہ نہ کی۔ مگر جب تمام مملکت میں فسادات دن بدن بڑھنے لگے تو اُس نے طرفین کو نہایت مروّت آمیز خط لکھے۔ اور عداوت و مخالفت کے چھوڑ دینے کی نصیحت کی۔ لیکن جب یہ نصیحتیں کارگر نہ ہوئیں تو ۳۲۵ء میں شہر نیقیا میں سب علماء و بشپوں کو ایک بڑی کنفرنس میں بُلایا۔ یہ دین عیسوی کا پہلا مجمع مسکونی ہے۔ اور مجلس "نیقاوی" کے نام سے معروف ہے۔ یہی مجلس اس دین کے عقاید کی ماخذ ہے۔ اس جلسے میں پادریوں نے لمبے بحث و مباحثے کے بعد متفقاً اریوس کو کافر قرار دیا۔ اور اسکی تردید و تحریم کا حکم دیا۔ اور اسکے پیروؤں کو زیر دستی ارتھوڈکس چرچ میں ملنے پر مجبور کیا۔ اس مجلس میں یہ صریح حکم جاری ہوا کہ بیٹے کا اقنوم ذاتاً۔ رتبتاً فعلاً اور کرامتاً باپ کے اقنوم کے مساوی ہیں۔ یہ سوال۔ یہانتک تو مجلس نیقاوی میں طے ہو گیا تھا۔ مگر "بیٹے کے اقنوم باپ کے اقنوم سے کیسے نکلے ہیں" کا مسئلہ علماء و رؤساء کی نظروں میں کھٹکتا رہا۔ اور آخر کار بڑے بڑے اختلافات کا باعث ہوا۔ اور آج کے دن تک فرقوں کے بڑھانے کا سبب ہے۔

فرقۂ اریوس کے علاوہ اور بھی بہت سے چھوٹے بڑے فرقے ان صدیوں میں علمی اختلاف کے سبب عیسائیوں میں ظاہر ہوئے۔ اور اس دین میں داخلی انقلابات کا باعث ہوئے۔ ان سب کا پورا پورا حال چرچ ہسٹری میں جو یعقوب مرڈاک امریکائی کی لکھی ہوئی ہے درج ہے۔

چوتھی صدی میں اپولیناریس نے جو لاذقیہ کا فاضل و محترم بشپ اور اریوس کا خاص دشمن تھا۔ حضرت مسیح کی بشریت کا انکار اور الوہیت مطلقہ کا اشتہار دیا۔ اسکی تعالیم مشرق کے بعض شہروں میں پھیل گئیں اور پہلے سے فتنہ و فساد کا موجب ہوئیں۔ اسلئے تھیوڈوس اعظم نے (مجلس قسطنطنی) جو دین نصاریٰ کا دوسرا مجمع مسکونی کہلاتا ہے ۳۸۱ء میں قائم کی۔ اس مجلس میں ایکسو بیس اساقفہ جمع ہوئے۔ اور فیصلہ یہ ہوا کہ اقانیم ثلاثہ صرف خداء واحد ہی میں ہیں اور اپولیناریس جھوٹا اور کافر ہے۔

پانچویں صدی میں فرقۂ نسطوریہ اُمّتِ نصاریٰ میں ظاہر ہوا۔ اسکا سبب یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ کبھی تو اپنے آپکو ابن اللہ اور کبھی ابن الانسان کہتے تھے۔ ان دو مقامات کی توحید و تفریق عیسائیوں میں بڑے بڑے اختلافات کے واقع ہونے کا سبب ہوئی۔ علماء شام و دیگر ممالک ایشیا حضرت عیسیٰ کو دو مقام کا مالک سمجھتے تھے۔ یعنی مشیت لاہوت و مشیت ناسوت۔ یا یوں کہو کہ مقام الوہیت و مقام بشریت اور اسی عقیدہ کی بنا پر حضرت مریم عذرا کو ام اللہ اور ام المسیح دونوں کہنا جائز سمجھتے تھے۔ مگر علماء اسکندریہ اور اسکے تابعین حضرت عیسیٰ کو صرف ایک ہی مشیت کا مالک سمجھتے تھے۔ اور اسی عقیدہ کی بنا پر حضرت مریم عذرا کو صرف اُم اللہ کہتے تھے۔ اور اُم المسیح کہنا ناجائز سمجھتے تھے۔ نسطوریس ایک شامی الاصل اسقف اور نہایت ہی فصیح و بلیغ خطیب تھا۔ شامیوں اور شرقیوں کے خلاف عقیدہ حضرت مریم عذرا کو صرف اُم اللہ کہا جانا اُسنے جائز نہ جانا۔ پس اس عقیدہ کے خلاف مجالس و گرجوں میں کہنا شروع کیا۔ اس مخالفت نے قسطنطنیہ کے علماء اور راہبوں میں ایک ہیجان اور اضطراب پیدا کر دیا۔ ڈر یہ تھا کہ علمی بحث و مباحثہ سے گذر کر تیغ و سنان کی جنگ شروع نہ ہو جائے۔ پس بفرمان تھیوڈوس ثانی قیصر روم ۴۳۱ء میں مجمع افسس جو تیسرا مجمع مسکونی کہلاتا ہے منعقد ہوا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ نسطوریوس پر کفر کا حکم جاری ہوا اگرچہ اس حکم پر نہایت قساوت قلبی اور بیرحمی سے عمل کیا گیا۔ لیکن فرقۂ نسطوریہ کو مٹانے اور تہس نہس کرنے میں کامیابی نہ ہوئی۔ برصوماس کی فوق العادۃ ہمت کوشش اور اجتہاد اور شہنشاہ فیروز کی اعانت اور ہمراہی سے نسطوری مذہب ایران اور کلدان کے علاقوں میں پھیل گیا۔ (باقی باقی)

بہائی کتب
وفہرست کتب دفتر کوکب ہند
چاندنی چوک دہلی سے طلب فرمائیے

©Afnan Library Trust, 2026

اور بے قراری ہیجان و بے اطمینانی پیدا ہوتی ہے۔

روح و عقل و نفس کے سمجھنے کے لیے ہم ایک اور مثال دیتے ہیں۔ بدن ذرات کا ایک مجموعہ اور ظاہری نشان ہے۔ دماغ اسکا آلۂ عمل ہے۔ آنکھوں کے ذریعے تمام بیرونی اشیاء و حسیات سطح دماغ کے مختلف حصص پر معکوس ہوتی ہیں۔ پس دماغ اور آنکھیں اور عقل و نفس و بدن ظاہر ہے۔ بدن انسان میں دماغ نہایت ہی پیچیدہ مشین ہے۔ آنکھیں وہ آلہ ہے جسکے ذریعے دماغ دیکھتا اور کام کرتا ہے

جسطرح انسان یہ ظاہری ہیکل رکھتا ہے اسی طرح اسکی ایک باطنی ہیکل بھی ہے۔ جو ترکیب و ترتیب کے لحاظ سے بالکل کامل ہے۔ جسطرح ظاہری جسم کے اعضاء ہیں اسی طرح باطنی حقیقت کے اعضا روح و عقل و نفس ہیں۔ روح اس ہیکل باطنی کا دماغ ہے۔ نفس بمنزلہ آنکھ کے ہے۔ عقل بمنزلہ دوربین ہے جسکے ذریعے یہ باطنی انسان دیکھتا ہے اسی لئے پہلے فلاسفروں نے کہا ہے کہ یہ نیچے کی چیزیں صرف اوپر کی چیزوں کی تصاویر ہیں۔ جو کچھ ہم اس دنیائے کائنات میں دیکھتے ہیں اُن سب کے اصلی وجود جہانِ باطن میں ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ یہ عالمِ شہود ہے اور وہ عالمِ غیب۔ بوعلی سینا کا کہنا سچ ہے کہ انسان میں ایک اعلیٰ قوت ہے جو مختلف آلات کے ذریعے جسم انسان پر حکومت کرتی ہے۔ یہ اعلیٰ قوت خواہ کسی نام سے بھی پکاری جائے ہمیشہ ایک ہی ہے۔

آڈاب ہم اس سوال کو لیں کہ انبیائے الٰہی دنیا میں کیا کام کرتے ہیں۔ وہ دنیا میں کیوں آتے ہیں؟ انکی اس دنیا میں آنے سے یہی مُراد ہے کہ وہ نفس کو ملکوت روح کی طرف لیجائیں۔ اور دوربین عقل کو جلا دیں تاکہ روح بلا روک ٹوک اسکے ذریعے کام کر سکے۔ اگر لوگ انبیاء الٰہی کے لائے ہوئے قوانین پر عمل کریں تو وہ دیکھینگے کہ یہ پاک مظاہر حق ایسے رسومات نہ سکھاتے تھے جو عقل کی دوربین کو دھندلا کر دیں رسومات درحقیقت انسان کی خود ساختہ بناوٹیں۔ دین اصلاً نہایت ہی اعلیٰ سائنس کے مطابق ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر دنیا کیوں اسقدر ابتری کی حالت میں ہے؟ دنیا کے کل ادیان ایکدوسرے کے دشمن ہیں۔ اُن کے ماننے والے ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں۔

اسکا سبب یہ ہے کہ وہ روح کو عقل کی دوربین کے ذریعے کام کرنے نہیں دیتے۔ وہ دوربین حقیقت کے سامنے شخصی خیالات اور نفسانی توہمات کے پردوں کو لاکھڑا کرتے ہیں۔

مکاشفہ کا لکھنے والا یوحنا رسول ایک سادہ۔ ان پڑھ آدمی تھا۔ مگر آج دیکھئے کہ بڑے بڑے فلاسفروں نے آپکی کتاب کی تفاسیر لکھی ہیں۔ حضرت محی الدین ابن عربی علیہ رح کچھ پڑھے لکھے آدمی نہ تھے مگر آپکی کتابوں نے بڑے بڑے فلاسفروں کو دنگ کر دیا ہے۔ ان لوگوں میں بھلا وہ کونسی چیز تھی جو توہمات و جہالت کے تاریک بادلوں کو چیر کر انہیں آنیوالے واقعات کی خبر دیتی تھی۔ یہ قوت عقل تھی۔ روح القدس کا اثر تھا۔ جسنے انہیں نفس کی ادنیٰ جہت سے اُٹھا کر اسکی اعلیٰ جہت کی طرف متوجہ کیا۔ اور جب وہ بلندی کے اونچے درجوں پر پہنچ گئے تو انہیں دوربین عقل عطا کی۔ جسکے ذریعے روح نے دیکھا اور ان سب آنیوالے واقعات کو انکی آنکھوں کے سامنے لا کھڑا کیا۔ جس قوت نے ان اولیائے الٰہی کو یہ بصیرت عطا کی تھی وہی قوت آجکل پھر دنیا میں اپنا کام کر رہی ہے۔ اور اگر ہم اس قوت کو پالیں تو ہم بھی ایسے ہی کام کر سکتے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم ایک سائنس و اکتشافات کے زمانہ میں بسر رہتے ہیں۔ اور ہم پہلوں سے زیادہ آسانی سے اپنے ارادوں میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ شرط یہی ہے کہ ہم پرانی روایات و توہمات کو ترک کر دیں۔ اور اُسی روحانی فضا میں رہیں جسمیں سلفِ صالحین رہا کرتے تھے۔

امر بہائی ستر برس سے ببانگ دہل پکار رہا ہے کہ اب وقت آگیا ہے کہ ہم دو کام کریں۔ اول یہ کہ ہم تمام پرانی روایات و قدیمی رسومات کو جو ہماری باطنی بصیرت کے سامنے دھندلا اور ابر بن کر حائل ہو جاتے ہیں ترک کر دیں۔ دوم یہ کہ سب ادیانِ عالم کی تعلیمات و اصول کا نچوڑ لیکر انہیں ایک بنا دیں تاکہ اسکے وسیلے ہم اپنی بصیرتِ باطنی کو تیز کر سکیں۔ اور ہماری روح بلا روک ٹوک کام کر سکے۔

حسیوقت حضرت بہاء اللہ جل ذکرہ نے اپنے آپکو ظاہر کیا اسیوقت سے یہ اصلاحی سلسلہ جاری ہے۔ اہل بہاء نے تمام دنیا میں نہ صرف اپنے ہی قلوب کو پاک کیا ہے بلکہ دوسروں پر بھی یہ کھولدیا ہے کہ اُن کا بھی فرض ہے کہ وہ اُنکے ساتھ ملکر اٹھیں اور بنی نوع انسان کی خدمت کریں۔

اُمّ الکتاب کا مطلب

حرف ظرف آمد دران معنی چو آب
بحر معنی عندہٗ اُمّ الکتاب

اہل اسلام کا بھی تمام دیگر اقوام کی طرح یہ عقیدہ ہے کہ بعد قرآن مجید کے اور کوئی آسمانی کتاب دنیا میں نازل نہیں ہو سکتی۔ ان کا خیال ہے کہ قرآن خدائی تعلیمات سے بالکل مکمل ہے۔ اور اسلئے آئندہ بندگانِ خدا کو برائے ہدایت و تعلیم پھر کسی کتاب کی ضرورت نہوگی۔ انکا ہادی و رہنما ہمیشہ کے لئے قرآن ہے۔ آؤ اس مسئلہ پر ہم تعصب و تقلید سے پاک و منزہ ہو کر عقل و عدل کے ساتھ غور کریں۔ انشاء اللہ ضرور ایک معقول نتیجے پر پہنچینگے۔ اول یہ سوچنا چاہئے کہ اگر خدا کو اپنی تعلیمات کا انحصار صرف قرآن ہی پر کرنا منظور تھا تو اس کے قبل متعدد صحیفوں اور کتابوں کے نازل کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس قادر توانا کو کل امور پر قدرتِ تامہ حاصل ہے۔ کیا یہ اسکی قدرت سے کچھ بعید تھا کہ اپنے بندوں پر صرف ایک ہی کتاب نازل کرتا۔ اور اسمیں اپنی کل تعلیمات و ہدایات کو ختم کر دیتا۔؟ کیوں وقتاً فوقتاً کتابیں نازل ہوگئیں؟ اور اتنے پیغمبر بندوں کی ہدایت و تعلیم پر مامور ہوئے؟ حقیقت یہ ہے کہ جوں جوں زمانہ بدلتا گیا لوگوں کی حالتیں تبدیل ہوتی گئیں۔ طرز معاشرت نے مختلف رنگ اختیار کرنا شروع کیا۔ دنیا میں طرح طرح کی چیزیں ایجاد ہونے لگیں عقول و افکار نے روز افزوں ترقی کا آغاز کیا۔ اور تغیرات و تبدلات نے ہر عصر میں بیش از بیش نئے نئے کمالات و نزاکتیات عالم انسانی میں پیش کئے۔ پس وسیلے ہی اس محافظ حقیقی نے ہر ایک زمانہ میں ایسے احکامات اپنے بندوں میں جاری کئے جو اسیوقت کے درخور و لائق تھے۔ اور یہ محض اسلئے کہ اسکے بندے مطمئن اور مسرور ہو کر دنیا میں زندگی بسر کریں۔ پس خوش اقبال وہی بندے تھے جنہوں نے اسکے حکم کے مطابق عمل کیا اور اپنی راحت و آسائش کے علاوہ اسکی رضامندی بھی حاصل کی۔ اور بدمآل وہ نکلے جنہوں نے اپنی ضد اور ہٹ دھرمی سے فرامین ایزدی کو ٹال دیا اور اپنی روگردانی سے مقہور و مردود ہوئے۔ دنیوی حکام کے انتظام مملکت پر غور کرو کہ آئے دن وہ لوگوں کی بہتری و فلاح کے لئے اپنے آئین و قوانین میں ترمیم و اصلاح کرتے رہتے ہیں چنانچہ بہت سی ایسی باتیں ہیں جو پہلے مروج نہ تھیں مگر آج لوگ اُنپر پابند ہیں۔ اور چند دنوں کے بعد انکی جگہ باقتضائے وقت و زمان نئے نئے قانون جاری ہونگے۔ بس خداوند متعال جو رب العلمین ہے اور سارے جہان کا بادشاہ علی الاطلاق ہے کیونکر ممکن ہے کہ اپنے بندوں کے لئے صرف ایک ہی شریعت پسند فرماتا اور اسی پر اپنے احکامات کو منحصر کرتا پس عقلی دلیل سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا کے احکام اور قوانین باقتضائے مصالح قرون و اعصار ہمیشہ سے بدلتے آئے ہیں اور رہینگے۔ ایک جگہ قرآن کریم میں اسطرح نازل ہوا ہے کہ یمحوا اللہ ما یشاء و یثبت و عندہٗ اُمّ الکتاب۔ جسکا ترجمہ یہ ہے کہ خدا جسے چاہے مٹائے اور جسے چاہے برقرار رکھے اور اسکے پاس اُمّ الکتاب ہے۔

اہل انصاف و بصیرت غور فرمائیں کہ کسقدر صاف اور کھلے الفاظ میں قرآن اس ذکر سے ناطق ہے کہ صرف خدا تعالیٰ وہ مالک اور حاکم ہے کہ جس حکم کو چاہتا ہے جاری کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے محو کرتا ہے اور اسکے پاس اُمّ الکتاب ہے۔ یعنی وہی احکام کا مالک ہے۔ "عندہٗ اُمّ الکتاب" سے صریحاً ظاہر ہے کہ قرآن آخری کتاب نہیں ہے بلکہ اور بھی کتابیں اللہ کی طرف سے بندوں پر نازل ہونیوالی ہیں۔ میری سمجھ میں یہی آیا اور اسی پر میرا ایمان ہے۔ خدا کی سب سے بڑی نعمت اسکے بندوں کے حق میں اسکی پاک تعلیمات ہیں۔ پس وہ منعم حقیقی اپنے بندوں کو اس فیض جلیل سے کیونکر ممکن ہے کہ بالکل محروم کر دے۔ کا نہ اہل عالم کا عقیدہ ہے کہ ان اللہ علیٰ کل شئی قدیر۔ پس ہم کیوں اسکی قدرت کو اپنی خواہش اور ہوائے نفسانی سے محدود کر دیں اور اپنے تئیں اسکی رحمتِ غیر متناہی سے محروم رکھیں؟

کسی صاحب کو اگر اس مضمون کے متعلق کچھ تحریر کرنا ہو تو براہ مہربانی مدیر کوکب ہند بلا تکلف اور آزادی و جدان اظہار خیالات فرمائیں۔

سید نصیر علی (رنگون)

©Afnan Library Trust, 2026

ایک بہترین نئی ایجاد بارہ اکسیروں کا
بے نظیر مجموعہ

فیملی میڈیسن بکس

خدا شاہد ہے کہ آجتک اس بکس کے ذریعے مختلف امراض کے ایک لاکھ سے زیادہ مریض شفا پا چکے ہیں۔ جس ڈاکٹر یا حکیم کے پاس یہ بکس ہو اُسکو پھر اور کسی نسخہ کا تردد نہیں کرنا پڑے گا جس عیالدار کے پاس یہ بکس ہو اُسکو حتی الامکان کسی حکیم یا ڈاکٹر کی ضرورت نہ ہوگی اس عجیب وغریب فیملی میڈیسن بکس میں مختلف ساٹھ ستر سے زیادہ بیماریوں کی دوائیں جو تین چار سو مریضوں کے لئے کفایت کریں موجود ہیں۔ یہ فیملی میڈیسن بکس بڑی محنت اور جانفشانی سے انگریزی ویونانی ادویات کے جواہر کو ترکیب دیکر اُن اشخاص کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ جو اکثر سفر یا ایسے مقامات میں رہتے ہیں جہاں حکیم و ڈاکٹر وقت پر نہ مل سکیں۔ یا اُن عیالداروں کے لئے جن کو اکثر شکایات کے لئے حکیموں کے پیچھے مارے مارے پھرنا پڑتا ہے

نام ادویات فیملی میڈیسن بکس جو مندرجہ ذیل امراض کے لئے تیر بہدف ہیں

شربت اکسیر۔ روح مسیحا۔ سفوف اکسیر سفوف جواہر سفوف حمیات۔ عرق اعجاز۔ سفوف اعجاز۔ عرق جواہر سفوف مسیحا۔ سفوف شفا۔ اکسیر الاطفال۔ حب مسیحا

امراض جن کے لئے یہ ادویات تیر بہدف ہیں

امراض چشم۔ ہیضہ۔ بدہضمی۔ درد پیٹ پیچش۔ مروڑ قے متلی۔ نفخ۔ قراقر شکم۔ قبض۔ ڈکاروں کا آنا۔ گرم شکم آتشک سوزاک۔ درد کمر۔ بندی حیض۔ کھانسی۔ بخار ہر قسم۔ درد واڑ درد دانت۔ مارگزیدہ۔ عقرب گزیدہ۔ گٹھیا۔ خنازیر۔ نزلہ زکام۔ انفلوانزا درد کان پھوڑے۔ پھنسی۔ زخم درد سر۔ طاعون۔ درد شقیقہ۔ عمدہ جلاب۔ بواسیر ہر قسم بیخوابی بالچر۔ بھگندر۔ زنبور گزیدہ۔ درد اعصاب۔ رکاوٹ بول۔ قبض۔ جرمان جہازی امراض۔ تکسیر ڈرپہ۔ دق۔ سل نمونیا۔ ذات الجنب۔ بچوں کی پسلی چلنا۔ اور تمام امراض بچگان وغیرہ وغیرہ۔ قیمت فی بکس ۱۲ ہفتہ۔ ڈاکخرچ ۱۲ سر کل قیمت پیشگی آنے سے ڈاکخرچ معاف

پتہ

ڈاکٹر ایس۔ اے۔ ماجد۔ پوسٹ آفس منیر ضلع پٹنہ

بواسیر کی گولیاں

بواسیر خونی وبادی کا بفضلہ تعالیٰ صرف ایک ہفتہ میں ازالہ ہوجاتا ہے۔ اور عمر بھر دوبارہ یہ منحوس مرض نہیں ہوتا۔ ہزارہا استعمال کرنے والوں نے اسکے مفید خواص کی تصدیق کی ہے قیمت فی شیشی صرف اکیروپیہ آٹھ آنہ۔ محصول ۶ر

خضاب لاجواب

سفید بالوں کو مثل اصلی اور قدرتی سیاہ بالوں کے کالے بھنور بناتا ہے۔ رنگ پختہ اور سیاہی پائدار ہوتی ہے۔ جسم پر کسی قسم کا داغ یا دھبہ نہیں پڑتا۔ قیمت فی شیشی عمدہ ۸ر محصول ۶ر

احسان ہیر آئل

بالوں کو لمبے گھنے اور ملایم بناتا ہے۔ جہاں بال نہ اُگتے ہوں اُگنے لگتے ہیں۔ اور بال گرنے بند ہوجاتے ہیں۔ بھینی بھینی خوشبو سے دماغ معطر اور تر و تازہ ہوجاتا ہے۔ شرفا اور بیگمات نے پسند کیا ہے۔ فی شیشی اکیروپیہ محصول ۶ر

بال اُڑانیکا پوڈر۔ صرف تین منٹ میں بغیر کسی حرز اور تکلیف کے بال اُڑاتا ہے۔ جلد کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ قیمت فی بکس ۱۲ر محصول ۶ر

پتہ

حکیم مولوی محمد ضیاء اللہ امرتسری

کیمیکل گولڈ سونے کی چوڑیاں

ان کو کاریگر نے اس خوبصورتی سے بنایا ہے کہ ہاتھ چوم لینے کو جی چاہتا ہے۔ پانچسو روپے کی چوڑیاں ان کے مقابلہ میں رکھدو۔ پھر دیکھو کونسی خوبصورت معلوم دیتی ہیں۔ تجربہ کار ساہوکار بھی یکایک نہیں بتا سکتا کہ یہ سونے کی نہیں ہیں جہاں دکھاؤ کوئی دوسو روپے سے کم نہیں بتا سکتا۔ کاٹ لو تپالو۔ کسوٹی پر لگالو۔ سونے کا ہی کس آوے گا۔ گورے گورے ہاتھوں میں انکی بہار دیکھئے۔ گھڑی گھڑی میں ایک نئی طرز معلوم ہوتی۔ دو چار الگ ہوجائیں تو پھول پتی معلوم دیتی ہیں۔ سب ملگئیں تو عمدہ لہریا پڑا معلوم ہوتا ہے۔ سب الگ ہوجائیں تو عمدہ قسم کی بیل پڑ جاتی ہے۔ ان کو پہنکر عورتیں عورتوں میں جہاں کہیں بیٹھیں تو وہ عورتیں جو رانڈ ن سونا چاندی پہنتی ہیں دیکھکر دنگ ہوجائینگی کہ ایسی ہلکہ بھی منگوادو سب کی نظر اسپر نہ پڑے تو بات نہیں۔ چمک دمک رنگ روپ ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ قیمت ایک سٹ بارہ چوڑیوں کا ۱۲ر تین سٹ کے خریدار کو ایک سٹ مفت۔

فرمایش کے ہمراہ ناپ بھی روانہ کریں۔

ملنے کا پتہ

سیٹھ اظہار الحسن سوداگر ڈوری بازار متھرا

دار الکتب اسلامیہ

تبلیغ واشاعت اسلام کی بہترین کتاب

عربی۔ فارسی۔ اُردو۔ انگریزی۔ قرآن شریف

اُردو۔ انگریزی وحمایل شریف معرا ہر قسم مندرجہ ذیل پتہ سے طلب فرمادیں۔

فہرست کتب مفت ملنے کا پتہ

منیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

مذہبی دُنیا کا مشہور اخبار

پیغام صلح

قرآن کریم واحادیث کے معارف ونکات آریوں اور عیسائیوں کے اعتراضات کے احسن جوابات۔ ہندوستان اور ممالک غیر میں تبلیغ واشاعت اسلام کی رفتار۔ مسائل حاضرہ پر دلچسپ خیالات کا اظہار دیکھنا چاہتے ہیں تو اخبار پیغام صلح کے خریدار بنو جو ہر بدھ کو لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ سالانہ چندہ پانچ روپے ۵ر ششماہی ۳ر سہ ماہی ۲ر۔ طلباء سے نصف۔ ممالک غیر سے ۱۲ شلنگ

تمام خط وکتابت بنام

منیجر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور

گھڑی مُفت

سب کارخانوں سے کم قیمت اور عمدہ باجے

جو صاحب ہمارے کارخانہ سے ہارمونیم باجے خریدیں گے اُن کو ایک گھڑی مُفت دیجائے گی۔

قیمت باجہ پینتیس ۳۵ روپے

پتہ

جے کے سری واستوائی نئی سڑک دہلی

صبیل محفوظ الحق علی نے محبوب المطابع دہلی میں چھپوا کر دفتر کوکب ہند دہلی سے شائع کیا

©Afnan Library Trust, 2026

111 13

ای اہل عالم ہمہ بکدارید و برگ یکشاخسار

کوکب ہند دہلی

نمبر ۱۳ جلد ۳ | مدیر مسئول سید محفوظ الحق علمی | ہر انگریزی ماہ کی یکم ۹-۱۷-۲۵ کو شائع ہوتا ہے | محل ادارہ چاندنی چوک دہلی | یکم جولائی ۱۹۲۶ء

امر بہائی اور اقتصادیات

الک اور مزدور کا قضیہ اسوقت دنیا میں ایسا پھیل رہا ہے کہ قریبا تمام مصائب و مظالم دنیا کا مصدر و منبع یہی ہے۔ ہم ہندوستان کے رہنے والے اس اضطراب سے صرف بالواسطہ ہی متاثر ہو رہے ہیں۔ اسلئے اسوقت ہم اسکی اہمیت سے بہت کم واقف ہیں۔ مگر وقت آرہا ہے کہ تمام دنیا اسکی لپیٹ میں آجائیگی۔ اور ہندوستان بھی اسکی کنڈلیوں میں ایسا ہی تڑپے گا جیسے دوسرے ممالک تڑپ رہے ہیں۔ دنیا میں اس عجیب غریب کھلبلی اور بےچینی کے سیاق و سباق پر ہم خوب غور سے نظر کرتے ہیں اور خود اس قضیہ کی ترکیب کو دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں تمدن و مدنیت کے ساتھ ساتھ ہی یہ قضیہ بھی پلتا رہا ہے۔

قدیم اقوام کا طرز زندگی ہم سے پہلے اس دنیا کے رہنے والے عموماً سادہ۔ طبعی اور قدرتی زندگی بسر کرتے تھے۔ انکی ضروریات مختصر اور انکی احتیاجات صرف چند اشیاء پر منحصر تھیں۔ انکی زندگی انجیل جلیل کے اس قول کی مصداق تھی کہ "سبزہ زار کے پھولوں کی طرح اور ہوا کے پرندوں کی طرح زندگی بسر کرو۔ اگر تمھارے پاس آج کا کھانا ہے تو تم یہ فکر نہ کرو کہ کل کیا کھاؤ گے"

موجودہ ضروریات مگر آجکل اسطرح کی زندگی بسر کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ بالکل ناممکن ہے۔ جوں جوں تمدن اور مدنیت بڑھتی گئی لوگوں کی ضروریات و احتیاجات بھی بڑھتی گئیں۔ حتی کہ آجکے دن انسانی خواہشات اسقدر بڑھ گئی ہیں کہ آرام و آسائش کی زندگی بسر کرنے کے لئے ایک دو نہیں بلکہ سینکڑوں ہی چھوٹی بڑی چیزوں کی ضرورت ہے۔

ہندوستان میں اگر ہم ایک گھر بنانا چاہیں تو ہمیں چند لکڑی کے تختوں اور کچھ اینٹوں اور گارے کی ضرورت ہوگی۔ مگر یورپ و امریکہ میں جایئے اور دیکھئے کہ وہاں کے وہ فلک نما گھر بنانے کے لئے لاکھوں من لوہے۔ کروڑوں من لکڑی اور اربوں من اینٹوں اور سیمنٹ وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ ذرا غور کریں کہ آج کے دن لکھوکھا آدمی زیر زمین کانوں کو کھود کھود کر لوہا نکالتے ہیں اور پھر لاکھوں ہی اُسے بھٹیوں میں پگھلا کر کارآمد بناتے ہیں۔ یہ سب کاہش اور محنت یہ مزدور ہمارے آرام و آسائش کے لئے کرتے ہیں۔ ہمارے لئے ریلیں بناتے ہیں۔ جہاز تیار کرتے ہیں اور آسائش کے تمام لوازمات کو ہم پہنچاتے ہیں۔

بعض لوگوں کا یہ خیال کہ یہ تجارتی تمدن دنیا کو بربادی و تباہی کی طرف لیجا رہا ہے بالکل غلط ہے۔ یہ تجارتی تمدن دنیا کے بڑھتے ہوئے تمدن کی ایک ضروری شق ہے۔ اس سے گریز ناممکن و مستحیل ہے۔ پر اگر خوب غور سے دیکھا جائے تو یہ سب اضطراب و بےچینی یہ کھلبلی اور دھاندلی صرف ظاہر سے ہی تعلق رکھتی ہے۔ اگر ہم باطنی سکون۔ دلی امن و امان اور اندرونی سادگی حاصل کرلیں تو اس کھلبلی اور بوکھلاہٹ کے عین درمیان میں بھی ہم تجارتی و معاشرتی تنظیم حاصل کرسکتے ہیں۔

بعض قدامت پرستوں کا یہ خیال کہ ہم وہی قدیم سادہ اور صاف زندگی پھر بسر کرسکتے ہیں اصول ارتقا کے خلاف ہے۔ اسلئے بدیہی البطلان ہے۔ انسانی طبیعت قدرتاً رجعت قہقری کے خلاف واقع ہوئی ہے۔ ہم دنیا کے مادی قوانین کو نشو و نما دینا اور مدارج ترقی پہ آگے ہی آگے جانا چاہتے ہیں اسلئے اس موجودہ کھلبلی و بےچینی کا علاج رجعت قہقری نہیں بلکہ کام اور محنت ہے ہم محنت کو اس نظر سے نہ دیکھیں کہ یہ ہماری جان کا وبال اور ذلت و اسارت ہے بلکہ ہم محنت اور کام کو روح افروز اور عزت کا باعث سمجھیں جسطرح انسان کا بدن دوران خون کے ذریعے جسم کو صحیح و سالم رکھتا ہے اسی طرح محنت ہیکل نوع انسان کے لئے ہونی چاہئے۔ کام ہیئت اجتماعیہ کے لئے ایسا ہی ہے جیسے سٹیم جہاز کے لئے ہے۔ ہندوستان میں خصوصاً اور دیگر ممالک شرقی میں عموماً بہت سے لوگ ایسے ہیں جو بیکار زندگی بسر کرتے ہیں۔ بہت سے انہیں سے دینی لباس پہنکر اور بہت سے پیشہ ور فقیر بنکر قوم کی فارغ البالی کے خون کو چوستے تھے۔ جب حضرت بہاء اللہ نے ظہور فرمایا تو اقتصادیات کے بارہ میں آپ کا پہلا اصول محنت کی توقیر تھی۔ آپ نے فرمایا کہ کام بمنزلہ عبادت ہے آپنے اپنی کتابوں میں فرمایا ہے کہ،

"خدا کی نظر میں سب سے زیادہ حقیر وہ شخص ہے جو بیٹھکر اپنی روزی کی روٹی کے لئے بھیک مانگتا ہے۔ اور خدا کے حضور میں شریف ترین وہ شخص ہے جو کام کرتا ہے اور اپنے اہل و عیال کی پرورش کرتا ہے"

آپ فرماتے ہیں کہ ایک کاہل شخص ایک عضو مفلوج کی طرح یا ایک سوکھی شاخ کی طرح ہے جو کاٹنے اور آگ میں جھونکے جانے کے لائق ہے"

پس مزدور اور محنتی لوگ ہی اس دنیا کی روح رواں ہیں کیونکہ ان کے ذریعے ہی پیداوار اور بیوپار کا سلسلہ جاری ہے۔ جو انسانوں کے آرام و آسائش کا بہترین ذریعہ ہے۔

پہلے زمانے میں کاروبار کا مدار تبادلۂ اشیاء پر تھا۔ اگر ایک شخص کے پاس ایک درجن انڈے ہوتے تھے اور اسکے پڑوسی کے پاس ایک سیر گیہوں تو ایک مقررہ دستور کے مطابق وہ ایکدوسرے سے تبدیل کرلیتے تھے تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ اہل فینشیا نے پہلے پہل نقدی کو تجارت کا وسیلہ قرار دیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سونا چاندی اور تانبا بازار میں آئے اصل مدعا محنت کو کاروبار کا مدار قرار دینا تھا۔ نقدی کو درمیان لانے کا مقصد صرف اس معاملہ میں آسانی پیدا کرنا تھا مثلاً میں آٹھ گھنٹے کام کرتا ہوں اور کچھ روپیہ حاصل کرتا ہوں میں ہوٹل میں جاکر اس روپیہ میں سے کچھ اُس باورچی کو دیتا ہوں جو کھانا پکاتا ہے جو دوسرے کو دیتا ہے جو ہوٹل کے چلانے میں اُسکی مدد کرتا ہے وعلیٰ ہذا القیاس اسطرح کاروبار کا ایک چکر چل رہا ہے جسکا انحصار اول کام پہ اور پھر روپیہ پہ ہے۔ پس یہ کام و محنت ہی ہے جو دنیا کے کاروبار کے چکر کو چلا رہا ہے۔ روپیہ درحقیقت محنت کی ٹھوس صورت ہے۔ اصل مقصد یہ نہیں کہ یہ مجسمہ محنت صرف معدودے چند لوگوں کے قبضہ میں ہو بلکہ یہ ہے کہ یہ ہیئت اجتماعیہ کے اعضاء و جوارح کے درمیان چکر کھاتی رہے۔ سونا بذات خود کچھ قیمت نہیں رکھتا۔

(بقیہ مضمون صفحہ ۳ پر)

©Afnan Library Trust, 2026

مفاوضات حضرت عبدالبہاءؑ

مظاہر مقدسہ کے تین مراتب

معلوم ہو کہ مظاہر مقدسہ کے لئے اگرچہ بے انتہا مقامات و کمالات ہیں۔ لیکن عموماً تین مراتب بیان کئے جاتے ہیں۔

اول "رتبۂ جسمانی" دوم "رتبۂ انسانی یا نفس ناطقہ" سوم "ظہور الٰہی و جلوۂ ربانی"

"رتبۂ جسمانی حادث ہے کیونکہ عناصر سے ملکر بنا ہے۔ ہر ترکیب کے لئے تحلیل لازمی ہے۔ ممکن نہیں کہ ترکیب ہو اور تفریق نہ ہو۔

دوسرا مقام نفس ناطقہ ہی یہ حقیقتِ انسانی ہے یہ بھی حادث ہے۔ اور مظاہر مقدسہ اس رتبہ میں تمام نوع انسان کے ساتھ شریک ہیں۔ واضح ہو کہ روح انسانی اگرچہ اس کرۂ ارض پر مدت مدید و عرصۂ بعید سے ہے مگر حادث ہے ہاں آیت الٰہی ہے اسلئے وجود پانے کے بعد باقی رہتی ہے مطلب یہ ہے کہ روح انسانی کے لئے آغاز ہے مگر انجام نہیں ابد الآباد تک باقی رہیگی۔ اسی طرح اس کرۂ ارض کی دوسری انواع بھی حادث ہیں کیونکہ یہ مسلّم ہے کہ ایک وقت کل کرۂ ارض پر یہ انواع نہ تھیں بلکہ یہ کرۂ ارض بھی موجود نہ تھا مگر عالم وجود ازل الازال سے ہے کیونکہ یہ اس کرۂ ارض تک ہی منحصر نہیں ہے۔ مقصد یہ ہے کہ روح انسانی اگرچہ حادث ہے مگر اب باقی، ابدی و دائمی ہے۔ کیونکہ انسان کے بالمقابل عالم اشیاء عالم نقائص ہے۔ اور عالم انسان اشیاء کے بالمقابل عالم کمال ہے۔ نقائص جب درجۂ کمال کو پہنچ جاتے ہیں تو بقا حاصل کرتے ہیں۔ یہ مثل ہے۔ آپ مقصد کو سمجھ لیجئے۔

تیسرا مقام ظہور الٰہی و جلوۂ ربانی ہے۔ یہ کلمۃ اللہ ہے۔ فیض ابدی اور روح القدس ہے۔ اسکا نہ اول ہے نہ آخر۔ کیونکہ اولیت و آخریت عالم امکان کے لئے ہے عالم حق کے لئے نہیں۔ خدا کے نزدیک اول عین آخر اور آخر عین اول ہے۔ مثلاً دن، ہفتے، مہینے، سال، کل اور آج کرۂ ارض میں ہے۔ آفتاب میں ایسی کوئی چیز نہیں۔ نہ کل ہے نہ آج۔ نہ مہینہ ہے نہ سال۔ وہاں سب مساوی ہے۔ اسی طرح کلمۃ اللہ ان سب شئون سے منزہ اور عالم امکان کی حدود و قیود و قوانین سے مقدس ہے۔ حقیقت نبوت یعنی کلمۃ اللہ و مظہریت کاملہ کے لئے نہ بدایت ہی ہے نہ نہایت۔ اسکا اشراق البتہ آفتاب کی طرح متفاوت ہے۔ مثلاً برج مسیح سے اسکا طلوع نہایت چمکدار اور روشن تھا۔ اور یہ باقی و دائمی ہے۔ دیکھئے کتنے ملوک جہانگیر آئے۔ کسقدر وزیر و امیر با تدبیر پیدا ہوئے سب محو و نابود ہو گئے۔ مگر نسائم مسیح ویسے ہی چل رہی ہیں۔ اسکے انوار ابھی چمک رہے ہیں۔ اسکی آواز ابھی بلند ہے۔ اسکا پھریرا لہرا رہا ہے۔ اسکی افواج مشغول جنگ ہیں۔ اسکا ہاتف اپنی پیاری ندا سے بُلا رہا ہے۔ اُسکا ابر گہربار ہے۔ اُسکی بجلی شعاع انگیز ہے۔ اُسکی تجلی واضح و روشن ہے۔ اسکا جلوہ روشن و منور ہے۔ یہی ان نفوس کی شان ہے۔ جو آپ کے زیر سایہ منور و مستضئ ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ مظاہر مقدسہ تین مقام رکھتے ہیں۔ مقام بشریہ۔ مقام نفس ناطقہ۔ مقام ظہور ربانی و جلوۂ رحمانی۔

مقام جسدی فنا ہو جاتا ہے۔ مقام نفس ناطقہ کا اول ہے۔ مگر آخر نہیں۔ بلکہ ہمیشہ کی زندگی پاتا ہے۔ مگر حقیقت مقدسہ کا جسے مسیح فرماتے ہیں کہ "باپ بیٹے میں ہے" نہ شروع ہی ہے نہ آخر ہی۔ اسکے لئے جب شروع کہا جاتا ہے تو اس سے مراد مقام اظہار ہے۔ تشبیہاً خاموشی کو نیند سے تعبیر کیا ہے۔ مثلاً ایک شخص سوتا تھا جب بولنے لگا تو گویا وہ جاگ اُٹھا۔ شخص وہی ہے خواہ سوتا ہو یا جاگتا۔ اُسکے مقام و بلندی و بزرگی و حقیقت و فطرت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ حالتِ خاموشی کو نیند سے تشبیہ دی ہے۔ اور مقام ظہور کو بیداری سے تعبیر کیا ہے انسان نیند و بیداری کی حالت میں وہی انسان رہتا ہے۔ نیند ایک حالت ہے اور بیداری حالتِ دیگر۔ سکوت کو نیند کہا ہے اور ظہور و ہدایت کو بیداری سے تعبیر کیا ہے۔ پس واضح و ظاہر ہو گیا کہ حضرت مسیح بتیسمہ پانے اور روح القدس کے بصورت کبوتر نازل ہونے کے بعد مقام مسیحی اور اسکے کمالات تک نہ پہنچے تھے۔ بلکہ کلمۃ اللہ لم یزل تقدیس کی بلندیوں پر رہا اور رہے گا۔

مظاہر ظہور کے جسمانی و روحانی مراتب

پہلے ذکر ہوا کہ مظاہر ظہور کے تین مقام ہیں۔ اول حقیقت جسمانیہ جو اس جسد سے تعلق رکھتی ہے۔ دوسرا حقیقت شاخصہ یعنی نفس ناطقہ۔ تیسرا ظہور ربانی۔ یہ تیسرا درجہ کمالاتِ الٰہیہ ہے۔ جو وجود کی زندگی۔ لوگوں کی تربیت و ہدایت اور دنیا کی نورانیت کا سبب ہے مقام جسد مقام بشری ہے اور فنا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ عناصر کی ترکیب سے بنا ہے۔ اور جو کچھ عناصر کی ترکیب سے بنتا ہے وہ تحلیل ہو تفریق ہو جاتا ہے۔ مظاہر الٰہیہ کی حقیقتِ شاخصہ ایک مقدس حقیقت ہے۔ اسکے مقدس ہونے کی وجہ یہ ہے کہ از روی ذات و از روی صفات یہ تمام دوسری اشیاء سے ممتاز ہے۔ اسکی مثل آفتاب کی طرح ہے جو خود اپنی استعداد سے روشنی پیدا کرتا ہے۔ چاند سے اسے کوئی مناسبت و مقابلہ نہیں۔ جیسے اُن اجزا کا جن سے چاند بنا ہے اور اُن اجزاء کا جن سے سورج بنا ہے کوئی مقابلہ نہیں سورج کے اجزاء اور انکی ترتیب اسبات کی مقتضی ہے کہ شعاعیں پیدا ہوں۔ مگر وہ اجزا جن سے چاند بنا ہے شعاعیں پیدا کرنے کے مقتضی نہیں بلکہ شعائیں اقتباس کرنے کے مقتضی ہیں۔ پس کل دوسرے نفوس چاند کی طرح ہیں جو سورج سے روشنی اقتباس کرتا ہے مگر یہ حقیقتِ مقدسہ بذاتِ خود روشن ہے۔

اس نفس کا تیسرا مقام فیض الٰہی و جمالِ قدیم کا جلوہ اور زندہ خدا کے انوار کی چمک ہے۔ مظاہر مقدسہ کی حقیقت شاخصہ فیض الٰہی و جلوۂ ربانی سے جدا نہیں۔ لہٰذا مظاہر مقدسہ کے صعود سے یہ مراد ہے کہ انہوں نے اس قالب عنصری کو چھوڑ دیا۔ مثلاً یہ چراغ جو اس طاق میں جل رہا ہے طاق کے ٹوٹ جانے سے اس طاق سے منقطع ہو سکتی ہے۔ مگر سراج کا فیض منقطع نہیں ہو سکتا۔ مختصراً مظاہر مقدسہ میں فیض قدیم سراج کی مانند ہے اور حقیقت شاخصہ زجاج کے مشابہ اور جسم انسان مانند طاق کے ہے۔ طاق پر اٹوٹ جائے مگر چراغ جلتا ہی رہتا ہے۔ مظاہر الٰہیہ جداگانہ متعدد آئینے ہیں۔ کیونکہ ہر ایک کی ایک خاص شخصیت ہے۔ مگر ان سب آئینوں میں ایک ہی سورج مجلی ہے۔ یہ معلوم ہی ہے کہ حقیقت مسیحیہ اور ہے حقیقت موسویہ اور الحق! حقیقتِ مقدسہ شروع ہی سے اسرار وجود کی واقف اور بچپن ہی سے بزرگواری کے آثار اُس سے ظاہر و باہر ہوتے ہیں۔ پھر کسطرح ہو سکتا ہے کہ ان فیوضات و کمالات کے ہوتے ہوئے انہیں استعارہ نہ ہو۔

مظاہر مقدسہ کے تین مقامات کا ذکر ہم کر چکے ہیں یعنی مقام جسد و مقام حقیقتِ شاخصہ و مقام مظہریت کاملہ یہ تینوں مقام سورج اور حرارت اور روشنی کی مانند ہیں۔ دوسرے نفوس بھی مقام جسد و مقام نفس ناطقہ یعنی روح و عقل رکھتے ہیں۔ پس جہاں یہ ذکر فرمایا ہے کہ

"میں سو رہا تھا۔ نسائم الٰہی مجھ پر سے ہو کر گذریں اور مجھے بیدار کیا" حضرت مسیح کے اس بیان کی مانند ہے کہ "جسد محزون ہے مگر روح خوش ہے"۔ یا یہ کہ "سخت مشقت میں ہوں"۔ یا یہ کہ "راحت میں ہوں"۔ یا "زحمت میں ہوں" یہ سب جسد سے تعلق رکھتے ہیں۔ اُس حقیقتِ شاخصہ اور اس مظہریتِ حقیقتِ رحمانیہ سے کچھ دخل نہیں رکھتے۔ مثلاً ملاحظہ فرمائیں جسد انسان میں ہزارہا انقلابات ہوتے ہیں۔ مگر روح کو ابداً اثر نہیں ہوتا جسد انسان کے بعض اعضاء بالکل بیکار ہو جائیں تو ہو جائیں مگر جوہر عقل باقی و برقرار رہتا ہے۔ لباس پر لکھے کھائے آفتیں آئیں لیکن لابس کے لئے کچھ خطرہ نہیں۔ یہ جو جمال مبارک بیان فرماتے ہیں کہ میں سوتا تھا اور نسیم الٰہی مجھ پر سے ہو کر گذری اور میں بیدار ہوا' اسکا تعلق جسد سے ہے۔ عالم حق میں ماضی، حال و مستقبل نہیں۔ ماضی۔ مضارع و حال سب ایک ہیں۔ مثلاً مسیح فرماتے ہیں "ابتدا میں کلام تھا" اسکا مطلب یہ ہے تھا، ہے اور رہے گا۔ کیونکہ عالم حق میں وقت نہیں ہے۔ وقت کا تعلق صرف خلق سے ہے۔ خدا سے کچھ تعلق نہیں رکھتا۔ مثلاً نماز میں کہا جاتا ہے "تیرے نام کی تقدیس ہو"۔ اس سے مراد یہ ہے کہ تیرا نام مقدس تھا ہے۔ اور رہے گا۔ صبح و ظہر و عصر زمین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آفتاب میں صبح و ظہر و عصر و شام کچھ بھی نہیں ؛

©Afnan Library Trust, 2026

اسکی قیمت و اہمیت محنت کے سبب ہے۔ دنیا کی دولت درحقیقت تمام دنیا کا مال ہے۔ پس وہ لوگ جنہوں نے قدرتی یا پیدا واری کے ذرائع کو کلیتہً اپنے قبضہ میں کر رکھا ہے۔ وہ اُن ڈاکوؤں کی طرح ہیں جو چٹانوں اور پتھروں کی آڑ میں چھپے بیٹھے رہتے ہیں اور قافلوں کے گذرنے کے وقت اُن پر چھاپہ مارتے اور اُن کے مال کو لوٹ لیتے ہیں۔ اور ان بیچارے قافلے والوں کو بھوکا ننگا چھوڑ کر خود عیش و عشرت اور فضولخرچی میں زندگی بسر کرتے ہیں وہ بڑی بڑی رقوم و خزانے جو یوں جمع کئے جاتے اور بری طرح خرچ کئے جاتے ہیں درحقیقت اُن رستوں میں صرف ہونے چاہئیں جو نوع انسان کی خوشحالی اور فارغ البالی کا باعث ہوں۔ معاملات کی یہ حالت ایسے درجہ تک پہنچ چکی ہے کہ اب اور اسکی برداشت ناممکن و محال ہے۔

مزدور اور محنتی لوگوں کو اسوقت اپنی آمدنی کا تقریباً ایک تہائی حصہ بطور ٹیکس ان بربادکن وسائل کے قائم رکھنے کے لئے دینا پڑتا ہے جو نوع انسان کے سر پر مصائب و بربادی لاتے ہیں۔ سب سے بڑا اقتصادی اسراف جنگ ہے۔ جب تک لوگ اپنی محنت کے پھلوں کو اُن خودغرض، وحشی پرست اشخاص کو دیتے رہینگے جو اُنکی گورنمنٹ کے مشیر کار ہیں اور جو اس تمام گاڑھی کمائی کو تباہ کن جنگی جہازات۔ ڈریڈ ناٹس سپر ڈریڈ ناٹس وغیرہ وغیرہ بنانے میں صرف کرتے ہیں۔ اسوقت تک دنیا کو نجات کی کوئی امید نہیں۔ ذرا سوچئے کہ ہر ایک جنگی جہاز پر لاکھوں پاؤنڈ خرچ کئے جاتے ہیں اور چند سال کے بعد وہ نکما ہو جاتا ہے کیونکہ دوسری اقوام نے اُس سے بہتر طیار کر لیا ہے۔ پس وہ اُسے توڑ کر کباڑ خانے میں پھینک دیتے ہیں اور اسطرح وہ سب روپیہ جو اسپر لگا تھا ضائع ہو جاتا ہے اس جنگِ عظیم کو لیجئے کسقدر ظلم و ستم اس لڑائی کے زمانے میں ہوئے اس لڑائی کا سبب کیا تھا؟ یہی کہ چند ایک توپ و بندوق کے کارخانہ دار کچھ مدبرین ملک و سیاسی مشیر کار جنکا مقصد صرف اپنے آپکو بڑھانا اور دنیوی ناموری حاصل کرنا تھا اسکے باقی تمام تھے۔ جنگ کے اختتام پر اور دورانِ جنگ میں بھی ان جنگجو اقوام میں سے ہر ایک یہی کہتا تھا کہ ہم اپنے مفاد کی حفاظت کے لئے لڑ رہے ہیں۔ ہم تو صرف مدافعانہ جنگ کر رہے ہیں، ہم تو اپنی عزت کو بچا رہے ہیں۔ یہ بھی سب پر واضح ہے کہ کوئی ایسی غیر جانب دار عدالت نہیں بیٹھی جو یہ فیصلہ کرتی کہ کون سی قوم انہیں سے صرف اپنے حقوق و مفاد کے بچاؤ کی خاطر جنگ کر رہی تھی۔ سب نے اپنے اپنے بیانات میں یہی لکھا ہے:-

"ہم پر حملہ کیا گیا۔ اور چونکہ ہمارے مفاد معرض خطر میں تھے اسلئے ہم جنگ کے لئے کھڑے ہوئے"!

اس جنگِ عظیم کے چند ماہ قبل ہی حضرت عبدالبہاء نے یورپ و امریکہ کا سفر فرمایا اور تمام اقوام متمدنہ کے آگے اپنے باپ (حضرت بہاء اللہ) کی تعالیم اقتصادیہ کو ایسی عمدگی سے بیان فرمایا کہ سب یکزبان ہو کر چلا اُٹھے کہ دنیا کی نجات اگر ہے تو انہی تعالیم پر چلنے سے۔ آپ نے مکرر اسبات کو فرمایا کہ زمانہ آئندہ میں مالک و مزدور کا جھگڑا بہت زور پکڑیگا۔ ہڑتالیں ہونگی کام بند کر دیے جائینگے اور بڑی کھلبلی رونما ہوگی۔ اور اگر وہ صلح و محبت سے ایکدوسرے کو سمجھنے کی کوشش نہ کریں گے تو دنیا ایک عظیم خطرے میں گریگی۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اقتصادی انصاف کا مدار محبت اور آپس کا سمجھوتہ ہے۔ اگر مالک کے دل میں یہ محبت نہیں اور وہ اپنے مزدوروں کی تکالیف کو ہمدردی سے سمجھنے کی کوشش نہیں کرتا تو یہ قضیہ بڑھتا ہی جائے گا۔

آپنے فرمایا کہ تجارتی دنیا میں کچھ قوانین بنائے جائیں۔ کیونکہ جسطرح پہلے لوگوں نے خود مختارانہ حکومتیں مٹا کر جمہوریت قائم کیا اسی طرح اسوقت ذہبی دنیا میں بھی ایک ہلچل رہی ہے جسکا مقصد دینی جمہوریت قائم کرنا ہے۔ آپنے فرمایا کہ دنیا ہی تجارت میں ایک سلسلۂ ارتقا قائم ہے جو دن بدن بڑھ رہا ہے جب یہ سب جاری ہو جائینگے اور زور پکڑیں گے تو دنیا کی بہت سی مصیبتیں اُٹھ جائینگی۔ مالکوں اور مزدوروں کو لازم ہے کہ ایک بڑی کانگرس قائم کریں۔ اور اس کانگرس میں انکے نمایندے شرکت منافع کی بنا پر نہایت آسانی سے اپنی تکالیف کو رفع کر سکتے ہیں۔ حضرت عبدالبہاء نے فرمایا ہے کہ مزدوروں اور نوکروں کو کارخانہ کی مشین وغیرہ میں ایک کافی حصہ رکھنا چاہیئے۔ مزدوری کو بڑھانا اُنکے مسئلہ کو حل نہ کرے گا پر اگر اُن کے سالانہ اخراجات کے علاوہ اُنہیں منافع میں سے بھی ایک خاصی مقدار دی جائے تو مزدور نہایت شوق اور تندہی سے کارخانے کی تنظیم اور کامیابی کے لئے کوشش کریں گے۔ آپنے اس بارہ میں مفصل ہدایات بیان فرمائی ہیں جو آپکی کتابوں میں درج ہیں۔ یہ قوانین کاشتکاری اور تجارتی حالات کی اصلاح کرتے ہیں۔ اور جب ان پر عملدرآمد شروع ہوگا تو وہ طوفانِ بے تمیزی جو اسوقت ہیئت اجتماعیہ کی ترقی میں حائل ہو رہا ہے دور ہو جائے گا۔ سرمایہ بمنزلہ خون ہے جسے ہیکل انسانی کی رگوں میں دوڑ کر اسکے مختلف اعضا و جوارح کو مضبوط و طاقتور بنانا چاہیئے۔ اگر یہ خون سب کا سب دماغ یا دل کی طرف چلا جائے اور ہاتھوں کی طرف نہ جائے تو دنیا کی اقتصادی حالت واقعی بیمار ہوگی۔ اگر خون تمام اعضاء و جوارح میں صحیح مناسبت سے دوڑے گا تو جسم صحیح و سالم رہے گا۔ ہر ایک عضو اپنا کام کرے گا۔ آنکھیں پاؤں نہیں بن سکتیں نہ ہی کان ہاتھ بن سکتے ہیں مگر ہر ایک اپنی اپنی جگہ ایک مخصوص کام کرتا ہے جو اسکے دائرہ عمل میں لازمی ہے۔ ہمارے اقتصادی انتظام میں تبدیلی بذریعہ ارتقاء ہو سکتی ہے زور و زبردستی سے نہیں کیونکہ وہی تبدیلیاں پائدار و دائمی ہوتی ہیں جو آہستہ آہستہ آئیں۔ اسطرح ترقی کے شاہ راہ پر چلتے ہوئے ہم اپنی غلطیوں کو سمجھتے جاتے ہیں۔ مختصر یہ کہ اس دنیا میں ہم دو چیزوں کے محتاج ہیں اول ہمارے اقتصادی تعلقات کی تنظیم تاکہ ہر شخص اپنے ملک کے تمدن کے مطابق روز کی روٹی حاصل کر سکے۔ اور آرام و آسائش سے رہ سکے دوم روحانی محبت کا عملی رواج جو تمام انسانی مشکلات کا سہل حل ہے۔ کیونکہ اقتصادی نقطۂ نظر سے حقوق انسان کی مساوات بمنزلہ جسم ہے۔ اور اُس جسم کی روح پاک و روحانی محبت ہے۔ جسم خواہ کتنا ہی مکمل ہو روح کے بغیر مردہ ہے۔ ان تمام لڑائیوں اور جھگڑوں کا اصلی سبب مزدوری کا بڑھانا نہیں بلکہ حقوق انسانی کا جتانا ہے۔ کیونکہ یہ وہ زمانہ ہے جسمیں لوگ بھیڑ بکریوں یا سوداسلف کی طرح بکنا نہیں چاہتے۔ بلکہ وہ ہیئت اجتماعیہ کے زندہ اعضا ہونا چاہتے ہیں۔ یا یوں کہو کہ اقتصادیات ایک زجاج کی طرح ہیں۔ اور یہ حقوق انسانی کی نئی روح اس زجاج کا سراج ہے۔ امر بہائی دنیا کو صداقت کے پانی کی ایک نئی رو سے بھر رہا ہے۔ جو انسانوں کی تمام کمزوریوں اور اُن کے گناہوں کو دھونے کے قابل ہے۔

ہمارا کام اس زمانہ میں صرف یہی ہے کہ ہم روح صداقت کے پانی سے اپنی استعداد کے مطابق حاصل کریں۔ اور روح ایمی سے شرابور ہو کر ہم اُسے اپنی زندگیوں میں ظاہر کریں اور انسانوں میں اپنے معاشرتی و اقتصادی تعلقات میں اسے عملی صورت میں دکھائیں تاکہ دنیا اس اکسیر حیات اس شفابخش روح کو حاصل کرے اور اپنے پاؤں پر کھڑی ہو کر اسکے جسم کو محبت اور طاقت کے شراروں سے بھر دے۔

چمن

سلسلۂ نظم اُردو کا پہلا نمبر چمن کے نام سے شائع ہوا ہے۔ جو جناب الیاس احمد صاحب مجیبی نے ترتیب دیا ہے اور شرکت ادبیہ علیگڈھ نے اسے شائع کیا ہے۔

اس چھوٹے مجموعہ میں میر تقی غالب۔ شیخ مصحفی اور امیر لکھنوی کے اشعار کے علاوہ "اُردو کا دور جدید" کے عنوان سے حالی۔ اقبال۔ اکبر کی بعض چیزیں درج کیگئی ہیں جیسی سائز کے ۴۰ صفحات میں کتنی گنجائش ہوتی ہے اسی کی نسبت سے اس مجموعہ میں اشعار ہیں۔ جامع کا مذاق انتخاب اچھا ہے۔ اسیدہے کہ مکمل سلسلہ بہت کامیاب ہوگا۔ ٹائٹیل پیج بہت خوبصورت ہے۔

قیمت فی نسخہ ۵ر ملنے کا پتہ (شرکت ادبیہ علیگڈھ)

گھڑی مفت

سب کارخانوں سے کم قیمت اور عمدہ باجے

جو صاحب ہمارے کارخانہ سے ہارمونیم باجے خریدیں گے ان کو ایک گھڑی مفت دیجائے گی۔

قیمت باجہ پینتیس ۳۵ روپے

پتہ

جے کے سری واستوائی نئی سڑک دہلی

©Afnan Library Trust, 2026

جامعہ بشریہ کا واقعی عضو کون ہے اور خدمات عمومی کیا ہیں

جامعہ بشریہ کے عضو واقعی سے مُراد وہ انسان ہے جو مہمات برجستہ اور اعلیٰ سیاسی مقاصد دینی و تمدنی عمومی کے بجالانے کے لئے ہیئت جامعہ کے دیگر کارکنوں کے ساتھ ہمداستان ہو۔ اور ان مقاصد کو انجام دیتے ہوئے اسوقت تک آرام سے نہ بیٹھے جب تک ان کے پورا کرنے میں کامیاب نہ ہو۔ اس کا فرض ہے کہ اپنے قول و فعل سے اپنے نوع کی مدد کرے لیکن اگر کوئی شخص اپنے آپکو فرائض عمومی کے بجالانے سے آزاد خیال کرے تو ایسے شخص کو ہیکل مقدس انسانی کا عضو صحیح نہیں سمجھا جا سکتا۔ بلکہ وہ عضو مفلوج کی مد میں داخل ہو گا۔ یا اسکو شجرہ مبارکہ انسانی کی شاخ خشک قرار دیا جائے گا۔ یہی وہ بات ہے جو داناؤں نے کہی ہے کہ زندہ قوم وہ ہوتی ہے کہ جسکے افراد بیدار ہوں اور اُن میں سستی کاہلی اور خود غرضی نہ پائی جاتی ہو۔ بلکہ وہ ایسے ہوتے ہیں اُن میں حرکت ہوتی ہے اور وہ شرف انسانی سے آگاہ ہوتے ہیں ان میں سے ہر ایک اپنی حیثیت کے مطابق خدمت بنی نوع بشر میں مصروف ہوتا ہے۔ ایسے ہی شخص کو ہیئت جامعہ بشریہ کا عضو صحیح اور زندہ اور اشرف جانتے ہیں۔ اور اگر اسمیں یہ باتیں نہ ہوں تو وہ عضو بے شرف اور بوسیدہ اور ٹوٹا ہوا اور اکو مُردہ سمجھتے ہیں۔

خدمات عمومیہ کیا کیا ہیں !!

خدمات عمومی وہ خدمات ہیں جنکی منفعت عام اور جامعہ بشریہ میں مشترک اور ساری دنیا کو ترقی دینے والی ہو اور امور تمدنی تمدنی کی بلندی پر پہنچا نیوالے ہوں۔ منافع شخصی کا حاصل کرنا امور عمومی کی مد میں داخل نہیں۔ اپنے افکار اور نظر کو ہاویات تک محدود کر دینا اور بے پرواہی اور اوہام پرستی میں مُبتلا ہو جانا خدمت عمومی نہیں قرار دیا جاسکتا اپنے عیال و اطفال ہی کی راحت و آسایش کے خیال میں لگے رہنا فکر عمومی نہیں کہلاتا۔ کیونکہ حیوانات اور کیڑے مکوڑے بھی فرداً فرداً اپنے اپنے کھانے کی فکر میں مصروف رہتے ہیں۔ اور اپنی اور اپنے بچوں کی ضروریات کو حتی المقدور مہیا کرتے ہیں۔ لیکن وہ تمدن سے ناواقف اور حقائق نوع پرستی سے بیخبر ہیں۔ اولین خدمت عمومی یہ ہے کہ نوع بشر کے افکار و اقتصاد کو ایک مرکز پر جمع کیا جائے۔ کیونکہ جب تک سب دل ایکطرف نہ ہونگے اور جب تک تمام وہ امور ہیئت جامعہ مرکزی سے متعلق ہیں سیاسی اور روحانی اختلافات کے بھنور سے نکلکر ایک نقطہ پر جمع نہ ہو جائینگے اسوقت تک افکار عالم کو بلائے تفرقہ سے نجات نہ ہوگی۔ اور نفوس متحد نہ ہونگے۔ اور امور میں نظام نہ پیدا ہوگا۔ اور آسائش اور صلح عام ظاہر نہ ہوگی۔ اور لفظ ہیئت جامعہ کے معنی اور اسکا مسمّی نہ ملیگا۔ اور "جمعیت" کے معنی کی کوئی صورت نہ دکھائی دے گی۔ اور "وحدت ہیئت جامعہ" آفت تفرقہ سے مصون نہیں ہوگی۔

ضرورت ہے کہ ایک نظر دنیا کی تاریخ سیاسی و مذہبی پر ڈالی جائے اور اسمیں سے ہمیں اس امر کا سبب تلاش کرنا چاہئے کہ فساد و پریشانی اور بے سر و سامانی حتیٰ کہ ہر سلطنت و ملت و مذہب اور جماعت کی شکست و ریخت کی کیا وجہ تھی۔

جب آپ دیکھینگے تو آپکو معلوم ہوگا کہ جب کبھی اور جتنا زیادہ افکار عالم بشر کو مرکز واحد پر جمع کرنے میں خلل واقع ہوا اتنا ہی زیادہ لوگ ذلت و نکبت و پریشانی میں مبتلا ہوئے اور برخلاف اسکے جب کبھی اور جتنا انبیاء عظام اور عقلاء و فلاسفہ کے ذریعہ لوگوں کے افکار کو ایک مرکز پر جمع کرنے کی کوشش کی گئی اتنا ہی زیادہ صلح و سلام اور آسائش میں زیادتی ہوئی۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک انسانی جسم کی صحت و سقم اور اسکی چال ڈھال اور اعضاء و قویٰ پر ایک نظر ڈالیں جب ان باتوں پر غور کریں گے تو ہمیں معلوم ہوگا کہ اگر ان چیزوں کے لئے کوئی مرجع و مرکز نہ ہو یعنی اگر تصویب عقل کے بغیر جو کہ تمام اعضاء و ارکان کا مرکز ہے ہر ایک عضو جو چاہے سو کرنے لگے تو کیا اسکا کوئی اچھا پھل ہوگا۔ یا ان اعضاء کو راحت میسر آجائیگی۔ نہیں ہرگز نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمنے کہا کہ خدمت عمومی یہ ہے کہ عالم بشر کے افکار عمومی کو ایک مرکز ایک نقطہ اور مقام محمود پر لایا جائے۔ ہاں اب سوال قابل غور رہ جاتا ہے کہ انسان کا مرکز و مرجع کیا ہے اور کہاں ہے۔ اور کس قسم کا ہونا چاہئے اور اسکا مابہ الامتیاز کیا ہے ہم بعد میں اسکا بیان کریں گے۔

خدمت عمومی مدارس قائم کرنا اور ایسے معلّمین و معلّمات بہم پہنچانا ہے کہ جو زیر رہائے فلسفہ دینی سے آراستہ ہوں جسمیں اوہام کا دخل نہو۔ اور ایسا تمدن جسمیں جہالت نہ ہو۔ اور ان میں ایسی حریت ہو جسمیں رذالت نہو۔ علوم و فنون مفیدہ اور اخلاق حسنہ کی دولت سے مالا مال ہوں۔ تاکہ نوع بشر کے نونہال بچے اور بچیاں مساوی طور پر ایسے اُستادوں کے زیر تربیت تحصیل کمالات کریں۔ اور آداب و اخلاق اور علوم و فنون کے تاج مکلل سے آراستہ ہوں۔ اور امانت و دیانت اور عفت و عصمت کے تخت پر بیٹھیں۔ اور فضائل اقتصاد اور تمام امور میں اعتدال اختیار کرنے کی خوبی سے واقف ہوں اور عزم و جزم اور شجاعت و شہامت اور غیرت اور بلندی ہمت ایسے اوصاف سے متصف ہوں۔ اور ثروت اور جامعہ بشریہ اور انسان کے حقوق کو پہچانیں۔ اور عمر بھر شرافت اور کامرانی کے ساتھ زندگانی بسر کریں۔ اور آئندہ انسانی نسل کی محافظت اور صحیح تربیت کر سکیں۔

خدمت عمومیہ کو سمجھنا اور سمجھانا اور عورت و مرد کے حقوق کی برابری کی اہمیت یہ وہ مسئلہ ہے کہ جسپر نہایت غور و فکر سے تدبر کرنا چاہئے۔ وہ جمعیت جو اپنے نصف افراد کو اپنے ہاتھوں سے اپنے سے جُدا کر دے اور معاونت و معاضدت فکری و فعلی اور بہترین خدمات عمومی سے بری تصور کرے تو کیسے ممکن ہے کہ وہ جماعت بلندی پائے اور رشد و ترقی کے راستہ پر چلے اور امنیت اور استراحت حاصل کرے۔ انسانی فرائض کے بجالانے میں جیسا کہ حق ہے کامیاب ہو۔ اور ان کو اتحاد و اتفاق و استیلا ملجائے۔

باخبر لوگ اسبات پر متفق ہیں کہ عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہے۔ مگر باوجود اسکے امور جمہور کے حل و عقد میں مداخلات سے روکنے یا صاف لفظوں میں عورتوں کے حقوق غصب کرنے کے یہی معنی ہو سکتے ہیں کہ ایک انسان اپنے جسم کے آدھے اعضاء کو مفلوج سمجھے اور ان سے ہر ایک کام کے انجام دینے سے معذور تصور کرے۔ ظاہر ہے کہ ایک انسان جسکے اعضاء صحیح و سالم ہوں ایسے دس اشخاص سے جنکا آدھا آدھا جسم عیب دار اور مفلوج ہو زیادہ کام کر سکتا ہے اور ایک سالم الاعضاء شخص میدان اور دلیری میں ایسے بیمار شخصوں کو ذلیل اور ہیچ سمجھتا ہے۔ غرض جنگ و جدال کے دور کرنے۔ صلح و سلام کے قائم کرنے۔ اور تربیت اطفال اور ترقی و اتحاد عالم بشری اور مردوں کی راحت اور ہر کام میں اعتدال عملاً مردوں اور عورتوں کے حقوق میں مساوات اور عورتوں کو ہیئت اجتماعی کے مسائل میں مداخلت کا حق دینے پر موقوف ہے۔ یعنی افراد بشریت کو چاہئے کہ ایک دوسرے کے حقوق کو پہچانیں اور تمام مواقع اور امور میں ایکدوسرے کا احترام سامنے اور پیٹھ پیچھے ملحوظ رکھیں۔ اور ایکدوسرے کی قدر پہچانیں۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ لوگ اپنے اپنے مقام کو پہچانکر اپنی حد سے تجاوز نہ کریں۔ اور ارباب علم و عمل، علم و ہنر کا احترام کریں۔

حقوق تبادلہ کی حقیقت اول مقام پر یہ ہے کہ افراد بشر خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے رئیس ہوں یا مرؤس۔ عالم ہوں یا عامی۔ مرد ہوں یا عورت۔ بوڑھے ہوں یا جوان غنی ہوں یا فقیر ہر ایک کا یہ فرض ہے کہ اپنے اپنے مقام پر ان میں سے کوئی ایک بھی اپنے آپکو دوسروں کی معاونت سے آزاد نہ خیال کرے۔ تاکہ ہیئت جامعہ کا نظام جو راحت عمومیہ کا سبب ہے برقرار رہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم ہیئت جامعہ بشریہ کو ایک انسانی جسم کے اعضاء کی طرح سمجھیں۔ اور انہی اعضاء کی پیروی کریں۔ باوجودیکہ ہر ایک جسم میں اعلیٰ اور ادنیٰ اعضاء موجود ہیں۔ اور ہر ایک جدا جدا کام میں مشغول ہے۔ لیکن ہمیں صاف نظر آتا ہے کہ کوئی اعلیٰ سے اعلیٰ عضو بھی ادنیٰ سے ادنیٰ عضو جسم کی خدمت کرنے میں پس و پیش نہیں کرتا اور نہ تکبر و انانیت کا اظہار کرتا ہے۔ اور ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ ادنیٰ اعضاء میں سے بھی کوئی ایک اعضائے عالیہ کی فرمانبرداری سے انکار نہیں کرتا۔ اور اپنے متعلقہ خدمات کے انجام دینے میں سستی سے کام نہیں لیتا۔ آنکھ باوجود بڑا رتبہ رکھنے کے ناخن کی خدمت کرتی ہے اور راستہ کے گڑھوں کو دیکھتی ہے۔ اور تمام اعضاء کی حفاظت کرتی ہے۔ ہاتھ باوجود اس فعالیت اور طاقت کے سیاہ بالوں کی تزئین بلا کسی طمع کے کرتے ہیں اور ان کے میل کچیل کو دور کرتے اور ان میں کنگھی کرتے اور ان کی الجھنیں دور کرتے ہیں۔ پاؤں باوجود اس بزرگی و شرف

©Afnan Library Trust, 2026

کے خلوص نیت سے میان پیٹ اور تمام بدن کے بوجھ کو لادے لادے پھرتے ہیں۔ اور ناخن ہر جگہ کا کانٹا نکالتے اور کھجاتے اور دکھ درد دور کرتے ہیں۔ اور بال باوجود کس پرس ہونے کے سر اور چہرے کی خدمت کرتے ہیں۔ اور ہر ایک ماہ جبیں کی زینت اور ہر ایک دلبر نازنین کی زیبائش کا سبب ہوتے ہیں۔ اگر کسی وقت کوئی لکڑی یا پتھر تجسی طرف سے سر پہ آئے یا آنکھوں کو نشانہ بنائے تو ہر شریف حقوق شناس ہاتھ مردانہ وار چستی سے سر اور آنکھ کی حفاظت کے لئے کھڑا ہو جائیگا۔ اور بغیر کسی کراہت یا عذر کے بخوشی اپنے آپکو اعضاء رئیسہ پر فدا کردے گا۔

علاوہ ازیں دوسرے اعضاء اور اجزاء داخلہ اور قوی باطنیہ میں سے ہر ایک عضو اور جزء کس کس طرح اپنے اپنے متعلقہ خدمات کی انجام دہی میں مشغول اور کمال دقت اور تواتر اور خوبصورتی سے اپنے سے بڑے اعضاء و اجزاء کی معاونت میں سرگرم ہیں۔ اور حقوق متبادلہ بجا لا رہے ہیں۔ ان چیزوں کو دیکھنے کے لئے ہر عقلمند ان کے افعال کو دیکھ سکتا ہے۔ اور ہر ہوشمند اس سے عوام کی خدمت گذاری کے سبق سیکھ سکتا ہے۔ اور حقوق متبادلہ کو پہچان سکتا ہے۔

خدمت عمومی کیا ہے؟ خدمت عمومیہ اخبارات اور ان مفید مضامین کی اشاعت ہی جنکا تعلق علم۔ اخلاق۔ دیانت سیاست۔ صنعت اور اقتصاد اور تجارت عام المنفعہ سے ہو۔ اور لائبریری قائم کرنا اور قرأت خانہ بنانا اور چھاپہ خانہ قائم کرنا کہ جن سے اشاعت علوم میں سہولت ہو اور ہیئت جامعہ کو روزانہ واقعات سے اطلاع ہوتی رہے۔ اور اخباروں اور کتابوں کے پڑھنے سے فائدہ پہنچے۔ اور وہ دانائی کا علم بلند کریں۔ اور میدان حقیقت سے گوی سبقت لیجائیں اور ہر علم و خبر سے مطلع ہو کر اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اور علمی اور صناعی و زراعتی و روحانی و جسمانی اخلاقی مرکزوں میں جاکر دماغ کو فرحت دیں اور قوی بنائیں۔ اور اعمال کو بھی اقوال کی مطابقت دیں۔ اور آخر کار واقعات دنیا سے باخبر ہو کر مقاصد کی روک تھام کر سکیں۔ اور نیکی اور خیر و فلاح کے کاموں کا انتظام کر سکیں۔ اور امور معاد و معاش کہ جو درحقیقت تمام زحمات کی علت غائی ہیں اُنسے باخبر اور آگاہ ہو جائیں۔

خدمت عمومیہ مال و دولت کا خرچ کرنا بھی ہے۔ حیات نوع پروری کے بعد جب تک یہ نہو تو ہم خدمات عمومیہ کو انجام نہیں دے سکتے۔ اسلئے اسکا ہونا بھی لازمی اور ضروری ہے۔ اس کا دعوی جو نوع پرستی کے عشق کا مدعی ہے اسوقت یاد کیا جا سکتا ہے کہ اس تعلق کو مال و دولت کے صرف کرنے کی صورت میں ظاہر کرے۔

خواہشات نفسانی اور شئونات مادی اور آخر کار "جان سے پیارے مال" کو ایسے کاموں میں نثار کر دینا جنکا تعلق عوام سے ہو۔ یہی کام سب کاموں سے مشکل ہے۔ دانا ؤں میں یہ بحث ہے کہ لوگوں کو جان پیاری ہے یا مال۔ لیکن دیکھا گیا ہے اور تاریخ بھی اسبات کی گواہی دیتی ہے کہ بہت سے لوگوں نے جان تو دیدی مگر کوڑی خرچ نہ کی۔ پس نوع بشر کا سچا خادم وہی ہے کہ جو نوع پرستی میں سب چیزوں سے دست بردار ہو جائے اور دست سخاوت آستین سے نکالکر عوام کی صلاح و رفاہ میں اہل عالم کی ترقی میں درفشانی کرے۔ اور اس واسطے سے اپنی ثروت کو حیات ابدی دیتا ہے۔

نظریہ عمومی یہ ہے کہ نوع بشر کی بہتری چاہنے والے ترقی والے۔ اور خوش تقریر۔ تقوی شعار اور رموز علوم و فنون و ترقی کے ماہر حکیم اور دانا خوش اخلاق اور منور الفکر جو عالم بشر کی خدمت میں مصروف ہوں ان کے متعلق انتظام بھی ہے۔ تاکہ ان کے حسن عمل اور متانت بیان اور جذب کلام اور حکمت و اخلاق اور ان کی محبت سے افراد کے دل و دماغ میں ترقی اور بہتری کے خیالات جاگزیں ہو جائیں۔ اور دنیا داروں کے جسم میں نوع پرستی کی روح جاری و ساری ہو جائے اور وادی جہالت کے گمراہ شاہراہ تدین اور تمدن کی ہدایت پائیں۔ ضلالت گمراہی کے جنگلوں میں بھٹکنے والے تھکے ماندے محبت و وفا کے باغ میں پہنچ جائیں اور دن بدن داناؤں میں اضافہ ہوتا جائے۔ اگر غور سے اس مسئلہ میں فکر کریں تو ہم پر ظاہر ہو جائے گا کہ یہ سینکڑوں ہزاروں طیاروں اور جنگی اور تجارتی بحری کشتیوں کا بنانا اور تار برقی لگانا اور سٹیم سے چلنے والی کلیں۔ اور زہریلی گیس کی ایجاد وغیرہ سے کہیں زیادہ بہتر اور دیرپا ہے کہ ایسے لوگ پیدا کئے جائیں جو اوصاف بالا سے متصف ہوں کیونکہ فکر اور عقیدہ اور اختیار کا غلبہ دائمی ہے۔ مٹی اور پتھر پر غلبہ پانے سے اور ہر ایسے مقصد کا اجراء جسکی پشت پر ریاست کا ہتھیار ہو اسکی بقا وقتی اور اسکا نفوذ محض سطحی ہے۔

ماخوذ از خورشید خاور بقلم م۔م۔ نبیل زادہ)

اثبات التوحید

مصنفہ جناب حکیم محمد حسین صاحب قریشی امین آبادی

بجواب

کتاب انوار آفتاب صداقت

نوشتہ قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی

جناب فضل احمد لودھیانوی نے کتاب انوار صداقت میں اسلام کے حقیقی علمبردار فرقہ اہلحدیث اور جماعت حنفیہ میوبندیہ کے عقائد شمار کرکے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رح۔ مولانا اسمٰعیل شہید رح اور مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی پر کفر کا فتوی صادر کیا ہے۔ اثبات التوحید میں قریبًا تیس مختلف مسائل پر بحث کرکے قرآن و حدیث کے دلائل کی رو سے ان اعتراضات کا دندان شکن جواب دیا گیا ہے اور آخر میں اسلام کے صحیح عقائد درج کر دیئے گئے ہیں علماء عصر اور اکابر اسلام کی متفقہ رائے ہے کہ اثبات التوحید توحید ایمان اور عقائد اسلامی کی بہترین کتاب شائع ہوئی ہے قیمت عدہ

ترجمہ اردو کتاب الدر النضید فی اخلاص کلمۃ التوحید

مصنفہ امام شوکانی رح

نام سے ہی ظاہر ہے۔ کہ اسلام کے اولین اصول یعنی مسئلہ توحید کے بیان میں بے مثل کتاب ہے۔ قیمت ۱۲

تفسیر سورہ والتین مصنفہ مولنا ابو الکلام آزاد

اس کتاب میں مسئلہ خیر و شر فطرت انسانی اور جزاء اعمال جس موثر طرز پر ادا ہوا ہے وہ ہر عام و خاص کے لئے قابل غور ہے۔ اسی کتاب میں حضرت شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی اور مولنا مظہر الدین صاحب شیر کوٹی کی والتین کی تفسیر بھی شامل ہے

پتہ:- محمد شریف عبد الغنی تاجران کتب بازار کشمیری لاہور

اچھے اور بُرے خطابات

بہادر جنگجو لائق فائق۔ جوانمرد۔ مایہ ہمت وغیرہ خطابات اُنہیں شخصوں کو دئے جا سکتے ہیں جو بالکل تندرست اور صاحب صحت ہوں۔ نیم مرگ۔ مردہ دل۔ نا ہمت، نالائق وغیرہ خطابات کمزور اور مریض اشخاص کو دیئے جاتے ہیں۔ اسلئے اگر آپ بُرے خطابات سے بچنا، اچھے خطابات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو مقویات کی سرتاج **آٹنگ نگرہ گولیوں کا** استعمال کریں۔ یہ گولیاں ہر قسم کے امراض سے محفوظ رکھتے ہوئے گذشتہ طاقت و تندرستی از سر نو پیدا کر دیتی ہے اور غلط کاریوں اور بیماریوں سے مادہ تولید میں جو خرابی آجاتی ہے فورًا دور ہو جاتی ہے سستی اور مُردہ دل زندہ و توانا بن جاتا ہے۔ پیران ہشتاد سالہ بھی نوجوان معلوم ہوتا ہے خون کی خرابی قوت حافظہ کی شکایات یکدم دور ہو جاتی ہیں۔ نامردی۔ جریان۔ احتلام۔ سرعت انزال وغیرہ سب کافور

قیمت فی ڈبیہ ایک روپیہ پانچ ڈبیہ چار روپیہ للعہ

آٹنگ نگرہ کمپنی جام نگر کاٹھیاواڑ

©Afnan Library Trust, 2026

کیا ملتِ اسلام پھر زندہ ہو سکتی ہے؟

(پیوستہ بگذشتہ)

اسی پانچویں صدی میں فرقہ نسطوریہ کے علیحدہ ہونے کے سبب اور بھی بہت سے فرقے رونما ہوئے۔ ہر قسیس راہب نے ایک ایک فرقہ کھڑا کرنا شروع کیا انہیں سے خاص قابل ذکر فرقہ افتیخوس ہے جو سخت فساد اور شدید نزاع کا باعث ہوا لہٰذا ۴۵۱ء میں مارسیانوس کے حکم سے مجمع خلکیدون جو چوتھی مجمع مسکونی کہلاتی ہے، منعقد ہوئی۔ اس مجلس میں جبر اعظم کے رسالہ لاؤن کو قانون ایمانی مقرر کیا۔ اور دیوسکورس اور افتیخوس اور دوسرے مدعیانِ پوپ کو مطرود و مردود قرار دیا۔

اسی زمانہ میں مشیت واحدہ ماننے والوں میں فرقہ یعقوبیہ پیدا ہوا یعقوب ایک کم رتبہ راہب تھا۔ یہ پیادہ مشرق کے اکثر ملکوں میں سیاحت کر چکا تھا اپنی جلالت وصفات حمیدہ اور فصاحت وبلاغت سے مشیت واحدہ کے ماننے والوں کو اپنا طرفدار بناتا گیا۔ حتیٰ کہ شام۔ عراق۔ ارمینیہ۔ مصر۔ نوبیہ حبش وغیرہ ملکوں میں اسکا فرقہ بنام یعقوبیہ قائم ہو گیا۔

چھٹی صدی میں عیسائیت یورپ میں برطانیہ ممالک سیکسن اور دریای دانیوب کے کناروں پر اور ایشیا میں سواحل بحر اسود پر قائم ہو گیا۔ مگر فرقے اور مذاہب بھی ساتھ ساتھ بڑھتے اور زور پکڑتے گئے۔ اور فساد و فتنہ دن بدن ترقی کرتا گیا۔ اسلئے ۵۵۳ء میں جسٹینس کے حکم سے پانچواں مجمع مسکونی قائم ہوا۔ اس مجلس میں اوریجانس کے خلاف حکم صادر ہوا۔ مگر اسقف قسطنطنیہ اور جبر اعظم روم یعنی پوپ کے درمیان فساد طول پکڑتا گیا۔ اسی لئے بعض مورخین نے اس صدی کو عیسائیت کے دو فرقوں یعنی یونانی و لاتینی یا ارتھوڈکس اور کیتھولک میں تقسیم ہونے کا زمانہ قرار دیا ہے۔

ساتویں صدی کے شروع میں یعنی ۶۰۹ء میں دین پاک اسلام ظاہر ہوا۔ دو تند و تیز بہتے ہوئے سیلاب یعنی اسلام و عیسائیت ایشیا، یورپ و افریقہ کے سب ممالک میں نہایت شدت کے ساتھ ایکدوسرے سے ٹکرائے۔ اسی صدی میں چھٹا مجمع مسکونی قائم ہوا جس نے اہل مشیت واحدہ کے خلاف حکم صادر کیا۔

آٹھویں صدی میں بتوں اور تصویروں کی عبادت کے بارہ میں عیسائیوں میں سخت اختلاف رونما ہوا۔ اسکا خلاصہ یہ ہے کہ قسطنطین اعظم کے ایمان لانے کے بعد علماء راہبان و قیصر نہایت کوشش سے بت پرستوں کو عیسائی بناتے تھے۔ بحر اسود کے کناروں کے قبیلے اور اہل کوہ قاف اور دوسرے قبائل قیصر روم کو خوش کرنے کے لئے اپنے پرانے بتوں کو حضرت مسیح اور شہداء و اولیاء کے بتوں سے بدل دیتے تھے۔ علماء نصاریٰ بھی اسپر اعتراض نہ کرتے تھے کیونکہ اس سے حضرت مسیح کی آلام و مصائب اور اولیای دین مسیح کے شدائد کی یاد تازہ ہوتی تھی۔ اسکی مفصل کیفیت جان لارنس مورخ مشہور نے اپنی کتاب میں نہایت وضاحت سے لکھی ہے۔ الغرض بت پرستی دین مسیح میں جڑ پکڑتی گئی۔ جب دین اسلام ظاہر ہوا تو علماء مسلمین و یہود، عیسائیہ کو بت پرست کہنے لگے۔ اسلئے فیلبوس باردانس بادشاہ یونان نے یوحنا پیٹر میارک کے حکم سے ۷۱۲ء میں حکم دیا کہ ایا صوفیا کے گرجہ سے چھٹے مجمع مسکونی کی تصویر کو مٹا دیں۔ پوپ روم اس سے نہایت ناراض ہوا۔ اور بادشاہ کے مرتد ہونے کا فتویٰ صادر کیا۔ اور اسے دین مسیح سے خارج کر دیا اور حکم دیا کہ سب مجامع کی تصاویر کو ماری پطرس کے گرجا میں لٹکائیں۔ یہ فتنہ آخر کار بادشاہ مذکور کے معزول کرنے پر ختم ہوا۔ مگر لیون ایصوری کے عہد میں جو شجاعت کے لئے بہت مشہور تھا یہ فتنہ پھر بہت شدت سے ظاہر ہوا۔ اور خانہ جنگی اور فرقہ آرائیوں اور کشت وخون کا باعث بنا اس بادشاہ نے مسلمانوں اور یہودیوں کے طعنوں سے تنگ آکر اور اس خوف سے کہ مبادا دین مسیحی میں بدعتیں اور پرانی یونانی خرافات داخل ہو جائیں ۷۲۶ء میں ایک حکم صادر کیا کہ سوائے حضرت عیسیٰ کی حالت صلیب کی تصویر کے اور سب شہداء و اولیاء کی تصاویر گرجوں اور عبادت گاہوں سے مٹا دی جائیں۔ اسلئے تمام قوم میں ایک آگ بھڑک اٹھی خصوصاً اٹلی میں اسکا زور زیادہ تھا۔ کیونکہ عوام عادت کے سبب سے اور علماء و کاہن منفعت کے خیال سے اس حکم کو دین کے خلاف جانتے تھے۔ پس انہوں نے بادشاہ کو مرتد قرار دیا۔ اور اسکے سفیروں کو اٹلی سے بدر کر دیا۔ بادشاہ نے غیض میں آکر پوپ اور اٹلی سے جنگ کا ارادہ کیا۔ مگر مشرق میں معاملات کی پیچیدگی کے سبب لڑائی کے ارادے کو پورا نہ کر سکا تو بت و تصاویر کے پوجنے والوں کو نہایت سختی سے عذاب اور دکھ دینے لگا۔ جرمانس اسقف قسطنطنیہ کو جو بت پرستی کا طرفدار تھا معزول کر کے انسطاسیوس کو اسکی جگہ اسقف مقرر کیا۔ اسکے حکم سے سب بت توڑ دیئے گئے اور تصویریں جلا دی گئیں۔ آخر کار یہ صرامت اور شدت عیسائیت میں دو ناموں سے مشہور ہوئی (۱) ایکونو دولی یعنی عابدین تصاویر اور (۲) ایکونوماکی یعنی ساحقین تصاویر۔ آخر کار شاہ یون چہارم کو اسکی بیوی ایرینی نے زہر دیکر ہلاک کیا۔ اور اسکا بیٹا قسطنطین چونکہ چھوٹا تھا اسلئے ایرینی اسکی وصایت میں فرمانروا ہوئی اس نے بت پرستی کے طرفداروں کی حمایت کرنی شروع کی۔ اسی عورت کی رشتہ دوانیوں سے ۷۸۶ء میں قسطنطین کی طرف سے شہر نیقیہ میں ساتواں مجمع مسکونی منعقد ہوا۔ اس مجلس میں ۳۵۰ اسقف جمع ہوئے۔ اور عبادت تماثیل کے جواز کا حکم دیا۔

اسی کشت وخون اور جنگ وجدال میں جو مدت دراز تک عیسائیوں میں جاری رہا۔ اور جسمیں ہر فرقہ دوسرے کو کافر و مشرک کہتا تھا۔ قوم میں ایک نیا اختلاف روح القدس کے نکلنے کے بارے میں ظاہر ہوا۔ لاطینی فرقہ تو باپ اور بیٹے دونوں سے روح القدس کے نکلنے کا معتقد تھا۔ مگر یونانی فرقہ صرف باپ سے روح القدس کے نکلنے کو مانتا تھا۔ یہ جھگڑا مدت مدید تک قائم رہا۔ اور اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مشرقی گرجے مغربی گرجوں سے علیحدہ ہو گئے۔

نویں صدی یعنی ۸۶۹ء میں باسیلیوس شاہ مقدونیہ نے آٹھواں مجمع مسکونی شہر قسطنطنیہ میں قائم کیا۔ اسمیں ۳۱۸ اسقف حاضر تھے سب نے مشیت واحدہ کے ماننے والوں اور بتوں کی پوجا نہ کرنیوالوں پر کفر و ارتداد کا حکم لگایا۔ مگر یونانیوں نے دس سال بعد یعنی ۸۷۹ء میں ایک مجمع آٹھویں مجمع کے نام سے فوتیوس کی زیر ریاست اسی شہر قسطنطنیہ میں قائم کی۔ اور اسمیں یہ فیصلہ کیا کہ پوپ کے احکام کو نہ مانا جائے۔

نویں اور دسویں صدی میں حالانکہ عیسائیت داخلی اور خارجی جنگوں میں مبتلا تھی۔ ایکطرف تو لوگ بتوں کی عبادت کرنا۔ اولیاؤں کی ہڈیوں کو جمع کرنا، اولیاؤں کو شفیع قرار دینا وغیرہ عقائد کے لئے لڑ رہے تھے۔ اور دوسری طرف اسلام سی روحانی قوت سے برسر پیکار تھے۔ تو بھی دین عیسیٰ یورپ کے باقی ممالک میں مثلاً ہنگری۔ آسٹریا۔ بوہیمیا اور روس میں جو اسوقت تک اپنی پرانی بت پرستی پر قائم تھے، پھیل گیا۔ گیارہویں صدی کے اواخر میں عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان صلیبی جنگ شروع ہوئی۔ اسکی وجہ یہ ہوئی کہ ایک فرانسیسی راہب بنام پطرس ارمیطہ یا پطرس ناسک قدس شریف کی زیارت کے لئے ارض مقدس کو گیا۔ اور اگر اسکے قول پر اعتماد کیا جائے (جو بہت سے مورخین کے نزدیک ایک پروپیگنڈا تھا) اس نے بلاد فلسطین میں عیسائیوں کو نہایت ذلت و حقارت کی زندگی بسر کرتے دیکھا۔ زیارت کے بعد یہ راہب ایک پرشور و شر دل کے ساتھ یورپ کو واپس گیا۔ اور پوپ کے سامنے جو اسوقت اکثر بادشاہان یورپ پر حکومت مطلقانہ رکھتا تھا اس رونے کو رویا۔ اور اسے اہل اسلام سے لڑنے اور ارض مقدس کو مسلمانوں کے ہاتھ سے چھڑانے پر تحریص و تشویق دی۔ اس راہب ناسک کے حرص انگیز خطبوں نے یورپ میں ایک عجیب شورش پیدا کر دی۔ اور یورپ کے سب بادشاہ اہل اسلام سے لڑنے کے لئے متفق ہوئے۔ اور ۱۰۹۶ء میں آٹھ لاکھ فوج کے ساتھ ممالک اسلامیہ پر چڑھائی کی۔ ملک شام بھی جو اسوقت جنگ جدل میں مشہور تھا لڑنے اور مرنے کے لئے مستعد ہو گئے۔ اسطرح یہ دو بڑی طاقتیں فلسطین و شام و مصر کے ممالک میں قریباً دو سو سال تک متصادم رہیں۔ اس مدت مدید میں کسقدر خون کی ندیاں بہیں۔ خدا کے بندوں پر کیا کیا ظلم و ستم ہوئے۔ اور کتنے نوع انسان لقمۂ اجل ہوئے، سوا خدا کے اور کوئی نہیں جانتا۔ آخر کار سلطان صلاح الدین ایوبی کی شجاعت اور شاہ بیبرس کی بسالت سے ارض مقدس جو ستر سال تک عیسائیوں کے قبضے میں رہ چکی تھی جنگ و غارتگری سے محفوظ و مامون ہوئی۔

ان دو سو سال میں خارجی صلیبی لڑائیوں اور داخلی جھگڑوں کے سوا (مثلاً بت پرستی جائز ہے یا نہیں، اور اختلاف عشاربانی کہ روٹی اور شراب مسیح کے جسم و خون میں بدلجاتی ہے یا نہیں) عیسائیت میں اور کوئی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔

(باقی باقی)

©Afnan Library Trust, 2026

فسادات کا موسم

اہل مذاہب کے سوچنے کا وقت

ہمعصر ہمدرد دہلی نے اپنے ایک افتتاحیہ میں خوب لکھا ہے کہ جسطرح آم کا موسم، خربوزے کا موسم آتا ہے اسی طرح فساد کا موسم بھی آتا ہے اور یہ موسم بقرعید سے شروع ہوتا ہے۔

۲۳۔ جون کی شام بلکہ ۲۴۔ جون کی صبح تک ہمیں خیال تھا کہ الحمد للہ دہلی میں امن رہا۔ لیکن دوپہر ہوتے ہوتے مطلع غبار فساد سے آلودہ ہوگیا۔ اور بے فکروں نے خون کی ہولی کھیلنے ہی کو پسند کیا۔ ایمان کی بات تو یہ ہے کہ مجروح خواہ کسی بھی قوم سے ہوں انکو اس حالت میں دیکھکر ہمارے دل پر چوٹ لگی اور بے اختیار دل سے آہ نکلی۔ اور مذہبی دیوانوں کے اس وحشیانہ جوش وخروش پر افسوس ہوا کہ آخر اس جنگ وجدال اور نزاع سے انکو کیا فائدہ ہوگا۔

"مذہب" پر اگر حواشی سے الگ کرکے غور کیا جائے تو صاف معلوم ہوگا کہ اسکا دامن ان کدورتوں سے پاک ہے مگر خواہ مخواہ اسکو میدان کارزار بنایا جاتا ہے لیکن ان حالات کو دیکھکر مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ اگر لازمی طور پر مذہب کی یہی تعلیم ہے اور مذہب انسانوں کو درندہ صفت بناتا اور ایکدوسرے کے خون کا پیاسا کردیتا ہے تو ایسے مذہب سے بے مذہبی ہزار درجہ بہتر ہے۔

فی الحال تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں لیکن اتنا کہے بغیر نہیں رہا جاسکتا کہ مذہب کے نام سے آدم کے فرزند ایکدوسرے سے اتنے متنفر ہورہے ہیں کہ ذرا ذرا سی باتوں میں ایکدوسرے کے خون کے پیاسے ہوجاتے ہیں۔ اور معمولی معمولی باتوں پر لڑنے مرنے کو تیار ہوجاتے ہیں۔

بھلا یہ بھی کوئی زندگی ہے کہ جب ہم اپنے مختلف اللباس اور مختلف الہیئت انسان کو دیکھیں تو فوراً اسکو اپنا مخالف ہی سمجھ بیٹھیں اور اسکے ہر ایک کام اور اسکی ہر ایک حرکت و سکون کو مغائرت اور جنبیت بلکہ عناد اور توحش کی نظر سے دیکھیں۔ پھر یہ کیا زبردستی ہے کہ اپنے ہر ایک جذبہ کو پورا کرنے کی کوشش کریں خواہ اسکے پورا کرنے میں بنی نوع بشر کے دل کتنے ہی مجروح ہوں۔ بلکہ جراحت دل سے گذر کر سر و سینہ تک شق ہوجائیں۔ لیکن دوسرے کو اس کی ہر خواہش پر مجروح رکھنا ہی اپنا مذہبی شعار بنالیا جائے۔

اگر یہی لیل ونہار ہیں تو ایک دن مذہب کی فاتحہ پڑھنی پڑیگی کیونکہ یہ بالکل صحیح ہے کہ لوگ اس آئے دن کی جنگ وجدال سے آخر تنگ آجائینگے اور مذہب کے اس حصہ سے آخر دست بردار ہوجائینگے جسکے بجالانے کے لئے لازمی طور پر ان کو دوسرے انسانوں سے خواہ مخواہ دست وگریباں ہونا پڑے۔

کاش! ان ایسے وہمی مذہب کے پجاریوں سے کوئی پوچھے کہ جس قسم کی باتوں پر تم لڑتے مرتے ہوئے اور ایکدوسرے کی جان کے لاگو ہوجاتے ہو، اس سے کیا حاصل ہوگا۔ کیوں تم ایسے کام کرتے ہو جنکو تم اپنے لئے پسند نہیں کرتے۔ امن کی زندگی، مسرت وخوشی کی زندگی، محبت وپیار کی زندگی، ہمدردی اور خیر خواہی کی زندگی تمکو کیوں نہیں بھاتی۔ آخر اسمیں کیا نقص عظیم واقع ہوجاتا ہے۔ اگر کہیں باجا بج جائے تو نسا ملک ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ یا حجی کے شور سے تمھاری عبادت میں کیوں خلل آجاتا ہے۔ باجا کے علاوہ اور بھی تو بہت سے شور وغل برپا ہوتے رہتے ہیں۔ ان سے کیوں تمھاری عبادت خراب نہیں ہوتی۔ اور تو اور جو تمھارے نفس اور دماغ میں عین اسوقت کہ تم سربسجود ہوتے ہو ایک غدر مچا رہتا ہے، لیکن اس سے کبھی تم لڑائی نہیں کرتے۔ یا اگر کسی خاص مقام پر باجا نہ بجایا جائے تو کون آسمان ٹوٹ پڑے گا اور زمین پھٹ جائیگی اور مقصد فوت ہوجائے گا۔ یا اگر تم کسی جانور کو ذبح کرنا چاہتے ہو تو کیا ضرور ہے کہ اسکی نمائش بھی کیجائے یا اس کے ذبح کرنے کے لئے تمھیں اتنا اصرار ہو کہ تم ذبیحہ کے بجالانے کے لئے اپنے بنی نوع سے لڑائی کو بھی تیار ہوجاؤ۔ یا دوسری طرف یہ کیا مصیبت ہے کہ تم ہر ایک شخص سے چاہتے ہو کہ وہ بھی تمھاری ہی طرح کسی جانور کو مقدس یا نجس خیال کرے۔ بلکہ اگر غور وتدبر سے کام لیا جائے تو کسی شخص کے کسی فعل سے تمھارے جذبات عقیدت ومحبت یا نفرت پر کچھ بھی اثر نہیں پڑسکتا۔ وہ اپنی جگہ ہی قائم رہینگے۔ پس جب یہ حالت ہے تو پھر جانوروں کے بچاؤ یا عدم بچاؤ کے لئے آپسمیں گتھ جانا اسمیں کونسی خوبی ہے۔ تمھارا مذہب تمھارے ساتھ ہے۔ تم دوسروں کو راستہ میں کیوں کھڑے ہوتے ہو۔ اگر اس چکہ کو زیادہ زور سے چلایا گیا تو خدا جانے اسکا کیا انجام ہوگا۔ ایسے نازک حالات میں سب مذاہب کے ذمہ داروں کا فرض ہے کہ اسکی روکنے کے لئے عوام کے دلونمیں آشتی و صلح کے جذبات پیدا کریں۔ ورنہ جیسا کہ اوپر لکھا گیا ان جزوی باتوں کی خاطر جنگ کرتے کرتے مذہب ہی ہاتھ سے چلا جائیگا۔

آج اہل بہاء کا یہی مشن ہے کہ وہ تمام مذاہب کو ان کا بھولا ہوا سبق یاد دلائیں۔ اور ان کے سامنے وہ چیز پیش کرتے ہیں جو مذاہب کے ظہور کا سبب اصلی تھی یعنی محبت اور پیار

قریباً ایک صدی گذر رہی ہے کہ حضرت بہاء اللہ کا یہ ارشاد مذہبی دنیا کے سامنے موجود ہے۔ فرماتے ہیں۔

الیوم دین اللہ و مذہب اللہ آنکہ مذاہب مختلفہ وسُبل متعددہ را سبب علت بغضا ننمایند۔ این اصول وقوانین وراہہائے محکم ومتین از مطلع واحد ظاہر و از مشرق واحد مشرق وایں اختلافات نظر بمصالح وقت وزمان وقرون اعصار بودہ۔ اے اہل بہاء کمر ہمت را محکم نمائید کہ شاید جدال ونزاع مذہبی از بین اہل عالم مرتفع شود و محو گردد حباً للہ ولعبادہ براین امر عظیم خطیر قیام نمائید۔ ضغینہ وبغضای مذہبی نابیست عالم سوز واطفائی آن بسیار صعب۔ مگر بید قدرت الٰہی ناس را ازیں بلائے عظیم نجات بخشد ٭ ٭ ٭

ترجمہ:۔ آج خدا کا دین ومذہب یہی ہے کہ مختلف مذہبوں اور متعدد طریقوں کو بغض وعداوت کا سبب نہ ٹھہرائیں۔ تمام مذاہب کے اصول وقوانین اور یہ سب راستے دراصل ایک ہی مطلع سے ظاہر اور ایک ہی مشرق سے چمکے ہیں۔ اور مذاہب کے یہ اختلافات مختلف زمانوں کے حالات کی مصلحتوں کی وجہ سے تھے۔ اے اہل بہا کمر ہمت مضبوط باندھو تاکہ اہل عالم کے اندر سے مذہبی لڑائی جھگڑے اُٹھ جائیں۔ خدا اور اسکے بندوں کی محبت کے لئے اس عظیم الشان کام پر کھڑے ہوجاؤ۔ یہ مذہبی بغض وکینہ دنیا کو جلانے والی آگ ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ اسکا بجھانا بھی بہت مشکل ہے۔ ہاں قدرت الٰہی کا ہاتھ ہی اس برباد کرنیوالی بلا سے لوگوں کو نجات بخش سکتا ہے۔"

یہ وہ بات ہے جو قریب ایک صدی سے متواتر کہی جارہی ہے اور جب تک لوگوں کی سمجھ میں یہ بات نہیں آئیگی کہی جاتی رہیگی کہ سب مذاہب درحقیقت سچے ہیں۔ ان کے اصول ایک ہیں۔ اور تمام مذاہب کے فروع زمانہ کے مطابق تھے۔ اور اصول کو فروع پر قربان نہ کرو۔ بلکہ فروع کو اصول کے ماتحت کرکے آج کے زمانہ کو دیکھو اور اسکا چارہ کار تلاش کرو۔ مذہبی جنگ وجدال کا اگر کبھی پہلے وقت ہو بھی تو کم از کم اب وہ نہیں رہا۔ اس قسم کے ہنگاموں سے مذہب کو کچھ فائدہ نہیں بلکہ اسکی صحیح سپرٹ کو نقصان پہنچ رہا ہے اور پہنچیگا۔ اسلئے سب اہل دل انسانوں کا فرض اولین ہے کہ اس مذہبی دیوانگی اور تعصب اور جنگ وجدال کو دور کرنے کے لئے پوری جدوجہد کیجائے اور اسکی ایک ہی صورت ہے کہ لوگوں پر آفتاب کی طرح روشن کردیا جائے کہ مذہب سب ایک ہیں۔ ان کے اصول ایک ہیں۔ سب نوع بشر ایک ہے۔ لفظوں اور معمولی جزوی باتوں کی خاطر لڑنا اپنی جانوں پر ظلم ہے۔ جہانتک ہوسکے اس سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

کوکب ہند

دنیائے ہند کیلئے عظیم بشارت ہے۔ اسکے مضامین اصول وحدت و یگانگت کے ان بلند مقامات ومراتب کی طرف رہنما ہوتے ہیں جو تمام عالم کے لئے امن وامان روح وریحان کے باعث اور عالم انسانی کو انسانیت کے غایت قصوی کی جانب لیجانیوالے اور فردوس ہمارے رضوانی میں داخل کرنے والے ہیں۔ یہ وہ اہم اور اعلیٰ مقاصد ہیں جن کیلئے انسان نے انسانی وجود پایا ہے۔ ان بلند مقاصد کی طرف اسوقت تک کوئی روح پرواز وعروج نہیں حاصل کرسکتی جب تک وحدت کی لازوال روح سے زندہ و پائندہ نہ ہولے۔

کوکب ہند کیا ہے؟ دور وحدت کا روحانی نغمہ، صبح وحدت کا نورانی ستارہ۔ آسمان وحدت کا رحمانی فرشتہ ہے جو اہل دنیا کو وحدت کے افق اعلیٰ کی جانب رہبری کرتا ہے۔ طلب کیجئے

کوکب ہند میں اشتہار کا رعایتی نرخ نامہ

	یکبار	دوبار	چاربار	تین ماہ	چھ ماہ	یکسال
صفحہ کے	۱۲؎	۱۰؎	۸؎	۵۵؎	۱۰۰؎	۱۷۵؎
نصف صفحہ کے	۷؎	۶؎	۵؎	۳۰؎	۵۵؎	۸۵؎
کالم کے	۴؎	۳؎	۲؎	۱۵؎	۳۰؎	۵۰؎
نصف کالم کے	۲؎	۲؎	۱۲؎	۸؎	۱۵؎	۲۵؎
۱/۴ کالم کے	۱۲؎	۱۰؎	۸؎	۵؎	۹؎	۱۴؎

©Afnan Library Trust, 2026

شرح آیات مورخہ

حضرت بہاء اللہ موعود کل ادیان ہیں۔ آپ کا ظہور کتب مقدسہ کی ٹھیک مقررہ تاریخوں میں ہوا شرح آیات مورخہ نے اس مضمون کو واضح طور پہ بیان کیا ہے۔

مسلمانوں، یہودوں، پارسیوں کی مسلمات کتب مقدسہ سے مدعا کو ثابت کیا ہے جسکو دیکھتے ہوئے ہر منصف اس نتیجہ پہ پہنچ جائے گا کہ حضرت بہاء اللہ کا ظہور مبارک الہامی پیشینگوئیوں کے مطابق وقوع ہوا ہے

مصنفہ حضرت علامہ ابوالفضائل گلپائیگانی۔ قیمت فی جلد عہ (اکیروپیہ) پتہ دفتر کوکب ہند چاندنی چوک دہلی

بواسیر کی گولیاں

بواسیر خونی وبادی کا بفضلہ ایک ہفتہ میں ازالہ ہوجاتا ہے اور عمر بھر دوبارہ یہ منحوس مرض نہیں ہوتا۔ ہزارہا استعمال کرنیوالوں اسکے مفید خواص کی تصدیق کی ہے۔ قیمت فیشیشی صرف اکیروپیہ آٹھ آنہ محصول ۶

خضاب لاجواب

سفید بالوں کو شکل اصلی اور قدرتی سیاہ بالوں کے کالے بھنور بناتا ہے۔ رنگ پختہ اور سیاہی پائدار ہوتی ہے جسم پر کسی قسم کا داغ یا دھبہ نہیں پڑتا قیمت فی شیشی عہ محصول ۶

احسان ہیر آئل

بالوں کو لمبے گھنے اور ملائم بناتا ہے۔ جہاں بال نہ اُگتے ہوں اُگنے لگتے ہیں اور بال گرنے بند ہوجاتے ہیں۔ بھینی بھینی خوشبو سے دماغ معطر اور تر و تازہ ہوجاتا ہے۔ شرفا اور بیگمات نے پسند کیا ہے۔ فی شیشی اکیروپیہ۔ محصول ۶

بال اڑانیکا پوڈر۔ صرف تین منٹ میں بغیر کسی تکلیف اور ضرر کے بال اُڑاتا ہے۔ جلد کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ قیمت فی بکس ۱۲ محصول ۶ پتہ

حکیم مولوی محمد ضیاء اللہ امرتسر

کیمیکل گولڈ سونے کی چوڑیاں

ان کو کاریگر نے اس خوبصورتی سے بنایا ہے کہ ہاتھ چوم لینے کو جی چاہتا ہے۔ پانچسو روپے کی چوڑیاں انکے مقابلہ میں رکھدو پھر دیکھو کونسی خوبصورت معلوم دیتی ہیں۔ تجربہ کار ساہوکار بھی یکایک نہیں بتاسکتا کہ یہ سونے کی نہیں۔ جہاں دکھاؤ کوئی دو سو روپے سے کم نہیں بتاسکتا۔ کاٹو۔ تپاؤ۔ کسوٹی پہ لگالو سونے کا ہی کس آوے گا۔ گورے گورے ہاتھوں میں انکی بہار دیکھئے۔ گھڑی گھڑی میں ایک نئی طرز معلوم ہوتی ہے۔ دو چار الگ ہوجائیں تو پھول پتی معلوم دیتی ہیں۔ سب ملگئیں تو عمدہ ہار پڑا معلوم دیتا ہے۔ سب الگ ہوجائیں تو عمدہ قسم کی بیل پڑجاتی ہے۔ ان کو پہنکر عورتیں عورتوں میں جہاں کہیں بیٹھیں تو وہ عورتیں جو اصلی سونا چاندی پہنتی ہیں دیکھکر دنگ ہوجائینگی کہ ایسی ہمکو بھی منگا دو۔ سب کی نظر اسپر نہ پڑے تو بات نہیں۔ چمک دمک۔ رنگ روپ ہمیشہ قائم رہتا ہے قیمت ایک سٹ بارہ پوڈریل کا عجائب تین سٹ کے خریدار کو ایک سٹ مفت۔

فرمائش کے ہمراہ ناپ بھی روانہ کریں

پتہ

سیٹھ اظہار الحسن سوداگر ڈوری بازار متھرا

دارالکتب اسلامیہ

تبلیغ و اشاعت اسلام کی بہترین کتاب، عربی فارسی۔ اردو۔ انگریزی قرآن شریف اردو انگریزی و حمائل شریف معہ ہر قسم مندرجہ ذیل پتہ سے طلب فرمائیں۔

فہرست کتب مفت

پتہ

منیجر دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

مفت

سرمہ نور البصر

یہ عجیب و غریب سرمہ آنکھ کی جملہ شکایات مثلاً ضعف بصر کمزوری۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ خارش۔ چشم۔ پانی بہنا۔ دہند۔ غبار۔ پڑ بال۔ ناخونہ۔ گوہا بخنی۔ ابتدائی موتیا بند وغیرہ کا مجرب اور بے ضرر علاج ہے۔ ایک آنے کا ٹکٹ برائے محصول ڈاک آنے پر مفت بھیجا جاتا ہے۔

پتہ

محمد ممتاز محمد مختار لوئر بازار شملہ

ایک بہترین نئی ایجاد بارہ اکسیروں کا بے نظیر مجموعہ

فیملی میڈیسن بکس

خدا شاہد ہے کہ آجتک اس بکس کے ذریعے مختلف امراض کے ایک لاکھ سے زیادہ مریض شفا پاچکے ہیں۔ جس ڈاکٹر یا حکیم کے پاس یہ بکس ہو اسکو پھر اور کسی نسخہ کا تردد نہیں کرنا پڑے گا۔ جس عیالدار کے پاس یہ بکس ہو اسکو حتی الامکان کسی حکیم یا ڈاکٹر کی ضرورت نہ ہوگی۔ اس عجیب و غریب فیملی میڈیسن بکس میں مختلف ساٹھ ستر سے زیادہ بیماریوں کی دوائیں جو تین چار سو مریضوں کے لئے کفایت کریں موجود ہیں۔ یہ فیملی میڈیسن بکس بڑی محنت اور جانفشانی سے انگریزی ویونانی ادویات کے جواہر کو ترکیب دیکر ان اشخاص کے لئے تیار کیا گیا ہے جو اکثر سفر یا ایسے مقامات میں رہتے ہیں جہاں حکیم و ڈاکٹر وقت پر نہ ملسکیں۔ یا ان عیالداروں کے لئے جنکو اکثر شکایات کے لئے حکیموں کے پیچھے مارے مارے پھرنا پڑتا ہے۔

نام ادویات فیملی میڈیسن بکس جو منجر ذیل امراض کے لئے تیر بہدف ہیں۔

شربت اکسیر۔ روح مسیحا۔ سفوف اکسیر۔ سفوف جواہر۔ سفوف حمیات۔ عرق اعجاز۔ سفوف اعجاز۔ عرق جواہر۔ سفوف مسیحا۔ سفوف شفا۔ اکسیر الاطفال۔ حب مسیحا۔

امراض جن کے لئے یہ ادویات تیر بہدف ہیں

امراض چشم۔ ہیضہ۔ بدہضمی۔ درد پیٹ۔ پیچش۔ مروڑ۔ قے۔ شلی نفخ۔ قراقر شکم۔ ریح۔ ڈکاروں کا آنا۔ کرم شکم۔ آتشک۔ سوزاک۔ درد کمر۔ بندی حیض۔ کھانسی۔ بخار ہر قسم۔ درد داڑھ اور دانت۔ مارگزیدہ۔ عقرب گزیدہ۔ گھٹیا۔ خناز یہ۔ زلہ زکام۔ انفلوئنزا۔ درد کان۔ پھوڑے پھنسی۔ زخم۔ درد سر الاعون۔ درد شقیقہ۔ عمدہ جلاب۔ بواسیر ہر قسم۔ بے خوابی بالجر۔ بھگندر۔ زنبور گزیدہ۔ درد اعصاب۔ رکاوٹ بول۔ قبض۔ جریان۔ جہازی امراض۔ تکسیر۔ ذیابیطس۔ دق۔ سل تموینا۔ ذات الجنب۔ بچوں کی پسلی چلنا۔ اور تمام امراض بچگانہ وغیرہ وغیر قیمت فی بکس ہمچہ ڈاکخرچ ۱۲

کل قیمت پیشگی آنے سے ڈاکخرچ معاف

ملنے کا پتہ

ڈاکٹر ایس۔ اے ماجد۔ پوسٹ آفس منیر پٹنہ

نوٹ:۔ مشتہرین سے خط و کتابت کرنیوالے اصحاب کوکب کا حوالہ بھی ضرور دیں۔

سید محفوظ الحق علی نے محبوب المطابع دہلی میں چھپوا کر دفتر کوکب ہند چاندنی چوک دہلی سے شائع کیا۔

©Aman Library Trust, 2026

III 14

اے اہل عالم ہمہ باریکدارید ورگ یکشا خسار

کوکب ہند دہلی

نمبر ۱۴ جلد ۳ | مدیر مسئول سید محفوظ الحق علمی | ہر ماہ انگریزی کی یکم ۱۰-۱۷-۲۵ کو شائع ہوتا ہے | محل ادارہ چاندنی چوک دہلی | ۹- جولائی سنہ ۱۹۲۶ء

شہادت حضرت باب اللہ الاعظم

من نمیگویم سمندر باش یا پروانہ باش — چون خیال سوختن داری بدل مردانہ باش

۹- جولائی ۱۸۵۰ء کا دن وہ دن تھا کہ جسمیں ایران کی سرزمین پر ایک ایسا واقعۂ محشرزا برپا ہوا تھا جس کی نظیر دنیا کی تاریخ مذہبی پیش کرنے سے عاجز ہے یعنی یہ وہ دن تھا کہ تبریز کے میدان "صاحب الزمان" میں قائم آل محمد۔ مہدی معہود سید ہاشمی اور ایلیای ثانی اور مبشر یوم اللہ باب اللہ الاعظم حضرت سید علی محمد باب نے سینکڑوں گولیوں کے سامنے اپنے مقدس سینہ کو پیش کیا۔ اور مذہب سے ناواقف مگر مذہب کے دیوانے ارباب مظالم نے دکھا دیا کہ تعصب وخود بینی جہالت و بطالت کے بُت کے پجاری کس طرح داعیان الی اللہ اور مامورین من اللہ اور نوع بشر کے سچے بہی خواہوں کے متعلق اپنے عناد وبغض کی انتہائی طاغوتیت کا ثبوت دیا کرتے ہیں

ایک طرف ارباب افتاء کا لشکر مردم آزار جسکی پشت وپناہ ایران کی شخصی حکومت کے تمام آلات وادوات تھے۔ اپنی پوری اہریمنی قوت کے ساتھ صف بند تھا اور دوسری طرف ایک نوجوان سید، پیکر حُسن ووفا۔ اخلاص وصفا اور مجسم دعوت الی اللہ وجود باجود تھا۔ جسکی آواز نے عجم کے صدیوں کے جمود کو توڑ دیا۔ اور شخصیت پرستی کی بنیادوں کو ڈھا دیا۔ اور ارباب من دون اللہ کو عالم سکرات میں ڈالدیا تھا۔

اسکی آواز قیامت کی آواز تھی۔ اسکا نعرہ صوت سرافیل تھا جس سے صدیوں کے مُردے جاگ اُٹھے۔ اس میدان میں دیکھنے والوں کو وہ بے سروسامان اور طوق وسلاسل میں جکڑا ہوا نظر آتا تھا۔ مگر اسکا بشاش چہرہ اور کھلا ہوا سینہ اور مطمئن دل اہل نظر کو بتا رہا تھا کہ میرے خون میں اہل حق کی فتح اور ان ارباب مظالم کی دائمی موت کا راز پوشیدہ ہے۔ میرے خون کے ہر قطرے اور ہر قطرے کے ہر ایک ذرے سے وہ چیز ظاہر وہویدا ہوگی جسکے متعلق مادیات کی پرستار مذہب کا بہروپ بھرنے والی ہستیاں سمجھتی ہیں کہ میری شہادت کے ساتھ ہی میری آواز دب جائے گی اور پھر وہی دور طاغوتی شروع ہوجائے گا۔ مگر ان کا یہ خیال غلط ہے۔ میری سینہ چاکی یوم اللہ کی طلوع صبح ہے۔ اور طاغوتیت کی ابدی موت کا بڑا نشان۔

میدان "صاحب الزمان" کے ہجوم خلائق نے دیکھا کہ باب اللہ الاعظم طوق وسلاسل کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں اور ان کے سینہ کو تاکے ہوئے بندوقیں تانے ہوئے ایرانی لشکر کا ارمنی دستہ کھڑا ہے۔ حکم کی دیر تھی بندوقیں گولیوں سے خالی ہوگئیں۔ اور سب نشانے خطا گئے۔ مگر خون آشام آدمزادوں کا جوش توحش ابھی نہیں تھما تھا کہ پھر وہی سامان فراہم کیا گیا۔ لیکن ارمنیوں نے دوبارہ فائر کرنے سے انکار کردیا تو پھر ایرانی غلاموں کا دستہ طلب کیا گیا۔ جنہوں نے مظلوم کے سینہ کو دوبارہ نشانہ بنایا۔ اور اب کی دفعہ تمام گولیاں سینہ میں پیوست ہوگئیں۔ اور دیکھتے دیکھتے آفتاب کا سینہ مشبک ہوگیا۔

اس فعل سے ایرانی حکومت اور علماء کے نامہ اعمال میں ایک ایسے عمل کا اضافہ ہوگیا جس سے آدم۔ نوح۔ ابراہیم۔ موسیٰ۔ اور حضرت محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین کے دشمنوں کے نامۂ اعمال بھی خالی تھے۔

حکومت اور حکومت کو اُکسانیوالے رئیسوں اور فقیہوں نے خوشی منائی۔ اور گمان کیا کہ ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہوگئے۔ لیکن کارگہان قضاوقدر نے کہا کہ اپنی جان کے دشمنو تمھارا گمان باطل اور خیال غلط ہے۔ یہ خون رنگ لائے گا اور تمھیں میں سے وہ لوگ پیدا ہونگے جو تمھارے اس فعل کے خلاف شہادت دیں گے اور باب اللہ الاعظم کی مظلومیت کو اختیار کرکے دنیا کے نشاۃ ثانیہ کے موجب ہونگے۔ چنانچہ دنیا نے دیکھ لیا کہ مٹانیوالے مٹ گئے اور میدان صاحب الزمان کا شہید زندہ ہے کہ اسکی مظلومیت وشہادت پر جان دینے والے اکناف عالم میں روح کی طرح جاری وساری ہیں۔

(شہاب دہلی)

©Afnan Library Trust, 2026

مفاوضات حضرت عبدالبہاء

مظاہر ظہور کی کیفیت علمی

سوال۔ مظاہر ظہور کے قویٰ میں سے قوت علم کس حد تک محدود ہے؟

جواب:۔ علم دو قسم کا ہے۔ علم وجودی اور علم صوری یا یوں کہئے علم حقیقتی اور علم تصوری۔ اشیا کا علم لوگوں کو عموماً یا تو تصور سے حاصل ہوتا ہے یا مشاہدہ سے یعنی یا تو قوت عقل کے ذریعے شئی کا تصور کرتے ہیں یا شئی کے مشاہدہ سے قلب کے آئینے پر ایک صورت حاصل ہوتی ہے۔ اس علم کا دائرہ بہت محدود ہے کیونکہ اکتساب و تحصیل اسکی شرط ہے۔ دوسری قسم کا علم وجودی و تحقیقی ہے یہ علم اس دانائی اور وقوف کی مانند ہے جو انسان خود اپنے نفس کا رکھتا ہے۔ مثلاً عقل انسان و روح انسان جسم کے تمام حالات و اطوار۔ اعضا و اجزاء عنصری سے واقف اور تمام حواس جسمانی سے مطلع ہے۔ اسیطرح یہ اپنے تمام قویٰ و حسیات و احوال روحانی سے بھی باخبر ہے۔ یہ علم وجودی ہے جسے انسان پاتا ہے۔ احساس کرتا اور سمجھتا ہے کیونکہ روح جسم پر محیط ہے اور حواس و قویٰ سے مطلع ہے یہ علم سعی و مطالعہ کا نتیجہ نہیں۔ یہ ایک موجود چیز ہے اور خدا کی خالص برکت ہے۔ مظاہر کلیہ الٰہیہ کے حقائق مقدسہ کائنات کی ذات و صفات پر محیط اور حقائق موجودات پر فائق اور انکے کاشف ہیں۔ وہ تمام اشیاء کا صحیح اور پورا پورا علم رکھتے تھے۔ اسلئے انکا علم علم الٰہی ہے۔ اکتسابی نہیں یعنی فیض ربانی و انکشاف رحمانی ہے۔ ایک مثال بیان کرتے ہیں۔ یہ مثال صرف اسی مطلب کے سمجھنے کے لئے ہے۔ زمین پر انسان اشرف موجودات ہے۔ انسان عالم حیوان اور نبات و جماد کو سمجھتا ہے یعنی یہ مراتب اسمیں اس حد تک مندرج ہیں کہ وہ ان مقامات و مراتب کا مالک ہے۔ ان مقامات کا مالک ہونے کے سبب وہ ان کے اسرار اور ان کے وجود کے بھیدوں سے واقف ہے یہ مثل ہے مثل نہیں مختصر یہ ہے کہ مظاہر کلیہ الٰہیہ اسرار کائنات کی حقیقت سے واقف ہوتے ہیں لہذا ایسی شرائع قائم کرتے ہیں جو عالم انسان کے حال کے موافق و مطابق ہوتی ہیں۔ کیونکہ دین یا شریعت ان روابط ضروریہ کا نام ہے جو حقائق کائنات سے حاصل ہوتے ہیں۔ مظہر ظہور یعنے شارع مقدس اگر حقائق کائنات سے مطلع نہ ہو تو ان روابط ضروریہ کو جو حقائق ممکنات سے منبعث ہوتے ہیں سمجھ نہیں سکتا اور نہ ہی ایسا دین وضع کر سکتا ہے جو مطابق واقعہ یا موافق حال ہو۔ انبیاء الٰہی یا مظاہر کلیہ حاذق اطبا کی مانند ہیں۔ عالم امکان مانند جسم انسان ہے اور دین الٰہی دوا و علاج۔ پس طبیب کے لئے مریض کے تمام اعضاء و اجزاء و احوال سے واقف ہونا لازمی ہے تاکہ ایسی دوائی ترتیب دے جو بیماری کے زہر کی دافع ہو فی الحقیقت حکیم دوا خود امراض مریض سے ہی تجویز کرتا ہے یعنی پہلے مرض کی تشخیص کرتا ہے پھر بیماری کا علاج تجویز کرتا ہے اگر تشخیص مرض نہ ہو تو علاج و دوا کیسے تجویز ہو سکتی ہے پس طبیب کے لئے لازم ہے کہ وہ مریض کی طبیعت اور اسکے اعضا و اجزاء و احوال سے پوری پوری واقفیت رکھتا ہو اور سب امراض سے واقف اور کل دواؤں سے مطلع ہو تاکہ وہ موافق دوا تجویز کر سکے۔ پس دین وہ روابط ضروریہ ہیں جو کائنات سے منبعث ہوتے ہیں۔ مظاہر کلیہ الٰہیہ چونکہ اسرار کائنات سے مطلع ہوتے ہیں اسلئے روابط ضروریہ سے بھی واقف ہوتے ہیں۔ اسی کا نام شریعۃ اللہ یا دین اللہ رکھتے ہیں۔

ادوار کلیہ

سوال۔ کہا جاتا ہے کہ عالم وجود میں ادوار کلیہ (عالمگیر دور) واقع ہوتے ہیں۔ اس مسئلہ کی حقیقت بیان فرمائیں۔

جواب ان اجرام نورانیہ کے لئے اس فضای نامتناہی میں ہر ایک کے لئے ایک دور زمانی ہے کہ مختلف زمانوں میں ہر ایک اپنے فلک کے اندر دورہ کرتا ہے اور ایک چکر ختم ہونے پر دوبارہ نیا دورہ شروع کرتا ہے مثلاً کرۂ ارض ہر ۳۶۵ دن پانچ گھنٹے ۴۸ منٹ اور کچھ کسور میں اپنا دورہ ختم کرتا ہے۔ اسکے بعد پھر نیا دورہ شروع کرتا ہے۔ یعنی وہی دورۂ اول دوبارہ تجدید ہوتا ہے۔ اسی طرح کل عالم وجود آفاق و انفس میں بڑے بڑے واقعات اور عظیم احوال و امور کے دورے ہیں۔ جب ایک دورہ ختم ہو جاتا ہے تو دوسرا دورہ شروع ہوتا ہے۔ وہ پہلا دورہ اس دورہ میں بڑے بڑے حوادثات کے واقع ہونے کے سبب بالکل فراموش ہو جاتا ہے یہانتک کہ اسکا اثر اور اسکی کچھ خبر مطلقاً نہیں رہتی۔ چنانچہ ملاحظہ فرمائیں کہ بیس ہزار سال پہلے کے واقعات کی ہمیں بالکل خبر نہیں۔ حالانکہ ہم دلائل سے پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ یہ کرۂ ارض بہت قدیم ہے سو ہزار یا دو ہزار سال یا ایک ملیون اور دو ملیون سال نہیں بلکہ بہت ہی قدیم ہے۔ اور پرانے زمانوں کے آثار و اخبار بالکل مفقود ہیں۔ اسیطرح ایک مظہر ظہور الٰہی کے لئے ایک دور زمانی ہے جسمیں اسکے احکام اور اسکا دین جاری رہتا ہے۔ جب اسکا دور انتہا کو پہنچتا ہے تو ایک نئے مظہر ظہور کا دور شروع ہوتا ہے۔ اسیطرح ادوار آتے جاتے اور تجدد پاتے ہیں۔ حتیٰ کہ عالم وجود کا ایک دورۂ کلیہ ختم ہوتا ہے۔ اور ایسے بڑے اور عظیم حوادث و واقعات واقع ہوتے ہیں کہ پہلے دورہ کا اثر یا اسکی کوئی خبر بالکل نہیں رہتی۔

پس عالم وجود میں ایک بڑا نیا دورہ شروع ہوتا ہے کیونکہ عالم وجود کی کوئی ابتدا نہیں۔ ہم اس مسئلہ پہ پہلے دلیل و برہان دیچکے ہیں۔ دوہرانے کی ضرورت نہیں۔ مختصر یہ ہے کہ عالم وجود کے دور کلی سے مراد ایک مدت مدیدہ بے حد و بے شمار قرنیں اور زمانے ہیں اور اس دورہ کے دوران میں مظاہر ظہور ساحت شہود میں جلوہ نما ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ ایک بڑا ظہور کلی آفاق کو اپنا مرکز اشراق فرماتا ہے۔ اور اس عالمگیر ظہور کے سبب عالم بلندی کو پہنچتا ہے اسکے دورہ کی مدت بہت لمبی ہے اسکے زیر سایہ مظاہر مبعوث ہوتے ہیں۔ اور بحسب اقتضای زمانہ بعض احکام کو جو جسمانیات و معاملات کے متعلق ہیں بدل دیتے ہیں۔ ہم اس دور میں ہیں جسکی ابتدا آدم سے ہوئی اور جسکا ظہور کلی جمال مبارک ہیں۔

نفوذ و تاثیر مظاہر الٰہیہ

سوال۔ اعراش حقیقت یعنی مظاہر ظہور الٰہی کے قویٰ اور کمالات کس درجہ تک ہیں اور ان کا نفوذ کس حد تک ہے؟

جواب۔ عالم وجود یعنی کائنات جسمانیہ کا ملاحظہ فرمائیں دائرہ شمسیہ (سولر سسٹم) اندھیرا اور تاریک ہے۔ اس دائرہ میں آفتاب مرکز انوار ہے۔ باقی سب سیارے اسکے گرد گھومتے ہیں اور اسکے فیوضات سے چمکتے ہیں۔ دائرہ شمسیہ میں آفتاب زندگی اور نورانیت کا سبب اور تمام کائنات کی نشو و نما کا باعث ہے۔ اگر آفتاب کا فیض نہ ہوتا تو اس دائرہ میں موجودات کی ایک چیز بھی نہ ہوتی۔ بلکہ کل تاریک و منتشر ہو جاتیں۔ پس واضح و ظاہر ہوا کہ دائرہ شمسیہ میں آفتاب مرکز انوار اور سبب حیات کائنات ہے اسیطرح مظاہر مقدسہ الٰہیہ مرکز انوار حقیقت و منبع اسرار و فیوضات محبت ہیں۔ عوالم قلوب و افکار پہ تجلی فرماتے ہیں۔ اور عالم ارواح پر فیض قدیم مبذول فرماتے ہیں۔ حیات روحانی بخشتے ہیں۔ حقائق و معانی کے انوار سے درخشاں ہوتے ہیں۔ عالم افکار کی روشنی اسی مرکز انوار و مطلع اسرار سے ہے۔ اگر ان نفوس مقدسہ کا فیض تجلی و تربیت نہ ہوتا تو نفوس و افکار کی دنیا تاریک در تاریک ہوتی۔ اگر ان مطالع اسرار کی صحیح تعلیمات نہ ہوتیں تو عالم انسانی اخلاق و اطوار حیوانی کا جولانگاہ ہوتا۔ سب کا وجود مجازی ہوتا۔ حیات حقیقی مفقود ہوتی۔ اسی لئے انجیل میں فرمایا ہے "ابتدا میں کلام تھا یعنی سب کی زندگی کا یہی سبب تھا۔

اب کائنات زمینی میں آفتاب کے نفوذ کا ملاحظہ فرمائیں آفتاب کی دوری و نزدیکی سے اسکے طلوع و غروب سے

©Afnan Library Trust, 2026

ان کائنات میں کیا کیا نتائج و آثار واضح و آشکار ہوتے ہیں۔ کبھی سردی۔ کبھی گرمی۔ جب خطِ استوا سے گذرتا ہے تو بہارِ جان بخش جلوہ نما ہوتی ہے اور جب سمتِ رأس میں پہنچتا ہے تو میوہ حیات درجہ کمال کو پہنچتے ہیں۔ اناج اور نبات اپنی اپنی پیداوار دیتے ہیں۔ سب کائنات زمینی نشو و نما کے آخری درجہ پر پہنچ جاتے ہیں۔ اسیطرح مظہر مقدس ربانی جو عالم آفرینش کا آفتاب ہی جب عالمِ ارواح و افکار و قلوب پر تجلی فرماتا ہے تو بہارِ روحانی آتی ہے۔ اور نئی زندگی جلوہ نما ہوتی ہے۔ نئی بہار زوروں پر آتی ہے اور ایک نہایت ہی عجیب موہبت و محبت نمایاں ہوتی ہے۔ چنانچہ ملاحظہ فرمائیں کہ ہر مظہر الٰہی کے ظہور کے وقت عالمِ عقول و ارواح و افکار کو ایک عجیب ترقی حاصل ہوتی ہے۔ خصوصاً اس عصرِ الٰہی میں ملاحظہ فرمائیں کہ عالمِ عقول و ارواح میں کسقدر ترقی حاصل ہوئی ہے۔ حالانکہ یہ ابتدا ہے۔ عنقریب ہی دیکھنے میں آئے گا کہ یہ فیوضات جدیدہ اور یہ تعالیم الٰہیہ اس تاریک جہان کو نورانی اور ان اقالیم غمگین کو بہشت بریں بنا دینگی۔ اگر ہر مظہر مقدس کے آثار و فیوضات کا بیان کریں تو یہ بہت طویل ہو جائے گا۔ آپ خود غور و فکر کریں۔ اس مطلب کی حقیقت کو پالیجئے گا۔

کوکب ہند

دنیائے ہند کے لئے عظیم بشارت ہے۔ اسکے مضامین اصول وحدت و یگانگت کے ان بلند مقامات و مراتب کی طرف رہنما ہوتے ہیں جو دنیا کے لئے امن و امان روح و ریحان کے باعث اور عالم انسانی کو انسانیت کے غایتِ قصوی کی طرف لیجانے اور فردوس رضوانی میں داخل کرنیوالے ہیں۔ ان پاک اور اعلیٰ مقاصد کی طرف اسوقت تک کوئی روح پرواز و عروج نہیں حاصل کرسکتی جبتک وحدت کی لازوال روح سے زندہ و پایندہ نہ ہولے۔

کوکب ہند کیا ہے۔ دور وحدت کا روحانی نغمہ۔ صبح وحدت کا نورانی ستارہ۔ آسمانِ وحدت کا رحمانی فرشتہ ہے جو اہل عالم کو وحدت کے اُفق اعلیٰ کی جانب رہبری کرتا ہے طلب کیجئے۔

سالانہ چار روپے ششماہی دو روپے آٹھ آنے۔ سہ ماہی عہ نمونہ مفت۔ (کوکب ہند چاندنی چوک دہلی)

کوکب ہند میں اشتہار کا رعایتی نرخنامہ

	یکبار	دوبار	چار بار	تین ماہ	چھ ماہ	یکسال
صفحہ	۱۰	۱۱ع	۲۰ع	۵۵ع	مار	۱۷۵ع
نصف صفحہ	۶	۶	۱۱ع	۲۰ع	۵۵ع	۸۵ع
کالم	۳	۳	۶	۱۵ع	۳۰	۴۵ع
نصف کالم	۲	۲ع	۴	۸	۱۶ع	۲۵ع
۱/۴ کالم	۱	۱ع	۲ع	۴	۸	۱۴ع

انسان کی فطرۃ اصلی

قرون اولیٰ پر ایک نظر

ہرچند انسان اپنے عقل و ادراک کے باعث حیوانات سے جُدا اور ممتاز ہے لیکن بحیثیت ترکیب و صورت و مزاج اور طبیعت کے حیوانات ہی میں شمار کیا جاتا ہے۔ جب انسان کی تعریف کیجاتی ہے تو اُسے "حیوانِ ناطق" ہی کہا جاتا ہے۔ فقط عقل و ادراک ہی کی وجہ سے اس نوع شریف کو حیوانات کی قسم عام سے جدا اور ممتاز خیال کیا جاتا ہے۔ بفرض محال اگر کسی انسان کو حیوانیت سے نسبت دیں تو وہ بہت رنجیدہ ہوتا ہے۔ اور اسکو اپنی توہین خیال کرتا ہے۔ اگرچہ پیدائشی طور پر اور تمام صفات و حالات اور خصائص کی وجہ سے حیوانات ہی میں داخل ہے۔ جب ہم حیوانات کی اصناف و انواع کے متعلق غور سے دیکھتے ہیں تو ہمیں پتہ لگتا ہے کہ درندوں کے علاوہ جو اپنی خلقت اور طبیعت کے مطابق گوشت کھانے پر مجبور ہیں۔ باقی تمام اپنی نوع بلکہ تمام انواع کے ساتھ طبعی طور پر مانوس و مالوف ہیں۔ اور ایکدوسرے سے نفرت و عداوت نہیں رکھتے۔ حیوانات کی بعض قسموں میں قانون تعاون و تعاضد اور حس حمایت یعنی اپنی نوع کی طرف سے مدافعہ کا جذبہ جاری و ساری ہے۔ علمائے علم طبیعت نے انسان کو حیوانات مبارکہ کی قسم سے ٹھہرایا ہے۔ جنکی پیدائش ہی اناج اور سبزی ترکاری کے کھانے کی مقتضی ہے کہ گوشت۔ کیونکہ قدرت نے انسان کے وجود میں آلات درندگی نہیں پیدا کئے۔ اور انسان کی عادت گوشت خوری اول اول تو محض ضرورت اور مجبوری کے باعث تھی۔ اور پھر سابقین سے لاحقین کو بسبیل توارث یہ عادت ملی۔

عالم دیانت میں بھی اس مسئلہ کی تصدیق ہوتی ہے۔ چنانچہ کتاب تورات میں پیدائش آدم کے ذکر میں بتصریح فرمایا ہے

"اور خدا نے کہا کہ دیکھو میں ہر ایک بیجدار نباتات کو جو تمام روی زمین پر ہیں اور ہر ایک درخت جسمیں بیجدار پھل ہیں دیتا ہوں اور یہ تمھیں کھانے کے واسطے ہوگا۔" (پیدائش باب ۱ ۲۹)

پھر فرماتا ہے۔

"اسلئے خداوند خدا نے اسکو باغ عدن سے باہر کر دیا تاکہ زمین کی جسمیں سے لیا گیا تھا کھیتی کرے" (پیدائش باب ۳)

پس ان مقامات سے معلوم ہوتا ہے کہ طبعاً انسان کی فطرت میں اپنے ہمنوع افراد سے انس و اُلفت کرنا داخل ہے۔ بلکہ اگر احتیاجات ضروریہ پر نظر کی جائے تو ایکدوسرے کے ساتھ اجتماع و تعاون اور تعاضد کے لئے مجبور ہے۔ اسی سبب سے انسان کو مدنی الطبع کہتے ہیں۔ اس صورت میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہی بات ہے تو پھر اسوقت بنی نوع انسان میں یہ اجنبیت۔ بیگانگی۔ نفرت اور عداوت و شقاوت کیسے پیدا ہوگئی اور انسانوں نے اپنے ہمنوع کو کاٹ کھانے اور پھاڑنے کا ڈھنگ کہاں سے سیکھلیا۔ اس سوال کے حل کے لئے قرون اولیٰ کی تاریخ بشر پر ایک نظر ڈالنا ضروری ہے

علمائے فن تاریخ کے نزدیک یہ مسلّم ہے کہ پہلے زمانوں میں لوگ ایک خاندان اور قبیلہ کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ ان کی زبان بھی ایک تھی۔ اور یہ مسئلہ تو مختلف زبانوں کے متحد المعنی الفاظ کی کثرت سے بھی حل کیا جا سکتا ہے۔ ان گذشتہ زمانوں میں جبکہ حضرتِ انسان ابھی فن فلاحت، و زراعت اور لباس سے واقف نہ تھے اور صید و شکار سے بھی بے خبر تھے تو ایسے وقت میں ضروری تھا کہ لوگ ایسے قطعات زمین میں رہتے ہونگے جہاں پانی کی افراط اور میوہ دار درختوں سے جنگل بھرے ہوتے ہونگے۔ اور خود رو سبزی ترکاریوں کی کثرت ہوگی اور ہوا بھی معتدل ہوتی ہوگی تاکہ سلامتی اور امن کے ساتھ زندگی بسر کرسکیں۔ چنانچہ کتب مقدسہ میں ایجادِ آدم کا مقام شرق عدن اور آپ کے نزول اور قیام اور پھر نسل آدم کے پھیلنے کی جگہ ہندوستان کو قرار دیا گیا ہے۔ یہانتک کہ ہوتے ہوتے توالد و تناسل کے سبب سے جب کثرت ہوگئی تو جگہ کی تنگی اور آذوقہ کی قلت نے ان کو پریشان کیا۔ یا کچھ اور ایسے اسباب مثلاً قحط سالی وغیرہ کے باعث پھل کم لگے اور زمین نے خربوزہ ککڑی وغیرہ کم پیدا کئے تو وہ لوگ مجبور ہوگئے کہ دور و نزدیک سے معاش کی کچھ اور سبیلیں بھی تلاش کریں۔ چنانچہ قبیلے پھیلنے لگے اور اپنے لئے نئے نئے میدان تلاش کرنے لگے۔ جب دور دور پھیل گئے تو راستہ کے لُٹیرے اور خطرے اور درندہ جانوروں کے ڈر سے اپنے قدیم عزیزوں سے ملنا جلنا ترک ہوگیا۔

خلاصہ یہ کہ نوع بشر اس طرح ایک دوسرے سے جدا ہوکر دور دراز ممالک میں رہنے لگے۔ اور اسطرح جدا جدا قبیلے اور جماعتیں بن گئیں۔ چونکہ زمانہ کی درازی کا نتیجہ عادتوں اور زبان کا بدلنا ہے اسلئے ان بچھڑے ہوئے بھائیوں کی عادات و اطوار اور بول چال میں بھی نمایاں فرق آگیا۔ اور ہوتے ہوتے ہر حیثیت سے ایکدوسرے جدا اور ممتاز ہوگئے۔

چنانچہ کتاب پیدائش کے باب ۱۱ میں اس نکتہ کی تصدیق کی گئی ہے کہ طوفان کے بعد روی زمین پر ایک ہی زبان تھی اور سب ایک ہی امر پر مجتمع تھے۔ بابل میں خداوند زمین پر اُترا آیا اور اُسنے بابلیوں کو مختلف اطراف میں متفرق کر دیا۔ اور ان کی زبانوں کو مختلط کر دیا۔ اور اس جگہ خدا کے نیچے آنے سے کسی سانحۂ عظیم کے نازل ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ مثلاً قحط یا آپس کا جھگڑا یا کچھ اور ایسی بعد کی کوئی تاریخ جس سے طوفان سے پہلے اور بعد کی حالت میں فرق کرسکیں موجود نہیں ہے۔

بہرحال ہم مقصود سے دور نہیں گئے۔ کہنا یہ ہے کہ جب نوع بشر روے زمین پر پھیل گئی تو ان میں اختلاف۔ انساب زبان کی اجنبیت۔ اوہام پرستی اور غیریت وغیرہ وغیرہ باتیں پیدا ہوگئیں۔ جس سے ہر جماعت نے اپنے آپکو دوسری جماعت سے ممتاز سمجھنا شروع کر دیا۔ اور جس جگہ رہتے تھے اسکو اپنا حق خاص قرار دے لیا۔ خصوصاً جب ریاستیں قائم ہوگئیں۔ تو بااختیار رؤسا نے اپنے ماتحت رقبہ کی خاک کو آب کو اپنی ملک اور وہاں کے لوگوں کو اپنے آپکو مالک الرقاب سمجھ لیا۔ اور اس وہم کی تقویت کے لئے یہانتک جد و جہد کی گئی کہ اسکو

©Afnan Library Trust, 2026

انسانیت کے بڑے مقدس مناقب میں سے ٹھہرایا گیا۔ اور اس حس کو جو انسانوں کو محبت و اتحاد کا سبق پڑھاتی تھی حسِ مغائرت و اجتناب سے بدل دیا۔ اور جتنا زیادہ علوم و فنون اور مادی ترقیات دنیا میں پھیل گئیں اسی قدر یہ حسِ مذموم بھی ترقی کرتی گئی۔ یہانتک کہ اگر کسی قوم و ملک کا کوئی ایک فرد دوسری قوم و ملک میں چلا جائے تو وہاں کے لوگ اسکو بالکل غیر سمجھینگے۔ اور اسے وہاں کے لوگوں کے مخصوص حقوق سے محروم رکھینگے اور اسکی نسبت بہت سی سوءظنی اور غیر معمولی احتیاط سے کام لینگے۔ اور سچ پوچھو تو موجودہ حالات میں ایسی بے لطفی اختیار کرنے سے ایک حد تک وہ معذور بھی متصور ہونگے کیونکہ جس ملک کا یہ رہنے والا ہے وہاں کے لوگ بھی اس قسم کا سلوک اس قوم و ملک کے لوگوں سے کریں گے جنمیں کہ وہ گیا ہے۔ اور تمام ممالک کے لوگ اس چیز کو ملت و وطن پرستی کے فرائض میں سے سمجھتے ہیں کہ اپنے ملک کی پیداوار اور تمام مفاد کو اپنے ہی لئے خاص سمجھتے ہیں اور اس میں انکو دوسرے ملکوں پر غلبہ نظر آتا ہے۔ اور ان باتوں کو اپنے وطن کے لوگوں میں وطن پرستی اور ملت دوستی کے نام سے فخر جتاتے اور سراونچا کر کے چلتے ہیں۔ اور یہ باتیں دنیا میں اتنی راسخ ہوگئی ہیں اور اسکی وجہ سے تعلقات اتنے کشیدہ ہوگئے ہیں کہ ان باتوں کا مٹانا اور دور کرنا توپ اور بندوق تو کیا انسانی عقل و تدبیر سے بھی باہر نظر آتا ہے۔ اور ظاہری علوم و معارف کے لشکر بھی اسکی تسخیر سے عاجز ہیں بلکہ تجربہ تو یہ بتا رہا ہے کہ مادی اور ظاہری علوم جس قدر ترقی کر رہے ہیں اسی قدر لوگوں کے اس اتحاد نوع بشر کی جڑ کو اکھاڑنے والے وہم میں بھی ترقی ہوتی ہے۔

پس ظاہر ہے کہ نوع بشر میں یہ اختلاف و عناد اور دورنگی انہی نسلی اور لسانی اور وطنی تعصبات کے باعث سے ہے۔ اور فرزندانِ انسان کے آپس کے جنگ و جدال اور نفاق و شقاق کی بنا بھی اسی وہم بے بنیاد پر ہے۔ عقل و علم تو اس کے دفعیہ سے قاصر ہیں۔ اگر ممکن ہے تو دیانت ہی کی قوتِ نافذہ سے۔

اسلئے امر بہائی کہ جو نوع بشر کے اتحاد و اتفاق کے لئے ہی ظاہر ہوا ہے اسکے اصول محکمہ اور اساس متقنہ میں سے ایک بڑا اصول یہ بھی ہے کہ تعصبات جنسی اور وطنی کو ترک کرایا جائے۔ چنانچہ حضرت بہاء اللہ اور حضرت عبدالبہاء کے بیانات و ارشادات کے اثر سے اس امر میں آنے والوں کے دلوں سے یہ وہم فاسد یہانتک نکل چکا ہے کہ عرب و عجم ترک و یلم شرقی و غربی۔ جنوبی و شمالی سیاہ و سفید قریب و بعید۔ بھائی بہن ماں باپ۔ فرزند و خویش اور عزیز کی طرح ایک دوسرے کے ساتھ نہایت محبت و پیار اور خلوص و مودت اور اتحاد و اتفاق کے ساتھ آپسمیں معاشرت کرتے ہیں۔ اور نوع بشر کی خدمت و فداکاری کو اپنا فرض حتمی سمجھتے ہیں۔

صباغ قدرت (وصبغۃ من اللہ صبغہ) نے دنیا کی تمام ملتوں اور قوموں کو اس مبارک اور بلند کلمہ سے کہ "اے اہل عالم ہمہ باریک دارید و برگ یکشاخسار"

"بکمال محبت و اتحاد و مودت و اتفاق سلوک نمائید" ایسا وحدت کے خم یکرنگ میں غوطہ دیا ہے کہ اختلاف وطن اور لسان اور رنگ و نژاد کا کوئی اثر انمیں نہیں رہا۔ اور معلم حکمت "ما خلقکم و لا بعثکم الا کنفس واحدۃ" نے عناصر متضادہ کے فرزندوں کو ایجاد ملکوتی کا ایسا سبق دیا ہے "لعمری قد خلقتم للوداد لا للضغینۃ و العناد۔ لیس الفخر لحبکم انفسکم بل لحب ابناء جنسکم و لیس الفضل لمن یحب الوطن بل لمن یحب العالم"

کہ جس سے تمام قسم کے تعصبات ہمیشہ کے لئے مٹ گئے۔ اور ہر منصف تمام دنیا میں جہاں جہاں اہل بہاء کے مجامع ہیں اسانکو اپنی آنکھ سے اثر و نفوذ تعلیم بہائی کو مشاہدہ کرے گا کہ ان مجامع میں مختلف نسلوں زبانوں اور قوموں اور مذہبوں کے لوگوں کو جو پہلے آپسمیں سخت معاند و متباغض تھے کلمۂ جامعہ امر بہائی نے متحد و جسموں میں ایک روح کی مانند کر دیا ہے۔ ان کی زبان عمومی محبت ہے۔ اور ان کی اصل نسل انسانیت۔ ان کا حقیقی وطن بارگاہ احدیت کا قرب۔ ہاں مختلف دلوں کو علما دین اللہ کے خصائص ہی میں سے ہے۔ اور نفوس میں نمایاں تبدیلی کرنا کلمۃ اللہ کا مسلمہ اثر لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبھم ولکن اللہ الف بینھم انہ ھو العزیز الحکیم۔

(مہر محمد خاں شہاب)

اذان اور باجہ

ہندو مسلمان غور سے پڑھیں

ہندو مسلمانوں کی جنگ و جدل تباہ کن ہے۔ ہندوستان کی راحت بے چینی میں تبدیل ہوگئی ہے۔ ہندوؤں کو خطرہ ہے مسلمانوں کو خوف ہے۔ دل متفکر ہیں۔ خیالات و افکار پریشان ہیں۔ آئے دن ملک میں فسادات ہوتے رہتے ہیں۔ اور تباہی و بربادی کے سیلاب آتے رہتے ہیں۔ اسکی بڑی وجہ مذہبی و سیاسی و قومی تعصبات ہیں جو دلوں پر بادلوں کی طرح چھائے ہوئے ہیں۔ جب وہ امنڈ کر آتے ہیں تو خون کی بارش برساتے ہیں۔

وہ بخارات جو خونی بارش کی شکل اختیار کرتے ہیں انمیں سب سے بڑا ابخرۂ تعصب اذان اور باجے کا مسئلہ ہے جسکی حقیقت کچھ بھی نہیں مگر اسکے مضر اور مہلک جراثیم ملک میں وبائے جنگ پھیلانے میں سم قاتل ثابت ہو رہے ہیں۔

کوکب ہند کی ایک قریبی اشاعت میں "علمائے اسلام کی خدمت میں ایک ضروری سوال" پیش کیا گیا تھا۔

"قرآن شریف میں کہاں لکھا ہے کہ کوئی غیر مسلم بھی مسجد کے سامنے سے باجہ بجاتا ہوا نہ گذرے۔ بڑی تفصیل و تاکید سے یہ سوال کیا گیا تھا، مگر ابتک علمائے اسلام میں سے کسی نے بھی جواب کی تکلیف گوارہ نہیں فرمائی۔

میں نے اس مضمون پر بہت سے اہل علم حضرات کو متوجہ کیا ہے۔ عید البقر کے قریب ہندوستان کے چند مقامات پر مجھے سفر کا اتفاق ہوا۔ اس مضمون کے جواب کا لوگ بہت شوق سے انتظار کر رہے ہیں۔

اس مضمون کے بعد مجھے ایک اور خیال پیدا ہوا ہے جو یہاں عرض کرتا ہوں۔

ہندو فاضلوں سے بھی پوچھا جائے

جسطرح علماء اسلام سے سوال کیا گیا ہے کہ قرآن میں کہاں ہے کہ کسی غیر مسلم کو بھی مسجد کے سامنے باجہ بجانا جائز نہیں۔ اسی طرح ہندو فاضل پنڈتوں سے بھی یہ سوال ضروری ہے کہ وید اور ہندو دھرم کی بنیادی کتابوں میں کہاں لکھا ہے کہ مندر کے پاس مسجد نہو یا مندر کے پاس مسجد ہو تو پوجا کے وقت مسجد میں اذان نہ ہو۔ یا اذان سے پوجا پاٹ میں خلل پڑتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو فاضل پنڈتوں کو چاہئے کہ کتابوں کے مدلل اور مفصل حوالوں کے ساتھ جواب تحریر فرمائیں۔

اور اگر ویدک دھرم میں ایسا کوئی حکم نہیں ہے تو پھر مندر کے پاس یا پوجا کے وقت اذان کو روکنا ہندوؤں کیلئے کسطرح جائز ہو سکتا ہے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ فاضل پنڈت صاحبان اس سوال پر توجہ فرما کر جواب اخبارات میں ضرور شائع کرائینگے۔

اگر علمائے اسلام اور پنڈت صاحبان نے اس طرف توجہ فرمائی تو وہ عوام کو اندھیرے میں رکھنے کے مرتکب ہوں گے اور ان کے متعلق یہ خیال کیا جائے گا کہ وہ عام ہندو مسلمانوں کی لڑائی جاری رکھنے میں حصہ دار ہیں۔ اور اگر یہ سوال اس مذہبی نقطۂ خیال سے حل نہ کیا گیا جو ہم پیش کر رہے ہیں تو یاد رہنا چاہئے کہ یہ زہرناک ہندو مسلم فسادات ختم ہونے والے نہیں۔

کاش ہندو مسلم لیڈر اور علماء فضلاء اصل مرض کو پہچانکر اس کا صحیح علاج کرنا شروع کریں تاکہ ہندوستان کا جسم علیل مہلک بیماریوں سے شفا حاصل کرے اور تمام اقوام ہند امن و امان سے زندگی بسر کریں اور وہ حقیقی کامیابی حاصل کریں جسکی انہیں سخت ضرورت ہے۔

(غلام حسین آزاد)

کوکب ہند کے فائل

حضرت بہاء اللہ کی الواح مقدسہ۔ حضرت عبدالبہاء کے خطابات مبارکہ۔ بہائی علماء کے مضامین اور بیانات محققین و مصنفین کی زیر دست تحریرات۔ احمدیہ جماعت کو دعوت و بشارت کا لاجواب سلسلہ۔

جلد اول قیمت سے

جلد دوم پانچ روپے صرف

دفتر کوکب ہند چاندنی چوک دہلی

©Afnan Library Trust, 2026

کیا ملت اسلام پھر زندہ ہو سکتی ہے

پیوستہ گذشتہ

۱۱۲۳ء میں شہر روم کے قصر لاتران میں نواں مجمع مسکونی منعقد ہوا اور پھر ۱۱۳۹ء میں دسواں مجمع مسکونی اسی شہر روم میں منعقد ہوا۔ ان دونوں مجامع میں پوپ کے انتخاب کا حق ایمپرر کے سپرد کرنا اور شرقی اور غربی گرجوں کے اتحاد کی تدابیر پر بحث و مذاکرہ ہوا۔ ۱۱۷۹ء میں اسی قصر لاتران میں پوپ اسکندر سوم کے ماتحت گیارہواں مجمع ہوا۔ اسمیں گرجۂ روم کی پوری پوری آزادی اور پوپ کی فوق العادت سلطنت مستحکم و محقق ہوئی۔ ۱۲۱۵ء میں اسی شہر روم میں بارہواں مجمع مسکونی قائم ہوا۔ اور ۱۲۴۵ء میں شہر لائنس میں تیرہواں مجمع مسکونی منعقد ہوا۔ ۱۲۷۴ء میں شہر لیون میں چودہواں مجمع مسکونی مقرر ہوا۔ ان سب مجامع میں غالباً رومی اور لاطینی گرجوں کے اتحاد کا مذاکرہ ہوا۔

۱۳۱۱ء میں پندرہواں مجمع مسکونی منعقد ہوا اور ۱۴۱۴ء و ۱۴۱۸ء قنستانس میں سولھواں مجمع مسکونی منعقد ہوا۔ ان مجامع میں یہ قرار پایا کہ مجالس صلح سے صادر شدہ احکام پوپ کے اختیار اور سلطنت سے بالا ہیں۔ ۱۴۳۱ء اور ۱۴۳۹ء میں مقام باسل پر سترہواں مجمع مسکونی منعقد ہوا۔ اس مجلس میں فرقہ ہائے فرنساوی اور طلیانی کی اصلاح اور شرقی اور مغربی گرجوں کے اتحاد کے بارہ میں مذاکرہ ہوا۔ ۱۵۱۲ء سے ۱۵۱۷ء تک شہر روم کے مشہور قصر لاتران میں پوپ جولیوس ثانی کے حکم سے اٹھارہواں مجمع مسکونی منعقد ہوا۔ اور ۱۵۴۵ء میں شہر ٹرینٹ میں انیسواں مجمع مسکونی جو آخری مجلس صلح اور مجلس ٹرینٹینی کے نام سے مشہور ہے منعقد ہوئی۔ یہ سب مجالس جنکا ترتیب وار ذکر ہوا انگیطرف سے تو دین نصاریٰ میں تفرقہ اور مذاہب میں منقسم ہونے کا باعث ہوئیں۔ اور دوسری طرف دستورات دینیہ کے منظم کرنے کا سبب بنیں۔ انہی صدیوں میں پوپ کی سلطنت مطلقہ عیسائیوں کے درمیان پوری طرح سے قائم ہو گئی اور اسکا خوف و رعب تمام بادشاہوں اور امیروں کے دلوں میں ثابت و راسخ ہو گیا۔ اسلئے صلیبی جنگ کے بعد چودہویں اور پندرہویں صدی میں عیسائیت کے اس بحر مناظم میں سوائے نئے نئے مذاہب کے پیدا ہونے کے جو زیادہ تر پوپ کی قوت و طاقت کے توڑنے کے لئے پیدا ہوئے اور کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ ان مذاہب میں سے اکثر ڈومنیکن راہبوں کے ظلم و ستم سے نابود ہو گئے جو پوپ کے زیر حکم تھے۔ جس کسی کو پوپ کے خلاف پاتے اُسے قتل کر ڈالتے یا جلا دیتے تھے۔ یہ ظلم و ستم اور چیرہ دستیاں عیسائی راہبوں اور پاکبازوں میں بغاوت و منافرت پھیلاتی گئیں۔ حتیٰ کہ اٹھارہویں صدی میں لوتھر شہر ایسلین سے برآمد ہوا۔ اور فرقہ پروٹسٹنٹ کا بانی بنا۔ اس نے تمام ان باتوں کو جو انجیل میں نہ تھیں خارج کر دیا مثلاً پوپ کو حاکم مطلق ماننا۔ گناہوں کا بخشنا۔ روزے رکھنا۔ بتوں کو پوجنا وغیرہ بالکل زائل کر دیا۔ لوتھر اگرچہ ایک فیر معروف راہب مگر بہت ہی بڑا مصلح بنا اور اسکا مذہب اگرچہ ۱۵۱۷ء شروع میں داخلی جنگ و جدال کا باعث ہوا مگر آخر کار عیسائیت میں بہت بڑی بڑی تبدیلیوں کا سبب ہوا۔ یورپ میں نشر علوم اولاً بسبب مسلمانان سپین اور دوسرے اس فرقہ کی جد و جہد سے ہوا۔ تمدن و آزادی اسی فرقہ نے پھیلائی۔ اور یورپ کو جہل و توحش سے نکالکر نور و دانائی کی سیڑھی پر لا کھڑا کیا۔ سترہویں اور اٹھارہویں صدیوں میں اس فرقے نے بہت عروج حاصل کیا۔ اور عیسائیت کے سب سے بڑے فرقوں میں گنا جانے لگا

اس اجمال سے یہ پتہ لگ سکتا ہے کہ دین مسیحی اسوقت کہ بیسویں صدی کا آغاز ہے مذہب کیتھولک۔ مذہب ارتھوڈکس مذہب پروٹسٹنٹ۔ مذہب یعقوبی۔ مذہب نسطوری۔ مذہب ماروفی اور مذہب ملکانی میں بٹا ہوا ہے۔ ان کے علاوہ اور بہت سے چھوٹے چھوٹے مذاہب اور فرقے ہیں جو سب انہی مذاہب کے تحت میں ہیں۔ اور اُن کا ذکر انہی مذاہب کے ضمن میں ہو چکا ہے۔

عروج و نزول دین اسلام

اسکا اجمال یہ ہے کہ جب آفتاب جمال حضرت خاتم الانبیاء علیہ الآلاف التحیۃ والثنا افق بطحا سے طلوع ہوا تو تیرہ سال تک مکہ میں تعلیم دینے کا نتیجہ یہ ہوا کہ مکہ و مدینہ کے کچھ تھوڑی سے لوگ انوار دیانت الٰہیہ سے منور ہوئے۔ پھر آپکے چچا ابو طالب کا جو قبیلہ بنی ہاشم اور مکہ کے رئیس تھے انتقال ہو گیا۔ تو کفار مکہ نے آپکے قتل کرنے کے منصوبے باندھے۔ اہل ایمان آنحضرت کی حفاظت نہ کر سکتے تھے اسلئے حضرت خاتم الانبیاء نے شرفای مدینہ سنورہ سے معاہدہ کر کے اس شہر کی طرف ہجرت فرمائی۔ اور اسجگہ سے تمام قبائل عرب کو دعوت اسلام دی۔ ۲ھ میں بدر کا جنگ ہوا جسمیں کفار قریش کو سخت شکست ہوئی۔ اور قریش کے چوبیس بڑے بڑے سردار کام آئے۔ ۳ھ میں احد کی جنگ ہوئی جسمیں لشکر اسلام کو شکست ہوئی اور آنحضرت کے ستر اصحاب جنمیں سے ایک حضرت حمزہؓ سید الشہداء تھے شہید ہوئے۔ ۷ھ میں جنگ موتہ ہوا اور اہل اسلام و نصاریٰ کے درمیان لڑائی شروع ہوئی۔ اس لڑائی میں زید بن حارث۔ جعفر بن ابی طالب الملقب بہ ذی الجناحین عبد اللہ بن رواحہؓ جیسے بڑے بڑے اصحاب شہید ہوئے۔ اسی سال مکہ فتح ہوا۔ کفار قریش کے لئے سوائے مسلمان ہونے کے اور کوئی پناہ نہ رہی اسلئے ضرورتاً یہ لوگ مسلمان ہو کر لشکر اسلام میں داخل ہوئے۔ نویں اور دسویں ہجری میں مکہ و مدینہ کے اطراف کے قبائل نے اسلام قبول کیا۔ گیارہویں ہجری کے اوائل میں حضرت خاتم الانبیاء کی وفات واقع ہوئی اور اسلام میں اختلاف و تفرقہ کے دروازے کھل گئے۔ اسکا اجمال یہ ہے کہ خلافت اسلام کا جو اُمت اسلام کی سب سے بڑی بنیاد اور لوگوں کی تربیت کے لئے ایک لازمی اصول تھا، نہ تو آنحضرتؐ ہی کچھ فیصلہ کر گئے اور نہ ہی مشورت و رضامندی عموم سے اسکی تاسیس ہوئی بلکہ غلبہ اور زور سے مقرر کیگئی اور بموجب تواریخ معتبرہ آخر کار عبد اللہ بن ابی قحافہ جو ابو بکرؓ کے نام سے معروف تھے خلیفہ مقرر ہوئے۔ یہ انتخاب بہت سے بڑے بڑے اصحاب خصوصاً امیر المومنین علی ابن ابی طالبؓ جو قرابت اور سبقت اسلام اور خدمت و وفور علم و کرامت کے سبب اپنا حق زیادہ سمجھتے تھے کی مرضی کے ناموافق ہوا۔ اگرچہ کہ حضرت رسالتمآب کی وفات کے بعد اکثر قبائل عرب مرتد ہو گئے تھے اور زکوٰۃ نہ دیتے تھے اسلئے رؤساء اسلام نے جو غالباً سابقین مہاجرین و انصار تھے۔ اور فوائد اسلام کو اپنی ذاتی اغراض اور شخصی مفاد پر ترجیح دیتے تھے اور نصرت اسلام کو اپنا سب سے بڑا فرض جانتے تھے اس خوف سے کہ مبادا اُن کا آپس کا اختلاف کفار عرب کے غلبہ کا باعث ہو اپنی شکایتوں کو ہٹا کر نہایت قربانی نفس کے ساتھ مرتد قبائل میں اعلاء کلمۂ اسلام اور نشر شریعت سید الانام کے لئے متفق و متحد ہو گئے۔ اسلئے دو سال اور تین مہینے کے عرصہ میں جو خلیفۂ اول کا دور حکومت ہے۔ دین اسلام جزیرۃ العرب اور بعض بلاد شام میں بحکم تلوار مستحکم ہو گیا۔ خلیفۂ ثانی کے ایام خلافت میں شام۔ مصر و ایران و ناحیہ خراسان مسخر لشکر اسلام ہوئے جب خلیفۂ ثانی نماز صبح کے وقت فیروز دیلمی کے ہاتھ سے مسجد رسول میں مجروح ہوئے تو آپ نے امر خلافت کو چھ بڑے بڑے اصحاب کے مشورہ پر مقرر کیا۔ اس مجلس شوریٰ میں بھی وہی قدیمی منافست اور دلی منافرت رؤسا کے درمیان اور بھی زیادہ ظاہر ہوئی۔ بہر حال خلیفۂ ثانی حضرت ذو النورینؓ خلیفہ مقرر ہوئے۔ انہوں نے تمام اکابر اصحاب کو بڑے بڑے عہدوں سے معزول کر دیا۔ اور امارت لشکر اور حکومت ممالک کو بنی امیہ میں جو آپکے قریبی رشتہ دار تھے تقسیم کیا۔ اگرچہ آپکے عہد خلافت میں دین پاک اواسط افریقہ اور انتہائے ایران میں پھیل گیا۔ لیکن بنی امیہ کا ظلم اور اُن کے خلافای ائمہ کے مسلک کے خلاف سلوک نے رعیت کو بھڑکا دیا۔ یہانتک کہ بصرہ۔ کوفہ۔ مصر سے لوگ دربار خلافت میں شکایت کرنے کے لئے آئے۔ اور اکابر اصحاب میں سے ہر ایک اپنا شفیع بنانے کے لئے منت و خوشامد کرنے لگے۔ سب روساء و اکابرین نے حضرت علی سے درخواست کی کہ وہ خلیفہ سے ملاقات کریں اور انہیں یہ سب باتیں بتائیں۔ حضرت علیؓ نے خلیفۂ سوم سے اسطرح خطاب کیا۔

"یہ لوگ جو میرے پیچھے کھڑے ہیں مجھسے مستدعی ہوئے ہیں کہ میں اُن کے اور آپکے درمیان گفتگو کرنے کا واسطہ بنوں۔ خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ کیا کہوں میں کوئی ایسی چیز نہیں جانتا جسے آپ نہ جانتے ہوں اور نہ ہی کوئی ایسی چیز آپکو دکھا سکتا ہوں جسکو آپ نہ پہچانتے ہوں۔ آپ ان سب چیزوں سے واقف ہیں جو ہم جانتے ہیں۔ ہم کوئی چیز ایسی نہیں جانتے جسکی آپکو خبر دیں۔ نہ ہم نے خلوت و تنہائی میں ہی کوئی چیز پائی ہے جو آپ تک پہنچائیں جو کچھ آپنے دیکھا ہے وہی میں نے دیکھا ہے۔ آپنے بھی وہی سنا ہے جو ہم نے سنا ہے۔ رسول خدا کی صحبت کا فیض آپنے بھی ویسا ہی پایا ہے جیسا ہم نے۔ ابی قحافہ اور خطاب کے بیٹے آپ سے زیادہ لائق نہ تھے کیونکہ آپ رسول اللہ کے قریبی رشتہ دار ہیں۔ آپ آنحضرت

©Afnan Library Trust, 2026

کی داماد ی کے رتبہ سے مشرف ہوئے۔ وہ اس رُتبہ تک نہ پہنچے تھے۔ پس اللہ اللہ اپنی پاسداری فرمائیں اور اپنی حفاظت کریں۔ خدا کی قسم آپکو نابینائی سے بینا کرنے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی آپکو نادانی کے بتلانے کی ضرورت ہے۔ راہ واضح اور اعلام دین قائم ہیں۔ پس جانئے کہ افضل انسان خدا کے نزدیک وہ امام عادل ہے جو ہدایت پایا ہوا ہو اور ہدایت کرے۔ وہ سنت کو قائم رکھتا ہے اور بدعت کو زائل کرتا ہے اسمیں شک نہیں کہ سنن و آداب حقہ روشن و ظاہر ہیں۔ اسی طرح بدعتیں بھی ظاہر ہیں۔ خدا کے نزدیک سب سے بدتر وہ امام ہے جو ظلم و جور کرتا اور گمراہ ہوتا ہے۔ ایسا امام سنتِ معمولہ کو مارڈالتا ہے اور بدعت متروکہ کو زندہ کرتا ہے۔ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے سُنا ہے آپنے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ظالم امام ایسی حالت میں لایا جائے گا کہ اسکا کوئی یار و مددگار نہ ہوگا۔ اور کوئی عذر اسکا سُنا نہ جائے گا۔ وہ جہنم کی آگ میں پھینکا جائے گا اور وہ چکی کی طرح اُسمیں سرگرداں رہیگا اور آخر کار جہنم کی گہرائیوں میں ہمیشہ کے لئے گر جائے گا میں آپکو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ آپ وہ امام نہ بنیں جو اس امت میں قتل ہوگا۔ کیونکہ کہا گیا ہے (یعنی رسول اللہ نے کہا ہے) بیشک مارا جائیگا اس امت میں ایک امام جسکے سبب اس امت میں قتل و غارتگری کا دروازہ کھلجائے گا۔ اور قیامت کے دن تک یہ قتل و غارتگری بند نہ ہوگی لوگ امور سے واقف نہ ہونگے اور فتنہ و گمراہی ان میں جگہ پکڑے گی۔ وہ حق کو باطل سے نہ پہچان سکینگے۔ اور ظلمت و تاریکی و بے بصیرتی میں غلطاں و پیچاں رہینگے۔ پس اس حدیث کے سُنانے کے بعد آپ نے ذوالنورین کو تاکیداً فرمایا کہ اسقدر ملایم و نرم نہ ہوں۔ کیونکہ مروان ابن حکم آپکو بڈھا اجدبیر سمجھ کر فریب دے رہا ہے اور جسطرف چاہتا ہے چلاتا ہے۔"

یہ خطبہ اہلسنت وجماعت کے علماء میں سے کامل ابن الاثیر کی کتاب میں اور شیعوں کی معتبر کتاب نہج البلاغہ میں پوری طرح درج ہے۔ ہمنے بخوف طوالت صرف ترجمہ یہاں درج کیا ہے۔ ہماری اس خطبہ کے لکھنے سے صرف یہ منشاء تھی کہ اہل اسلام جان جائیں کہ صحابہ کبار کا ایکدوسرے کے حق میں ایسا عقیدہ نہ تھا جیسا کہ عموماً اسوقت مسلمان انکے بارے میں سمجھے بیٹھے ہیں۔ تاکہ اسلام میں اختلاف کا سبب سمجھ آجائے اور یہ کہ اسوقت جسقدر اختلافات ہیں خواہ کسی نام سے بھی موسوم ہوں۔ ملت بیضا کے اصول کے خلاف ہیں۔ المختصر اصحاب کبار کی کوششوں کا کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ نہ ذوالنورین ہی حکام کے معزول کرنے پر راضی ہوئے۔ اور نہ وہ لوگ اپنے وطنوں کو واپس جانے کی جرأت کرسکے۔ آخر کار اُن سرکش لوگوں نے خلیفہ کو معزول کرنے کی ٹھان لی صحابہ کبار بھی الگ ہوگئے اور معاملہ خلیفہ ذوالنورین کے قتل پر ختم ہوا۔ اور ارادۂ الٰہی کے مطابق فتنہ و فساد امت اسلام میں پیدا ہوا کیونکہ ذوالنورین کی شہادت کے بعد خلافت حضرت علی کے سپرد ہوئی۔ آپکے خلیفہ مقرر ہونے پر والیان بلاد اور امرائے عرب جو عموماً اہل مکہ تھے خوفزدہ ہوئے۔ صحابہ کبار کی یہ حالت تھی کہ ہر ایک اپنے آپکو خلافت کا حقدار سمجھتا تھا۔ خصوصاً امرای بنی امیہ جو بنی ہاشم سے باوجود قریبی قرابت کے پُرانی دشمنی دلیں رکھتے تھے۔ اور اہلبیت مبارک سے ہمیشہ برسرپرخاش رہتے تھے خصوصاً معاویہ جو زعیم قوم اور امیر قبیلہ تھا اور اپنی کیاست و تدبیر اور علم و عقل کے باعث مدت مدید سے ملک شام کا خودمختار حاکم تھا اسکے پاس لشکر و خزانہ۔ سرداران فوج و اسلحہ محاربانہ کافی وافی تھے۔ بدر اور احد کے معرکوں کے سبب جسمیں کہ اسکے بڑے بڑے قریبی رشتہ دار حضرت امیر کبیر کی تلوار ذوالفقار سے مارے گئے تھے اسکے دلمیں آپ کی عداوت راسخ اور آنجناب کا بغض اسکی طینت میں متمکن تھا۔ لہٰذا ناممکن تھا کہ اسقدر استعداد رکھتے ہوئے وہ خلافت آنجناب کے سامنے سرتسلیم خم کرے اور جبتک جان اسکے بدن میں ہے مطیع و منقاد ہو مگر چونکہ حضرت امیر کی جلالت اور کرامت کے سبب کھلم کھلا آپکی مخالفت کا دم نہ مارسکتا تھا اسلئے پہلے طلحہ و زبیر مدینہ سے مکہ آئے اور یہاں اُم المومنین حضرت عائشہ اور کچھ امرای بنی اُمیہ کو ساتھ ملاکر حضرت امیر پر حضرت ذوالنورین کے قتل کا اتہام باندھا اور خون عثمان کے طلب کے بہانہ سے لڑائی کی طرح ڈالی اور آخر کار یہ ریشہ دوانیاں جنگ جمل کی صورت میں منتہی ہوئیں۔ یہ جنگ عظیم و مقاتلہ اسلامی جو داخلی جنگہائی اسلامی کا بسم اللہ تھی۔ قتل طلحہ و زبیر اور غلبۂ امیر المومنین کے ساتھ ختم ہوا۔ اس لڑائی کے بعد معاویہ نے شام میں مظلومیت عثمان کی آہنگ بلند کی۔ اور امرای شام کو جو نخوت و شہامت اور قوت و صلابت کے لئے مشہور تھے آنحضرت کے ساتھ لڑنے کے لئے اپنے ساتھ ملالیا۔ اور بمطابق صحیح روایات نوے ہزار فوج کے ساتھ دارالخلافہ شام سے حضرت امیر پر چڑھائی کی۔ حضرت امیر بھی رؤسای اصحاب و اکابر اہل ایمان کے ساتھ جو غالباً بڑے بڑے اصحاب نبی تھے اسیقدر فوج لیکر جنگ کے لئے نکلے اور یہ دو بحر ذخار متلاطم و متواج صفین پر جو حدود شام و عراق میں ایک موضع ہے متصادم ہوئے۔ مگر وہ لوگ جو اسجگہ جمع ہوئے خلاصۂ رؤساء اسلام تھے۔ اور ڈرتے تھے کہ کہیں عربوں کی خرابی اور زوال اسلام کے سبب غیروں کا غلبہ نہ ہوجائے اسلئے طرفین کے روساء میں سے کوئی بھی راضی نہ ہوتا تھا کہ یہ جنگ سلطانی اور قتل عمومی ہو اسلئے پانچ ماہ صرف نامہ و پیام یا چھوٹی چھوٹی لڑائیوں میں ہی گذرے مگر کوئی راستہ صلح و اصلاح کا نہ کھلا۔

خصوصاً ان چھوٹی چھوٹی لڑائیوں میں عمار بن یاسر اور ذوی الشہادتین وغیرہ صحابہ کبار کا شہید ہونا اور عبیداللہ بن عمر و شرحبیل بن ذا الکلاع کا جو عرب کے جلیل القدر امرا میں سے تھا معاویہ کی اغراض شخصیہ کا قتیل ہونا طرفین میں پُرانی دشمنی کو بھڑکانے اور صلح کے دروازہ کو ہمیشہ کے لئے بند کرنے کا باعث ہوا۔ آخر کار وہ جنگ عظیم واقع ہوئی جسکی مورخین نے لیلۃ الھریر لکھا ہے۔ اور طرفین کے ۳۷ ہزار نفوس کام آئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بحکم پنچایت چار ماہ کی عارضی صلح مقرر ہوئی اس مدت چار ماہ میں قاریانِ قرآن اور صحابہ کبار نے اس جنگ سے بہت اظہار ناراضگی کیا۔ اور حضرت امیر کو لوگوں کے خون بہانے اور مسلمانوں میں اختلاف بڑھانے کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ اور خلوت و مجالس میں حضرت امیر اور حضرت ذوالنورین اور معاویہ کو ان سب فسادوں کا باعث سمجھتے تھے خصوصاً جبکہ پنچایت صدق و صلاح سے نہیں بلکہ حیلہ و فریب سے ختم ہوئی پس سرداران عراق نے جو غالباً فطانت و معرفت سے بے بہرہ تھے اسبات کو حضرت امیر کے خلاف جنگ کی دستاویز بنایا۔ الغرض جنگ نہروان واقع ہوئی۔ اس لڑائی میں بھی قریباً چار ہزار امراو و افراد عرب معدوم و مقتول ہوئے۔ ان حوادثات سے دلوں میں غبار بڑھتا گیا اور اختلاف کے وسائل پیدا ہوتے گئے حتی کہ رحلت نبی کے تیس سال بعد یعنی ۴۰ھ میں حضرت امیر المومنین علیؑ کی شہادت واقع ہوئی۔ (باقی باقی)

رُباعیات عمر خیام

مغرب مشرق کے قدموں میں

اگر آپکو یہ دیکھنا ہو کہ مغرب کے اہل کمال کس طرح مشرق کے آگے جھک گئے تو آپ کے لئے رُباعیات عمر خیام کا مطالعہ کرنا ضروری ہے آج تک بازار میں رباعیات عمر خیام کے جو نسخے ملتے تھے علاوہ کتابت اور طباعت کی غلطیوں کے بہت نامکمل ہوتے تھے۔ مگر یہ نسخہ مکمل ہے اور اسکا حُسن کتابت و طباعت تعریف سے مستغنی۔

علاوہ مکمل ہونے کے اسمیں ایک خوبی یہ ہے کہ ہر ایک رُباعی کا نہایت اعلیٰ منظوم ترجمہ بھی ساتھ دیا گیا ہے۔ مزید براں عمر خیام کا فوٹو بھی شامل کتاب ہے۔ قیمت علاوہ محصول عہ

پتہ کتابستان بازار کمرکا بنگلش دہلی

رُباعیات سرمد شہید

دہلی میں خون شہادت

سرمد شہید جو شاہی زمانے میں مولویوں کے فتوی سے جامع مسجد دہلی کے دروازے کے سامنے شہید کئے گئے تھے، یہ آپ ہی کی عارفانہ اور حکیمانہ رُباعیات کا مجموعہ ہے۔

طباعت و کتابت بے مثل قیمت نہایت کم یعنی علاوہ محصول ۱۲

پتہ کتابستان بازار کمرکا بنگلش دہلی

ضروری یاددہانی

جن اصحاب کا چندہ کوکب ہند ۲۲۔ جون سنہ ۱۹۳۲ء کے پرچہ کے ساتھ ختم ہوگیا ہے وہ براہ مہربانی آئندہ سال کا چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں۔ ورنہ ۱۷۔ جولائی کا پرچہ بذریعہ وی پی بھیجا جائے گا

(منیجر کوکب ہند)

©Afnan Library Trust, 2026

جنیوا کا ایک خط

اگرچہ حالات کی پیچیدگیاں اور بہت سی تحدیدات ہیں حسب دلخواہ کام کرنے نہیں دیتیں تاہم ہمارے ادارۂ عام کا کام شروع ہی سے باعث اطمینان رہا ہے۔

ہفتہ وار مجالس برابر ہوتی رہیں جنمیں تعالیم مبارکہ کی تلاوت۔ اصول معاشرتی و روحانی کی تصریح اور گاہے گاہے لیکچروں کا انعقاد مختلف اقوام کے اہل شوق داخلاص کو اپنے مقناطیسی اثر میں لاتا رہتا ہے۔ بہت سے احباب حتیٰ کہ اتفاقی ملاقاتی بھی کچھ چھوٹے چھوٹے پرچے بانٹنے کے لئے لے جاتے ہیں کتابیں پڑھنے کے لئے مستعار لیتے ہیں۔ اور امر جلیل کی معاشرتی واخلاقی خوبیوں کی تعریف کرتے ہیں۔ اور مشکل دینی مسائل کے سہل حل کے مداح ہوتے ہیں۔

پچھلے تین ماہ میں لیڈی بلام فیلڈ اور مس ایڈتھ سینڈرسن نے اپنے خاص دوستوں میں امر مبارک کے پھیلانے میں نمایاں حصہ لیا۔ اور بہت سے نئے مسافرین وسیاحین کو امر بہائی کی تعالیم کے مطالعہ کا شوق دلایا۔

امر بہائی کے اصول کو روح وریحان سے پھیلانا اور ہر ایک رفاہ عام کے کام میں بجد بنتی تمام حصہ لینا یہاں کے مدبرین وماہرین حکومت کی توجہ کو خاص طور سے جلب کر رہا ہے کیونکہ وہ اسبات کو پوری طرح محسوس کرنے لگے ہیں کہ امر بہائی ہی دنیا میں اخوت عام کے پھیلانے کا سبب ہو سکتا ہے خصوصاً اس زمانہ تغیر عالم میں جب کہ کل دنیا کے عقلا وحکما اس گتھی کے سلجھانے کی تدابیر میں لگے ہوئے ہیں۔

ادارۂ عام میں دوبڑے کامیاب جلسے ہوئے ایک سہ پہر کو اور دوسرا شام کے وقت۔ ہر جلسہ میں قریباً تمام مدبرین لیگ اوف نیشنز حاضر تھے۔ ایک جلسے میں لیڈی بلام فیلڈ نے پرنس عارف الدولہ کی تحریرات سے کچھ اقتباسات بین الاقوامی امن کے بارہ میں پڑھکر سنائے۔

پرنس عارف الدولہ ایک بڑے عالم وفاضل ایرانی ہیں آپنے حضرت عبدالبہاء کی ملاقات کا شرف حاصل کیا تھا اور آپ ہمیشہ آنحضرت کو امن کا پیغامبر اور نوع انسان کا محب کہتے ہیں۔

ایک تیسری مجلس سہ پہر کے وقت منعقد کیگئی۔ اس مجلس میں احسان الجابری جلبی جو لیگ آف نیشنز میں روسیوں کی طرف سے وکیل ہیں، وفق افروز تھے آپنے جب اپنے دوستوں سے یہ سنا کہ جنیوا میں اہل بہاء کی ایک مجلس ہے تو آپ نے اس مجلس میں آنے کے لئے نہایت پرزور خواہش ظاہر کی۔

آپ نے ہمیں حضرت عبدالبہاء سے اپنی ملاقات کا حال بتایا۔ اور اپنی ان خدمات کا ذکر بھی کیا جو آپنے زمانۂ حکومت ترکی میں آنحضرت کے حضور میں کی تھیں۔ آپنے چلتے وقت بہت سے چھوٹے چھوٹے امری رسائل واوراق انگریزی وفرانسیسی زبانوں میں دوستوں میں تقسیم کرنے کے لئے ہمسے لئے۔ اور تمام بہائی انجمنہای اشاعت کے پتے بھی لئے۔ اور حضرت شوقی ربانی سے شوق ملاقات ظاہر کیا کہ لوٹتے وقت آپ حیفا ہوتے ہوئے آنحضرت کی ملاقات کا شرف حاصل کر کے حلب جائینگے۔

مسز اسٹنارڈ نے سٹٹگارٹ جرمنی کے اہل بہاء کی ملاقات کے لئے حال ہی میں جرمنی کا سفر فرمایا۔ آپ سٹٹگارٹ کے بہائیوں کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان ہیں اور انکی بے غرضانہ خدمات کی جو وہ امر مبارک کے لئے وفاداری وتندہی سے کر رہے ہیں نہایت تعریف کرتی ہیں۔ آپ مسٹر ولہلم یرگل اور آپکی اہلیہ میری کی روحانیت۔ استقامت اور محبت دینی کی خاصکر مداح ہیں۔ آپ فرماتی ہیں کہ میرے پہلے سفروں میں بھی یہی دونوں پیاری ارواح میری انیس تھیں اور آج بھی یہی دونوں میری ہمراز ہیں۔

سٹٹگارت کے احبا کی مجالس عموماً آپکے گھر میں ہی منعقد ہوتی ہیں۔ اور آپکی مکمل لائبریری جرمن بہائیوں کی محنت ومشقت کا پتہ دیتی ہیں کہ ان خدا کے پیاروں نے کس تندہی سے امر مبارک کی کتابوں کا ترجمہ جرمن زبان میں کر لیا ہے۔

جرمن بہائی رسالہ "روبے ڈیر دار ہائٹ" یعنی خورشید حقیقت برابر باہوار شائع ہوتا ہے۔ سٹٹگارت کے اہل بہاء میں بہت سی مخلص ومحب ارواح ہیں لیکن کونسل اور لیڈی شوارز خاص ذکر کی مستحق ہیں۔ آپ احبای قدیم سے ہیں۔ اور مدت سے امراللہ کی خدمت میں مصروف ہیں مس ہارن حوحال ہی میں حیفا سے پھر کر آئی ہیں مستقل طور سے اپنا پورا وقت امراللہ کی خدمت میں صرف کرنے کا ارادہ رکھتی ہیں۔ آئندہ موسم بہار میں انشاء اللہ امر بہائی سٹٹگارٹ میں ہی نہیں بلکہ تمام جرمنی میں نہایت سرعت سے اپنا اثر ظاہر کریگا مسٹر ہرگل متواتر تبلیغ کے لئے سفر کرتے رہتے ہیں۔ اور آپنے پچھلے سفر تبلیغ میں وائنا آسٹریا میں ایک خاص اثر پیدا کیا۔ اور یہاں کے اخبارات آپکی تعریف اور امر بہاء کی عظمت میں کالم کے کالم لکھ رہے ہیں۔ لیڈ شوارز بھی اپنی سوشل مجالس جاری کر نیوالی ہیں۔ جنمیں وہ اعلیٰ طبقہ کے اشخاص کو امر بہائی کا پیارا پیغام سناتی ہیں۔

مسز اسٹنارڈ نے دو لکچر دیے ایک "مشرق میں تغیر وتبدیل" اور دوسرا امر بہائی پر تھا۔ اگرچہ موسم بہت سرد تھا مگر لکچر ہال بالکل پر ہوتا تھا۔"

احبای سٹٹگارٹ میں خاندان سٹاکور خاص قابل ذکر ہے۔ اس خاندان کے دو افراد پر وفیسر دانیال اور آپکے بھائی پروفیسر روڈالف نہایت مخلص اور اعلیٰ ہستیاں ہیں۔ آپکی بہن احبای قدیم میں سے ہیں ؛

دارالکتب اسلامیہ

تبلیغ واشاعت اسلام کی بہترین کتاب عربی فارسی اردو انگریزی۔ قرآن شریف اردو انگریزی و عمائل شریف معرا ہر قسم مندرجہ ذیل پتہ سے طلب فرمائیں۔ فہرست کتب مفت۔ پتہ

منیجر دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

۱۶

ایک بہترین ایجاد بارہ اکسیروں کا بینظیر مجموعہ

فیملی میڈیسن بکس

خدا شاہد ہے کہ آجتک اس بکس کے ذریعے مختلف امراض کے ایک لاکھ سے زیادہ مریض شفا پا چکے ہیں۔ جس ڈاکٹر یا حکیم کے پاس یہ بکس ہو اسکو پھر اور کسی نسخہ کا تردد نہیں کرنا پڑے گا۔ جس عیالدار کے پاس یہ بکس ہو اسکو حتے الامکان کسی حکیم یا ڈاکٹر کی ضرورت نہ ہوگی۔ اس عجیب وغریب فیملی میڈیسن بکس میں مختلف ساٹھ ستر سے زیادہ بیماریوں کی دوائیں جو تین چار سو مریضوں کے لئے کفایت کریں موجود ہیں۔ یہ فیملی میڈیسن بکس بڑی محنت اور جانفشانی سے انگریزی ویونانی ادویات کے جواہر کو ترکیب دے کر ان اشخاص کے لئے تیار کیا گیا ہے جو اکثر سفر یا ایسے مقامات میں رہتے ہیں۔ جہاں حکیم وڈاکٹر وقت پر نہ ملسکیں۔ یا ان عیالداروں کے لئے جنکو اکثر شکایات کے لئے حکیموں کے پیچھے مارے مارے پھرنا پڑتا ہے۔

نام ادویات فیملی میڈیسن بکس جو مندرجہ ذیل امراض کے لئے تیر بہدف ہیں

شربت اکسیر۔ روح مسیحا۔ سفوف اکسیر۔ سفوف جواہر سفوف حمیات۔ عرق اعجاز۔ سفوف اعجاز۔ عرق جواہر سفوف مسیحا۔ سفوف شفا۔ اکسیر الاطفال۔ حب مسیحا ؛

امراض جن کیلئے یہ ادویات تیر بہدف ہیں

امراض چشم۔ ہیضہ۔ یرقان۔ درد پیٹ۔ پیچش۔ مروڑ۔ قے متلی۔ نفخ۔ قراقر شکم۔ ریح۔ ڈکاروں کا آنا۔ کرم شکم۔ آتشک سوزاک۔ درد کمر۔ بندی حیض۔ کھانسی۔ بخار ہر قسم۔ درد داڑھ درد دانت۔ مارگزیدہ۔ عقرب گزیدہ۔ گھٹیا۔ خنازیر۔ نزلہ زکام۔ انفلوئنزا۔ درد کان۔ پھوڑے پھنسی۔ زخم۔ درد سر طاعون۔ درد شقیقہ۔ عمدہ جلاب۔ براسیر ہر قسم۔ بے خوابی پالپچر۔ بھگندر۔ زنبور گزیدہ۔ درد اعصاب۔ رکاوٹ بول قبض۔ جریان۔ جہازی امراض۔ نکسیر۔ ڈینگی۔ دق۔ سل۔ بخار نیا ذات الجنب بچوں کی پسلی چلنا۔ اور تمام امراض بچگان وغیرہ وغیرہ قیمت فی بکس ہتے ڈاکخرچ ۱۲ر

کل قیمت پیشگی آنے سے ڈاکخرچ معاف

ملنے کا پتہ

ڈاکٹر ایس اے ماجد پوسٹ آفس منیر پٹنہ

©Afnan Library Trust, 2026

اچھے اور بُرے خطابات

بہادر جنگجو لائق فائق۔ جوانمرد مایۂ ہمت وغیرہ خطابات اُنہیں شخصوں کو دیئے جا سکتے ہیں جو بالکل تندرست اور صاحب صحت ہوں۔ نیم مرگ۔ مردہ دل۔ بے ہمت۔ نالائق وغیرہ خطابات کمزور اور مریض اشخاص کو دیئے جاتے ہیں۔ اسلئے اگر آپ بُرے خطابات سے بچنا اور اچھے خطابات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو مقویات کی سرتاج آٹنگ نگرہ گولیوں کا استعمال کریں۔ یہ گولیاں ہر قسم کے امراض سے محفوظ رکھتے ہوئے گذشتہ طاقت و تندرستی از سر نو پیدا کر دیتی ہے اور غلط کاریوں اور بیماریوں سے مادہ تولید میں جو خرابی آجاتی ہے فوراً دور ہوتی ہے۔ سُست اور مُردہ دل زندہ و توانا بنجاتا ہے۔ پیران ہشتاد سالہ بھی نوجوان معلوم ہوتے ہیں۔ خون کی خرابی۔ قوت حافظہ کی شکایت یکدم دور ہو جاتی ہیں۔ نامردی۔ جریان۔ احتلام۔ سُرعت انزال وغیرہ سب کافور۔

قیمت فی ڈبیہ اکیس روپیہ — پانچ ڈبیہ چار روپیہ للعہ

پتہ

آٹنگ نگرہ کمپنی جام نگر کاٹھیاوار

بواسیر کی گولیاں

بواسیر خونی و بادی کا بفضلہٖ ایک ہفتہ میں ازالہ ہو جاتا ہے اور عمر بھر دوبارہ یہ منحوس مرض نہیں ہوتا۔ ہزارہا استعمال کرنیوالوں نے اسکی مفید خواص کی تصدیق کی ہے قیمت فی شیشی صرف ۱ر محصول ۱ر

خضاب لاجواب

سفید بالوں کو مثل اصلی اور قدرتی سیاہ بالوں کے کالے بھنور بناتا ہے۔ رنگ پختہ اور سیاہی پائدار ہوتی ہے۔ جسم پر کسی قسم کا داغ یا دھبہ نہیں پڑتا۔ قیمت فی شیشی ۲ر۔ محصول ۶ر

احسان میر آئل

بالوں کو لمبے گھنے اور ملائم بناتا ہے۔ جہاں بال نہ اُگتے ہوں اُگنے لگتے ہیں۔ اور بال گرنے بند ہو جاتے ہیں۔ بھینی بھینی خوشبو سے دماغ معطر اور تر و تازہ ہو جاتا ہے۔ شرفا اور بیگمات نے پسند کیا ہے۔ فی شیشی ایک روپیہ محصول ۶ر

بال اُڑانے کا پوڈر

صرف تین منٹ میں بغیر کسی تکلیف اور ضرر کے بال اُڑاتا ہے جلد کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ قیمت فی بکس ۱۲ر محصول ۶ر

پتہ

حکیم مرتضیٰ محمد ضیاء اللہ امرتسر

مُفت

سرمۂ نور البصر

یہ عجیب و غریب سُرمہ آنکھ کی جملہ شکایات مثلاً ضعف بصر۔ نکرے جالا۔ پھولا۔ جالا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دہند۔ غبار۔ پڑیال ناخونہ۔ گوہانجی۔ ابتدائی موتیابند وغیرہ کا مجرب اور بے ضرر علاج ہے۔ ایک آنے کا ٹکٹ برائے محصول ڈاک آنے پر مُفت بھیجا جاتا ہے۔

پتہ

محمد ممتاز محمد مختار لوئر بازار شملہ

اشتہار دینے کیلئے نادر موقع

یاد رکھئے! کہ اخبار پیغام صُلح کا مسیحی موعود غبر جلد ۲۸ر جولائی سنہ ۱۹۲۶ء کو ہزاروں کی تعداد میں چھپکر ہندوستان میں تقسیم ہوگا۔ ایک قابل دید شے ہے۔ تاجروں کیلئے نادر موقع ہے کہ وہ اسمیں اشتہار دے کر فائدہ اُٹھائیں۔ نمونہ اخبار اور نرخنامہ اجرت اشتہارات مفصلہ ذیل پتہ سے مفت طلب فرمائیں۔

منیجر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور

عورتیں اپریشن سے گھبراتی ہیں!!

آل انڈیا یوگاچاری میڈیکل مشن کو یہ فخر ہے کہ اُن کے "ست دھرم ہسپتال" کی انچارج لیڈی ڈاکٹر پنڈتہ ستیہ وتی جی شاستری ایم۔ ایس۔ سی (او) ایم۔ ڈی۔ ایچ (امریکہ) و ایڈیٹر شاستری ایڈیٹر رسالہ ست دھرم (اردو) و رسالہ لیڈی ڈاکٹر (ہندی) نہ صرف امراض زنانہ کی ماہر خصوصی ہی ہیں بلکہ رحم کی قابل اپریشن امراض کا علاج بغیر اپریشن کرنے میں زبردست کامیابی حاصل کر چکی ہیں۔ ان کا طریقۂ علاج بالکل نرالا اور مخصوص ہے جو کہ فی الحال کسی ڈاکٹر۔ لیڈی ڈاکٹر یا وید حکیم کو معلوم نہیں۔ ہسپتال کا اندرگاہ صرف عورتوں کے خاص امراض کا معائنہ بذریعہ آلات کرنے کی فیس دو روپے لیتی ہیں۔ اس کے علاوہ نہ کوئی فیس اور نہ دوائی کی قیمت ہی لی جاتی ہے۔ بلکہ علاج بالکل مُفت ہوتا ہے۔ لدھیانہ۔ میرٹھ اور مدراس وغیرہ سے اُپریشن کروا کر ناکامیاب عورتیں انکے ہاتھ سے شفا حاصل کر چکی ہیں۔ ضرورتمند فائدہ اٹھائیں۔

خط و کتابت کا پتہ ست دھرم ہسپتال و فارمیسی جالندھر شہر

اثبات التوحید

مُصنفہ جناب حکیم محمد حسین صاحب قریشی امین آبادی

بجواب

کتاب انوار آفتاب صداقت

نوشتہ قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی

جناب فضل احمد لدھیانوی نے کتاب انوار صداقت میں اسلام کے حقیقی علمبردار فرقہ اہلحدیث اور جماعت حنفیہ دیوبندیہ کے عقاید شمار کر کے شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ۔ مولانا اسمٰعیل شہید۔ اور مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی پر کفر کا فتویٰ صادر کیا ہے۔ اثبات التوحید میں قریباً بتیس ۳۲ مختلف مسائل پر بحث کر کے قرآن و حدیث کے دلائل کی رو سے ان اعتراضات کا دندان شکن جواب دیا گیا ہے۔ اور آخر میں اسلام کے صحیح عقائد درج کئے گئے ہیں۔ علماء عصر اور اکابر اسلام کی متفقہ رائے ہے کہ اثبات التوحید توحید ایمان اور عقاید اسلامی کی بہترین کتاب شائع ہوئی ہے قیمت عہ

ترجمہ اُردو کتاب الدر النفید فی اخلاص کلمۃ التوحید

مصنفہ امام شوکانی ؒ

نام سے ہی ظاہر ہے کہ اسلام کے اولین اصول یعنی مسئلہ توحید کے بیان میں بیمثل کتاب ہے۔ قیمت ۱۲ر

تفسیر سورۂ والتین۔ مصنفہ مولانا ابوالکلام (آزاد)

اس کتاب میں مسئلہ خیر و شر فطرت انسانی اور جزای اعمال جس مؤثر طرز پر ادا ہوا ہے وہ ہر عام و خاص کے لئے قابل غور ہے۔ اسی کتاب میں حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی اور مولانا مظہر الدین صاحب شیر کوٹی کی والتین کی تفسیر بھی شامل ہے

پتہ محمد شریف عبدالغنی تاجران کتب بازار کشمیری لاہور

©Afnan Library Trust, 2026

111 15

اے اہل عالم ہمہ باریک دارید و بزرگ یک شما خسار

کوکب ہند دہلی

جلد ۳ نمبر ۱۵ | مدیر مسئول سید محفوظ الحق علمی | ہر ماہ انگریزی کی یکم ۱۰، ۲۵ کو شائع ہوتا ہے | محل ادارہ چاندنی چوک دہلی | ۱۷- جولائی ۱۹۲۶ء

عالم بہائی

ایران | جہرم کی تازہ ترین معتبر خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ شیراز کے اہل فتنہ نے پچھلے ماہ رمضان میں ایک متعصب ملا کو جسکا نام ہم پچھلی کسی شاعت میں درج کر چکے ہیں اہل بہاء کے خلاف بھڑکانے کے لئے جہرم بھیجا۔ دشمنوں نے رمضان کا مہینہ اسلئے چنا کہ عوام کے جذبات نفسانی بجای صلاحیت کے زیادہ مشتعل ہوتے ہیں۔ اور بھوک کی خشکی عموماً انکی عقل کو سلب کئے ہوتی ہے۔ ملا مذکور نے اپنے عہدۂ تعصب کو ایسی عمدگی سے پورا کیا کہ جہرم کا طبقۂ نسوان بھی جوش میں آگیا۔ ایک دن ایک جم غفیر مرد اور عورتیں اہل بہاء کے گھروں کی طرف چھری۔ چاقو۔ تلوار۔ لاٹھی سونٹے سے مسلح ہجوم کر کے آئے پہلے جناب روحانی کے گھر پہنچے۔ جناب مذکور گھر پر موجود نہ تھے۔ جوش میں آئے ہوئے مجمع نے آپکے گھر کو لوٹا اور لوٹ کر آگ لگادی اور آنجناب کی تلاش میں نکلے۔ انکو آتا دیکھکر بکیڑا اور اسقدر زدوکوب کیا کہ آپ جان بحق تسلیم ہو گئے۔ آپکی نعش مبارک کو گھسیٹتے ہوئے اور دوں کی تلاش میں گئے۔ اور ہر گھر کو لوٹتے اور آگ لگاتے گئے۔ اہل بہاء کو پکڑتے اور جام شہادت پلاتے گئے حتی کہ خود ہی جب تھک گئے تو اپنے اپنے گھروں کو واپس گئے۔ جو کچھ اس ۷۔ اپریل ۲۶ء کے دن ہوا۔ اسکو بیان کرنے کا یارا ہمارے قلم میں نہیں۔ مظلوموں نے اپنے مولیٰ کی نصیحت کے مطابق اپنے قاتلوں کے سامنے ہاتھ تک نہ اٹھایا اور نہایت مظلومیت سے اس محبوب عالمین کے حکم پر اپنی جانیں نثار کیں جن شہیدوں کے نام اسوقت تک ہمیں پہنچے ہیں یہ ہیں:۔ آقا سید حسین روحانی۔ آقا محمد شفیع۔ استاد عباس۔ آقا مشہدی عباس۔ آقا محمد کاظم۔ استاد محمد حسن۔ آقا محمد حسن آقا محمد رضا۔

بوشہر | احباب نہایت خلوص و محبت سے خدمت امر و خلق میں کوشاں ہیں۔ ہر ہفتہ محفل درس تبلیغ۔ محفل نشر نفحات محفل ضیافت و ملاقات کا سلسلہ جاری ہے۔ روح و ریحان سے احباب مسرور ہیں۔ حضرت آقا میرزا احسن نوش آبادی شیراز سے بوشہر پہنچے اور شب و روز تبلیغ میں کمربستہ رہے تھوڑے ہی دنوں میں ۲۸ افراد کو تبلیغ کی جن میں سے ۹ حضرات کامل تحقیق کے بعد تصدیق کر چکے ہیں۔ بقیہ بھی قریب تصدیق ہیں مہمان خانۂ عام اور کتب خانہ بھی باقاعدہ کھولدیا گیا ہے۔

مصر | پورٹ سعید | احبای پورٹ سعید روز بروز خدا کی خالص و پاک محبت میں بڑھ رہے ہیں۔ بہت سے مبتدی مجالس روحانی میں آتے اور فیض ایمانی سے بہرہ ور ہوتے ہیں پورٹ سعید کے ہر خط میں امر اللہ کی پیشرفت کی خبریں ہمیشہ قلوب احبا کو مسرور کرتی ہیں۔ موجودہ خطوط بھی ایسی ہی خبروں سے لبریز ہیں۔

شام | حیفا۔ حضرت ولی امر اللہ تنظیم امر مبارک میں نہایت انہماک سے حصہ لیتے ہیں۔ اور ہر روز احبای حیفا کی مجلس کو اپنے حضور سے مشرف فرماتے ہیں۔

بیروت | نئی مجلس روحانی کے انتخابات ہوئے اور نئی مجلس نے باقاعدہ کام شروع کر دیا ہے۔ بہائی طلباء امریکن یونیورسٹی نے محفل جوانان بہائی کی ایک شاخ یونیورسٹی میں ہی قائم کی اور نہایت انہماک سے امر اللہ میں حصہ لے رہے ہیں۔ درحقیقت یہ جوان مجلس روحانی کو بہت مدد دیتے ہیں۔ اور ہر کام میں ہاتھ بٹانے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ بوجہ بیروت کے راستے میں ہونے کے زائرین ارض مقصود کی آمد و رفت سے اہل بیروت ہمیشہ ان پاک و مخلص ارواح کی صحبت سے لطف اندوز ہوتے رہتے ہیں اور ارض مقصود کی تازہ ترین خبریں قریباً ہر روز ان کے قلوب کو مسرور کرتی رہتی ہیں۔

ہندوستان | بمبئی | تازہ ترین خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ احبای الٰہی و اماء الرحمٰن امر اللہ کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں۔ انتخابات مجلس روحانی و مجلس ترقی نسوان کے بعد ہر ممبر نے اپنے فرائض کی ادائیگی میں پورے انہماک سے حصہ لینا شروع کر دیا ہے۔ مجالس روحانی ہفتے میں دو روز ہوتی ہیں۔ اور پیشرفت امر اللہ کے لئے ہر ممکن وسیلہ کو اختیار کیا جاتا ہے جہرم کے شہیدوں کی یادگار میں احباب نے پرخون دلوں سے مجلس دعا قائم کی۔

رنگون | مجالس احباب ہفتہ میں دو روز قائم ہوتی ہیں۔ اور حسب دستور امر اللہ کی پیشرفت میں سعی و کوشش کی جاتی ہے۔ نئے انتخابات مجلس ہوئے۔ ہمیں امید ہے کہ نئی مجلس امر اللہ میں بیش از بیش کوشش کریگی۔

دہلی | فرقہ وارانہ کشاکش کی وجہ سے مجلس کا کام صرف محافل احباب تک ہی محدود رہا۔ جناب شہاب سفر تبلیغ سے واپس آکر پورے انہماک سے کوکب ہند کی مدد فرما رہے ہیں۔ جناب ڈاکٹر کوشل کشور بہارگو دہلی میں اپنی تشریف فرمائی سے ہمارے دلوں کو مسرور فرما رہے ہیں۔

جناب سی سین بنان شملہ چلے گئے ہیں۔ امید ہے کہ آپ موسم گرما کے بعد پھر دہلی تشریف لائینگے۔

امریکہ | شیکاغو | احبای الٰہی ترقی امر اللہ کے لئے بیش از بیش کوشش کر رہے ہیں۔ شرق الاذکار کی نچلی منزل بالکل تیار ہو گئی۔ اور محافل عموماً وہیں ہوتی ہیں۔ دوسری منزل کے بنانے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ لجنۂ تبلیغ و اشاعت نے مستقل مبلغین کو ایالات امریکہ کے مختلف شہروں میں بھیج دیا ہے۔ اور ہر شہر سے لوگوں کا فوج فوج امر اللہ کے حمیہ تلے آنے کی خوشگوار خبریں آرہی ہیں۔

مجلۂ مبارکۂ نجم باختر بڑی آب و تاب سے ہر ماہ اپنے اعلیٰ روحانی مضامین کیساتھ شکاغو سے شائع ہوتا ہے ناظرین جو اسکے خریدار ہونا چاہیں کوکب ہند کی معرفت خرید سکتے ہیں۔

©Afnan Library Trust, 2026

مفاوضات حضرت عبدالبہاء

سوال :-

انبیا کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب :- انبیا دو قسم کے ہیں

(۱) مستقل | ایک بالاستقلال و متبوع - دوسرے غیر مستقل و تابع - انبیاے مستقلہ صاحب شریعت اور دور جدید کے موسس ہوتے ہیں - اُن کے ظہور سے دنیا ایک نیا چولہ بدلتی ہے اور ایک نئے دین کی بنیاد پڑتی ہے - اور ایک نئی کتاب نازل ہوتی ہے - یہ انبیا حقیقت الوہیت سے بلا واسطہ فیض حاصل کرتے ہیں - اُن کی نورانیت نورانیت ذاتی ہوتی ہے - بعینہٖ آفتاب کی مانند جو خود اپنی ہی ذات سے روشن ہے - اُسکی روشنی اُسکا ایک لزوم ذاتی ہے - کسی دوسرے سیارے یا ستارے سے حاصل کی ہوئی نہیں - یہ مطالع صبح احدیت فیض کے سرچشمے اور ذاتِ حقیقت کے آئینے ہیں -

(۲) مرتبط | دوسری قسم کے نبی تابع و مروج ہیں کیونکہ نرع ہیں مستقل نہیں - یہ نبی انبیاے مستقلہ سے فیض حاصل کرتے ہیں - اور نبوت کلیہ سے نور ہدایت پاتے ہیں - چاند کی مانند جو بذات خود روشن و ساطع نہیں بلکہ آفتاب سے روشنی پاتا ہے - مظاہر نبوت کلیہ جو بالاستقلال اس دنیا میں ظاہر ہوئے اُن میں سے حضرت ابراہیم - حضرت موسیٰ - حضرت مسیح - حضرت محمدؐ - حضرت اعلیٰ اور حضرت جمال مبارک ہیں -

دوسری قسم کے جو تابع و مروج ہیں اُن میں سے حضرت سلیمان - داؤد - اشعیا - ارمیا - حزقیا ہیں -

انبیاے مستقلہ موسس تھے یعنی انہوں نے ایک نئی شریعت کی بنیاد ڈالی اور لوگوں کو ایک نئی خلق بنایا - اخلاق عموم کو بدل دیا اور ایک نئے طریقے اور نئی روش کو جاری کیا - ایک نیا زمانہ شروع ہوا اور ایک نئے دین نے شکل پکڑی - اُن کا ظہور موسم بہار کی طرح ہے کہ سب کائنات زمین ایک نئی خلعت پہنتی اور ایک نئی زندگی پاتی ہے

دوسرے قسم کے نبی جو تابع ہیں شریعت اللہ کو جاری کرتے ہیں دین اللہ کو پھیلاتے اور کلمۃ اللہ کو بلند کرتے ہیں - اپنی طرف سے کچھ کرنے کا یہ اختیار نہیں رکھتے بلکہ انبیاے مستقل سے ہی حاصل کرتے ہیں -

بدھا اور کونفیوش کس قسم کے تھے؟

بودھ نے ایک نیا دین تاسیس کیا تھا اور کونفیوش نے اخلاق و سلوک قدیم کو تجدید فرمایا تھا مگر ان کے اصول بالکل درمیان سے اُٹھ گئے اور بدھا اور کونفیوش کی امتیں اصل معتقدات و عبادات پر بالکل باقی و برقرار نہیں رہیں -

بودھ دین کا موسس اور ایک نہایت ہی نفیس وجود تھا آپ نے وحدانیت الٰہی کی بنیاد ڈالی تھی مگر بعد میں آہستہ آہستہ اصلی اصول درمیان سے اٹھ گئے اور جعلیات عادات و رسوم شروع ہوگئیں حتیٰ کہ بتوں کی پوجا کرنے لگے مثلاً ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت مسیح نے بار بار فرمایا اور سخت تاکید سے فرمایا کہ تورات کے دس احکام کی متابعت کرنا - ان دس احکام میں سے ایک حکم یہ ہے کہ "تو کسی تراشی ہوئی مورت یا کسی چیز کی صورت کی پرستش مت کر" اسوقت بعض مسیحیوں کے گرجوں میں بکثرت بت اور تصاویر پائی جاتی ہیں - پس واضح و معلوم ہوگیا کہ لوگوں کے درمیان خدا کا دین اصلی حالت میں نہیں رہتا - بلکہ بتدریج تبدیل و تغییر ہو جاتا ہے - حتیٰ کہ بالکل محو و نابود ہو جاتا ہے - اسلئے نیا ظہور ظاہر ہوتا ہے اور نئے قوانین قائم کئے جاتے ہیں اگر تغییر و تبدل نہ ہو تو تجدید کی حاجت نہ ہوتی - یہ درخت ابتدا میں سرسبز و پرشگوفہ و پُرثمر تھا - پھر کہنہ و پُرانا بالکل بے ثمر بلکہ خشک و بوسیدہ ہوگیا - اسلئے باغبانِ حقیقت پھر اُسی صنف کا ایک نہال بہال لگاتا ہے - جو روز بروز نشو و نما پاکر باغ الٰہی میں اپنے سایہ کو پھیلا دیتا ہے اور قال تعریف پھل دینے لگتا ہے - یہی حال ادیان کا ہے - وقت کے گذرنے کے سبب انکے اصلی اصول بدلجاتے ہیں - اور دین خدا کی حقیقت بالکل اُٹھ جاتی ہے - روح نہیں رہتی بلکہ بدعتیں داخل ہو جاتی ہیں - اور جسم بے جان رہجاتا ہے - اسی لئے تجدید کیا جاتا ہے -

مقصود یہ ہے کہ بودھ اور کونفیوش کے پیرو اب بتوں کی پرستش کرتے ہیں وحدانیت الٰہی سے بالکل بیخبر ہیں - قدیم یونانیوں کی طرح موہوم خداؤں کی پرستش کرتے ہیں - ان کے اصول قدیم ایسے نہ تھے - اُن کے اصول اور ان کی روش اور تھی - ملاحظہ فرمائیں - حضرت مسیح کے اصول دین کسقدر فراموش کر دیے گئے ہیں - اور کیسی کیسی بدعتیں درمیان میں آگئی ہیں - مثلاً حضرت مسیح نے تعدی و انتقام سے منع کیا ہے بلکہ شرارت اور مضرت کے بدلے نیکی اور مہربانی کرنے کا حکم دیا ہے - اب دیکھیں کہ خود مسیحیوں کے درمیان کسقدر خونریز جنگیں واقع ہوتی ہیں - کیسے کیسے ظلم کسقدر جفائیں اور کیسی درندگی و خونخواری اُنہیں پائی جاتی ہے یہانتک کہ زمانہ سابق میں بہت سی لڑائیاں پوپ کے فتوی سے واقع ہوئیں - پس معلوم و واضح ہوگیا کہ دین مرور ایام کے سبب بالکل تغییر و تبدیل ہو جاتا ہے اسلئے تجدید ہوتا ہے -

کتب مقدسہ کے بعض عتاب

سوال :- کتب مقدسہ میں بعض خطابہای زجریہ عتاب کے طور پر انبیاء کو کئے گئے ہیں - ان کا مخاطب کون ہے اور یہ عتاب کس پر واقع ہیں -

جواب :- ہر خطاب الٰہی جو از روے عتاب ہے اگرچہ اسکے مخاطب بظاہر انبیاء ہیں مگر بحقیقت امت ہے اسکی حکمت محض شفقت ہے تاکہ امت افسردہ و دلگیر نہ ہو اور خطاب و عتاب اُن پر گراں نہ گذرے - اسی لئے انبیا کو خطاب کرکے کہے گئے ہیں - پس اگرچہ بظاہر نبی کی طرف خطاب ہوتا ہے لیکن باطن میں مخاطب امت ہوتی ہے - پیغمبر نہیں - علاوہ ازیں ایک خود مختار مقتدر بادشاہ اپنی اقلیم کے سب لوگوں کا نمائندہ ہے یعنی اسکا قول سبکا قول اور اسکا عہد سب کا عہد ہوتا ہے کیونکہ عموم کا ارادہ اور انکی مرضی اسکے ارادہ اور اسکی مرضی میں فانی ہوتی ہے اسی طرح پیغمبر اپنی امت کی ہیئات عمومی کا نمائندہ ہے - لہٰذا اُسکی طرف عہد و خطاب الٰہی کل اُمت کی طرف عہد و خطاب ہوتا ہے - خطاب زجری و عتاب اغلباً لوگوں پر گران گذرتا ہے اور دلوں کے ٹوٹنے کا سبب ہوتا ہے اسلئے حکمت بالغہ کو یہی بھایا کہ وہ انبیاء کو انکا مخاطب بنائے یہ بات تورات سے صاف ظاہر ہے - بنی اسرائیل نے مخالفت کی اور حضرت موسیٰ سے کہا گیا کہ عمالیقیوں سے نہیں لڑسکتے کیونکہ وہ قوی، زور آور اور بہادر ہیں - خدا نے اسکے لئے موسیٰ اور ہارون پر عتاب فرمایا - حالانکہ حضرت موسیٰ نہایت اطاعت کی حالت میں تھے گنہگار نہ تھے - کیونکہ ایک ایسا بزرگوار شخص جو فیض الٰہی اور تبلیغ شریعت کا واسطہ ہو لازماً امر اللہ کا مطیع ہوگا - یہ نفوس مبارکہ درخت کے پتوں کی طرح ہوا کے جھونکوں سے متحرک ہوتے ہیں - اپنے ارادہ سے کچھ بھی نہیں کرتے - کیونکہ یہ نفوس مبارکہ نفحات محبت اللہ سے مجذوب ہوتے ہیں ان کا ارادہ بالکل منسلب ہوتا ہے - ان کا قول خدا کا قول ان کا امر خدا کا امر اور ان کی نہی خدا کی نہی ہے - اس چراغ کی طرح - اسکی روشنی سراج سے ہے - یہ اگرچہ بظاہر زجاج سے چمکتی ہے مگر فی الحقیقت سراج سے آتی ہے - اسی طرح انبیای الٰہی اور مظاہر ظہور کا حرکت و سکون وحی الٰہی سے ہوتا ہے - انسانی خواہشات کے مطابق نہیں - اگر ایسا نہ ہو تو پیغمبر کیسے امین بن سکتا ہے اور کسطرح خدا کا سفیر کہلا سکتا ہے - اور خدا کے اوامر و نواہی کو کسطرح اسکے بندوں تک پہنچا سکتا ہے - پس کتب مقدسہ میں مظاہر ظہور کے حق میں جو کچھ بطور قصور لکھا ہے وہ اسی قسم کا ہے -

الحمدللہ! کہ آپ یہاں تشریف لائیں اور بندگان الٰہی سے ملاقات کی - کیا رضای خدا کے سوا آپنے کچھ اور بھی بو باس پائی؟ لا واللہ - اپنی آنکھوں سے آپنے دیکھا کہ کسطرح رات دن سعی و کوشش میں لگے ہوئے ہیں - ان کا مطلب کلمۃ اللہ کو بلند کرنا لوگوں کی تربیت و اصلاح کرنا - روحانی ترقیات کو پھیلانا - صلح عمومی کو جاری کرنا - نوع انسانی سے خیر خواہی کرنا - سب اقوام کے ساتھ مہربانی سے پیش آنا -

©Afnan Library Trust, 2026

انسانوں کی بہتری کے لئے جانفشانی کرنا۔ ذاتی منافع سے منہ موڑنا اور عالم انسانی کے فضائل کے پھیلانے کے لئے محنت کرنا ہے۔ اسکے سوا انکا مقصد اور کچھ نہیں۔

بسر مطلب رویم۔ توریت کی کتاب اشعیاء کے باب ۴۸ کی آیت ۱۲ میں فرماتا ہے۔ "ای یعقوب میری سُن! اور اے اسرائیل جو میرا بُلایا ہوا ہے۔ میں وہی ہوں اور میں ہی اول اور میں ہی آخر بھی ہوں"۔ یہ معلوم ہی ہے کہ اس سے مراد یعقوب جو اسرائیل تھا نہیں بلکہ قوم بنی اسرائیل مقصود ہے۔ پھر کتاب اشعیاء کے باب ۴۳ کی آیہ اول میں فرماتا ہے "سو اب خداوند کہ جسنے اے یعقوب تجھ کو پیدا کیا اور جس نے اے اسرائیل تجھکو بنایا یوں کہتا ہے کہ مت ڈر کہ میں نے تجھے رہائی دی۔ میں نے تیرا نام لے کے تجھے بُلایا۔ تو میرا ہے"۔

پھر تورات کی کتاب گنتی کے باب ۲۰ کی آیہ ۲۳ میں فرماتا ہے۔ اور خداوند نے کوہ ہور پر جو ادوم کی سرحد سے ملا ہوا تھا موسیٰ اور ہارون کو کہا۔ ہارون اپنے لوگوں میں جا ملے گا کیونکہ وہ اس زمین میں جو میں نے بنی اسرائیل کو دی ہے داخل نہ ہوگا اسلئے کہ تم مریبہ کے پانی پر میرے حکم کو ٹال کر باغی ہوئے"۔ اور اسی باب کی آیہ ۱۳ میں فرماتا ہے "یہ مریبہ کا پانی ہے جہاں بنی اسرائیل نے خداوند سے جھگڑا کیا۔ اور اس نے ان کے درمیان اپنے تئیں مقدس کیا"۔

دیکھئے گناہ تو بنی اسرائیل نے کئے مگر بظاہر عتاب موسیٰ اور ہارون پر ہوا۔ چنانچہ توریت کی کتاب استثنا کے باب ۳ کی آیہ ۲۶ میں فرماتا ہے "خداوند تمھارے سبب مجھپر غضبناک ہوا اور اُسنے میری نہ سُنی بلکہ خداوند نے مجھے کہا اتنا تیرے لئے کافی ہے۔ اس مقدمے میں مجھسے اور کچھ مت کہہ"۔ اب یہ خطاب و خطاب حقیقت میں اُمتِ اسرائیل سے ہے جو خدا کے حکم سے سرتابی کرنے سے ایک مدت مدید تک بیرون کے اُسطرف کے لق و دق صحرا میں یوشع علیہ السلام کے زمانے تک گرفتار رہے۔ اب یہ خطاب و عتاب اگرچہ بظاہر حضرت موسیٰ و ہارون سے ہے مگر فی الحقیقت امت اسرائیل سے ہے۔ اسیطرح قرآن میں حضرت محمد سے خطاب فرماتا ہے "انا فتحنا لك فتحا مبينا ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر" یعنی ہم نے تیرے لئے ایک فتح ظاہر فرمائی تاکہ ہم تیرے پہلے اور پچھلے گناہوں کو بخشدیں" یہ خطاب اگرچہ بظاہر حضرت محمد کو تھا مگر فی الحقیقت تمام امت اسکی مخاطب تھی۔ ہم نے پہلے ذکر کیا کہ یہ محض حکمت بالغہ الٰہیہ کے سبب تھا۔ تاکہ دل بیچین۔ فکرمند و شرمسار نہ ہوں۔ کتنی مرتبہ انبیاء الٰہی و مظاہر ظہور کلی مناجات میں اپنے قصوروں اور گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں۔ یہ لوگوں کی تعلیم کے لئے ہے تاکہ خضوع و خشوع کا اُنہیں شوق و حرص ہو اور گناہوں اور قصوروں کا اعتراف کرنا سیکھیں ورنہ وہ مقدس نفوس ہر گناہ سے پاک اور ہر خطا سے منزہ ہیں۔ مثلاً انجیل میں لکھا ہے کہ ایک شخص حضرت مسیح کے پاس آیا اور کہا "اے معلم نیکوکار" حضرت مسیح نے جواب میں فرمایا "کیوں مجھے نیکو کار کہتا ہے۔ نیکوکار ایک ہی ہے اور وہ خدا ہے"۔ اسکا مطلب یہ نہیں کہ معاذ اللہ آنحضرت گنہگار تھے بلکہ شخص مخاطب کو خضوع و خشوع و خجلت و شرمساری کی تعلیم دینی مقصود تھی۔ یہ مبارک نفوس نور ہوتے ہیں۔ نور و تاریکی ایک ہی جگہ نہیں رہ سکتے۔ زندگی و موت ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی۔ ہدایت و گمراہی ایک ہی جگہ نہیں رہ سکتی۔ اطاعت کے جوہر ہوتے ہیں اطاعت و بغاوت ایک جگہ مجتمع نہیں ہو سکتی۔ مختصراً مقصود یہ ہے کہ جو خطاب عتاب کے طور پر کتب مقدسہ میں ہیں اُن کے مخاطب اگرچہ بظاہر انبیا یعنی مظاہر الٰہی ہیں مگر حقیقتاً انکی مخاطب اُمت ہوتی ہے۔ کتب مقدسہ کو خوب غور سے پڑھیں یہ مسئلہ آپ پر واضح و آشکار ہو جائے گا۔ والسلام

کتاب اقدس کی آیت

لیس لمطلع الامر شریك فی العصمة الکبریٰ

کا بیان

سوال:۔ آیہ مبارکہ میں فرماتا ہے۔ "لیس لمطلع الامر شریك فی العصمة الکبریٰ انه لمظهر یفعل ما یشاء فی ملکوت الانشاء قد خص الله هذا المقام لنفسه وما قدّر لاحد نصیبا من هذا الشان المنیع" "عصمت کبریٰ میں مطلع امر کا کوئی شریک نہیں۔ تحقیق وہ ملکوت انشا میں جو چاہتا ہے کرتا ہے"۔ کا مظہر ہوتا ہے۔ الحق خدا نے یہ مقام اپنے نفس کے لئے مخصوص رکھا ہے اور اس شانِ منیع میں کسی کے لئے کچھ بھی حصہ مقدر نہیں۔

جواب: معلوم ہو کہ عصمت دو قسم کی ہے عصمت ذاتی و عصمت صفاتی۔ اسیطرح سب اسماء و صفات ہیں مثلاً علم ذاتی و علم صفاتی۔ عصمتِ ذاتی مظہر کلی کے لئے مخصوص ہے کیونکہ عصمت اسکا لزوم ذاتی ہے اور لزوم ذاتی شئی سے جدا نہیں ہو سکتا۔ روشنی آفتاب کا لزوم ذاتی ہے یہ آفتاب سے جُدا نہیں ہو سکتی۔ علم خدا کا لزوم ذاتی ہے یہ خدا سے جدا نہیں ہو سکتا۔ قدرت خدا کا لزوم ذاتی ہے یہ خدا سے جدا نہیں ہو سکتی اگر یہ جدا ہو تو خدا خدا نہ ہو۔ اگر روشنی آفتاب سے جدا کر لیجائے تو آفتاب آفتاب نہیں رہتا اسیطرح اگر عصمت کبریٰ مظہر کلی سے جدا کر لیجائے تو وہ مظہر کلی نہیں رہتا اور کمال ذاتی کی اُسمیں کمی رہے گی۔

عصمت صفاتی شئی کا لزوم ذاتی نہیں بلکہ موہبت عصمت کی ایک کرن ہے جو آفتاب حقیقت سے قلوب پر چمکتی ہے۔ اور نفوس کو بہرہ و نصیب بخشتی ہے۔ یہ نفوس اگرچہ عصمت ذاتی نہیں رکھتے مگر عصمت خدا کی حفاظت و حمایت کے تلے ہیں یعنی خدا اُنہیں خطا سے بچاتا ہے۔ مثلاً بہت سے نفوس مقدسہ عصمت کبریٰ کے مطلع نہ تھے و لیکن خدا کی حفاظت و حمایت کے تلے خطا سے محفوظ و مصئون تھے کیونکہ خدا اور اسکی بندوں کے درمیان واسطہ فیض تھے اگر خدا اُنہیں خطا سے نہ بچاتا تو انکی خطا تمام مومنین کو خطا میں ڈالدیتی۔ اور دین خدا کی بنیاد بالکل منہدم ہو جاتی اور یہ خدا کے لائق و سزاوار نہیں۔

حاصل کلام یہ کہ عصمت ذاتیہ صرف مظاہر کلیہ تک ہی رہتی ہے۔ اور عصمت صفاتی ہر شخص پاک کے حصہ میں آتی ہے۔ مثلاً بیت العدل عمومی اگر لازمی شرط یعنی تمام ملت کے انتخاب سے بنایا گیا تو ایسا بیت العدل خدا کی عصمت و حمایت کے تلے ہوگا۔ جو کچھ کتاب میں منصوص نہیں اُسے بیت العدل اتفاق آراء یا کثرت آراء سے مقرر کرے تو یہ قرار و حکم خطا سے محفوظ ہے۔ اب اعضاے بیت العدل فرداً فرداً عصمت ذاتی کے مالک نہیں۔ مگر ہیئت بیت العدل عصمت خدا کی حمایت کے زیر سایہ ہے۔ اس عصمت کو عصمت موہوب کہتے ہیں۔ مختصراً فرماتا ہے کہ مطلع امر مظہر "یفعل ما یشاء" ہی۔ یہ مقام ذات مقدس کے لئے خاص ہے۔ غیر کو اس کمال ذاتی میں حصہ نہیں۔ یعنی مظاہر کلیہ کے لئے چونکہ عصمت ذاتی محقق ہے۔ اسلئے جو کچھ اُن سے صادر ہوتا ہے وہ عین حقیقت و مطابق واقع ہوتا ہے۔ وہ پہلی شریعت کے زیر سایہ نہیں ہوتے جو کچھ وہ کہتے ہیں کلام خدا ہوتا ہے اور جو کچھ وہ کرتے ہیں عمل صدق ہوتا ہے۔ کسی مومن کو اعتراض کرنے کا حق حاصل نہیں۔ خالص تسلیم اُن پر فرض ہے۔ کیونکہ مظہر ظہور حکمت بالغہ سے قیام فرماتا ہے۔ عقول شاید اسکی حکمت خفیہ کے بعض امور سمجھنے سے عاجز ہوں۔ مظہر ظہور کلی جو کچھ کہتا اور کرتا ہے وہ عین حکمت و واقع کے مطابق ہوتا ہے۔ پس اگر بعض لوگ اُسکے کسی حکم یا عمل کے اسرار خفیہ کو نہیں سمجھ سکتے تو اُنہیں نہ چاہئے کہ اعتراض کریں۔ کیونکہ مظہر کلی "یفعل ما یشاء" ہی۔

بارہا ایسا واقع ہوا کہ ایک شخص عاقل دانا و کامل سے کوئی فعل صادر ہوا دوسرے لوگ اُسکی حکمت کو نہ سمجھکر اعتراض کرنے لگے اور متعجب ہوئے کہ یہ عقلمند شخص کیوں ایسا کہتا ہے یا کیوں ایسا کرتا ہے۔ یہ اعتراض اُن کے جہل سے صادر ہوتے ہیں۔ اُس حکیم کی حکمت خطا سے مقدس و مبرا ہوتی ہے۔ اسیطرح طبیب حاذق معالجۂ مریض کے لئے "یفعل ما یشاء" ہے۔ مریض کو اعتراض کرنے کا حق نہیں۔ جو کچھ طبیب کہتا یا کرتا ہے وہی صحیح ہے۔ سب کے لئے لازم ہی کہ اُسے "یفعل ما یشاء و یحکم ما یرید" مانیں۔ البتہ طبیب ایسا معالجہ بھی کرتا ہے جو دوسروں کے خیال کے خلاف ہوتا ہے۔ اب اُن لوگوں کا اعتراض جو حکمت طب نہیں جانتے جائز نہیں۔ لا واللہ بلکہ سب کے لئے لازم ہے کہ سر تسلیم خم کریں۔ اور جو کچھ طبیب حاذق کہے وہی کریں۔ پس طبیب حاذق یفعل ما یشاء ہے۔ مریضوں کو اسمیں حصہ نہیں۔ حذاقت کا ثابت ہونا ضرور ہے۔ جب حذاقت ثابت ہو گئی تو وہ یفعل ما یشاء ہے۔ اسیطرح فوج کا جرنیل چونکہ فنون جنگ میں یکتا ہے اسلئے جو کچھ کہتا اور حکم دیتا ہے۔ یفعل ما یشاء ہے۔ جہاز کا کپتان بھی چونکہ فنون بحریہ میں کامل ہوتا ہے اسلئے جو کچھ وہ کہتا ہے یفعل ما یشاء ہے۔

©Afnan Library Trust, 2026

مُربّی حقیقی بھی چونکہ نفس کامل ہوتا ہے اسلئے جو کچھ کہتا اور فرماتا ہے یفعل مایشاء ہے۔ اسی لئے اگر مظہر ظہور کچھ امر فرمائے یا حکم دے یا عمل کرے جسکی حکمت کے سمجھنے سے نفوس مومنہ عاجز ہوں انہیں نہ چاہیئے کہ کوئی اعتراض ان کے دلوں میں پیدا ہو کہ کیوں ایسا فرمایا یا کیوں ایسا کیا! دوسرے نفوس جو مظہر کلّی کے زیر سایہ ہیں وہ شریعت اللہ کے حکم کے ماتحت ہیں۔ اُن کے لئے ایک بال کے سر کے برابر بھی شریعت سے تجاوز جائز نہیں اُن پر فرض ہے کہ اپنے تمام افعال و اعمال کو شریعت اللہ کے مطابق بنائیں۔ اگر تجاوز کریں گے تو خدا کے حضور پکڑے جائینگے اور جوابدہ ہونگے۔ اُن کے لئے یفعل مایشاء سے کچھ حصہ و نصیب نہیں۔ کیونکہ یہ مقام مظہر کلّی کے لئے مخصوص ہے۔ مثلاً حضرت مسیح روحی لہ الفداء مظہر "یفعل مایشاء" تھے لیکن آپکے حواری اس مقام میں حصہ دار نہ تھے۔ کیونکہ وہ حضرت مسیح کے زیر سایہ تھے وہ آپ کے امر و ارادہ سے تجاوز نہ کر سکتے تھے۔ والسلام

تمام شد کتاب سوم

گوری اور کالی قومیں

جنوبی افریقہ کا ایک کالا آدمی جو حضرت عبدالبہاء کے حضور میں مشرف ہوا تھا، بولا کہ ابتک سفید لوگ کالوں کی چنداں پروا نہیں کرتے۔

حضرت عبدالبہاء نے فرمایا کہ موجودہ زمانہ اور کالوں کے متعلق احساسات کا مقابلہ تین صدی پیشتر کے حالات سے کیجیے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ حالات اسوقت کسقدر بہتر ہیں۔ آئندہ تھوڑے زمانہ میں گورے کالوں میں روابط بہت زیادہ ترقی کر جائینگے۔ اور شدہ شدہ کسی قسم کے اختلافات بھی ان میں محسوس نہ ہونگے۔ سفید فاختہ اور ارغوانی فاختہ گو رنگ میں مختلف پیدا کیگئی ہیں مگر تاہم دونوں فاختہ ہی ہیں۔

حضرت بہاءُ اللہ نے ایک دفعہ کالے رنگ کے آدمیوں کو آنکھ کی سیاہ پتلی سے تشبیہ دی جو سفیدی سے گھری ہوئی ہوتی ہیں۔ اس سیاہ پتلی ہی میں آپ اپنی پیش نظر اشیاء کا انعکاس دیکھتے ہیں۔ اور اسی کے ذریعہ روح کی روشنی ظاہر ہوتی ہے۔

خدا کے حضور رنگ کا سوال مطلق کوئی اختلاف نہیں رکھتا۔ ہاں خدا انسانوں کے قلوب کو دیکھتا ہے۔ خدا جو انسانوں سے چاہتا ہے تو وہ ان کے دل ہیں۔ ایک خوشخصال کالا آدمی ایک بدخصال گورے سے خدا کی نگاہ میں کہیں معزز و محترم ہے ؛

(ترجمہ از عبدالبہاء ان لندن صفحہ ۳)

مکّہ مکرّمہ میں باجے کا جھگڑا

اخبارات میں یہ خبر شائع ہو چکی ہے کہ جب مصری فوج محمل شریف لے کر منیٰ کے میدان میں سے جا رہی تھی تو اُسوقت فوجی باجا ساتھ ساتھ بجتا جا رہا تھا۔ نجدیوں نے جب باجا سُنا تو روکنے کے لئے آگے بڑھے۔ مگر مصری نہیں رُکے۔ بلکہ اُنہوں نے نجدیوں پر فائر کر دیا۔ جس سے متعدد نجدی مر گئے اور زخمی ہوئے اور جھگڑا بڑھا۔ اس حادثہ کی اطلاع سُلطان ابن مسعود کو ہوئی تو اُسنے پہلے اپنے بیٹے بھیجے مگر جب جھگڑا اُن سے نہ دبا تو سلطان خود آیا اور اُس نے معاملہ کو رفت گذشت کیا۔

ہمارے نزدیک یہ معاملہ بہت اہم ہے۔ اور اس پر نہایت تدبر اور غور و فکر کی ضرورت ہے۔ آجکل باجا اور مسجدوں کا سوال ہندوستان میں ایک مستقل جھگڑے کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ جسکی وجہ سے ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں سے گذر کر چھوٹے چھوٹے دیہات تک میں بھی آتش فساد کے شعلے نفوذ کرتے چلے جا رہے ہیں۔ ایسے وقت میں مکہ مکرمہ میں دو مسلمان جماعتوں میں باجے کا سوال اٹھنا۔ اور آپس میں تصادم ہو کر خون خرابہ تک نوبت پہنچ جانا معمولی بات نہیں ہے۔ بلکہ مسلمانان ہند کے لئے ٹھنڈے دل سے حل کرنے کا سوال ہے

اگر باجا اتنا ہی برا ہوتا جتنا کہ اسکو مسجد کے پاس سے گذرتے ہوئے عوام خیال کر لیتے ہیں تو پھر مصری مسلمانوں کو کیا ہو گیا تھا جو نہایت انتظام کے ساتھ حج کے دنوں میں بیت اللہ کے لئے غلاف مقدس باجوں گاجوں کے ساتھ لئے آ رہے تھے۔ کیا مصریوں کو بیت اللہ کا احترام مدنظر نہ تھا۔ کیا وہ ایام حج کی حرمت سے بے خبر تھے۔ کیا دنیا بھر کے مسلمان ارض منیٰ میں موجود نہ تھے۔ کیا باجوں کی قباحتوں کا مسلمانان مصر کو علم نہ تھا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اُنہوں نے ان سب باتوں سے واقف ہوتے ہوئے باجا بجایا۔ اور بجز نجدیوں کے دنیا بھر کے مسلمانوں میں سے اور کسی کے جسم میں پھریری نہ پیدا ہوئی۔

اگر بیت اللہ کے قرب اور حج کے ایام میں ایک مسلمان ملک کی نمائندہ جماعت باجہ بجا سکتی ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ ہندوستان کی مسجدوں کے پاس بھی باجے کو سُننا گوارا نہ کر لیں۔ جو چیز بیت اللہ کے قریب میں جائز ہو سکتی ہے وہ ہندوستان کی عام مسجدوں کے قرب میں کیوں ناجائز ہو گئی۔

اگر یہ سوال اٹھایا جائے کہ چونکہ مسجد میں نماز ہوتی ہے اور باجے سے نماز میں خلل واقع ہوتا ہے اسلئے مسلمان چاہتے ہیں کہ مسجد کے پاس باجا نہ بجایا جایا کرے تو اسکے جواب میں کہا جا سکتا ہے کہ حج کے ایام میں بھی اپنی خصوصیت اور رفعت و احترام کے لحاظ سے کم نہیں ہوتی حج بہت بڑی عبادت ہے اور بیت اللہ شریف کا شرف و مجد معمولی چیز نہیں۔ ادنیٰ بات یہ ہے کہ دنیا بھر کے مسلمان فریضہ حج ادا کرنے کے لئے وہاں جمع ہوتے ہیں۔ باوجود ان خصوصیات کے مصری اس سرزمین اور ان ایام میں مسلمان ہو کر باجا بجا سکتے ہیں تو ہندوستان میں وہ لوگ جو مسلمانوں کے ہم عقیدہ نہیں ہیں اگر مسجد کے پاس باجا بجائیں تو کیوں بُرا منایا جاتا ہے۔ کیا وہاں خاموشی محض اسلئے تھی کہ وہ مسلمان ہیں اور یہاں ہنگامہ آرائی اسلئے ہے کہ یہ لوگ مسلمان نہیں۔

ایک بڑی بات یہ ہے کہ مسلمان باجے کو عبادت کیوقت ناپسند کرنے لگے ہیں مگر بعض مذاہب میں عبادت باجے کے ساتھ ہوتی ہے۔ جو لوگ باجے کو اچھا خیال کرتے ہیں یہ بات ان کی سمجھ ہی میں نہیں آ سکتی کہ باجے میں کیا قباحت ہے جس سے مسلمان رنجیدہ ہوتے اور وہ کیوں مسلمانوں کی عبادت کے وقت باجا بند کر دیا کریں۔ جیسا کہ مسلمان گائے کو پاک اور طیب جانور سمجھتے ہیں اور ہندو بھی اسکو مقدس مانتے ہیں۔ مگر ہندو اسکو مقدس مانکر نقصان پہنچانا بُرا خیال کرتے ہیں۔ اور مسلمان اسے پاک قرار دیکر ہی کھانا اور ذبح کرنا اچھی بات خیال کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں کی سمجھ میں یہ بات نہیں آ سکتی کہ اس پاک چیز کو کھانا کیوں چھوڑ دیں۔

ہم جیسا کہ گذشتہ مضمون میں عرض کر چکے ہیں۔ ایک صورت تو وہی ہے کہ ہندوؤں کو باجا بجانے کی عام اجازت ہو وہ مسجدوں کے پاس سے باجا بجاتے ہوئے گذر جایا کریں۔ اور مسلمانوں کو خواہ وہ نماز ہی کیوں نہ پڑھ رہے ہیں اس باجے سے بے نیاز ہو کر مالک بے نیاز سے سرگرم راز و نیاز رہنا چاہیئے۔ اور دوسری طرف ہندوؤں کو بھی اپنے اندر قوت برداشت پیدا کرنی چاہیئے کہ مسلمان گائیں ذبح کرتے ہیں تو ذبح کیا جائیں۔ دنیا کے سب رنگ فانی ہیں مگر روح ایمان اور نفس اطمینان کے رنگ ہی باقی و لازوال۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اگر مسلمان نماز کے وقت باجے سے بُرا مناتے ہیں تو ہندوؤں کو محض مسلمانوں کے صحیح یا غلط اس مذہبی جذبہ کا احترام کر کے بغیر کسی کبیدگی کے ہر مسجد کے پاس باجا بجانے سے احتراز کرنا چاہیئے۔ اور اسکے مقابلہ میں مسلمانوں کو اصرار نہیں کرنا چاہیئے کہ وہ قربانی کی گائیوں کو بناسنگار کر ہی لیجائیں۔ یا اُن رستوں ہی سے لیجائیں جہاں ہندو آباد ہیں۔ کیونکہ اس میں کوئی کلام نہیں کہ ہندوؤں میں گائے کی محبت اتنی راسخ ہو چکی ہے جو کسی منطق اور فلسفہ سے دور نہیں ہو سکتی۔ اس لئے محض ان کے جذبات کا احترام کر کے اپنا پہلا طریق بدل دیں۔ ہندو باجا بجانے کے مختار ہیں۔ اور مسلمان گائے ذبح کرنے میں آزاد۔ لیکن دونوں جماعتیں

©Afnan Library Trust, 2026

کو اپنے موجودہ رویہ میں اتنی ترمیم کر لینی چاہئے جس میں تصادم کا امکان نہ رہے۔

امید ہے کہ اگر دونوں جماعتیں ایک دوسرے کے جذبات کا احترام کر کے ضد چھوڑ دیں تو نتائج اچھے ہی پیدا ہوں گے ورنہ ضد کا نتیجہ تو کشاکش ہے۔ اور کشاکش کا نتیجہ نزاع وجدال جسکے بعد بربادی اور تباہی کے سوا اور کوئی منزل نہیں۔

مہر محمد خاں شہاب

دین کے اثرات

اور

دین کے نادان دوست

ماخوذ از خورشید خاور

دین ایسا عادل اور بے نظیر امر ہے کہ عوام کا محبوب اور دلوں کے تخت پر متمکن ہے۔ دین ایسا وزیر باتدبیر ہے کہ رعیت کے ناموس کی حفاظت کرتا اور ہر بوڑھے جوان کے حقوق کی پاسداری فرماتا ہے۔ دین ایک فولاد بازو اور قوی پنجہ اور زور آور سردار ہے کہ فضائل حمیدہ کے لشکر اسکے زیر فرمان ہیں۔ دین ایک ایسی کیمیا بلکہ لاجواب اور عظیم الشان اکسیر ہے کہ ماہیت کو بدل دیتی ہے۔ دین وہ بلند پایہ دانا خطیب و ادیب ہے کہ جسکے لطیف اور شاندار کلمات سنگ دلوں کو بھی موہ لیتے ہیں۔ دین ڈرانے والی چیز بھی ہے کہ جسکے ڈر سے اشرار شرارت سے رک جاتے ہیں۔ دین امید کا رب النوع بھی ہے کہ بھلے لوگوں کے لئے سبب امید ہے۔ دین ایک بڑا دار العلم بھی ہے کہ بیشمار طلبا مختلف علوم کی تربیت اسمیں پاتے ہیں۔ ہاں ہاں اگر شہر یار دین کا عدل نہ ہوتا تو ایک پریشان حال فقیر عرب آل عثمان کے آخری سلطان کے ساتھ احترام کے بارے میں دعوی برابری نہ کر سکتا۔ اگر دین کا وزیر باتدبیر مانع نہ ہوتا تو ہزاروں مظلوم عورتیں اپنے مرنے والے خاوندوں کے سوتیلے بیٹوں کی قید میں جا پڑتیں۔ اگر دین کے سالار لشکر کی تلوار برہنہ نہ ہوتی تو کروڑوں معصوم بچے لڑکی ہونے کے جرم میں قبروں میں زندہ سلا دیئے جاتے۔ اگر کمیر دیانت اپنا جوہر ظاہر نہ کرتی تو ایک مکمل پوش اویس قرنی نہ ہو سکتا۔ اگر الم یأن للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ کے کلمات انقلاب انگیز خطیب دین کے دہن مبارک سے صادر نہ ہوتے تو فضیل ڈاکو ایک پارسا اور متقی انسان نہ ہو جاتا اگر شریروں کے دلوں میں اپنی شرارتوں کے برے نتیجے بھگتنے کا خوف نہ ہوتا تو نوع بشر کے قافلہ کو پراگندہ اور تتر بتر کر دیتے۔ اور اگر نیکوں کے دلوں میں حسن عمل کے اچھے نتیجے پانے کی امید نہ ہوتی تو آئے دن کی متواتر آزمائشوں سے گھبرا کر صبر و شکیب کا گریبان چاک کر ڈالتے۔ اگر دنیا میں دین کے مدرسے کی تاسیس نہ ہوتی تو حکیم فارابی اور طبیب بخاری ارسطو اور بقراط سے ہمسری نہ کر سکتے۔

اوہام کی موجودہ حالت

باوجود دین کی ان ناقابل انکار خوبیوں اور بیشمار اعلیٰ خدمات کے کیا یہ عجیب بات نہیں کہ عوام و خواص کی کچھ جماعتیں ایسی محبوب چیز کو نگاہوں میں بدرو اور مکروہ کر کے دکھلا رہی ہیں۔ اور دنیا کی ہلاکت کو اس محبوب جاں پرور کی طرف منسوب کرتے ہیں ہم جسوقت موجودہ مذاہب کے لوگوں کو دیکھتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ زہر اوہام اور اختلافات نے ان کا احاطہ کر لیا ہے۔ اور ایک ایسی ہوا ان پر چھائی ہوئی ہے کہ جس سے اوہام و خرافات کے دھوئیں نے ان کے مطلع کو ایسا تاریک کر دیا ہے کہ اگر اسمیں رہنے والوں کو نئی معلومات کا تریاق نہ ملے اور حقائق و معارف کی نسیم جانفزا ان پر نہ چلے تو بہت ممکن ہے کہ سب کے سب عدم کی راہ لیں۔

دین کا غلط استعمال

بھلا یہ بھی کیا دینداری ہے کہ جس سے ہندوستانی ترقی و سعادت کے راستہ سے بھٹک کر فلاکت و شقاوت کے جنگلوں میں مارے مارے پھرنے لگے۔ یہ کیا دین ہے کہ جس سے تمام کے تمام چینی، انوار تمدن سے محروم ہیں۔ اور یہ کیا دین ہے کہ جسکی وجہ سے ایران میں ہر وقت مشکلات کا طوفان برپا رہتا ہے۔ ہاں اگر دین نہوتا تو جنگ جمل وصفین وغیرہ میں خدا کے بندے خاک و خون میں نہ لتھڑتے اگر دین کا جھنڈا دنیا میں بلند نہ ہوتا تو مصر اور ایشیا میں ڈیڑھ صدی سے زیادہ عرصہ تک مسلمان اور عیسائی ایکدوسرے سے تاخت و تاراج نہ کرتے۔ اگر دین کے دفتر زمین پر نہ پھیلے ہوتے تو رومن کیتھولک اور پراٹسٹنٹوں کے مباحثے اور شیعہ و سنی کے مناظرے دلیل و برہان اور افہام و تفہیم سے گذر کر جنگ و جدال قتل و غارت تک نہ پہنچتے۔ پس اگر ان باتوں کی طرف دیکھا جائے تو کوئی شک نہیں کہ دین میں بظاہر بہت سے نقصان اور بیشمار مشکلات نظر آتی ہیں۔

دین کے غلط استعمال کا الزام دین پر نہیں

لیکن وہ لوگ جو تنگ نظری کے مرض میں مبتلا نہیں ہیں بلکہ انصاف کی حبل المتین سے متمسک ہیں وہ اپنی روشن ضمیری کی ہدایت کے ساتھ سرسری نظر ہی میں معلوم کر لیتے ہیں کہ ہر ایک اعلیٰ چیز کسی بھی بے عقل آدمی کے ہاتھ میں ہو جو اسکے استعمال سے بے خبر ہو۔ یا مطلب براری اور نفس امارہ کے اغوا سے اس چیز کو ایسے طریق سے استعمال کرے جو اس چیز کے بنانیوالے کے اصل منشاء کے خلاف ہو تو اسمیں کوئی کلام نہیں کہ اس بد استعمالی سے صدہا نقائص و معایب پیدا ہوں گے۔ مثلاً پانی ہی کو لو کہ ہر جاندار کی زندگی کا مدار اسپر ہے۔ نباتات و حیوانات کی نشو و نما پانی ہی کے دم سے ہے لیکن کورس کیمبر نے اس پاکیزہ اور زندگی پرور چیز کو فتح بابل کا ذریعہ بنا لیا۔ اور اسکے ذریعہ بیشمار لوگوں کو قتل کر ڈالا۔ یا مثلاً آگ ہے کہ اسکی فقدان کا ادنیٰ نقصان وسائل و روابط ضروری جیسے ریلوے اور تجارتی جہاز وغیرہ کا زوال ہے۔ لیکن اسی آگ کے ذریعے قیصر روم نے روم کے خوبصورت سجے سجائے شہر کو اسکے باشندوں سمیت راکھ کا ڈھیر بنا ڈالا تھا۔ یا مثلاً افیون ہی کو لیجئے کہ جب وہ بعض معجونوں میں خاص ترکیب سے استعمال کیجائے تو بہت سے قوی کے لئے مفید ہوتی ہے۔ مگر اسی چیز کی بد استعمالی نے جنوبی اور شرقی ایشیا کے باشندوں کو ذلیل و رسوا اور پریشان حال کر دیا ہے۔ یا انسان کے اعضاء میں سے ایک عضو زبان بھی ہے کہ جسکا وجود خوش بختی اور خدا کی نعمت ہے۔ اور نہ ہونا بد بختی کی علامت۔ لیکن کتنے بڑے بڑے جرائم ہیں کہ اس گوشت کی چھوٹی سی بوٹی کے برے استعمال کے باعث سرزد ہوتے ہیں۔ یا ثروت خدا کی نعمت ہے کہ خاندان برامکہ اور حاتم نے اسی دولت کے ذریعہ دلوں کو مسخر کر لیا تھا۔ اور یہی دولت ہے کہ جسکی وجہ سے قارون اور ہامان جیسے لوگ خود بھی ہلاک ہوئے اور اپنے توابع کی بربادی کا موجب بنے۔ ہاں عالم وجود میں جسقدر تلاش و تفحص کیجائے دین کے بعد علم سے بڑھکر کوئی دولت نہیں کیونکہ انسان کے حیوان سے امتیاز کا مدار اسی پر ہے۔ لیکن جب یہی جوہر مارگوں کے ہاتھ آیا تو مدن و دیار کی آبادی کا موجب ہوا اور جب مارٹین وغیرہ کے ہاتھ آیا تو اس سے خرابی و بربادی پھیل گئی۔

اب اگر کوئی شخص ان اشیاء کی بد استعمالی کی طرف دیکھ کر مجبوراً اسکو اس نظر سے اور سب اشیاء کو بھی دیکھنا پڑیگا اور جو فیصلہ ان اشیاء کے متعلق کرے گا۔ وہی دین کے متعلق بھی کرنا چاہئے۔ ورنہ یہ کمال بے انصافی ہوگی کہ اور اشیاء کی بد استعمالی کا الزام تو ان چیزوں کو نہ دیا جائے اور اگر مذہب کا غلط استعمال ہو تو نفس مذہب کو ملزم ٹھہرایا جائے۔ کیونکہ اہل انصاف اس بات کو فوراً معلوم کر لینگے کہ اگر بنی امیہ کے ظالم طبع لوگ اہل بیت پر دین کے بہانہ سے ظلم کرنے نہ کھڑے ہوتے۔ اور حسن بن صباح وغیرہ رقابت کی وجہ سے دین ہی کے نام کو آلہ کار نہ بناتے اور علماء سوء اپنی خواہش برآریوں کے لئے شبہات نہ پھیلاتے تو دین کا جسم امراض و اسقام سے محفوظ رہتا اور دین کے باغ میں کانٹے نہ نظر آتے اور دین کا حسن و دلکشی زیادہ سے زیادہ ارباب کمال کی نگاہوں کا مرکز توجہ بنجاتا۔

عالم ادیان میں تغیرات

یہ نکتہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اشیاء حادثہ جب بھی منصۂ وجود و شہود پر آتی ہیں تو لازمی ہے کہ اپنے معینہ دائرہ کو ضعف و قوت کے اقتضاء کے مطابق جلد یا بدیر زوال پذیر ہو جاتی ہیں۔ اور ہر چیز کا ایام حیات میں نصف دائرہ روبترقی و علا ہوتا ہے۔ اور باقی نصف تنزل و تدنی کی طرف۔ کسی چیز کی ذات میں جو جو خوبیاں اور منافع پوشیدہ ہیں اگر اس کی ترقی اور سربلندی کے زمانہ میں کوئی حادثہ غیر مترقبہ ظہور میں نہ آجائے تو وہ ظاہر ہو جاتی ہیں۔ اور جب وہ مدت پوری ہو جاتی ہے اور وہ چیز تنزل و انحطاط کی طرف مائل ہو جاتی ہے تو اس کے تمام فوائد مضرات سے بدلجاتے ہیں۔ چنانچہ ہر ایک پھول اور کلی جو ابتداء بہار میں اپنی طراوت و لطافت کے ذریعہ جو ترقی و نمو کی علامت ہے دلوں کے لئے سامان فرحت ہوتی ہے۔ اور وہی پھول خزاں کے آخر میں پژمردگی کے سبب سے جو کہ انحطاط و تنزل کی علامت ہے دلکی افسردگی کا باعث ہو جاتا ہے۔ اور ہر ایک انسان جوانی کے دنوں میں کہ ترقی و علو کا وقت ہوتا ہے اپنے جمال و کمال کے سبب سے مفید و محبوب ہوتا ہے اور بڑھاپے کا زمانہ جو کہ تنزل اور گھاٹے کا وقت ہے

©Afnan Library Trust, 2026

بوجہ دوسروں کے لئے بوجھ ہو جانے اور اپنے ذاتی دکھ اور تکلیف مضر ہی ہو جاتا ہے۔ پس دین بھی جو حادث اشیاء میں سے ایک چیز ہے اور اسی قانون کے ماتحت ہے اسکی پاک قوانین اور مقدس تعلیمات اس کے زمانۂ صعود میں اگر ترقی اور فلاح و بہبود اور اہل عالم کے لئے اتحاد و محبت کا موجب ہوتے ہیں۔ تو اپنے زمانۂ زوال و نزول میں اختلاف اور وہم پرستی کا سبب ہو جاتا ہے اور یہ بات طبیعت اور رب الصنعت کے قانون کے مطابق ہے

لیکن شکر کا مقام ہے کہ جب سے کہ کارخانۂ عالم کے منتظم نے انسان کی نوع شریف کی تکمیل کے لئے دین کی بنیاد رکھی تو اپنے فضل و رحمت کے تصدق ایک سیکنڈ کے لئے بھی اپنے بندوں کی نگہداشت سے بے پروائی نہیں فرمائی اور نہ اپنے فضل سے محروم رکھا یعنی جب بھی کوئی شریعت الٰہی کے ایام مصالح پورے ہو گئے۔ اور اسمیں اختلاف شدید رونما ہو گئے اور حقائق کی جگہ اوہام اور اصلاح کی جگہ فساد نے لیلی تو فوراً پہلے دفتر کی جگہ نئے دفتر کھول دیے گئے۔ جو ضرورت زمانہ اور حالات کے مطابق اور سعادت کی تمام راہوں میں بدرقہ ہوئے چنانچہ آج بھی کہ دورۂ بلوغ عالم ہے خدا نے امر بہائی کی تعلیمات سے آفاق کو منور اور تمام اختلافات کے دروازہ کو مسدود اور اقتصاد کے تمام مسائل کو حل کر دیا۔ اور علم و عقل کو دین کے برابر ٹھہرایا۔ چنانچہ اہل بہاء کے افعال و رفتار اور حضرت بہاء اللہ کی کتب و الواح اس قول کی گواہ ہیں۔

(مہر محمد خاں شہاب)

اب ملتا ہے پھر نہ ملے گا

کوکب ہند کا فائل سال اول و دوم ابھی مل سکتا ہے۔ دفتر میں چند نسخے موجود ہیں جو عنقریب نکل جائینگے۔ شائقین کو چاہئے کہ جلد درخواستیں ارسال فرمائیں ورنہ پھر نہ ملے گا۔

یہ دونوں جلدیں ان زبردست مضامین سے لبریز ہیں جنکو پڑھکر اخبارات ہند اور تمام اہل الرائے واہ واہ پکار اٹھے ہیں قیمت فائل سال اول ۳ قیمت فائل سال دوم پانچ روپے۔ صرف

منیجر کوکب ہند

کیا ملت اسلام پھر زندہ ہو سکتی ہے

پیوستہ گذشتہ

پس اس تھوڑی سی مدت کے اندر شریعت میں تین بڑے بڑے اختلاف رونما ہو گئے۔ اور ہیئت جامعہ اسلامیہ تین بڑے فرقوں میں بٹ گئی۔ ان تمام اختلافات کا منشاء خلافت کو حاصل کر کے سلطنت اور امارت تک پہنچنا تھا۔ ان میں ایک تو وہ تھے جو خلافت کو قرابت قریبہ کے سبب حضرت علی اور انکی اولاد کا حق جانتے تھے اور اپنے اعتقاد کے ثبوت میں حضرت رسول کے اقوال اور آیات الٰہی پیش کرتے تھے۔ یہ فرقہ بانام شیعہ موسوم ہوا۔

دوسرے وہ تھے جو خلافت کو اہل حل و عقد کی رائے اور اجماع امت کے اتفاق پر مقرر سمجھتے تھے۔ یہ فرقہ اہل سنت و جماعت کے نام سے مشہور ہوا۔

تیسرے وہ تھے جو کسی کو بھی اس مرتبہ کا مستحق نہ سمجھتے تھے اور آیۂ مبارکہ ان الحکم الا للہ کے مطابق پہلے دو خلفا کے بعد کسی کو بھی ریاست مطلقہ کا مالک نہ مانتے تھے۔ یہ فرقہ بنام خوارج مشہور ہوا۔

شہادت حضرت امیر کے بعد حضرت امام حسن کی مصلحت کے مطابق معاویہ خلیفہ مقرر ہوا۔ اور اب اس رتبہ میں اُسکا کوئی رقیب نہ رہا۔ معاویہ نے خلافت پاتے ہی اپنی ذکاوت و تدبیر سے یہ جان لیا کہ اہل بیت کے روشن و منور فضائل اور حضرت رسول سے قرابت قریبہ کے سبب خلافت امویہ کبھی دنیا میں پائدار نہ ہوگی۔ اور جلد یا بدیر پھر یہ رتبۂ عالی اہلبیت مبارک کو ملجائے گا۔ بنا بریں اُس نے اہلبیت کے دشمنوں سے دوستی کرنی شروع کی اور اُن کے دوستوں کو اعلیٰ مناصب دیئے بند کر دیئے۔ معاویہ نے ایک گروہ مقرر کیا کہ وہ جھوٹی حدیثیں گڑھیں اور اُن میں حضرت علی اور اُنکی اولاد کے بارہ میں نامناسب باتیں لکھیں اور دوسروں کے بارہ میں بڑے بڑے فضائل روایت کریں۔ تاکہ مسلمانوں کے دل اہلبیت کی طرف سے متنفر ہو جائیں۔ اسطرح متضاد و مختلف حدیثیں مسلمانوں کے درمیان پھیل گئیں۔ کیونکہ کچھ لوگ ایسے تھے جو بادشاہ وقت کی خوشامد اور حب جاہ کے خیال سے ان جھوٹی حدیثوں کو روایت کرتے اور مانتے تھے۔ اور کچھ ایسے تھے جو دیانت و پرہیزگاری کی وجہ سے جو کچھ فی الحقیقت سُنا تھا سچائی اور راستی سے وہی کہتے تھے۔ اسطرح علم حدیث درمیان آیا اور قوم کی توجہ کتاب اللہ اور اُسکے سچے مبیّن سے جیسا کہ فرمایا ہے "انی تارک فیکم الثقلین"۔ ہٹ گئیں۔ اور حضرت علی علیہ السلام کو منابر پر چڑھکر بُرا کہنا عام ہو گیا۔

معاویہ کے عہد خلافت میں اسلامی فتوحات مشرق میں دریائے جیحون تک اور مغرب میں قیروان تک پہنچ گئیں۔ معاویہ نے ۶۰ھ میں وفات پائی اور خلافت یزید کو ملی۔ یزید کے عہد میں حضرت حسین سید الشہداء کی شہادت واقع ہوئی۔ جس سے ملت بیضا میں ایک بڑا فساد برپا ہوا۔ قلوب مومنین میں نفرت نے گھر کیا اور اسکے دو بڑے ٹکڑے ہو گئے۔ الحق۔ ایسا بُرا حادثہ کسی پہلی قوم یا امت میں واقع نہ ہوا تھا۔ خصوصاً اسلئے کہ بنی امیہ نے اس واقعہ کے دن کو شام میں روز عید مقرر کیا اور دمشق کو خوب زینت دی۔ شہداء کے سروں کو خلافت یزید کے دوران میں ملک شام میں شہر بشہر پھیراتے تھے اور دفن کرنے نہ دیتے تھے۔ جب یزید کی وفات کے بعد اسکے بیٹے معاویہ نے باپ اور اقارب کے بُرے اعمال کے سبب خلافت کے قبول کرنے سے انکار کیا۔ تو اس خلافت کے تعین کے لئے پھر شور اور کھلبلی پیدا ہوئی۔ حرمین شریفین کے لوگوں نے عبداللہ بن زبیر کو خلیفہ مقرر کیا۔ جس نے جزیرۃ العرب اور بلاد عراق کو مسخر کیا۔ شام کے لوگوں نے اُسے خلیفہ ماننے سے انکار کیا۔ اسی اثنا میں مختار بن ابی عبیدہ ثقفی جو شجاعت و شہامت کے لئے مشہور تھا مکہ سے عراق میں آیا۔ اور اہل عراق کو جو آل رسول کی محبت کے لئے مشہور تھے محمد ابن علی المعروف بابن الحنفیہ کی خلافت اور شہیدوں کے خون کا قصاص لینے کی دعوت دی۔ اس نے کوفہ اور ملک عراق کو حدود آذربائیجان تک فتح کیا اور حضرت سید الشہداء کے تقریباً آٹھ سو تین قاتلوں اور انکے بہی خواہ بنی امیہ کو تلوار کی گھاٹ اُتارا۔ چھ سال کی امارت کے بعد مصعب بن زبیر کی لڑائی میں یہ شخص مارا گیا۔

شام میں مروان بن الحکم اور اسکے بعد اسکا بیٹا عبد الملک مسند خلافت پر بیٹھے۔ عبد الملک نے جو تمام خلفای بنی امیہ میں سب سے بڑا خلیفہ تھا۔ پہلے مصعب بن زبیر کو قتل کیا۔ اور پھر عبداللہ بن زبیر پر غلبہ پایا۔ اس کے عہد میں خلافت اسلامیہ پھر تماماً خاندان بنی امیہ میں آگئی۔ اور حالانکہ خلفای بنی امیہ اور روسای خوارج کے درمیان ہمیشہ جنگ رہتی تھی تاہم فتوحات اسلامیہ مشرق میں حدود فرغانہ تک اور مغرب میں ملک اندلس تک جسے اب اسپین کہتے ہیں پہنچ گئیں۔

ان ہی دنوں میں دوستان اہلبیت جو ہمیشہ امرائے امویہ کے ظلم و اہانت کا شکار رہتے تھے دو فرقوں میں منقسم ہو گئے۔ ایک تو حضرت حسین کی شہادت کے بعد خلافت کو محمد بن الحنفیہ کا حق جانتے تھے اور اسکے بعد ابی ہاشم بن محمد بن حنفیہ کی خلافت و امامت کے معتقد تھے۔ دوسرے حضرت علی بن الحسین علیہ السلام کو اپنا خلیفہ اور امام سمجھتے تھے۔ ابی ہاشم مذکور جب سفر شام سے واپس آئے تو آپنے محسوس کیا کہ آپکو خلیفۂ اموی کے اشارہ سے زہر دیا گیا ہے۔ آپ نے علی بن عبداللہ بن عباس کو جو شرفای بنی ہاشم میں سے تھے بلایا اور اُنہیں خلوت میں بتلایا کہ میں نے اپنے دادا علی ابن ابی طالب سے سُنا ہے کہ خلافت اسلام تیری اولاد میں منتقل ہوگی اور بنی امیہ کی سلطنت اُن ہی کے ہاتھوں سے مٹیگی۔ یہ کہکر آپنے اسے اپنا وصی مقرر فرمایا۔ اور ان سب باتوں کے پوشیدہ رکھنے کا حکم دیا۔ آپ نے اپنے داعی خراسان وغیرہ ملکوں کی طرف روانہ کئے۔ یہ بنی عباس کی خلافت کبیرہ کی بنا تھی۔

وہ لوگ جو خلافت کو حضرت علی بن الحسین کا حق جانتے تھے آپ کی وفات کے بعد پھر مختلف ہو گئے انمیں سے کچھ زید بن

©Afnan Library Trust, 2026

علی بن الحسین کو خلافت کا مستحق جانتے تھے۔ کیونکہ شرفائے علویہ کے درمیان آپ ہی شجاعت و شہامت و علم و تقویٰ و کرامت کے لئے معروف تھے۔ یہ فرقہ زیدیہ کے نام سے مرسوم ہوا۔

علی بن عبداللہ ابن عباس نے ابی ہاشم کی وصیت کے مطابق متقی و قابل اعتماد لوگوں کو خراسان کی طرف بھیجا۔ یہ داعی لوگوں کو آل محمد کی متابعت کی دعوت دیتے تھے۔ اور بغیر امام کا نام بتلائے خفیہ خفیہ خلافت ہاشمیہ کو تشکیل کرتے رہے۔ ان کی ان کوششوں میں یہ لوگ بارہا حکام خراسان کے ہاتھوں جو امرائے امویہ ہوتے تھے قتل و حبس ظلم و ستم سہتے تھے۔ مگر چونکہ بنی امیہ کا ظلم روز بروز بڑھتا جاتا تھا۔ اور لوگ آل رسول سے فطرتاً محبت رکھتے تھے اسلئے انکی تعداد روز افزوں ہوتی گئی۔ حتیٰ کہ خراسان کے اکثر امرا و عیان اس حلقہ میں آگئے۔ اسوقت ابومسلم مروزی امام ابراہیم کے حکم سے داعیان خراسان کا رئیس تھا اور خلیفہ اموی کی طرف سے نصر بن سیار مشرق کا والی امرائے تھا۔ دمشق جو مرکز خلافت تھا۔ نزاریہ و یمانیہ کے اختلافات کے سبب اور ولید بن یزید بن عبدالملک کے قتل کی وجہ سے ایک بڑے فتنہ و فساد کا اکھاڑہ بن رہا تھا۔ لہٰذا ابومسلم مروزی مذکور نے جو حزم و عزم اور کفایت و درایت کے لئے مشہور تھا وقت کو غنیمت جانا۔ اور ۱۳۰ھ میں شہر مرو پر جو خراسان کا دارالخلافہ تھا قابض ہوگیا۔ نصر بن سیار امرای امویہ کی ایک خاصی تعداد کے ساتھ اسکے خلاف اٹھا۔ مگر ابومسلم نے ہر لڑائی میں اسے شکست فاش دی اور آخر کار تمام خراسان پر قابض ہوگیا۔ فتح خراسان کے بعد اس نے بڑے بڑے سرلشکروں اور سرداروں کو عراق اور دوسرے ممالک کے فتح کرنے پر مامور کیا۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ جہاں بھی یہ سپہ سالار گئے۔ فتح و نصرت نے اُن کے قدم چومے اور بنی امیہ ہر جگہ پسپا ہوئے۔ حتیٰ کہ انہوں نے یزید بن ہبیرہ اموی والیٔ عراق کو شکست دیکر کوفہ پر جو عراق کا پایۂ تخت تھا قابض ہوگئے۔ ان فتوحات کے بعد ۱۳۲ھ کے ایک جمعہ کی صبح کو عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کو جو سفاح کے لقب سے ملقب تھا۔ تخت خلافت ہاشمیہ پر لا بٹھایا۔ سفاح نے اپنے چچا عبداللہ بن علی کو مروان بن محمد الملقب بالحمار کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ مروان بن محمد عبداللہ کے ڈر سے بھاگ گیا۔ اور آخر کار بوصیر میں عمال مصر کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اسطرح خلافت امویہ کا مشرق میں خاتمہ ہوا۔ مگر مغرب میں یعنی اسپین اور دوسرے مغربی ممالک میں عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام کی سعی و کوشش سے خلافت امویہ قائم اور مستقل رہی۔

اوپر کی عبارات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت سرداران لشکر و سپہ سالاران افواج آل رسول کی محبت دلوں میں رکھتے تھے۔ پس خلافت کی طلب ساداتِ علویہ کے دلوں میں بھی پیدا ہوئی۔ اور حق وراثت کی خواہش پھر آل علی میں بھڑکی۔ اسکا سبب یہ تھا کہ بنی عباس قرابتِ رسول اللہ کے سبب خلافت کے مالک ہوئے تھے۔ آل علیؑ اس قرابت میں بنی عباس سے کہیں بڑھ چڑھ کر تھی خصوصاً جبکہ وہ سب لوگ جو قوم میں علم و فضل و تقویٰ و شہامت و کرامت کے لئے مشہور تھے سب سادات علویہ میں سے تھے۔ پس دوسری صدی اسلامی میں بہت سے لوگ آل علی کے خلافت کے دعویدار ہوئے۔ اور انہیں سے اکثر بنی عباس کے ساتھ لڑائیوں میں مارے گئے۔ مثلاً محمد اور ابراہیم جو عبداللہ بن حسنؑ بن حسنؑ بن علیؑ کے بیٹے تھے خلیفہ منصور عباسی کے عہد میں خلافت کے دعویدار تھے اور قتیل پیدا ہوئے۔ یہ دونوں فرقۂ زیدیہ کے امام تھے۔

(باقی باقی)

رُباعیاتِ خیام

مغرب مشرق کے قدموں میں

اگر آپ کو یہ دیکھنا ہو کہ مغرب کے اہل کمال کسطرح مشرق کے آگے جھک گئے تو آپ کے لئے رباعیات عمر خیام کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ آجتک بازار میں رباعیات عمر خیام کے جو نسخے ملتے تھے علاوہ کتابت و طباعت کی غلطیوں کے بہت نامکمل ہوتے تھے۔ مگر یہ نسخہ مکمل ہے اور اسکا حسنِ کتابت و طباعت تعریف سے مستغنی ہے۔

علاوہ مکمل ہونے کے اسمیں ایک خوبی یہ ہے کہ ہر ایک رُباعی کا نہایت اعلیٰ منظوم ترجمہ بھی ساتھ دیا گیا ہے۔

مرید برانِ عمر خیام کا فوٹو بھی شامل کتاب ہے۔

قیمت علاوہ محصول عہ

رُباعیاتِ سرمد شہید

دہلی میں خون شہادت

سرمد شہید جو شاہی زمانے میں مولویوں کے فتوے سے جامع مسجد دہلی کے دروازے کے سامنے شہید کئے گئے تھے یہ آپ ہی کی عارفانہ اور حکیمانہ رُباعیات کا مجموعہ ہے۔

طباعت و کتابت بے مثل قیمت نہایت کم یعنی

علاوہ محصول ۱۲ر

ملنے کا پتہ

کتابستان بازار کمرہ بنگش دہلی

گھڑی مُفت

سب کارخانوں سے کم قیمت اور عمدہ باجے

جو صاحب ہمارے کارخانہ سے ہارمونیم باجے خریدیں گے اُن کو ایک گھڑی مُفت دیجائے گی۔

قیمت باجہ پینتیس ۳۵ روپے

پتہ

جے کے سری واستوائی نئی سڑک دہلی

بوداپسٹ کا خط

امراللہ کی مخلص خادمہ امتہ اللہ مارتا روٹ ایک عرصہ سے تبلیغی سفر میں مصروف ہیں۔ ناظرین کوکب ہند قریبی اشاعتوں میں ان کے حالات ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ موصوفہ کا ایک خط بوداپسٹ سے آیا ہوا ظاہر کرتا ہے کہ تائید الٰہی سے امتہ اللہ مارتا روٹ اپنے اس مبارک سفر میں کامیاب ہو رہی ہیں۔

موصوفہ بوداپسٹ پہنچکر اُس مہمان خانہ میں مقیم ہوئیں جسمیں حضرت عبدالبہاء فروکش ہوئے تھے۔ مہمان خانہ کے منتظمین نے نہایت تپاک سے خیر مقدم کیا۔ اگرچہ بوداپسٹ میں اندنوں بہت پریشانی ہو رہی ہے۔ بہت لوگ بے کار ہیں تاہم جسوقت امتہ اللہ مارتا روٹ نے امراللہ کی صدا بلند کی اور لوگوں کو ندائے حق کیطرف بلایا تو بندگانِ خدا جوق جوق آنے لگے۔

مشہور بہائی مخلصہ امتہ اللہ لوئیس گرگوری امریکن بھی آپکے ساتھ خدمتِ امراللہ میں شریک ہوگئیں۔

بہت سی خواتین محترمہ کے علاوہ بوداپسٹ کی معزز خاتون مسس زیرمائی تعالیم بہائی کی گرویدہ ہوگئی ہیں۔ مسس زیرمائی آداب اخلاق اور فصاحت و بلاغت میں مسلم و مشہور ہیں۔ مدتوں ملک کی اہم ترین انجمن صلح و آزادی نسوان کی صدر رہ چکی ہیں۔ اب خدماتِ امراللہ میں مخلصانہ مساعی صرف کر رہی ہیں۔

مارتا روٹ کی تقریر کے جلسوں میں اسقدر کثرت سے لوگ آتے ہیں کہ بعض اوقات جلسہ گاہ میں بیٹھنے کو جگہ نہیں ملتی۔ تو بھی کھڑے کھڑے لکچر سنتے رہتے ہیں۔

بوداپسٹ کے مشہور پروفیسر دیمبری مع اپنی فیملی کے بہائی جلسوں میں شرکت فرماتے ہیں۔ اسپر انٹوزبان کے ماہرین اور دیگر ارباب علوم و فنون بھی شوق سے آتے ہیں۔

اخبارات کے رپورٹر تقریریں اپنے اپنے پرچوں میں شائع کراتے ہیں۔ حکام شہر بھی مجلس میں تشریف لاتے اور بیانات کی تحسین کرتے ہیں۔

تھیا سوفیکل سوسائیٹی کے صدر اعظم پروفیسر ہدلر جو ایک ماہر نقاش ہیں۔ جنہوں نے ۱۹۱۳ء میں حضرت عبدالبہاء کا فوٹو لیکر دارالفنون صناعی میں نصب کیا تھا۔ انہوں نے امتہ اللہ مارتا روٹ کی تقریر کیلئے ایک عظیم الشان اجلاس کا اُسی جگہ اہتمام کیا جہاں حضرت عبدالبہاء نے نطق مبارک فرمایا تھا۔ اسپر انٹوزبان کے ماہرین نے بھی ایک عام جلسہ کیا جسمیں امتہ اللہ مارتا روٹ کی تقریر ہوئی۔

انجمن تورانیان نے بھی (جو بوداپسٹ میں ایک اہم ترین انجمن ہے) لیکچر کا بہت اچھا انتظام کیا۔ بہت سی فرانسیسی اور انگریزی کلب بھی امتہ اللہ مارتا روٹ کے لکچروں کا انتظام کر رہے ہیں۔ ملل مختلفہ کے افراد امر بہائی کی آواز بہت توجہ سے سُن رہے ہیں ؛

©Afnan Library Trust, 2026

ہر شخص حکیم وغیر حکیم کے جیب کی لازمی چیز۔ شدت مرض کو فوراً روکنے والی اور تمام گھریلو امراض کی تیر بہدف اکیلی دوا

ارواح اکسیر اعظم

جو فی الحقیقت ہر قسم کی نئی اور پرانی اور اچانک ہو جانیوالی تمام بیماریوں کے دفعیہ کے لئے اکسیر چیز ہے۔ ارواح اکسیر اعظم ایک قسم کا عجیب و غریب عرق ہے جسے میں نے بڑی محنت اور ہزاروں تجارب سے ایجاد کیا ہے سینکڑوں بار آزمایا جا چکا ہے جس مرض میں اور جہاں دیا گیا تیر بہدف فوری نفع بخش پایا مختلف بدرقوں کیساتھ مرض کی پوری پوری بیخکنی کرتا ہے اور اس کے بیش بہا فوائد کے لحاظ سے ایک لاجواب تحفہ اور جواہرات میں تولنے کے قابل ہے

سفر میں رہنے والوں کو عموماً اور بال بچہ والے گھروں میں خصوصاً اسکی ایک ایک شیشی ضرور موجود رہنی چاہئے۔ نہ جانے کون بیماری کس وقت حملہ کر دے۔ اس وقت اگر یہ ایک شیشی پاس ہوگی تو فوراً بفضلہ ایک سچے حکیم کا کام دیگی۔ آجتک ارواح اکسیر اعظم کا جو ذیل امراض پر تجربہ ہو چکا ہے۔ درد سر ہر قسم۔ کان درد۔ دانت درد۔ داڑھ درد۔ پیٹ درد۔ نفخ۔ پیچش۔ بدہضمی۔ اسہال۔ ہیضہ۔ طاعون۔ نمونیا ذات الجنب۔ عرق النساء۔ وجع المفاصل ہر قسم کے درد۔ ہر قسم کے زخموں کے لئے اکسیر چیز ہے۔ پھوڑا پھنسی۔ خارش۔ چنبل۔ ملیریا فیور بخار۔ داد۔ سوزاک۔ قرحہ۔ آتشک وغیرہ بشمار سر سے پاؤں تک کے امراض کے دفعیہ کیلئے شرطیہ بے نظیر ہے۔ بھڑ۔ بچھو۔ سانپ اور دیگر تمام زہریلے جانوروں کے کاٹے پر فوری فائدہ دینے والی چیز ہے۔ پرچہ ترکیب مشرح چھپا ہوا ہمراہ ہوگا قیمت فیشیشی پوری ۲۰۰ خوراک ۲ روپیہ ڈاکخرچ ایک شیشی سے تین شیشی تک ۸

لاجواب خوشبودار تیل کا صحیح اور آسان نسخہ

اسکی خوشبو اسقدر تیز ہے کہ بالکل دبے تولہ والا عطر بیچ ہے۔ اپنی دیرپا اور دلفریب خوشبو سے لوگوں کو متوالا بنا دینے والا تمام عوارضات دماغی کو منٹوں میں دور کرنیوالا ہزاروں روپے کا فروخت ہونیوالا۔ فوراً کم خرچ میں تیار کر لو۔ نسخہ سہل اور آسان ہے۔ ہر شخص منٹوں میں تیار کر کے سینکڑوں روپے ماہوار کی مستقل آمدنی پیدا کر سکتا ہے قیمت نسخہ پانچ روپے مقرر ہے۔ مگر اخبار کوکب ہند کے خریدار حضرات صرف ۲ کی ٹکٹ بھیجدیں۔ نسخہ بذریعہ رجسٹرڈ لیٹر کے بھیجدیا جائے گا۔ جو شخص ابتک اخبار کے خریدار نہیں ہوئے وہ اس موقعہ کو غنیمت سمجھکر فوراً خریدار بنجائیں۔ اور فائدہ اٹھائیں۔ اگر آپ ہومیوپیتھک اور بائیو کیمک طریقہ سے گھر بیٹھے ہوئے تھوڑے خرچ و وقت علاج کرنا سیکھنا چاہتے ہیں۔ یا ہر دو علاج کی تازہ و کفایت سی ادویات خریدنا چاہتے ہیں تو ٹکٹ بھجوا کر ڈاک خرچ بھیجکر قواعد طلب کیجئے ؛

المشتہر ڈاکٹر ایس۔ اے۔ ماجد پوسٹ منیر ضلع پٹنہ

دار الکتب اسلامیہ

تبلیغ و اشاعت اسلام کی بہترین کتاب عربی فارسی اردو انگریزی۔ قرآن شریف اردو انگریزی و حمائل شریف معرا ہر قسم مندرجہ ذیل پتہ سے طلب فرمائیں

فہرست کتب مفت

پتہ

منیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

غریب امداد کا فرشتہ

سرمہ نباہے قدرت حق سے دلا جواب — چشم فلک نے دیکھ جسے مرجع کہا

سالہا سال کے تجربہ اور بفضل خدا سینکڑوں کے بعد ملنے خدا کی بہبودی اور جملہ مریضان چشم کی آگاہی کے لئے اطلاع دیجاتی ہے کہ سرمہ نور البصر جو آنکھ کی تمام شکایتوں کی بے ضرر اور اصلی مکمیرہ چینی سے تیار کی ہوئی تیر بہدف دوا ہے ایک ایک حاجتمند کو ایک آنے کا ٹکٹ برائے ڈاکخرچ موصول ہونے پر فی سبیل اللہ روانہ کی جاتی ہے۔ نیازمند ان

ایم ممتاز ایم مختار۔ یونین سٹورز شملہ

غریب اپریشن سے گھبراتی ہیں

آل انڈیا یوگا چاری میڈیکل مشن کو یہ فخر ہے کہ اسکی ست دھرم ہسپتال کی انچارج لیڈی ڈاکٹر پنڈتہ ستیہ وتی جی شاستری ایم۔ ایس سی (لاء) ایم۔ ڈی۔ ایچ (امریکہ) وید شاستری ایڈیٹر رسالہ ست دھرم (اردو) و رسالہ لیڈی ڈاکٹر (ہندی) نہ صرف امراض زنانہ کی ماہر خصوصی ہی ہیں بلکہ رحم کی قابل اپریشن امراض کا علاج بغیر اپریشن کرتے ہیں زبردست کامیابی حاصل کر چکی ہیں۔ ان کا طریقۂ علاج بالکل نرالا اور مخصوص ہے جو فی الحال کسی ڈاکٹر لیڈی ڈاکٹر یا وید حکیم کو معلوم نہیں ہسپتال کا اندرگاہ صرف عورتوں کے خاص امراض کا معائنہ بذریعہ آلات کرنے کی فیس دو روپے لیتی ہیں۔ اسکے علاوہ نہ کوئی فیس اور نہ دوائی کی قیمت ہی لی جاتی ہے بلکہ علاج بالکل مفت ہوتا ہے۔ لدھیانہ۔ میرٹھ اور مدراس وغیرہ سے اپریشن کروا کر ناکام عورتیں انکے ہاتھ سے شفا حاصل کر چکی ہیں۔ ضرور تمند فائدہ اٹھائیں ؛

خط و کتابت کا پتہ

ست دھرم ہسپتال و فارمیسی جالندھر شہر

اچھے اور برے خطابات

بہادر۔ جنگجو۔ لائق۔ فائق۔ جوانمرد۔ مایۂ ہمت وغیرہ خطابات انہیں شخصوں کو دیے جا سکتے ہیں جو بالکل تندرست اور صاحب صحت ہوں۔ نیم مرگ۔ مردہ دل۔ بے ہمت۔ نالائق وغیرہ خطابات کمزور اور مریض اشخاص کو دیے جاتے ہیں۔ اسلئے اگر آپ برے خطابات سے بچنا اور اچھے خطابات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو مقویات کی سرتاج آتشک نگرہ گولیوں کا استعمال کریں۔ یہ گولیاں ہر قسم کے امراض سے محفوظ رکھتی ہوئے گذشتہ طاقت و تندرستی از سر نو پیدا کر دیتی ہے۔ اور غلط کاریوں اور بیماریوں سے مادہ تولید میں جو خرابی آجاتی ہے فوراً دور ہوتی ہے۔ سست اور مردہ دل زندہ و توانا بنجاتا ہے۔ پیران ہشتاد سالہ بھی نوجوان معلوم ہوتے ہیں۔ خون کی خرابی۔ قوت حافظہ کی شکایت یکدم دور ہو جاتی ہے۔ نامردی۔ جریان۔ احتلام۔ سرعت انزال وغیرہ سب کافور۔ قیمت فی ڈبیہ ایکروپیہ پانچ ڈبیہ چار روپیہ للعہ

پتہ

آتشک نگرہ کمپنی جام نگر کاٹھیاوار

محفوظ الحق علی نے محبوب الابتاع دہلی میں چھپوا کر دفتر کوکب ہند چاندنی چوک دہلی سے شائع کیا

©Afnan Library Trust, 2026

III 16

اے اہل عالم ہمہ باریک و اربد و برگ یک شاخسار

کوکب ہندی

نمبر ۱۶ جلد ۱ | سید محفوظ الحق علی | ہر انگریزی ماہ کی یکم ۱۰۹-۱۷-۲۵ کو شائع ہوتا ہے | محل ادارہ چاندنی چوک دہلی جو کہ ۱۹۲۶ سنہ

عالم بہائی

فلسطین۔ حیفا، شہر کے اردگرد آبادی بکثرت بڑھ رہی ہے۔ پکی سڑکیں بن رہی ہیں۔ ہر طرف سے یہودی جوق جوق اپنے اُجڑے وطن کو آباد کرنے کے لئے آرہے ہیں اور خدا کی پیشینگوئیوں کے مطابق فلسطین پھر اپنی کھوئی ہوئی عظمت اور شان کو حاصل کر رہا ہے۔ امر اللہ کی ترقی بحمد اللہ مستقل و سریع ہے۔ بہائی زائرین دنیا کے ہر حصہ سے ہر روز آتے اور زیارت عتبات مقدسہ سے مشرف اور حضرت شوقی ربانی کے دیدار پر انوار سے مسرور ہوتے ہیں۔

ایران۔ ایران کے ہر شہر سے فرحت بخش اور روح انگیز خبریں آرہی ہیں۔ امر اللہ کی ترقی حیرت انگیز طریقہ سے ہو رہی ہے جہرم کے شہیدوں کا خون رنگ لا رہا ہے۔ شہادت کی خبر جب اندرون ایران میں پھیلی تو سب میں ایک ہیجان پیدا ہوا۔ پژمردہ ارواح خون عشاق کی حرارت سے بیدار ہوئیں۔ اور عقاید امر اللہ کی جویا بنیں۔ بہت سے مشرف بایمان ہوئے اور بہت سے ابھی وادی تحقیق میں ہیں۔

امریکا۔ نیویارک اور واشنگٹن کے احباب بڑی سرگرم کوشش کر رہے ہیں۔ مبلغین امر جو مختلف ایالات امریکہ و میکسیکو سنٹرل امریکا اور جنوبی امریکا میں پیام حق کو پہنچانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں نہایت ہی خوشگوار خبریں بھیج رہے ہیں۔ تازہ ترین خطوط اسقدر روح انگیز ہیں کہ طرب و وجد کی حالت میں روح بے اختیار اہل امریکہ کو مرحبا مرحبا پکارتی ہے

یورپ۔ تازہ ترین خبریں جرمنی اور انگلستان میں امر اللہ کی ترقی کا مژدہ دیتی ہیں۔ جرمنی میں ایک خاص ہیجان پیدا ہو رہا ہے اور احباب کو تبلیغ کے بیشمار موقع مل رہے ہیں۔ حق تو یہ ہے کہ احبای جرمنی کو تبلیغ امر اللہ کی مصروفیت اسقدر زیادہ ہے کہ وہ اپنے دنیوی کاموں کی طرف پوری توجہ نہیں دے سکتے رومانیا اور بلغاریا میں نو خاستہ محافل بڑے انہماک سے کام کر رہی ہیں قسطنطنیہ سے نہایت ہی خوشگوار خبریں آرہی ہیں خصوصاً طبقۂ نسواں نے تعلیم بہائی کا نہایت پرتپاک استقبال کیا ہے۔ اور نہایت شوق و جوش سے ان تعالیم کے پھیلانے میں کوشاں ہیں۔ احباء قسطنطنیہ کا ارادہ ہے کہ انجمن انگورا کو زیادہ زوردار بنائیں۔ اور تبلیغ امر کو اس نئے مرکز ترکیہ میں ہر ممکن ذرائع سے انجام دیں۔

اسٹریلیا۔ مجالس احباب باقاعدہ ہوتی ہیں۔ مبتدی نہایت شوق سے آتے ہیں۔ انشاء اللہ بہت جلد علم یا بہاء الابہیٰ آسٹریلیا کی بلند ترین چوٹیوں پر لہرائیگا عنقریب محفل مرکزی وہاں قائم ہونیوالی ہے۔

افریقہ۔ مصر۔ ٹیونس۔ الجزائر۔ مراکو۔ جنوبی افریقہ مدغاسکر کی خبریں نہایت خوشگوار ہیں

رنگون۔ الاشراق نمبر ۴ میں انتخابات مجلس روح ہیں اسی نمبر میں ہمنے اپنے نوجوان بھائی مسٹر سید حشمت علی کا ایک مقالہ دربارۂ "آفات جنگ" انگریزی میں پڑھا اور دل خوش ہوا۔ ہم امید کرتے ہیں کہ یہ نونہال ریاض گلشن الہیٰ میدان خدمت امر میں سریع و ثابت قدمی سے بڑھتا رہیگا ہم آپکے والد ماجد خانصاحب ڈاکٹر سید مظہر علی کو تہ دلسے مبارکباد دیتے ہیں۔ حق تو یہ ہے کہ حق خدمت ادا ہوا۔ اخویم سید جناب علی بی اے بیرسٹرایٹ لا کا خط محبت امر اللہ سے مملو اور شوق خدمت سے حسب معمول پُر ہے۔ منشی محفل جناب سید مرتضیٰ علی کا خط مجلس شہادت حضرت باب اللہ الاعظم (روح ماسواہ فداہ) کی خبر لایا کہ احباب نے پُرخون قلوب کے ساتھ شہادت کے دن محفل کی اور بعد تلاوت زیارت نامہ جناب ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب نائب صدر محفل روحانی نے جو احبای قدیم میں سے ہیں۔ فلسفۂ شہادت پر ایک نہایت ہی پر اثر تقریر فرمائی اور احبای الہی کو تشویق دی کہ امر اللہ کی خدمت کے لئے جان و مال کی پرواہ نہ کریں سر بکف میدان خدمت میں قدم زن ہوں۔ کلمات مکنونہ کا یہ کلمہ پڑھکر سنایا قولہ جل ذکرہ

اے پسر انسان

اپنی حالت کو سوچ اور اپنے کام میں غور کر کیا تو اپنے بستر پر مرنا پسند کرتا ہے یا میری راہ میں خاک پر شہید ہو کر میرے امر کا مظہر اور فردوس اعلیٰ میں میرے نور کا ایک ظہور ہونا چاہتا ہے۔ پس اے میرے بندے انصاف کر (انتہی)

مانڈلہ۔ ہماری روحانی بہن مس میامیا بی اے امتحان میں امسال کامیاب ہوئیں۔ اماء رحمن میں سے یہ دوسری بہن ہیں جو بی اے میں پاس ہوئی ہیں۔ گذشتہ سال انکی بہن مس لھا لھا پاس ہوئی تھیں۔ مس لھا لھا امسال محفل مرکزی ہندو برہما کی ممبر منتخب ہوئی ہیں۔

دہلی۔ مجالس باقاعدہ منعقد ہوتی ہیں الواح مبارکہ کی قرأت احبائے الٰہی میں نئی روح پھونک رہی ہے۔

شہر میں فرقہ وارانہ کشمکش جاری ہے۔ سرکار نے نہایت ہی اعلیٰ پیمانہ پر انتظام کیا ہے جس سے امید ہے کہ محرم بخیر و عافیت گذر جائے گا۔ جانبین کے اندر نفاق انگیز خیالات دن بدن بڑھ رہے ہیں۔ وہ روادارانہ محبت جو مدت مدید سے ہندوؤں اور مسلمانوں میں قائم تھی اب مفقود ہو رہی ہے جس سے تجارت صنعت حرفت اور ہر پیشہ پر بُرا اثر پڑ رہا ہے۔

مجالس روحانی میں خاص طور سے دعا مانگی جا رہی ہے کہ خدا اس نفاق کے دیو کو ہندوستان سے دفع کر دے۔

ایکاش! لوگ امر بہائی کے قدسی انوار کیطرف نگاہ بلند کریں۔ امر بہائی نے ہر قسم کے تعصبات کو بکلی اٹھا دیا ہے۔ اور وحدت عالم کی تعلیم دے کر دنیا کو ان تمام خصومات سے نجات حاصل کرنے کی رہنمائی کی۔ (بقیہ مضمون صفحہ ۴ کالم ۱ میں)

©Afnan Library Trust, 2026

مفاوضات حضرت عبدالبہاء

مفاوضات حضرت عبدالبہاء کا سلسلہ کوکب ہند میں عرصۂ دراز سے جاری ہے۔ جسے ناظرین بہت ذوق وشوق سے پڑھتے ہیں۔ مفاوضات کی اہمیت اور فائدہ بالکل مسلم وعیاں ہے۔ گذشتہ اشاعت میں کتاب سوم ختم ہوگئی تھی۔ اب کتاب چہارم شروع ہوتی ہے جسمیں مبدا ومعاد اور انسانی قویٰ اور حالات وکمالات کے بیانات ہیں۔ ہم خدا تعالیٰ کا بے حد شکر کرتے ہیں کہ اسکی تائید وتوفیق سے یہ ایک بہت اہم اور بہترین کام کوکب کے ذریعے پورا ہو رہا ہے جو اب عنقریب مکمل ہوجائے گا۔ پھر انشاء اللہ کتاب مفاوضات اُردو نہایت عمدگی کے ساتھ طبع ہوکر دنیا کے سامنے پیش ہوگی۔ (ادارہ)

تغییر انواع

اب ہم اس سوال کو اُٹھاتے ہیں کہ کیا چیزوں کی نوعیت بدل سکتی ہے۔ اور اعضا کا ارتقاء کس حد تک ممکن ہے۔ بالفاظ دیگر کیا انسان حیوان سے ترقی کرتے کرتے انسان بنا ہے۔ یہ خیال یورپ کے بعض فلاسفروں کے دلمیں ایسا پختہ ہوگیا ہے کہ اسوقت اسکی غلطی کو سمجھانا بہت مشکل ہے مگر آئندہ چلکر یہ غلطی ظاہر و آشکار ہوجائے گی۔ اور یورپ کے فلاسفر اس مسئلہ کی غلطی کو سمجھ جائینگے کیونکہ دراصل اس مسئلہ کی غلطی صاف ظاہر ہے

انسان جب غور سے کائنات کو دیکھتا ہے اور موجودات کے احوال کی باریکیوں کو جان جاتا ہے اور عالم وجود کی وضع و ترتیب وتکمیل کو دیکھتا ہے تو یقین کرلیتا ہے کہ عالم امکان میں کوئی چیز بھی اس سے زیادہ عجیب نہیں جو فی الحال موجود ہے کیونکہ ہر چیز جو آسمان یا زمین میں بلکہ تمام فضائے نامتناہی میں ہے جیسا کہ چاہئے تھا کامل پیدا کیگئی ہے اور اسکی تنظیم و ترکیب وترتیب بالکل مکمل ہے۔ اسمیں کوئی نقص نہیں یہانتک کہ اگر تمام کائنات کاملاً عقل بن جائے اور ابدالآباد تک غور وخوض کرے تو بھی ممکن نہیں کہ جو کچھ ہے اس سے بہتر کوئی چیز خیال میں لاسکے۔ اگر یہ کہیں کہ آفرینش پہلے ایسے کمالات سے آراستہ نہ تھی بلکہ بسیط تر تھی تو وجود مہمل اور ناقص ٹھہرتا ہے اور اسحالت میں آفرینش کا نامکمل ہونا ماننا پڑتا ہے اس مسئلہ کو نہایت غور وخوض سے دیکھنا ضروری ہے مثلاً عالم امکان یعنی عالم وجود کو مثال کے لئے جسم انسان کے مشابہ تصور کریں۔ اگر یہ ترکیب وترتیب وتکمیل وجمال وکمال جو اسوقت جسم انسان میں ہے نہ ہوتا تو یہ نقص محض ہوتا۔ پس اگر ایک ایسے زمانے کا تصور کریں کہ اسوقت انسان عالم حیوانی میں یعنی بالکل حیوان تھا تو وجود ناقص تھا۔ جسکے معنی یہ ہوئے کہ انسان نہ تھا اور ہیکل عالم کا یہ عضو جو بمنزلۂ مغز ودماغ ہے مفقود تھا تو عالم بالکل ناقص تھا۔ پس یہ ثابت ہوگیا کہ اگر ایک وقت انسان حیوان میں تھا تو عالم وجود بھی کامل نہ تھا کیونکہ انسان اس عالم کا عضو اعظم ہے۔ اور اگر جسم کا عضو اعظم نہ ہو تو وہ جسم ناقص ہے۔ انسان کو عضو اعظم ہم اسلئے کہتے ہیں کہ انسان تمام کائنات میں وجود کے تمام کمالات پر حاوی ہے انسان سے ہماری مراد انسان کامل ہے۔ یعنی دنیا کا وہ اول شخص جو تمام روحانی اور جسمانی خوبیوں کا جامع اور کائنات میں مثل آفتاب ہو۔ پس غور کریں اُسوقت جبکہ آفتاب موجود نہ تھا بلکہ آفتاب بھی ستارہ تھا تو ایسے وقت میں یہ ماننا پڑے گا کہ روابط وجود مختل تھے بحسطرح ایسی چیز تصور میں آسکتی ہے اس شخص کے لئے جو عالم وجود کو خوب غور سے ملاحظہ کرتا ہے جو کچھ ہم نے کہا کافی ہے۔

اسکے علاوہ ایک دلیل اور ہے اور وہ زیادہ لطیف ہے عالم وجود میں بے انتہا کائنات جو موجود ہے انسان ہو یا حیوان نبات ہو یا جماد جو کچھ بھی ہے انمیں سے ہر ایک کسی نہ کسی عناصر کے مجموعہ سے بنا ہے اور یہ تکمیل جو ہر چیز میں آپ دیکھتے ہیں بلاشک وشبہ عناصر کی ترکیب کی خوبی اور اندازہ کی مناسبت۔ ترکیب کی کیفیت اور تمام دوسری کائنات کی تاثیرات سے پیدا ہوئی ہیں۔ پس کل کائنات ایکدوسرے سے سلسلہ وار مربوط ہے اور باہمی مدد وامداد اور تاثیر کائنات کے خواص اور موجودات کے وجود اور اُنکی نشوونما کا سبب ہیں۔ یہ دلائل وبراہین سے ثابت ہے کہ ان کائنات میں سے ہر ایک عموماً دوسری سب کائنات پر بالاستقلال یا بالتسلسل اثر ڈالتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ کائنات کے ہر کائن کی مکملیت یعنی وہ مکملیت جو اسوقت آپ انسان اور دوسری چیزوں میں دیکھتے ہیں۔ اجزا اور اعضا اور قویٰ کے لحاظ سے عناصر کی ترکیب اور انکے مقادیر وموازین سے پیدا ہوتی ہے۔ جب امتزاج عنصری کی کیفیت اور وہ باہمی اثر وتاثیر جو انسان اور دوسری کائنات میں ہے جمع ہوتے ہیں تو یہ انسان پیدا ہوتا ہے۔ چونکہ ان سب کی تکمیل عناصر مرکبہ کے اجزا اور ان عناصر کی مقادیر اور کیفیت امتزاج اور دوسری کائنات کے اثر وتاثیر سے حاصل ہوتی ہے۔ لہذا دس ہزار سال یا ایک لاکھ سال پہلے چونکہ انسان انہیں عناصر خاکی اور انہیں مقادیر وموازین اسی نخویت وترکیب امتزاج اور کائنات کے اسی اثر وتاثیر سے پیدا ہوا تھا اسلئے وہ انسان بھی بعینہٖ یہی انسان تھا جو اسوقت ہے یہ بات صاف وصریح ہے۔ شک و شبہ کو اسمیں جگہ نہیں۔ یعنی اگر ایک ارب سال بعد بھی انسان کے یہ عناصر جمع ہوں اور انہیں خاص مقادیر سے ترکیب پائیں۔ یہی نخویت امتزاج حاصل ہو اور دوسری کائنات کے اسی اثر سے متاثر ہوں تب بھی بعینہٖ یہی انسان موجود ہوگا۔ مثلاً ایک لاکھ سال بعد اگر تیل اور آگ اور بتی اور چراغدان اور روشن کرنیوالا وغیرہ وغیرہ وہ تمام چیزیں جو اسوقت لازم ہیں اُسوقت بھی موجود ہوں تو بعینہٖ ایسا ہی چراغ پیدا ہوگا۔ یہ صریح ثبوت ہیں اٹل اور قطعی دلائل ہیں مگر جو دلیلیں یورپین حضرات پیش کرتے ہیں وہ قطعی نہیں بلکہ ظنی ہیں۔

سلسلۂ مفاوضات کے پرچے

کوکب ہند مورخہ ۱۹۔ اکتوبر سنہ ۱۹۲۵ء جلد دوم نمبر ۳۶ سے مفاوضات کی اشاعت کا سلسلہ شروع ہوا ہے جو ابتک مسلسل چلا آرہا ہے۔ جلد دوم نمبر ۳۶ سے آخری نمبر ۴۰ تک جو مضامین آئے ہیں اُن کے عنوانات حسب ذیل ہیں۔

نیچر ایک عام قانون کے ماتحت ہے۔ خدا کی ہستی کے دلائل وبراہین دنیا کے لئے مُربی کا ہونا ضروری ہے۔ وجودہائے مقدسہ حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ، حضرت محمد، حضرت اعلیٰ باب، حضرت بہاء اللہ کی صداقت۔ عظمت۔ قدرت کے بیانات اور وہ حقیقی دلائل وبینات بیان ہوئے ہیں جو تشنگانِ حقیقت کیلئے آبِ حیات اور مضطربوں کے لئے پیام تسلی ہیں۔

دلائل نقلی (از کتب مقدسہ وسہ فصل دانیال)۔ مکاشفات یوحنا کے گیارہویں باب کی تفسیر۔ اشعیا کے گیارہویں باب کی تفسیر۔ مکاشفات یوحنا کے بارہویں باب کی تفسیر۔ براہین روحانیہ۔ غناء حقیقی وجود۔

جو حضرات سلسلۂ مفاوضات کے تمام مسلسل پرچے منگانا چاہیں وہ جلد دوم نمبر ۳۶ نمبر ۴۰ تک اور جلد سوم کے ابتک شائع شدہ پرچے طلب فرمائیں۔ جلد دوم نمبر ۳۶ سے نمبر ۴۰ تک آٹھ آنے قیمت۔ جلد سوم فی پرچہ ۱ ؎

مزید واقفیت کی غرض سے جلد سوم کے عنوانات سلسلۂ مفاوضات بھی لکھے جاتے ہیں:۔

معقولات صرف جامۂ محسوسات ہی میں بیان کئے جاسکتے ہیں
حضرت مسیح کی پیدائش روح القدس سے کسطرح ہوئی؟
بے باپ ہونیکی بزرگی اور اسکے نتائج۔ حضرت مسیح کا بپتسمہ۔
بپتسمہ کی ضرورت۔ روٹی اور شراب سے مُراد۔ معجزات وخوارقِ عادات مسیح کا تیسرے دن جی اُٹھنا، حلول روح القدس۔ مسیح کی آمد ثانی اور قیامت۔ تثلیث واقانیم ثلاثہ۔ انجیل یوحنا آیت ۵ کی تفسیر۔ پولوس کے فرنتیوں کے نام پہلے خط پندرہویں فصل انسیویں آیت کی تفسیر مسئلہ حضرت آدم واکل شجرہ۔ روح القدس کے خلاف کفر۔ المدعون کثیرون والمختارون قلیلون۔ سوال از رجعت۔ تفسیر آیت انت الصخرۃ و علیک ابنی کنیستی۔ سوال از قضاوقدر۔ بیان علامات وکمالات مظاہر الہیہ خداحفظ مظاہر الٰہیہ کے وسیلے ہی پہچانا جاسکتا ہے۔ مظاہر مقدسہ کے تین مراتب۔ مظاہر ظہور کے جسمانی وروحانی مراتب۔ مظاہر ظہور کی کیفیت علمی وادراکیہ۔ نفوذ وتاثیر مظاہر الٰہیہ۔ انبیاء کی کتنی قسمیں ہیں۔ بدھا اور کنفوشس کس قسم کے تھے۔ کتب مقدسہ کے بعض عتاب۔ کتاب اقدس

©Afnan Library Trust, 2026

خداوند قدوس کا پاک تصور

وید اور بائبل یکزبان ہیں

تمام الہامی کتابیں خدا کی ذات و صفات کے بیانات سے پُر ہیں تورات۔ انجیل۔ قرآن۔ وید سب تقدیس الٰہی کے پیغام ہیں۔ کتاب مقدس وحدت و قدرت ربانی کے نعرے بلند کر رہی ہے۔ قرآن مجید عظمت و جبروت سبحانی کی صدائیں سنا رہا ہے۔ وید بھگوان شانِ یزدانی کی مہما گا رہا ہے۔

آجکل غلطی سے بعض مدعیان مذاہب اپنی ہی مذہبی کتاب میں خدا کی معرفت ذات و صفات کو محدود کر رہے ہیں۔ اور دوسری الہامی کتابوں کو ذات و صفات الٰہی کے بیان سے خالی اور محروم خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ قطعاً صحیح نہیں۔ خداوند قدوس کا پاک تصور اور اسکی صفاتِ کاملہ کا اظہار ہر الہامی کتاب میں بصراحت موجود ہے۔

مشہور مسیحی اخبار نورافشاں لاہور مورخہ ۹۔ جولائی سنہ ۱۹۲۶ء میں ایک مضمون بعنوان "تصور خدا از روے بائبل و وید" شائع ہوا ہے جو دراصل جناب مولوی پادری سلطان محمد صاحب کے ایک اہم لیکچر کا خلاصہ ہے۔

اس مضمون میں بائبل کی آیات پیش کرکے خدا کے متعلق وہ تصور بیان کیا گیا ہے جس پہ مسیحی دنیا کا اعتقاد ہے۔

یہ حصہ مضمون قابلِ داد اور لائق تسلیم ہے ہمیں اس سے پورا اتفاق ہے

اسی دن نورافشاں میں وید کے متعلق یہ نامناسب خیال ظاہر کیا گیا ہے کہ

"اگرچہ وید بھگوان خدا اور اسکی ذات کے تصور سے خالی نہیں لیکن وہ اس قسم کا تصور ہے جس سے نہ تو خدا کی ہستی کا صحیح معنوں میں پتہ لگتا ہے اور نہ اُسکی صفات کا صحیح طور پہ انکشاف ہوتا ہے۔"

ہمیں اس عبارت سے اتفاق نہیں ..... اسلئے کہ ہم وید میں خدا کی ہستی کا صحیح پتہ اور اسکی صفات کا انکشاف دیکھ رہے ہیں۔

چونکہ ہم چاہتے ہیں کہ اہل مذاہب ایکدوسرے کے حقائق عالیہ کی قدر کرنا سیکھیں اور بیجا نکتہ چینی سے احتراز کریں اسلئے حقیقت کو روشن کرنے کے لئے ایک بہترین اسلوب سے یہ دکھا دینا چاہتے ہیں کہ بائبل اور وید میں خداوند قدوس کا پاک تصور یکساں موجود ہے۔

نورافشاں کے مضمون میں جو آیات بائبل سے خدا کی ذات و صفات کے متعلق پیش کی گئی ہیں بعینہٖ اسی مفہوم کے وید منتر پیش کرکے ہم اتحادِ حقیقت ثابت کرتے ہیں امید ہے کہ وہ محترم فاضل جو بائبل اور وید کو متخالف سمجھتے ہیں، رہ افسانہ ترک کرکے "جلوہ گاہِ حقیقت" میں پہنچینگے۔

خدا ہے

نورافشاں میں حسب ذیل آیت ہستی باری تعالیٰ پر بجا پیش کی گئی ہے۔

"جو کچھ خدا کے متعلق معلوم ہوسکتا ہے وہ ان کے باطن میں ظاہر ہے۔ اسلئے خدا نے اسکو ان پر ظاہر کر دیا کیونکہ اسکی ان دیکھی صفتیں یعنی ازلی قدرت اور الوہیت دنیا کی پیدائش کے وقت سے بنائی ہوئی چیزوں کے ذریعہ صاف نظر آتی ہیں یہاں تک کہ ان کو کچھ عذر باقی نہیں۔"

(رومیوں ب ۱ ۱۹/۲۰)

یہی مضمون وید بھگوان نے مختلف الفاظ و عبارات میں بیان کیا ہے۔ از انجملہ یہ کہ

"یہ قلمون کائنات اسی پرماتما کی عظمت کا مظہر ہے" (یجروید ۳۱/۱۹)

"وہ سب کی آتماؤں میں وچرتا ہے" (یجروید ۳۱/۱۹)

اسی بات کو بائبل میں یوں بیان کیا ہے کہ "وہ ان کے باطن میں ظاہر ہے" یعنی انسان کا اندرونہ ہستی باری کا خود ادراک کر رہا ہے۔ اور کائنات کی تمام چیزیں خدا کی ہستی کے نمایاں نشان ہیں۔ وید بھگوان بھی کہتا ہے کہ

"تمام جڑ اور چیتن جگت اُسکی قدرت کا ادنیٰ کرشمہ ہے" (یجروید ۱۳/۳۲)

"سورج چاند زمین ستارے جو کہ آکاش میں قائم ہیں وہ اسی کی ہستی کا ثبوت دے رہے ہیں۔ (یجروید ۱۳/۳۲)

پس بائبل اور وید کے فانوس ایک ہی نورِ حق کا جلوہ دکھاتے ہیں۔ صداقت مشترک ہے۔ حقیقت واحد ہے۔

وہ وحدہٗ لاشریک ہے

بائبل میں توحید الٰہی کسقدر واضح بیان کی گئی ہے۔

"سُن لے اے اسرائیل خداوند ہمارا اکیلا خداوند ہے۔"

(استثنا باب ۶ ۴)

اسی طرح وید بھگوان توحید ربانی کا اعلان کرتا ہے۔

"وہ ایک ہی پرماتما ہے (یجروید ۲۳/۳۲)

وہ وحدہٗ لاشریک ہے (یجروید ۲۵/۳۲)

بائبل میں فرماتا ہے۔

"میں خدا ہوں اور کوئی دوسرا خدا نہیں میں خدا ہوں اور مجھسا کوئی نہیں۔ (یسعیاہ ۴۶ ۹)

وید میں آتا ہے:-

"اے پوجا کے لائق ایشور آپکا سوروپ لاثانی ہے کوئی دیوان یا کوئی دیوتا آپکا شریک نہیں" (یجروید ۳۲/۳۳)

جو بائبل میں ہے وہی وید میں ہے۔ جو وید میں وہی بائبل میں شعاعیں مختلف ہیں۔ آفتاب حقیقت ایک ہے۔

وہ ازلی ابدی ہے

بائبل کہتی ہے "پیشتر اس سے کہ پہاڑ پیدا ہوئے اور زمین کو تو نے بنایا ازل سے ابد تک تو ہی خدا ہے (زبور ۹۰ ۲)

وید کہتا ہے

"وہ وحدہ لاشریک ہے۔ سورج چاند وغیرہ اسی کے سہارے پر ہیں۔ اس کائنات کے حالت کثیف میں آنے سے پہلے وہ موجود تھا۔ (یجروید ۱۳/۳۲)

وہ پہلے کلپوں میں بھی ظاہر تھا وہ آگامی کلپوں میں بھی ظاہر رہے گا۔ (یجروید ۳۲/۳۲)

پس وید و بائبل دونوں ایک ہی منزل مقصود کے ہمراہی۔ قاصد دو ہیں۔ پیغام ایک۔ مکتوب دو ہیں مضمون واحد

وہ حاضر ناظر ہے

بائبل میں ہے "اگر میں آسمان کے اوپر چڑھ جاؤں تو تو وہاں ہے۔ اگر میں پاتال میں اپنا بستر بچھاؤں تو دیکھ تو وہاں بھی ہے۔ (زبور ۱۳۹ ۸)

وید میں ہے

"اے انسانو! پرمیشور حاضر ناظر ہے (یجروید ۱۷/۱۹)

وہ پرماتما نور کل ہے چاروں طرف یکساں سرویاپک ہے جسطرف تم منہ پھیرتے ہو اسی طرف اسکا منہ ہے!"

(یجروید ۳۲/۴)

کائنات جسمانی میں جدھر دیکھئے اسی کی شانِ قدرت نمودار ہے۔ عالم روحانی میں جہاں جائیے وہی جلوہ گر ہے۔ تمام کُتب آسمانی کے آئینوں میں اُسی کی تجلیات جگمگا رہی ہیں۔ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ ع ہر سو کہ دو دیدیم ہمہ روی تو دیدم

پس

اے انسانو تم سب اسی پرمیشور کی ایک زبان ہوکر حمد و ثنا کرو۔ (یجروید ۱۴/۲۲)

قرآن مجید بھی وید اور بائبل کا ہمنوا ہے

ذات و صفات الٰہی کے بیان میں وید اور بائبل کا یکزبان ہونا تو ظاہر کیا جا چکا ہے۔ اب مسیحی وید کو معرفتِ الٰہی سے خالی نہ کہیں اور ویدک دھرم والے بائبل کو عرفانِ ربانی سے معرا نہ بتائیں۔ پھر ان دونوں کو دکھایا جاتا ہے کہ قرآن مجید بھی وید اور بائبل کا ہم نوا ہے تاکہ کوئی مسیحی یا ہندو قرآن مجید کو علم الٰہی سے بے بہرہ نہ سمجھتا ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن مجید کی طرح وید اور بائبل بھی پاک تعلیمات الٰہیہ کی حامل ہیں۔ اس ہمارے مضمون کا مدعا یہی ہے کہ تعصبات جو اکثر لاعلمی کے سبب پیدا ہوئے ہیں یکسر فنا ہو جائیں۔ اور سب ایک خدا کے بندے ایکدل ہوکر رہیں اور ایکدوسرے کی الہامی کتابوں کی قدر و عظمت کریں کیونکہ وہ سب کی واجب التعظیم کتابیں ہیں بلکہ فی الحقیقت وہ سب کتابیں ایک ہی کتاب اعظم کا ظہور ہیں۔ چنانچہ وید اور بائبل کا اتحادِ اعتقاد گذشتہ سطور میں عیاں ہو چکا اب وید اور بائبل کے ساتھ قرآن مجید کی ہمنوائی سُنئے۔

ہستی باری

عالم خلق اور اسکی اشیاء کو وید اور بائبل نے ہستی باری کا گواہ ثبوت بناکر پیش کیا ہے یہی مضمون قرآن مجید میں وارد ہے ان فی خلق السموٰت و الارض واختلاف اللیل والنہار لاٰیات لاولی الالباب

(آل عمران آیت ۱۸۸)

©Afnan Library Trust, 2026

ترجمہ:- آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور دن اور رات کے بدلتے رہنے میں عقلمندوں کے لئے بڑے بڑے نشان ہیں، جنہیں وہ خدا کی ہستی اور قدرت کے دلائل پاتے ہیں

سنریھم ایاتنا فی الآفاق وفی انفسھم حتی یتبین لھم انہ الحق (حم سجدہ آیت ۵۳) خدا کے برحق ہونے کی نشانیاں چار و نطرف نظر آرہی ہیں وفی انفسھم یہانتک کہ انہیں کے اندر موجود ہیں۔ "وہ ان کے باطن میں ظاہر ہے" وہ سب کے آتماؤں میں وچرتا ہے"۔ خدا فرماتا ہے وہ نحن اقرب الیہ من حبل الورید ق/۱۵

اعلان توحید

بائبل میں فرمایا "سن لے اے اسرائیل خداوند ہمارا خدا اکیلا خداوند ہے قرآن مجید میں فرمایا واذ اخذنا میثاق بنی اسرائیل لا تعبدون الا اللہ (بقرہ آیت ۷) ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ صرف خدائے واحد کی پرستش کرو۔ وید میں فرمایا وہ ایک ہی پرماتما ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا والھکم الہ واحد لا الہ الا ھو الرحمن الرحیم۔ (بقرہ ۱۶۳) تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے۔ اس رحمن رحیم کے سوا اور کوئی خدا نہیں۔ پس وید بائبل۔ قرآن ایک زبان ہو کر خدائے واحد کی توحید کا اعلان کر رہے ہیں

رد شرک

وید اور بائبل میں خداوند قدوس کو وحدہٗ لاشریک کہکر ہر قسم کے شرک کو رد فرمایا ہے۔ قرآن مجید میں بھی شرک کا رد جا بجا موجود ہے مثلاً فرمایا ولم یکن لہ شریک فی الملک (فرقان ۲) خدا کا کوئی شریک نہیں ولم یکن لہ کفوا احد۔ (اخلاص ۱) اس جیسا کوئی نہیں۔

ازلیت و ابدیت

بائبل میں فرمایا ازل سے ابد تک تو ہی خدا ہے۔ وید میں فرمایا۔ کائنات کے حالت کثیف میں آنے سے پہلے موجود تھا۔ پہلے کلپ میں ظاہر تھا اور آئندہ کلپوں (دوروں) میں ظاہر رہے گا۔ قرآن مجید میں فرمایا ھو الاول والاخر والظاھر والباطن وھو بکل شئ علیم (حدید ۳) وہ خدا ہر اول سے اول اور ہر آخر سے آخر ہے وہی ظاہر اور باطن ہے علیم کل ہے۔

احاطہ کل

وید اور بائبل میں خداوند قدوس کو ہر جگہ موجود اور محیط کل حاضر ناظر بتایا۔ قرآن مجید میں فرمایا وھو معکم ایما کنتم واللہ بما تعملون بصیر (حدید ۴) تم جہاں کہیں ہو خدا ساتھ ہے۔ خدا تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔ ہر جگہ حاضر ناظر ہے۔ الا انہ علی کل شئ محیط۔ الا انہ بکل شئ محیط (حم سجدہ ۵۴)

اپنا تراوا فثم وجہ اللہ لعینہ یہی الفاظ وید میں ہیں کہ "جس طرف تم منہ پھیرتے ہو اُسی طرف اُسکا منہ ہے"۔

توحید عملی

پس جسطرح وید بائبل۔ قرآن متحد ہیں۔ ہندو مسیحی مسلمان متفق ہو جائیں اور باہم گلے مل مل کر کہیں ہمارا تمہارا سب کا ایک ہی خدا ہے۔ یہ سب آسمانی کتابوں کی متفقہ آواز ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم بھی سب ایک آواز ہو کر توحید کی صدا بلند کریں۔ اور بھولے بھٹکے بندوں کو پیار اور محبت کیساتھ خدائے واحد کے دروازۂ رحمت پر کھینچ لائیں۔ توحید کو صرف علمی و خیالی حدود تک ہی نہ رکھیں بلکہ توحید عملی اختیار کریں کیونکہ "علم بلا عمل درخت بے ثمر ہے"۔

توحید عملی یہ ہے کہ ہم سب بندوں کو ایک خدا کا بندہ سمجھکر سبکو ایک نظر محبت سے دیکھیں، سب انسانوں کو بھائی جانیں، مختلف قوموں کو ایک قوم بنائیں۔ جدا جدا وطنوں کو ایک وطن ٹھہرائیں۔ تمام تفرقوں کو مٹادیں۔ دائرۂ وحدت میں آجائیں۔ حضرت بہاء اللہ جل ذکرہ الاعلیٰ فرماتے ہیں۔

"سراپردۂ یگانگی بلند شد بچشم بیگانگی بکدیگر را مبینید"۔
"وحدت کا خیمہ بلند ہو گیا۔ غیریت کی آنکھ سے ایکدوسرے کو نہ دیکھو"

(بقیہ مضمون صفحہ اول)

وحدت ادیان اور وحدت انسان امر بہائی کی مخصوص تعلیمات ہیں جو ایسی شان سے اور کسی دین میں نہیں پائی جاتیں اور یہی دنیا کے اس بڑے درد کی دوا ہیں۔

محرم کے بعد انشاء اللہ مجلس روحانی پھر اپنی تبلیغی کوششوں کو جاری کرے گی۔ اور خدا نے چاہا تو بہت جلد یہ شاہی شہر امر بہائی کے پر امن پیام کا مرکز اصلی بنجائیگا۔

التجا

امید ہے کہ ہر ہفتہ اسی طرح مجالس ہند اپنی ہفتہ وار روئداد کوکب کو بھیجتی رہینگی تاکہ ایک مجلس کی خبریں دوسری مجالس کو پہنچتی رہیں۔ جن مجالس نے اس طریقہ کو ابھی اختیار نہیں کیا ان سے بصد ادب التماس ہے کہ اس عرض کو ملحوظ خاطر رکھیں۔ ان منفرد احباب سے بھی جو ایسے مقامات میں ہیں جہاں مجالس نہیں یہی التجا ہے۔ گر قبول اُفتد زہے عز و شرف

(کوکب)

نقد و نظر

اسوقت ہمارے پیش نظر پانچ ناول ہیں جنکے نام یہ ہیں:- نجیب الطرفین۔ سیر خرابات۔ مرقع عبرت۔ رقاصہ۔ عبرتکدہ

یہ نصیحت خیز افسانے جناب پروفیسر اکبر حیدری صاحب کے قلم سحر نگار کا نتیجۂ نگارش ہیں۔ نمبر اتم میں سے ہر ایک میں ایک ایک کہانی درج ہے۔ لیکن نمبر ۵ آٹھ اخلاقی افسانوں کا مجموعہ ہے۔

گو جناب پروفیسر صاحب کے یہ سب افسانے موجودہ سوسائٹی کے اخلاقی تنزل و ادبار کا خونچکاں مرقع ہیں۔ لیکن عبرت کدہ کو ہم بلحاظ فن کے بھی باقی افسانوں پر ترجیح دیتے ہیں۔ موصوف نے مذہب کی اہمیت اور ضرورت ظاہر کرنے کے لئے خاص توجہ فرمائی ہے۔ اس بارہ میں بھی حفیظ اور میری کی داستان واقعی کامیاب کہلا سکتی ہے۔ پانچوں رسالوں میں بعض الفاظ کا املا بالخصوص غلط پایا گیا ہے جو یقیناً اہل مطبع کی دست کاری کا کرشمہ ہے۔ مثلاً "اسراف" کی بجائے "اصراف" اور "ماحول" کی بجائے "ماہول" عموماً چھپا ہے قیمت نمبروار ۶، ۸، ۸، ۱۲ رھ۔

جناب منشی قربان علی صاحب مالک شاہجہانی پریس دہلی سے منگوایئے

کیا ملت اسلام پھر زندہ ہو سکتی ہے؟

پیوستہ بگذشتہ

جب خلافت کے لئے مخالفت اور جنگ کے وسائل علویہ اور عباسیہ کے درمیان پختہ ہو گئے اور منصور نے دیکھا کہ لوگوں کے دل اہلبیت کی طرف بہت مائل ہیں تو اُس نے بھی معاویہ کی طرح اپنی سلطنت کے دوام و استحکام کے لئے یہ مناسب سمجھا کہ شیخین کے دوستوں کی طرفداری کرے اور اہل بیت کی خوبیوں کو گھٹا کر دکھائے تاکہ شاید مرکز خلافت علوی دعویداران خلافت کے جھگڑوں سے محفوظ رہے۔ اہل تاریخ پر یہ واضح و روشن ہے کہ خلافت کے رتبہ پر پہنچنے سے پہلے منصور ہمیشہ حضرات شیخین کے فضائل کا منکر اور اہلبیت کے مناقب کا ناشر تھا۔ خلیفہ ہونے کے بعد ناچار اُسے اپنے دلی عقیدہ کو بدلنا پڑا۔ حتیٰ کہ ایکدن مجلس خلافت میں قسم کھا کر کہا واللہ لادعمن اتقی وانوفھم ولارفعن علیھم بنی تیم وبنی عدی یعنی خدا کی قسم تم دیکھو گے کہ میں اپنے آپکو اور انکو خاک میں ملادوں گا۔ اور بنی تیم اور بنی عدی یعنی خلیفۂ اول اور خلیفۂ ثانی کی اولاد کو ان پر ترجیح دونگا

پس اس سبب سے ملکی خانہ جنگیاں پھر اہل اسلام میں رونما ہوئیں۔ اور عباسی اور علوی لڑائیوں نے خون کے دریا ممالک اسلام میں بہائے۔ اگرچہ سادات علویہ میں سے بہت سے مارے گئے مگر وہ اسوقت تک چین سے نہ بیٹھے جبتک خلافت عباسیہ کے مقابل خلافت علویہ کو قائم نہ کر لیا۔

الغرض دوسری، تیسری اور چوتھی اسلامی صدیوں کے بڑے بڑے واقعات ایک تو اُمت کے پہلے حالات کے سبب مختلف اصولی و فروعی مذاہب کا بننا۔ دوم علوم و معارف کا پھیلنا سوم اموی، عباسی اور علوی خلافتوں کا ایک خلافت بننا۔ چہارم خلافت عربی کی سیادت کا اعتراف کرتے ہوئے دوسری مستقل سلطنتوں کا قائم ہونا۔ پنجم نام نہاد تصوف و طرق کا جو عقلمندوں کے نزدیک خدائی دین کے اعضا و جوارح کے لئے بمنزلہ خارج ہے، ظاہر ہونا۔

جیسا کہ پہلے ذکر ہوا اصولی مذاہب تو شیعہ سنی وغیرہ کے نام سے موسوم ہوئے۔ فروعی مذاہب کی اجمالی کیفیت یہ ہے کہ پہلی اور دوسری صدی کے شروع میں اُمت اسلام میں تالیف تصنیف کتب کی رسم جاری نہ تھی پہلے اختلافات ہیئت جامع اسلامی میں اسقدر تفرقے اور جدائی کا باعث نہ تھے۔ شیعہ سنی وغیرہ نام بھی بیچ میں نہ آئے تھے۔ نوبت یہیں تک پہنچی تھی کہ وہ لوگ جو خلافت کو حضرت علی کا حق جانتے تھے وہ مجبین اہلبیت کہلاتے تھے اور جو خلافت کو اجماع امت کی آراء پر چھوڑ دیتے تھے وہ محبین شیخین کہلاتے تھے۔ اور وہ جو خلافت کو ہاشمی یا اموی کسی کا حق بھی نہ جانتے تھے اُنہیں خوارج کہتے تھے۔ جب دوسری اور تیسری صدیوں میں علوم فلسفہ اور مناظرہ رائج ہوئے اور تالیف و تصنیف کتب کی رسم جاری ہوئی تو ارباب معارف نے باب مناظرہ کو وسیع کیا۔ اور تفریق مقاصد و سہولت تعبیر کے لئے اپنے اور اپنے مخالفین کے لئے نام مقرر کئے۔ ان لوگوں نے جو محبین شیخین کہلاتے تھے اپنے لئے سنت و جماعت کا نام وضع کیا۔ اور اپنے مخالفین یعنی

©Afnan Library Trust, 2026

محبین اہلبیت کو شیعۂ اہلبیت اور محبین شیخین کو نواصبی کہنے لگے۔ اسطرح امت اسلام میں مذہبی اختلافات پوری طرح قائم ہوگئے۔ جماعت شیعہ حضرت سید الشہداء کی شہادت کے بعد دو فرقوں میں منقسم ہوگئی۔ بعض خلافت کو محمدؐ بن الحنفیہ کا حق جانتے تھے۔ یہ فرقہ جیسا کہ اوپر ذکر ہوا خلافت عباسیہ کا بانی ہوا۔ آخر کار منصور عباسی کی حسن سیاست سے اہلسنت و جماعت میں مل جلگیا۔

وہ لوگ بھی جو خلافت کو علی بن حسین علیہ السلام کا حق جانتے تھے آنجناب کی وفات کے بعد دو فرقوں میں بٹ گئے۔ ایک گروہ تو زید ابن علی بن حسین کو امام مانتا تھا۔ یہ فرقہ شیعۂ زیدیہ کے نام سے مشہور ہوا۔ اس فرقہ سے بہت سے بزرگ ظاہر ہوئے جو مدت مدید تک مازندران اور طبرستان کے دوسرے ممالک پر قابض رہے۔ حسن بن زید علوی جنکا لقب داعی کبیر تھا۔ اسی فرقے سے تھے۔ آپ ہی کے زمانے میں اہل طبرستان جو اب تک زردشتی تھے مشرف باسلام ہوئے۔ اور خلافت عباسیہ کے عین عروج کے وقت اہلبیت کی محبت میں ثابت قدم رہے۔ مذہب زیدیہ شاہان صفویہ کے آنے تک مازندران میں رائج تھا۔ شاہان صفویہ کے عہد میں اس کا ستارہ طبرستان میں غروب ہوکر ملک یمن میں طلوع ہوا۔ اور آج کے دن تک یہ مذہب یمن میں رائج ہے۔ حرمین شریفین کے امرا جو شرفای مکہ کہلاتے تھے اسی مذہب کے ہوتے تھے۔

شیعوں کی دوسری جماعت جو علی بن الحسینؑ کے بعد محمدؐ بن علی الباقر کو امام مانتے تھے اور آپکے بعد جعفر بن محمد الصادق کی امامت کے قائل تھے۔ آپکے بعد دو فرقوں میں منقسم ہوگئے۔ کیونکہ حضرت جعفر نے پہلے اپنے بڑے فرزند اسمٰعیل کو اپنا وصی مقرر کیا تھا۔ مگر چونکہ انکا انتقال آنحضرت کی حین حیات میں ہوگیا تھا آپ نے اپنے بیٹے موسیٰ کو وصی مقرر کردیا تھا۔ پس آنحضرت کی وفات کے بعد آپکی جماعت دو فرقوں میں بٹ گئی ایک تو وہ جو امامت کو اسمٰعیل کا حق جانتے تھے۔ اور اسمٰعیل کے فرزند محمد کو اپنا امام مانتے تھے۔ اس فرقے کے داعی مغرب میں اپنے مذہب کی دعوت دیا کرتے تھے حتیٰ کہ آخر کار ابی عبداللہ شیعی کی کوشش سے خلافت اسمٰعیلیہ مغرب میں قائم ہوگئی۔ اور ۲۹۶ ہجری میں ابو محمد عبید اللہ بن محمد بن عبید اللہ بن میمون بن محمد بن اسمٰعیل بن جعفر الصادق تخت خلافت پر متمکن ہوا۔ شدہ شدہ اس سلسلہ کی خلافت قوی اور وسیع ہوتی گئی حتیٰ کہ مغرب میں جزیرۂ سسلی اور سارڈنیا اور مشرق میں مصر و مکہ معظمہ اور شام پر قابض ہوگئے۔ ۳۵۶ ہجری میں دارالسلطنت خلافت شہر مہدیہ سے قاہرہ کو منتقل ہوا۔ موجودہ قاہرہ خلیفہ المعز الدین اللہ الاسمٰعیلی کے حکم سے بنایا گیا تھا۔ خلفای فاطمیہ کے آثار میں سے ایک تو مشہور و معروف جامع ازہر ہے۔ اور دوسرا حضرت حسین کے سر مبارک کا مزار ہے۔ جہاں آجتک لکھو کھا مسلمین زیارت کیلئے جاتے ہیں۔

۴۸۷ ہجری میں مستنصر باللہ اسمٰعیل کے وفات پر شیعہ اسمٰعیلیہ بھی دو فرقوں میں تقسیم ہوگئے۔ اہل مصر و یمن و مغرب آپکے فرزند ابوالقاسم احمد بن المستعلی باللہ کو امام مانتے تھے۔

اسمٰعیلیہ ایران جو شاہان جبال کے نام سے مشہور ہیں آپکے دوسرے فرزند نزار کی امامت پر متفق ہوئے۔ اہل تسنن اس دوسرے فرقے کو ملاحدۂ مباحیہ کہتے ہیں۔

۵۶۸ ہجری میں العاضد لدین اللہ کی وفات پر صلاح الدین ایوبی کی ریشہ دوانیوں سے خلافت فاطمیہ کا مصر میں خاتمہ ہوا۔ دولت صباحیہ بھی ۶۵۵ ہجری ہلاکو خاں کی تمکیشر سے ایران میں ختم ہوگئی۔ لیکن ممالک قہستان کی امارت غالباً شاہرخ گورگان کے زمانے تک صباحیوں کے ہاتھ میں تھی۔ آج کے دن کچھ اسمٰعیلی قہستان اور کرمان میں باقی ہیں۔ اس فرقہ کے اکثر لوگ ہندوستان میں متوطن ہیں اور سلسلۂ امامت آج کے دن تک خانوادۂ شاہ خلیل اللہ اور اسکے فرزندوں میں باقی ہے۔ جناب آغا خان مشہور اسی فرقے کے امام ہیں۔ اسمٰعیلیہ مصر کا بقایا بھی ہندوستان میں بہرہ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ لوگ تقویٰ اور نیک چال چلن اور متابعت شریعت کے لئے مشہور ہیں۔

وہ لوگ جو حضرت صادق کی وفات کے بعد آنحضرت کی وصیت کے مطابق حضرت موسیٰ کو امام مانتے تھے۔ لہٰذا بعد نسل ائمہ اثنا عشر کی امامت کے معترف ہوئے اور مسلمانوں کے درمیان امامیہ اور اثنا عشریہ کے نام سے مشہور رہے۔ اور حضرت حجت بن الحسن علیہ السلام کی قائمیت کے معتقد ہیں انمیں بہت سے اعتقادات عجیب و غریب ہیں۔ مثلاً جابلقا و جابرصا اور مدینۂ خضرا وغیرہ وغیرہ کا وجود ماننا۔ علاوہ ان مذاہب کے ۲۶۰ سال کی مدت میں جو ائمہ ہدیٰ کے ایام حیات ہیں اور بھی بہت سے فرقے شیعوں میں نکلے مگر کچھ دیر کے بعد پہلے فرقوں سے ملحق ہوگئے۔ وجہ یہ تھی کہ سادات اہلبیت میں سے جو کوئی بھی امام ہونے کا دعویٰ کرتا ایک جماعت اسکے پیچھے ہوجاتی اور اسکی خلافت کیلئے جدّ و جہد کرتی۔ خلافت نہ ملنے پر دوسرے فرقوں سے جا ملتی۔ یا حضرت امام کے مرنے پر وصایت کے جھگڑے اُٹھتے اور مختلف وصی جانشینی کے لئے لڑتے جو کامیاب ہوتا یہ نوخاستہ فرقے یا اُسمیں یا کسی اور فرقے میں ملجاتے۔

سنت و جماعت اس قسم کے جھگڑوں سے تو بچ رہی مگر انمیں علم منطق و جدلیات جنھیں علم کلام کہتے ہیں۔ دوسری اور تیسری صدی میں جاری ہوا۔ جسکے سبب متعدد علمی فرقے مثلاً اشاعرہ معتزلہ۔ کرامیہ وغیرہ وغیرہ ظاہر ہوئے۔ اور تمام مسائل پر بڑی بڑی لڑائیاں اور جھگڑے برپا کئے اور بہت سی فرقوں میں متفرق اور منقسم ہوگئے۔ آخر کار علم کلام کے مشہور امام ابی منصور ماتریدی اور امام الحرمین جوینی وغیرہ کی کوششوں سے یہ اختلافات زائل ہوگئے اور اہل تسنن کے معتقدات ایک میزان واحد پر جو عقائد نسفی میں درج ہے قائم ہوگئے۔

خارجیوں میں بھی خلافت اموی و عباسیہ کے زمانوں میں چھوٹے چھوٹے اختلافات پر بہت سے فرقے ظاہر ہوئے اور آخر کار فرقہ اباضیہ سب پر فوق لے گیا۔ خارجیوں کے کل فرقوں کا قاعدہ شیخین کی محبت اور صہرین کی مذمت ہے۔ ممالک مغرب میں آج کے دن تک بہت سے خارجی موجود ہیں۔ ممالک مشرق میں ان کا مرکز حکومت شہر مسقط ہے۔ امیر مسقط بقول میرزا عبداللطیف شوشتری مورخ مشہور شریعت کا نہایت پابند اور عدالت و حسن رویہ کے لئے موصوف ہے۔

اسلامی فرقے یہیں تک محدود تھے مگر آخری صدیوں میں وہابی فرقہ پیدا ہوا۔ اس مذہب نے اپنے ایام آغاز میں بہت شہرت پائی تھی۔ اسکے وجود میں آنے کی کیفیت یہ ہے کہ محمد بن عبدالوہاب جو علمائے اسلام میں سے تھا مدت تک ابی حنیفہ نعمان بن ثابت کے مذہب میں رہکر ممالک شام وغیرہ میں تحصیل علم کرتا رہا۔ جب اُسنے دیکھا کہ ہر فرقے کے ماننے والے اپنے اپنے سر فرقہ کو غلو و مبالغہ کی حد تک محبت کرتے ہیں۔ اسلئے اس نے ایک نئے مذہب کے قائم کرنے پر کمر باندھی۔ اس مذہب کا اصل اصول یہ تھا کہ غیر اللہ کی عبادت اور غیر اللہ سے نفع و مدد مانگنی شرک ہے۔ انبیاء اور رسول اور ائمہ سب حضرت تعالیٰ کے بندے ہیں۔ اور خیر کے دینے یا ضرر کے دور کرنے پر بالکل قادر نہیں ہیں۔ اسلئے دعا و رجا کے موقعوں پر یا رسول اللہ یا شیخ عبدالقادر۔ یا علی۔ یا حسین وغیرہ وغیرہ کہنا شرک ہے۔ قبور کی تعظیم اور ان کے نشانات اور قبے وغیرہ بھی شرک اور بت پرستی کی حد کے اندر ہے۔ مشرکین سے لڑنا اسلام کا سب سے اہم فرض ہے تاکہ اکیلے خدا کی ہی پرستش و عبادت کیجائے۔

مختصراً اس مذہب کو جو اسکے خیال کے مطابق خالص اسلام تھا قائم کرکے قبائل عرب کو اسکی دعوت دی۔ امیر نجد ابن سعود نے جو شہامت و شجاعت اور کرم نفس کے لئے موصوف تھا اسکی دعوت کو قبول کیا اور اسکے سبب ۱۱۷۱ ہجری میں یہ مذہب ملک نجد میں بہت پھیلا۔ اور قبائل احساء و بحرین و قطیف اسکے متبعین میں داخل ہوگئے۔ ابن سعود کے بعد اسکے بیٹے عبدالعزیز نے جو باپ کی مانند شجاع اور کریم النفس تھا۔ اس مذہب کے پھیلانے میں بہت کوشش کی اور تھوڑی ہی مدت میں حرمین شریفین یمن اور عراق عرب پر قابض ہوگیا۔ چونکہ اپنے عقیدہ کے مطابق پاک مشاہد کے احترام کرنیوالوں کو مشرک سمجھتا تھا اسلئے فتح مکہ و مدینہ و کربلا و نجف وغیرہ کے وقت ائمۂ ہدیٰ کی قبروں اور اُن کے خادموں کے ساتھ بہت نالائق طریقے سے پیش آیا۔ اپنی فتوحات کی بنیاد سنگدلی اور ظلم و ستم پر ڈالی کسی پر رحم نہ کھایا۔ قبروں کو توڑا۔ قبوں کو مسمار کیا اور ان کے زائرین اور خادمین کی تکا بوٹی کی حتیٰ کہ ابراہیم پاشا حاکم مصر کی شجاعت نے اسکی فتوحات کے سلسلہ کو کچھلا دیا۔ ان ہی کمبختوں نے اب پھر مقامات مقدسہ کو فتح کرلیا ہے اور جو کچھ وہ مشاہد مشرفہ سے کر رہے ہیں وہ اخبارات میں عموماً درج ہوتے ہیں۔

مسٹر نیز آف دی کورٹ آف لندن

ریمالڈس کے اس زبردست اور مشہور ناول کا اردو ترجمہ ان خریداروں کے لئے جنہوں نے قیمتیں پیشگی ادا کردی تھیں بمقدار قلیل دوسرے صدیہ میں چھاپا اور شایع کیا گیا تھا۔ پھر بھی چند سٹ بچ گئے اب ۱۷ جلدوں کا مجموعہ جس کی اصلی قیمت ۱۲ روپے ہے بطور خاص رعایت محض سٹاک خالی کرنے کے لئے ۱۲ روپے میں منہ محصول ڈاک وی پی بھجوایا جاسکتا ہے الگ الگ جلدیں روانہ نہ ہوں گے ختم ہونے پر یہ کتاب کسی قیمت پر نہ مل سکے گی۔

لال برادرس ۳۵ پارسنز روڈ انارکلی لاہور

©Afnan Library Trust, 2026

ھُوَاللہ

دلگداز کے ایک مضمون پر نظر

مکرم و محترم مولنا شرر السلام علیکم

جناب کے معزز رسالہ دلگداز کی اشاعت جون ۱۹۲۶ء کے صفحہ ۹۲ تا ۹۵ پر بہائی مذہب کی حقیقت نامی قادیانی کتاب پر جناب کے قلم سے جو ریویو شائع ہوا ہے اُسے پڑھکر میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ آپ جیسا تاریخ داں اور وسیع المطالعہ فاضل انسان دو باہم متقابل جماعتوں کے متعلق لکھتا ہوا محض ایک فریق کے بیانات پڑھکر کسطرح دوسرے کے متعلق ایسی خیالات ظاہر کرسکتا ہے۔ کیونکہ امر اصول تحقیق کے خلاف اور سراسر انصاف سے بعید ہے۔

کوکب ہند بھی مدت سے جناب کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہے مگر یہ ریویو پڑھنے سے معلوم ہوا کہ غالباً جناب نے اسے مطالعہ نہیں فرمایا۔ ان حالات میں اگر جناب امر بہائی کے متعلق غلط فہمی میں مبتلا ہو جائیں تو چنداں تعجب کا مقام نہیں۔ مگر اسی مضمون زیر بحث میں جو خیالات جماعت قادیان کے متعلق جناب نے ظاہر فرمائے ہیں وہ بھی اس حقیقت کے مظہر ہیں کہ تحریک قادیان کو بھی جناب نے بغور مطالعہ نہیں فرمایا۔

راقم الحروف چونکہ ۱۲ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے احمدی رہا ہے۔ اور قادیان میں جماعت احمدیہ قادیان کے آرگن اخبار الفضل کے نائب اڈیٹر۔ انچارج اڈیٹر اور مبلغ جماعت قادیان کے طور پر کام کرتا رہا ہے اتنی مدت رہنے کے بعد ذاتی تحقیقات سے قادیانی جماعت سے الگ ہو کر امر بہائی کی صداقت کو تسلیم کر چکا ہے۔ اسلئے مجھے دعوی ہے کہ قادیانی جماعت کے متعلق جو میری معلومات ہیں وہ ضرور اس قابل ہیں کہ اُن پر غور کیا جائے اُنکی روشنی میں تحریک قادیان کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ جماعت احمدیہ کا دعوی اسلام اور خدمت اسلام کہانتک قابل پذیرائی یا قابل توجہ ہو سکتا ہے۔

مثلاً جناب کا خیال ہے کہ "احمدی فرقہ والے مرزا غلام احمد قادیانی کے مسیح و مہدی ہونے کے مدعی ہیں۔ اور بہائی مرزا علی محمد باب کو وہ مہدی بتاتے ہیں جس کے ظہور کا وعدہ کیا گیا تھا۔" اسی ضمن میں جناب کا یہ بھی خیال ہے کہ "احمدیت اسلام کو قوت دینے کے لئے ہے"۔ میں اسکی متعلق گذارش کرتا ہوں کہ احمدیوں کا واقعی یہ اعتقاد ہے کہ مرزا صاحب مرحوم مہدی اور مسیح ہیں۔ مگر بہائیوں کا اعتقاد صرف حضرت باب کی مہدویت تک ہی ختم نہیں ہو جاتا بلکہ ان کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ حضرت بہاء اللہ مسلمانوں کے لئے مسیح موعود ہونے کے علاوہ تمام مذاہب عالم اور تمام کتب آسمانی کے بھی موعود ہیں۔

کیا یہ حقیقت نہیں کہ احمدی جماعت کا مسیح و مہدی ایک ہی شخص کو ماننا جمہور اسلام کے تیرہ صد سالہ مخصوص کتابی ایمان کے خلاف ہے۔ مگر اسکے برخلاف اہل بہاء کا اعتقاد بالکل مطابق۔

یہ بھی ایک خطرناک غلط فہمی ہے جو ہندوستان کے بعض خوش اعتقاد مسلمانوں کو قادیان اور تحریک قادیان کے متعلق بعض اوقات ہو جاتی ہے کہ وہ خادم اسلام ہیں۔ اسمیں شک نہیں کہ احمدیوں کا دعوی تو یہی ہے مگر سوال تو یہ ہے کہ کیا واقعی انکے دعوے میں کچھ حقیقت بھی ہے۔

جناب فرماتے ہیں "احمدی شریعت محمدی کو اسی قوت و شان سے قائم رکھتے ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ اگر جہاد کے شرعی حکم کو منسوخ کرنا اور تمام مسلمانان عالم کو ایسا کافر قرار دینا جیسا کہ مسلمانوں کی نظریں عیسائی یا یہودی کافر اور اسلام سے خارج ہیں۔ اور تمام غیر احمدیوں کے ساتھ نماز پڑھنے کو حرام اور قطعی حرام ٹھہرانا مسلمانوں کا جنازہ پڑھنا ناجائز کہنا حتی کہ مسلمانوں کے ایک روزہ شیر خوار بچے کو بھی بچہ کافر قرار دیکر اس کے جنازہ کو ایسا ہی حرام بتانا جیسا کہ مسلمانوں کے نزدیک کسی ہندو وغیرہ کے بچہ کا جنازہ حرام اور ناجائز ہے اور کسی بھی غیر احمدی مسلمان سے کسی احمدی کا لڑکی بیاہ دینا مطلق ممنوع قرار دینا جیسا کہ مسلمانوں کے نزدیک کسی مسلمان کا اپنی لڑکی کسی ہندو یا کسی غیر مسلم سے بیاہ دینا حرام ہے وغیرہ شریعت محمدیہ کی اصل قوت اور شان کا برقرار رکھنا اور اسلام کی قوت و تائید شدید کا موجب ہے تو جناب کو اختیار ہے کہ قادیانیوں کو اسلام کا قوت بازو اور شریعت اسلام کا خادم تسلیم فرمائیں۔ ورنہ یہ اعتقادات کسی بھی مسلمان کہلانیوالے کے نزدیک اسلام کی قوت کا موجب نہیں ہو سکتے۔

کوئی شخص خواہ لاکھ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے اور دلی خلوص اعتقاد سے اس بات کا اعتراف کرے کہ میں مسلم ہوں اور نبوت محمدیہ کا بدل معتقد مگر قادیانی خدام اسلام اسکو کافر اور مطلق کافری قرار دیتے جائینگے۔ جبتک وہ جدید نبوت قادیان کا بھی اقرار نہ کرے۔ کیا یہ عملاً اسلام اور مسلمانوں کا مٹانا نہیں۔

جب موجودہ خلیفہ صاحب قادیان ولایت میں تشریف لیگئے تو وہاں ایک نومسلم خاتون نے انکی دعوت کی اور کہا کہ میں خدا کی توحید اور رسالت محمدیہ کی بصدق دل قائل اور اعمال اسلامی بھی بجالاتی ہوں مگر جناب کے والد کی نبوت کی قائل نہیں آپ میرے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ خادم اسلام خلیفہ صاحب نے کہا کہ میں تو تمکو کافری کہوں گا۔ یہ واقعہ الفضل میں چھپ چکا ہے۔ از روے انصاف کیا یہ خدمات اسلام ہیں

اگر انصاف سے پوچھا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ قادیانی "لفظ اسلام" کا ڈھنڈھورا پیٹ کر مسلمانوں کو مبتلاے غلط فہمی کر رہے ہیں۔ اور ان کی بے خبری سے فائدہ اُٹھا رہے ہیں والا جناب مرزا غلام احمد صاحب مرحوم کی نبوت کا منوانا ہی ان کا اصل مدعا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ کلمہ پڑھنے والوں کو کافر نہ کہتے اور ان سے کافروں کا سا سلوک نہ کرتے۔ ان کا یہ ادعا محض لفظی ملمع ہے کہ وہ رسالت محمدیہ اور اسلام منوا رہے ہیں۔ ورنہ درحقیقت ان کے نزدیک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہی رسولوں کی مد میں داخل ہیں جس مد میں حضرت عیسی اور حضرت موسی وغیرہ کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ یہ وہ واقعات ہیں کہ کوئی قادیانی ان کا انکار نہیں کر سکتا

یہ واضح رہے کہ بہائی علی الاعلان کہتے ہیں کہ حضرت بہاء اللہ کا مستقل ظہور موعود قرآن کا ظہور ہے اور آپ کی تعلیمات آسمانی اور الہامی ہیں۔

یہ خیال کہ کوئی مابعد مستقل ظہور کسی ماقبل مستقل ظہور کیلئے موجب ہتک اور اس کے نام اور کام کو مٹانے اور برباد کرنے کے لئے ہوتا ہے اسلام کو نہ سمجھنے کے باعث ہے۔ کیا حضرت مسیح کا مستقل ظہور حضرت موسی کے لئے یا حضرت رسول اللہ صلعم کا مستقل ظہور حضرت مسیح کے لئے باعث ہتک اور ان کی تمام مساعی حسنہ کو مٹانے کیلئے تھا۔ نہیں اور ہرگز نہیں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ ہر ایک مابعد مستقل ظہور اپنے سے ماقبل مستقل ظہور کیلئے مصدق موید اور معین کے طور پر ہوتا ہے۔ قرآن پر غور فرمائیے تمام مظاہر مقدسہ اپنے آپکو اپنے سے ماقبل کے لئے موید و مصدق بتاتے ہیں جو ان کے مقصد و مدعا کی وحدت پر دلالت کرتا ہے۔ پھر کیسے ممکن ہے کہ ان کو ایکدوسرے کا مخالف و معاند سمجھا جائے اسی طرح حضرت بہاء اللہ سب انبیاء و مظاہر مقدسہ کے موید و مصدق اور ان کے منشاء کو آگے ترقی دینے والے ہیں۔ جیسا کہ حضرت بہاء اللہ کے آسمانی پیغام میں خود یہ بات داخل ہے قد بعثنی اللہ وارسلنی الیکم بایات بینات واصدق ما بین ایدیکم من کتب اللہ وصحائفہ (اقتدار صـ۵۴)

اہل بہاء کا یہ اعتقاد ہے جو بغیر کسی اپج پیچ کے ظاہر کرتے ہیں۔ مگر قادیانی حضرات اپنے منشاء کو اسلام کے نام کے پردے میں ظاہر کرتے ہیں۔ ہم بھی اسلام ہی کی اشاعت کرتے ہیں مگر وہ اسلام نہیں جو قادیان میں وضع ہوا جسکی رو سے تمام مسلمان کلمہ گو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں بلکہ اس اسلام کی جسکی تبلیغ و اشاعت سب انبیاء و مظاہر الٰہی کرتے رہے۔ اور یہ وہ حقیقت تامہ ہے جسکے گرد تمام الفاظ و اسما طواف کرتے ہیں۔ وھو المقصود۔

اس حقیقی اسلام کی معرفت سے ہمیشہ وہی لوگ

بے بہرہ رہے

جو الفاظ و اسماء کے پوجاری ہیں۔ اور یہی باعث ہے کہ ایسے لوگ ہمیشہ افتراق و انشقاق کے امراض میں مبتلا ہوتے رہے ہیں۔ نور حقیقت اس سے مقدس اور برتر و بلند ہے نور حقیقت تمام تنگیوں اور تاریکیوں کو کافور کرنے والا اور تمام بیگانگیوں و تعصبات کو دور کرنے وحدت و یگانگت کے انوار قدسی کی راہ بتانے والا ہے۔ وھذا ھو الحق۔

مضمون زیر بحث میں بہائی عقاید کو عجمی عقائد اور ایرانیوں کی عربوں سے مخالفت کا اثر بتایا گیا ہے۔ جناب کو یہ بات ضرور معلوم ہوگی کہ قادیان کے مہدی موعود بھی ایرانی بننے کی کوشش فرماتے ہیں۔ اور اسی کوشش کی بنا پر دعوی مہدویت وغیرہ ہے۔ اگر حضرت باب یا حضرت بہاء اللہ کے ایرانی ہونے کے باعث مذکورہ صدر خیال ظاہر کیا جا سکتا ہے تو کیا قادیانی کوشش اس فتوی سے باہر رہیگی۔

ہاں بہائی عقائد عجمی عقائد سے اتنے ہی متاثر ہیں جتنے اسلامی عقائد عرب جاہلیت کے عقائد سے متاثر ہیں؟

©Afnan Library Trust, 2026

آخر میں ادب سے گذارش ہے کہ جناب تو اس اصول سے واقف ہیں کہ کسی جماعت کے متعلق صحیح معلومات کا ذریعہ خود وہ جماعت اور اس کا لٹریچر ہوتا ہے۔ امر بہائی کا لٹریچر انگریزی۔ عربی۔ فارسی وغیرہ السنہ میں بکثرت موجود ہے۔ اسکو ملاحظہ فرماکر جو خیالات جناب ظاہر فرمائیں وہ البتہ سننے اور غور کرنے کی چیز ہوں گے بعض ٹریکٹ ارسال خدمت ہیں رسید سے مشکر فرمائیے۔

آپکا نیاز مند

(مہر محمد خاں شہاب مالیر کوٹلوی نائب ایڈیٹر کوکب ہند دہلی)

اب ملتا ہے پھر نہ ملے گا

کوکب ہند کا فائل سال اول و دوم ابھی ملسکتا ہے۔ دفتر میں چند نسخے مکمل و مجلد موجود ہیں جو عنقریب نکل جائینگے۔ شائقین کو چاہئے کہ جلد درخواستیں ارسال فرمائیں ورنہ پھر نہ ملے گا۔

یہ دونوں جلدیں ان زبردست مضامین سے لبریز ہیں جنکو پڑھکر اخبارات ہند اور تمام اہل الرائے مرحبا پکار اُٹھے ہیں۔

قیمت فائل سال اوّل بے تین روپے

سال دوم پانچ روپے صرف

(منیجر کوکب ہند)

رُباعیاتِ عمر خیام

مغرب مشرق کے قدموں میں

اگر آپ کو یہ دیکھنا ہو کہ مغرب کے اہل کمال کسطرح مشرق کے آگے جھک گئے تو آپ کے لئے رباعیات عمر خیام کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ آجتک بازار میں رُباعیات عمر خیام کے جو نسخے ملتے تھے علاوہ کتابت وطباعت کی غلطیوں کے بہت نامکمل ہوتے تھے مگر یہ نسخہ مکمل ہے اور اسکا حسنِ کتابت و طباعت تعریف سے مستغنی ہے۔ علاوہ مکمل ہونے کے اسمیں ایک خوبی یہ ہے کہ ہر ایک رُباعی کا نہایت اعلیٰ منظوم ترجمہ بھی ساتھ دیا گیا ہے نیز مزید براں عمر خیام کا فوٹو بھی شامل کتاب ہے۔ قیمت علاوہ محصول ۱؎

کتابستان۔ بازار کمرہ بنگش دہلی

مرحومہ طاہرہ خانم

زینب طاہرہ خانم، ہمارے سید محفوظ الحق علمی معین منشی محفل مرکزی اور مدیر ہفتہ وار کوکب ہند کی شریف اور نجیب اہلیہ نے ۲۴ مئی سنہ ۱۹۲۶ء کو ملکوت ابہیٰ کا سفر اختیار کیا اور ایک بچی قرۃ العین کو چھوڑا جو بہت تھوڑے عرصہ کے اندر اپنی ماں سے جا ملی۔ مرحومہ کے والد مذہباً سکھ تھے جنہوں نے احمدیوں کی معرفت اسلام کی تصدیق کی اور اپنے اخلاص اور دینداری کی وجہ سے بہت عزت حاصل کی۔ طاہرہ خانم مرحومہ نے یہ دونوں چیزیں پوری طور پر اپنے والد سے ورثہ میں پائی تھیں یعنی سچائی کیساتھ شدید محبت۔ اور عادلانہ ایمانداری۔

جب سید محفوظ الحق علمی قادیان کی طرف رجوع ہوئے تو ان دونوں کا نکاح ہوگیا۔ اور چھ سال تک قادیانی عقائد کی تبلیغ حضر اور سفر میں کرتے رہے۔

اسی درمیان میں علمی نے خود جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی بعض تحریروں میں انکی اور میرزا محمود زرقانی کی سنہ ۱۹۰۲ء کی ایک ملاقات کا بیان پڑھا۔ جس بیان سے انکی اس تحدی آمیز اور بلند آہنگ دعوی کی پوری تردید ہوگئی جو جناب میرزا صاحب کے دعوے کی اکیلی معذرت اور بنیاد ہے۔ یعنی یہ کہ مسیح موعود کے ظاہر ہونے کا وقت بھی پورا ہوچکا اور تمام نشانیاں بھی ظاہر ہوچکیں اسلئے اسکا ظاہر ہونا ضروری اور لازمی تھا "میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا" اور اگر میں سچا مدعی نہیں ہوں تو پھر بتاؤ کہ مجھسے پہلے اور کسنے مسیح موعود ہونے کا دعوی کیا ہے۔" مذکورہ صدر عبارت یہ تھی (حکیم میرزا محمود ایرانی لاہور میں فروکش ہیں۔ وہ بھی ایک مسیحیت کے مدعی کے حامی ہیں۔ دعوی کرتے ہیں اور مجھسے مقابلہ کے خواہشمند ہیں۔ میں افسوس کرتا ہوں کہ مجھے اسقدر شدت کم فرصتی ہے کہ میں انکی درخواست کو قبول نہیں کرسکتا دیکھو لیکچر لاہور المعروف بہ پیغام احمد ٹائٹیل پیج صفحہ ۲)

اس تحریر کو دیکھنے کے تھوڑے عرصہ بعد جبکہ علمی اعلیحضرت حضور نظام حیدرآباد کے دارالخلافہ میں گئے۔ تو لوگوں نے اعتراض کرنا شروع کیا کہ آجکل ہمارے شہر میں ایک ایرانی مبلغ بھی اسی قسم کا پیغام سنا رہے ہیں۔ اور ایک دوسری بزرگ ہستی کی طرف دعوت دے رہے ہیں۔ اب یا تو یہ چاہئے کہ دونوں مبلغ باہم فیصلہ کرلیں اور یا لوگوں کی پریشانی کے باعث نہ ہوں۔ دریافت کرنے پر علمی کو معلوم ہوا کہ یہ تو وہی مشہور آفاق میرزا محمود زرقانی ہیں جنکا ذکر جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے کیا ہے۔ علمی گئے۔ سنا۔ دیکھا اور اسیر محبت ہوگئے۔ عشق ہمیشہ سے متعدی رہا ہے۔ اور جب علمی اور طاہرہ کئی مہینہ کی جدائی کے بعد ملے تو اس نے اپنا متعدی اثر اُن پر بھی ظاہر کیا۔

اسکے بعد ایک تحقیق اور تجسس غور اور خوض کا زمانہ شروع ہوا۔ کیونکہ تفصیلات کا ایک عالم تلاش کرکے ازسرِنو مرتب کرنا تھا اور نئے سرے سے قیمتیں معین کرنی تھیں۔

نوبت یہانتک پہنچی کہ ان لوگونکو قادیان کی سربراہ کاروں نے بزعم خود گرفتار کرلیا۔ فی الفور ایک عدالت تفتیش قائم کیگئی۔ علمی کے خلاف رسمی طور پر مقدمہ چلایا گیا۔ مہر محمد خاں شہاب نے جو اخبار الفضل قادیان کے نائب ایڈیٹر تھے اور بطور گواہ ثبوت بلائے گئے تھے علمی کے ساتھی ہونے کا اعلان کردیا۔ اسپر عدالت تفتیش بھوچکا سا ہوکر رہگئی۔ علمی ان کا ملک الشعراء اور قابل مبلغ۔ شہاب ایک دوسرا قابل شاعر رسمی اخبار کا مدیر معاون جناب خلیفہ صاحب قادیان کی پبلک وعظوں کا محفوظ کرنیوالا اور ان کا ہر وقت کا ہم صحبت۔ تیسرے ہائی سکول قادیان کے ماسٹر اور مشہور مضمون نگار عبدالصمد عمر صمدانی۔ ما اللہ خیر۔ کارروائی تفتیش مختصر کردیگئی۔ کامل بائیکاٹ کی امتناعی سزا دے دیگئی علمی نے واپس آکر دیکھا کہ سسرال والوں میں بعض رو رہے ہیں بعض گھور رہے ہیں۔ اور بعض غرا رہے ہیں گفتگوی لبیاہ کے بعد باوجود طاہرہ کے احتجاج کے علمی کے سسرال والوں نے انکو قادیان سے چلے آنے پر مجبور کیا۔ اور یہ وعدہ کیا کہ اگر دو مہینہ کے بعد بھی طاہرہ اپنے اصرار پر قائم رہے گی تو ہم اسکو بھی تمھارے پاس چلا آنے دیں گے۔ طاہرہ کا پیغام جُدا ہوتے وقت اپنے شوہر اور اپنے خدا کیساتھ باوفا اور با اخلاص رہنے کا تھا۔ اور یہی پیغام ہندوستان کی عورتیں دنیا کی تاریخ کے شروع سے دیتی چلی آئی ہیں۔

مرحومہ نے مصیبت اور پریشانی کے دو طویل مہینہ جیسے تیسے گذارے جنمیں وہ زمانہ سب سے سخت تر تھا۔ جبکہ ان کے کنبہ والے مرحومہ کو کسی اور قادیانی کیساتھ شادی کرنے کی صلاح دیتے تھے کیونکہ قادیانیوں کا مذہب یہ ہے کہ اگر کوئی قادیانی شوہر قادیانی خیالات کو چھوڑکر اپنے پرانے اسلامی عقیدہ ہی کی طرف رجوع کرلے تو بھی اسکا نکاح فسخ ہوجاتا ہے اور اسکی قادیانی بیوی بغیر طلاق کے دوسری شادی کرسکتی ہے۔

مدت معین ختم ہونے کے بعد علمی نے قادیان کا سفر اختیار کیا۔ اور اپنے جسم کو نوچنے والے لٹھ بند اور لاٹھی مار پٹھانوں کے درمیان خطرہ میں ڈالتے ہوئے اپنی بیوی کو لیکر آگرہ چلے آئے۔

آٹھ سال سے زیادہ متاہل زندگی کے بعد یہ بچی انکی ماں پیدا ہوئی تھی۔ جسکی قسمت میں اپنی ماں کے لئے ملکوتِ اعلیٰ کیطرف صعود کرنے کا پیغام لانا لکھا تھا۔

طاہرہ خانم کی استراحت گاہ سبزی منڈی دہلی کے عام مدفن میں ہے۔ (قریشی)

کوکب کے خاص نمبر

میلاد نمبر۔ شانِ محمدی۔ تاریخ نبوی ۲ر

دعاوی نمبر۔ حضرت بہاء اللہ کے دعاوی ۲ر

کنونشن نمبر۔ بہائی کانفرنس سنہ ۱۹۲۴ء ۲ر

لندن کانفرنس مذاہب نمبر ۲ر

مرکز میثاق نمبر۔ حضرت عبدالبہاء کے کارنامے ۲ر

©Afnan Library Trust, 2026

ہر شخص حکیم و غیر حکیم کے جیب کی لازمی چیز شدت مرض کو فوراً روکنے والی اور تمام گھریلو امراض کی تیر بہدف اکیلی دوا جو فی الحقیقت ہر قسم کی نئی اور پرانی اور اچانک ہو جانیوالی تمام بیماریوں کے دفعیہ کیلئے اکسیر چیز ہے۔

ارواح اکسیر اعظم

ارواح اکسیر اعظم ایک ہر قسم کا عجیب و غریب اسم با مسمی عرق ہے۔ جسمیں بڑی محنت اور ہزاروں تجارب سے ایجاد کیا ہے۔ سینکڑوں بار آزمایا جا چکا ہے۔ جس مرض میں اور جہاں دیا گیا تیر بہدف فوری نفع بخش پایا۔ مختلف بدرقوں کے ساتھ مرض کی پوری پوری بیخکنی کرتا ہے۔ اور اس کے بیش بہا فوائد کے لحاظ سے ایک لاجواب تحفہ اور **جواہرات میں تولنے کے قابل ہے**۔ سفر میں رہنے والوں کو عموماً اور بال بچہ والے گھروں میں خصوصاً اسکی ایک ایک شیشی ضرور موجود رہنی چاہئے۔ نہ جانے کون بیماری کسوقت حملہ کر دے۔ اسوقت اگر یہ ایک شیشی پاس ہوگی تو فوراً بفضلہ ایک سچا حکیم کا کام دیگی۔ آجتک ارواح اکسیر اعظم کا حسب ذیل امراض پر تجربہ ہو چکا ہے۔ دردِ سر ہر قسم۔ کان درد دانت درد۔ داڑھ درد۔ پیٹ درد۔ نفخ۔ پیچش۔ بدہضمی۔ ہیضہ۔ طاعون۔ غونیا۔ ذات الجنب۔ عرق النساء وجع المفاصل ہر قسم کے ورموں کے لئے اکسیر چیز ہے۔ پھوڑا پھنسی۔ خارش چنبل۔ ملیریا فیور۔ بخار۔ داد۔ سوزاک۔ قرحہ۔ آتشک وغیرہ بیشمار سر سے پاؤں تک کے امراض کے دفعیہ کیلئے شرطیہ بے نظیر ہے۔ بھیڑ بچھو۔ سانپ اور دیگر تمام زہریلے جانوروں کے کاٹے پر فوری فائدہ دینے والی چیز ہے۔ پرچہ ترکیب مشرح چھپا ہوا ہمراہ ہوگا۔ قیمت فی شیشی پوری ۴۰۰ خوراک عہ ڈاکخرچ ایک شیشی سے تین شیشی تک آٹھ آنے ۸ر

لاجواب خوشبودار تیل کا صحیح اور اچوک نسخہ مفت

اسکی خوشبو اسقدر تیز ہے کہ پانچ روپے تولہ والا عطر ہیچ ہے۔ اپنی دیرپا اور دلفریب خوشبو سے لوگوں کو متوالا بنا دینے والا۔ تمام عوارضات دماغی کو منٹوں میں دور کرنے والا ہزاروں روپے کا فروخت ہونیوالا۔ فوراً کم خرچ میں تیار کر لو نسخہ سہل اور آسان ہے۔ ہر شخص منٹوں میں تیار کر کے سینکڑوں روپے ماہوار کی مستقل آمدنی پیدا کر سکتا ہے قیمت نسخہ پانچ روپے مقرر ہے۔ مگر اخبار کوکب ہند کے خریدار حضرات صرف ۲ر کی ٹکٹ بھیجدیں۔ نسخہ بذریعہ رجسٹرڈ لیٹر کے بھیجدیا جائے گا۔ جو شخص اسنگ اخبار کے خریدار نہیں ہوئے وہ اس موقعہ کو غنیمت سمجھکر فوراً خریدار بن جائیں۔ اگر آپ ہومیوپیتھک اور بائیوکیمک طریقہ سے گھر بیٹھے ہوئے تھوڑے صرفہ و عرصہ میں علاج کرنا سیکھنا چاہتے ہیں یا ہر دو علاج کی تازہ وکفایت سے ادویات خریدنا چاہتے ہیں تو ٹکٹ محصول ڈاک بھیجکر فوراً طلب کیجئے۔

المشتہر ڈاکٹر ایس اے ماجد پوسٹ منیر ضلع پٹنہ

دار الکتب اسلامیہ

تبلیغ و اشاعت اسلام کی بہترین کتابیں۔ عربی۔ فارسی اردو۔ انگریزی و حمائل شریف معرا ہر قسم مندرجہ ذیل پتہ سے طلب فرمائیں

فہرست کتب مفت

پتہ

منیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

غیبی امداد کا فرشتہ

سرمہ بنا ہے قدرتِ حق سے وہ لاجواب
چشمِ فلک نے دیکھ جسے مرحبا کہا

سالہا سال کے تجربہ اور بفضل خدا سینکڑوں مریضوں کی صحتیابی کے بعد خلق خدا کی بہبودی اور جملہ مریضان چشم کی آگاہی کیلئے اطلاعاً عرض کیجاتی ہے کہ سرمہ نور البصر جو آنکھ کی تمام شکایتوں کی بے ضرر اور اصلی نسخہ چینی سے تیار کی ہوئی تیر بہدف دوا ہے ہر ایک حاجتمند کو ایک آنے کا ٹکٹ برائے ڈاکخرچ موصول ہونے پر فی سبیل اللہ روانہ کیجاتی ہے فقط والسلام

ایم ممتاز ایم مختار یونین سٹورز شملہ

عورتیں اپریشن سے گھبراتی ہیں

آل انڈیا یوگا چاری میڈیکل مشن کو یہ فخر ہے کہ انکے ہسپتال ست دھرم کی انچارج لیڈی ڈاکٹر پنڈتہ ستیہ دیو جی شاستری ایم۔ ایس سی (او) ایم۔ ڈی ایچ (امریکہ) وید شاستری ایڈیٹر رسالہ ست دھرم (اردو) و رسالہ لیڈی ڈاکٹر (ہندی) نہ صرف امراض زنانہ کی ماہر خصوصی ہیں بلکہ رحم کی قابل اپریشن امراض کا علاج بغیر اپریشن کرنے میں زبردست کامیابی حاصل کر چکی ہیں۔ ان کا طریقہ علاج بالکل نرالا اور مخصوص ہے جو فی الحال کسی ڈاکٹر یا لیڈی ڈاکٹر یا ویدیکیم کو معلوم نہیں ہسپتال کا اندرگاہ صرف عورتوں کے خاص امراض کا معائنہ بذریعہ آلات کرنے کی فیس دو روپے لیتی ہیں۔ اسکی علاوہ نہ کوئی فیس اور نہ دوائی کی قیمت ہی لی جاتی ہے بلکہ علاج بالکل مفت ہوتا ہے۔ لدھیانہ۔ میرٹھ اور مدراس وغیرہ سے اپریشن کروا کر ناکام عورتیں ان کے ہاتھ سے شفا حاصل کر چکی ہیں۔ ضرورتمند فائدہ اٹھائیں۔

خط و کتابت کا پتہ

ست دھرم ہسپتال و فارمیسی جالندھر شہر

اچھے اور بُرے خطابات

بہادر جنگجو۔ لائق فائق۔ جوانمرد۔ مایہ ہمت وغیرہ خطابات انہیں شخصوں کو دیے جا سکتے ہیں جو بالکل تندرست اور صاحب صحت ہوں۔ نیم مرگ۔ مردہ دل۔ بے ہمت نالائق وغیرہ خطابات کمزور اور مریض اشخاص کو دئے جاتے ہیں۔ اسلئے اگر آپ بُرے خطابات سے بچنا اور اچھے خطابات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو مقویات کی سرتاج آتشک نگرہ گولیوں کا استعمال کریں۔ یہ گولیاں ہر قسم کے امراض سے محفوظ رکھتے ہوئے گذشتہ طاقت از سر نو پیدا کر دیتی ہے۔ اور غلط کاریوں اور بیماریوں سے مادۂ تولید میں جو خرابی آجاتی ہے فوراً دور ہوتی ہے سُست اور مُردہ دل دل زندہ و توانا بنجاتا ہے۔ پیران ہشتاد سالہ بھی نوجوان معلوم ہوتے ہیں۔ خون کی خرابی۔ قوتِ حافظہ کی شکایت یکدم دور ہو جاتی ہے۔ نامردی جریان احتلام سرعتِ انزال وغیرہ سب کافور

قیمت فی ڈبیہ ایکروپیہ پانچ ڈبیہ چار روپے للہ

پتہ

آتشک نگرہ کمپنی جام نگر کاٹھیاوار

سید محفوظ الحق علمی نے محبوب المطابع دہلی میں چھپوا کر چاندنی چوک دہلی دفتر کوکب ہند سے شائع کیا

©Afnan Library Trust, 2026

111 17

اے اہل عالم ہمہ باریک دارید و برگ یک شاخسار

کوکب بہائی

نمبر ۱۷ جلد ۲ | سید محفوظ الحق علمی | ہر انگریزی ماہ کی یکم ۹، ۱۷، ۲۵ کو شائع ہوتا ہے | محل ادارہ چاندنی چوک دہلی یکم اگست سنہ ۱۹۲۶ء

عالم بہائی

فلسطین - حیفا۔ محفل روحانی ہر روز شام کے وقت منعقد ہوتی ہے۔ حضرت شوقی ربانی تشریف فرما ہوتے ہیں۔ زائرین کے گروہ کے گروہ تمام اطراف عالم سے آتے ہیں۔ اور عتبات مقدسہ کی زیارت اور حضرت شوقی ربانی کی ملاقات سے مشرف ہوکر ایک نئی روح اور نئے جوش سے اپنے اپنے وطن کو واپس جاتے ہیں۔

بیروت۔ بہائی نوجوان طلباء امریکن کالج کی انجمن نہایت خوش اسلوبی سے اپنا کام کر رہی ہے۔ تازہ ترین خبریں نہایت خوش کن ہیں۔ انشاء اللہ بہت جلد یہ نونہالان رضوان الٰہی اپنی تعلیم پوری کرکے چہار اطراف عالم میں اپنی جوان روح کیساتھ نشر نفحات میں مشغول ہونگے۔

ایران - طہران۔ مجلس روحانی کی طرف سے اندرون ایران میں مبلغ ہر طرف بھیجے جا رہے ہیں۔ تازہ ترین خبریں ترقی امر اللہ کی خوشخبریوں سے مملو ہیں۔ ایرانین جہاں احبای الٰہی کا خون بہایا جا رہا ہے وہاں لوگ بھی جوق جوق زمرۂ عاشقین میں داخل ہو رہے ہیں

اصفہان۔ مجلس روحانی کی تبلیغی محافل ہر ایک گاؤں اور قصبہ میں قائم ہو رہی ہیں۔ اور تشنگان روحانی کو بحر بے پایان الٰہی کی طرف رہنمائی کرتی ہیں۔ اس ماہ کے تازہ واردین کی تعداد پچھلے ماہ کے شمار سے کئی گنی زیادہ ہے اللّٰھم زد فزد

شیراز۔ مجلس روحانی کی مختلف تحریکات اپنا اثر ظاہر کرنے لگیں ہیں جہرم کی شہادت سے جو ہیجان پیدا ہوا اس سے مبلغین شیراز نے پورا فائدہ اٹھایا۔ اور لوگوں کو صراط مستقیم کا راستہ دکھانے کا اچھا موقعہ پایا۔ لوگوں کا جوش جب ٹھنڈا ہوا تو اپنے کئے پر بہت پشیمان ہوئے اور بہتوں نے امر اللہ کے اصولوں کی تحقیق کرنی شروع کی نتیجہ یہ ہوا کہ اکثر زمرۂ احباب میں شامل ہوئے۔

تبریز۔ احبای آذربائیجان کی چہارم کنونشن سالیانہ کا انعقاد ہوا تمام آذربائیجان کے نمایندے اسمیں شامل تھے۔ کنونشن کے داخلی امور کی رپورٹیں وغیرہ پڑھنے کے بعد حسب ذیل قراردادیں پاس ہوئیں

۱۔ حضرت شوقی ربانی کی تازہ ہدایات دربارۂ تنظیم مجالس و خیرات و امور تبلیغ پر عملدرآمد کرنے کے لئے ایک کمیٹی کا تقرر

۲۔ تعلیم و تدریس کے بارہ میں قرار پایا کہ جن مقامات پر مدارس نہیں ہیں وہاں یا تو مدرسے قائم کئے جائیں اور اگر یہ ناممکن ہو تو اسجگہ کے بچے تبریز میں برای تحصیل علم بھیجے جائیں۔ مجلس تبریز نے یہ عہد کیا کہ وہ ایسے بچوں کی نگاہداشت میں کوئی فروگذاشت نہ کرے گی۔ علاوہ ازیں ابتدائی تعلیم کنونشن کی طرف سے مفصلہ ذیل شہروں میں معلمین بھیجے جانے کا انتظام ہوا تاکہ وہاں ابتدائی تعلیم کو جاری کریں۔

ممقان - ۲ شخص۔ شہشوان ۱ - بابا کندی ۲ - ایچی اشخص سیستان ۲ - سیلابی ۲ -

امریکا۔ شیکاغو۔ مجلس روحانی نے ہدایات حضرت شوقی ربانی پر پورے طور سے عملدرآمد کرنے کے لئے خاص انتظام کیا ہے۔ محافل مرکزی کے اختیارات کی روح و ریحان سے اطاعت کرنے میں ہر ایک مجلس گروہی سبقت لیجانا چاہتی ہے۔

واشنگٹن - کیلیفورنیا۔ سیاٹل۔ نیویارک۔ باسٹن۔ بہتیہ وغیرہ وغیرہ شہروں سے بھی ایسی ہی خبریں موصول ہوئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مجالس روحانی داخلی تنظیم اور وسیع تبلیغ کی کوششوں میں منہمک ہیں۔ امریکا میں پیشرفت امر اللہ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ حکومت امریکا نے احکام بہاءاللہ کو اب قوانین ملکی کی صورت میں نافذ کرنا شروع کر دیا ہے۔ اسلئے موجودہ قوانین امریکا میں بہت سی ترمیمات ہو رہی ہیں۔

یورپ۔ مجلس جنیوا نہایت ہی عمدہ کام کر رہی ہے۔ اس مجلس مبارک کا دائرہ عمل خصوصاً نمایندگان اقوام جو لیگ اقوام میں حصہ لینے کے لئے آتے ہیں۔ مجلس مبارک نہایت خوشگوار خبریں قریباً ہر ہفتہ بھیجتی رہتی ہیں۔ اس مرکز سے تمام یورپ میں امر اللہ کی ندا پہنچ رہی ہے۔

جرمنی میں ترقی امر اللہ بہت زوروں پر ہے۔ تازہ ترین خبریں ہماری امیدوں کو بڑھا رہی ہیں کہ اگر رفتار امر اللہ ممالک یورپ میں ایسی ہی تو انشاء اللہ بہت جلد تمام یورپ سراپردۂ بقا یا بہاء اللہ کے زیر سایہ آجائے گا اور عالمگیر امن کے جھنڈے بلند ہونگے۔

آسٹریلیا۔ میلبورن۔ سڈنی کی ہر دو مجالس سے اس ہفتہ نہایت ہی خوشگوار خبریں آئی ہیں۔ ان مجالس نے اندرون آسٹریلیا میں مبلغین بھیجنے کا انتظام کیا ہے جو اسوقت تک ہر چہار اطراف آسٹریلیا میں مشغول تبلیغ ہوں گے۔ انشاء اللہ بہت جلد ان مبلغین کی خوشگوار رپورٹیں ناظرین کوکب ہند کے لئے پیش کیجائینگی۔

جنوبی افریقہ۔ تین نئی مجالس کے قیام کی خبریں اس ہفتہ میں موصول ہوئی ہیں۔ احبای کیپ ٹاؤن نہایت مستعدی سے ترقی امر اللہ میں کوشاں ہیں۔ امریکائی مبلغ جنکی کوششوں سے اس قطعہ ارض میں امر اللہ پہنچا۔ اب خود مقامی مجالس یہ تبلیغ کا بار ڈالکر اور میدان نئیں جانبازی دکھلانے کے لئے جا رہی ہیں۔ مقامی مجالس نے اس بار تبلیغ کو اس خوبی سے نبھایا ہے کہ دل تحسین و آفرین کے نعرے لگا رہا ہے۔

مصر۔ قاہرہ۔ شعبۂ تبلیغ نے اس ہفتہ کی خبروں کے مطابق نہایت ہی نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔ بہت سی مخلص ارواح زمرۂ احباب میں داخل ہوئے اور ہو رہے ہیں۔

پورٹ سعید۔ مجلس مبارک اس گذرگاہ دنیا میں نہایت نمایاں کام کر رہی ہے۔ ہر آنے جانیوالے کو اس خوش اسلوبی سے تبلیغ کیجاتی ہے کہ اسکے اثرات ہم ہندوستان میں پاتے ہیں۔ خصوصاً یورپین لوگ جو پورٹ سعید سے ہو کر آتے ہیں وہ ایسے متاثر ہو کر آتے ہیں کہ اپنی تحقیقات کو یہاں جاری رکھتے ہیں اور عموماً محفل مرکزی دہلی کے پاس ایسے محققین کے خطوط آتے رہتے ہیں بعض تو اسقدر متاثر ہوتے ہیں کہ وہ خود دہلی آتے ہیں اور اپنی تحقیقات کو پورا کرکے اپنے اپنے کاموں پر جاتے ہیں۔ پورٹ سعید کی تازہ ترین خبریں نہایت ہی خوشگوار ہیں

جاپان۔ یوکوہاما۔ تازہ ترین خبروں سے مجلس روحانی کی تحریکات کا پتہ لگتا ہے کہ پچھلے ماہ میں ایک خاص تبلیغی پروگرام تیار کیا جسپر عملدرآمد کرنے کا یہ نتیجہ ہوا کہ قریباً ۵۰ معزز ترین ہستیاں گروہ احباب میں شامل ہوئیں۔

(بقیہ مضمون صفحہ ۶ کالم ۳ پر ملاحظہ ہو)

©Afnan Library Trust, 2026

مفاوضات حضرت عبدالبہاء

عالم وجود کا آغاز نہیں

مبدأ انسان

مسائل الٰہیہ میں سے یہ نہایت ہی پیچیدہ مسئلہ ہے کہ عالم وجود یعنی اس کون نامتناہی کی ابتدا نہیں۔

ہم پہلے یہ بیان کر چکے ہیں کہ خدا کے اسماء وصفات کا ہونا اسبات کا مقتضی ہے کہ کائنات بھی ہو۔ اگرچہ یہ مسئلہ مفصلاً بیان ہو چکا ہے پھر بھی ہم کچھ مختصر سا یہاں بھی بیان کرتے ہیں۔

معلوم ہو کہ رب بے مربوب۔ بادشاہ بے رعیت۔ معلم بے متعلم۔ خالق بے مخلوق۔ رازق بے مرزوق تصور میں نہیں آ سکتا۔ خدا کے تمام اسماء وصفات وجود کائنات کے مستدعی ہیں۔ اگر ہم تصور کریں کہ ایک وقت ایسا تھا جب کائنات بالکل موجود نہ تھی تو اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہم خدا کی الوہیت کے منکر ہیں۔ علاوہ ازیں عدم صرف قابل وجود نہیں۔ اگر کائنات نیستی محض ہوتی تو وجود کبھی موجود نہ ہوتا۔ لہذا چونکہ ذات احدیت یعنی وجود الٰہی ازلی وسرمدی یعنی لا اول لہ اور لا آخر لہ ہے اسلئے بلا شک وشبہ عالم وجود یعنی یہ کون نامتناہی بھی بلا ابتدا ہی۔ یہ ممکن ہے کہ اجزاء ممکنات کا ایک جز یعنی ایک نیا کرہ پیدا ہو یا کرات موجودہ میں سے کوئی کرہ درہم برہم ہو جائے مگر اور کرہائے نامتناہی موجود ہیں۔ عالم وجود کی ترتیب نہیں بگڑتی۔ نہ برہم ہوتا ہے۔ یہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ تک رہیگا۔ چونکہ ان کرات میں سے ہر ایک کرہ کے لئے ابتدا ہے اسلئے حکماً اسکے لئے انتہا بھی ہے۔ ہر ترکیب کے لئے خواہ کلی ہو یا جزئی تحلیل لازم ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ بعض ترکیبیں جلد تحلیل ہو جاتی ہیں اور بعض دیر میں تحلیل ہوتی ہیں۔ یہ ممکن نہیں کہ ایک چیز جو بنی ہے وہ بگڑے نہیں۔ پس ہمیں جاننا چاہئے کہ ان موجودات عظیم کا ہر موجود شروع میں کیا تھا۔ اسمیں شبہ نہیں کہ ابتدا میں مبدا واحد تھا۔ ممکن نہیں کہ مبدا دو ہوں۔ تمام ہندسوں کا مبدأ ایک ہے دو نہیں۔ دو محتاج مبدأ ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اصل میں مادہ واحد ہے اور یہ واحد مادہ ہر عنصر میں ایک ایک صورت کے ساتھ ظاہر ہوا جس سے مختلف صورتیں پیدا ہوئیں ہر صورت نے پیدا ہو کر ایک استقلال پیدا کیا اور ہر ایک عنصر مخصوص بنگیا۔ لیکن یہ استقلالیت ایک مدت مدیدہ کے بعد پایۂ حصول۔ درجۂ تحقیق اور رتبۂ تکوین تک پہنچی۔ تب یہ عناصر لا انتہا صورتوں میں مرکب مرتب ممتزج ہوئے یعنی ان عناصر کے ملنے اور مرکب ہونے سے بے انتہا کائنات وجود میں آئی۔ اس ترکیب وترتیب نے حکمت الٰہیہ اور قدرت قدیمہ سے ایک نظم طبعی یا انتظام قدرتی حاصل کی۔ چونکہ تنظیم قدرتی کے ذریعے نہایت پختگی وحکمت کے مطابق قانون کلی کے ماتحت ترکیب امتزاج پاتے ہیں اسلئے واضح ہے کہ ایجاد الٰہی ہیں اتفاقی ترکیب وترتیب نہیں۔ اسی لئے ہر ترکیب سے ایک ہستی پیدا ہوتی ہے۔ اتفاقی ترکیب سے کوئی وجود پیدا نہیں ہوتا۔ مثلاً ایک شخص اپنی عقل وذکا سے عناصر کو جمع کر کے ترکیب دے تو چونکہ یہ ترکیب انتظام طبیعی سے نہیں ہوتی اسلئے زندہ وجود پیدا نہیں ہوتا۔ یہ اس سوال مقدرہ کا جواب ہے جو شاید دلوں میں گذرے کہ اگر یہ کائنات ترکیب وامتزاج عناصر سے پیدا ہوتی ہیں تو ان عناصر کو جمع کر کے اور ملا کر ہم بھی ایک کائن پیدا کر سکتے ہیں۔ ایسا خیال کرنا غلطی ہے کیونکہ یہ ترکیب اصلی ترکیب الٰہی ہے۔ اور یہ امتزاج انتظام طبیعی کے مطابق خدا دیتا ہے۔ اسی لئے اس ترکیب سے ایک کائن پیدا ہو کر وجود میں آتا ہے۔ جو ترکیب انسان دیتا ہے اُس سے کچھ نتیجہ نہیں نکلتا کیونکہ انسان خلق نہیں کر سکتا۔ مختصر یہ کہ عناصر کی ترکیب و امتزاج وتخویت ترتیب موازین سے اور دوسری اشیاء وحقائق نامتناہی کی تاثیر سے بے حساب وبے شمار کائنات پیدا ہوتی ہے۔ یہ واضح ہے کہ کرۂ زمین ایک ہی دفعہ اس موجودہ ہیئت میں نہیں بنا تھا بلکہ اسنے بتدریج مختلف اطوار طے کئے حتی کہ موجودہ تکمیل اسمیں جلوہ نما ہوئی۔ موجودات کلیہ موجودات جزئیہ کے مطابق ہیں۔ موجودات جزئیہ سے موجودات کلیہ قیاس کیجا سکتی ہیں۔ کیونکہ موجود کلی اور موجود جزئی دونوں ایک ہی نظم طبیعی ایک ہی قانون کلی اور ایک ہی ترتیب الٰہی کے ماتحت ہیں۔ مثلاً آپ اس نظام عمومی میں چھوٹی چھوٹی کائنات دنیا کو بڑی بڑی کائنات کے مطابق پاتے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ ایک ہی کارخانۂ قدرت اور ایک ہی نظم طبیعی اور ایک ہی قانون عمومی سے پیدا ہوئے ہیں۔ اسی لئے ایک سے دوسرے کا قیاس لگا سکتے ہیں۔ مثلاً نطفۂ انسان ماں کے رحم میں بتدریج نشو ونما پا کر مختلف اشکال واطوار سے گذرتا ہوا حد درجہ کے حسن کے ساتھ جوان ہو کر بصورت تکمیل نہایت لطافت کے ساتھ جلوہ نما ہوتا ہے۔ اسیطرح اس پھول کا بیج جسے آپ دیکھ رہے ہیں ابتداء میں نہایت ہی چھوٹی سی حقیر چیز تھا، رحم زمین میں نشو ونما پا کر مختلف صورتیں بدلتا رہا حتی کہ کمال طراوت ولطافت سے اس رتبہ میں جلوہ نما ہوا۔ واضح ہے کہ یہ کرۂ زمین بھی رحم عالم میں تکون پا کر نشو ونما پاتا ہوا مختلف حالات وصورتیں بدلتا ہوا بتدریج موجودہ تکمیل پا کر بے انتہا مکونات سے آراستہ ہو کر نہایت خوبی کے ساتھ جلوہ نما ہوا ہے۔ پس واضح ہوا کہ وہ مادہ اصلیہ جو بمنزلۂ نطفہ ہے اور عناصر مرکبہ ومرتبہ جو اسکی پہلی صورتیں تھیں صدیوں اور زمانوں میں، بتدریج نشو ونما پا کر ایک ہیئت وشکل سے دوسری ہیئت وشکل بدلتا ہوا حضرت یزدان کی حکمت بالغہ سے موجودہ تکمیل وانتظام ترتیب واتقان تک پہنچا ہے۔

اب ہم مطلب کی طرف آتے ہیں کہ انسان ابتدائے وجود میں کرۂ زمین کے رحم میں جسطرح نطفہ رحم مادر میں نشو ونما پاتا ہے پلتا ہوا ایک صورت سے دوسری صورت اور ایک ہیئت سے دوسری ہیئت بدلتا رہا حتی کہ اس جمال وکمال اور قوی وارکان کے ساتھ جلوہ نما ہوا۔ یقین ہے کہ ابتداء میں اس ملاحت ولطافت وظرافت میں نہ تھا بلکہ بتدریج اس ہیئت وشمائل واحسن وملاحت تک پہنچا ہے جیسا کہ نطفۂ انسان جس نے بلاشبہ ماں کے پیٹ میں یہ صورت ایک ہی مرتبہ نہیں پائی۔ اور بلکنیت ہی فتبارک اللہ احسن الخالقین کا مظہر نہیں ہوا۔ بتدریج مختلف حالتیں اور شکلیں بدلتا ہوا اس شمائل وجمال وکمال اور لطافت وحلاوت سے جلوہ نما ہوا۔ پس صاف ظاہر ہو گیا کہ اس کرۂ زمین میں انسانکی اس تکمیل تک نشو ونما ایسی ہی ہے جیسے ماں کے پیٹ میں نطفۂ انسانی کی نشو نما۔ بتدریج حالتیں بدلتا رہا۔ ایک ہیئت وصورت سے دوسری ہیئت وصورت میں انتقال کرتا رہا کیونکہ یہ نظام عمومی اور قانون الٰہی کی اقتضاء ہے یعنی نطفۂ انسانی مختلف حالتیں پیدا کرتا اور بہت سے درجوں سے گذرتا ہے حتی کہ فتبارک اللہ احسن الخالقین کی صورت تک پہنچتا ہے۔ تب رشد وجوانی کے نشان اُسمیں ظاہر ہوتے ہیں۔ اسی طرح انسان کو بھی اس کرۂ زمین میں ابتداء وجود کے وقت سے لیکر اس موجودہ ہیئت وشمائل وحالت تک پہنچنے کے لئے ایک لمبی مدت لگی ہوگی۔ اسحالت تک پہنچنے کے لئے بہت سے درجات طے کرنے پڑے ہونگے مگر اپنے وجود کی ابتدا ہی سے ایک نوع ممتاز تھا اور ہے جسطرح نطفۂ انسان ماں کے پیٹ میں شروع میں ایک عجیب شکل میں ہوتا ہے پھر یہ جسم ایک ترکیب سے دوسری ترکیب۔ ایک ہیئت سے دوسری ہیئت اور ایک صورت سے دوسری صورت بدلتا ہو نہایت جمال وکمال سے جلوہ نما ہوتا ہے مگر اسوقت بھی جب رحم مادر میں اُس عجیب ہیئت میں تھا جو موجودہ شکل وشمائل سے بالکل مختلف تھی۔ ایک نوع ممتاز کا نطفہ تھا۔ حیوان کا نہیں۔ اسکی نوعیت وماہیت بالکل نہیں بدلی۔ بالفرض اگر ہم یہ بھی مان لیں کہ بعض اعضا کے نشان جو پہلے تھے اور اب نہیں موجود ہیں تو یہ عدم استقلال اور اصالت نوع کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ انتہا یہ ہے کہ ہیئت شمائل واعضای انسان نے ترقی کی ہے۔ انسان ہمیشہ سے نوع ممتاز رہا ہے اور ہے۔ انسان انسان ہی رہا ہے حیوان کبھی نہ تھا۔ مثلاً ماں کے پیٹ میں نطفۂ انسان اگر ایک ہیئت سے دوسری ہیئت میں چلا جائے جو اس پہلی ہیئت سے بالکل مختلف ہے تو کیا یہ نوعیت کے بدلنے کی دلیل ہو سکتی ہے۔ کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ پہلے حیوان تھا اب اسکے اعضاء نشو ونما پا کر انسان تک پہنچے ہیں لا واللہ۔

غرض یہ خیال اور رائے (یعنی انسان کا پہلے کبھی حیوان ہونا) کسقدر سست اور بے بنیاد ہے۔ اصالت نوع انسان اور استقلالیت ماہیت انسان واضح ومشہود ہے۔ والسلام

©Afnan Library Trust, 2026

وحدت ادیان

وید و قرآن میں خدا کی ذات و صفات کے متحدہ بیانات

"خدا ایک ہے۔ حقیقت ایک ہے۔ ذات و صفات الٰہی کے بیان میں آسمانی کتابیں ایک زبان ہیں۔ اس مضمون میں وید بھگوان اور قرآن مجید سے یکساں بیانات دکھائے گئے ہیں۔ وید و قرآن متحد ہیں تو وید و قرآن کے ماننے والوں کو بھی متحد ہونا چاہئے۔ جب حقیقت واحد ہے تو اختلاف نہ کرنا چاہئے۔ جب مقصد ایک ہے تو فضول بحث چھوڑ دینی چاہئے۔ امید ہے کہ حقیقت شناس لوگ سچائی کے بھید کو پاکر لڑائی جھگڑے سے نجات پائینگے۔ اور جسمانی و روحانی ترقی کے میدان میں قدم آگے بڑھائینگے۔"

(۱)

حمد و ثنا

وہ محبوبِ کُل ہے۔ روحیں اُسکی محبت میں سرمست ہیں۔ دِل اس کے عشق میں سرشار ہیں۔ روحیں اسکی محبت میں اسیر ہیں۔ جسکو دیکھو اُسکی اُلفت کا متوالا ہے جس سے پوچھو اسی کا کہلانا چاہتا ہے۔ جدہر جائیے اسی کا چرچا ہے جہاں پہنچئے اسی کا شہرہ ہے۔ ہر بیان میں اسی کا ذکر ہے۔ ہر زبان پر اسی کا نام ہے۔

غلغلہ در شہر نیست جز شکنِ زلفِ یار
فتنہ در آفاق نیست جز خمِ ابرو دوست

بادۂ الست کے سرمست اسکے جلوے دیکھکر دنیا کے ہر حُسن سے منہ پھیر بیٹھے ہیں۔ خام کاران عشق سایہ کے پیچھے ہی دوڑے چلے جارہے ہیں لیکن ہر صورت میں اُسی کا شوقِ دیدار کام کر رہا ہے۔ اسی کی یاد تڑپا رہی ہے وہی ہر ایک کو بے قرار بنا رہی ہے ؎

ناوک نے تیری صید نہ چھوڑا زمانہ میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانہ میں

انسان پر ہی کیا موقوف۔ ہر جاندار بلکہ ہر چیز زبانِ حال و قال سے اسکی حمد کر رہی ہے۔ کوئی متوالہ صورت میں خموشی کیساتھ محوِ بندگی ہے۔ کوئی جوش و خروش میں حمد کے ترانے گا رہا ہے بھانت بھانت کی بولیاں نہیں اُسی معبود کو پکار رہے ہیں۔ اور تو اور ذرا ننھی ننھی چڑیوں کے گیت سُنئے ؎

شام سویرے چڑیاں ملکر چوں چوں چوں چوں کرتی ہیں
چوں چوں چوں چوں کیا کرتی ہیں ذکر بے چوں کرتی ہیں

سچ ہے وہی سب کا پیارا ہے۔ سب اسی کے چاہنے والے ہیں سب اسی کی تعریف میں مصروف ہیں۔ اُسنے خود ہی فرمایا ہے یسبح للہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض[۵] تمام بلندیوں اور پستیوں کے بسنے والے اسی کی حمد پاک میں لگے ہوئے ہیں۔ "تمام کائنات اسی کی نغمہ گا رہی ہے[۶] وان من شئ الا یسبح بحمدہ[۷]" ہر چیز اسکی حمد پاک ادا کر رہی ہے۔ "اے انسانو! دل و جان سے اسکی حمد و ثنا کرو کما[۸] یسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل الغروب[۹] سورج نکلنے اور ڈوبنے سے پہلے خدا کی پاک حمد کرتے رہو۔" اے انسانو تم سب اُسی پرماتما کی تہ دل سے حمد و ثنا کرو۔" "[۱۰] وان صبح کے وقت اسی کی ثنا سنا کرتے ہیں[۱۱]" یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم[۱۲] اے انسانو! تم اسی پرماتما کی دل و جان سے حمد و ثنا کرو جس نے تمھاری رکھشا کرنیوالے بزرگوں کو پیدا کیا۔"[۱۳]

(۲)

عبادت یا پوجا

حرم کا احترام کرنیوالے اُسی خدا کی عبادت کر رہے ہیں۔ دیر کے خدمت گذار اسی کی اطاعت کے خیال میں جھکے ہوئے ہیں۔ مندر والے اسی کو اپنا معبود حقیقی مانتے ہیں۔ گرجا والے اُسی کو مقصود اصلی ٹھہراتے ہیں۔ آتشکدہ والے اسی کی آتشِ عشق میں جلنا چاہتے ہیں۔ مسجدوں میں اُسی کو سجدے ہو رہے ہیں ؎

اسکی ہستی کے سوا غیر کو سجدہ ہی نہیں
مذہبِ عشق وفا مشربِ عرفاں ہے یہی

ذٰلکم اللہ ربکم لا الٰہ الا ھو خالق کل شئ فاعبدوہ[۱۴] وہ اس تمام کائنات کا رچنے والا اور پرورش کرنیوالا ہے وہ وحدہٗ لاشریک ہے .... ہمکو اسی سکھ دینے والے نور کل پرماتما کی صدق دل سے عبادت کرنی چاہئے "لہٰذا" وہی سب کا خالق اور اسکی پوجا اور جاننے کے لائق ہے "لہٰذا" اسکی اطاعت حقیقی زندگی اور نافرمانی فنا ہے[۱۵] اسی کے لئے اموال و نفوس فنا کرنے چاہئیں[۱۶] اسکا سہارا امرت اور اسکی عدول حکمی موت ہے۔ ہم اسی پرماتما کی تن من دھن سے پوجا کریں[۱۷]۔ اے انسانو! جس پرماتما نے ایک بے ثبات دنیا میں تمکو پیدا کیا ہے تمکو بھی اسکی مانند پھپھل زندگی دی ہے تم اسی پرماتما کی پوجا کرو[۱۸]۔ لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقھن[۱۹] "اے انسانو! پرماتما سب کی رکھشا کرتے ہیں سورج کی روشنی اسی سے قائم ہے وہی پوجا کے لائق ہے۔ میں اسی جگدیشور کو اپنے دھیان میں پکارتا ہوں وہی ستیہ گیان کا دینے والا ہے وہی عبادت کے لائق ہے۔"

(۳)

ب

تجلیات

خورشید حقیقت کی کرنیں پھیلی ہوئی ہیں۔ عالم کے ذرے ذرے میں نور کے جلوے ہیں۔ کائنات کی ہر چیز آئینہ تجلیات ہے۔ آنکھوں والے پکارتے ہیں ؎

جدہر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے

اللہ نور السمٰوٰت والارض[۱] نور علیٰ نور[۲] پرماتما جاہ و جلال کے مالک ہیں۔ تمام عالموں اور بوقلموں کائنات کے خالق ہیں۔ نور کل ہیں۔ نور علی نور ہیں[۳] اُسی آفتاب تجلی کی روشنی سے یہ سارا عالم جگمگا رہا ہے۔ چاند سورج اور کل ستارے اُسکی قدرت کے روشن چراغ ہیں۔ وہی سورج کو روشنی اور اس روشنی سے تمام اشیاء کو دکھانے والا ہے۔ "[۴] ھو الذی جعل الشمس ضیاء والقمر نورا[۵]" یہ تمام سورج وغیرہ اسی کے سہارے پر ہیں[۶] وہ گوناگون کائنات کا پیدا کرنیوالا ہے وہ تمام روشنیوں کی روشنی ہے وہ پران آدان اور آگ کے دکھانے والے سورج کی مانند چار و نطرف جلوہ گر ہے[۷] وسخر لکم الشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ[۸] "وہ دن کو روشنی سے ممتاز کرتا ہے"[۹] سورج چاند۔ زمین ستارے جو کہ اکاش میں قائم ہیں وہ اسی کی ہستی کا ثبوت دے رہے ہیں وہ اپنی قدرت سے ان سب پر حاوی ہے۔"[۱۰] تمام چھوٹے چھوٹے ذرات سے لیکر بڑے بڑے کرات اسی کی کرسیٔ جلال کے گرد گھوم رہے ہیں۔ والشمس تجری لمستقر لھا ذالک تقدیر العزیز العلیم[۱۱] اس زبردست علیم کے تقرر سے آفتاب اپنے محور میں چکر لگاتا ہے۔ "یہ جو دھبے سی مانند سورج منڈل ہیں جو روشن اور تیزی سے گردش کرنیوالے ہیں وہ ان تمام سورج منڈلوں کو دھارن کرتا اور روشنی دیتا ہے[۱۲] ولہ الکبریاء فی السمٰوٰت والارض وھو العزیز الحکیم[۱۳] یوقلمون کائنات اسی پرماتما کی عظمت کا مظہر ہے وہ مکمل بالذات پرماتما اس کائنات سے بھی زیادہ عظیم الشان ہے۔ تمام جڑ (غیر ذی شعور) اور چیتن (ذی شعور) جگت اُسکی قدرت کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے۔ سہنسول (کثیف) سوکشم (لطیف) کارن (علت) تینوں قسم کی کائنات اس لایزال پرماتما کی ایک جھلک ہے[۱۴] ہر بلندی و پستی والے اسی کو چاہتے ہیں اُسی کے منگتا ہیں۔ وہ محبوب ہر روز ایک نیا جلوہ اور ہر آن ایک نئی شان دکھاتا ہے۔ یسئلہ من فی السمٰوٰت والارض کل یوم ھو فی شان[۱۵] وہ آتما کا بھی آتما ہے وہ سب کے آتماؤں میں وچرتا ہے۔ اور مختلف طوروں میں اپنا جلوہ دکھاتا ہے۔ ویدانی لوگ اس محافظ کل پرماتما کا جلوہ چاروں طرف دیکھتے ہیں[۱۶] ھو الاول والآخر والظاھر والباطن وھو بکل شئ علیم[۱۷] وہی اول و آخر ہے۔ وہ ظاہر و باطن میں جلوہ گر ہے۔[۱۸]

©Afnan Library Trust, 2026

(۴)

سب

تقدیس

بارگاہ کبریائی انسان کی پہنچ سے بالا بلکہ بالا تر ہے۔ اسکی قصر عظمت تک کوئی بھی پوری پرواز نہ کر سکا۔ ہم جو کچھ اعلیٰ سے اعلیٰ خیال اسکے متعلق باندھتے ہیں وہ اُس سے بھی برتر و مقدس ہوتا ہے۔ انبیاء و اولیاء۔ اوتار رشی۔ منی سب کے سب اس درگاہ عالی میں سربسجود ہو کر کہہ رہے ہیں۔

لے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم
واز ہر چہ گفتہ ایم و شنیدیم و خواندہ ایم
دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر
ما ہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

تو ہمارے خیال و قیاس اور وہم و گمان سے بھی برتر ہے۔ جو کچھ ہم کہتے ہیں سنتے ہیں پڑھتے ہیں تو ان سب سے بالا تری تمام دفتر کے دفتر ختم ہو گئے۔ عمریں ختم ہو گئیں مگر تیری تعریف ختم نہ ہوئی۔ ابھی ہم اسکے شروع میں ہی حیران ہیں۔

جذبۂ عشق کی تحریک سے تمام مقدس ہستیاں اس بارگاہ قدس کی طرف رُخ کر کے پکارتی ہیں ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک ہم تیری تعریف کی مالا جپتے ہیں۔ اور تیری تقدیس بیان کرتے ہیں۔ "پرماتما جو ہی سوروپ ہی (متجلی بالذات) سب کا رکھشک (محافظ) ہے۔ ابناشی (لازوال) ہی سروویاپک ہے۔ ہم زبان سے اسکی تقدیس کریں۔ تمام پاک روحیں اسکی تقدیس میں رطب اللسان ہیں مگر زبان حقیقت اعلان کرتی ہے کہ وہ قدوس اس سے بھی بلند تر اور برتر ہے۔ وان اللہ ھو العلی الکبیر اے انسانو! وہ جو ان تمام سورج وغیرہ روشن کروں اور زمین وغیرہ خاکی کروں سے اوپر ہے وہ جو عالموں فاضلوں اور ان پڑھوں کے علم و عقل سے بھی اوپر ہے وہ پرانوں کا بھی پران ہے جسمیں تمام پدارتھ قائم ہیں جسکو پورن ودوان (عارف کامل) لوگ گیان چکشو (چشم معرفت) سے دیکھتے وہی برہم ہی وہ بکل شئی محیط سب جگہ بھرپور ہے مگر کائنات کا محافظ ہوتا ہوا بھی اس سے الگ جلوہ گر ہے۔ لیس کمثلہ شئی اس جیسی کوئی چیز نہیں ہی وہ انسان کی جان سے زیادہ قریب ہے مگر پھر ناوید ہے۔ ونحن اقرب الیہ منکم ولکن لا تبصرون وہ جیوسے قطعی علیحدہ سب میں براجمان ہو کر بھی سب میں موجود ہے۔ وہ قائم بالذات ہے وہ مادی چیزوں کے پیچھے دوڑنے والی اندریوں (حواس) سے بالا تر ہے لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر اسکو آنکھ وغیرہ اندریاں نہیں دیکھ سکتیں اے انسانو! ماتما قادر مطلق نراکار ہے

ناقابل تقسیم ہے۔ نس ناری کے بندھنوں سے اوپر ہے (یعنی لطیف ہے)، تمام عیوب سے پاک ہی۔ ہر ایک قسم کے پاپ سے الگ ہی۔ سروویاپک ہے۔ وہ دلوں کی حالت کو جاننے والا یعنی خبیر ہے۔

اے پاک روحو شہید تقدیس الٰہی ہونے والے احیاء عند ربھم یرزقون یعنی ابدی زندہ جنکی ارواح مقدسہ پکار پکار کر کہہ رہی ہیں ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

اے جگیاسو! میں جس قدوس۔ نور کل۔ علم کل۔ منزہ عن العیوب راحت کل۔ سروویاپک پرماتما کو جانتا ہوں۔ اسی کو جان کر تم موت کے پنجے سے چھٹکارا پا سکتے ہو۔

(باقی آئندہ)

زمانہ حال کا بہترین اسلامی ہفتہ وار اخبار اور
ایک کروڑ مسلم راجپوتوں کا واحد آرگن

مسلم راجپوت

محمد عبداللہ صاحب منہاس کے زیر ایڈیٹری تمام ظاہری و معنوی خوبیوں کے ساتھ ہر قسم سے ہفتہ وار شائع ہوتا ہے۔

اخبار مسلم راجپوت نے نہایت قلیل مدت میں جو شاندار درجۂ امتیاز اردو اسلامی اخبارات میں حاصل کر لیا ہے وہ اسکی روز افزوں تعداد اشاعت سے ظاہر ہے۔ ارباب نظر نے اسے نہ صرف مسلم راجپوتوں کیلئے بلکہ تمام مسلمانوں کے لئے مضامین اور نیز کاغذ لکھائی چھپائی وغیرہ کے لحاظ سے عہد حاضر کا بہترین ہفتہ وار اخبار تسلیم کر لیا ہے نمونہ کا پرچہ مفت منگا کر ملاحظہ فرمائیے

ششماہی کیلئے اڑھائی روپیہ یا سال بھر کیلئے چار روپیہ بھیجکر اسکی دلاویز و مچیپ و مفید مضامین سے مسلسل فائدہ اٹھائیے۔ اشتہار دہندگان کیلئے اخبار مذکور کامیابی کے نادر مواقع بہم پہنچاتا ہے۔

پتہ

سکرٹری انجمن مسلم راجپوتان پنجاب ۱۴ مارچ ۱۹۲۶ء

عرق رافع امراض چشم

جملہ امراض چشم کو فوراً آرام کرتا ہے۔ فائدہ نہ ہو تو دام واپس۔ اگر اعتماد نہ ہو تو اقرار نامہ اسٹامپ لکھوا لیویں۔ قیمت فی شیشی صرف ۱۴ سر ڈاکخرچ ایک شیشی سے تین شیشی تک ۸ سر درجن کا دام محصول ڈاک علیحدہ اور ایک فیشی آٹھ روزہ چابی کی پاکٹ واچ کارنٹی ۵ سال انعام۔ کارنٹی کا دستخطی پرچہ بھی ہمراہ بھیجا جائیگا ہر ایک شیشی کیساتھ آنکھ میں دوا ڈالنے کی مشین بھی مفت دیجائیگی۔

داد کا خوشبودار مرہم۔ بغیر کسی جلن و تکلیف کے سب طرح کے دمہ کو ۱۲ گھنٹے کے اندر جڑ سے شرطیہ آرام کرتا ہے۔ فائدہ نہ ہو تو دام واپس قیمت فی شیشی صرف ۸ سر ڈاکخرچ تین شیشی تک ۸ سر درجن کا دام محصول ڈاک ۱۲ سے

درسر کی بے خطا دوائی۔ ٹکیہ کھاتے ہی درد سر غائب قیمت فی بکس ۲۵ خوراک عہ محصول ڈاک وغیرہ تین بکس تک ۸ سر درجن کا دام محصول ڈاک آٹھ روپے ہے۔ المشتہر۔ ڈاکٹر ایس۔ اے ماجد پوسٹ آفس نیر ضلع پٹنہ

دُنیا کے دو عظیم الشان واقعات

پہلا واقعہ

توحید کا سبق دنیا کی تاریخ میں سب سے بڑا واقعہ جو ظہور پذیر ہوا ہے وہ نسل انسان کا بت پرستی کو چھوڑ کر ایک ایسے دین کی طرف آنا تھا جسکی بنیاد توحید الٰہی پر تھی اس واقعہ کا آغاز اگرچہ حضرت آدم سے ہوا ہے مگر موجودہ انسان کی تاریخ صرف حضرت ابراہیم سے پوری طرح وضاحت کے ساتھ اسکا حال بتاتی ہی۔ اسی حضرت خلیل جلیل نے بتوں کو توڑ کر واحد خدا کی پرستش کو قائم کیا۔ قرآن مجید نے اس دین کا نام اسلام رکھا۔ اور اس دور کو دور نبوت کہا جسکا آغاز حضرت آدم سے اور اختتام حضرت خاتم الانبیاء پر ہوا۔

قدیم الایام کے مذاہب انسان عالم وجود میں آتے ہی پہلے پہل جس جذبے سے متاثر ہوا وہ جذبۂ دیانت تھا یعنی اُس نے دنیای طبیعت سے بالا تر بھی کچھ محسوس کیا۔ اور اپنے لئے بھی موت کے بعد کسی اور زندگی کا احساس کیا۔ یہ پاکیزہ خیال زمانہ کی اونچ نیچ سے عجیب عجیب صورتیں اختیار کرتا گیا۔ بعض اقوام میں تو یہ جادوگروں اور فالگیروں پر یقین رکھنے سے آگے نہ بڑھا جیساکہ افریقہ اور اوشنیا کے بعض ممالک میں ابتک ہم ایسے لوگ پاتے ہیں۔ بعض اقوام میں اس خیال نے ایسی ذلیل صورت اختیار کی کہ اسکی بیچاری شرمناک انسانی قربانیاں اسکی بھینٹ چڑھانے لگے۔ دوسری اقوام میں یہ خالص طبیعت پرستی کی حالت میں رونما ہوا۔ یعنی لوگ مادی اشیاء کی پرستش کرنے لگے اور اُنہیں عجیب و غریب طاقتوں کا مالک جاننے لگے جسطرح محبت بعض اوقات کمترین شخص کو اٹھا کر شریف ترین انسان بنا دیتی ہے۔ اور بعض اوقات شریف ترین شخص کو یہی محبت برعکس ہو کر ذلیل ترین انسان بنا دیتی ہی۔ اسی طرح یہ مقدس جذبۂ دین بھی زمانہ کی لپیٹ میں آکر نوع انسان کے لئے بمنزلہ ناسور ہو گیا تھا۔ جسکا دور کرنا بہبودی انسان کے لئے لازم و ضروری تھا۔

اسمیں شک نہیں کہ بعض اقوام چین۔ بابل۔ مصر وغیرہ اس جذبۂ دین کو اسکی صحیح معانی میں بہت کچھ ترقی دینے میں کامیاب ہوئے۔

اہل چین کا مذہب چین کے رہنے والے قدیم الایام میں ہی کچھ عقل کے مالک ہو گئے تھے جو اُنہیں ہر قسم کے اسراف سے بچاتی تھی۔ لیکن خود اس جذبۂ دین کے مفاد و مضار سے وہ بالکل ناواقف تھے۔ بہرحال اُن لوگوں کا دین نوع انسان کو تمدن کے راستے پر نہ لا سکا۔

بابل و شام کا مذہب بابل اور شام کے ادیان شہوانی اور ہوسناکانہ تخریصات سے کبھی بری نہ تھے۔

©Afnan Library Trust, 2026

یہ ادیان چوتھی صدی عیسوی تک دنیا کو بداخلاقی کا درس دیتے رہے۔ بعض بعض وقت کسی شاعر کی نازکخیالی البتہ دنیای روح کے نظارے بھی پیش کرتی رہی مگر یہ ایسا ہی تھا جیسے اندھا خواب میں آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ الغرض چوتھی صدی مسیحی میں ان بدچلنی کی تعلیمگاہوں کا خاتمہ ہوگیا۔

مصر کا مذہب

مصر میں اگرچہ بظاہر نیچر پرستی تھی مگر قدیم ایام سے ہی اسمیں روحانی اعتقادات اور اعلیٰ استعارات پائے جاتے تھے۔ بیشک ایک نہایت ہی اعلیٰ دین کی تعالیم مصر میں زمانہ قدیم ہی سے جاری تھیں مگر آہستہ آہستہ ان کا دین توہمات کا ایک ذخیرہ بنگیا۔ گنڈے اور تعویذ ان کے دین کا ایک بڑا جزو ہوگئے۔ حقیقت درمیان سے اُٹھ گئی۔ اور کاغذ کے پرزوں، تانبے کے ٹکڑوں اور جست کی تختیوں پر اُن کا ایمان رہ گیا۔ اسطرح یہ دین بھی دنیا کو تمدن کے اعلیٰ مدارج پر نہ چڑھا سکا۔

روح انسان نے جو ان صدیوں میں اپنی صفات کیلئے تڑپتی رہی آخر کار دو قوموں یعنی آریوں اور سامیوں کے ذریعے صفات ایمان، آزادیِ وجدان۔ نیکوکاری، عبادت اور تسلیم کو ظاہر کیا۔

ویدک دھرم اور اہل ہند کا مذہب

آریوں کے ادیان جوہراً طبیعت پرست تھے لیکن یہ طبیعت پرستی نہایت ہی سنجیدہ اور پُراخلاق تھی۔ ان ادیان نے انسان کو طبیعت کا غلام نہیں بلکہ طبیعت کا مالک آقا بنایا۔ انکی شرائع اس لامحدود اور سروشکیتمان کے پیارے خیال سے لبریز تھیں۔ نہ تو ہم انہیں خشک دین ہی کہہ سکتے ہیں نہ یہ اخلاقی فلسفہ ہی کہلا سکتے ہیں۔ یہ عجز کے ادتار۔ رحم کے مجسمے اور تصورات کی اعلیٰ پرواز تھے۔ علاوہ ازیں ان ادیان نے انسان کے اندر طلب کی آگ کو بھڑکایا جو تمام اخلاق اور دین کی روحِ رواں ہے۔ مگر حیف! یہ ادیان بھی طبائع انسانکو بت پرستی سے نہ بچا سکے اور ان کا وہ پہلا خیال اور خالص ایمان تکثر و تعدد آلہہ میں بدلگیا۔ بیشمار خداؤں اور دیوتاؤں کی پرستش ہونے لگی اس قسم کے بہت سے ادیان صفحۂ دنیا سے مٹ گئے۔ مگر ہندوستان کی عجیب و غریب قدامت پرستی نے ہندو دھرم کو جانے نہ دیا۔ اور یہ دین یہاں کے باشندوں کی حیرت انگیز قدامت پرستی کی گود میں ابتک موجود ہے۔ بدھ دھرم بھی کل دنیا کو اپنے زیر سایہ لانے سے پہلے ہی بت پرستی کا شکار بن چکا تھا۔

درودی مذہب

درودی مذہب بالکل الگ تھلگ اور ایک قسم کا مقامی دین رہا۔ یہ یورپ کے کچھ حصص میں پھیلا مگر نیچر پرستی کا بہت جلد گرویدہ ہو گیا۔ یونانی مصلح ارفی کی پراسرار تقاریر و تحریرات بھی روح کی تشنگی کو نہ بجھا سکیں۔

ایران کا دین

ایران ہی صرف ایک ایسا ملک تھا جسمیں حضرت زردشت نے دنیا کو ایک ایسا دین دیا جو توحید پرستی اور اعلیٰ تنظیم پر مبنی تھا۔ مگر ماحول کے تاثرات نے اسے ..... بھی آتش پرستی کی بھینٹ کیا۔ اور

یہ دین بھی دنیا کو وہ دین نہ دے سکا جو روح کی آرزوؤں کو پورا کرتا اور دل کی تمناؤں کو بر لاتا۔

روحِ انسان جب اسطرح اپنی صفات کے اظہار کے لئے تڑپ رہی تھی اور دنیا اسکی بیقراریوں سے بیچین ہو رہی تھی۔ اُسوقت عرب کے ریگستان کی جلتی ہوئی دھوپ میں ایک بدوی بزرگ حضرت ابراہیم کے نام سے اٹھا جسنے بُت پرستی کا قلع قمع اور توحید الٰہی کا جھنڈا بلند کیا۔ یہ توحید کا سبق روح کی غذا تھی۔ اور روحِ انسان اس غذا سے پلتی رہی حضرت موسیٰ نے اسے اور بھی بڑھایا۔ مصر کے صحرا سے سام کے بیٹوں بنی اسرائیل کو نکالکر ملک کنعان میں لائے اور ارض مقدس کو بت پرستوں اور شہوت کے بندوں سے پاک کرکے خدای واحد کی پرستش اسمیں قائم کی۔ ماحول کے تاثرات نے جب اس قوم کو بھی بت پرستی میں گرایا تو حضرت عیسیٰ نے آکر دنیا کو پھر وہی توحید کا سبق سکھایا اور خدا کے بندوں کو روح کی اصلی صفات عمل میں لاکر یہ دکھایا کہ انکی ارواح کسطرح اس پُرآشوب دنیا کو بہشتِ بریں بنا سکتی ہیں ان تعالیم نے دنیا کو بہت کچھ آگے بڑھا دیا اور انسانوں کے ایک بہت بڑے گروہ کو سچ اور جھوٹ میں فرق سکھا دیا تو بھی دنیا کا ایک بہت بڑا حصہ ابھی تک بت پرستی اور توہمات کا شکار رہا۔ اور توحید کا پورا پورا سبق اسے نہ ملا تھا۔ یہ حضرت محمدؐ کا حصہ تھا جنہوں نے اس دورۂ نبوت کو ختم کیا توحید الٰہی کا وہ سبق جو حضرت آدم سے شروع ہوا تھا حضرت رسول خاتمؐ پر ختم ہوا۔ آپنے دنیا کو توحید پرستی کا ایسا سبق دیا کہ وہ اقوام بھی جو ہزاروں سال سے تکثر اور تعدد آلہہ میں مبتلا تھیں ایک خدا کو ماننے لگیں۔ عیسائی جنمیں بُت پرستی عام طور سے رائج ہوگئی تھی حضرت محمد کی تعالیم کے ذریعے جو لوتھر میں ظاہر ہوئیں پھر توحید پرست بن گئے۔ ہندو جو قدیم الایام سے بُت پرست تھے تعالیم اسلام کے زیر اثر ایک خدا کے ماننے والے ہوگئے اور انہیں آریہ سماج۔ برہمو سماج۔ رادھا سوامی ست سنگ۔ رام کرشن پرم ہنس سماج وغیرہ وغیرہ پیدا ہوگئیں

الغرض حضرت محمدؐ نے دنیا پر اس سبق کو ختم کیا اور اسلئے خاتم الانبیاء ہوئے اب دنیا یہ جانتی ہے کہ خدا ایک ہے اور بت پرستی عیب ہے وہ لوگ بھی جنمیں بُت پرستی ابتک جاری ہے یہی کہتے ہیں ہم بتوں کی پوجا نہیں کرتے بلکہ ہم جب اُس بُت کے سامنے جاتے ہیں تو اُسکو دیکھکر ہمیں اُسکا خیال آتا ہے جسکی مورتی یہ ہے اور اسطرح ہم اس غیب الغیب کی ہی پوجا کرتے ہیں۔ حالانکہ بت پرستی اس ڈھنگ میں بھی معیوب اور بری ہے۔

توحید الٰہی کا یہ سبق اب اگرچہ عام ہے مگر درحقیقت مکتبِ روحانیات میں انسان نے اس سبق کو صرف اصولی طور سے ہی پڑھا ہے۔ اسکو عملی صورت میں لانا ابھی تک نہیں سیکھا۔ اس نوجوان کی طرح جو تعلیم کو پورا کرکے مکتب کو تو چھوڑ دیتا ہے مگر ابھی اسکا علم ناپختہ ہوتا ہے ایسی ہی حالت اسوقت انسان کی ہے۔ انسان نے توحید الٰہی کا سبق تو پوری طرح پڑھ لیا مگر اُسے عملی صورت میں ابھی تک نہیں لایا اسکو عملی صورت میں لانے کے لئے دنیا میں

دوسرا بڑا واقعہ

ہوا۔ حضرت رسول نے جب اسطرح توحید الٰہی کا ڈنکا دنیا میں بجا دیا۔ اور خدا کے ایک ماننے والے ہر طرف دکھائی دینے لگے تو اب اس توحید الٰہی کا عملی سبق دینے کے لئے ولایت مطلقہ کا ظہور ہوا۔ حضرت بہاء اللہ دنیا کو توحید الٰہی کا عملی سبق دینے کے لئے ظاہر ہوئے۔ دنیا کی ترقی فقط خدا کو ایک مان لینے سے نہیں ہوسکتی۔ خدا کو ایک ماننے کے معنی جب تک ظاہر نہ ہوں صرف خدا کی توحید مان لینا کچھ فائدہ نہیں دیسکتا۔ حضرت بہاء اللہ نے ہمیں آکر بتلایا کہ توحید الٰہی اُسوقت تک پوری طرح نہیں مانی جا سکتی جب تک وحدتِ بشر وحدتِ ادیان کو نہ مانا جائے آپ پر آیات الٰہی نازل ہوئیں جنمیں ان اصولوں کو پوری طرح سے سمجھایا ہے (۱) توحید ربانی (۲) وحدت مظاہر رحمانی (۳) وحدتِ ادیانِ آسمانی (۴) وحدتِ بشر (۵) صلح عمومی (۶) تعلیم عمومی (۷) اجرائے زبان عام (۸) قیام انجمن اقوام (۹) مساوات حقوق مرد و عورت (۱۰) ترک تعصبات تحری حقیقت (۱۱) تطابق دین بعلم و عقل (۱۲) حل مسائل اقتصادیہ۔

ان اصولوں کا آپ نے حکم دیا ہے کہ دنیا میں جاری ہونگے۔ اور یہی آپ کا مشن اس دنیا میں ہے۔ یہی اصول اسوقت دنیا کے ہر درد کی دوا ہیں۔ حضرت بہاء اللہ نے وحدتِ بشر کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا کہ تمھیں چاہئے کہ تم ہر انسان سے محبت کرو خواہ وہ کسی قوم یا مذہب کا ہو۔ محبت و اخوت قوم یا مذہب کے ساتھ محدود نہ ہو بلکہ محض للہ رب العلمین کل عالم کو پیار کرنا چاہئے۔

حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات محبت کا خلاصہ ہیں اور یہی توحید الٰہی کا عملی سبق ہے کہ ہم سب انسانوں کو ایک جانیں اور محبت کے پاکیزہ چشمہ کو دنیوی ناپائدار چیزوں کے سیب گدلا نہ کریں۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو دنیا سے جنگ و فساد اور بغض و عناد کو مٹانا چاہتے ہیں۔ آئیں اور ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ بہائی دنیا میں سوائے محبت خالص اور کچھ نہیں لایا محبت ہی اسکا علم اور محبت ہی اسکا نشان ہے۔ اہل بہاء نے دنیا میں محبت قائم کرنے کے لئے ہزاروں جانوں کی قربانی چڑھائی ہے۔

جسدن حضرت بہاء اللہ کے یہ اصول رائج ہوگئے اُسدن دنیا بہشت بریں بنجائے گی۔ اور لوگ ایک ہوکر اس زمانہ کو برپا کریں گے جسکی پیشینگوئیاں سب انبیا اولیا اور اہل علم کر گئے ہیں۔ ع ع ع ع

حیاتِ طاہرہ۔ مرحومہ طاہرہ خانم کے حالات زندگی بھائی مولوی مہر محمد خانصاحب شہاب ترتیب دے رہے ہیں جو ایک عمدہ کتاب کی شکل میں شائع کئے جائینگے۔ (ع)

©Afnan Library Trust, 2026

کیا ملّتِ اسلام پھر زندہ ہو سکتی ہے؟

بیوستہ بگذشتہ

الغرض یہ تو ازروی اصول مذاہب میں تقسیم ہونیکی کیفیت ہے ازروی فرع سنت وجماعت میں حنفی شافعی۔ مالکی حنبلی وغیرہ اور امامیہ و اسمٰعیلیہ میں جعفری وغیرہ کی کیفیت سب اہل علم پر واضح ہے۔ انکی تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں۔ جب احکام الٰہیہ مبین حقیقی سے پوچھے نہیں جاتے اور ارباب اجتہاد کے استنباط پر چھوڑ دیئے جاتے ہیں تو ناچار اختلاف آرا اور تعدد مذاہب پیدا ہو جاتا ہے خصوصاً جبکہ احکام کا ایک بڑا حصہ احادیث سے لیا جائے جو تیسری چوتھی صدیوں میں جمع کیگئی تھیں جب مرکزِ قضاوت جو دین کا رکن رکین ہے بیمار ہو کر بگڑ جاتا ہے تو امت کی حالت وہی ہوتی ہے جو آجکل ہر صاحب نظر دیکھ رہا ہے۔

دوسری وجہ زوال امت

اب ہم امت اسلام کی ایک دوسری وجہ زوال کا بیان کرتے ہیں۔ جب اسلامی فتوحات دور دور تک پھیل گئیں۔ اور عربی خلافت قائم و مستقل ہوگئی تو بغداد میں خلفاء عباسیہ۔ اندلس میں خلفاء امویہ اور قاہرہ میں خلفاء فاطمیہ کی کوشش سے علوم و فنون کی خوب گرم بازاری ہوئی یونانیوں۔ رومیوں۔ مصریوں۔ اور کلدانیوں کی فلسفہ کی کتابیں عربی میں ترجمہ ہوئیں۔ بادشاہوں اور امیروں نے بڑے بڑے مدرسے قائم کئے۔ اہل علم کی نہایت قدر و منزلت ہونے لگی۔ اور بہت بڑے بڑے مصنفین نے فلسفہ و طب و فلکیات۔ ریاضی و جفر اور علوم ادب وغیرہ میں معرکۃ الآرا کتابیں تصنیف کیں تمام ممالک اسلامیہ شرق و غرب انوار علوم سے منور و روشن ہوئے۔ لیکن افسوس کہ معارف کا یہ نونہال ابھی پھلدار نہ ہوا تھا کہ زہد کا کانٹا چمنستانِ اسلام میں پیدا ہوا۔ اور مرض تصوف جو ہر قوم کے اعضائے سلیمہ کے لئے ایک کوڑھ یا فالج کا سا ہے ملّتِ اسلام پر عارض ہوا۔ کثیر التعداد اشخاص نام نہاد ریاضت و تصفیہ نفس کے لئے فوق العادہ عبادت و اذکار میں مشغول ہوئے اور بادشاہ اور سلاطین کے دلونکو زہد و درویشی کے بہانے اپنی طرف مائل کرنے لگے۔ اسمیں شک نہیں کہ بعض بڑے بڑے اشخاص اس فرقہ سے ظاہر ہوئے۔ انہوں نے زہد حقیقی کے سبب بہت سے لوگوں کے دلوں کو انوارِ حقیقت سے روشن کیا۔ مگر چونکہ انہیں کثرت اُن لوگوں کی تھی جو خدا کے نہیں بلکہ اپنی خواہشات کے عابد اور دیانت کے نہیں بلکہ ریاست کے طالب تھے اسلئے انہوں نے جھوٹی عبادات اختراع کیں، اور ایسی ایسی اصطلاحات گھڑیں جو اصول دیانت کے بالکل خلاف تھیں۔ اس قسم کے گوناگوں حیلوں سے امراء و ملوک کے دلونکو اپنی طرف مائل کیا یہانتک کہ بادشاہوں نے علوم و فنون کی اشاعت کی طرف سے کم توجہی شروع کی۔ اور یہ کام نشر معارف عبودیت مشائخ میں تبدیل ہوگیا۔ شدہ شدہ انوار علوم چھپ گئے اور نام نہاد تصوف و زہد کی تاریکی چھا گئی۔ بے شمار فرقے اور جماعتیں رونما ہوئیں۔ مثلاً شاذلیہ نقشبندیہ قادریہ چشتیہ تو اہلسنت و جماعت کے درمیان اور نعمۃ اللّٰہیہ۔ جلالیہ اور بیسنیہ وغیرہ اہل تشیع کے درمیان ان فرقوں میں سے ہر ایک اپنے شیخ کو غوثِ اعظم مظہر اتم اور مرکز دائرۂ وجود و حقیقتِ ظاہرۂ معبود سمجھتا ہے۔ اور انکی عبدیت نوعیہ کا قائل ہے۔ آخر کار امراء و ملوک کا حسن ظن ان مشائخ اور گوشہ نشینوں اور مرتاضوں کے بارہ میں یہانتک پہنچا کہ بڑی بڑی مہموں میں ان سے ہمت کے طالب ہوتے تھے۔ اور اپنے مقصد و مدعا کے پانے کے لئے انکی توجہ کو کافی جانتے تھے۔ اپنی فتوحات کو انکے ارادہ اور انکی مرضی پر معلق و منحصر سمجھتے تھے۔ سلطان محمود سبکتگین اور زاہد آہو پوش اور ابوبکر بن سعد زنگی اور اصطبل کے سائیسوں کی کہانیاں مضحکہ کے اچھے نمونے ہیں جو اہل عقل کو قدم میں فتنہ و فساد کا پتہ دیتے ہیں۔ اور یہ بتلاتے ہیں کہ لوگوں نے ایسے کاموں سے کسقدر دھوکا کھایا ہے۔ عبدیت مشائخ کا اعتقاد جیسے عبدیت نوعیہ کہتے ہیں۔ اسطرح پیدا ہوا۔ بعض احادیث و روایات رسول اور ائمہ ہدیٰ ایسی تھیں جنکی اصلی معنوں کو نہ سمجھ کر انہوں نے اپنے مقاصد فاسدہ کی دستاویز بنایا۔ مثلاً حدیث مشہور من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ (ترجمہ جو اپنے زمانہ کے امام کو جانے بغیر مرا وہ جاہلیت کی موت مرا) اور دوسری حدیث (ان فی امتی مکلمون) اور حضرت علی کا وہ خطبہ جو آپنے منبر کوفہ پر فرمایا تھا (اعلموا ان الارض لا تخلو من قائم للّٰہ بحجۃ) ایسی احادیث کو ان لوگوں نے اپنی عبدیت نوعیہ کا وسیلہ بنانا شروع کیا۔ اور لوگوں کو قسم قسم کی ریاضتوں کی طرف جو شریعت پاک اسلام کے سراسر خلاف تھیں مائل کرنے اور تصوف و زہد کا شکار بنانے لگے۔ ان کے خوشامدیوں اور خوش اعتقاد لوگوں نے بھی ان مشائخ کے مناقب و کرامات کے بارے میں بہت سی کتابیں تالیف کیں۔ حتیٰ کہ لوگوں کی ہمتیں تصوف میں مصروف ہوئیں۔ اور امت کی کوششیں مدرسہ سے خانقاہ کی طرف منتقل ہوگئیں۔ مشرق و مغرب کے بہت سے بادشاہوں نے محل چھوڑ کر خانقاہوں کو اپنا مسکن بنایا اور بہت سے بے تدبیر زاہدوں نے سجادۂ عبادت سے تختِ شاہی حاصل کیا۔ جیسا کہ ایران میں سلسلۂ غلاۃ علی اللّٰہی جو قرون وسطیٰ میں سید محمد مشعشع کی کوشش سے جو احمد بن فہد الحلی کا شاگرد تھا شوشتر اور خوزستان اور دوسرے علاقوں کے مالک ہوئے اور دولت صفویہ کے ظہور کے وقت تک وہاں قائم تھے خود دولت صفویہ بھی اسی طریقہ سے سریر سلطنت پر متمکن ہوئی تھی۔ مغرب میں ملثمین و موحدین کی بادشاہت بھی جو اسلام کے بڑے مشہور مجاہد و مرابط گنے جاتے تھے اسیطرح قائم ہوئی۔ محمد احمد بن عبداللہ سوڈانی نے بھی اسیطرح بادشاہت پائی تھی۔ الغرض فرقوں کے بڑھنے اور گوناگون مذاہب کے پیدا ہونے سے جھوٹی عبادات اسلام میں سرایت کر گئیں۔ قسم قسم کی بدعتیں رونما ہوئیں مثلاً اہلسنت و جماعت میں اذکار جہریہ تکیوں میں دف بجانا اور ناچنا گانا۔ سانپوں اور اژدہوں کو کھانا۔ محافل مولود میں چراغاں کرنا وغیرہ وغیرہ اہل تشیع میں شہیدوں کی تصاویر و تماثیل کو پھرانا پیٹنا۔ تلواروں سے اپنے آپکو کاٹنا۔ روضہ خوانی اور زیارات کا پڑھنا وغیرہ۔

ہر اہل علم یہ جانتا ہے کہ ابتدای اسلام میں یہ سب عبادات اور بدعتیں نہ تھیں۔ اور شریعت نبویہ میں کہیں ان کا ذکر تک نہیں۔ کتاب و سنت میں انکی کوئی خبر نہیں نہ کہیں انکی اجازت پائی جاتی ہے محض لوگوں کے دلوں کو کھینچنے کے لئے اور مذاہب کو خاص بنانے کے لئے یہ سب باتیں بنائی گئی ہیں اور لوگ ثواب و شفاعت کی امید پر اُن پر عمل کرتے ہیں۔ آخر کار اب ان بدعتوں کی اہمیت یہانتک پہنچ گئی ہے کہ لوگوں کا میل و اقبال ان اعمال کی طرف شریعت کے اصلی قوانین سے زیادہ ہے۔ الحق حالت بالکل حدیث صحیح کے مطابق ہوگئی ہے۔ اسلامی فرائض و اصول و سنن میں سے سوای نام کے اور کچھ باقی نہیں ہے۔ قرآن مجید سوای پڑھنے اور نہ سمجھنے کے اور کچھ نہیں رہا۔ لوگوں کا خیال ان ہی بدعتوں کی طرف لگا ہوا ہے۔ اور دن بدن انکی رسمیں ان کے بڑھانے کی طرف مصروف ہیں۔

خلاصہ یہ کہ ازروی اصول اہل اسلام میں اسوقت جو بڑے بڑے مذاہب ہیں وہ یہ ہیں۔ سُنّی شیعہ۔ امامیہ اثنا عشریہ شیعیہ۔ زیدیہ شیعۂ اسمٰعیلیہ شیعۂ امویہ۔ خارجی اباضیہ۔ اور فرقہ وہابیہ۔ اور ازروی فروع حنفی۔ مالکی۔ شافعی حنبلی اور جعفری ہیں۔ اور صوفیہ کے فرقوں کا حال اوپر لکھا جا چکا ہے۔ (باقی باقی)

بقیہ صفحہ اوّل

ٹوکیو اور شنگھائی کی مجالس روحانی بھی نہایت خوشگوار خبریں بھیج رہی ہیں۔

چین۔ پیکن۔ مقامی احباب چین کی خانہ جنگی کے بعد اب مجلس روحانی کی تشکیل کرنے کی فکر میں ہیں۔ کسی قریبی اشاعت میں ہم احباب پیکن و کنٹن کی نہایت خوشگوار خبریں درج کریں گے

ہندوستان۔ بمبئی۔ رنگون۔ پونا۔ کراچی۔ امرتسر۔ کلکتہ سے نہایت خوشگوار خبریں موصول ہوئی ہیں۔

دہلی۔ مجلس روحانی نے اپنی تبلیغی کوششیں شروع کر دی ہیں۔ پچھلی مجلس میں مسٹر حشمت اللہ قریشی نے ایک نہایت ہی مہم لوح دربارۂ تبلیغ پڑھی جس میں اہل بہاء کے فرائض کو واضح کیا گیا تھا۔

انشاء اللہ اپنے وقت میں احبای دہلی کی کوششیں بار آور ہونگی۔ اور اس شاہی شہر سے مبلغین بہت جلد اطراف ہند میں خدمت امر اللہ کے لئے جائینگے۔ البہاء علی اھل البہاء الذین ما منعتھم ضوضاء الامم عن مالک القدم قاموا وقالوا اللہ ربنا ورب العرش العظیم۔

مسٹر آف دی کورٹ آف لندن

رینالڈس کے اس زبردست اور مشہور ناول کا اردو ترجمہ ان خریداروں کے لئے جنہوں نے قیمتیں پیشگی ادا کر دی تھیں بمقدار قلیل دوسرے صوبہ میں چھاپا اور شائع کیا گیا تھا۔ پھر بھی چند سٹ بچ گئے اب ۷ جلدوں کا مجموعہ جس کی اصلی قیمت ۱۲ ہے بطور خاص رعایت محض شاک خالی کرنے کے لئے ۱۱ میں معہ محصول ڈاک وی پی بھجوایا جا سکتا ہے الگ الگ حصے روانہ نہ ہوں گے ختم ہونے پر یہ کتاب کسی قیمت پر نہ مل سکے گی۔

لال برادرس ۲۵ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

©Afnan Library Trust, 2026

کیا قرآنمجید میں تعدد ازدواج کی عام اجازت ہی ؟

مسلمان عموماً یہی سمجھتے ہیں کہ قرآنمجید میں تعدد ازدواج کی عام اجازت ہے۔ اور چونکہ مردوں کی ذاتی اغراض اسی پہلو میں پوری ہوتی ہیں اسلئے بھی یہ خیال عام ہوگیا ہے۔ حالانکہ عورتوں کی تکالیف کو دیکھا جائے تو تعدد ازدواج ایک نہایت نامناسب فعل ثابت ہوتا ہے۔ اسی لئے آخر حکومت ٹرکی کے مفتیوں نے اور مجلس ملیہ عظمی نے تعدد ازدواج کو مشروط و محدود کر دیا ہے۔ میرے خیال میں ترکوں نے یہ بہت ہی اچھا کام کیا ہے۔ عورتوں پر جو مظالم ہوتے تھے ان کا سدباب ہو جائے گا۔ اگر قرآن شریف نے کسی صورت میں تعدد ازدواج کی اجازت دی بھی ہو تو کیا اسکو بہانہ بنا کر عورتوں سے ناروا سلوک کرنا درست ہو سکتا ہے ؟ میں نے خود ایسے گھرانے دیکھے ہیں جنمیں ایک مرد نے کئی بیویاں کر رکھی ہیں مگر خوش کسی کو بھی نہیں دیکھا۔ بعض بیویوں کو تو تمنائے مرگ میں روتے دیکھا گیا ہے

مسئلہ تعدد ازدواج میں مجھے ہمیشہ ایک خیال مدتوں سے آیا کرتا ہے۔ جسے آج میں تمام اہل علم کے سامنے اسلئے کہتا ہوں کہ وہ غور فرما کر اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں۔

تعدد ازدواج کے جواز میں جو آیت پیش کیجاتی ہے وہ سورۂ نساء کی یہ آیت ہے وان خفتم الا تقسطوا فی الیتمی فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلث وربع فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ او ما ملکت ایمانکم ط عام خیال چونکہ مشہور ہی ہے اس لئے اسکی تفصیل چھوڑ کر اپنا خیال ظاہر کرتا ہوں۔

اصل بات یہ ہی کہ یتیموں کی پرورش مذہب اور اخلاق انسانی کا ایک بہت بڑا کام ہے۔ آغاز اسلام میں جبکہ لڑائیوں میں آئے دن مسلمان مارے جاتے تھے جنکے پیچھے ان کے بچے یتیم ہو کر رہجاتے تھے۔ ان یتیموں کی پرورش مسلمانوں کا فرض تھا۔ خدا نے خیرات و صدقہ و زکوٰۃ کے موقع پر حتی کہ تقسیم میراث کے وقت یتیموں کی مالی امداد کا حکم دیا ہے لہذا ایک ایک مسلمان کئی کئی یتیموں کی پرورش و نگرانی کرتا تھا۔ پھر خدا نے یہ تاکید فرمائی ہے کہ ان تقوموا فی الیتمی بالقسط (نساء رکوع ۱۹) یتیموں کے حق میں انصاف پر قائم رہو یعنی ایسا نہ ہو کہ یتیموں کو کسی قسم کا دکھ تمہاری طرف سے پہنچے۔

سورۂ نساء میں جہاں یہ تعدد ازدواج کی آیت ہے اسکے اول و آخر بھی یتیموں کے بارے میں ہی احکام بیان فرمائے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے وآتوا الیتمی اموالھم ولا تتبدلوا الخبیث بالطیب ولا تاکلوا اموالھم الی اموالکم انہ کان حوبا کبیرا۔ فان خفتم الا تقسطوا فی الیتمی فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی و ثلث و ربع فرمایا یتیموں کو ان کے مال دیدو اور اچھے کے بدلے میں برا مال نہ دو۔ اور یتیموں کے مال اپنے مالوں میں ملا کر نہ کھا جاؤ۔ بیشک یہ بڑا گناہ ہے"۔ یہاں تک یتیموں کی پرورش اور ان کے حقوق کی نگہداشت ہی کے احکام ارشاد فرمائے ہیں۔ اسی سلسلہ میں مسلسل آیت فان خفتم الا تقسطوا فی الیتمی فانکحوا ما طاب لکم ہے۔ سلسلۂ کلام اور موقع و محل اور ان خفتم کے حرف شرط اور فانکحوا کے حرف جزا پر نظر رکھئے اور آیت کا ترجمہ کیجئے تو یہی ہوگا کہ "اور اگر تمھیں خوف ہو کہ تم یتیموں میں انصاف پر قائم نہ رہ سکو گے (یعنی پرورش و نگرانی سب کی نکسیاں نکر سکو گے) تو اس حالت میں تم اپنی پسند کردہ دو تین۔ چار عورتوں سے نکاح کر لو۔ فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ۔ اور اگر بیویوں میں عدل نہ رکھ سکو تو ایک ہی بیوی رکھو زیادہ نہیں او ما ملکت ایمانکم یا اپنی مملوکہ باندیاں رکھو ذالک ادنی الا تعولوا اس طریق سے بہت قریب ہے کہ تم ظلم نہ کر سکو گے یعنی یتیموں کی پرورش اور خدمت یکساں ہو سکے گی۔

پس قرآنمجید میں تعدد ازدواج کی عام اجازت نہیں بلکہ خاص صورت اور خاص حالت میں خاص لوگوں کیلئے ہے جنکے ذمہ بہت سے یتیموں کی پرورش و نگرانی ہو اور وہ اکیلے یا ایک بیوی رکھتے ہوئے اپنے زیر پرورش تمام یتیموں کی یکساں خدمت و نگرانی نکر سکیں تو انہیں اجازت ہے۔ کہ ایک سے زائد بیوی کریں تاکہ وہ بیویاں یتیموں کی پرورش کے نیک کام میں انکی مدد کر سکیں اور مرد یتیموں پر ظلم کرنے سے محفوظ رہیں۔ یا بیویاں کرنے میں بھی بیویوں پر ظلم کا احتمال ہو تو مرد باندیوں سے کام لیں۔ تاکہ یتیموں کی پوری نگرانی ہو سکے۔ بہر حال تعدد ازدواج کی اجازت یتیموں کی پرورش کی غرض سے شرائط سے مشروط ہے عام نہیں۔

مجھے تعجب ہے کہ وہ سب لوگ جو اس آیت سے تعدد ازدواج عام نکالتے ہیں وہ آیت کے سیاق و سباق اور حرف شرط و جزا کو کیوں فراموش کر دیتے ہیں۔ اس آیت کے پہلے بھی یتامی کی پرورش کا ذکر ہے اور بعد میں بھی یہی سلسلۂ کلام ہے ولا تؤتوا السفہاء اموالکم التی جعل اللہ لکم قیما وارزقوھم فیھا واکسوھم وقولوا لھم قولا معروفا۔ نابالغ یتیموں کو اپنے وہ مال نہ دو جو اللہ نے تمہاری معیشت ٹھہرائے ہیں انہیں کھلاؤ اور پہناؤ اور ان سے اچھی بات کہو پس سلسلۂ کلام۔ سیاق سباق۔ شرط و جزا وغیرہ امور سے صاف ثابت ہوا کہ یہ تعدد ازدواج خاص حالات اور خاص لوگوں کے لئے ہے۔ ہر شخص کو عام اجازت نہیں۔

یہ ہے میرا خیال جو میں نے عرض کیا اب علماء اسلام اور جملہ اہل علم اسپر غور فرمائیں۔ اور تمام تقلیدوں سے آزاد ہو کر حقیقت پر روشنی ڈالیں۔ (غلام حسین آزاد)

مشرق و مغرب

لندن میں مجلس اقوام کے ایک مؤید نے حضرت عبدالبہاء سے نہایت تعجب سے کہا کہ حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات مغربی تمدنی اصولوں سے مملو ہیں۔ پہلے جتنے پیغمبر ہوئے انکی تعلیمات مشرقی بو باس لئے ہوتی تھیں۔ پھر سوال کیا کہ کیا حضرت بہاء اللہ نے مغربی کتابوں کا خاص طور سے مطالعہ کیا تھا۔ اور اس مطالعہ کے بعد ان تعلیمات کو وضع کیا تھا ؟

حضرت عبدالبہاء نے تبسم فرمایا اور کہا کہ جب حضرت بہاء اللہ نے ان تعلیمات کو نازل فرمایا اسوقت اہل مغرب کو ان تعلیمات کا خواب و خیال بھی نہ تھا۔ حضرت بہاء اللہ کی کتابیں آج سے ساٹھ سال پہلے چھپ چکی تھیں اور انہیں یہ سب تعلیمات تھیں جو آجکل تو مغرب میں اسقدر رائج ہیں۔ مگر اسوقت کوئی انہیں جانتا بھی نہ تھا۔

اگر کسی مغربی عالم و فاضل نے جا کر حضرت بہاء اللہ کو تعلیم دی ہوتی تو انکا نام پوشیدہ رہتا۔ نہیں بات یہ ہی کہ پہلے زمانہ یعنی بدھا اور زرتشت کے زمانوں میں مشرقی تمدن مغرب سے بہت بڑھا ہوا اور نہایت ہی اعلیٰ اور اہل مشرق کے خیالات خدا کی تعلیمات کے بہت نزدیک ہوتے تھے۔ مگر شدہ شدہ اہل مشرق میں توہمات دین کی جگہ لیتے گئے۔ اور بہت سے وجوہات کے سبب اہل مشرق کے اخلاق و خیالات نیچے ہی نیچے گرتے گئے۔ اسکی برعکس اہل مغرب جدوجہد میں لگے رہے اور عالمگیر نور کے نزدیک ہوتے گئے۔ نتیجہ یہ ہے جو آج کے دن تم دیکھ رہے ہو کہ اہل مغرب کا تمدن اہل مشرق سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے۔ اور اہل مغرب کے خیالات خدائی تعلیمات کے نزدیک تر ہیں۔ یہ وجہ ہے کہ اہل مغرب نے حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات کو اسقدر جلد اخذ کر لیا ہے۔

آپنے فرمایا کہ حضرت بہاء اللہ نے جو کچھ ہیگ کی بین الاقوامی کورٹ میں واقع ہوا حرف بحرف اپنی ایک کتاب میں نازل فرما دیا تھا۔ حضرت بہاء اللہ نے اور بھی بہت سی باتیں لیگ اقوام کے بارہ میں لکھی ہیں جو ابھی پوری نہیں ہوئیں۔ آپنے فرمایا کہ میں تمھیں وہ باتیں سنائے دیتا ہوں تاکہ جب وہ پوری ہوں اور وہ مستقبل قریب میں ہی پوری ہونگی تو تم جان جاؤ کہ انکی پیشینگوئی حضرت بہاء اللہ پہلے ہی سے فرما گئے تھے۔

دنیا کی سب سے بڑی آفت جنگ ہی اہل دنیا کے لئے اس سے بڑی کوئی مصیبت نہ ہوگی۔ کسان۔ تجار۔ سوداگر۔ اہل حرفت کاریگر سبکو اپنا اپنا کام چھوڑ کر سرباز و سپاہی بننا پڑتا ہے اسلئے علاوہ خونریزی و قتل و غارت کے ملک پر بھی تباہی و بربادی آتی ہے

حضرت بہاء اللہ نے فرمایا کہ لیگ اقوام کا کام مختلف قوموں کے جھگڑوں اور قضیوں کا فیصلہ کرنا مختلف ممالک کی صحیح حد بندی ہر ملک کے لئے اسکی ضروریات کے مطابق سپاہ و اسلحہ کی تعداد مقرر کرنی ہوگی۔ مثلاً ایک ملک کی آبادی زیادہ ہے تو وہ پندرہ ہزار سپاہی رکھ سکتی ہیں دوسرے کی آبادی کم ہے تو اسے دس ہزار ہی رکھنی ہونگی۔ الغرض سپاہ و اسلحہ جنگ کیلئے نہیں بلکہ ملک کے داخلی انتظام کے لئے رکھے جائینگے اگر ایک ملک لیگ کی حکم عدولی کریگا تو لیگ دوسرے ملکوں کو حکم دے گی کہ وہ ملکر متحداً اس ملک کی گوشمالی کریں۔ یہ باتیں ابھی پوری نہیں ہوئیں مگر مستقبل قریب میں پوری ہونیوالی ہیں۔ (ماخوذ از خطابات حضرت عبدالبہاء در لندن در ۱۹۱۲ء)

©Afnan Library Trust, 2026

ہر شخص حکیم و غیر حکیم کے جیب کی لازمی چیز۔ شدت مرض کو فوراً رد کرنے والی اور تمام گھریلو امراض کی تیر بہدف اکیلی دوا جو فی الحقیقت ہر قسم کی نئی اور پرانی اور اچانک ہو جانیوالی تمام بیماریوں کے دفعیہ کے لئے اکسیر چیز ہے۔

ارواح اکسیر اعظم

ارواح اکسیر اعظم ایک قسم کا عجیب غریب اسم با مسمّٰی عرق ہے۔ جسمیں نے بڑی محنت اور ہزاروں تجارب سے ایجاد کیا ہے۔ سینکڑوں بار آزمایا جا چکا ہے۔ جس مرض میں اور جہاں دیا گیا تیر بہدف فوری نفع بخش پایا۔ مختلف بدقوں کیساتھ مرض کی پوری بیخکنی کرتا ہے اور اپنے بیش بہا فوائد کے لحاظ سے ایک لاجواب تحفہ اور

جواہرات میں تولنے کے قابل ہے

سفر میں رہنے والوں کو عموماً اور بال بچہ والے گھروں میں خصوصاً اسکی ایک شیشی ضرور موجود رہنی چاہئے۔ نہ جانے کون بیماری کسوقت حملہ کر دے اسوقت اگر یہ شیشی پاس موجود ہوگی تو فوراً بفضلہ ایک سچے حکیم کا کام دے گی۔ آجتک ارواح اکسیر اعظم کا حسب ذیل امراض پر تجربہ ہو چکا ہے۔ دردسر ہر قسم۔ کان درد۔ دانت درد۔ داڑھ درد۔ پیٹ درد۔ نفخ۔ ہیضہ۔ بدہضمی۔ اسہال۔ ہیضہ۔ طاعون۔ نمونیا۔ ذات الجنب۔ عرق النساء۔ وجع المفاصل۔ ہر قسم کے ورموں کے لئے اکسیر چیز ہے۔ پھوڑا۔ پھنسی۔ خارش چمبلی۔ ملیریا فیور۔ بخار۔ داد۔ سوزاک قرحہ۔ آتشک وغیرہ بیشمار سر سے پاؤں تک کے امراض کے دفعیہ کے لئے شرطیہ بے نظیر ہے۔ بھڑ۔ بچھو۔ سانپ۔ اور دیگر تمام زہریلے جانوروں کے کاٹے پر فوری فائدہ دینے والی چیز ہے۔ پرچہ ترکیب مشرح چھپا ہوا ہمراہ ہوگا۔ قیمت فی شیشی پوری ۲۰۰ خوراک عمدہ ڈاکخرچ ایک شیشی سے تین شیشی تک ۸ر

لاجواب خوشبودار تیل کا صحیح اور اچوک نسخہ

اسکی خوشبو اسقدر تیز ہے کہ پانچ روپے تولہ والا عطر ہیچ ہے اپنی دیرپا اور دلفریب خوشبو سے لوگوں کو مسحور بنا دینے والا تمام عوارضات دماغی کو منٹوں میں دور کرنیوالا ہزاروں روپے کا فروخت ہونیوالا۔ فوراً کم خرچ میں تیار کرنیوالا نسخہ سہل اور آسان ہے۔ ہر شخص منٹوں میں تیار کر کے سینکڑوں روپے ماہوار کی مستقل آمدنی پیدا کر سکتا ہے۔ قیمت نسخہ پانچ روپے مقرر ہے۔ مگر اخبار کوکب ہند کے خریدار حضرات صرف ۴ر کے ٹکٹ بھیجدیں۔ نسخہ بذریعہ رجسٹرڈ لیٹر کے بھیجدیا جائیگا۔ جو شخص ابتک اخبار کے خریدار نہیں ہوئے وہ اس موقعہ کو غنیمت سمجھکر فوراً خریدار بنجائیں اگر آپ ہومیوپیتھک اور بائیوکیمک طریقہ سے گھر بیٹھے ہوئے تھوڑے صرفہ و عرصہ میں علاج کرانا چاہتے ہیں یا ہر دو علاج کی تازہ و کفایت سے ادویات خریدنا چاہتے ہیں تو ٹکٹ محصول ڈاک بھیجکر قواعد طلب کیجئے۔

المشتہر ڈاکٹر ایس۔ اے۔ ماجد پوسٹ منیر ضلع پٹنہ

دار الکتب اسلامیہ

تبلیغ و اشاعت اسلام کی بہترین کتابیں۔ عربی فارسی اردو۔ انگریزی۔ وحمائل شریف معرّا ہر قسم مندرجہ ذیل پتہ سے طلب فرمائیں۔

فہرست کتب مفت

پتہ: منیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

عجیبی امداد کا فرشتہ

سرمہ بنا ہے قدرت حق سے وہ لاجواب
چشم فلک نے دیکھ جسے مرحبا کہا

سالہا سال کے تجربہ اور بفضل خدا سینکڑوں مریضوں کی صحتیابی کے بعد خلق خدا کی بہبودی اور جملہ مریضان چشم کی آگاہی کے لئے اطلاع دیجاتی ہے کہ سرمہ نور البصر جو آنکھ کی تمام شکایتوں کے لئے بے ضرر اور اصلی مجربہ چینی سے تیار کی ہوئی تیر بہدف دوا ہے۔ ہر ایک حاجتمند کو ایک آنے کا ٹکٹ برائے ڈاکخرچ موصول ہونے پر فی سبیل اللہ روانہ کیجاتی ہے۔

نیازمندان: ایم ممتاز۔ ایم مختار یونین سٹورز شملہ

عورتیں اپریشن سے گھبراتی ہیں

آل انڈیا یوگاچاری میڈیکل مشن کو یہ فخر ہے کہ انکے ہسپتال ست دھرم کی انچارج لیڈی ڈاکٹر پنڈت ستیہ وتی جی ساستری ایم۔ ایس۔ سی (او) ایم۔ ڈی۔ ایچ (امریکہ) ویدشاستری ایڈیٹر رسالہ ست دھرم (اردو) و رسالہ لیڈی ڈاکٹر (ہندی) نہ صرف امراض زنانہ کی ماہر خصوصی ہیں۔ بلکہ رحم کی قابل اپریشن امراض کا علاج بغیر اپریشن کرنے میں زبردست کامیابی حاصل کر چکی ہیں۔ ان کا طریقۂ علاج بالکل نرالا اور مخصوص ہے جو فی الحال کسی ڈاکٹر یا لیڈی ڈاکٹر یا حکیم وید کو معلوم نہیں۔

ہسپتال کا اندرگاہ صرف عورتوں کے خاص امراض کا معائنہ بذریعہ آلات کرنے کی فیس دو روپے لیتی ہیں۔ اسکی علاوہ نہ کوئی فیس اور نہ دوائی کی قیمت ہی لی جاتی ہے بلکہ علاج بالکل مفت ہوتا ہے۔ لدھیانہ۔ میرٹھ اور مدراس وغیرہ کے اپریشن کروا کر ناکام عورتیں ان کے ہاتھ سے شفا حاصل کر چکی ہیں۔ ضرورتمند فائدہ اٹھائیں

خط و کتابت کا پتہ

ست دھرم ہسپتال و فارمیسی جالندھر شہر

اچھے اور بُرے خطابات

بہادر۔ جنگجو۔ لائق۔ فائق۔ جوانمرد۔ مایہ ہمت وغیرہ خطابات انہیں شخصوں کو دیے جا سکتے ہیں جو بالکل تندرست اور صاحب صحت ہوں۔ نیم مرگ، مردہ دل۔ بے ہمت۔ نالائق وغیرہ خطابات کمزور اور مریض اشخاص کو دیے جاتے ہیں۔ اسلئے اگر آپ برے خطابات سے بچنا اور اچھے خطابات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو مقویات کی سرتاج آتشک نگاہ گولیوں کا استعمال کریں۔ یہ گولیاں ہر قسم کے امراض سے محفوظ رکھتی ہوئے گذشتہ طاقت از سر نو پیدا کر دیتی ہے اور غلط کاریوں اور بیماریوں سے مادۂ تولید میں جو خرابی آجاتی ہے فوراً دور ہوتی ہے۔ سست اور مردہ دل زندہ دل اور توانا بناتا ہے۔ پیران ہشتاد سالہ بھی نوجوان معلوم ہوتے ہیں۔ خون کی خرابی۔ قوت حافظہ کی شکایت یکدم دور ہو جاتی ہے۔ نامردی۔ جریان۔ احتلام سرعت انزال وغیرہ سب کافور۔

قیمت فی ڈبیہ ایکروپیہ پانچ ڈبیہ چار روپے للعہ

پتہ

آتشک نگرہ کمپنی جام نگر کاٹھیاوار

سید محفوظ محمد علی نے مجلہ المطابع دہلی میں چھپوا کر دفتر کوکب ہند دہلی سے شائع کیا

©Aiman Library Trust, 2020

III 18

اے اہل عالم ہمہ باریک دارید و برگ یک شاخسار

کوکب ہندی

عدد ۱۸ جلد ۳ | مدیر سید محفوظ الحق علمی | ہر انگریزی ماہ کی یکم ۹-۱۷-۲۵ کو شایع ہوتا ہے | محل ادارہ چاندنی چوک دہلی | اگست سنہ ۱۹۲۶ء

عالم بہائی

انگلستان لندن. امۃ اللہ مس مارتھا روٹ تبلیغی سفر کرتی ہوئیں ۹. جون سے لندن میں مقیم ہیں آپنے لنڈسی ہال میں بہت سی لکچر دیے اور مجلس روحانی میں مبتدی جوق جوق آتے ہیں. آپ امر مبارک کو ایسی خوبصورتی سے پیش کرتی ہیں کہ ہر مبتدی لاجواب ہوکر زمرۂ احباب میں داخل ہو جاتا ہے. آپ لندن کے اردگرد کے مشہور شہروں کا دورہ کرینگی. اور ایڈنبرا میں جو اسپرانٹو کنفرنس ہوگی اسمیں آپ نمایاں کام کرینگی. درحقیقت اسی کنفرنس میں شامل ہونے کے لئے آپ تشریف فرمائے انگلستان ہوئی ہیں. ہم دعا کرتے ہیں ہماری روحانی بہن کی کوششیں تائید و توفیق الہی سے مالا مال ہونگی

مسٹر اور مسز رومر نیویارک سے لندن میں کچھ ماہ قیام رکھنے کے لئے تشریف لائے ہیں. آپ کا ارادہ ہے کہ اس مدت قیام میں ہر ممکن ذریعہ سے امر مبارک کی خدمت کریں

روس ماسکو مجلس روحانی کو حکومت نے خاص حق عطا کئے ہیں. احبای الہی کو نشر نفحات کیلئے خاص سہولتیں دیگئی ہیں. پیروان ٹالسٹائی امر مبارک کے بہت قریب ہیں اور بڑے شوق سے امر مبارک کی تعالیم کی تحقیق کر رہے ہیں. امید ہے کہ روس کا یہ بااثر گروہ بہت جلد زمرۂ احباب میں داخل ہو جائے گا. احبای ماسکو انگریزی. روسی اور فارسی کا ایک رسالہ جاری کرنیوالے ہیں. ہم اپنے اس نئے مجوزہ ہمعصر کو تہ دل سے خوش آمدید کہتے ہیں. انشاء اللہ بہت جلد ہم اسکے زرین مضامین کے تراجم ناظرین کوکب کی ضیافت طبع کے لئے پیش کریں گے.

باکو مجلس روحانی نہایت مستعدی سے اپنی تبلیغی کوششوں میں مصروف ہے.

عشق آباد مجلس جوانان بہائی ہر ماہ ایک خاص مجلس منعقد کرتے ہیں جسمیں وہ پہلے مبلغین کی سوانحعمریاں بیان کرتے ہیں. تاکہ سامعین میں وہی روح پھونکی جائے اور وہ بھی میدان خدمت میں اُسی فداکاری کی اُتریں جس سے ان اول مبلغین نے امر مبارک کی خدمت کی.

ترکستان اور قفقازیہ سے نہایت خوشگوار خبریں موصول ہوئی ہیں. امر مبارک کی ترقی ان ممالک میں نہایت سرعت سے ہو رہی ہے. ہم کسی قریبی اشاعت میں احبای ہند کو نہایت ہی خوشکن خبریں دیں گے.

ایران شیراز. طہران. اصفہان. تبریز. نیریز. قزوین. مشہد اور دیگر شہروں سے ہمت افزا خبریں موصول ہوئی ہیں.

ہندوستان دہلی مجلس روحانی نے تبلیغ امر کے بہت سے ذرائع تجویز کئے ہیں. اور ہر ایک ممبر اپنے فرائض کی ادائیگی میں مشغول ہے.

صعود مولود مسعود

ہمیں یہ المناک خبر معلوم ہوئی ہے کہ ہمارے معزز بھائی اور محفل مرکزی ہند و برما کے صدر محترم جناب نارائن راؤ وکیل بی اے کا نومولود بچہ مسمی دہرمیندر وکیل بعمر ۹ ماہ ملکوت الہی کو صعود کر گیا. والدین کو اولاد کا کتنا صدمہ ہوتا ہے یہ بات محتاج بیان نہیں لیکن قدرت کے کارخانہ میں ہے. ہماری دعا ہے کہ خدا تعالی اس غنچہ ملکوت کو اپنے رضوان میں جگہ دے. اور جناب وکیل صاحب اور ان کی اہلیہ محترمہ کو صبر جمیل عطا فرمائے.

۲ مثنوی مولنا روم مترجمہ

حصہ اول

از مولنا عبدالرحمن راسخ مرحوم دہلوی ہر ایک شعر کا شعر میں ترجمہ اور پھر مفصل نثر میں شرح. بہت دلچسپ. بہت دلکش نہایت مستند بڑا سائز ضخامت ۵۰۰ قیمت عجا علاوہ محصول.

بیت کتابستان بازار کمرہ بنگلش دہلی.

۱ رباعیات عمر خیام

مغرب مشرق کے قدموں میں

اگر آپکو یہ دیکھنا ہو کہ مغرب کے اہل کمال کس طرح مشرق کے آگے جھک گئے تو آپکے لئے رباعیات عمر خیام کا مطالعہ کرنا ضروری ہے. آجتک بازار میں رباعیات عمر خیام کے جو نسخے ملتے تھے علاوہ کتابت اور طباعت کی غلطیوں کے بہت نامکمل ہوتے تھے مگر یہ نسخہ مکمل ہے اور اسکا حسن کتابت و طباعت تعریف سے مستغنی ہے.

علاوہ مکمل ہونے کے اسمیں ایک خوبی یہ ہے کہ ہر ایک رباعی کا نہایت اعلی منظوم ترجمہ بھی ساتھ دیا گیا ہے. مزید برآں عمر خیام کا فوٹو بھی شامل کتاب ہے. قیمت علاوہ محصول دو روپے چار آنہ ہے

۲ رباعیات سرمد شہید

سرمد شہید جو شاہی زمانے میں مولویوں کے فتوے سے جامع مسجد دہلی کے دروازے کے سامنے شہید کئے گئے تھے. یہ آپ ہی کی عارفانہ اور حکیمانہ رباعیات کا مجموعہ ہے.

طباعت و کتابت بے مثل قیمت نہایت کم یعنی علاوہ محصول ۱۲ر

کتابستان. بازار کمرہ بنگش دہلی

مسٹر پرآف دی کورٹ آف لندن

رینالڈس کے اس زبردست اور مشہور ناول کا اردو ترجمہ ان خریداروں کے لئے جنہوں نے قیمتیں پیشگی ادا کردی تھیں بمقدار قلیل دوسرے صفحہ میں چھاپا اور شایع کیا گیا تھا. پھر بھی چند سٹ بچ گئے اب ۱، اجلدوں کا مجموعہ جس کی اصلی قیمت ۱۰ر ہے بطور خاص رعایت محض شاک خالی کرنے کے لئے ۸ر میں معہ محصول ڈاک وی پی بھجوایا جا سکتا ہے الگ الگ حصے روانہ نہ ہوں گے ختم ہونے پر یہ کتاب کسی قیمت پر نہ مل سکے گی.

لال برادرس بچے پاسنر روڈ نولکھا لاہور

©Afnan Library Trust, 2026

مفاوضات حضرت عبدالبہاء

فرق مابین انسان و حیوان

ایک دو مرتبہ مسئلہ روح پر بات چیت ہوئی لیکن ہماری یہ باتیں لکھی نہیں گئیں۔

جاننا چاہئے کہ اہل عالم دو قسم یعنی دو فرقے ہیں ایک فرقہ روح کا منکر ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ انسان بھی ایک قسم کا حیوان ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ حیوان کی قوتیں اور اسکے حواس بھی ویسے ہیں جیسے انسان کے۔ یہ بسیط و مفرد عناصر جن سے یہ فضا مملو ہے۔ بے انتہا ترکیبوں سے ترکیب پاتے ہیں اور ہر ایک ترکیب سے ایک کائن پیدا ہوتا ہے جملہ کائنات میں سے ایک ذوی الارواح (انسان) ہے جو قویٰ اور احساس کا مالک ہے۔ جتنی ترکیب مکمل تر ہوتی ہے اُتنا ہی یہ کائن اشرف تر ہوتا ہے۔

وجود انسان میں عناصر کی ترکیب تمام کائنات کی ترکیب سے مکمل تر اور ان کا امتزاج نہایت معتدل ہوتا ہے لہذا اشرف و اکمل ہے ان لوگوں کا قول ہے کہ یہ اسلئے نہیں کہ انسان ایک خاص قوت و روح کا مالک ہے جس سے دوسرے حیوانات محروم ہیں۔ حیوانات بھی حساس جسم رکھتے ہیں۔ انسان بعض قویٰ میں حساس تر ہے (مثلاً ظاہری قوی حساسہ مثلاً سننے۔ دیکھنے۔ چکھنے۔ سونگھنے اور چھونے کی طاقتوں حتیٰ کہ بعض باطنی قویٰ مثلاً حافظہ میں حیوان انسان سے شدید تر ہے) اُن کا قول ہے کہ حیوان ادراک و شعور کا مالک ہے نہایت یہ کہ انسان کا شعور زیادہ ہے۔ یہ موجودہ فلاسفروں کے قول ہیں۔ یہ انکا زعم ہے اور اُن کے اوہام نے یہ فیصلہ کیا ہے اسی لئے لمبی بحث اور بڑی بڑی دلیلوں کے بعد انہوں نے انسان کو حیوان کی اولاد تک پہنچا دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ وقت تھا جب انسان حیوان تھا نسلاً بعد نسلٍ ترقی کرتا ہوا کم از کم درجۂ انسان تک پہنچا ہے۔

لیکن الہیون کہتے ہیں کہ ایسا نہیں۔ اگرچہ ظاہری حواس میں انسان و حیوان شریک ہیں لیکن انسان میں ایک خارق العادت قوت موجود ہے جو حیوان میں نہیں پائی جاتی۔ یہ سب علوم و فنون۔ ایجادیں اور صنعتیں۔ انکشاف اسرار اور کشف حقائق اسی روحانی قوت کے نتائج ہیں۔ یہ ایک ایسی قوت ہے جو تمام چیزوں پر حاوی ہے یہ حقائق اشیا کی مدرک اور کائنات کے پوشیدہ اسرار کی کاشف اس لئے اُن پر قابض ہے۔ حتیٰ کہ ان چیزوں کا بھی ادراک کر لیتی ہے جو ظاہر میں موجود نہیں ہیں یعنی غیر محسوس حقائق و معقولہ کا جو ظاہر میں وجود نہیں رکھتے بلکہ غیب ہیں۔ مثلاً عقل و روح کی حقیقت کا اور انسان کی صفات حسنہ و حزن۔ عادات و اخلاق کا جو حقائق معقولہ ہیں ادراک کرتی ہے۔ علاوہ ازیں انسان نے جو بے انتہا علوم و فنون صنعتیں اور ایجادیں۔ آئین و قوانین ظاہر کئے ہیں وہ ایک وقت غیب مستور اور سر مکنون تھے اسی قوۂ محیطۂ انسان نے انہیں کشف کیا اور حیز غیب سے عرصۂ شہود میں لائی۔ پس تار برقی فوٹوگرافی فونوگرافی اور ایسی اور عجیب و غریب ایجادیں اور صنعتیں ایک وقت سر مکنون تھیں۔ حقیقت انسانی نے ان کا کھوج نکالا اور یہ وہ غیب سے میدان شہود میں لائی حتیٰ کہ ایک وقت ایسا تھا کہ اس لوہے کے خواص جسے آپ دیکھ رہے ہیں بلکہ سب دھاتوں کے خواص سر مکنون تھے حقیقت انسانی نے اس دھات کا کھوج لگایا۔ اور اسمیں صنعت کی یہ ہیئت ایجاد کی یہی حال اُن سب چیزوں کا ہے جو انسان نے ایجاد اور دریافت کیں۔ اور ایسی ایجادیں لاانتہا ہیں۔ اسکا ہم انکار نہیں کر سکتے۔

اگر کہیں کہ یہ قوی حیوانیت اور قوای حواس جسمانیت کے اثرات ہیں تو یہ ظاہر اور صاف صاف ہم دیکھتے ہیں کہ حیوانات ان قوتوں کے اندر انسان سے بڑھے ہوئے ہیں۔

مثلاً حیوان کی نظر انسان کی نظر سے زیادہ تیز ہے حیوان کی سننے کی قوت انسان کی سننے کی قوت سے بہت بڑھکر ہے۔ یہی حال سونگھنے اور چکھنے کا ہے۔ مختصر یہ کہ حیوان اور انسان کے تمام قوای مشترکہ میں حیوان اکثر شدید تر ہیں مثلاً قوۂ حافظہ کو لیجئے اگر ایک کبوتر کو یہاں سے کسی دور ملک میں لیجائیں اور وہاں چھوڑیں تو وہ لوٹ کر یہاں آجائیگا راہیں اُسے حفظ رہتی ہیں۔ ایک کتے کو وسط ایشیا میں لیجا کر چھوڑیں وہ یہاں آجائے گا۔ بالکل راہ نہ بھولے گا یہی سننے۔ دیکھنے۔ سونگھنے۔ چکھنے اور چھونے کی قوتوں کا حال ہے پس واضح ہو گیا کہ انسان میں اگر قوای حیوانی کے بغیر اور قوت نہ ہو تو حیوان کو عظیم الشان انکشافات اور حقائق کے ادراک کرنے میں انسان سے بڑھکر ہونا چاہئے۔ اس دلیل سے صاف ظاہر ہو گیا کہ انسان میں ایک ایسی حقیقت ہے جو حیوان میں نہیں ہے۔ علاوہ ازیں حیوان صرف اشیاء محسوسہ کا ہی ادراک کر سکتا ہے۔ حقائق معقولہ کا ادراک نہیں کر سکتا یعنی جو کچھ پیش نظر ہے اُسے ہی دیکھتا ہے اور جو مدنظر سے باہر ہے ممکن نہیں کہ اسکا ادراک کر سکے یا اُسے تصور میں لا سکے۔ مثلاً ممکن نہیں کہ حیوان اسیات کا ادراک کر سکے کہ زمین کروی الشکل ہے۔ انسان ان باتوں سے جو معلوم ہیں، استدلال کر کے اُن باتوں کا جو معلوم نہیں پتا لگا لیتا ہے مثلاً انسان آفاق مائلہ کو دیکھکر زمین کے گول ہونے کا نتیجہ نکالتا ہے۔ قطب شمالی عکا میں ۳۳ درجہ ہے یعنی ۳۳ درجہ اُفق سے بلند ہے۔ جب انسان قطب شمالی کی طرف جاتا ہے تو ہر ایک درجۂ مسافت کے ساتھ ساتھ قطب شمالی بھی ایک ایک درجہ اونچا ہوتا جاتا ہے یعنی ایک درجہ طے کرنے کے بعد قطب کی اونچائی ۳۴ درجہ ہو جاتی ہے۔ پھر چالیس درجے ۵۰ درجے ۶۰ درجے ۷۰ درجے حتیٰ کہ قطب پر پہنچنے بعد اسکی بلندی ۹۰ درجے ہوتی ہے۔ اور سمت الراس میں پہنچ جاتا ہے یعنی عین سر کے اوپر ہوتا ہے۔ قطب اور اسکا بلند ہونا محسوس امور ہیں کہ جتنا قطب کی طرف کوئی جاتا ہے اُتنا ہی قطب بلند ہوتا جاتا ہے۔ ان دو معلوم امور سے ایک مجہول امر کا پتہ لگتا ہے اور وہ یہ کہ اُفق حمدار ہے یعنی ہر درجۂ زمین کا افق دوسرے درجۂ زمین کے اُفق سے علیحدہ ہے اس کیفیت کو انسان ادراک کرتا ہے اور اس سے ایک امر مجہول یعنی زمین کی گول ہونے کا استدلال کرتا ہے۔ ممکن نہیں کہ حیوان ان باتوں کو سمجھ سکے۔ اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ یہ جان سکے کہ سورج مرکز ہے اور زمین متحرک۔ حیوان حواس کا اسیر اور انکا قیدی ہے۔ وہ امور جو حواس سے بالا ہیں یعنی جن پر حواس کا تصرف نہیں انہیں بالکل ادراک نہیں کر سکتا۔ حالانکہ ظاہری قوی و حواس میں حیوان انسان سے بڑھکر ہے پس ثابت و محقق ہو گیا کہ انسان میں ایک قوۂ کاشفہ ہے جسکے سبب یہ حیوان سے ممتاز ہے اور یہی روح انسان ہے۔

سبحان اللہ! انسان ہمیشہ بلندی کی طرف توجہ لگائے رکھتا ہے۔ اسکی ہمت بلند ہے۔ ہمیشہ چاہتا ہے کہ اس عالم سے جسمیں کہ ہے بلند عالم کو ترقی کرے۔ اور اُس درجہ سے جسمیں کہ ہے اونچے درجے پر پہنچے۔ بلندی کی محبت انسانی خصوصیت ہے۔ ہم متحیر ہیں کہ امریکا اور یورپ کے بعض فلاسفر کیسے اپنے آپکو عالم حیوان کی طرف گھٹانا چاہتے ہیں اور ترقی معکوس کے خواہاں ہیں کیونکہ وجود کے لئے لازم ہے کہ بلندی کی طرف توجہ لگائے رہے حالانکہ اگر ان فلاسفروں میں سے کسی کو کہا جائے کہ تو حیوان ہے تو بہت رنجیدہ اور دلتنگ ہوگا۔

عالم انسان کہاں اور عالم حیوان کہاں۔ کہاں کمالات انسان اور کہاں جہالت حیوان۔ نورانیت انسان کہاں اور ظلمانیت حیوان کہاں۔ کہاں عزت انسان اور کہاں ذلت حیوان۔ ایک دس سالہ عرب بچہ صحرا میں دو تین سو اونٹوں کو مسخر کر کے رکھتا ہے۔ ایک آواز سے اُنہیں لیجاتا اور لاتا ہے۔ ہاتھی کو باوجود اسقدر جسامت کے ایک کرور ہندوستانی ایسا مسخر کرتا ہے کہ نہایت اطاعت سے اس کے کہنے کے مطابق حرکت کرتا ہے دنیا کی تمام چیزیں انسان کے ہاتھ میں مسخر ہیں۔ انسان طبیعت یا نیچر کی مقاومت کرتا ہے تمام کائنات نیچر کی اسیر ہیں ممکن نہیں کہ مقتضای طبیعت سے انحراف کریں۔ صرف انسان ہی طبیعت کی مقاومت کرتا ہے۔ طبیعت ہر چیز کو مرکز زمین کی طرف کھینچتی ہے مگر انسان اپنے بنائے ہوئے وسایط کے ذریعے مرکز سے دور ہوا میں اُڑتا پھرتا ہے۔ طبیعت انسان کے سمندر میں

©Afnan Library Trust, 2026

جانے کی روکاوٹ ہی۔ انسان کشتی بنا کر بحر اعظم کے عین وسط میں سیر و حرکت کرتا ہے۔ وقس علیٰ ذالک

یہ مطلب بہت طویل ہے مثلاً انسان جنگل اور پہاڑ میں انجن چلاتا ہے اور مشرق و مغرب کے وقوعات کو ایک جگہ جمع کرتا ہے۔ یہ سب باتیں طبیعت کے مخالف ہیں۔ بحر باوجود اسقدر عظمت کے ایک ذرہ بھر بھی طبیعت کے حکم سے انحراف نہیں کرسکتا۔ آفتاب ایسی بزرگی کے ہوتے ہوئے بھی ایک سوئی کی نوک بھر بھی طبیعت کے حکم سے پھر نہیں سکتا اور انسان کی طبیعت و حرکت اُسکے خواص و احوال اور اسکی شئون کو بالکل ادراک نہیں کرسکتا۔ پس انسان کے اس چھوٹے سے جسم میں وہ کونسی قوت ہے جو ان سب کو گھیرے ہوئے ہے۔ یہ کیا قوتِ قاہرہ ہے جسکے آگے سب چیزیں مقہور ہیں۔

ایک اور بات باقی ہے وہ یہ ہے کہ نئے فلاسفر کہتے ہیں کہ ہم نے انسان میں کبھی کوئی روح نہیں دیکھی۔ اور جسم انسان کی باریکیوں میں باوجود ہماری تحقیقات کے ہم نے کوئی روحانی طاقت احساس نہیں کی۔ وہ قوت جو محسوس نہیں بھلا کیسے خیال میں آسکتی ہے؟

انکیوں جواب دیتے ہیں کہ روح حیوان بھی محسوس نہیں ہے اور اسکی جسمانی قوتوں کے ذریعے ادراک نہیں ہوسکتی۔ پھر تم کسطرح روح حیوانی کا وجود ثابت کرتے ہو؟ بلاشبہ تمہارا استدلال آثار سے ہے۔ آثار دیکھکر تم کہتے ہو کہ حیوان میں ایک ایسی قوت ہی جو نباتات میں نہیں ہے۔ یہ قوت حساسہ ہے یعنی دیکھنا سننا وغیرہ وغیرہ۔ اس سے تم نتیجہ نکالتے ہو کہ روح حیوانی ہے۔ اسی طرح اُن آثار و دلائل سے جو ہم نے اوپر بیان کی ہیں استدلال کریں کہ ایک روح انسانی ہے جسطرح حیوان میں ایسے آثار دیکھکر جو نبات میں نہیں تم کہتے ہو کہ یہ قوی حسیہ روح حیوان کی خصوصیت ہیں۔ اسی طرح تم انسان میں آثار و قویٰ و کمالات دیکھتے ہو جو حیوان میں نہیں۔ پس نتیجہ نکالیں کہ انسان میں ایک ایسی قوت ہی جس سے حیوان محروم ہے۔

اگر ہم ہر غیر محسوس چیز کا انکار کریں تو ہمیں مسلمہ وجود حقائق کا بھی انکار کرنا پڑے گا۔ مثلاً مادۂ ایثر محسوس نہیں لیکن محقق الوجود ہے یعنی اسکا ہونا سب نے مان لیا ہے قوۂ جاذبہ محسوس نہیں مگر مسلم الوجود ہے انکے وجود کا پتہ ہم کسطرح لگاتے ہیں؟ اُن کے آثار سے۔ مثلاً روشنی مادہ ایثر کی تموجات سے پیدا ہوتی ہے پس ان تموجات سے مادہ ایثر کے وجود کا پتہ لگاتے ہیں۔

۴۴

طبیعتوں میں بستی اور نانت آگئی ہے۔ اور ہمیں اسباب کے کہنے میں کچھ بھی مضائقہ نہیں کہ ان تمام بدنتائج کے ذمہ وار وہ اخبار بھی ہیں۔ جو اسوقت فسادات میں بگل کا کام دے رہے ہیں۔

ہم ان اخبارات کو مبارکباد دیتے ہیں جو اسوقت تمام جماعتوں کو اعتدال کی تعلیم دے رہی ہیں اور ان کا دامن ایسے داغ و دھبوں سے پاک ہی۔ اور باقی اخبارات کیلئے اسی بات سے خدا سے امید وار ہیں۔

(شہاب)

بعض ہندوستانی اخبارات لڑائی کے بگل ہیں

ہمارے پنجاب میں ضرب المثل ہے کہ اس کھیت کا خدا ہی حافظ ہے جسکو باڑ کھانے لگے۔

آپ جانتے ہیں کہ کھیت کے کھوالے تو اسلئے مقرر کئے جاتے ہیں کہ آئندہ روند سے حفاظت کی جائے لیکن اگر کھوالے ہی خود ڈاکو ہو جائیں۔ تو پھر کون ہے جو کھیت کی حفاظت کرسکتا ہے۔

اسی طرح واقعہ یہ ہے کہ اخبارات اصل میں اقوام کے حقوق کے محافظ تھے لیکن آج مشاہدہ میں یہ آرہا ہے کہ یہی قوم کے محافظ اپنی اپنی قوم کی راہ میں ہلاکت کے کانٹے بو رہے ہیں۔ اور لوگ اندھا دھند ان کے پیچھے چل رہے ہیں۔

میں نے عنوان میں بعض اخبارات ہند کو لڑائی کا بگل کہا ہے اور یہ میرا اعتقاد ہے جو واقعات کی موجودگی میں بالکل صحیح اور درست ہے۔ فوجوں کے ساتھ ایک بگلچی ضرور ہوتا ہے جسکی آواز میں یہ کشش ہوتی ہے کہ ایک پھونک میں دور دور پھیلے ہوئے فوجی پروانوں کی طرح جمع ہو جایا کرتے ہیں۔ یہ اچھا مقصد ہے لیکن ہمارے بعض اخبارات فساد کے بگل ہیں۔ عموماً اخبارات کی حالت یہ ہے کہ انکو بات کو جمانے طعن و تشنیع اور لڑائی بھڑائی کو مشتعل کرنے اور ہوا میں تیر مارنے ہی میں لطف آتا ہے۔

کسی شخص کو معمولی خراش آگئی یا جاتے جاتے ہوا سے کسی کی ٹوپی اُڑ گئی۔ اخبارات میں شور مچ جاتا ہے کہ فلاں قوم کے غنڈوں نے فلاں قوم کے شریف آدمی کی ہتک عزت کر ڈالی اور اسبات کا اتنا شور مچایا جاتا ہے کہ تمام فضا گونج اٹھتی ہے۔ حتیٰ کہ بجز اس قسم کی آوازوں کے اور کوئی آواز ہی سُنائی نہیں دیتی۔

اس قسم کی بگل نوازیوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جس قوم کی طرف وہ اخبار منسوب ہوتا ہے اس قوم کے بھولے بھالے لوگ ایسے اخبار کو اپنا ہی خواہ اور ہمدرد خیال کرتے ہیں اور اس اخبار کے مالک کو یہ نفع ہوتا ہے کہ اس ہنگامہ آرائی سے اس کے چند پیسے زیادہ بک جاتے ہیں۔ اور جو لوگ اس قسم کا بگل نہیں بجاتے اور کسی واقعہ کو اسکی اصلی صورت میں دیکھتے اور اس سے اتنا ہی متاثر ہوتے ہیں جتنا کہ واقعی اسمیں تاثر ہوتا ہے تو عوام الناس اس اخبار سے بدظن ہو جاتے ہیں اور اُنکی بدظنی کا اثر اس اخبار کی اشاعت پر پڑتا ہے۔

ہم ان کی ہمدردی اور قوم پرستی کے قائل ہو جاتے اگر یہ لڑائی کے بگلچی فسادات کے مقدمات شروع ہونے پر خالی خولی رپورٹیں شائع کرنے پر ہی اکتفا نہ کرتے بلکہ اپنی آمدنی کا ایک معقول حصہ بھی مقدمات کی پیروی میں صرف کرتے یا جو لوگ مقدمات میں ماخوذ ہوتے ان کے اہل و عیال کی خبر گیری کرتے۔ ایسا ہرگز نہیں کرتے۔

غرض اس قسم کے اخبارات کا بڑے سے بڑا کارنامہ یہی ہوتا ہی کہ یہ اپنے موقت الشیوع پرچے کو اس قسم کی کارروائیوں سے بھر دیں کہ آج فلاں جگہ فساد ہو گیا۔ فلاں مقام پر گولی چل گئی۔ فلاں شہر میں اغوا ہو گیا۔ فلاں شخص نے فلاں شخص کو زدوکوب کیا۔ فلاں جگہ ہڑتال ہو گئی۔ فلاں درخت کی شاخ توڑ دی گئی۔ فلاں جانور کو زخمی کر دیا گیا۔ اور ہر ایک بات کو قومی سوال بنا دیا جاتا ہے۔ اور ایسے اخبار نویس اس قسم کے واقعات پر اپنے اپنے نام اور قوم کی سیت سے رائے زنی کرتے ہیں اور اس سے اپنے مدعا کے مطابق استخراج نتائج کرتے ہیں۔ اور پھر اسپر مضامین کی بھرمار ہوتی ہے۔

افسوس کبھی اس بات کی کوشش نہیں کیجاتی کہ واقعات پر ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے۔ اور ان کے اسباب و علل کو معلوم کیا جائے۔ ان اخبار نویسوں کی سمجھ میں شاید یہ نہیں آتا کہ ہندوستان کے سوال و عرض میں صرف قومی منافرت اور تباغض باہمی ہی باعث فساد نہیں۔ بلکہ ان واقعات کے وقوع پذیر ہونے کے اور بھی اسباب ہوتے ہیں مثلاً ہندوستان میں بسنے والی اقوام ساری کی ساری فرشتوں اور دیوتاؤں کی جماعتیں نہیں ہیں۔ بلکہ ان میں ہر قسم اور ہر ایک قماش کے لوگ ہیں اور جہاں فساد ہوتا ہی بعض اوقات موجب فساد شخصی معاملات ہوتے ہیں بعض اوقات شرارت جانبین کی ہوتی ہی یا کسی ایک فریق کی شرارت بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ دونوں فسادی کسی ایک ہی جماعت میں سے ہوتے ہیں۔ غرض مختلف اسباب اور وجوہ ہوتے ہیں۔ لیکن بعض اخبارات ہند نے اپنی آنکھوں پر ایسی عینک لگائی ہوئی ہے جو بجز ہندو مسلم عناد کے ان واقعات میں اور کوئی رنگ ہی نہیں دیکھتی۔

اخبارات قوموں کی فلاح و بہبودی کے لئے تھے مگر ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہ جنگ و فساد اور منافرت کا بڑا ذریعہ بنے ہوئے ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ ایسے اخبارات کو اپنا مرتبہ پہچان کر اس ذلیل طریق کو چھوڑ دینا چاہئے۔

فساد اچھی چیز نہیں ہندوستان میں بسنے والے ایکدوسرے سے اسقدر خائف اور بدظن ہیں کہ ملنا جلنا اور خلوص و مروت مفقود ہو گئی۔ ہر ایک دوسرے کے خصوص کو خود غرضی پر محمول کرتا ہے معاملات تہ و بالا ہو گئے۔ تجارت پر ان فسادات کا بُرا اثر پڑ رہا ہے۔ اخلاق بگڑ رہے ہیں۔ ۴۴

©Afnan Library Trust, 2026

وحدت ادیان

وید و قرآن میں خدا کی ذات و صفات کے متحدہ بیانات

گذشتہ سے پیوستہ

(۵)

تخلیق

یہ کائنات، وسیع زمین۔ بلند آسمان۔ درخشاں آفتاب روشن مہتاب۔ چمکتے ستارے۔ فضائے بسیط۔ ہوائے لطیف اٹل پہاڑ۔ اُبلتے چشمے۔ اچھلتے دریا۔ بہتی ہوئی نہریں۔ دوڑتا ہوا پانی۔ تیرتی ہوئی کشتیاں۔ گھنا جنگل۔ لق و دق صحرا۔ کھیلتے ہوئے جانور۔ اُڑتے ہوئے پرندے۔ رینگتے ہوئے کیڑے۔ متحرک انجن۔ بلند پرواز ہوائی جہاز۔ طرح طرح کی سواریاں۔ عجیب غریب راستے۔ دلکش آبادیاں۔ دلچسپ بستیاں۔ دلربا ہستیاں۔ روحانی چمنستان۔ جسمانی گلشن۔ دولت و صحت عزت و رفعت۔ تختِ حکومت۔ جاہ و جلال۔ حُسن و جمال فضل و کمال۔ عشق و محبت۔ نور و ہدایت۔ قوت و جودت۔ لطف و مودت۔ وحدت و اُلفت۔ ایمان و عرفان۔ فوز و فلاح

یہ تمام چیزیں کون پیدا کرتا ہے؟

ذی الجلال والاکرام[۱] اللہ۔ خالق کل شئ[۲] جو پرماتما جاہ و جلال کے مالک ہیں۔ تمام عالموں اور جو قلموں کائنات کے خالق ہیں[۳] وھو اللہ فی السموات و فی الارض[۴] وہ تمام کائنات میں موجود ہے وہ کائنات کا خالق ہے۔[۵] اے انسانو! پرماتما ہی گرہن کرنے کے لائق ہے وہ عقل کُل ہے۔ تمام کائنات کا پیدا کرنیوالا ہے۔[۶] تمام حواس و قوی بھی اُسی نے پیدا کئے ہیں۔ قل ھو الذی انشأکم وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ[۷] کہدو کہ اسی نے تمھیں پیدا کر کے تمھارے کان۔ آنکھیں اور دل بنائے ہیں۔ بے شک وہی تمام متنفسوں میں احساسات پیدا کرنیوالا ہے اُسی[۸] نے ہر چیز کو مزین فرمایا ہے انا جعلنا ما علی الارض زینۃ لھا۔[۹] وہی تمام زینت کا دینے والا اور نور کل ہے اللہ[۱۰] الذی جعل لکم من الشجر الاخضر نارا فاذا انتم منہ توقدون[۱۱] وہی قادر مطلق ہمہ صفت موصوف جنگل بیشور اپنے بندوں کے لئے آگ وغیرہ کو پیدا کرتا ہے۔[۱۲] وہ گوناگون کائنات کا پیدا کرنے والا ہے۔[۱۳] وما ذرأ لکم فی الارض مختلفا الوانہ[۱۴] تمھارے لئے اس نے رنگا رنگ کی چیزیں بنائی ہیں۔ وہ مخلوقات کیلئے گوناگوں کائنات کو کما حقہٗ پیدا کرتا ہے وہی اُپاسنا کے لائق ہے۔[۱۵] عارفوں سے دریافت کرو بلکہ ہر دانا اور جاہلوں تک سے بھی اگر پوچھو تو اُسی خدا کو خالق بتائینگے۔ ولئن سالتھم من خلق السمٰوٰت والارض وسخر الشمس والقمر لیقولن اللہ۔[۱۶] اس سنسار کا پیدا کرنے والا کون ہے کس نے سورج اور زمین کو علیحدہ علیحدہ بنایا ہے؟ (جواب) جسنے تمام لوک لوکانتروں (یعنی کروں) کو بنایا جو ہوا آگ پانی وغیرہ کو دھارن کرتا ہے۔[۱۷] ھل من خالق غیر اللہ یرزقکم من السمآء والارض لا الہ الا ھو کیا خدا کے سوا کوئی خالق و رازق ہے؟ بیشک اُسکے سوا کوئی نہیں۔ تمام سچے بندے پکار رہے ہیں کہ اے پوجا کے لائق ایشور آپ کا سروپ لاثانی ہے۔ آپ جگت پیدا کرنے کا جو کام کرتے ہیں یا کرینگے اسکو کوئی دوسرا نہیں کر سکتا۔[۱۸] ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا۔[۱۹] اسی خدا نے زمین کی تمام چیزیں پیدا کیں۔ ویخلق ما یشاء وھو العلیم القدیر[۲۰] اور جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جو چاہیگا پیدا کرے گا۔ وہ علم و قدرت والا ہے۔ ہاں ہاں اس سنسار میں جو کچھ پیدا ہو چکا اور جو کچھ پیدا ہونیوالا ہے اور جو کچھ بھی پرتھوی سے تعلق رکھتا ہوا نشو و نما پاتا ہے اس تمام کائنات کو وہ غیر فانی پرماتما ہی رچتا ہے اور مقررہ قوانین میں رکھتا ہے[۲۱] اے انسانو! پرمیشور تمام کائنات کا خالق ہے۔ وہ علم کل ہے وہ سروپاپک ہے ارض و سما کا دھارن کرنیوالا اسکو دیکھتا ہے سب سے اعلیٰ ہے۔ وحدہٗ لاشریک ہے[۲۲]

(۶)

قادر مطلق

وہ خداوند قادر مطلق ہے۔ کسی امر میں وہ عاجز نہیں ہوتا۔ اسکی قدرت کامل اور لاثانی ہے۔ اسکی قادرانہ اختیارات غیر محدود ہیں۔ وللہ ملک السمٰوٰت والارض وما بینھما یخلق ما یشاء واللہ علی کل شئ قدیر[۱] خدا ہی کے ہیں آسمان اور زمین اور جو کچھ انمیں ہے۔ وہ جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ وہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ شدہ سوروپ ہی (یعنی مقدس بالذات) اسکی مہما (عظمت) مہاں (بڑی) ہے وہ ارض و سما کو معلق قائم کرتا ہے[۲] اللہ الذی رفع السمٰوٰت بغیر عمد ترونھا[۳] اس خدا ہی نے آسمانوں کو بغیر ستون کے بلند کر رکھا ہے۔ ومن آیاتہ ان تقوم السمآء والارض بامرہ[۴] اسکی قدرت کے نشانوں میں سے یہ بھی ہے کہ آسمان و زمین اسکے حکم سے کھڑے ہوئے ہیں اور یہ اسکی قدرت کاملہ کا معمولی کرشمہ ہی۔ ایسے آثار قدرت ظاہر کرنا اور بار بار کرنا اسکے لئے ایک ادنیٰ بات ہی اولم یروا کیف یبدی اللہ الخلق ثم یعیدہ ان ذالک علی اللہ یسیر[۵] خدا کائنات کو پیدا کرتا ہے اور پھر کرتا ہے۔ بیشک خدا کے لئے یہ ایک سہل کام ہے۔ تمام جڑ غیر ذی شعور اور چیتن (ذی شعور) جگت اسکی قدرت کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔ پس اے انسانو! پرماتما قادر مطلق ہے[۶] تمام اہل حق اس حقیقت کو جان و دل سے تسلیم کرتے ہیں۔ تمام کائنات اس حقیقت کا آئینہ ہے

(۷)

علیم کل

خدا سے کوئی بات چھپی ہوئی نہیں ہے۔ وہ ہر چیز کو دیکھتا اور جانتا ہے۔ وہ مخفی در مخفی اشیاء کی حالت سے بھی آگاہ ہے وہ دلوں کی حالت کو جاننے والا ہے[۱] قل ان تخفوا ما فی صدورکم او تبدوہ یعلمہ اللہ ویعلم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض واللہ علی کل شئ قدیر[۲] کہدو تم اپنے دلوں کی باتوں کو چھپاؤ یا ظاہر کرو خدا جانتا ہے اُسکو تمام آسمانوں اور زمین کی چیزوں کا علم ہے وہ قادر مطلق ہے۔ ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو عالم الغیب والشھادۃ[۳] وہ تمام مرئی اور غیر مرئی اشیاء کو اور پرکرتی کی حالت اولین کو احاطہ کئے ہوئے ہے[۴] وان اللہ قد احاط بکل شئ علما[۵] بے شک خدا ہر چیز پر احاطہ علمی رکھتا ہے یعنی وہ علیم کل ہے

(۸)

قدیم

پرماتما انادی ہی۔ وہ علم کل ہے[۱]۔ اجر (غیر مولود) امر (لازوال) ہے۔ وہ اپنے تمام اوصاف کے ساتھ موجود رہتا ہے[۲] وہ قائم بالذات ہے وہ غیر فانی ہے[۳] اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم[۴]۔ اسکے سوا کوئی خدا نہیں وہ زندہ خدا ہے وہ قائم بالذات ہے۔ تمام چیزیں اُسی کے سہارے قائم ہیں وتوکل علی الحی الذی لا یموت وسبح بحمدہٖ[۵] اسی خدا پر بھروسہ رکھو جو زندہ خدا ہے جس پر کبھی موت و فنا وارد نہیں ہو سکتی۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا۔ لم یلد ولم یولد[۶] وہ پرماتما اجنما ہے[۷] قائم بالذات ہے۔ انادی ہے[۸]

تمام اہل عرفان اسکی قدیم ذات پر ایمان رکھتے ہوئے کہتے الآن کما کان وہ اب بھی اسی طرح موجود ہے جیسا ہمیشہ سے تھا وسیکون بمثل ما قد کان اور آئندہ بھی اسی طرح رہیگا جسطرح ہمیشہ سے رہا ہے وہ اجنما ہے اور وہی اُپاسنا کے لائق ہے اسکی کوئی مورتی نہیں[۹] سب موت کا شکار ہیں اسکو فنا نہیں ؎

یہ مجسمیں ہیں فانی۔ یہ صنم ہیں چند روزہ
تم اُسی خدا کو پوجو کہ جسے اجل نہ آئے

(۹)

مالکِ حقیقی

وہ مالک حقیقی ہے۔ ہم سب مملوک اور کل کائنات اسکی ملک ہی تبارک الذی بیدہ الملک[۱]۔ خدا وہ ذات بابرکات ہے جسکے قبضۂ مالکیت میں تمام ملک ہستی ہے۔ لمن الملک الیوم

---

۱ ۱ سورہ رحمٰن آیت ۲۹ ۲ سورہ زمر ۶۲ ۳ سورہ مومن ۶۲ ۴ سورہ انعام ۳ ۵ سورہ ملک ۲۲ ۶ سورہ ۱۲/۲۵ ۷ سورہ ۱۲/۱۱ ۸ سورہ ۱۲/۱۲ ۹ سورہ ۱۲/۱۳ ۱۰ سورہ ۱۲/۱۴ ۱۱ سورہ ۱۲/۱۵ ۱۲ سورہ یٰسین ۸۰ ۱۳ سورہ ۱۲/۱۶ ۱۴ سورہ نحل ۱۲ ۱۵ سورہ ۱۲/۲۰ ۱۶ سورہ روم ۶۱ ۱۷ سورہ ۱۲/۲۱ ۱۸ سورہ ۱۲/۲۲ ۱۹ سورہ بقرہ ۲۷ ۲۰ سورہ ۱۲/۲۳ ۲۱ سورہ ۱۲/۲۴ ۲۲ سورہ ۱۲/۲۵ ۲ ۱ سورہ بقرہ ۲۵۶ ۲ سورہ ۱۲/۲۶ ۳ سورہ ۱۲/۲۷ ۴ سورہ ۱۲/۲۸ ۵ سورہ ۱۲/۲۹ ۶ سورہ ۱۲/۳۰ ۷ سورہ ۱۲/۳۱ ۸ سورہ ۱۲/۳۲ ۹ سورہ نحل ۷۲ ۱۰ سورہ ۱۲/۳۳ ۱۱ سورہ ۱۲/۳۴ ۱۲ سورہ ۱۲/۳۵ ۱۳ سورہ ۱۲/۳۶ ۱۴ سورہ ۱۲/۳۷ ۱۵ سورہ ۱۲/۳۸ ۱۶ سورہ ۱۲/۳۹ ۱۷ سورہ ۱۲/۴۰ ۱۸ سورہ ۱۲/۴۱ ۱۹ سورہ ۱۲/۴۲ ۲۰ سورہ ۱۲/۴۳ ۲۱ سورہ ۱۲/۴۴ ۲۲ سورہ ۱۲/۴۵ ۱ ۱ سورہ ۱۲/۴۶ ۲ سورہ ۱۲/۴۷ ۳ سورہ ۱۲/۴۸ ۴ سورہ ۱۲/۴۹ ۵ سورہ ۱۲/۵۰ ۶ سورہ ۱۲/۵۱ ۷ سورہ ۱۲/۵۲ ۸ سورہ ۱۲/۵۳ ۹ سورہ ۱۲/۵۴ ۱۰ سورہ ۱۲/۵۵ ۱۱ سورہ ۱۲/۵۶ ۱۲ سورہ ۱۲/۵۷ ۱۳ سورہ ۱۲/۵۸ ۱۴ سورہ ۱۲/۵۹ ۱۵ سورہ ۱۲/۶۰ ۱۶ سورہ ۱۲/۶۱ ۱۷ سورہ ۱۲/۶۲ ۱۸ سورہ ۱۲/۶۳ ۱۹ سورہ ۱۲/۶۴ ۲۰ سورہ ۱۲/۶۵ ۲۱ سورہ ۱۲/۶۶ ۲۲ سورہ ۱۲/۶۷ ۱ ۱ سورہ ۱۲/۶۸ ۲ سورہ ۱۲/۶۹ ۳ سورہ ۱۲/۷۰ ۴ سورہ ۱۲/۷۱ ۵ سورہ ۱۲/۷۲ ۶ سورہ ۱۲/۷۳ ۷ سورہ ۱۲/۷۴ ۸ سورہ ۱۲/۷۵ ۹ سورہ ۱۲/۷۶ ۱۰ سورہ ۱۲/۷۷ ۱۱ سورہ ۱۲/۷۸ ۱۲ سورہ ۱۲/۷۹ ۱۳ سورہ ۱۲/۸۰ ۱۴ سورہ ۱۲/۸۱ ۱۵ سورہ ۱۲/۸۲ ۱۶ سورہ ۱۲/۸۳ ۱۷ سورہ ۱۲/۸۴ ۱۸ سورہ ۱۲/۸۵ ۱۹ سورہ ۱۲/۸۶ ۲۰ سورہ ۱۲/۸۷ ۲۱ سورہ ۱۲/۸۸ ۲۲ سورہ ۱۲/۸۹ ۱ ۱ سورہ ۱۲/۹۰ ۲ سورہ ۱۲/۹۱ ۳ سورہ ۱۲/۹۲ ۴ سورہ ۱۲/۹۳ ۵ سورہ ۱۲/۹۴ ۶ سورہ ۱۲/۹۵ ۷ سورہ ۱۲/۹۶ ۸ سورہ ۱۲/۹۷ ۹ سورہ ۱۲/۹۸ ۱۰ سورہ ۱۲/۹۹ ۱۱ سورہ ۱۲/۱۰۰ ۱۲ سورہ ۱۲/۱۰۱ ۱۳ سورہ ۱۲/۱۰۲ ۱۴ سورہ ۱۲/۱۰۳ ۱۵ سورہ ۱۲/۱۰۴ ۱۶ سورہ ۱۲/۱۰۵ ۱۷ سورہ ۱۲/۱۰۶ ۱۸ سورہ ۱۲/۱۰۷ ۱۹ سورہ ۱۲/۱۰۸ ۲۰ سورہ ۱۲/۱۰۹ ۲۱ سورہ ۱۲/۱۱۰ ۲۲ سورہ ۱۲/۱۱۱ ۱ ۱ سورہ ۱۲/۱۱۲ ۲ سورہ ۱۲/۱۱۳ ۳ سورہ ۱۲/۱۱۴ ۴ سورہ ۱۲/۱۱۵ ۵ سورہ ۱۲/۱۱۶ ۶ سورہ ۱۲/۱۱۷ ۷ سورہ ۱۲/۱۱۸ ۸ سورہ ۱۲/۱۱۹ ۹ سورہ ۱۲/۱۲۰ ۱۰ سورہ ۱۲/۱۲۱ ۱۱ سورہ ۱۲/۱۲۲ ۱۲ سورہ ۱۲/۱۲۳ ۱۳ سورہ ۱۲/۱۲۴ ۱۴ سورہ ۱۲/۱۲۵ ۱۵ سورہ ۱۲/۱۲۶ ۱۶ سورہ ۱۲/۱۲۷ ۱۷ سورہ ۱۲/۱۲۸ ۱۸ سورہ ۱۲/۱۲۹ ۱۹ سورہ ۱۲/۱۳۰ ۲۰ سورہ ۱۲/۱۳۱ ۲۱ سورہ ۱۲/۱۳۲ ۲۲ سورہ ۱۲/۱۳۳ ۱ ۱ سورہ ۱۲/۱۳۴ ۲ سورہ ۱۲/۱۳۵ ۳ سورہ ۱۲/۱۳۶ ۴ سورہ ۱۲/۱۳۷ ۵ سورہ ۱۲/۱۳۸ ۶ سورہ ۱۲/۱۳۹ ۷ سورہ ۱۲/۱۴۰ ۸ سورہ ۱۲/۱۴۱ ۹ سورہ ۱۲/۱۴۲ ۱۰ سورہ ۱۲/۱۴۳ ۱۱ سورہ ۱۲/۱۴۴ ۱۲ سورہ ۱۲/۱۴۵ ۱۳ سورہ ۱۲/۱۴۶ ۱۴ سورہ ۱۲/۱۴۷ ۱۵ سورہ ۱۲/۱۴۸ ۱۶ سورہ ۱۲/۱۴۹ ۱۷ سورہ ۱۲/۱۵۰ ۱۸ سورہ ۱۲/۱۵۱ ۱۹ سورہ ۱۲/۱۵۲ ۲۰ سورہ ۱۲/۱۵۳ ۲۱ سورہ ۱۲/۱۵۴ ۲۲ سورہ ۱۲/۱۵۵ ۱ ۱ سورہ ۱۲/۱۵۶ ۲ سورہ ۱۲/۱۵۷ ۳ سورہ ۱۲/۱۵۸ ۴ سورہ ۱۲/۱۵۹ ۵ سورہ ۱۲/۱۶۰ ۶ سورہ ۱۲/۱۶۱ ۷ سورہ ۱۲/۱۶۲ ۸ سورہ ۱۲/۱۶۳ ۹ سورہ ۱۲/۱۶۴ ۱۰ سورہ ۱۲/۱۶۵ ۱۱ سورہ ۱۲/۱۶۶ ۱۲ سورہ ۱۲/۱۶۷ ۱۳ سورہ ۱۲/۱۶۸ ۱۴ سورہ ۱۲/۱۶۹ ۱۵ سورہ ۱۲/۱۷۰ ۱۶ سورہ ۱۲/۱۷۱ ۱۷ سورہ ۱۲/۱۷۲ ۱۸ سورہ ۱۲/۱۷۳ ۱۹ سورہ ۱۲/۱۷۴ ۲۰ سورہ ۱۲/۱۷۵ ۲۱ سورہ ۱۲/۱۷۶ ۲۲ سورہ ۱۲/۱۷۷ ۱ ۱ سورہ ۱۲/۱۷۸ ۲ سورہ ۱۲/۱۷۹ ۳ سورہ ۱۲/۱۸۰ ۴ سورہ ۱۲/۱۸۱ ۵ سورہ ۱۲/۱۸۲ ۶ سورہ ۱۲/۱۸۳ ۷ سورہ ۱۲/۱۸۴ ۸ سورہ ۱۲/۱۸۵ ۹ سورہ ۱۲/۱۸۶ ۱۰ سورہ ۱۲/۱۸۷ ۱۱ سورہ ۱۲/۱۸۸ ۱۲ سورہ ۱۲/۱۸۹ ۱۳ سورہ ۱۲/۱۹۰ ۱۴ سورہ ۱۲/۱۹۱ ۱۵ سورہ ۱۲/۱۹۲ ۱۶ سورہ ۱۲/۱۹۳ ۱۷ سورہ ۱۲/۱۹۴ ۱۸ سورہ ۱۲/۱۹۵ ۱۹ سورہ ۱۲/۱۹۶ ۲۰ سورہ ۱۲/۱۹۷ ۲۱ سورہ ۱۲/۱۹۸ ۲۲ سورہ ۱۲/۱۹۹ ۱ ۱ سورہ ۱۲/۲۰۰ ۲ سورہ ۱۲/۲۰۱ ۳ سورہ ۱۲/۲۰۲ ۴ سورہ ۱۲/۲۰۳ ۵ سورہ ۱۲/۲۰۴ ۶ سورہ ۱۲/۲۰۵ ۷ سورہ ۱۲/۲۰۶ ۸ سورہ ۱۲/۲۰۷ ۹ سورہ ۱۲/۲۰۸ ۱۰ سورہ ۱۲/۲۰۹ ۱۱ سورہ ۱۲/۲۱۰ ۱۲ سورہ ۱۲/۲۱۱ ۱۳ سورہ ۱۲/۲۱۲ ۱۴ سورہ ۱۲/۲۱۳ ۱۵ سورہ ۱۲/۲۱۴ ۱۶ سورہ ۱۲/۲۱۵ ۱۷ سورہ ۱۲/۲۱۶ ۱۸ سورہ ۱۲/۲۱۷ ۱۹ سورہ ۱۲/۲۱۸ ۲۰ سورہ ۱۲/۲۱۹ ۲۱ سورہ ۱۲/۲۲۰ ۲۲ سورہ ۱۲/۲۲۱ ۱ ۱ سورہ ۱۲/۲۲۲ ۲ سورہ ۱۲/۲۲۳ ۳ سورہ ۱۲/۲۲۴ ۴ سورہ ۱۲/۲۲۵ ۵ سورہ ۱۲/۲۲۶ ۶ سورہ ۱۲/۲۲۷ ۷ سورہ ۱۲/۲۲۸ ۸ سورہ ۱۲/۲۲۹ ۹ سورہ ۱۲/۲۳۰ ۱۰ سورہ ۱۲/۲۳۱ ۱۱ سورہ ۱۲/۲۳۲ ۱۲ سورہ ۱۲/۲۳۳ ۱۳ سورہ ۱۲/۲۳۴ ۱۴ سورہ ۱۲/۲۳۵ ۱۵ سورہ ۱۲/۲۳۶ ۱۶ سورہ ۱۲/۲۳۷ ۱۷ سورہ ۱۲/۲۳۸ ۱۸ سورہ ۱۲/۲۳۹ ۱۹ سورہ ۱۲/۲۴۰ ۲۰ سورہ ۱۲/۲۴۱ ۲۱ سورہ ۱۲/۲۴۲ ۲۲ سورہ ۱۲/۲۴۳ ۱ ۱ سورہ ۱۲/۲۴۴ ۲ سورہ ۱۲/۲۴۵ ۳ سورہ ۱۲/۲۴۶ ۴ سورہ ۱۲/۲۴۷ ۵ سورہ ۱۲/۲۴۸ ۶ سورہ ۱۲/۲۴۹ ۷ سورہ ۱۲/۲۵۰ ۸ سورہ ۱۲/۲۵۱ ۹ سورہ ۱۲/۲۵۲ ۱۰ سورہ ۱۲/۲۵۳ ۱۱ سورہ ۱۲/۲۵۴ ۱۲ سورہ ۱۲/۲۵۵ ۱۳ سورہ ۱۲/۲۵۶ ۱۴ سورہ ۱۲/۲۵۷ ۱۵ سورہ ۱۲/۲۵۸ ۱۶ سورہ ۱۲/۲۵۹ ۱۷ سورہ ۱۲/۲۶۰ ۱۸ سورہ ۱۲/۲۶۱ ۱۹ سورہ ۱۲/۲۶۲ ۲۰ سورہ ۱۲/۲۶۳ ۲۱ سورہ ۱۲/۲۶۴ ۲۲ سورہ ۱۲/۲۶۵ ۱ ۱ سورہ ۱۲/۲۶۶ ۲ سورہ ۱۲/۲۶۷ ۳ سورہ ۱۲/۲۶۸ ۴ سورہ ۱۲/۲۶۹ ۵ سورہ ۱۲/۲۷۰ ۶ سورہ ۱۲/۲۷۱ ۷ سورہ ۱۲/۲۷۲ ۸ سورہ ۱۲/۲۷۳ ۹ سورہ ۱۲/۲۷۴ ۱۰ سورہ ۱۲/۲۷۵ ۱۱ سورہ ۱۲/۲۷۶ ۱۲ سورہ ۱۲/۲۷۷ ۱۳ سورہ ۱۲/۲۷۸ ۱۴ سورہ ۱۲/۲۷۹ ۱۵ سورہ ۱۲/۲۸۰ ۱۶ سورہ ۱۲/۲۸۱ ۱۷ سورہ ۱۲/۲۸۲ ۱۸ سورہ ۱۲/۲۸۳ ۱۹ سورہ ۱۲/۲۸۴ ۲۰ سورہ ۱۲/۲۸۵ ۲۱ سورہ ۱۲/۲۸۶ ۲۲ سورہ ۱۲/۲۸۷ ۱ ۱ سورہ ۱۲/۲۸۸ ۲ سورہ ۱۲/۲۸۹ ۳ سورہ ۱۲/۲۹۰ ۴ سورہ ۱۲/۲۹۱ ۵ سورہ ۱۲/۲۹۲ ۶ سورہ ۱۲/۲۹۳ ۷ سورہ ۱۲/۲۹۴ ۸ سورہ ۱۲/۲۹۵ ۹ سورہ ۱۲/۲۹۶ ۱۰ سورہ ۱۲/۲۹۷ ۱۱ سورہ ۱۲/۲۹۸ ۱۲ سورہ ۱۲/۲۹۹ ۱۳ سورہ ۱۲/۳۰۰ ۱۴ سورہ ۱۲/۳۰۱ ۱۵ سورہ ۱۲/۳۰۲ ۱۶ سورہ ۱۲/۳۰۳ ۱۷ سورہ ۱۲/۳۰۴ ۱۸ سورہ ۱۲/۳۰۵ ۱۹ سورہ ۱۲/۳۰۶ ۲۰ سورہ ۱۲/۳۰۷ ۲۱ سورہ ۱۲/۳۰۸ ۲۲ سورہ ۱۲/۳۰۹ ۱ ۱ سورہ ۱۲/۳۱۰ ۲ سورہ ۱۲/۳۱۱ ۳ سورہ ۱۲/۳۱۲ ۴ سورہ ۱۲/۳۱۳ ۵ سورہ ۱۲/۳۱۴ ۶ سورہ ۱۲/۳۱۵ ۷ سورہ ۱۲/۳۱۶ ۸ سورہ ۱۲/۳۱۷ ۹ سورہ ۱۲/۳۱۸ ۱۰ سورہ ۱۲/۳۱۹ ۱۱ سورہ ۱۲/۳۲۰ ۱۲ سورہ ۱۲/۳۲۱ ۱۳ سورہ ۱۲/۳۲۲ ۱۴ سورہ ۱۲/۳۲۳ ۱۵ سورہ ۱۲/۳۲۴ ۱۶ سورہ ۱۲/۳۲۵ ۱۷ سورہ ۱۲/۳۲۶ ۱۸ سورہ ۱۲/۳۲۷ ۱۹ سورہ ۱۲/۳۲۸ ۲۰ سورہ ۱۲/۳۲۹ ۲۱ سورہ ۱۲/۳۳۰ ۲۲ سورہ ۱۲/۳۳۱ ۱ ۱ سورہ ۱۲/۳۳۲ ۲ سورہ ۱۲/۳۳۳ ۳ سورہ ۱۲/۳۳۴ ۴ سورہ ۱۲/۳۳۵ ۵ سورہ ۱۲/۳۳۶ ۶ سورہ ۱۲/۳۳۷ ۷ سورہ ۱۲/۳۳۸ ۸ سورہ ۱۲/۳۳۹ ۹ سورہ ۱۲/۳۴۰ ۱۰ سورہ ۱۲/۳۴۱ ۱۱ سورہ ۱۲/۳۴۲ ۱۲ سورہ ۱۲/۳۴۳ ۱۳ سورہ ۱۲/۳۴۴ ۱۴ سورہ ۱۲/۳۴۵ ۱۵ سورہ ۱۲/۳۴۶ ۱۶ سورہ ۱۲/۳۴۷ ۱۷ سورہ ۱۲/۳۴۸ ۱۸ سورہ ۱۲/۳۴۹ ۱۹ سورہ ۱۲/۳۵۰ ۲۰ سورہ ۱۲/۳۵۱ ۲۱ سورہ ۱۲/۳۵۲ ۲۲ سورہ ۱۲/۳۵۳ ۱ ۱ سورہ ۱۲/۳۵۴ ۲ سورہ ۱۲/۳۵۵ ۳ سورہ ۱۲/۳۵۶ ۴ سورہ ۱۲/۳۵۷ ۵ سورہ ۱۲/۳۵۸ ۶ سورہ ۱۲/۳۵۹ ۷ سورہ ۱۲/۳۶۰ ۸ سورہ ۱۲/۳۶۱ ۹ سورہ ۱۲/۳۶۲ ۱۰ سورہ ۱۲/۳۶۳ ۱۱ سورہ ۱۲/۳۶۴ ۱۲ سورہ ۱۲/۳۶۵ ۱۳ سورہ ۱۲/۳۶۶ ۱۴ سورہ ۱۲/۳۶۷ ۱۵ سورہ ۱۲/۳۶۸ ۱۶ سورہ ۱۲/۳۶۹ ۱۷ سورہ ۱۲/۳۷۰ ۱۸ سورہ ۱۲/۳۷۱ ۱۹ سورہ ۱۲/۳۷۲ ۲۰ سورہ ۱۲/۳۷۳ ۲۱ سورہ ۱۲/۳۷۴ ۲۲ سورہ ۱۲/۳۷۵ ۱ ۱ سورہ ۱۲/۳۷۶ ۲ سورہ ۱۲/۳۷۷ ۳ سورہ ۱۲/۳۷۸ ۴ سورہ ۱۲/۳۷۹ ۵ سورہ ۱۲/۳۸۰ ۶ سورہ ۱۲/۳۸۱ ۷ سورہ ۱۲/۳۸۲ ۸ سورہ ۱۲/۳۸۳ ۹ سورہ ۱۲/۳۸۴ ۱۰ سورہ ۱۲/۳۸۵ ۱۱ سورہ ۱۲/۳۸۶ ۱۲ سورہ ۱۲/۳۸۷ ۱۳ سورہ ۱۲/۳۸۸ ۱۴ سورہ ۱۲/۳۸۹ ۱۵ سورہ ۱۲/۳۹۰ ۱۶ سورہ ۱۲/۳۹۱ ۱۷ سورہ ۱۲/۳۹۲ ۱۸ سورہ ۱۲/۳۹۳ ۱۹ سورہ ۱۲/۳۹۴ ۲۰ سورہ ۱۲/۳۹۵ ۲۱ سورہ ۱۲/۳۹۶ ۲۲ سورہ ۱۲/۳۹۷ ۱ ۱ سورہ ۱۲/۳۹۸ ۲ سورہ ۱۲/۳۹۹ ۳ سورہ ۱۲/۴۰۰ ۴ سورہ ۱۲/۴۰۱ ۵ سورہ ۱۲/۴۰۲ ۶ سورہ ۱۲/۴۰۳ ۷ سورہ ۱۲/۴۰۴ ۸ سورہ ۱۲/۴۰۵ ۹ سورہ ۱۲/۴۰۶ ۱۰ سورہ ۱۲/۴۰۷ ۱۱ سورہ ۱۲/۴۰۸ ۱۲ سورہ ۱۲/۴۰۹ ۱۳ سورہ ۱۲/۴۱۰ ۱۴ سورہ ۱۲/۴۱۱ ۱۵ سورہ ۱۲/۴۱۲ ۱۶ سورہ ۱۲/۴۱۳ ۱۷ سورہ ۱۲/۴۱۴ ۱۸ سورہ ۱۲/۴۱۵ ۱۹ سورہ ۱۲/۴۱۶ ۲۰ سورہ ۱۲/۴۱۷ ۲۱ سورہ ۱۲/۴۱۸ ۲۲ سورہ ۱۲/۴۱۹ ۱ ۱ سورہ ۱۲/۴۲۰ ۲ سورہ ۱۲/۴۲۱ ۳ سورہ ۱۲/۴۲۲ ۴ سورہ ۱۲/۴۲۳ ۵ سورہ ۱۲/۴۲۴ ۶ سورہ ۱۲/۴۲۵ ۷ سورہ ۱۲/۴۲۶ ۸ سورہ ۱۲/۴۲۷ ۹ سورہ ۱۲/۴۲۸ ۱۰ سورہ ۱۲/۴۲۹ ۱۱ سورہ ۱۲/۴۳۰ ۱۲ سورہ ۱۲/۴۳۱ ۱۳ سورہ ۱۲/۴۳۲ ۱۴ سورہ ۱۲/۴۳۳ ۱۵ سورہ ۱۲/۴۳۴ ۱۶ سورہ ۱۲/۴۳۵ ۱۷ سورہ ۱۲/۴۳۶ ۱۸ سورہ ۱۲/۴۳۷ ۱۹ سورہ ۱۲/۴۳۸ ۲۰ سورہ ۱۲/۴۳۹ ۲۱ سورہ ۱۲/۴۴۰ ۲۲ سورہ ۱۲/۴۴۱ ۱ ۱ سورہ ۱۲/۴۴۲ ۲ سورہ ۱۲/۴۴۳ ۳ سورہ ۱۲/۴۴۴ ۴ سورہ ۱۲/۴۴۵ ۵ سورہ ۱۲/۴۴۶ ۶ سورہ ۱۲/۴۴۷ ۷ سورہ ۱۲/۴۴۸ ۸ سورہ ۱۲/۴۴۹ ۹ سورہ ۱۲/۴۵۰ ۱۰ سورہ ۱۲/۴۵۱ ۱۱ سورہ ۱۲/۴۵۲ ۱۲ سورہ ۱۲/۴۵۳ ۱۳ سورہ ۱۲/۴۵۴ ۱۴ سورہ ۱۲/۴۵۵ ۱۵ سورہ ۱۲/۴۵۶ ۱۶ سورہ ۱۲/۴۵۷ ۱۷ سورہ ۱۲/۴۵۸ ۱۸ سورہ ۱۲/۴۵۹ ۱۹ سورہ ۱۲/۴۶۰ ۲۰ سورہ ۱۲/۴۶۱ ۲۱ سورہ ۱۲/۴۶۲ ۲۲ سورہ ۱۲/۴۶۳ ۱ ۱ سورہ ۱۲/۴۶۴ ۲ سورہ ۱۲/۴۶۵ ۳ سورہ ۱۲/۴۶۶ ۴ سورہ ۱۲/۴۶۷ ۵ سورہ ۱۲/۴۶۸ ۶ سورہ ۱۲/۴۶۹ ۷ سورہ ۱۲/۴۷۰ ۸ سورہ ۱۲/۴۷۱ ۹ سورہ ۱۲/۴۷۲ ۱۰ سورہ ۱۲/۴۷۳ ۱۱ سورہ ۱۲/۴۷۴ ۱۲ سورہ ۱۲/۴۷۵ ۱۳ سورہ ۱۲/۴۷۶ ۱۴ سورہ ۱۲/۴۷۷ ۱۵ سورہ ۱۲/۴۷۸ ۱۶ سورہ ۱۲/۴۷۹ ۱۷ سورہ ۱۲/۴۸۰ ۱۸ سورہ ۱۲/۴۸۱ ۱۹ سورہ ۱۲/۴۸۲ ۲۰ سورہ ۱۲/۴۸۳ ۲۱ سورہ ۱۲/۴۸۴ ۲۲ سورہ ۱۲/۴۸۵ ۱ ۱ سورہ ۱۲/۴۸۶ ۲ سورہ ۱۲/۴۸۷ ۳ سورہ ۱۲/۴۸۸ ۴ سورہ ۱۲/۴۸۹ ۵ سورہ ۱۲/۴۹۰ ۶ سورہ ۱۲/۴۹۱ ۷ سورہ ۱۲/۴۹۲ ۸ سورہ ۱۲/۴۹۳ ۹ سورہ ۱۲/۴۹۴ ۱۰ سورہ ۱۲/۴۹۵ ۱۱ سورہ ۱۲/۴۹۶ ۱۲ سورہ ۱۲/۴۹۷ ۱۳ سورہ ۱۲/۴۹۸ ۱۴ سورہ ۱۲/۴۹۹ ۱۵ سورہ ۱۲/۵۰۰ ۱۶ سورہ ۱۲/۵۰۱ ۱۷ سورہ ۱۲/۵۰۲ ۱۸ سورہ ۱۲/۵۰۳ ۱۹ سورہ ۱۲/۵۰۴ ۲۰ سورہ ۱۲/۵۰۵ ۲۱ سورہ ۱۲/۵۰۶ ۲۲ سورہ ۱۲/۵۰۷ ۱ ۱ سورہ ۱۲/۵۰۸ ۲ سورہ ۱۲/۵۰۹ ۳ سورہ ۱۲/۵۱۰ ۴ سورہ ۱۲/۵۱۱ ۵ سورہ ۱۲/۵۱۲ ۶ سورہ ۱۲/۵۱۳ ۷ سورہ ۱۲/۵۱۴ ۸ سورہ ۱۲/۵۱۵ ۹ سورہ ۱۲/۵۱۶ ۱۰ سورہ ۱۲/۵۱۷ ۱۱ سورہ ۱۲/۵۱۸ ۱۲ سورہ ۱۲/۵۱۹ ۱۳ سورہ ۱۲/۵۲۰ ۱۴ سورہ ۱۲/۵۲۱ ۱۵ سورہ ۱۲/۵۲۲ ۱۶ سورہ ۱۲/۵۲۳

للہ الواحد القہار تمام جہانوں کا وہی تنہا مالک ہی مخلوقات کی پرورش کرنیوالا اور تمام کائنات کا مالک پرتما ہی ہے جو اس سنسار کو چلانیوالا ہے اور جو اس سنسار کا واحد مالک ہے۔

دنیا میں بہت لوگ آئے اور دعویٰ کرنے لگے کہ یہ میری ملک ہے وہ میرا ملک ہے۔ یہ میرا مال ہے وہ میری جائداد ہے۔ یہ چیزیں میری مملوکہ ہیں میرے قبضے میں ہیں۔ ان کا مالک میں ہوں۔ اُن کا مالک میں ہوں۔ مگر چند ہی دن بعد وہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ ملک و مال چھوڑ گئے۔ خالی ہاتھ چلے گئے ؎ سکندر جب گیا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے مالک وہی رہا جو حقیقی مالک ہے اور وہی مالک رہے گا اسی کا قبضہ ہے۔ اسی کی ساری کائنات ہے۔ وہی سب کا نگران ہے ان ربی علی کل شی حفیظ میں سب کا رکھشک برہم ہوں یہ اسی کی طرف سے صدا ہے۔ وہ سب سے بڑا ہے اللہ اکبر

ہمارا پیام

پیارے بھائیو! تم نے دیکھا کہ الہامی کتابیں باوجود الگ الگ ہونے کے کیسی متحد ہیں۔ انمیں کسقدر یگانگت ہے۔ اب لازم ہے کہ جسطرح قرآن مجید وید بھگوان کی تائید اور وید بھگوان قرآن مجید کی تصدیق کر رہے ہیں۔ اسی طرح ویدک دھرمی اور اسلامی جماعتیں ایک دوسرے کی تائید کریں۔ اس ایک اور حقیقی سرچشمۂ حقیقت پر نظر رکھیں۔ جہاں سے وید اور قرآن ظاہر ہوئے۔ الفاظ کی جنگ ختم کر دیں۔ دلوں کی کدورتوں کو دھو ڈالیں۔ مسلمان وید بھگوان کی اور ویدک دھرمی قرآن مجید کی عظمت کریں۔ باہم گلے ملجائیں۔ بغلگیر ہو جائیں۔ نفرت کو مٹا دیں۔ محبت و الفت کے نقش دلوں میں جمائیں۔ تنگدلی کا تاریک راستہ چھوڑ کر وسعت قلبی۔ بے تعصبی۔ رواداری۔ اتحاد۔ احترام کی کشادہ راہوں پر چلیں۔ قل اتحاجونتانی اللہ ربھو ربنا وربکم خدا کے بارے میں جھگڑا کیسا وہی ہمارا رب اور تمہارا رب ہے۔ ہم۔ تم۔ یہ۔ وہ سب اسی کے بندے ہیں۔ ہمیں ایک باپ کی اولاد کی طرح سچے دل سے بھائی بھائی بنکر رہنا چاہئے تب ہم سب دکھوں سے چھوٹ جائینگے۔ کیونکہ سچ فرمایا ہے کہ جو پرماتما میں تمام پرانی مخلوقات کو اپنی ہی طرح سکھ دکھ انوبھو کرنیوالا سمجھتا ہے پرماتما میں سب کو ایک ہی نظر سے دیکھنے والے اس یوگی کے لئے کاہے موہ اور کاہے شوک

والسلام اوم شانتی شانتی

راولپنڈی کی سینما کے متعلق بلدیہ کا فیصلہ

راولپنڈی کے اندر جون کے مہینہ میں جو فساد ہوا جس سے بے انتہا مالی نقصان کے علاوہ بہت سی جانیں بھی ہلاک ہوئیں، ہندوستانیوں کے لئے مایہ عبرت حادثہ ہے۔ وہ فساد کیوں ہوا۔ وہاں کے لوگوں پر کیا گذری۔ اس فساد کی ذمہ داری کس پر عاید ہوتی ہے اس کے متعلق اخبارات کے بیانات مختلف ہیں۔ کانگریس کمیٹی کے ارکان نے "مذہبی جنبہ داری" کو بالکل الگ رکھکر جو رپورٹ اس فساد کی لکھی ہے اسپر ہمیں ان کی حق پسندی کی داد نہ دینا ظلم ہے۔ مگر چونکہ حکام فساد کے متعلق باقاعدہ تحقیقات کر رہے ہیں اسلئے ہم اسبات سے قطع نظر کر کے صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ سینما کی عمارت جو مسجد کے پاس بنائی گئی تھی جسکا متواتر مختلف طریقوں سے اس فساد کے ذکر میں اخبارات کے اندر آچکا ہے۔ اسکے متعلق بلدیہ راولپنڈی نے اب فیصلہ کیا ہے کہ اسے گرا دیا جائے۔ کیونکہ اسکی تعمیر بلدیہ کے خلاف منشاء ہوئی ہے۔ ابھی معلوم نہیں کہ بلدیہ کے صدر نے جو اس سینما کے مالک ہیں اس فیصلہ کو کس نظر سے دیکھا ہے۔ بہر حال خواہ کچھ بھی ہو اس سینما کی تعمیر ہندو مسلمانوں دونوں کے لئے وجہ شکایت تھی۔

راولپنڈی کی حالت

معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک وہاں کی حالت درست نہیں ہوئی۔ گو فساد رک گیا ہے مگر اسکی چنگاریاں ابھی خاک کے نیچے دب کر ٹھنڈی نہیں ہوئی ہیں۔ کیونکہ حکام نے وہاں مزید تعزیری پولیس کے تقرر کا فیصلہ کیا ہے۔ جسکے مصارف راولپنڈی کے صاحبان جائداد کے ذمہ ہوں گے۔

حکام کا یہ فیصلہ بتا رہا ہے کہ وہاں کی حالت ابھی خطرہ سے خالی نہیں۔ علاوہ ازیں تازہ خبر ہے کہ رات کے وقت ایک شخص قتل کر دیا گیا ہے جس کے متعلق خیال کیا گیا تھا کہ عدالت میں پیش ہو کر گواہی دے گا۔ مگر اتفاق سے مقتول گواہ نہ تھا بلکہ اسکا بھائی گواہ تھا جو بچ گیا اور قتل کے شبہ میں ایک سکھ ماخوذ ہوا ہے۔

حکام کی سعی و کوشش قابل امتنان ہے لیکن راولپنڈی کے ان لوگوں کی ذہنیت جو فساد کا موجب ہوئے اور ہو رہے ہیں افسوس اور ماتم کے قابل ہے۔ ؎

؎ واقعات اس قسم کے نظر آرہے ہیں۔ کہ بعض مطلب پرست لوگ اپنی ذاتی اغراض کو مذہب اور قومیت کے پردوں کے بیچ چھپا کر لوگوں کو لڑا رہے ہیں۔ کاش ان مطلب پرستوں کی سمجھ میں یہ بات آجائے کہ یہ انگاروں سے کھیلنا انکے لئے اچھا نہیں ہو سکتا۔ بنی نوع بشر کے بہی خواہوں کی یہ کوشش ہونی چاہئے کہ وہ عوام کو سمجھائیں کہ وہ مطلب پرستوں کی چالوں میں آنا چھوڑ دیں کہ اگر کام بنتا ہے تو ان مطلب پرستوں کا اور برباد ہوتے ہیں تو عوام۔ ٭ (شہاب)

حیات طاہرہ

طاہرہ خانم کے حالات زندگی ترتیب دیے جا رہے ہیں جو عنقریب کتابی شکل میں شائع کئے جائیں گے۔ (ایڈیٹر)

شحنۂ شریعت کی غلطی

اسوقت ہمارے سامنے کانپور کا رسالہ شحنۂ شریعت بابت ماہ جون ۱۹۲۶ء ہے۔ جسکے صفحہ ۱۱ پر کوکب ہند کے متعلق ایک مضمون درج ہے جو سراسر غلط فہمی پر مبنی ہے۔ جناب ایڈیٹر صاحب شحنۂ شریعت کو معلوم ہونا چاہئے کہ ۲۵۔ جون کے کوکب ہند میں جو مضمون "مسلمانو نیز پانچ نمازیں" کے عنوان سے شائع ہوا تھا وہ کسی بہائی کا لکھا ہوا نہیں۔ بلکہ جیسا کہ اس مضمون کی ابتداء میں صراحت تصریح موجود ہے اسکے لکھنے والے مسٹر ایس۔ خدا بخش یعنی صلاح الدین خدا بخش بیرسٹر کلکتہ ہیں جو جناب مولوی خدا بخش خاں صاحب بانی کتب خانہ پٹنہ کے فرزند اور انگریزی کے بہت بڑے فلسفی مورخ اور مسلمان مصنف ہیں۔ اور انکا یہ مضمون سٹیٹسمین کلکتہ میں شائع ہوا تھا جسکو ہم نے ترجمہ کر کے محض اسلئے شائع کر دیا کہ مسلمانوں کو ان باتوں کا علم ہو جائے کہ مسلمان کیا کہہ رہے ہیں۔

جناب اڈیٹر صاحب شحنۂ شریعت کو معلوم ہوگا کہ پنجاب کے فرقہ اہلقرآن کا ایک گروہ تین نمازوں کا قائل ہے۔ ان کے نزدیک قرآن مجید میں تین سے زیادہ نمازوں کا ذکر نہیں۔ اور اہلقرآن جماعت کا فریق لاہور گو قائل تو پانچ نمازوں ہی کا ہے۔ مگر قیام قعود۔ رکوع۔ سجدہ وغیرہ ارکان میں دوسرے اسلامی فرقوں کی طرح ادعیہ ماثورہ نہیں پڑھتا بلکہ قرآن کی آیات تلاوت کرتا ہے۔ اور یہ تمام روایات جو شحنۂ شریعت کے مدیر محترم نے نقل فرمائی ہیں اس فرقہ کے لوگوں کے نزدیک بے اثر اور غیر معتبر ہیں

بہر حال کوکب ہند کا وہ مضمون جسکی بنا پر شحنۂ شریعت نے ہمیں مخاطب کیا ہے ہمارا یا کسی اور بہائی کا نہیں۔ اسلئے اسکے متعلق اظہار خیال کرتے ہوئے اہل بہاء سے خطاب صحیح نہیں ہو سکتا۔ شہاب

زمانہ حال کا بہترین اسلامی ہفتہ وار اخبار اور ایک کروڑ مسلم راجپوتوں کا واحد آرگن

مسلم راجپوت

جو جناب مولوی محمد عبداللہ صاحب منہاس کے زیر ایڈیٹری تمام ظاہری و معنوی خوبیوں کے ساتھ امرتسر سے ہفتہ وار شائع ہوتا ہے۔

اخبار مسلم راجپوت نے نہایت قلیل مدت میں جو شاندار درجہ امتیاز اُردو۔ اسلامی اخبارات میں حاصل کر لیا ہے وہ اسکی روز افزوں تعداد اشاعت سے ظاہر ہے۔ ارباب نظر نے اسی نہ صرف مسلم راجپوتوں کے لئے بلکہ تمام مسلمانوں کیلئے مضامین اور نیز کاغذ چھپائی وغیرہ کے لحاظ سے عہد جدید کا بہترین ہفتہ وار اخبار تسلیم کر لیا ہے۔ نمونہ کا پرچہ مفت منگا کر ملاحظہ فرمائیے۔ یکمشت ہی کیلئے اڑھائی روپیہ یا سال بھر کیلئے چار روپیہ

پتہ سکرٹری انجمن مسلم راجپوتان پنجاب امرتسر

©Afnan Library Trust, 2026

کیا ملتِ اسلام پھر زندہ ہو سکتی ہے

بسلسلہ گذشتہ

ابتک ہم نے دین کے اضمحلال کے تاریخی اور نقلی دلائل پیش کئے ہیں۔ اب ہم اُن وجوہات کو پیش کرتے ہیں جو دین کو بے اثر کر دیتے ہیں۔ اور جو لوگوں میں روحِ دین کے فقدان کا سبب ہوتے ہیں۔ اہل غور و فکر کے لئے دنیا ایک بولتی ہوئی کتاب ہے۔ جب ہم غور سے کائنات میں نظر کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ اس کائنات لامتناہی کی ہر چیز تغیر و تبدیل کے زیر عمل ہے۔ ایک چھوٹے سے ذرے سے لیکر بڑے بڑے اجرامِ فلکی تک قانونِ تغیر و تبدل کے زیر اثر ہیں۔ تغیر و تبدیل سب اشیاء مادی اور خیالات عقلی کا لزوم ذاتی ہے۔ جسطرح حرارت آگ سے اور نور آفتاب سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح تغیر و تبدل بھی کائنات سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔ عوالم نبات۔ حیوانات اور انسان میں پیدائش نشو و نما تکمیل اور پھر زوال اسکی ایک مثال ہے۔ بچہ پیدائش کے وقت نحیف و کمزور ہوتا ہے۔ یہ بڑھتا جاتا ہے اور اسکے ساتھ ساتھ اسکی فطرتی قوتیں بھی بڑھتی جاتی ہیں حتی کہ یہ عوالمِ احراق و جوانی سے گذرتا ہوا بڑھاپے میں پہنچتا ہے اور پھر کسی دوسرے عالم کی طرف انتقال کر جاتا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ان مختلف عوالمِ زندگی کا بدلنا اور انہیں سے گذرنا تجربہ اور کمال حاصل کرنے کیلئے نہایت ضروری تھا۔ اسی طرح ہیئت اجتماعیہ کے تمام کام اور تمام علمی و فلسفی خیالات بھی اسی بچہ کی پیدائش و ترقی کی طرح ہیں۔ وہ سب بھی اسی طرح قانون تغیر و تبدیل کے زیر اثر ان مختلف عوالم میں سے ہو کر گذرتے ہیں۔ ایک قسم کے خیالات اپنے وقت میں نہایت موزوں روح افزا اور ترقی زا ہوتے ہیں۔ اور وہ اہل زمانہ کی ذہنیت کی مقتضیات کے مطابق بھی ہوتے ہیں مگر کچھ عرصہ بعد قانونِ تغیر و تبدیل لوگوں کی ذہنیت کو نشو و نما کی سیڑھیوں پر چڑھاتا ہوا ایسے مقام پر لیجاتا ہے جہاں یہ خیالات اپنی قدرتی موت کا طعمۂ اجل ہو کر اعلیٰ تر اور روحانی تر شکل میں جلوہ نما ہوتے ہیں۔ عالمِ خیال ایک بحر ذخار کی مانند ہے جسکی فلک نما موجیں یکے بعد دیگرے کنارے سے آ آکر ٹکراتی ہیں۔ ایک عقلمند شخص اسکے کنارے پر کھڑا یہ سمجھتا ہے کہ جوں ہی اس سمندر میں حرکت آتی ہے ایک کے بعد دوسری لہر کنارے سے آکر ٹکراتی ہے۔ مگر ایک ناسمجھ بچہ اس سلسلۂ امواج کو ایک ہی رو سمجھتا ہے۔

عالمِ عقلی بھی بعینہٖ اس بحر ذخار کی طرح ہے اور خیال کی لہریں ہمیشہ عالمِ بطون سے عالمِ شہود کی طرف آتی رہتی ہیں۔ عالمِ خیال نے لکھوکھا خیال پیدا کئے جو زمان و مکان کی مقتضیات کے مطابق ہوتے تھے جو اپنے وقت پر اپنی قدرتی موت کا شکار ہوئے۔ انمیں سے اکثر ایسے ہیں جن کا نہ تو کسی تاریخ میں ذکر ہے اور نہ ہم ان کے بارہ میں کچھ جانتے ہیں۔ اُن میں سے اکثر ایسے بھی ہیں جو ہماری سمجھ سے بالا اور ہمارے ماحول کی تحدیدات کے سبب بالکل ہی انسانی عقل کے احاطہ سے باہر ہیں۔ خیالات کی یہ آمد و رفت۔ انکا یہ طلوع و غروب بنی نوع انسان کی ترقی کا ایک ضروری لازمہ ہے۔ اسلئے ایک خیال کی موت کے معنی یہ ہیں کہ ایک دوسرا اُس سے وسیع تر پیدا ہوا ہے۔ اسکی مثال گویا ایسی ہے۔ کہ خیالات کی ایک سیڑھی لگی ہوئی ہے جسکے ہر قدم پر ہیں آگے ہی آگے جانے کی خواہش ہوتی ہے اور اس سیڑھی کا آخر ہماری نظروں سے غائب ہے۔ درحقیقت ہم عنقائے کمال کے عقب میں مدارج خیال پر چڑھ رہے ہیں اور اس کاملیت کی جستجو میں ہیں جو ہماری پہنچ سے باہر ہے

انسان کا دینی پہلو بھی اس عالمگیر قانون تغیر و تبدل کے دائرہ سے باہر نہیں ہے بلکہ بات یہ ہے کہ وہ نہایت پاکیزہ خیالات کی لہریں ہیں جنہوں نے ایک زمانہ تک بہت سے اشخاص کو زمان و مکان کی ضروریات کے مطابق روحانی غذا پہنچائی اور جہانتک ممکن تھا نیکی اور پاکیزگی کو پیدا کر کے یا یوں کہیں کہ معارجِ ارتقاء کی کڑی مہیا کر کے اپنے سے اعلیٰ اور بہتر خیالات سے متشرح ہوئے ہر ایک روحانی خیال جو دنیا میں آیا اُس نے اپنے سے پہلے خیال کو نہیں ڈھایا بلکہ وہ پرانا خیال اس نئے خیال میں ایسا گھل ملگیا کہ اس نئے خیال میں اسکی تمام خوبیاں معہ نئے خیال کی نئی اور بڑھی ہوئی خوبیوں کے ظاہر ہوئیں۔

اس تمہید کے بعد اب ہم ان وجوہات کا بیان کرتے ہیں جو دین کے بے اثر ہونے کا باعث ہوتے ہیں۔

۱۔ دین کا بانی ایک بہت بڑے چراغ کی مانند ہوتا ہے جب تک وہ اس دنیا میں رہتا ہے وہ اپنی روشنی کو اپنے حواریوں پر ظاہر فرماتا ہے۔ حواریوں میں اگرچہ ویسی ہی روشنی نہیں ہوتی جیسی کہ خود بانیٔ مذہب میں تھی مگر یہ حواری اس روشنی کو اپنے زمانہ کے احباب کو دیتے ہیں جنکا دائرہ اب وسیع ہوتا جاتا ہے۔ یہاں روشنی اور مدہم ہو جاتی ہے حتی کہ کچھ صدیوں کے بعد یہ روشنی بالکل معدوم ہو جاتی ہے ہم اسے واضح تر بنانے کے لئے ایک موٹی مثال دیتے ہیں سورج چاند پر چمکتا ہے اور چاند ایک آئینے پر روشنی ڈالتا آئینہ کا عکس دیوار پر پڑتا ہے۔ اب خیال کریں کہ اس دیوار پر روشنی کیسے ہوگی اور پھر اگر یہ دیوار کسی اور کثیف جسم پر روشنی ڈالے تو وہاں روشنی پڑیگی بھی یا نہیں۔ ہم اپنے اس خیال کی تائید میں یہ حدیث شریف پیش کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر آنحضرت صلعم حج سے فارغ ہو کر وداع بیت کے لئے کعبہ کے نزدیک آئے باب کعبہ کے حلقہ کو پکڑ کر بلند آواز سے پکارا۔ اے لوگو! اہل مسجد اور اہل بازار جمع ہوئے۔ آنحضرت نے فرمایا سنو جو کچھ میں کہتا ہوں یہ میرے بعد واقع ہوگا۔ جو شخص یہاں حاضر ہے وہ ان کو بھی بتلا دے جو یہاں نہیں ہیں۔ پس آنحضرت رونے لگے اور اتنا روئے کہ لوگ بھی رونے لگے۔ جب رو کر خاموش ہوئے تو فرمایا تم پر خدا رحمت کرے۔ اسوقت تم بے خار پودوں کی طرح ہو اور اسطرح ۱۴۰ سال رہوگے۔ پھر کانٹے اور پتے دونوں ملکر ۲۰۰ سال تک رہینگے۔ اس مدت کے گذرنے کے بعد وقت آئے گا جسمیں سوائے کانٹوں کے اور کچھ نہ رہے گا الخ (راوی جابر بن عبداللہ انصاری)

۲۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ بانی دین کا مقصد قلب انسان میں باطنی روحانیت کا بیج بونا ہے یا یوں کہیں کہ وہ ایک پاک زندگی کو فطرتِ انسان میں پیدا کرنا چاہتا ہے یعنی وہ خود انسان کے اندر ایک ایسی زندگی پیدا کرتا ہے جو اسکا نجات دہندہ ہو۔ کچھ زمانہ کے بعد لوگ ظاہری شعائر دین میں ایسے منہمک ہو جاتے ہیں وہ اس باطنی نجات دہندہ کو بالکل بھول جاتے ہیں۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم۔

ہر دین کے زوال کا باعث یہی ہوا۔ یہودیوں عیسائیوں ہندوؤں۔ زردشتیوں۔ بدھوں مسلمانوں کی تواریخ پڑھئے اور اس زاویۂ نگاہ سے دیکھئے۔ آپ دیکھینگے کہ ہر ایک قوم اسی وقت ذلت کی گہرائیوں میں گری جب اُسنے اپنے باطنی نجات دہندے کی پرواہ نہ کی۔ نسوا اللہ فانساھم انفسھم

۳۔ تیسرا وہی سبب ہے جو ہم گذشتہ اشاعتوں میں لکھ چکے ہیں علماء دین اور امرائے شریعت نے ایسے قوانین بنائے جو اُن کے اپنے خود ساختہ تھے جنکا شریعتِ الٰہی سے کچھ واسطہ نہ تھا۔ چونکہ وہ انسان کے بنائے ہوئے اور قانونِ قدرت کی تنظیم کے مطابق نہ ہوتے تھے اسلئے قوم میں ہرج مرج واقع ہوتا تھا۔ بانیان دین قوانین قدرت کے ماہر ہوتے ہیں۔ زمانہ کے نبض شناس ہوتے ہیں وہ جو شریعت لاتے ہیں وہ عین قوانین قدرت کے مطابق ہوتی ہے مگر انسان جو قوانین قدرت کو نہیں جان سکتے وہ ایسے قوانین بیچ میں لاتے ہیں جو قوانین قدرت کے خلاف ہوتے ہیں اسلئے زوال کا باعث "وتلک حدود اللہ" و "اللہ یعلم وانتم لا تعلمون"۔

۴۔ چوتھا سبب بھی گذشتہ اشاعتوں میں بیان ہو چکا ہے۔ اور وہ فرقہ بندی اور تفرقہ اندازی ہے جو عمارت دین میں دیواریں ہی بنکر اس عمارت کو مختلف حصوں میں بانٹ دیتی ہیں۔ ہم نے ان فرقوں کا پورا پورا حال لکھدیا ہے۔ یہ بھی دکھا دیا ہے کہ ان فرقوں کے امرا اپنے اقتدار کو قائم رکھنے کے لئے ہر جائز و ناجائز قانون کو جاری کرتے ہیں۔ اور اپنی جماعت کو دوسری جماعتوں کے خلاف بھڑکاتے رہتے ہیں جس سے نفاق کی آگ بھڑک کر قوم کی جڑوں کو جلا دیتی ہے اور یہ متحد و واحد قوم بہت سے فرقوں میں بٹ جاتی ہے جنکا پھر متحد ہونا محال ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔

۵۔ پانچواں سبب یہ ہے کہ مختلف ادیان کے ماننے والوں نے اپنی اپنی کتابوں کی آیات متشابہات کے سمجھنے میں غلطی کی ہے۔ انہوں نے انکے لفظی معنی لئے ہیں۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ حق و ایمان کی روح انمیں سے نیست و نابود ہو گئی۔ تمام آسمانی کتابیں عموماً مشرقی زبانوں میں لکھی گئی تھیں۔ اور مشرقی زبانیں استعارات سے مملو ہیں۔ اگر ہم یہ آسمانی کتابیں

©Afnan Library Trust, 2026

کو اسکے نازل ہونے کے زمانہ کے مروجہ استعارات کو سمجھ کر پڑھیں تو اُس کتاب کو سمجھنا نہایت آسان ہوگا۔ مثلاً نزولِ تورات کے زمانہ میں کچھ استعارات رائج تھے۔ اب اگر ہم ان استعارات کا علم حاصل کرکے تورات کو پڑھیں تو یہ آسمانی کتاب ہمارے لئے نہایت آسان ہوجائے گی۔ اسی طرح انجیل اور قرآن مجید۔ وید۔ ژند اوستا اگر ہم ان کے نزول کے وقت کے مروجہ استعارات کو جانکر انہیں پڑھیں تو ہماری ہدایت کا آسمانی ذریعہ ہیں ہم ایک دنیوی مصنف مثلاً شیکسپیر وغیرہ کا ڈرامہ پڑھتے وقت تو اسکے زمانہ کی مروجہ زبان اور اسکی استعارات کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر قرآن مجید کے پڑھنے کے وقت ہم یہ نہیں کرتے اور اگر کوئی یہ کہدے کہ استعاراتِ قرآن کے مطابق خدا کے آنیسے مراد خدا کے ظہور کا ظاہر ہونا یا ایک نئے دین کا پیدا ہونا ہے تو سب چلا اُٹھتے ہیں کہ یہ شخص "کفر بکتا" ہے۔

مختصراً اب ہم اسبات پر غور کرتے ہیں کہ ایا تاریخ دنیا میں پہلے بھی کوئی امت زندہ ہوئی ہے جو ملتِ اسلام پھر زندہ ہوگی۔ تواریخ اقوام پر نظر کرنے سے ہمیں کوئی مثال نہیں ملتی۔ ہر قوم کی ترقی تب ہی ہوئی جب بحر خیال میں ایک نئی لہر پیدا ہوئی۔ جب جہاں عقل میں ایک تازہ دین پیدا ہوا اس نئے دین میں پرانے دین کی خوبیاں بدرجہ تکمیل ہوتی ہیں۔ اور انکے ساتھ زمانہ کی ضروریات کے مطابق نئی خوبیاں اور تازہ خوبصورتیاں ہوتی ہیں جو معارجِ تکمیل پر اوپر ہی اوپر لیجاتی ہیں۔ پس ہر دین کے اضمحلال کے بعد زندگی اسی میں ہے کہ وہ نئے دین میں جذب ہوجائے۔ اسی نئے دین کے انوار لیتا ہوا نئے وسائل ترقی کو پکڑ کر معارجِ روح پر چڑھتا جائے۔

امر بہائی دنیا میں قلبی اتفاق عام روحانی اتحاد لیکر آیا ہے جو اسوقت کے ادیان کی اصلی زندگی کا سرمایہ ہے۔

ادیان حاضرہ اسوقت بیشمار فرقوں میں بٹ رہے ہیں جو آپسمیں ایکدوسرے کی تکفیر ہی نہیں کرتے بلکہ بس چلتا ہے تو ایکدوسرے کا گلا کاٹنے کے لئے بھی تیار ہوجاتے ہیں۔ امر بہائی کے سایہ تلے ہر مذہب۔ ہر فرقہ اور ہر قوم کے لوگ ایسی ملکر روحانی ترقی کا لطف اُٹھا رہے ہیں کہ جسکی نظیر آجتک کہیں دیکھی یا سُنی نہیں گئی تھی۔ حضرت بہاء اللہ نے عقل کے بحر ذخار کو وہ تموج بخشا جس نے اسکی مخفی موتیوں کو ظاہر و باہر کردیا جنکی چمک آفتاب سے بھی دس گنا زیادہ ہے۔ محبت۔ اخوت۔ وفا۔ مودت۔ اخلاص۔ بردباری۔ امانت کرامت۔ شہامت وغیرہ نیکیوں کی ضیا باری قلوب انسانی پر ہورہی ہے۔ ہم ہر سچے مخلص متلاشیٔ حق کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اس سرچشمۂ روح کی طرف بڑھے۔ اور منصفانہ تحقیق و سلوک میں مشغول ہو شاید وہ اس مقصد سے فائز ہو جسکے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔

ع عبد ع ع

بنارس کے مسجد و مندر

سُنا ہے کہ بنارس میں ایک مقام پر ایک مسجد و مندر دیوار بدیوار واقع ہیں۔ مندر میں ایک بہت بڑا پیپل کا درخت ہے جسکی شاخوں نے پھیل کر مسجد کے احاطے کو بھی ایک حد تک ڈھانک لیا تھا۔ مسجد میں ایک حوض ہے جسمیں وضو کیلئے پانی جمع رہتا ہے۔

اتفاق سے ہندوؤں نے اس پیپل کو اپنا نشیمن بنالیا جب رات آئی تو بہت سے بندر آجاتے اور پیپل کی شاخوں میں بسیرا کرتے۔ بندر جو اشیاء شہر سے لاتے ان کا بقیہ حوض میں بھی گر پڑتا۔ علاوہ ازیں ان کا فضلہ وغیرہ بھی حوض ہی میں گرتا۔ جس سے پانی بدبودار اور ناقابل استعمال ہوجاتا۔ مسلمانوں نے تجویز کی کہ اگر اس پیپل کی شاخیں کاٹ دی جائیں تو پھر بندروں کی فوج رات کو یہاں خیمہ زن نہیں ہوا کرے گی۔ اور حوض کا پانی خراب نہیں ہوا کرے گا لیکن ہندو اسبات کے لئے راضی نہ ہوسکتے تھے۔ چونکہ دونوں طرف محبت اور خلوص تھا اسلئے ایسی صورت بھی نکل آئی جس سے مسلمانوں کا مطلب بھی پورا ہوگیا۔ اور ہندوؤں کی دلشکنی کی بھی کوئی بات نہیں ہوئی۔ وہ اسطرح کہ بنارس کے ایک ہندو رئیس نے مسجد کے حوض پر ایک بہت بڑی ٹین کی چھت ڈالوادی جس سے حوض کا پانی محفوظ ہوگیا۔ اس سے دونوں جماعتیں خوش ہوگئیں اور ایک حفرہ جو دردیش تھا وہ خیر و خوبی سے دور ہوگیا۔

ہم نے جسطرح یہ واقعہ سُنا ہے اسی طرح لکھدیا ممکن ہے کہ اسمیں کچھ کمی بیشی ہو۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ ایسی ہی باتیں ہوتی ہیں جن سے امن قائم ہوسکتا ہے۔ اور نفرت و عداوت کی بھٹی ٹھنڈی ہوکر محبت کا دور دورہ ہوسکتا ہے۔

ہمارے اہل وطن کا فرض ہے کہ وہ ہر ایک معاملہ کے وقت دیکھ لیا کریں کہ کیا اس گتھی کو ہم محبت کی انگلیوں سے بھی سلجھا سکتے ہیں جب محبت اور پرامن طریق فیصلہ سے کوئی بات ہوسکتی ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ اسکے لئے لڑائی کی آفت کو دعوت دی جائے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ جب اہل ملک پیش آمدہ معاملات میں خلوص و محبت سے غور کیا کریں گے تو ان کو ہر ایک کام میں آسانیاں زیادہ اور مشکلات کم سے کم نظر آیا کریں گی۔

(شہاب)

کوکب کے خاص نمبر

میلاد نمبر۔ شانِ محمدی۔ تاریخ نبوی ۲ر
دعاوی نمبر۔ حضرت بہاء اللہ کے دعاوی ۲ر
کنونشن نمبر۔ بہائی کانفرنس ۱۹۲۴ء ۲ر
لندن کانفرنس مذاہب نمبر ۲ر
مرکز میثاق نمبر۔ حضرت عبدالبہاء کے کارنامے ۲ر
قادیان نمبر ۲ر

کوکب ہند

دنیائے ہند کیلئے عظیم بشارت ہے۔ اسکے مضامین وحدتِ یگانگت کے ان بلند مقامات و مراتب کی طرف رہنما ہوتے ہیں جو دنیا کے لئے امن و امان روح و ریحان کے باعث اور عالم انسانی کو انسانیت کے غایت قصویٰ کی طرف لیجانے اور فردوسِ رضوانی میں داخل کرنیوالے ہیں۔

ان پاک اعلیٰ مقاصد کی طرف اسوقت تک کوئی روح پرواز و عروج نہیں حاصل کرسکتی جبتک وحدت کی لازوال روح سے زندہ و پایندہ نہ ہولے۔

کوکب ہند کیا ہے؟ دُر وحدت کا روحانی نغمہ۔ صبح وحدت کا نورانی ستارہ۔ آسمانِ وحدت کا رحمانی فرشتہ ہے جو اہل عالم کو وحدت کے اُفق اعلیٰ کی طرف رہبری کرتا ہے طلب فرمایئے۔ سالانہ چار روپے ششماہی دو روپے آٹھ آنے۔ سہ ماہی عہ نمونہ مفت

کوکب ہند چاندنی چوک دہلی

کوکب ہند میں اشتہار کا رعایتی نرخنامہ

	یکبار	دوبار	چار بار	تین ماہ	چھ ماہ	یکسال
صفحہ	۱۱ر	۱۰ر	۳۰ر	۵۵ر	۱۰۵ر	۱۷۵ر
نصف صفحہ	۷ر	۱۱ر	۱۸ر	۳۰ر	۵۵ر	۸۵ر
کالم	۴ر	۷ر	۱۰ر	۱۵ر	۳۰ر	۴۵ر
نصف کالم	۲ر	۴ر	۷ر	۱۰ر	۱۷ر	۲۵ر
¼ کالم	۱ر	۲ر	۴ر	۷ر	۹ر	۱۴ر

عرق دافع امراض چشم

جملہ امراض چشم کو فوراً آرام کرتا ہے۔ فائدہ نہ ہو تو دام واپس۔ اگر اعتماد نہ ہو تو اقرار نامہ اسٹامپ لکھا لیویں۔ قیمت فی شیشی صرف ۱۴ر ڈاکخرچ ایک شیشی سے تین شیشی تک ۸ر درجن کا دام معہ محصول ڈاک ۱۰ر اور ایک فینسی آٹھ روزہ چابی کی پاکٹ واچ گارنٹی ۵ سال انعام گارنٹی کا دستخطی پرچہ بھی ہمراہ بھیجا جائے گا۔ ہر ایک شیشی کے ساتھ آنکھ میں دوا ٹپکانے کی مشین بھی مفت دیجائے گی۔

داد کا خوشبودار مرہم

بغیر کسی جلن اور تکلیف کے سب طرح کے دنیاسے ۱۲ گھنٹے کے اندر جڑ سے شرطیہ آرام کرتا ہے۔ فائدہ نہ ہو تو دام واپس۔ قیمت فی شیشی صرف ۸ر ڈاکخرچ تین شیشی تک ۸ر درجن کا دام معہ محصول ڈاک ۱۲ر

دردسر کی بے خطا دوائی

ٹکیہ کھاتے ہی دردسر غائب قیمت فی بکس ۲۵ خوراک عہ محصول ڈاک وغیرہ تین بکس تک ۸ر درجن کا دام معہ محصول ڈاک ۱۰ر

المشتہی

ڈاکٹر ایس اے ماجد۔ پوسٹ آفس منیر پٹنہ

©Afnan Library Trust, 2026

ہر شخص حکیم و غیر حکیم کے جیب کی لازمی چیز شدت مرض کو فوراً روکنے والی اور تمام گھریلو امراض کی تیر بہدف اکسیری دوا جو فی الحقیقت ہر قسم کی نئی پرانی اور اچانک ہو جانیوالی تمام بیماریوں کے دفعیہ کے لئے اکسیر چیز ہے۔ ارواح اکسیر اعظم

ارواح اکسیر اعظم

عرق ہے جسے میں نے بڑی محنت کر ہر قسم کا عجیب و غریب اسم با مسمّٰی سینکڑوں بار آزمایا جا چکا ہے جس مرض اور ہزاروں تجارب سے ایجاد کیا ہے۔ میں اور جہاں دیا گیا تیر بہدف فوری نفع بخش پایا۔ مختلف بدرقوں کے ساتھ مرض کی پوری پوری بیخکنی کرتا ہے۔ اور اسکی بیش بہا فوائد کے لحاظ سے ایک لاجواب تحفہ اور

جواہرات میں تولنے کے قابل ہے

سفر میں رہنے والونکو عموماً اور بال بچوں والے گھر و نہیں خصوصاً اسکی ایک شیشی ضرور رہنی چاہیئے۔ نہ جانے کونسی بیماری کسوقت حملہ کرے۔ اسوقت اگر یہ شیشی پاس ہوگی تو فوراً بفضلہ ایک سچے حکیم کا کام دیگی۔ آجتک ارواح اکسیر اعظم کا حسب ذیل امراض پر تجربہ ہو چکا ہے۔ درد سر ہر قسم۔ کان درد۔ دانت درد۔ داڑھ درد۔ پیٹ درد۔ نفخ پیچش۔ بدہضمی۔ اسہال ہیضہ۔ طاعون نمونیا۔ ذات الجنب۔ عرق النساء۔ وجع المفاصل ہر قسم کے ورموں کے لئے مفید و اکسیر چیز ہے۔ پھوڑا پھنسی۔ خارش۔ چنبل۔ بلیریا۔ انفیور بخار۔ داد۔ سوزاک۔ قرحہ آتشک وغیرہ بیشمار سر سے پاؤں تک کے امراض کے دفعیہ کیلئے شرطیہ بے نظیر ہے۔ بھڑ۔ بچھو۔ سانپ اور دیگر تمام زہریلے جانوروں کے کاٹے پر فوری فائدہ دینے والی چیز ہے۔ پرچہ ترکیب مشرح چھپا ہوا ہمراہ ہوگا۔ قیمت فی شیشی پوری ۲۰۰ خوراک ۱؎ ڈاکخرچ ایک شیشی سے تین شیشی تک آٹھ آنے ۸؎

کامجواب خوشبودار تیل کا عجیب اور اچھوتا نسخہ مفت

اسکی خوشبو اسقدر تیز ہے کہ پانچ روپے تولہ والا عطر ہیچ ہے۔ اپنی دیرپا اور دلفریب خوشبو سے لوگونکو متوالا بنا دینے والا۔ تمام عوارضات دماغی کو منٹوں میں دور کرنیوالا ہزاروں روپے کا فروخت ہونیوالا۔ فوراً کم خرچ میں تیار کرلو۔ نسخہ سہل اور آسان ہے۔ ہر شخص منٹو نہیں تیار کر کے سینکڑوں روپے ماہوار کی مستقل آمدنی پیدا کر سکتا ہے۔ قیمت نسخہ پانچ روپے مقرر ہے۔ مگر اخبار کوکب ہند کے خریدار حضرات صرف ۴ ہر کی ٹکٹ بھیجدیں۔ نسخہ بذریعہ رجسٹرڈ لیٹر کے بھیجدیا جائے گا۔ جو شخص اتنا سستا اخبار کے خریدار نہیں ہوے وہ اس موقعہ کو غنیمت سمجھکر فوراً خریدار بن جائیں۔ اگر آپ ہومیو پیتھک اور بائیو کیمک طریقہ سے گھر بیٹھے ہوئے تھوڑے صرفہ و عرصہ میں علاج کرنا سیکھنا چاہتے ہیں۔ یا ہر دو علاج کی تازہ و کفایت سی ادویات خریدنا چاہتی ہیں تو ارٹکٹ محصول ڈاک بھیجکر قواعد طلب کیجئے

المشتہر ڈاکٹر ایس اے ماجد پوسٹ منیر ضلع پٹنہ

دار الکتب اسلامیہ

تبلیغ و اشاعت اسلام کی بہترین کتابیں۔ عربی فارسی اردو۔ انگریزی۔ و حمائل شریف معرا ہر قسم مندرجہ ذیل پتہ سے طلب فرمائیں

فہرست کتب مفت

پتہ

منیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

غیبی امداد کا فرشتہ

سرمہ بنا ہے قدرت حق سے وہ لاجواب

چشم فلک نے دیکھ جسے مرحبا کہا

سالہا سال کے تجربہ اور بفضل خدا سینکڑوں مریضوں کی صحتیابی کے بعد خلق خدا کی بہبودی اور جملہ مریضان چشم کی آگاہی کے لئے اطلاع دیجاتی ہے کہ سرمہ نور البصر جو آنکھ کی تمام شکایات کی بے ضرر اور اصلی ممیرہ چینی سے تیار کی ہوئی تیر بہدف دوا ہے۔ ہر ایک حاجتمند کو ارٹکٹ برائے ڈاکخرچ موصول ہونے پر فی سبیل اللہ روانہ کیجاتی ہے۔

نیازمندان ایم۔ مختار۔ ایم ممتاز یونین سٹورز سنبھلہ

عورتیں اپریشن سے گھبراتی ہیں

آل انڈیا یوگا چاری میڈیکل مشن کو یہ فخر ہے کہ ان کے ہسپتال ست دھرم کی انچارج لیڈی ڈاکٹر پنڈتہ ستیہ وتی جی شاستری۔ ایم۔ ایس۔ سی (او) ایم۔ ڈی (آنرز امریکہ) وید شاستری ایڈیٹر رسالہ ست دھرم (اردو) و رسالہ لیڈی ڈاکٹر (ہندی) نہ صرف امراض زنانہ کی ماہر خصوصی ہیں بلکہ رحم کی قابل اپریشن امراض کا علاج بغیر اپریشن کرنیمیں زبردست کامیابی حاصل کر چکی ہیں۔ ان کا طریقہ علاج بالکل نرالا اور مخصوص ہے جو فی الحال کسی ڈاکٹر یا لیڈی ڈاکٹر یا حکیم وئید کو معلوم نہیں ہسپتالی کا اندرگاہ صرف عورتوں کے خاص امراض کا معائنہ بذریعہ آلات کرنے کی فیس دو روپے لیتی ہیں۔ اسکی علاوہ نہ کوئی فیس اور نہ دوائی کی قیمت ہی لی جاتی ہے بلکہ علاج بالکل مفت ہوتا ہے۔ لدھیانہ پٹھ اور مدراس وغیرہ سے اپریشن کروا کر ناکام عورتیں ان کے ہاتھ سے شفا حاصل کر چکی ہیں۔

ضرورتمند فائدہ اٹھائیں۔

خط و کتابت کا پتہ

ست دھرم ہسپتال و فارمیسی جالندھر شہر

اچھے اور بُرے خطابات

بہادر جنگجو۔ لائق۔ فائق۔ جوانمرد۔ مایۂ ہمت وغیرہ خطابات انہیں شخصونکو دیے جا سکتے ہیں جو بالکل تندرست اور صاحب صحت ہوں۔ نیم مرگ مردہ دل۔ بے ہمت۔ نالائق وغیرہ خطابات کمزور اور مریض اشخاص کو دیے جاتے ہیں۔ اسلئے اگر آپ بُرے خطابات سے بچنا اور اچھے خطابات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو مقویات کی سرتاج آتشک نگ کے گولیوں کا استعمال کریں۔ یہ گولیاں ہر قسم کے امراض سے محفوظ رکھتی ہوئے گذشتہ طاقت از سر نو پیدا کر دیتی ہے۔ اور غلط کاریوں اور بیماریوں سے مادۂ تولید میں جو خرابی آجاتی ہے فوراً دور ہوتی ہے۔ سست اور مردہ دل زندہ و توانا بنجاتا ہے۔ پیران ہشتاد سالہ بھی نوجوان معلوم ہوتے ہیں۔ خون کی۔ قوت حافظہ کی شکایت یکدم دور ہو جاتی ہے۔ نامردی۔ جریان۔ احتلام سرعت انزال وغیرہ سب کافور۔

قیمت فی ڈبیہ ایکروپیہ پانچ ڈبیہ چار روپے للعہ

پتہ

آتنک نگرہ کمپنی جام نگر کاٹھیاوار

سید محفوظ الحق علی نے مجتبائی المطابع دہلی میں چھپوا کر دفتر کوکب ہند چاندنی چوک دہلی سے شائع کیا۔

©Afnan Library Trust, 2026

III 19-20

اے اہل عالم ہمہ باریک دارید و برگ یک شاخسار

کوکب دہلی

نمبر ۲۰-۱۹ | مدیر مسئول سید محفوظ الحق علمی | ہر ماہ انگریزی کی یکم ۹-۱۰-۱۷-۲۵ کو شائع ہوتا ہے | محل ادارہ چاندنی چوک دہلی | جلد ۳ | ۱۷-۱۵ اگست سنہ ۱۹۲۶ء

هُوَ اللهُ تعالیٰ

حضرت مولوی صاحب! بدل اللہ نوائکم بالرفاہ۔ خبر وحشت اثر علیا مخدرہ طاہرہ خانم رسید۔ وصعود آں طلیعۂ ایمان بملکوت یزدان ولولہ در دلہا انداخت۔ وذرا قالیم قلوب رایات احزان برافراخت دیدہا گریان شد وکبدہا بریان سنجنان کدورت وحسرت جانہا را احاطہ نمود کہ بوصف آید ویا بنان۔ خامہ تحریر تواند اہل بیت اطہر وساکنین خیام رفعت ہمہ محزون شد۔ وشدت تاسفشان از حد بیرون وقلب انور ولی امر اللہ متاثر شد وامر مبارکش صادر کہ این تسلیت نامہ تحریر شود وبیان فنای عالم جسمانی واہمیت جہان باقی تقریر گردد۔ کہ عاقبت این حیات عنصری بسر آید واحدی بر روی زمین باقی نماند۔ ہر شادمانی فراموش شود وہر مشعلے خاموش گردد۔ ہر سربلندی پست شود۔ وہر اجمندی مستمند آید ہر دیدۂ نابینا ماند وہر گوشی ناشنوا ہر سری خاک راہ مقدم شود وہر تنی متلاشی ودرہم۔ ہر صوتی بپایان رسد وہر صیتی فراموش اذہان چو صوت بندگی خداوند دو جہان وصیت معرفت پروردگار عالمیان کند۔ عالمی اثباتی بخشد ودر ہر فضائی تاثیراتی جاں فزا دہد پس ناظر بآن حیات معنوی بود ومتوجہ بآن جہان الٰہی بہ تقدیر ایکہ باید راضی بود ودر اسرار عالم خلقت متفکر وتباہی در امتحانات سبیل الٰہی باید شاکر شد وہمواره بشناسائی پروردگاری ذاکر چہ کہ این حوادث در ازمنۂ آتیہ نتائج عظیمہ دارد ودر جہان آئندہ اثرات مہمہ دہد حال اگرچہ قدر این مقام معلوم نیست ولے کیفیاتی بر این وقائع مترتب خواہد شد کہ قبطۂ عطای رجال خواہد بود ورشک اہل جاہ وجلال ہر کس این آثار را نیابد جز اہل حقیقت کہ آخر را در اول بینند وباطن را در ظاہر مشاہدہ کنند۔ خلاصہ جناب احمد علی وجناب عبد الصمد جناب شہاب را یاد فرمودند وتحیات رسانیدند لہذا مسرور باشید وشاکر واز عظمت مراتب مقامات روحانیہ شاد وخاطر ودر خدمت امر اللہ ہمواره قائم وذاکر خاکسار محمود زرقانی

طاہرہ آن طلیعۂ عرفان
شد ز گیتی بسوئے جنت جان

گرچہ دلہائے کل پریشان کرد
تافت خود سوئے عرش اطمینان

موت او گرچہ سوخت دلہا را
خود چو گل شد بباغ جان خندان

ہر تن از او قرین محنت و غم
لیک او در جہان حق شادان

ہمہ در ظلمت مصیبت و او
در جنان عطا چو خور تابان

ہمہ نالان و او غریق سرور
ہمہ ماتند و اوست پاکوبان

ہمہ در آہ و او غریق جاہ
ہمہ خاموش و بشور و فغان

کای عزیزان اگر خبر یابید
کہ چہ ہست این جہان جاویدان

ہمہ خود را ز تن کنید خلاص
چشم پوشید و دمی ز جہان

تا بہ بینید گلشن بے خار
تا بہ بینید وصل بے ہجران

تا بہ بینید نور بے ظلمت
تا بہ بینید عیش بے حرمان

تا بیابید راحت ابدی
تا بیابید جنت احسان

این حیاتی است بے خیال ممات
این غنا سرمد است و بے پایان

این عمارے است دون زجہ
این عیانی است غیر ستر و نہان

جملہ اسرار حق در اینجا فاش
جملہ آثار حق در اوست عیان

ہمہ ارواح قدسیان دارند
قرب و دیدار ایزد منان

ہست اینجا شفائے ہر علت
انچہ ہر درد را بود درمان

انچہ باشد برون ز وہم و قیاس
انچہ ناید بقید ذکر و بیان

ہر چہ گویند برتر از آن است
ہر چہ جویند بہتر است ازان

این بود اجر زجر راہ خدا
این بود مزد کوشش و ایمان

پس منالید از غم فرقت
بر نیارید نالۂ سوزان

ہمہ سازید شکر فضل الٰہ
با ہزاران ترانہ و الحان

کہ نمود او نصیب این ضعفا
از رہ جود و دولت ایقان

جان محفوظ حق بباید شد
بہر این فیض و فضل حق قربان

چہ بود جان و تن کہ این رحمت
بے گمان ہست دولت ارزان

گفت محمود ایاز کوے نگار
زین سبب سرّ سلوت یاران

©Afnan Library Trust, 2026

مفاوضات حضرت عبدالبہاء

مسئلہ نشوو ترقی کائنات

سوال :- کائنات کی نشوونما ترقی کے مسئلہ میں جو یورپ کے بعض فلاسفروں کی رائے ہے اسکے بارہ میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

جواب :- اس مسئلہ میں ایک روز پہلے بھی بات چیت ہوچکی ہے۔ اب پھر گفتگو کرتے ہیں۔ آخرش یہ مسئلہ اصالت نوع اور اسکے نہ ہونے پر ختم ہوگا۔ یعنی کیا نوعیت انسان اسکے شروع سے ہے یا بعد میں حیوان سے متفرع ہوئی ہے۔ یورپ کے بعض فلاسفروں کا خیال کہ نوع کے لئے نشوو ترقی بلکہ تغییر و تبدیل بھی ممکن ہے۔ اور اس دعوی کے ثبوت میں جو دلیلیں وہ دیتے ہیں۔ اُن میں سے ایک یہ ہے کہ علم طبقات ارض کے ذریعے تحقیق و تدقیق کرنے سے ہمیں معلوم ہوا کہ نبات حیوان سے پہلے اور حیوان انسان سے پہلے وجود میں آئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ نبات و حیوان دونوں کی جنس بدلگئی ہے۔ کیونکہ زمین کے بعض طبقات میں ایسی نباتات ملی ہیں جو پرانے وقتوں میں تھیں اور اب نہیں ہیں یعنی وہ ترقی کر کے زوردار ہوگئیں اور انکی شکل و ہیئت بدلگئی۔ لہذا نوع بدلگئی۔ اسیطرح زمین کے بعض طبقات میں حیوانات کے بعض انواع ہیں جو بدل گئے ہیں۔ ان حیوانات میں سے ایک سانپ ہی جسکے اعضا میں ایسے نشانات موجود ہیں جو یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ایک وقت سانپ کے پاؤں تھے لیکن مرور زمانہ سے یہ عضو معدوم ہوگیا ہے مگر آثار باقی و برقرار ہیں۔ اسیطرح انسان کی ریڑھ کی ہڈی میں ایسا نشان ہے جو ثابت کرتا ہے کہ انسان بھی دوسرے حیوانات کی مانند دُم رکھتا تھا۔ کہتے ہیں اُسکے آثار باقی ہیں۔ ایک وقت یہ عضو مفید تھا مگر انسان جب ترقی کر گیا تو یہ عضو بے کار ہوگیا۔ اسلئے بتدریج معدوم ہوگیا۔ سانپ نے بھی چونکہ زیر زمین رہنا شروع کیا اور پیٹ کے بل چلنے والے حیوانوں میں سے ہوگیا پاؤں کا محتاج نہ رہا اسلئے پاؤں معدوم ہوگئے مگر اُن کے نشان باقی ہیں۔ ان لوگوں کی سب سے بڑی دلیل یہی ہے کہ اعضا کے نشانات کا ہونا اعضاء کے ہونے کا ثبوت ہے اور اب بے فائدہ ہوجانے کے باعث بتدریج مفقود ہوگئے ہیں۔ چونکہ ان اعضاء کا اب کچھ فائدہ اور کچھ کام نہ تھا اسلئے لازماً اعضائے کامل باقی رہ گئے اور غیر لازمی اعضا تغییر نوع کے سبب بتدریج زائل ہوگئے ہیں مگر اثر باقی ہے۔

اسکا اول جواب تو یہ ہے کہ حیوان کا انسان سے پہلے وجود میں آنا نوع کی ترقی اور اسکے تغییر و تبدیل کی دلیل نہیں کہ انسان عالم حیوان سے عالم انسان میں آیا ہے کیونکہ ان مختلف تکونات کا علیحدہ علیحدہ حدوث مسلم ہے۔ یہ ہوسکتا ہے کہ انسان حیوان کے بعد پیدا ہوا ہو جیسا کہ ہم عالم نبات میں ملاحظہ کرتے ہیں کہ مختلف درختوں کے پھل سب ایکدفعہ ہی پیدا نہیں ہوتے بلکہ بعض پہلے اور بعض پیچھے پھلتے ہیں۔ یہ تقدم اسبات کی دلیل نہیں کہ اس درخت کا یہ آخری پھل اُس درخت کے پہلے پھل سے حاصل ہوا ہے۔

دوئم ان چھوٹے چھوٹے نشانات اور اجزای اثریہ میں ممکن ہے کوئی حکمت مخفی ہو جس سے انسانی عقلیں ابھی مطلع نہیں ہوئیں۔ دنیا میں بہت سی ایسی چیزیں موجود ہیں جنکی حکمت ابھی تک غیر معلوم ہے۔ جیسا کہ علم فزیالوجی یعنی تشریح الاعضا میں مذکور ہے کہ حیوانات کے رنگوں میں اور انسان کے بالوں کے رنگوں میں اختلاف کا سبب ابھی تک معلوم نہیں ہوا۔ نہ ہی لبوں کے سُرخ ہونے کی علت اور پرندوں کے رنگوں کے مختلف ہونے کی حکمت ابھی تک معلوم ہوئی۔ یہ باتیں ابھی تک مخفی و مستور ہیں مگر آنکھ کی پتلی کی سیاہی کی حکمت معلوم ہوگئی ہے کہ آفتاب کی شعاعوں کو جذب کرنے کے لئے ہے کیونکہ اگر سادہ یا سفید ہوتی تو آفتاب کی روشنی کو جذب نہ کرسکتی۔ پس جبکہ ان مذکور امور کی حکمت مجہول ہے تو ممکن ہے کہ حیوان اور انسان میں اجزای اثریہ کی حکمت و علت بھی غیر معلوم ہو۔ اسمیں شک نہیں کہ کوئی حکمت ہے اگرچہ وہ حکمت اسوقت معلوم نہیں۔

فرضاً ہم فرض کرتے ہیں کہ ایک وقت بعض حیوانات حتی کہ خود انسان بھی ایسی عضو رکھتے تھے جو اب زائل ہوگئی ہیں تو بھی یہ دلیل نوع کی تغییر و ترقی کے لئے کافی نہیں ہے کیونکہ انسان انعقاد نطفہ کے شروع سے درجۂ بلوغ پر پہنچنے تک مختلف شکلیں اور ہیئتیں بدلتا ہے۔ اسکی صورت، ہیئت اور شکل اور اسکا رنگ بالکل بدلتا جاتا ہے یعنی ایک ہیئت سے دوسری ہیئت میں اور ایک شکل سے دوسری شکل میں جاتا ہے۔ باایں ہمہ انعقاد نطفہ کے شروع ہی سے نوع انسان ہوتا ہے یعنی نطفۂ انسان ہوتا ہے نہ کہ نطفۂ حیوان۔ پہلے مخفی تھا پھر ظاہر و آشکار ہوا۔ مثلاً ہم فرض کرتے ہیں کہ ایک وقت انسان حیوان سے مشابہت رکھتا تھا اور اب ترقی کر کے تغییر ہوگیا ہے۔ اگر بالفرض اسی مان بھی لیا جائے تب بھی یہ بات تغییر نوع کی دلیل نہیں ہوتی بلکہ جیسا اوپر ذکر ہوا یہ نطفۂ انسان کے تغییر و تبدیل کی مانند ہے حتی کہ وہ درجۂ رشد و کمال کو پہنچتا ہے۔

ہم ذرا زیادہ واضح کر کے بیان کرتے ہیں۔ فرض کیں کہ ایک وقت انسان چار ہاتھ اور پیر پر چلتا تھا یا یہ کہ دُم رکھتا تھا تو یہ تغییر و تبدیل ایسا ہی ہے جیسے ماں کے رحم میں جنین کا تغییر و تبدیل ہے جو اگرچہ ہر طرح سے تغییر پاتا اور نشوو ترقی کرتا ہے۔ حتی کہ اس ہیئت تامہ تک پہنچتا ہے۔ مگر شروع ہی سے نوع مخصوص تھا۔ چنانچہ عالم نبات میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ فصیلہ کی اصلی نوعیت تبدیل نہیں ہوتی۔ مگر ہیئت رنگ اور جسامت بدلتے جاتے ہیں۔ بلکہ ترقی بھی حاصل کرتے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ جسطرح رحم مادر میں انسان ایک شکل سے دوسری شکل اور ایک ہیئت سے دوسری ہیئت میں بدلتا اور ترقی کرتا ہے اور پھر بھی شروع سے ہی نطفۂ نوع انسان ہوتا ہے۔ اسی طرح انسان تکون کے شروع سے رحم عالم میں بھی نوع ممتاز یعنی انسان تھا اور بتدریج ایک ہیئت سے دوسری ہیئت میں بدلتا رہا ہیں یہ تغییر ہیئت، ترقی اعضا اور نشوونما اصالت نوع کی مانع نہیں ہوتی۔ یہ تو استحالت میں ہے۔ جب ہم انواع کی نشوو ترقی بالفرض تسلیم بھی کرلیں۔ حالانکہ انسان شروع ہی سے اس ہیئت اور ترکیب کاملہ میں تھا اور صوری و معنوی کمالات کے حاصل کرنے کی استعداد رکھتا تھا۔ اور لنعملن انسانا علی صورتنا و مثالنا تھا۔ انتہی یہ ہے کہ اب خوشتر، نظر لفیتر، اور خوبصورت تر ہوگیا ہے۔ اور تمدن کے سبب جنگلی حالت سے باہر آگیا ہے۔ اُن جنگلی پھلوں کی طرح جو باغبان کی تربیت کے سبب خوشتر اور میٹھے ہوجاتے ہیں اور زیادہ لطافت و طراوت پاتے ہیں۔ عالم انسان کے باغبان انبیای الٰہی ہیں۔

براہین الٰہیہ در اصل و مبدأ انسان

جو دلیلیں ہم نے ابتک اصلیت نوع انسان کے بارہ میں دیں عقلی تھیں۔ اب روحانی دلیلیں دیتے ہیں۔ اور یہی اصلی دلیلیں ہیں۔ کیونکہ جسطرح ہم نے عقلی دلیلوں سے خدا کے ہونے کو ثابت کیا۔ اسی طرح عقلی دلیلوں سے ثابت کردیا کہ انسان شروع ہی سے انسان تھا اور اسکی نوع قدیم ہے۔ اب روحانی دلیلیں دیتے ہیں کہ وجود انسان یعنی نوع انسان لازم الوجود ہے۔ انسان کے بغیر خدائی کمالات جلوہ نما نہیں ہوسکتے۔ مگر یہ دلیلیں روحانی ہونگی عقلی نہیں۔

ہم نے بار بار دلائل و براہین سے ثابت کردیا ہے کہ انسان اشرف ممکنات اور جامع جمیع کمالات ہے۔ یہ بھی بتا چکے ہیں کہ تمام کائنات و موجودات تجلی الٰہی کے جلوہ گاہ ہیں۔ یعنی خدا کی الوہیت کے آثار تمام موجودات کائنات کے حقائق سے ظاہر ہیں، جیسا کہ کرۂ ارض آفتاب کی شعاعوں کا جلوہ گاہ ہے۔ یعنی نور و حرارت و تاثیر آفتاب کرۂ ارض کے تمام ذرات سے ظاہر و عیاں ہیں۔ اسیطرح

(بقیہ ملاحظہ ہو صفحہ چھ پر)

©Afnan Library Trust, 2026

فسادات کا شور اور داعیانِ امن

ہندوستان کا طول و عرض آجکل جنگ فساد اور خون خرابے کے باعث کرۂ نار کا نمونہ بنا ہوا ہے۔ بجز لڑائی دنگے قتل و غارت اور لوٹ گھسوٹ بے امنی و بے چینی کے کوئی خبر زیادہ عمومیت سے اخبارات میں گشت لگاتی ہوئی نظر نہیں آتی دیکھنے والوں کو نظر آرہا ہے کہ ہر لڑائی دنگے میں بعض انگلیاں لڑائی کا اشارہ کرتی ہیں اور بعض زبانیں شورش انگیزی کا اپدیش دیتی سنائی دیتی ہیں اور بعض ہستیاں اس قسم کی بھی لوگوں کو دکھائی دیتی ہیں جو اس بات پر آمادہ ہیں کہ ایک لمبے عرصہ تک فسادات کا یہ خونی سلسلہ نہ رکنے دیں۔

ان حالات نے ملک کی حالت دگرگوں کر دی ہے ہر ایک قوم دوسری قوم کو شک و اشتباہ اور خوف کی نظروں سے دیکھ رہی ہے۔ اور ان حالات کا بجز اسکے اور نتیجہ بھی کیا ہو سکتا تھا۔

فسادات کی یہ کثرت و شدت دیکھکر گمان ہوتا ہے کہ فسادی لوگ انسانی صفات سے عاری ہوتے جاتے ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ امن ہو۔ گویا کہ انکو فسادات کا مرض استسقا ہو گیا ہے۔ وہ اسی میں راضی ہیں کہ فسادات ہوتے ہیں تاکہ انکی خون آشامی کی لت پوری ہوتی رہے۔

یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ ملک میں نوع انسان کے بہی خواہوں کا فقدان ہے۔ خدا کے فضل سے ہیں اور بہت ہیں۔ مگر اس شورش و ہنگامے میں ان کی آواز پر کان کون دھرتا ہے۔ جو آوازیں صلح و آشتی کی بلند کی جاتی ہیں خود غرض لوگ انکو ہدف ملامت بناتے ہیں۔ لیکن جو لوگ اس نکتہ کو پا گئے ہیں کہ ہندوستان میں بسنے والوں کی فلاح و بہبود اور ان کی ہستی کا قیام امن و امان کی بحالی پر موقوف ہے۔ وہ کبھی بدگمانوں کی بدگمانی اور شورش پسندوں کی شورشوں اور افترا پردازوں کی افترا پردازیوں سے سچی بات کہنے سے رک نہیں سکتے۔ خدا کے بندوں کو لڑنے اور فساد کرنے سے روکنے اور صلح و صلاح کی طرف دعوت دینے والوں کی آوازیں آج خواہ کتنی ہی پست سنائی دیتی ہوں۔ اور ان کے متعلق خواہ کیسی ہی بدگمانیاں پھیلائی جاتی ہوں لیکن انجام کار دنیا کو یہی معلوم ہوگا کہ بڑھاوے دیکر لوگوں کو لڑانے والے انسانیت کے دشمن تھے۔ اور امن و صلح کی دعوت دینے والے سچے بہی خواہ۔ (شہاب)

اخباروں کے ایجنٹ بھی سنسنی پیدا کرتے ہیں

خبر ہے کہ "راولپنڈی میں سپرنٹنڈنٹ پولیس نے اخبار کے ایجنٹوں کو پکار پکار کر اخبار بیچنے سے منع کر دیا ہے۔ کیونکہ فساد کی خبر سے لوگوں کے مشتعل ہو جانے کا احتمال تھا۔"

راولپنڈی پولیس کے سپرنٹنڈنٹ صاحب کا یہ فعل بہت ہی دانشمندانہ ہے۔ واقعی فساد اسی وقت رک سکتا ہے جب اسکے ادنیٰ سے ادنیٰ اسباب کا بھی سد باب کیا جائے ہم نے دہلی میں خود محسوس کیا ہے کہ فساد کے دنوں میں اخبار فروش ایسی بھیانک بولیاں بولتے تھے جن کا اثر بازار بھر میں پھیل جاتا اور لوگ کام چھوڑ چھوڑ کر اخبار فروش کی طرف متوجہ ہو جاتے اور اس سے اخبار خریدتے۔ اخبار میں خواہ کوئی بات اتنی ڈراونی اور مصیبت ناک نہ ہو مگر اخبار فروش اتنا چمکاتے تھے کہ ایک دفعہ کان ضرور کھڑے ہو جاتے تھے۔

شکر ہے کہ کچھ عرصہ سے اس طریق میں تخفیف ہو گئی ہے اور اب دہلی کے اخبار فروش اس قسم کے اعلانات کرنے کی بجائے صرف اخبار کا نام لیکر ہی پکارتے پھرتے ہیں۔ ؛

قادیانی عقائد کی نئی کروٹ

قادیانی جماعت احمدیہ کے عقائد و خیالات اور لٹریچر سے واقف کون ایسا شخص ہے جسکو یہ معلوم نہ ہو کہ وہ لوگ ہر ایک مسلمان فرد کا جنازہ پڑھنا ناجائز و حرام بتاتے ہیں۔ جس نے جناب میرزا صاحب کے دعاوی کو سنا ہو یا نہ سنا ہو خواہ کسی بھی وجہ سے وہ آپکے ادعا کو تسلیم نہ کرتا ہو۔

اور اس حرمت میں اتنی وسعت ہے کہ چند ساعت کا مولود مسلمان بچہ بھی اسکی زد سے باہر نہیں رہ سکتا۔ موجودہ سردار قادیان جناب میرزا محمود احمد صاحب کا یہ فتویٰ سب کو معلوم ہے کہ آپ چند ساعت کے مسلمان بچے کو بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں جیسا کہ مسلمان کسی غیر مسلم بچے کے جنازہ سے احتراز کرتے ہیں۔ قادیان کا یہ فتویٰ اہالی قادیان کے دعاوی بلند بانگ کو کہ ہم خادم اسلام ہیں اور لوگوں کو مسلمان بناتے ہیں بالکل بے نقاب کر دیتا ہے۔

لیکن خوشا وقت کہ اب اس عقیدہ میں کچھ تزلزل آتا معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ وہی جناب میرزا محمود صاحب جو کسی اپنے مخالف مسلمان اور کسی معصوم مسلمان بچے کے جنازہ کو ناواجب احترام اور ممنوع قرار دیتے تھے۔ جناب مولوی محمد احسن امروہوی مرحوم کے جنازہ کی تحریک کرتے ہوئے کچھ اور کہتے ہیں۔ مولوی صاحب مرحوم میرزا صاحب کے بہت پرانے مرید تھے مگر اب وہ میرزا صاحب کی نبوۃ وغیرہ کے منکر ہو گئے تھے۔ میاں صاحب فرماتے ہیں کہ

"آنحضرت (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے تو ابی ابن سلول منافق کا جنازہ بھی پڑھا تھا۔ بعض لوگ اسے یہاں تک وسعت دیتے ہیں کہ عیسائیوں کا جنازہ بھی پڑھ لینا چاہئے لیکن یہ آواز چونکہ ایک یاد کی ہے اسلئے میں اسپر عمل کرنے سے ڈرتا ہوں پھر اسکے لئے کوئی شرعی سند بھی نہیں۔ اگر کوئی ہوتی تو پھر اسکی بھی کوشش کرتا۔" (الفضل ۳۔ اگست ۲۶ء کالم ۲)

ہم خوش ہیں کہ میاں صاحب مکرم اپنے خیالات کو وسعت دے رہے ہیں۔ اور اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ایک دو آوازوں کی بجائے زیادہ آوازیں اٹھیں تو پھر آپ کے راستہ میں کوئی روک نہیں ہو سکتی۔

رہی شریعت کی بات: اول تو آپنے بھی اسے ثانوی حیثیت دی ہے۔ دوسرے شریعت نے تو ہمیں مسلمانوں کے جنازے سے نہیں روکا۔ ہاں جناب میرزا صاحب کا دل ضرور موجود ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ میرزا صاحب مرحوم تو کوئی جدید مسلک نہ تھے وہ تو محض مجتہد تھے۔ لہٰذا مسائل شرعی میں انکی رائے اور رائے بھی دوسری موثر نہیں ہو سکتی (شہاب)

بہائی کون ہے؟

جسکا آئینۂ سینہ غبار بغض و عداوت سے پاک ہو۔ جسکا خانۂ دل انوار مہر و محبت سے روشن ہو۔ جسکی سچی الفت دوست و دشمن کے دلوں کو منجذب کرتی ہو۔ جسکے اخلاص کا اثر سنگدلوں کو بھی موم بنا دیتا ہو۔ جسکی ہمدردی و اعانت یار و اغیار کو پیار کے ہاتھ پھیلا کر گلے لگا لیتی ہو۔ جو زحمت دیکھکر زحمت کرنے کا عادی ہو۔ جو ظلم اور جفا پر لطف و وفا سے کام لیتا ہو۔ جو اوروں کی راحت و آسائش کیواسطے خود مصیبتیں جھیلتا ہو۔ جسکا آئین سچائی ہو۔ جسکا قانون پرہیزگاری ہو۔ وہ جو دوسروں کی ذلت میں اپنی سرفرازی معیوب سمجھتا ہو۔ جسکے اقوال و اعمال باہم مطابق ہوں۔ وہ جو سچے دل سے جمیع امم عالم کا محب ہو۔ جو تعصب و نفرت کو اپنے پاس نہیں آنے دیتا۔ بندگان خدا میں کسی قسم کا فرق و امتیاز جائز نہیں رکھتا۔ جسے اپنی دولت و حسن و ثروت کا غرور نہ ہو۔ جسے اپنے علم و فضل پر ناز نہ ہو کہ ہمچو منے دیگرے نیست" جسکا ظاہر و باطن یکساں ہو۔ جو محض اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر اوروں کی سچی باتیں نہ ٹالتا ہو۔ جو دین کے مقدس مقام پر کھڑے ہو کر دنیا کی آلائشوں میں غرق نہ ہو جائے۔ جو ہر حالت میں صابر و قانع ہو۔ جسکا قدم سلطان قدم کی راہوں پر اٹھتا ہو۔ جو ہنگام سحر رب دار کی طرف متوجہ ہو کر تضرع و زاری کرتا ہو۔ جو غفلت کے داغ کو عبادت کے پانی سے مٹاتا رہتا ہے۔ جو بیکسوں کی مصیبت میں کام آتا ہے۔ جو خطاکاروں سے بکمال فضل و بذل درگذر کرتا ہے۔ جو عدل و انصاف سے سرمو بھی منحرف نہیں ہوتا جو تمام مذاہب و ادیان میں انوار حقیقت ایزدی دیکھتا ہے اور اسکی قدر کرتا ہے جسکا یہ عقیدۂ راسخ ہے کہ تجلیات ایزدی بندوں کی تعلیم و ہدایت کے لئے ہر قران و عصر میں ہوتے رہے۔ اور آئندہ بھی ہوتے رہینگے۔ وہ جو حق عزوجل کو اپنا فرض سمجھکر عزیز و محبوب رکھتا ہو۔ جامع جمیع کمالات انسانی ہو۔

ایسا شخص خواہ کسی قوم اور کسی مذہب و ملت کا ہو بہائی ہے۔ ان تمام صفات عالی سے موصوف ہونا بے شک بہت ہی مشکل ہے۔ مگر آدمی ہمت کرے تو سب کچھ ہو سکتا ہے۔ تائید و توفیق کا عطا کرنیوالا تو وہی ایزد قادر و توانا ہے مگر ہم بھی تو ذرا اسکے راستے میں چلنے کی کوشش کریں۔

سید مرتضیٰ علی۔ منشی محفل روحانی (رنگون)

©Afnan Library Trust, 2026

عروج وزوال امم

کائنات کا ہر ذرہ تغیر پذیر ہے۔ دنیا کی ہر چیز زیر انقلاب ہے، عروج وزوال لازمۂ خلق ہے۔ بقاو فنا کے دور چلتے رہتے ہیں۔ ہر کمال کو زوال ہے۔ ہر زوال کے بعد ظہور کمال ہے۔ ہر بلند کو پست ہونا پڑتا ہے۔ عالم میں کوئی چیز اس سے مستثنیٰ نہیں۔ یہ عام قانونِ قدرت ہے۔ یہ سنت اللہ ہے خدا فرماتا ہے۔ ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق۔ افلا یعقلون (یٰسین) خلق میں ہم جسے عمر دیتے ہیں (آخر) اسے اوندھا کر دیتے ہیں کیا یہ لوگ عقل سے کام نہیں لیتے۔

یہ الفاظ ان تمام چیزوں پر حاوی ہیں جو اس کائنات میں پیدا ہوتی ہیں۔ کیونکہ ہر چیز اپنی عمر رکھتی ہے اسلئے ہر چیز کیساتھ زوال لگا ہوا ہے جس سے وہ بچ نہیں سکتی۔ اور یہ امر ہم عینی مشاہدہ سے دیکھ رہے ہیں جسکا انکار محال ہے۔

یہ قانونِ قدرت جسطرح افراد پر حاوی ہے اقوام پر بھی محیط ہے۔ ایک شخص پیدا ہوتا۔ بڑھتا۔ ترقی کرتا ہے۔ پھر کمزور ہوتا ہے۔ ڈھلتا ہے۔ مرجاتا ہے۔ قوم پیدا ہوتی ہے نشوونما پاتی ہے۔ معراج ترقی پر پہنچتی ہے پھر زوال آتا ہے قوم قعرِ ذلت میں گرتی اور فنا ہو جاتی ہے۔ جسطرح ایک انسان بہت بوڑھا ہو کر سب کچھ بھول جاتا ہے ومنکم من یرد الی ارذل العمر لکیلا یعلم من بعد علم شیئاً (نحل) یعنی ارذل عمر کو پہنچکر نادان وجاہل ہو جاتا ہے اسی طرح قوم بوڑھی ہو کر اپنے کمالات کو ضائع کر دیتی ہے۔ حاصل کی ہوئی تعلیمات کو فراموش کر کے جہالت کے گڑھے میں جا پڑتی ہے یہی قومی زوال ہوتا ہے یہی قومی موت و فنا ہے۔

جس نفس پر اجل وارد ہو اسکا مرنا ضروری ہے ولن یؤخر اللہ نفساً اذا جاء اجلھا (منافقون) یعنی جس شخص کا مقررہ وقت آپہنچا پھر اسکی موت میں تاخیر نہیں ہوتی۔ اسیطرح جب کسی قوم کی موت آتی ہے تو ضرور مرجاتی ہے۔ ما تسبق من امۃ اجلھا وما یستأخرون۔ (مومنون) کوئی امت اپنے مقررہ وقت سے آگے نہیں جاسکتی اور نہ کسی امت کے افراد قومی موت سے بچ سکتے ہیں۔

یہی سلسلۂ عروج وزوال ہمیشہ سے جاری ہے۔ دورِ بقاو فنا چل رہا ہے اور چلتا رہے گا۔ مذاہب عالم کی تاریخ پڑھئے اور امم گذشتہ اور ملل موجودہ کی حالت دیکھئے۔ یہ قانونِ تغیر وتبدیل صاف صاف نظر آئیگا۔ خلاق امم، قوم نوح کی ہلاکت کا ذکر کر کے فرماتا ہے۔ ثم انشأنا من بعدھم قرناً آخرین۔ (مومنون) پھر ہم نے ان کے بعد ایک دوسرا دور یعنی کچھ اور لوگ پیدا کئے۔

اسکے آگے آیات میں فرماتا ہے کہ اس قرن کے لوگوں میں بھی ہم نے اپنا رسول بھیجا جو توحید و تقویٰ کی تعلیم دیتا تھا مگر وہ دنیا دار لوگ کہنے لگے کہ یہ رسول ہماری ہی طرح کھاتا پیتا ہے۔ اسکی اطاعت میں تو ہمارا نقصان ہی نقصان ہے۔ یہ تو مفتری علی اللہ ہے۔ ہم اس شخص کو نہیں مان سکتے فاخذتھم الصیحۃ بالحق فجعلناھم غثاء فبعداً للقوم الظالمین۔ سو آوازۂ حق نے آلیا پھر ہم نے انہیں کوڑا کر دیا۔ ظالموں کیلئے رحمت سے دوری ہے۔ ثم انشأنا من بعدھم قروناً آخرین۔ پھر ہم نے انکے بعد اور قرن اور دوسرے لوگ پیدا کئے (یہ سلسلہ اسی قانونِ قدرت کے ماتحت چلتا ہے کہ) ما تسبق من امۃ اجلھا وما یستأخرون۔ کوئی امت اپنے وقت سے نہ آگے جاسکتی ہے نہ پیچھے ہٹ سکتی ہے۔ ٹھیک اپنے وقت پر مرجاتی ہے۔

گذشتہ آیات کے بعد پھر خدا فرماتا ہے ثم ارسلنا رسلنا تترا۔ پھر ہم نے پیاپے اپنے رسول بھیجے۔ کلما جاء امۃ رسولھا کذبوہ جب کبھی کسی امت کے پاس رسول آیا انہوں نے اسے جھٹلایا۔ فاتبعنا بعضھم بعضاً وجعلناھم احادیث۔ پھر ہم بھی بعض کے پیچھے بعض کو ہلاک کرتے گئے۔ اور ہم نے انکو کہانیاں بنا دیا۔ ان لوگوں کے واقعات اور شان وشوکت کے حالات افسانۂ کہن ہو کر رہ گئے۔ فبعداً لقوم لا یؤمنون ایمان نہ لانیوالی قوم رحمت سے دور ہے۔

دورِ موسوی آیا بنی اسرائیل کی رفیع الشان قوم دنیا میں چمکی۔ ایک دن بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے وقال موسیٰ لقومہ استعینوا باللہ واصبروا ان الارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین قالوا اوذینا من قبل ان تاتینا ومن بعد ما جئتنا قال عسیٰ ربکم ان یھلک عدوکم ویستخلفکم فی الارض فینظر کیف تعملون ۰ (اعراف ۱۲۵)

حضرت موسیٰ نے فرمایا تم اللہ سے مدد مانگو اور ثابت قدم رہو زمین اللہ کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے وارث کرے۔ آخر میدان پرہیزگاروں کا ہے وہ بولے کہ تیرے آنیسے پہلے بھی ہمیں دکھ دیا گیا اور تیرے آنیکے بعد بھی۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا عنقریب تمہارا رب تمہارے دشمن کو مار دیگا اور تمہیں زمین پر جانشین بنائیگا پھر دیکھیگا کہ تم کیسے کام کرتے ہو۔

بنی اسرائیل خدا کی نعمتوں سے مالا مال ہو گئے۔ اقوامِ عالم میں مشہور اور ممتاز ہو گئے۔ خدا کی برگزیدہ قوم کہلائے۔ حتیٰ کہ خدا نے فرمایا انی فضلتکم علی العالمین (بقرہ) میں نے تمہیں تمام جہانوں پر فضیلت بخشی ہے۔ یہ دور چلتا رہا اور مدتیں ہو گئیں۔ قوم بوڑھی ہونے لگی۔ فطال علیھم الامد فقست قلوبھم وکثیر منھم فاسقون (حدید) ان پر مدت دراز گذر گئی سو ان کے دل سخت ہو گئے۔ اور ان میں بہت بدکار ہیں۔ انہیں کے بارے میں فرمایا کہ نیک لوگوں کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے جو کتاب کے وارث ہو کر بھی دنیائے فانی کی جانب جھک پڑے۔ گناہ کر کے کہتے ہیں کہ ہم بخشے جائینگے (اعراف) ایسے ناخلف جو عبادتِ الٰہی کو گنوا بیٹھے ہیں۔ شہواتِ نفسانی کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ وہ پیچیدہ گمراہی میں پڑینگے پیہم چنانچہ بنی اسرائیل اوج عزت سے قعرِ ذلت میں جا پڑے۔ آسمانِ عروج سے زوال کے خندقوں میں گر گئے۔

مسلمانوں کا دور

ملتیں بنیں اور بگڑیں۔ قومیں اٹھیں اور گریں۔ قرن بقرن یہی تسلسل رہا۔ یہانتک کہ مسلمانوں کا دور آپہنچا۔ خدا نے فرمایا۔

ولقد اھلکنا القرون من قبلکم لما ظلموا وجاءتھم رسلھم بالبینٰت وما کانوا لیؤمنوا کذٰلک نجزی القوم المجرمین ثم جعلنٰکم خلائف فی الارض من بعدھم لننظر کیف تعملون۔ (یونس)

ہم نے تم سے پہلی امتوں کو ہلاک کر دیا جبکہ وہ بیجا کارروائیاں کرنے لگے۔ اور انکے پاس انکے رسول روشن دلائل لیکر پہنچے اور وہ ایمان نہ لانیوالے تھے یوں ہی ہم مجرموں کو سزا دیتے ہیں۔ پھر اب تمہیں اے مسلمانو! زمین پر جانشین بنا دیا۔ دیکھیں تم کیسے کام کرتے ہو

بنی اسرائیل سے بھی فرمایا تھا کہ ویستخلفکم فی الارض فینظر کیف تعملون۔ پہلی قوموں کو مٹا کر تمہیں انکی جگہ کھڑا کیا ہے تاکہ خدا دیکھے تم کیسے کام کرتے ہو۔ بعینہٖ وہی بات مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمائی کہ اگلی امتوں کو ہلاک کر کے تمہیں ان کی جگہ برپا کیا ہے۔ ہم دیکھینگے کہ تم کیسے کام کرتے ہو۔ یعنی اگر تم اچھے کام کروگے تو ہمارے مقبول ومحبوب بنوگے۔ کامیاب وبامراد ہوگے ورنہ بصورت دیگر تمہیں ہٹا کر دوسری قوم مبعوث کیجائیگی۔ تمہاری جگہ اور لوگوں کو دیجائے گی۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

ولقد وصینا الذین اوتوا الکتاب من قبلکم وایاکم ان اتقوا اللہ وان تکفروا فان للہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض وکان اللہ غنیاً حمیداً۔ وللہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض وکفیٰ باللہ وکیلاً۔ ان یشأ یذھبکم ایھا الناس ویأت بآخرین وکان اللہ علیٰ ذٰلک قدیراً۔ (نساء ۱۳۱-۱۳۳)

اور تم سے پہلے اہل کتاب کو اور اے مسلمانو! تمکو ہم نے وصیت کی ہے کہ تقویٰ اختیار کرو۔ اور اگر تم منکر ہو جاؤ تو آسمان وزمین میں سب کچھ خدا کا ہے۔ خدا بے پرواہ قابلِ تعریف ہے۔ اور اللہ ہی کا ہے جو آسمان وزمین میں ہے اور اللہ کافی کارساز ہے۔ اے لوگو! اللہ چاہے تو تمہیں لیجائے اور دوسروں کو لے آئے۔ خدا اسپر قادر ہے۔

یعنی اہل کتاب اور اہل اسلام دونوں کو خدا نے دین پر قائم رہنے کا حکم دیا ہے۔ اگر وہ دین پر قائم نہ رہیں تو ان کو مٹا کر خدا دوسرے لوگ برپا کرے گا۔ (جیسا کہ اسکا قانونِ قدرت ہے اور جیسا کہ وہ ہمیشہ کرتا چلا آیا ہے) اہل کتاب کا واقعہ پہلے سے مسلم ہے کہ وہ اوجِ عروج سے گر گئے۔ اور خدا نے انکی جگہ اہل اسلام کو دی۔ اب اہل اسلام کے اوجِ رفعت سے گرنے پر قدرت کا

©Afnan Library Trust, 2026

وہی قانون جلوہ گر ہوگا جو ہمیشہ سے جاری رہا ہے یعنی ان کے بعد ایک نیا دور شروع کیا جائے گا جیساکہ امم سابقہ کی ہلاکت کے بعد نئے قرن برپا کئے گئے تھے۔

قرآن مجید بالفاظ جلی یہی اعلان کر رہا ہے۔ یہی سنت اللہ ہے اور سنت اللہ کبھی نہیں بدلتی ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلاً۔

انقلاب امت کی خبر

سورۂ ہود میں بزبان نبوی ارشاد ہوتا ہے انني لكم منه نذير وبشير وان استغفروا ربكم ثم توبوا اليه يمتعكم متاعا حسنا الى اجل مسمى ويؤت كل ذي فضل فضله وان تولوا فاني اخاف عليكم عذاب يوم كبير۔ میں تمہارے لئے خدا کی طرف سے ڈرانیوالا اور بشارت دینے والا ہوں اور تم اپنے رب سے مغفرت چاہو اور اسی کی طرف متوجہ رہو۔ مقررہ وقت تک وہ تمہیں اچھا فائدہ دے گا۔ اور ہر ایک بڑائی والے کو اسکی بڑائی عطا فرمائے گا۔ اور جو تم روگردانی کرو یعنی دین پر قائم نہ رہو تو میں تمہاری نسبت بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

اس فقرہ سے کہ "ایک مقررہ وقت تک اچھا فائدہ دے گا" معلوم ہوا کہ مسلمانوں کا بھی ایک مقررہ وقت ہے۔ جسکے بعد وہ آسمانی فائدوں سے محروم ہو جائینگے۔ جیساکہ کل اقوام وملل کے بارے میں قانون قدرت ہے۔ اور اسمیں کیا شک ہے کہ جس بڑے دکھ کا خطرہ تھا مسلمان آج اسی ہولناک دکھ میں مبتلا ہیں جنکی انہیں خبر دیگئی تھی۔ مسلمان مشرق ومغرب میں پریشان ہیں۔ حکومتوں کے پہاڑ روئی کے گالے بنکر اڑ رہے ہیں۔ عالم اسلامی کی سربفلک عمارات منہدم ہو رہی ہیں۔ دنیائے اسلام میں قیامت کبریٰ قائم ہے۔ سورۂ انبیاء میں بھی خدا تعالےٰ تاکید مزید کے ساتھ مسلمانوں کو ہوشیار فرماتا ہے ولقد انزلنا اليكم كتابا فيه ذكركم افلا تعقلون۔ اے مسلمانو! ہم نے تمہاری طرف قرآن مجید اتارا ہے جسمیں تمہارا ذکر ہے یعنی تمہارے لئے ہر قسم کی نصیحت وہدایت ہے اور تمہارے عروج و زوال کا ذکر اسمیں کر دیا گیا ہے تم کیوں عقل سے کام نہیں لیتے۔ افلا يتدبرون القرآن ام على قلوب اقفالها (سورہ محمد) کیا قرآن کو غور سے نہیں پڑھتے یا دلوں پر تالے پڑ گئے ہیں

مرحوم نواب محسن الملک بہادر نے قوم کو مخاطب کر کے فرمایا ہے۔ تم عقل رکھتے ہو فاتر العقل نہیں ہو۔ خدا کے فضل سے آنکھیں رکھتے ہو اندھے نہیں ہو۔ غفلت کا پردہ آنکھوں پر پڑ گیا ہے (رپورٹ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس سنہ ۱۹۰۱ء)

مسلمانوں میں ہزاروں فرقے ہیں ۷۲ تو بہت زیادہ مشہور ہیں (ص ۲۰۲) انکار نہیں ہو سکتا کہ ہر فرقہ میں ایسی عادات داخل ہو گئی ہیں جو سب کے نزدیک خلاف اسلام ہیں (ص ۲۰۲)

مرحوم مولنا حالی نے اپنے مسدس میں فرمایا

نبوت نہ گر ختم ہوتی عرب پر | کوئی ہم میں مبعوث ہوتا پیمبر
تو ہے جیسے مذکور قرآں کے اندر | ضلالت یہود اور نصاریٰ کی اکثر
یونہی جو کتاب اس پیمبر پہ آتی | وہ گمراہیاں سب ہماری جتاتی

سنہ ۱۹۲۶ء

اُمت مسلمہ کا تازہ پرچہ ابلاغ امرت سر جون جولائی مسلمانوں کے متعلق لکھتا ہے۔ "جبکہ یہ دُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ کے صحیح مصداق تھے اور خدا تعالیٰ ان پر فالف بين قلوبهم فاصبحتم بنعمته اخوانا۔ کے انعامات نچھاور اور ان الارض لله يورثها من يشاء من عباده کی نعمتوں سے مالا مال کر رہا تھا ان کا ہر فرد باہمی دُحماء اور کفار کے لئے اشداء ہوا کرتا تھا مگر یہ کہانیاں

وقت پیری شباب کی باتیں۔ ایسی ہیں جیسے خواب کی باتیں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں۔

فرمانبرداری اور نافرمانی کے نتائج ہمیشہ اور ہر حالت میں مترتب ہوتے رہتے ہیں۔ اور ان کے نتائج کو مرتب کرنے والی ہستی اعلیٰ ایسی نہیں کہ کسی کے اعمال میں رائی کے دانہ برابر بھی کمی بیشی کرے۔ اس کا عدل وانصاف سب کیلئے یکساں ہے۔ مینہ کے لطافت طبع میں کلام نہیں لیکن باغ میں پھول پیدا ہونگے اور شور زمین میں خس وخاشاک!

قانون قدرت میں ناجائز رعایت کی گنجائش مطلقاً نہیں پائی جاتی اور نہ ہی وہ نمود محض کا طرفدار ہو سکتا ہے۔ وہ تو عملی جذبات کا حامی ومددگار ہے۔ جب کفار مکہ کے سامنے عمل پیش کیا گیا اور انہوں نے اسی نہایت غور وفکر کے بعد قبول کر کے عملی جامہ پہنایا تو ہر طرح کی کامیابی ان سے ہم آغوش ہوئی اور وہ فائز المرام زندگی بسر کرنے لگے۔ لیکن جب اس دستور العمل سے انحراف کیا گیا اور اسپر عمل کرنا تو کجا بلکہ اس کے ساتھ مقابلہ شروع کر دیا۔ تو قانون قدرت نے رجعت قہقری کا عمل دخل شروع کر دیا اور وہ قوم جو کل وارث تخت وتاج تھی اغیار کی تاخت و تاراج کا آماجگاہ بنگئی۔

پھر رسالہ البلاغ امرت سر اگست سنہ ۱۹۲۶ء لکھتا ہے

"سچی بات یہ ہے کہ اب مسلمانوں کی دنیا میں قریباً وہی حالت ہوگئی ہے جو یہود کی مغضوب علیہم ہونے کے سبب ہو گئی تھی۔ اگرچہ موجودہ مسلمانوں کی خود پسندی اور فخران کو اپنی ذلت کا احساس اور اعتراف کرنے کی اجازت نہ دیوے مگر واقعات کبھی لوگوں کی نظروں سے مخفی نہیں رہا کرتے۔"

"مولنا حالی نے مسلمانوں کی ذلت کی کیفیت اپنے مسدس میں خوب ظاہر کی ہے۔

پستی کا کوئی حد سے گذرنا دیکھے
اسلام کا گر کر نہ ابھرنا دیکھے
مانے نہ کبھی کہ مد ہے ہر جزر کے بعد
دریا کا ہمارے جو اترنا دیکھے"

ہندو مسلم فساد اور ہماری اصلاحی کوشش

آج دنیا میں چاروں طرف فساد کی آگ بھڑک رہی ہے۔ اہل مذاہب نے اپنے اپنے مذاہب کی حقیقت کو فراموش کر دیا ہے انسانی قلوب میں سے مذہب کی حقیقی روح نکل چکی ہے لفظی نزاع اور فرعی جنگ وجدل کے شرارے بلند ہو رہے ہیں۔ ہندوستان کی محکوم اقوام بھی ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر جھگڑ رہی ہیں۔ ہندو مسلم فسادات، واقعات روزمرہ ہو گئے ہیں۔ ہم ان واقعات کو دیکھکر خون کے آنسو بہاتے ہیں۔ ہر ممکن طریقہ سے براہ راست یا بواسطہ ان لڑائیوں کی آگ بجھانے میں کوشاں رہتے ہیں۔

کوکب ہند کے ذریعے ہم نے ہندوستان کے ہندو مسلمانوں کو بارہا صلح وسلام کے پیغام دیئے ہیں۔ محبت و مصالحت کی تدابیر بتائی ہیں جن پر کاربند ہو کر فتنہ جنگ و فساد سے اہل ملک محفوظ رہ سکتے ہیں۔ کیونکہ جو تدابیر ہم نے اتحاد ووفاق کے لئے بتائی ہیں وہ خدائی احکام ہیں جن میں عالم خلق کے لئے یقینی کامیابی مضمر ہے۔ اسکے سوا تمام تجاویز وقتی اور عارضی ہیں جو مستقل اور دائمی صلح قائم کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتیں۔ ہاں وحدت ادیان۔ وحدت عالم انسان۔ وحدت اوطان وغیرہ مسائل تمام تعصبات مذہبی سیاسی۔ قومی۔ وطنی کو دور کر سکتے ہیں۔

اور جب تک تعصبات دور نہ ہوں یہ لڑائیاں ختم نہیں ہوں گی۔

امر مہائی نے جو طریق صلح بیان کیا ہے آخر دنیا کو وہی قبول کرنا پڑے گا۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ عالم انسانی اسی نقطۂ خیال کی طرف جلد جلد قدم بڑھاتا ہوا چلا آ رہا ہے دنیا کے دوسرے ممالک نے امر مہائی کی مبارک تعلیم کو ہندوستان سے پیشتر اخذ کر کے عمل شروع کر دیا ہے۔ چنانچہ حال ہی میں پیسہ اخبار لاہور نے ایک نئی کتاب پر ریویو کیا ہے۔ یہ کتاب اس مضمون پر شائع ہوئی ہے کہ امریکہ کی گورنمنٹ نے امر مہائی کے کتنے احکام عملاً ملک میں جاری کر دئے ہیں جو ملک کی ارتقاء جدید کی روح رواں ہیں۔

ہندوستان کی مکدر فضا میں جہاں ایکطرف کوکب ہند کے صاف صاف مضامین اہل صفا کے لئے قطرات آب حیات سمجھے گئے وہاں دوسری طرف بعض اخبارات نے اپنی منشاء کے مطابق صرف انکے بعض حصے نقل کئے جو ان کے حق میں تھے۔ چنانچہ ہندو مسلم فسادات پر جو مضامین کوکب میں شائع ہوئے ان میں سے ملاپ لاہور آریہ مسافر آگرہ نے صرف وہ حصہ نقل کیا۔ جو انہیں اپنے حق میں مفید نظر آیا۔ ہاں اخبار شعاع بریلی نے مضمون اذان اور باجہ پورا نقل کیا۔

ہم محترم اڈیٹر صاحبان ملاپ لاہور اور آریہ مسافر آگرہ سے امید کرتے ہیں کہ آئندہ کوئی مضمون کوکب ہند سے نقل فرمائیں تو مکمل نقل فرمائیں۔ نقل مضمون کی ہماری طرف سے عام اجازت ہے

©Afnan Library Trust, 2026

(بقیہ صفحہ ۵ کالم ۲)

اس فضائی لامتناہی میں تمام کائنات عمومیہ کے ذرات کا ہر ایک ذرہ کمالات ربانی میں سے ایک کمال ظاہر کرتا ہے کوئی چیز بھی محروم نہیں ہے۔ کوئی آیتِ رحمتِ خدا ہے یعنی خدا کی رحمت کو ظاہر کرتی ہے کوئی آیتِ قدرتِ خدا ہے کوئی آیتِ عظمتِ خدا ہے کوئی آیتِ عدل خدا ہے۔ کوئی آیتِ ربانیت خدا ہے یعنی پرورش کرتی ہے کوئی آیتِ کرم خدا ہے کوئی آیتِ بصر خدا ہے۔ کوئی آیتِ سمع خدا ہے۔ کوئی آیتِ علم خدا ہے۔ کوئی آیتِ نعمتِ خدا ہے وقس علیٰ ذالک۔ مراد یہ ہے کہ ہر ایک کائن لابد تجلی الٰہی کا جلوہ گاہ ہے یعنی کمالات الٰہیہ اسمیں ظاہر اور متجلی ہیں۔ مثلاً آفتاب اس صحرا اور اس دریا میں۔ ان درختوں۔ پھلوں۔ شگوفوں میں الغرض زمین کی کل اشیاء میں جلوہ نما ہے۔

فی الحقیقت اس دنیا یعنی موجودات کا ہر کائن اسماء الٰہی میں سے ایک اسم کو ظاہر کرتا ہے۔ مگر انسانی حقیقت ایک حقیقتِ جامعہ کلیہ ہے اور تمام کمالاتِ ربانی کی تجلی جلوہ گاہ ہے۔ یعنی ہر ایک اسم اور ہر ایک صفت اور ہر ایک کمال جو ہم خدا کے بارے میں ثابت کرتے ہیں اسکی ایک ایک آیت انسان میں موجود ہے۔ اگر کوئی صفت انسان میں موجود نہ ہوتی تو وہ اُس کمال کا تصور نہ کر سکتا اور اسکے سمجھنے سے محروم رہتا۔ مثلاً ہم کہتے ہیں کہ خدا بصیر ہے یہ آنکھ اسکی بصر کی آیت ہے۔ اگر یہ بصر انسان میں نہ ہوتی تو ہم خدا کے بصیر ہونے کا کیسے تصور کر سکتے تھے کیونکہ اکمہ یعنی مادر زاد اندھا بصارت کا تصور نہیں کر سکتا۔ مادر زاد بہرہ سمع کا تصور نہیں کر سکتا۔ روحانی مردہ روحانی زندگی کا تصور نہیں کر سکتا لہٰذا ربوبیت الٰہیہ جو تمام کمالات کی مسجع ہے حقیقتِ انسانی میں متجلی ہے۔ یعنی ذات احدیت نے جو تمام کمالات کی مسجع ہے اس مقام سے حقیقتِ انسانی میں تجلی فرمائی ہے یا یوں کہو کہ شمس حقیقت اس آئینہ میں چمک رہا ہے اسی لئے انسان ایک کامل آئینہ ہے۔ جو آفتاب حقیقت کے سامنے ہے اور اسکا جلوہ گاہ ہے کمالاتِ ربانی کی تجلی حقیقتِ انسان سے ظاہر ہے۔ اسی لئے وہ خلیفۃ اللہ ہے۔ رسول اللہ ہے۔ اگر انسان نہ ہوتا تو تمام عالم وجود بھی بے فائدہ ہوتا کیونکہ وجود کا مقصد ہی یہی ہے کہ کمالاتِ الٰہیہ ظاہر ہوں پس یہ ممکن نہیں کہ ایک وقت ایسا ہو جب انسان نہ تھا۔ نہایت یہ ہے کہ یہ کرۂ زمین نہ تھا۔ اور اسکے شروع ہی میں انسان اسمیں پیدا نہ ہو گیا تھا۔ مگر یہ مظہریت کاملہ یعنی انسان اول لا اول سے تھا اور آخر لا آخر تک رہیگا۔ یہ انسان جسکی طرف ہم اشارہ کر رہے ہیں اس سے ہر انسان مقصد نہیں بلکہ ہماری مراد انسان کامل ہے۔ درخت کا سب سے شریف حصہ اُسکا پھل ہے اور یہی اسکا مقصد اصلی ہے۔ اگر درخت پھل نہ دے تو بیکار ہے پس ممکن نہیں کہ ایسا تصور بھی کر سکیں کہ ایک وقت عالم وجود میں خواہ علوی ہو یا سفلی۔ گدھا۔ گائے۔ چوہا اور بلی تو تھے مگر انسان نہ تھا۔ ایسا تصور باطل ہے جہل ہے حرفِ حق آفتاب کی طرح روشن ہے۔

یہ روحانی دلیل ہے۔ مادہ پرستوں کے لئے ابتدا میں یہ دلیل نہیں دی جا سکتی۔ پہلے عقلی دلیل دیکر پھر روحانی دلیل دینی چاہیئے۔ ؛

کیا مسلمان تعلیمیافتہ عمدہ نصاب تعلیم نہ ہونیسے زندگی میں ناکام ہیں

نوشتہ سید طفیل احمد ولایت منزل علیگڈھ

جب ہندوستان میں انگریزی مدارس قائم ہوئے تو مسلمان اُن سے اسلئے کنارہ کش رہے کہ اُنمیں مذہبی تعلیم کا انتظام نہ تھا سرسید نے مدرسۃ العلوم علیگڈھ قائم کر کے اس میں دینی اور دنیوی تعلیم کا یکجا انتظام کیا۔ مگر مسلمانوں نے یہاں کے نصاب کو غیر مکمل سمجھکر لکھنؤ میں دارالعلوم ندوۃ العلماء قائم کیا تاکہ اس سے روشن خیال علما بیدار ہو کر مسلمانوں کی دینی اور دنیوی رہنمائی کریں۔ مگر ترقی کا جو نصب العین مسلمانوں کے سامنے تھا وہ پرانے عربی مدارس علمی گڈھ کالج اور دارالعلوم لکھنؤ کسی سے پورا نہ ہوا اور ہر طرف یہی شکایت رہی کہ انگریزی مدارس قوم کو غلامی سکھاتے ہیں اور عربی مدارس دنیوی تعلیم سے معرا ہیں ۱۹۲۰ء میں جب ترک موالات کی ہوا چلی تو مسلمانوں نے جامعہ ملیہ اور چند نیشنل اسکول قائم کر کے ان میں یورپ کے گریجویٹ اور مشرقی علوم کے ماہر یکجا جمع کئے جو سب کے سب مذہبی اور قومی رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ اور پوری امید تھی کہ ان مدارس سے جو طلبا فارغ ہو کر نکلیں گے وہ قوم کی توقعات پوری کریں گے۔ مگر طلبا تیار ہونے سے پہلے ہی یہ درسگاہیں مضمحل ہو گئیں۔ اور مسلمانوں کی تمام امیدیں خاک میں ملگئیں۔

ان پچاس سال میں مسلمانوں نے تعلیم کے متعلق صدہا منصوبے قائم کئے اور پچاسوں قسم کے نصاب مرتب کر لئے مگر ہنوز روز اول ہے اور وہ اپنی درسگاہوں کی تعلیم سے اُس سے بھی زیادہ غیر مطمئن ہیں جیسا کہ ۱۸۷۵ء میں مدرسۃ العلوم علیگڈھ قائم ہونے سے قبل تھے۔

برخلاف اسکے برادران وطن نے آو دیکھا نہ تاو۔ جب سرکاری مدارس قائم ہوئے تو جیسی کچھ بھی بُری بھلی تعلیم اُن میں ہوتی تھی اُس سے مستفیض ہونے لگے۔ اور اسی سے مثل پروفیسر بوس اور پروفیسر رے اور ڈاکٹر ٹاگور کے ماہران علوم اور مثل پروفیسر گوکھلے اور تلک کے ماہران سیاست پیدا ہوئے۔ انہیں سرکاری مدارس سے ہندو اور مسلمان دونو تعلیم پاکر بڑے بڑے جلیل القدر مناصب پر پہنچے۔ مگر ہندوؤں میں بکثرت ایسے لوگ ہیں جو اپنی ذات پر تکلیف اُٹھا کر گرانقدر عطیات اپنی قوم کے لئے دیتے ہیں۔ سر ایس پی سنہا کی نسبت سُنا ہے کہ وہ ہزاروں روپیہ ماہوار غریب بچوں پر صرف کرتے ہیں بنگال کے ایک سیٹھ ملین مسٹروت نے ہزاروں روپیہ ماہوار کے خرچ سے عورتوں کی صنعتی تعلیم کے لئے مدرسہ چلا رکھا ہے سر گنگا رام انجینیر نے لاکھوں کروڑوں روپیہ کے کار خیر پنجاب میں جاری کئے ہیں۔ خود ہمارے علیگڈھ کالج کے ایک غیر مرئوف ہند و طالبعلم ڈاکٹر کامتا پرشاد نے جو فرانس میں ڈاکٹر تھے پچاس ہزار روپیہ الہ آباد یونیورسٹی میں کیمسٹری کی نباتاتی تحقیقات کے لئے دیدیا مگر مسلمانوں کے جدید تعلیمیافتگان میں بجز مولوی کرامت حسین مرحوم اور چند دیگر اصحاب کے کسی کی نسبت نہیں سُنا گیا کہ انہوں نے تعلیم کے لئے کوئی گرانقدر رقم دی ہو۔

یوں کمانے میں مسلمان کسی سے پیچھے نہیں مگر چونکہ وہ روپیہ بچا کر اُسے بڑھانا نہیں جانتے اسلئے وہ اپنے روپیہ کے صحیح مصرف سے بھی واقف نہیں ہوتی۔ جب روپیہ ان کے ہاتھ میں آتا ہے تو اُسے محض صرف کر ڈالنا جانتے ہیں جس سے اپنے لئے اعلیٰ درجہ کے سوٹ اور گھر والوں کیلئے قیمتی ساڑھیاں بنوانا ان کا انتہائے نصب العین ہو جاتا ہے۔ دوسروں کو نیک کاموں میں صرف کرتے ہوئے دیکھکر وہ دلمیں ضرور کڑھتے ہیں اپنے غریب بھائیوں کی امداد کرنے کی اُمنگ اُن کے دلمیں بھی پیدا ہوتی ہے۔ وہ بھی ایثار کرنا اور دل سے قوم کی خدمت کرنا چاہتے ہیں مگر مسرفانہ عادات کی وجہ سے اپنے جذبات پر قدرت نہیں رکھتے۔ اور جو کچھ جس ذریعہ سے اُنہیں ملتا ہے اُسے بلا ارادہ صرف کر ڈالتے ہیں۔ نمود و نمائش کی چیزوں میں صرف کرنے کے نام پیدا کرنے کی عادت انہیں علوم کے مطالعہ اور فنون کی تحقیقات سے بھی محروم رکھتی ہے جن کے لئے محض ضبط نفس کی تربیت کی ضرورت ہوتی ہے نہ کہ یونیورسٹیوں کی ڈگریوں یا اعلیٰ درجہ کے نصاب کی۔ چنانچہ یورپ میں ہزاروں ایسے موجد گذرے ہیں جنہیں یونیورسٹی کی تعلیم کی ہوا بھی نہ لگی تھی اور محض ضبط نفس اور کفایت شعاری سے وہ ادنیٰ حالت سے اعلیٰ مدارج پر پہنچے ؛

اب ملتا ہے پھر نہ ملے گا

کوکب ہند کا فائل سال اول و دوم ابھی ملتا ہے دفتر میں چند نسخے مکمل و مجلد موجود ہیں جو عنقریب نکل جائینگے۔ مشائقین کو چاہیئے کہ جلد درخواستیں ارسال فرمائیں ورنہ پھر نہ ملے گا۔

یہ دونو جلدیں ان زبردست مضامین سے لبریز ہیں جنکو پڑھکر اخبارات ہند اور تمام اہل الرائے مرحبا پکار اُٹھے ہیں ؛

قیمت فائل سال اول تین روپے (سے ر)
سال دوم پانچ روپے صر (سنجر)

دفتر کوکب ہند چاندنی چوک دہلی

©Afnan Library Trust, 2026

مسئلہ حجاز کے متعلق

وزیر اعظم ایران کا ایک زبردست اعلان

تازہ ترین ایرانی اخبارات میں وزیر اعظم ایران کا ایک مسئلہ حجاز پر زبردست اعلان شائع ہوا ہے۔ جسکو ہم ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

وہ زیادتیاں اور تعدیاں جو دنیائے مذہب اور مسلمانوں کے فرقوں کے عقائد کے ساتھ وہابی گروہ کے ہاتھوں عمل میں آچکے ہیں اور وہ بے حرمتیاں جو اس جماعت نے حرمین شریفین میں کی ہیں جو تمام مسلمانوں کا قبلہ و معبد ہے اور جو تمام مسلمین مومنین کے اتحاد روحانی کا مرکز ہے اسنے علی العموم مسلمانوں کو مضطرب اور متحیر کردیا ہے اور وہ جسارتیں جو ان گستاخوں کے ہاتھوں بندگان دین کے متبرک مزارات و مقامات کیساتھ بقیع میں ظہور میں آئی ہیں۔ انہوں نے تمام مسلمانوں کو متاثر اور سوگوار بنا دیا ہے۔

ہماری سلطنت کی تمام رعایا کو معلوم ہونا چاہیے کہ کب سے اس جماعت کی دراز دستیاں شروع ہوئیں۔ اسوقت سے حکومت ایران نے اس قسم کے افعال شنیعہ پر اعتراضات شدیدہ کرنا شروع کردیے جو کسی مذہب کے آداب حسنات کے مخالف اور اصول تمدن کے خلاف ہیں۔ یہانتک کہ اس جماعت کے سردار عبد العزیز بن سعود کی طرف سے وعدہ ہوا کہ اس قسم کی درازدستیاں جس عقائد کی اور عالم اسلام کے شعائر ملی کی کھلی ہوئی بے احترامی ہوتی ہے اب اسکا ارتکاب اعادہ نہ ہوگا۔

مگر ہماری امید و انتظار کے برخلاف آخر میں اس جماعت نے اپنے وعدوں کے برخلاف وہ اعمال صادر ہوئے جنہوں نے مسلمانوں کے دلوں کو متاثر اور غمگین کردیا۔ اور یہی اعمال اسکا سبب ہے کہ حکومت ایران نے ابن سعود کی دعوت شرکت مؤتمر اسلامی کو قابل قبول نہ سمجھکر رد کردیا۔

لحاظ اس امر کے ان اماکن مقدسہ کی تعظیم و بزرگداشت جو کروڑوں انسان عقیدہ اور ایمان کی رو سے انکو ندائے رحمان کے انوار کا مھبط اور فیض آسمانی کا منبع سمجھتے ہیں یہ چیز شعائر اسلامی سے ہے۔ خصوصاً اس زمانہ میں جو عقائد اور آداب مذہبی کے احترام کا دور ہے اور ہر قوم کے تمام مہذب گروہ اسکی کوشش میں ہیں کہ دوسروں کے معتقدات مذہبی کی تعظیم و احترام کریں اور ہر جماعت کے شعائر دینی پر تعدی منسوخ کی جائے۔ ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ حکومت و قوم ایران کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ چپ رہ سکے اور اس امر کو برداشت کرلیا جاوے کہ ایک مختصر فرقہ جو دیگر فرق اسلامیہ کے مقابلہ میں اقل قلیل ہے، اپنے مخصوص عقائد کو تمام عالم اسلام پر جبراً منوانا چاہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ چیز بردباری اور تحمل کی ہے۔ یہی نہیں اس زمانہ میں جبکہ تمام زندہ قومیں حکما بزرگوں، شاعروں اور ارباب صنعت کے قبور اور آثار کی ہزار طرح حفاظت کرتے اور احترام کے قابل ہیں خواہ یہ حکما و ادبا دوسری قوم اور جماعت کے ہوں اور اس معاملہ میں ملت، قوم اور نسل کا کوئی امتیاز نہیں رکھا جاتا ہے۔ اسی زمانہ میں ایک جماعت اپنی مخصوص تعلیم اور اصول کی بنا پر ان ائمۂ ہدیٰ اور اولیاء اللہ کے آثار کو مٹا دے جسکی جگہ کروڑوں انسانوں کی جانوں اور دلوں میں ہو۔

حکومت ایران ان حرکات کو دور توحش و بربریت و جاہلیت کی یاد کو تازہ کرنے کے مرادف سمجھکر ان دردناک حرکتوں پر سخت پروٹسٹ کرتی ہے اور اسی سلسلہ میں دنیا کے تمام مسلمانوں کو آگاہ کرنا چاہتی ہے کہ وہ سب بلحاظ ان عقائد کے جو سب میں مشترک ہیں متفق ہوکر ہر ممکن ذریعہ سے اسکے رد کرنے کی کوشش کریں۔

اور اس لحاظ سے کہ حرمین شریفین سے حقیقتاً تمام مسلمانان عالم کا مساوی تعلق ہے اور کسی مخصوص فرقہ مسلمین کا انپر کوئی مخصوص حق نہیں ہے کہ ان مقدس مقامات میں جو اتحاد اسلامی کے قبلہ اور اسلام کی روحانیت کے مرکز ہیں اپنے ساتھ مخصوص کرکے وہاں اپنی مرضی کے مطابق تصرفات کرے اور دوسروں کے عقائد کو دبا کر اپنے عقائد کا بار دوسروں پر رکھے اسلئے تمام مسلمانوں سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ ایک عام مؤتمر میں جمع ہوکر جسمیں تمام اسلامی فرقوں کے نمایندے جمع ہوں حرمین شریفین کے مسئلہ کو حل کریں۔ اور ایسے قوانین و نظام اس مؤتمر میں وضع کئے جائیں کہ تمام مسلمان اپنے مخصوص عقائد کی پابندی کرتے ہوئے آزاد طریقہ سے مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے روحانی برکات اور آسمانی فیض سے مستفیض اور بہرہ اندوز ہوسکیں۔ اور سعادت الٰہی کے سرچشمے تمام فرق مسلمین کو بلا استثناء و خصوصیت مساوی حیثیت سے سب کو سیراب کرسکے۔

ہمکو امید ہے کہ تمام مسلمان گروہ اور سلطنتیں اس مذہبی اور قومی اپیل پر توجہ فرمائیں گی اور اسکو قبول کرینگی قبل اسکے کہ مقدمات ملی اور شعائر مذہبی پر کوئی زد پڑے۔ (حسن بن یوسف وزیر اعظم ایران یکم تیرماہ سنہ ۱۳۰۵ فصلی) (پیغام عمل فیروز پور)

رُباعیاتِ عمر خیام

مغرب مشرق کے قدموں میں

اگر آپکو یہ دیکھنا ہو کہ مغرب کے اہل کمال کسطرح مشرق کے آگے جھک گئی تو آپکو لیڈ رباعیات عمر خیام کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ آجتک بازار میں رُباعیات عمر خیام کے جو نسخے ملتے تھے علاوہ کتابت و طباعۃ کی غلطیوں کے بہت نامکمل ہوتے تھے مگر یہ نسخہ مکمل ہے اور اسکا حسنِ کتابت و طباعت تعریف سے مستغنی ہے۔ علاوہ مکمل ہونے کے اسمیں ایک خوبی یہ ہے کہ ہر ایک رُباعی کا نہایت اعلیٰ منظوم ترجمہ بھی ساتھ دیا گیا ہے۔ مزید برآں عمر خیام کا فوٹو بھی شاملِ کتاب ہے۔ قیمت علاوہ محصول ۱۴ر

کتابستان بازار کمرہ بنگش دہلی

سنیاسی آشرم کی شہرہ آفاق ادویات

ذیل کی ادویات جو بارہا تجربہ کی کسوٹی پر اپنی صداقت کا ثبوت دیتی ہوئی تیر بہدف اور اکسیر اعظم کا ٹائٹیل حاصل کرچکی ہیں۔ اشتہار کا خرچ بچاکر بالکل معمولی منافع لگاکر جو بمقابلۂ محنت کوئی حقیقت نہیں رکھتا قیمت لگائی گئی ہے۔

ادویات کی صداقت کے لئے تجربہ اور امتحان شرط ہے۔ بدظنی کا علاج اسکے سوا اور کوئی نہیں۔

۱۔ اکسیر تپ دق و سل:۔ یہ وہ موذی اور جانکن امراض ہیں۔ جنکے مریض شاید ہی تین فیصدی جانبر ہوتے ہوں مگر سنیاسی اکسیر تپ دق و سل نے تجربہ سے اسبات کو پایۂ ثبوت تک پہنچا دیا ہے۔ کہ میرے استعمال سے ۹۰ فیصدی سے زائد مایوس العلاج مریضوں نے غسل صحت کیا۔ قیمت فی شیشی ۱۰ر

۲۔ اکسیر اٹھرا:۔ چھوٹی عمر میں بچوں کا اسی مُلک عدم ہوجانا والدین کے نازک دل پر جو صدمہ پہنچاتا ہے۔ اسے وہی جانتے ہیں جنہیں اس بلائے ناگہانی سے واسطہ پڑتا ہے۔ اکسیر اٹھرا کے استعمال سے ہزارہا بچے جانبر ہوکر اپنی طبعی عمر کو پہنچ چکے۔ پس اگر چاہتے ہو کہ ہماری اولاد بچپن میں ہمیشہ کے لئے داغ مفارقت نہ دے تو سنیاسی آشرم کا اکسیر اٹھرا استعمال فرمائیں جو اٹھرا کا بے خطا اور بے مثل علاج ہے۔

قیمت ۲۰ گولی پانچ روپے صر

پتہ

اے کے بہمرائے۔ منیجر سنیاسی آشرم بٹالہ ضلع گورداسپور

مسٹر نیاز آف دی کورٹ آف لندن

رنانڈس کے اس زبردست اور مشہور ناول کا اردو ترجمہ ان خریداروں کے لئے جنہوں نے قیمتیں پیشگی ادا کردی تھیں بمقدار قلیل دوسرے صوبہ میں چھپایا اور شائع کیا گیا تھا۔ پھر بھی چند سٹ بچ گئے اب ۷ جلدوں کا مجموعہ جس کی اصلی قیمت ۷ روپے ہے بطور خاص رعایت محض شاک خالی کرنے کے لئے ۱۲ر میں مع محصول ڈاک وی پی بھجوایا جاسکتا ہے الگ الگ حصے روانہ نہ ہوں گے ختم ہونے پر یہ کتاب کسی قیمت پر نہ مل سکے گی

لال برادرس ۲۰ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

©Afnan Library Trust, 2026

ساڑھے چار روپے میں حکیم حاذق

پاکٹ کیس ادویات

یہ پاکٹ کیس ایسی عجیب و غریب ادویات سے ترکیب دیا گیا ہے جنکا تجربہ ہزارہا بار پہلے کیا جا چکا ہے۔ سفر و حضر میں رہنے والوں کے لئے یہ پاکٹ کیس سچا مشیر طبی ثابت ہوگا۔ ایسی جگہوں میں جہاں ضرورت پڑنے پر کوئی دوا تک ملسکے یہ بکس آپکی خاص رہنمائی کریگا۔ ایسے وقت میں جبکہ آپکو کسی اچانک، مرض کے حملے نے پریشان کر دیا ہو اور طبیب یا ڈاکٹر کی فوری امداد کی ضرورت ہو یہ پاکٹ کیس صحیح معنوں میں حکیم حاذق کا کام دیگا۔ اس پاکٹ کیس میں اچانک ہو جانیوالی تمام امراض کے دفعیہ کیلئے ایسی تجربہ کی اکسیر الاثر دوائیں موجود ہیں جو کہ تقریباً تین چار سو مریضوں کے لئے کافی ہیں۔ اور جسکی موجودگی میں آپ پورے ڈاکٹر کا کام لے سکتے ہیں۔ بال بچہ دار گھرانوں میں اسکا موجود ہونا حکیموں اور ڈاکٹروں کی بڑی بڑی فیسوں کی زیر باری سے بچا دیگا۔ پھر نہ تو انہیں کسی حکیم و ڈاکٹر کی ضرورت ہوگی اور نہ کسی نسخہ کے تجویز یا تلاش کی فکر۔ ایسی حکیم یا ڈاکٹر جو کہ اپنے مطب کو کامیاب بنانا چاہتے ہوں وہ اسکی ذریعہ سے اپنی آمدنی اور شہرت کو کافی طور پر بڑھا سکتے ہیں۔ گویا یہ ایک ایسا **پاکٹ ہسپتال** ہے جو وقت پر آپکو پورے ڈاکٹر کا کام دیگا۔ اور انشاء اللہ آپکی تمام جسمانی تکلیفوں کو منٹوں میں دور کر دے گا۔ بڑے بڑے نامی گرامی اطباء نے اسے مشیر طبی مان لیا ہے۔ اسلئے میں آپ سے بزور سفارش کرتا ہوں کہ ایک ایک بکس ضرور گھر میں موجود رکھنا چاہیئے۔ قیمت فی بکس بلحاظ ڈاکخرچ وغیرہ ۴؍ کل قیمت پیشگی آنے سے ڈاکخرچ معاف۔

لاجواب خوشبودار تیل کا صحیح اور اچوک نسخہ :- اسکی خوشبو اسقدر تیز ہے کہ پانچ روپے تولے والا عطر بیچ ہی اپنی اور دلفریب خوشبو سے لوگوں کو متوالا بنا دینے والا۔ تمام عوارضات دماغی کو منٹوں میں دور کرنیوالا۔ ہزاروں روپے کا فروخت ہونیوالا۔ فوراً کم قیمت میں تیار کر لو۔ ہر شخص منٹوں میں تیار کر کے سینکڑوں روپے ماہوار کی مستقل آمدنی پیدا کر سکتا ہے۔ قیمت نسخہ پانچ روپے مقرر ہیں۔ مگر اخبار کوکب ہند کے خریدار کو مفت دیا جائے گا۔ صرف ۱؍ کی ٹکٹ برائے ڈاکخرچ بھیجکر بذریعہ رجسٹرڈ لیٹر کے مفت منگالیں۔ جو شخص ابتک اخبار کے خریدار نہیں ہوئے وہ اس موقعہ کو غنیمت سمجھکر فوراً خریدار بنجائیں۔ اور فائدہ اٹھائیں۔

پتہ

ڈاکٹر ایس۔ اے۔ **ماجد** پروپرائٹر پاکٹ کیس فارمیسی۔ پوسٹ منیر ضلع پٹنہ

دار الکتب اسلامیہ

تبلیغ و اشاعت اسلام کی بہترین کتابیں۔ عربی فارسی۔ اردو۔ انگریزی۔ و حمائل شریف معرا ہر قسم مندرجہ ذیل پتہ سے طلب فرمائیں۔

(فہرست کتب مفت)

پتہ

مینیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

غیبی امداد کا فرشتہ

سُرمہ بنا ہے قدرتِ حق سے وہ لاجواب
چشم فلک نے دیکھ جسے مرحبا کہا ؎

سالہا سال کے تجربہ اور بفضلِ خدا سینکڑوں مریضوں کی صحتیابی کے بعد خلق خدا کی بہبودی اور جملہ مریضان چشم کی آگاہی کیلئے اطلاع دیجاتی ہے کہ سُرمہ نور البصر جو آنکھ کی تمام شکایات کی بے ضرر اور اصلی ممیرہ چینی سے تیار کی ہوئی تیز بہدف دوا ہے ہر ایک حاجتمند کو ایک آنے کا ٹکٹ برائے ڈاکخرچ موصول ہونے پر فی سبیل اللہ روانہ کیجاتی ہے۔

نیاز مندان | ایم۔ ممتاز۔ ایم مختار یونین سٹور شملہ

عورتیں اپریشن سے گھبراتی ہیں

آل انڈیا یوگا چاری میڈیکل مشن کو یہ فخر ہے کہ انکے ہسپتال ست دھرم کی انچارج لیڈی ڈاکٹر پنڈت ستیہ وتی جی شاستری ایم۔ ایس۔ سی (او) ایم۔ ڈی ایچ (امریکہ) ویدشاستری ایڈیٹر رسالہ ست دھرم (اردو) و رسالہ لیڈی ڈاکٹر (ہندی) نہ صرف امراض زنانہ کی ماہر خصوصی ہیں بلکہ رحم کی قابل اپریشن امراض کا علاج بغیر اپریشن کرنیمیں زبردست کامیابی حاصل کر چکی ہیں۔ ان کا طریقۂ علاج بالکل نرالا اور مخصوص ہے جو فی الحال کسی ڈاکٹر یا لیڈی ڈاکٹر یا وید حکیم کو معلوم نہیں۔ ہسپتال کا اندرگاہ صرف عورتوں کے خاص امراض کا معائنہ بذریعہ آلات کرنے کی فیس دو روپے لیتی ہیں۔ اسکے علاوہ نہ کوئی فیس اور نہ دوائی کی قیمت ہی لی جاتی ہے۔ بلکہ علاج بالکل مفت ہوتا ہے۔ لدھیانہ میرٹھ اور مدراس وغیرہ سے اپریشن کروا کر ناکام عورتیں ان کے ہاتھ سے شفا حاصل کر چکی ہیں۔ ضرورتمند فائدہ اٹھائیں۔

خط و کتابت کا پتہ

ست دھرم ہسپتال و فارمیسی جالندھر شہر

اچھے اور بُرے خطابات

بہادر۔ جنگجو۔ لائق و فائق۔ جوانمرد۔ مایۂ ہمت وغیرہ خطابات اُنہیں شخصوں کو دیئے جا سکتے ہیں جو بالکل تندرست اور صاحب صحت ہوں۔ نیم مرگ۔ مردہ دل بے ہمت نالائق وغیرہ خطابات کمزور اور مریض اشخاص کو دیئے جاتے ہیں۔ اسلئے اگر آپ بُرے خطابات سے بچنا اور اچھے خطابات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو مقویات کی سرتاج **اٹنک نگرہ** گولیوں کا استعمال کریں۔ یہ گولیاں ہر قسم کے امراض سے محفوظ رکھتے ہوئے گذشتہ طاقت از سر نو پیدا کر دیتی ہے۔ اور غلط کاریوں اور بیماریوں سے جو مادۂ تولید میں خرابی آجاتی ہے فوراً دور ہوتی ہے۔ سُست اور مردہ دل، دل زندہ و توانا بنجاتا ہے۔ پیران ہشتاد سالہ بھی نوجوان معلوم ہوتے ہیں۔ خون کی خرابی۔ قوت حافظہ کی شکایت یکدم دور ہو جاتی ہے۔ نامردی۔ جریان۔ احتلام۔ سرعت انزال وغیرہ سب کا فور

قیمت فی ڈبیہ ایک روپیہ پانچ ڈبے چار روپے للعہ

پتہ

آٹنک نگرہ کمپنی جام نگر کاٹھیاوار

مطبوعہ المطابع دہلی میں محمد نذیر الحق علی نے چھپوا کر دفتر کوکب ہند، چاندنی چوک دہلی سے شائع کیا

©Ahnaf Library Trust, 2026

III 21-22

اے اہل عالم ہمہ باریک دارید و برگِ یک شاخسار

کوکبِ ہند دہلی

جلد ۴ نمبر ۲۲-۲۱ مورخہ یکم ستمبر ۱۹۲۲ء

مدیر مسئول سید محفوظ الحق علی (مودودی فاضل)

وفات نامہ مرحومہ سرورِ سلطنتِ ایران

(از جناب اردشیر ضیاء بخش بہجت)

آوخ کہ دلم تنگ شد از چرخ ستمگار
واز کار فلک خستہ و دل ریشم و ناچار

ای وای کزین دھر ندیدہ است کسی ہیچ
ای داد کزین دار نچیدہ است کسی بار

ہموارہ بہ پروردۂ خویش است جفاجوی
پیوستہ بہ پیوند خودش میدہد آزار

اینگونہ مصیبت کہ عیاں گشت دراین دور
ہرگز نکسی دید بروز و نہ شب تار

این حزن و غم و رنج کہ بر دولت ایران
گردید عیان از ستم چرخ جفا کار

ہمشیرۂ او سرور ایران کہ بہ عصمت
ممتاز و مقدس بجہان بود پدیدار

باشوہر و فرزند و اباخویش بدی شاد
با اہل جہاں یار و باغیار وفادار

القصہ بشد بستری آن نوگل خندان
آور و طبیبان بسرش دولتِ عمخوار

چندانکہ مداوا بہ نمودند طبیبان
شد بے ثمر و تاب و توان رفت زبیمار

تا آنکہ باین خستگی و رنج و مشقت
چون طیر شد آزاد ازین قید بآن دار

الکاش کہ این دھر نمیزاد و نمیکشت
گر زاد نبد مرگ چہان بود بدشوار

زین واقعہ دولت زغم و رنج قرین شد
مایوس شد از زندگی خویش بیکبار

غمگین و پُراز درد شد از گردش گیتی
از کار فلک خستہ بریشان دل و خونبار

قومان ہمہ دلریش و پریشان و پر از غم
خویشان ہمگی از غم و این حزن گرفتار

سی سال کہ با پنج دراین دہر بسر بُرد
نومید شد انجام و برفت آن گل بیخار

یارب تو بالطاف بیامرز گناہش
جنت بدہش جای تو ای حضرت داوار

از فضل و عنایات بدہ صبر و سکونی
بر دولتِ ایران کہ بود خواہر و عمخوار

بہجت خبر از کار جہاندار نداری
او عالم و دانا و تو اناست بہر کار

دیوان خازن بختیاری

قارئین کرام کو معلوم ہے کہ کوکب ہند میں دیوان خازن کی طباعت کا مژدہ سنایا گیا تھا۔ اور آگرہ میں کتابت بھی ایک حد تک ہو چکی تھی۔ الحمد للہ کہ اب دیوان خازن مکمل ہو کر چھپ گیا ہے۔ جسکا اعلان فارسی کسی دوسری جگہ اسی پرچہ میں درج ہے۔

دیوان کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصہ میں جناب خازن کا ایک مسلسل استدلالیہ ہے جو نہایت عمدہ باترتیب پر زور۔ مؤثر و مدلل ہے۔ تبلیغ کے سلسلے میں طالبان حق کو پہنچانا بہت مفید ہوگا۔ قرآنمجید۔ تورات و انجیل۔ زنداوستا وغیرہ کتب مقدسہ کی بشارات کو دلچسپ نظم میں خوب بیان کیا ہے۔ جسکے پڑھنے اور سُننے سے خفتہ دل بھی بیدار ہو جائینگے۔ اور پاک روحیں ملکوت الٰہی کی طرف منجذب ہونگی۔ یہ استدلالیہ فی الحقیقت نہایت زبردست اور دلکش نغمۂ روحانی ہے۔

احباب کو چاہیئے کہ تمام طالبانِ حقیقت تک یہ نعمت پہنچائیں۔

استدلالیہ ایک سو اکیس ۱۲۱ بند پر مشتمل ہے۔ ہر بند میں نو ۹ شعر ہیں ۲۴ صفحات پر ختم ہوا ہے۔ حصہ دوم میں مختلف قصائد۔ مخمس۔ غزلیات۔ نظم مربع۔ نظم بے نقط۔ رباعیات۔ مختلف سرود جو موسیقی ایران کے مطابق ہیں۔ مستزاد۔ ترقی تعلیم اور تعلیم حقیقی کے متعلق۔ تعلیم نسواں کے متعلق۔ یہ تمام نظمیں بھی اپنی جگہ بہت ہی دلاویز اور ولولہ انگیز ہیں۔ دور جدید کی نئی شاعری کا بہترین نمونہ ہے۔

شکریہ خاتمہ کتاب میں جناب آغا مہربان شہریار سروش ایرانی المتخلص بہ عاجز نے خود ایک اپنی نظم درج کی ہے۔ چھ صفحہ نثر میں جناب خازن کا مختصر تذکرہ انہی کی قلم سے ہے۔ کتاب کا کل حجم ایک سو اڑتالیس صفحے ہے۔ لکھائی چھپائی بہت عمدہ ہے۔ سائز ۱۸×۲۲/۸ ہے۔ ہم اپنے روحانی بھائی آغا مہربان شہریار سروش کو مبارکباد دیتے ہیں کہ وہ اس بہترین کتاب کی طباعت میں کامیاب ہوئے اور بہت کچھ محنت اور صرف کر کے انہوں نے اس کام کو پورا کیا ہے۔ ہماری دُعا ہے کہ یہ خدمت بارگاہ ذوالجلال میں مقبول ہو۔ اور بندگان خدا کے لئے مفید ہو کر شائع کنندہ کے لئے موجب اجر عظیم ہو۔

احبائے الٰہی کو چاہیئے کہ یہ کتاب ضرور منگائیں۔ کتاب بہت اچھی مجلد ہے۔ نام سنہری طغرا میں لکھا ہوا ہے۔ قیمت اکیر و پیہ اٹھ آنے علاوہ محصول ڈاک۔

ملنے کا پتہ

آغا مہربان شہریار سروش۔ ٹی شاب نل بازار خوجہ اسٹریٹ

بمبئی نمبر ۹

©Afnan Library Trust, 2026

مفاوضات حضرت عبدالبہاء

کیا انسانی روح و عقل انسان کے پیدا ہوتے ہی ظاہر ہو جاتی ہیں؟

سوال :- کیا انسان ابتدا ہی میں عقل و روح رکھتا تھا۔ یا کہ اُن کا ظہور اسکے نمو تدریجی کے ذریعے سے ہوا یا یہ کہ انسان کمال نمو کے بعد خود اُن تک پہنچ گیا۔

جواب :- اس کرۂ زمین پر نوعِ انسان کی ابتدا اُسی طرح ہوئی ہے جس طرح ماں کے پیٹ میں تکوّن انسان ہوتا ہے۔ رحم مادر میں پیدا ہونے تک نطفہ بتدریج نشو و نما پاتا ہے۔ اور پھر پیدا ہونے کے بعد بڑھتا اور ترقی کرتا ہی۔ حتی کہ رشد و بلوغ کے درجے تک پہنچتا ہے۔ اگرچہ عقل و روح کے آثار بچپن ہی سے انسان میں ظاہر ہوتے ہیں۔ لیکن رُتبۂ کمال میں نہیں ہوتے۔ ناقص ہوتے ہیں۔ جب وہ بلوغ کو پہنچتا ہے تو عقل و روح نہایت کمال سے ظاہر و باہر ہوتے ہیں۔

اسی طرح انسان تکوّن کے وقت رحم دنیا میں پہلے پہل نطفہ کی مانند تھا۔ پھر بتدریج مراتب میں ترقی کرتا اور نشو و نما پاتا ہوا رُتبہ بلوغ تک پہنچا۔ رُتبۂ بلوغ میں عقل و روح نہایت کمال کیساتھ انسان سے ظاہر ہوئیں۔

بدایتِ تکوّن کے وقت بھی عقل و روح انسان میں موجود تھیں۔ مگر مخفی تھیں۔ پھر ظاہر ہوئیں۔ عالمِ رحم میں بھی نطفہ میں عقل و روح موجود ہیں مگر مکتوم ہیں۔ پوشیدہ ہیں۔ بعد میں ظاہر ہوتی ہیں۔ ایک بیج کی مانند کہ درخت اس میں موجود ہے مگر مکتوم و مستور ہے۔ جب بیج نشو و نما پاتا ہے۔ تو درخت پوری طرح ظاہر ہوتا ہے۔ اسی طرح تمام کائنات کی نشو و نما بتدریج ہوتی ہے۔ یہ قانونِ کلّی الٰہی اور نظم طبیعی ہے۔ بیج ایکبارگی درخت نہیں بن جاتا۔ نطفہ دفعتاً انسان نہیں ہو جاتا۔ جماد فوراً ہی پتھر نہیں بن جاتا۔ نہیں بلکہ یہ سب بتدریج نشو و نما پاکر حد کمال تک پہنچتے ہیں۔ تمام کائنات کلیہ ہوں یا جزئیات اول سے کامل پیدا ہوئی ہیں۔ نہایت یہ ہے کہ کمالات بتدریج ظاہر ہوتے ہیں قانونِ الٰہی ایک ہے۔ ترقیات وجودی ایک ہیں۔ نظامِ الٰہی ایک ہے۔ کائنات صغیرہ ہوں یا کائنات کبیرہ سب ایک ہی قانون اور ایک ہی نظام کے ماتحت ہیں۔ ہر بیج میں شروع ہی سے تمام کمالاتِ نباتیہ موجود ہیں مگر ظاہر نہیں ہوتے۔ بتدریج ظاہر ہوتے ہیں۔ مثلاً بیج سے پہلے تنہ پھر شاخیں پھر پتے پھر شگوفے پھر پھل ظاہر ہوتا ہے۔ تکوّن کی ابتدا میں یہ تمام چیزیں دانہ میں بالقوہ موجود ہیں اگرچہ ظاہر نہیں ہیں۔ اسی طرح نطفہ شروع ہی سے تمام کمالات مثلاً روح و عقل اور بصر و شامہ و ذائقہ الغرض تمام قوتوں کا مالک ہوتا ہے۔ لیکن ظاہر نہیں ہوتیں۔ آہستہ آہستہ ظاہر ہوتی ہیں۔ اسیطرح کرۂ ارض اول ہی سے تمام عناصر اور مواد و معاون اور اجزا و ترکیب سے پیدا ہوا ہے۔ لیکن رفتہ رفتہ اُنمیں سے ہر ایک ظاہر ہوا اور ہو رہا ہے۔ پہلے جماد پھر نبات پھر حیوان اور بعد ازاں انسان ظاہر ہوا مگر شروع ہی سے یہ اجناس و انواع کمونِ کرۂ ارض میں موجود تھیں بعدہٗ بتدریج ظاہر ہوئیں۔ کیونکہ الٰہی قانون اعظم اور عمومی نظام طبیعی تمام کائنات پر محیط ہے۔ اور سب کائنات اسکی ماتحت ہیں۔ پس جب ہم اس نظام عمومی کو دیکھتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ کوئی کائن بھی محض تکوّن کے وقت ہی حدِ کمال تک نہیں پہنچتا۔ بلکہ بتدریج نشو و نما پاکر درجہ کمال تک پہنچتا ہی۔

جسم میں روح کے ظاہر ہونے کی کیا حکمت ہے

جسم میں روح کے ظاہر ہونے کی یہ حکمت ہے کہ روح انسانی خدا کی امانت ہے۔ اسلئے لازم ہے کہ تمام مراتب کی سیر کرے کیونکہ مراتبِ وجود میں سیر و حرکت کمالات حاصل کرنے کا سبب ہوتی ہے جیسے انسان کی مختلف ممالک اقالیم میں بقاعدہ و ترتیب سیر و حرکت اکتسابِ کمال کا سبب ہوتی ہے۔ کیونکہ مختلف مقامات کو دیکھتا۔ نظاروں کا مزہ اُٹھاتا ہے۔ ملکوں کی سیر کرتا ہے۔ دوسری قوموں کے حالات و اطوار کا مشاہدہ کرتا ہے۔ دوسرے ممالک کے جغرافیہ کا علمی سبق حاصل کرتا ہی۔ وہاں کی صنعتوں اور عجائبات کا پتہ لگاتا ہے۔ اُن کے باشندوں کے روش و سلوک اور اُنکی عبادات سے واقف ہوتا ہے۔ زمانہ کے تمدن اور ترقیات کا مشاہدہ کرتا ہے۔ ہر مملکت کی سیاست و حکومت اور استعداد و قابلیت سے آگاہ ہوتا ہے۔ اسی طرح روح انسانی جب مراتبِ وجود کی سیر کرتی ہے۔ اور ہر رتبہ و مقام کی مالک بنتی ہے۔ حتیٰ کہ جب رُتبۂ جسد کی مالک ہوتی ہے تو اکتسابِ کمالات کرتی ہے۔ علاوہ ازیں لازم ہے کہ کمالاتِ روح کے آثار اس دنیا میں ظاہر ہوں تاکہ عالمِ آفرینش نتیجۂ نامتناہی حاصل کرے۔ اور یہ جسم جان پائے۔ اور فیضِ ربانی جلوہ نما ہوں۔ مثلاً آفتاب کی شعاعوں کے لئے لازم ہے کہ زمین پر چمکیں اور اُنکی حرارت کائنات زمین کی تربیت کرے اگر آفتاب کی شعاعیں اور حرارت زمین نہ چمکیں تو زمین بیکار اور فضول رہے۔ اسیطرح اگر کمالاتِ روح اس دنیا میں ظاہر نہوں تو یہ دنیا سراسر ایک تاریک جہان حیوانی بن جائے ہیکلِ جسمانی میں روح کا ظہور اس دنیا کو نورانی بناتا ہے۔ روح انسان جسدِ انسان کی زندگی کا باعث ہے۔ اسی طرح دنیا بمنزلۂ جسد اور انسان بمنزلۂ روح ہے۔ اگر انسان نہ ہو اور کمالاتِ روح کا ظہور نہ ہوتا اور عقل کے انوار اس دنیا میں جلوہ نما نہ ہوتے تو یہ دنیا ایک بے جان جسم کی طرح ہوتی۔ اسیطرح یہ دنیا ایک درخت کی مانند ہے۔ اور انسان گویا ایک ثمر ہے۔ اگر ثمر نہ ہو تو درخت بے کار ہے۔

علاوہ ازیں یہ اعضا اجزا و ترکیب جو انسان کے جسم میں پائی جاتی ہے یہ روح کی جاذب و مقناطیس ہے۔ اسلئے روح کا ظہور لابد ہے۔ مثلاً آئینہ جب صاف ہوتا ہے تو لازماً آفتاب کی روشنی کو جذب کرتا ہے۔ اور روشن ہوتا ہے۔ اور بڑے بڑے عکس اسمیں ظاہر ہوتے ہیں یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ یہ عناصر کونیہ جب نظم طبیعی کے مطابق نہایت مضبوطی سے جمع اور مرکب ہوتے ہیں تو روح کے لئے مقناطیس بن جاتے ہیں۔ اور روح تمام کمالات کے ساتھ اُنمیں جلوہ نما ہوتی ہے۔ اب اسجگہ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آفتاب کی روشنی کو آئینہ میں اُترنے کی کیا ضرورت ہے؟ کیونکہ تمام حقائق اشیاء کا جسمانی ہوں یا روحانی باہمی ارتباط اسباب کا مقتضی ہے کہ جب آئینہ صاف ہوتا ہے اور آفتاب کے سامنے آتا ہے تو آفتاب کی روشنی اسمیں ظاہر ہوتی ہے۔ اسی طرح عناصر جب بہترین انتظام و ترتیب اور کیفیت و ترکیب کے ساتھ امتزاج پاتے ہیں تو روح انسان اُن میں ظاہر و آشکار ہوتی ہے۔ ذالك تقدیر العزیز العلیم ایسا ہی اُس غالب اور دانا خدا کا حکم ہے۔

خدائے برتر و بلند کا تعلق کائنات کیساتھ کیسا ہے؟

حق کا خلق کے ساتھ وہی تعلق ہے جو موجد کا موجود کے ساتھ ہی یا جیسا آفتاب کا ممکنات کے اجسام مظلمہ کے ساتھ ہے صانع کا مصنوعات کے ساتھ ہے۔ آفتاب اپنی حیزِ ذات میں اُن اجسام سے مقدس ہے جنہیں یہ روشن کرتا ہے کیونکہ وہ بذاتِ خود روشن ہے۔ اور کرۂ زمین سے بالکل مقدس و مستغنی ہے۔ اگرچہ کرۂ ارض آفتاب کے زیر تربیت اور اسکی انوار سے مستفیض ہوتا ہے۔ لیکن آفتاب اور شعاع اس سے مقدس ہیں۔ اگر آفتاب نہ ہوتا تو کرۂ ارض اور تمام موجودات زمینی ظاہر نہ ہوتیں۔

خلق کا حق سے قیام قیامِ صدوری ہے یعنی خلق حق سے صادر ہوئی ہے ظاہر نہیں ہوئی۔ تعلق صدوری رکھتی ہی تعلق ظہور نہیں رکھتی۔ انوارِ آفتاب آفتاب سے صادر ہوتے ہیں۔ ظاہر نہیں ہوتے۔ تجلی صدوری ایسی ہی ہے جیسے نیر آفاق سے شعاع کی تجلی یعنی شمسِ حقیقت کی ذاتِ مقدس تجزی نہیں پاتی اور رُتبۂ خلق میں تنزل نہیں کرتی جیسا کہ قرصِ آفتاب

©Afnan Library Trust, 2026

کرۂ ارض میں تجزّی و تنزل نہیں پاتا۔ بلکہ آفتاب کی روشنی جو اُسکا فیض ہے آفتاب سے صادر ہوتی ہے اور تمام تاریک اجسام کو روشن کرتی ہے۔ مگر تجلی ظہوری ایسی ہے جیسے بیج سے شاخوں۔ پتوں۔ شگوفوں اور پھلوں کا ظاہر ہونا۔ بیج بذاتِ خود شاخیں اور پھل بن جاتا ہے۔ اسکی حقیقت شاخ پتوں اور میووں میں تنزل کرتی ہے۔ اس قسم کی تجلی باریتعالیٰ کے لئے سراسر نقص اور ممتنع و محال ہے کیونکہ پھر یہ لازم آتا ہے کہ قدم محض صفتِ حدوث سے متصف ہو۔ غنائے صرف فقر محض بنے۔ اور حقیقتِ وجود عدم ہو جائے۔ یہ باتیں بالکل محال ہیں۔ لہٰذا سب کائنات حق سے صادر ہوئی ہیں یعنی وہ جس سے کہ اشیا تحقق' اور ممکنات وجود پاتی ہیں۔ حق یعنی خدا ہے۔ سب سے پہلے جو چیز خدا سے ظاہر ہوئی وہ حقیقتِ کلیہ ہے جسے پہلے فلاسفروں کی اصطلاح میں عقل اول کہتے ہیں۔ اور اہل بہاء کی اصطلاح میں مشیتِ اولیہ نام ہے۔ یہ صدور عالم حق میں من حیث الفعل زمان و مکان میں محدود نہیں ہے لا اول لہٗ اور لا آخر لہٗ ہے۔ خدا کے لئے اول اور آخر نکسیاں ہے۔ قدم حق قدم ذاتی و زمانی ہے۔

حدوثِ امکان حدوث ذاتی ہے زمانی نہیں۔ جیسا پہلے ہم نے ایک دن نہار کے وقت بیان کیا تھا۔ عقل اول کی لا اولیت اُسے قدم میں حق کا شریک نہیں بناتی۔ کیونکہ حقیقتِ کلیہ کا وجود وجود خدا کے مقابل سراسر عدم ہے۔ اسمیں یہ طاقت نہیں کہ قدم میں خدا کا شریک و شمیل ہو۔

یہ مسئلہ ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں کہ اشیاء کے وجود اور زندگی سے مراد ترکیب ہے اور موت کا مطلب تحلیل ہے۔ مادہ اور عناصرِ کلیہ بالکل محو و معدوم نہیں ہوتے۔ ان کے انعدام سے مراد انقلاب ہے۔ مثلاً انسان جب مرجاتا ہے تو خاک ہو جاتا ہے۔ بالکل نابود نہیں ہو جاتا۔ پھر بھی وجود خاکی رکھتا ہے۔ انقلاب واقع ہوا ہے اور اس ترکیب پر تحلیل عارض ہو گئی ہے۔ اسی طرح تمام دوسری کائنات کا انعدام ہے۔ کیونکہ وجود و عدم محض نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی عدم محض وجود پا سکتا ہے۔ ؛

وحدتِ ادیان

ادیانِ عالم کی تعلیمات کی وحدت پرانے زمانوں میں ایک سرّ مکتوم تھی۔ مگر ہمارے زمانے میں یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو گئی ہے۔ اگلے زمانوں کے لوگ چونکہ دوسرے ادیان کے اصول سے ناواقف ہوتے تھے جو کچھ وہ ان ادیان کے بارہ میں جانتے تھے وہ اُن رؤساء دین سے سُنا ہوتا تھا۔ جو اکثر متعصب اور غرضمند ہوتے تھے۔ اسلئے یہ لوگ اپنے بانی دین کے سوا اور سب دینوں کے بانیوں کو اختراع اور بناوٹ کرنے والا خیال کرتے تھے۔ علاوہ ازیں جہالت اور توہمات کے بھوت انسان کے دلوں پر چڑھے ہوتے تھے جو انہیں محض قدامت پرستی اور تنگدلی کا سبق دیتے رہتے تھے۔ یہ مسلم ہے کہ ہیئت اجتماعیہ کا ہر عضو ایکدوسرے سے ناقابلِ شکست رشتہ رکھتا ہے ؎ بنی آدم اعضائے یکدیگر اند

اگرچہ انسان مختلف مذاہب میں پیدا ہوتے ہیں مگر جوہرًا وہ سب ایک ہیں۔ مثلاً ایک بچہ ایک ملک میں پیدا ہوتا ہے۔ اسکی طفولیت میں ہی اسکے ماں باپ کو ایسے ملک میں جانا پڑتا ہے جہاں کا دین مختلف ہوتا ہے یہ بچہ قدرتًا اس نئے ملک کی بہت سی باتیں کرنے لگتا ہے۔ مگر ماں باپ کی صحبت کا اثر اپنا رنگ دکھاتا ہے۔ اور ایک خاص عمر میں اسکے باپ دادا کی دینی آراء اسکے سامنے آکھڑی ہوتی ہیں۔ اب وہ اپنے اندر ایک عجیب کشمکش پاتا ہے اور اُسے مجبورًا اپنے علم کی روشنی میں صداقت کی طرفداری کرنی پڑتی ہے۔ خدا کی مرضی نہ تھی کہ یہ بچہ کسی خاص مذہبی تعصبات یا دینی اعتقادات میں پلے بلکہ اُسکی مرضی تو یہ تھی کہ یہ بچہ محبت۔ اتحاد۔ اور دوستی کی فضاء میں پلے اور جب بلوغ کو پہنچے تو خود اپنی کوشش سے اپنے دین کی خوبیوں کو ڈھونڈے۔ اسکے ماں باپ نے عمدًا اُس بچے کے دل کو اپنے اعتقادات اور تعصبات کے رنگ میں رنگ دیا تھا۔ جو اُسوقت بھی بُرا تھا اور اب بھی بُرا ہے۔ ہمارے زمانے کا سب سے بڑا معجزہ دین کے حقائق و اسرار کا انکشاف ہے۔ ہم کیسے خوش نصیب ہیں کہ ہم ایک ایسے زمانے میں رہ رہے ہیں جسمیں یہ راز طشت از بام ہو گیا ہے کہ سب ادیان کی تعالیم ایک سی ہیں۔ سائنس کے انکشافات اور مختلف ادیان کی عمیق تحقیقات نے انسان کے خیالات کی فضا میں وحدت بشر کی اعلیٰ و افضل محبت کو پیدا کر دیا ہے۔ پچھلی صدی میں مغرب کے بعض اہل علم نے مختلف ادیان کی آسمانی کتابوں کے تراجم کر دیے ہیں جنہیں پڑھکر ہم اتحاد کے انمول موتی نکال نکال کر دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ آج کے دن بہت سے بڑے بڑے فلاسفر اور اہل علم و عقل موجود ہیں جنہوں نے ان پاک آسمانی کتابوں میں سے وہ سب باتیں یکجا کر دی ہیں جو سب ادیان میں متحدًا پائی جاتی ہیں

کوکب ہند ۲۵ جولائی اور یکم اگست میں ہمارے عنوان کا مضمون فاضل مدیر کی طرف سے ان قابل تعریف کوششوں کا ایک نمونہ ہے۔ جسے دیکھکر کئی فاضل امر بہائی کی عظمت اور وحدتِ ادیان کی صداقت کے قائل ہو گئے۔

خدا سب ادیان کا بنیادی یقین خدا پر ہے۔ کوئی بھی آسمانی کتاب اُٹھا کر دیکھ لیں۔ نام مختلف ہیں مگر سب میں اس مضمون پر ایک ہی قسم کے خیالات ظاہر کئے گئے ہیں۔ سب یہی سکھاتے ہیں کہ اس عالم طبیعت کے ماورا ایک دوسرا جہان ہے۔ ایک شدید قوت ہے۔ ایک نامتناہی طاقت ہے۔ ایک عقل کل ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ اسکے مختلف نام رکھ لئے گئے ہیں۔ کوئی اسے "شدید قوت" کہتا ہے کوئی باریتعالیٰ کہتا ہے مگر سب یہ متحدًا مانتے ہیں کہ ایک الٰہی قوت ہے جس نے اس کائنات کو پیدا کیا اور اُن پر حکمران ہے۔

مختلف ادیان میں خدا کے مختلف نام ہونا بھی اختلاف و نفاق کا باعث بنا ہوا ہے۔ تنگدل اشخاص ان ناموں پر جھگڑتے ہیں۔ مثلاً حضرت موسیٰ کے وقت میں اس شدید قوت کا نام "یہوا" تھا۔ مسلمان اُسے اللہ۔ اور عیسائی خدا اور ہندو رام اور پرماتما کہتے ہیں۔ مگر صفاتِ خدا یعنی محبت کرم۔ رحمت۔ جلال اور جمال کے بیان میں سب متفق ہیں۔ تیکی کی بعض صفات کی تاویل مختلف ادیان نے مختلف طریقوں سے کی ہے۔ اس اختلاف سے اختلاف مذہبی پھوٹ پڑا۔ اور یہ بڑی صداقتیں آخر ایسی پیچیدہ بنا دی گئیں کہ اب اُنہیں کوئی سمجھ بھی نہیں سکتا۔

انبیاء و مظاہر الٰہی نے بعض انسانی صفات استعارۃً خدا کی طرف منسوب کیں۔ اُن کے پیروؤں نے اپنی ناسمجھی سے انکے معنوں کو لفظی سمجھا اور یہ نہ جانا کہ مظاہر الٰہی نے اُس لامحدود ہستی یعنی خدا کے سمجھانے کے لئے یہ استعارات استعمال کئے ہیں۔ اس ناسمجھی کے چکر میں پڑکر انہوں نے اختلاف و نفاق کا طوفان خدا کی دنیا میں مچا دیا۔ اور دین محبت کی بجائے نفرت کا سرچشمہ ہو گیا۔

بقائے روح جسپر سب ادیان متفق ہیں۔ سب کے سب اس بات کے قائل ہیں کہ قلب میں ایک جوہر ہے جو اس جسم کے ماورا ہے۔ روح جسم سے کیسے جدا ہوتی ہے اور جدا ہو کر کہاں جاتی ہے۔ یہ پیچیدہ روحانی مسائل ہیں۔ مذہبی نقطۂ خیال سے انکی اسقدر اہمیت بھی نہیں کیونکہ ہمیں سوائے قیاس کے انسان اور کچھ نہیں کر سکتا۔ تمام آسمانی کتابوں میں سے صرف تورات ہی ایک ایسی کتاب ہے جسمیں بقائے روح کا صاف صاف ذکر نہیں آیا۔ مگر ہمارے پاس اُس تاریخی ثبوت موجود ہیں کہ یونانی فلاسفروں نے انبیای بنی اسرائیل سے خدا اور بقائے روح کے مسائل کو سیکھا اور پھر اُنہیں اپنے ملک میں رائج کیا۔ حق تو یہ ہے کہ یونانی فلسفہ کی بنیاد انبیاء بنی اسرائیل کی تعالیم ہی ہیں۔

موت کے بعد زندگی کی جانفزا امید دنیا کے سب لوگوں کو دی گئی ہے۔ نیکی اور بدی کا فرق۔ یعنی فرشتہ اور شیطان کا ذکر ہر کتاب میں موجود ہے۔ یہ اشارہ اُن دو طاقتوں کی طرف ہے جو خود انسان کے اندر موجود ہیں۔ انجیل

اطلاعات

کوکب ہند جلد اول کے چند فائل دفتر میں باقی ہیں جو صاحب منگانا چاہیں جلد درخواست بھیجیں ورنہ پھر ملنا مشکل ہوگا قیمت تین روپے۔

جلد دوم کے فائل بھی موجود ہیں۔ نہایت عمدہ ذخائر معلومات ہیں۔ قیمت مجلد پانچ روپے

امر بہائی کی تحقیقات کیلئے اور دنیا کی اصلاحی عقدہ کشائی کیلئے کوکب ہند بہترین ذریعہ ہے تحقیقو وشائقین فورا منگالیں۔

بعض ضروری امور کے باعث ممکن ہے کہ کوکب ہند کی اشاعت کچھ دن کے لئے ملتوی رہے۔ ہمارے محترم ناظرین مطمئن رہیں

©Afnan Library Trust, 2026

میں بدھی کے محرک کا ذکر بیل ذبوب یا شیطان اور قرآن میں خناس وشیطان کے نام سے پایا جاتا ہے۔ یہی خیال مختلف کتابوں میں مختلف طریقوں سے بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح حیات ارواح کے بارے میں بھی سب ادیان نے ذکر کیا ہے۔ ہندوؤں نے اس مسئلہ کو ناسمجھی سے تناسخ بنا دیا انجیل میں رجعت ایلیا کا حال سب کو معلوم ہے۔ لوگوں نے حضرت مسیح سے کہا ہم ایلیا کے آنے کے منتظر ہیں۔ حضرت مسیح نے جواب دیا "ایلیا آیا مگر تم نے اسے نہیں پہچانا" کچھ دیر بعد انہیں معلوم ہوا کہ یوحنا بپتسمہ دینے والا ہی ایلیا تھا۔ الغرض ان بڑے بڑے دینی اصول یعنی خدا بقائے روح، قوی نیکی مبدی میں سب اہل ادیان اکثر متفق ہیں۔

مظاہر الٰہی ایک اور مسئلہ جسمیں سب اہل ادیان اکثر متفق ہیں وہ بانیانِ دین کے تاریخی حالات ہیں۔ ہر دین کے مورخ نے اپنے بانی کے حالاتِ زندگی میں معجزات کا بیان نہایت ہی بھڑک دار الفاظ میں کیا ہے۔ پیدائش کی کتاب میں سات دنوں میں دنیا کے بنائے جانے کا حال ہر علم جانتا ہے۔ دنیا کی پیدائش کا قصہ کم یا زیادہ مختلف زبانوں میں دوسرے ادیان میں بھی ملتا ہے مگر اس بات پر سب متفق ہیں کہ دنیا کی ابتدا ایک جہا پرش سے ہوئی ہے۔ اگر ہم آسمانی کتابوں کے اس قسم کے قصوں۔ کہانیوں کے استعارات سمجھکر انہیں پڑھیں، تو یہ نہایت ہی معقول اور روح پرور ہیں۔ پر اگر ہم ان کا لفظی ترجمہ کرنا چاہیں تو کوئی عقل سلیم انہیں باور نہیں کر سکتی۔

ہندوؤں میں پیدائش کا کچھ اور ہی بیان ہے۔ لکھا ہے کہ جب برہما نے اس زمین کو پیدا کیا تو یہ مایہ کی حالت میں تھی۔ اور اسقدر تیزی سے حرکت کر رہی تھی کہ کوئی طاقت اسے ایک جگہ قائم نہ رکھ سکتی تھی۔ جگرناتھ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اس بھاگتی ہوئی زمین کو پکڑا اور اُسے اسکے دائرے میں قائم کر دیا۔ اسطرح زمین تو اپنے دائرے میں قائم ہوگئی مگر جگرناتھ کے دونوں ہاتھ شل ہوگئے یہی وجہ ہے کہ جگرناتھ کے بت ہاتھوں کے بغیر ہوتے ہیں۔

بدھ بھگوان کے پیرو بھی اس مہاپرش کے بارے میں ایسی ہی کہانیاں رکھتے ہیں۔ وہ آپکے بتوں کے لمبے لمبے کان بناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر آپ کے کان اتنے لمبے نہ ہوتے تو سطح آپ کائنات کی رائگنیاں۔ فرشتوں کی سریلی آوازیں اور تلویہ۔ انسان کی صدائیں سن سکتے۔ رومیوں اور یونانیوں میں بھی اُن کے دیوتاؤں کے بارے میں ایسے ہی قصے موجود ہیں۔ جو استعارات اور تشبیہات سے مملو ہیں۔ انہوں نے بھی ان قصوں کے لفظی معنی ہی لئے ہیں۔ اور اسیطرح تمام اہل ادیان سوءظن کا شکار بنے ہوئے ہیں۔ اگر ہم تعصبات کو الگ کر کے ان قدیم مظاہر الٰہی کی تعلیمات کے اسرار کو ڈھونڈیں تو ہمیں روحانی علم کا ایک بڑا بیش بہا ذخیرہ دکھائی دے گا۔ جسمیں معانی کے حسین وجمیل موتی اپنی چمک دمک میں ہر طرف بکھرے ہوئے نظر آئینگے۔ پر اگر ہم ان کے لفظی معنوں کو لینگے تو ہم ایک بیجان دین کے سوا اور کچھ نہ پائینگے۔

معجزات معجزات کا ذکر بھی ہر دین میں پایا جاتا ہے پارسیوں کی تاریخ میں لکھا کہ جب حضرت زردشت پیدا ہوئے تو آپکے دشمنوں نے یہ جانکر کہ آپ ایکدن بڑے پیغمبر ہونگے آپکو چرا لیا اور ایک ایسی وادی میں جاکر پھینکدیا جہاں جنگلی گھوڑوں کی آمد ورفت تھی۔ تاکہ گھوڑوں کے پاؤں تلے آکر مرجاویں۔ مگر جو گھوڑا آپ کے پاس پہنچا اُس نے ادب سے جھک کر آپکو سجدہ کیا اور چلا گیا۔ کچھ مدت بعد ماں نے جب بچے کو نہ دیکھا تو بے چینی سے ادہر اُدھر تلاش کرتی ہوئی اُس وادی میں آئی تو آپکو نہایت میٹھی نیند میں ایک سایہ دار چٹان کے نیچے سوتے پایا۔ اس بچے نے بڑے ہوکر جب نبوت پائی تو شاہ ایران سے جاکر اپنی نبوت کا اظہار کیا۔ شاہ اور دیگر لوگوں نے معجزے طلب کئے۔ حضرت زردشت نے کہا تانبہ پگھلا کر میری چھاتی پر ڈالو مجھے کچھ گزند نہ پہنچیگی۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ اور حضرت زردشت بالکل بے ضرر رہے۔ یہ معجزہ لوگوں کیلئے کافی ثابت ہوا۔ اور وہ آپ پر ایمان لائے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت زردشت اپنے ساتھ بہشت سے آگ لیکر آئے تھے۔ اور جب آپ نے لوگوں سے کہا کہ میں بہشت سے آگ لیکر آیا ہوں تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے بہشت سے آگ لاتا تو کبھی نہیں سنا تم دوزخ سے آئے ہوگے۔ آپ نے کہا تم غلطی کرتے ہو یہ آگ ایسی ہے کہ اگر میرے دوست اسمیں ہاتھ ڈالیں تو ان کا ہاتھ نہ جلیگا۔ پر اگر میرے دشمن اسکے نزدیک آئینگے تو یہ آگ انہیں جلا ڈالیگی۔ الغرض اس قسم کے بہت سے معجزات پارسیوں میں معتبر جانے جاتے ہیں۔ اور اُن کے نہ ماننے والے کو وہ کافر کہتے ہیں۔

مسلمانوں میں شق القمر کا معجزہ۔ معراج وغیرہ وغیرہ مشہور ہیں۔ لکھا ہے کہ آنحضرت نے انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کئے۔ ایک ٹکڑہ آپکی ایک آستین سے گھسکر دوسری آستین سے نکل گیا۔ معراج میں آنحضرت نور کے گھوڑے (براق) پر چڑھکر جسکی زین میں آسمان کے ستارے جڑے ہوئے تھے آسمانوں کی سیر کرتے ہوئے ساتویں آسمان پر پہنچے اور وہاں خدا سے ایک طویل گفتگو کی اور پھر ایک ہی دسترخوان پر بیٹھکر خدا کے ساتھ نہایت لذیذ کھانے کھائے مگر جب آپ معراج سے واپس آئے تو آپکے دروازے کی زنجیر ابھی تک ہل رہی تھی۔ گویا آپ آنکھ کی ایک جھپک میں یہ سب سیر کر آئے تھے۔

حضرت عیسیٰ کے بارے میں معجزات اسقدر مشہور ہیں کہ ان کا بیان باعث طوالت ہوگا۔ ہندوؤں میں لکھا ہے کہ جب لچھمن جی کو مہ کرن سے لڑتے ہوئے سخت زخمی ہوئے اور قریب مرگ ہوگئے اور جب بسوامتر جی نے یہ کہا کہ فلاں پہاڑ پر ایک بوٹی ہے۔ اگر اُسے سورج نکلنے سے پہلے پہلے توڑ لیا جائے۔ تو لچھمن جی بچ سکتے ہیں۔ ہنومان جی جب پہاڑ پر پہنچے تو بوٹی کو نہ پا سکے۔ اتنے میں دیکھا کہ سورج نکلنے کے قریب ہے۔ آپنے گھبراکر جھپٹا مارا اور سورج کو بغل میں دبا لیا۔ اور پہاڑ کو جڑ سے اوکھاڑ کر ہاتھ پر لے لیا۔ اور بسوامتر جی کے سامنے لاکر رکھدیا کہ بوٹی لے لیں۔ بسوامتر جی نے بوٹی لے لی اور لچھمن جی کو اچھا کر دیا۔ ہنومان جی نے بغل اٹھائی اور سورج نکلکر اوپر آسمان میں چلا گیا۔ کیونکہ اتنی دیر میں بارہ بج چکے تھے۔

الغرض اس قسم کے معجزات ہر دین میں پائے جاتے ہیں اور اگر ہم اپنے دین کے معجزات کے صحیح ماننے پر مصر ہیں تو ہمیں کوئی حق نہیں کہ ہم دوسرے ادیان کے معجزات پر ہنسیں یا انہیں رد کریں۔

دین کا اہم پہلو بہرحال دین کا یہ پہلو زیادہ اہم نہیں اہم اگر ہے تو دین کا اخلاقی و روحانی پہلو ہے۔ یہ تمام معجزات اور استعارات اسلئے بیان کئے گئے تھے تاکہ یہ مغز دین کے لئے لسخول کا کام دیں اور دین نااہل لوگوں کی بیجا تنقید سے بچا رہے۔ اور اہل اللہ اصلی جوہر کو پاکر روحانی زندگی کا مزہ اٹھائیں۔

دین کے اخلاقی پہلو کی نشوونما کے لئے روحانی تربیت ہمیشہ نازل ہوتی رہی ہے اور نازل ہوگی۔ اس روحانی تربیت کے ساتھ ساتھ ہی تمدن پھیلتا رہا۔ محبت و یگانگت کی رسم دنیا میں آہستہ آہستہ بڑھتی رہی۔ خلوت وجلوت میں پاک زندگی بسر کرنے کے طریقے ہم سیکھتے رہے۔ تاکہ کل نوع انسان خوبصورت کڑیوں کی طرح ایک سنہری زنجیر میں زینت آرا ہوں۔ اگر آپ ادیان حاضرہ کی پرتال کریں تو آپ پائینگے کہ سب کا مغز چند اعلیٰ روحانی خیالات ہیں۔ باقی سب چھلکا یا خول ہے۔ جنہیں اس زمانہ میں دور پھینک دینا ہی بنی نوع انسان کی فلاح وبہبودی کا سبب ہے۔

اصول اخلاق کا اتحاد سب آسمانی کتابوں کا اصل اصول جوہراً ایک ہے۔ ان سب کے خیالات متحد۔ تعالیم متفق ہیں اور اصول واحد ہیں دین کی ترقی بھی دنیا میں ایسے ہی ہوئی ہے جیسے اور چیزوں کی مثلاً چراغ کو ہی لیجئے آغاز آفرینش سے ہی انسان روشنی کا خواہشمند رہا ہے۔ اور اسکے پیدا کرنے کے لئے مختلف ذرائع استعمال کرتا رہا ہے۔ مثلاً پہلے زمانوں میں لوگ سوکھی ٹہنیوں کو جمع کر کے روشنی حاصل کرتے تھے۔ تب مشعل بنائی اور پھر بتی اور تیل کو چراغ میں جلا کر روشنی حاصل کی۔ پھر گیس اور اب بجلی سے چراغ جلائے جاتے ہیں۔ اسیطرح تعمیر عمارات کے فن کو لیجئے پہلے زمانوں میں لوگ خیموں میں رہا کرتے تھے خیموں سے جھونپڑوں میں۔ جھونپڑوں سے گھروں میں اور اب آج کے دن ہم امریکا میں فلک نما عمارات پاتے ہیں۔

اب ہم ایک اخلاقی اصول لیتے ہیں اور دکھاتے ہیں کہ کسطرح یہ اصول سب ادیان میں پایا جاتا ہے۔

حضرت موسیٰ نے فرمایا ہے "تم اپنے پڑوسیوں اور رشتہ داروں کو پیار کرو"

حضرت مسیح نے کہا ہے "نیکی اسمیں نہیں کہ ہم اپنے دوستوں کو پیار کریں۔ یہ تو ہر کوئی کرتا ہے نیکی یہ ہے کہ ہم اپنے دشمنوں کو پیار کریں"

حضرت محمد نے کہا ہے کہ "اگر راہ میں چلتے ہوئے

©Afnan Library Trust, 2026

تمہیں کوئی گالیاں دے تو تم پرواہ نہ کرو۔ پر اگر وہ گالیاں دیتا تمہارے پیچھے آئے تو تم لوٹ کر کہو خدا تمہیں سلامت رکھے"۔ آنحضرتؐ مومن کی تعریف میں فرماتے ہیں اصلی مومن وہ ہے جو کسی کو گزند نہیں پہنچاتا۔

حضرت کنفوشیس کہتا ہے کہ دوسروں کے لئے وہ چیز مت چاہو جو تم اپنے لئے پسند نہیں کرتے"۔

حضرت زردشت فرماتے ہیں۔ اگر تم اپنی ہجنس ہی کو گزند نہیں پہنچاتے تو تمہارا یہ کام اسقدر قابل تعریف نہیں۔ اگر تم حیوان کو بھی گزند نہ پہنچاؤ تب تم اپنے آپکو انسان کہہ سکتے ہو۔ تمہیں چاہئے کہ تم چیونٹی تک کو بھی گزند نہ پہنچاؤ۔ کیونکہ چیونٹی جان رکھتی ہے۔ اور جان سب کو پیاری ہے۔

ہر دین کا اصل مقصد بنی نوع انسان کی خوشی، فارغ البالی اور اتحاد و اتفاق بخشنا ہے۔ اور ہر دین نے ان برکات کے حاصل کرنے کے لئے تین ہی طریقے بتائے ہیں اور وہ یہ ہیں (۱) پاک خیال۔ (۲) نیک اقوال۔ خالص اعمال جب راہ ایسی صاف ہے تو پھر ہم دنیا کے ادیان میں کیوں اختلاف پاتے ہیں؟ کیوں اُن کے ماننے والے ایکدوسرے سے لڑتے رہتے ہیں؟ کیوں اپنے اپنے دین کے بانیوں کو تمام نوع انسان کے لئے صلح و امن کے پیغمبر نہیں سمجھتے؟ کیوں انہیں جنگجو جرنیل سمجھتے ہیں جنکا صرف یہی خیال ہے کہ اسکے یا اسکے جھنڈے تلے آکر لڑیں؟

امر بہائی

امر بہائی نے تمام توہمات اور تنگ خیالیوں کو ملیا میٹ کر دیا ہے۔ اور تمام ادیان کو متحد بنانے کے لئے نہایت ہی اعلیٰ آئین و قوانین دیئے ہیں۔ جن کے ذریعے تمام پرانے فرقے اور ادیان متحد ہو کر آرام کی زندگی بسر کریں گے۔ حضرت بہاء اللہ نے نوع انسان کے لئے اپنی الواح میں فرمایا ہے

"آج کے دن دین اللہ و مذہب اللہ کا مقصد یہ ہے کہ تم ادیان کو جنگ و جدال اور فساد و ناچاقی کا سبب نہ بناؤ۔ تمہیں چاہئے کہ تم انہیں محبت و اتحاد کا سبب بناؤ"۔

حضرت بہاء اللہ کے قوانین ایک دور مقصد کے لئے نازل کئے گئے ہیں۔ ان قوانین کے نزول کی ضرورت صرف مقتضیات زمانہ اور لوگوں کی ضروریات کے بدلنے کے سبب ہوئی۔ ورنہ مقصد وہی ہے۔ اپنے فدائیوں کو فرماتے ہیں۔

"اے اہل بہاء! کوشش اور فداکاری کی کمر کس کر اٹھو۔ تاکہ بردباری اور تحمل سے تم اُس کینے کی آگ کو بجھا سکو۔ جو مختلف اہل ادیان میں سلگ رہی ہے۔ دینی نفرت وہ آگ ہے جو محبت اور اتحاد کے پھولوں کو جھلس ڈالتی ہے۔ اتفاق۔ عقلمندی محبت۔ صداقت۔ خلوص اور خدمت کے پانی سے بجھا دو"۔

آخر میں ہم امید کرتے ہیں کہ اہل علم اور اہل دین اس دینی نفرت کی آگ کو بجھانے کی کوشش میں ہمارا ساتھ دیں گے۔ ہم اہل بہاء دنیا میں سوائے محبت کو رائج کرنے کے اور کچھ نہیں چاہتے۔ ہم نے اپنے مولیٰ کے ان احکام کی پیروی کرنے میں نہ تو جان و مال ہی کی پرواہ کی اور نہ عزت و ذلت کی۔ ہم اپنے بھائیوں کی خدمت خلوص و محبت کے ساتھ کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ دنیا میں آئین محبت و یگانگت کو پھیلانے میں اہل بہاء نے بہت سی جانیں فدا کی ہیں۔ اگر ہمیں یقین اور کامل یقین ہے کہ حضرت بہاء اللہ کا ارادۂ مبارک بہت جلد نافذ ہوگا۔ اور دنیا ایک نئی دنیا بن جائے گی ؎

اہل الذکر اور کوکب ہند

فیض آباد کا معزز اہلحدیث رسالہ اہل الذکر بابت ۲۲ جولائی ۱۹۲۶ء اسوقت میرے سامنے ہے۔ اسمیں کوکب ہند پر مختصر ریویو شائع ہوا ہے۔ جناب مولنا شمس محمدی صاحب کا ہم اہل بہاء کے متعلق یہ گمان کرنا کہ ہم اسلام کو منسوخ قرار دیتے ہیں۔ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ واقعہ یہ ہے کہ "اسلام" اطاعت الٰہی کا نام ہے۔ اسلام صرف تیرہ سو برس سے نہیں چلا۔ بلکہ سب انبیاء اور سب مظاہر مقدسہ کا مذہب دین اللہ الاسلام ہی تھا۔ وہ سب اسلام لائے تھے۔ اسلام ہی کی طرف دنیا کو دعوت دیتے تھے۔ قرآن مجید سے واقفیت رکھنے والے جانتے ہیں کہ اسلام صرف حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی لائی ہوئی جزئیات شریعت سے زیادہ کا نام اسلام نہیں ہے بلکہ دین اللہ کا ایک نام عربی زبان میں اسلام بھی ہے۔ اور اسلام یا دین اللہ ہمیشہ سے ہے۔ یہ کبھی منسوخ ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔ ہاں اسمیں کوئی کلام نہیں کہ دین اللہ یا اسلام کے ہمیشہ دائم اور قائم رہنے کے لئے شرائع الٰہیہ کی جزئیات کا وقتاً فوقتاً بحکم و منشاء الٰہی بدلتے رہنا سنت اللہ ہے جسکو تبدیل و تحویل نہیں ہے۔ نہ کبھی کسی شریعت کی جزئیات کو قیام دائمی حاصل ہوا نہ اب ہو سکتا ہے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جسکا کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ ضروریات زمان و زمان نت نئے مقتضیات کے ساتھ ظاہر ہوتی ہیں۔ ان کا سد باب ناممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ضروریات و احتیاجات سے مجبور ہو کر فقہ کے دفتر تیار ہو جاتے ہیں۔ ان میں بہت سے منشاء الٰہی کے مطابق اور بہت سے امر رضائے الٰہی کے قطعاً خلاف ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ فقہ کا سرچشمہ انسانی دماغ ہے۔ جو کچھ انسانی دماغ کے نتائج افکار ہوتے ہیں وہ صحت و غلطی دونوں قسم کے امکانات سے مملو ہوتے ہیں۔ اور اختلاف و افتراق کے باعث حکم و عدل کے ظہور کی ضرورت پڑتی ہے۔ غرض فقہ کا وجود ہی ظاہر کرتا ہے کہ ضروریات روزانہ نئی سے نئی پیش آتی رہتی ہیں اسلئے لوگ ضروریات کے مطابق استخراج مسائل کرتے رہتے ہیں۔ یہ بات صرف اہل فقہ لوگوں ہی پر موقوف نہیں بلکہ اہلحدیث اور اہلقرآن بھی باوجود تقلید سے دست بردار ہونے کے یہی کام کرنے پر مجبور ہیں۔ کیونکہ ضرورت کے وقت کوئی اہلحدیث مقلدوں کی طرح اگر ہدایہ اور وقایہ کی عبارت نقل کرنے سے پرہیز کرتا ہے۔ تو خود بھی روایت کو سامنے رکھکر اپنے ذہنی طور پر اسمیں سے مسئلہ نکالتا ہے مختلف دماغ مختلف مسائل پیدا کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ ایک حزب اہلحدیث متعدد جماعتیں ہو گئی ہیں۔ اور اہلقرآن جو روایات سے بھی آزاد ہیں آیات قرآن مجید سے اپنے مدعا کے مطابق مسائل نکالنے کی سعی کرتے ہیں۔ اور چند ہی روز میں اہل قرآن کے دو ٹکڑے ہو گئے ہیں۔ جس سے ثابت ہے کہ روزانہ پیش آنے والی ضروریات کے آگے سب کا سر خم ہے۔ آج جو مقلد کہلاتا ہے کبھی آزاد تھا اور اب جمود میں مبتلا ہو کر گرفتار تقلید ہے۔ اور جو تقلید سے بچے ہیں وہ بھی کسی نہ کسی رنگ میں تقلید کی طرف آ رہے ہیں۔ غرض مقلدوں وغیرہ نے کتاب اللہ سے صدہا زیادہ ضخیم و حجیم کتابیں لکھکر انسانی اور خود ساختہ شریعت کی بنا ڈالی ہیں جسپر لوگ آنکھیں بند کر کے چل رہے ہیں۔ لیکن اگر ان تمام دفاتر فقہی و اجتہادی کو سامنے رکھکر نصوص کتاب اللہ کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ نصوص سے ان دفاتر کو بہت ہی کم تعلق باقی رہ گیا ہے۔ کیا اس صورت میں خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت سے دست بردار ہو کر اپنے بندوں کو اپنی تاریکیوں میں مبتلا رہنے دیتا۔ نہیں اور ہرگز نہیں یہ بات اسکی شان ربوبیت اور مالکیت کے شایاں نہ تھی۔ اسکی جیسا کہ ایسے ظلمانی زمانوں میں اس ذات مقدس کا یہ دستور رہا ہے کہ زمانہ کی ضروریات اور مرض کے مطابق علاج تجویز کیا کرتا ہے۔ امر بہائی بھی دین اللہ کا ظہور جدید ہے۔ اسلئے کون کہہ سکتا ہے کہ یہ اسلام کو منسوخ کرتا ہے۔

آخر میں مولنا کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے کہ آپنے اپنے ریویو میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ

"ہم مدیر صاحب کوکب ہند کی یہ تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ وہ نہایت تہذیب و متانت و شرافت و انسانیت سے پرچہ کو ایڈٹ کرتے ہیں"!

اس رائے کا اظہار کر کے جناب مولنا نے کرم نے ہندوستان کے تمام اُن اردو اور انگریزی اخبارات اور رسائل کی تصدیق کی ہے جنہوں نے کوکب ہند پر ریویو فرمایا ہے۔ لیکن اس سے ہماری ممنونیت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی اگرچہ یہ بات درحقیقت امر بہائی کی تعلیم و تربیت کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ امر بہائی کی اعلیٰ اور ضروری تعلیمات میں سے مجادلات سے پرہیز لازم ہے۔ گفتگو اور تحریر میں سختی اور سب و شتم اور طعن و کنایہ سے قطعاً اجتناب ضروری ہے۔ بلکہ مذہب بہائی کا یہ ہے کہ کسی بھی حال میں سرشتۂ محبت و اخلاق ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے۔ خدا کا شکر ہے کہ ہمارے معاصرین کی نگاہ میں یہ بات کوکب ہند میں پائی جاتی ہے۔ اور ہماری دعا ہے کہ ہمیں اس زیادہ صلاحیت کی توفیق عنایت فرمائے۔

والحمد للہ رب العالمین۔ (شہاب)

مہر محمد خاں شہاب مالیر کوٹلہ میں

برادران روحانی۔ علیکم نفحات الرحمن

میں مالیر کوٹلہ جا رہا ہوں۔ غالباً وہیں رہونگا۔ جو احباب امر بہائی کے متعلق تحقیقات کرنا چاہیں وہ اور باقی تمام احباب دوسری اطلاع تک اس پتہ پر خاکسار سے خط و کتابت کریں۔

خاکسار مہر محمد خاں شہاب متصل موتی بازار۔ ریاست مالیر کوٹلہ پنجاب

©Afnan Library Trust, 2026

ساری خوبیوں کا سرچشمہ میں ہوں

(دین کی تقریر دین کی زبانی)

حضرات! میں چاہتا ہوں کہ اپنے اغراض و مقاصد آپ حضرات کے سامنے پیش کروں۔ جو کچھ میں کہوں آپ اسپر غور فرما کر معقول نتائج کے اخذ کرنے کی کوشش کیجیگا۔

حضرات! یہ تو اظہر من الشمس ہے کہ میری ہستی ساری خلق اللہ کے حق میں بہت ہی مفید اور ضروری ہے۔ اور بغیر میری رہنمائی اور ہدایت کے ان کا منزل مقصود تک پہنچنا اور خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا بالکل غیر ممکن امر ہے۔ میرے ہی وسیلہ سے لوگ دونوں جہان کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ اور ایک میرا ہی سہارا ہے جو بندوں کو خدا کی درگاہ میں مقبول بناتا ہے رضامندی رب العلمین میرا ہی ثمر شیریں ہے۔ ساری خوبیوں کا سرچشمہ میں ہوں۔ عزت و حرمت کونین اور سرافت و نجابت دارین میرے ہی دم سے ہے۔ ایک میرا ہی وجود ہے جو خشیۃ اللہ کو دنیا میں قائم رکھتا ہے۔ لوگوں کو تحسین اخلاق کی ترغیب و تشویق دینا میرا ہی کام ہے۔ جو میرے دامن کو پکڑتے ہیں وہ مصرات نفس دہری سے محفوظ رہکر روحانی ترقیاں حاصل کرتے ہیں۔ ایک زمانہ مجھے نعمت عظمیٰ سمجھتا ہے۔ تمام مقدس کتابوں میں میرا ذکر توضیح و تشریح کے ساتھ کیا گیا ہے جمیع الواح الٰہیہ میری صداقت و عظمت کے بیانات سے مملو ہیں اور تمام پیغمبران اولوالعزم میرے حامی اور مروج تھے۔ حضرت ابراہیم نے میری ہی حقیقت کی ندا کو بلند کیا۔ حضرت موسیٰ نے میری ہی حقیقت کا اعلان فرمایا۔ حضرت مسیح نے میری ہی سچائی کی بنیاد ڈالی۔ جناب رسالتمآب نے میری ہی صداقت کو خدا کے بندوں میں رواج دیا۔ غرضکہ کل مظاہر الٰہی بلا کسی ذاتی غرض اور دنیوی فائدہ کے بحکم حاکم حقیقی میرا علم حقیقت ہر قرن و عصر میں بلند کرتے رہے۔ ان جواہر وجود نے لوگوں کو نصیحتیں کیں۔ اور مجھ سے متشبث ہونے کی دعوت دی۔

مگر حضرات! حیف ہے کہ خدا کے بندوں میں معدودے چند اشخاص ایسے نکلے جنہوں نے مجھے اپنی سعادت سمجھ کر خوش اقبالی سے قبول کیا اور فائز بایمان و ایقان ہوئے کیونکہ اہل دنیا ہمیشہ تمسخر اور استہزاء اور اعتراض و احتجاج کے باعث ہمیشہ مجھسے روگرداں ہی رہے۔ اور اپنے اعراض و انکار کے سبب فیوضات رحمانی سے دور رہکر خواہشات نفسانی میں غلطاں و پیچاں رہے۔ عزت باقیہ اور سعادت ابدیہ کبھی انہیں نصیب نہ ہوئی۔

صاحبو! جو کچھ میں بیان کر رہا ہوں معمولی اور من گھڑت باتیں نہیں ہیں بلکہ ان کا ذکر خدائی کتابوں میں شرح و بسط کے ساتھ ثبت کیا گیا ہے تاکہ بندوں کو تذکر و تنبہ ہو۔ اور وہ اپنے آپکو فیوضات الٰہیہ سے محروم نہ رکھیں۔ چنانچہ قرآن اسطرح شاہد و ناطق ہے۔

(۱) وھمت کل امۃ برسولھم لیاخذوہ وجادلوا بالباطل لیدحضوا بہ الحق

(۲) یاحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون

(۳) افکلما جاءکم رسول بما لا تھوی انفسکم استکبرتم ففریقا کذبتم وفریقا تقتلون

حضرات! ہر چند اہل نفس و ہوی نے اپنے حقد و حسد اور عداوت و تعصب سے میری پامالی اور بیخکنی میں کوئی دقیقہ باقی اٹھا نہ رکھا اور کوششوں پر کوششیں کیں کہ شمع ہدایت ربانی خاموش ہو جائے۔ اور ان کے بغض و فساد کی مشعل محلہائے ریاست و امارت میں روشن رہے۔ لیکن انجام کار کامیابی انہیں نصیب نہ ہوئی اور وہ ہمیشہ خسارہ ہی میں رہے عظمت رب جلیل کے آگے نادانوں کو آخر کار ذلیل ہونا ہی پڑا۔ اور مشرق سے لے مغرب تک میں مسلط اور غالب رہا۔ اور منکرین و مخالفین پست و مغلوب۔

حضرات! یہ بھی غور طلب امر ہے کہ ہر ایک زمانہ میں میری حامی اور مجھ سے متمسک ہونیوالی بہت ہی کم اور قلیل التعداد نفوس تھے۔ اور تقریباً ساری دنیا میری مخالفت پر آمادہ تھی۔ مگر ہمیشہ جب ارشاد ربانی وان جندنا لھم الغالبون۔ مجھے ہمیشہ نصرت حاصل ہوئی اور زمانہ میں میرا سکہ جم گیا۔ دشمنوں نے ہر دفعہ شکست کھائی اور ان کے مکر و تزویر کا شیرازہ مشیت رب قدیر نے ایسا بکھیر دیا کہ پھر وہ حق کے آگے سر نہ اٹھا سکے۔ چنانچہ پروردگار عالم قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

یریدون ان یطفؤا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔

حضرات! مجھے نہایت افسوس کیساتھ اس امر کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ باوجودیکہ بعض ذی علم اشخاص میری اہمیت اور صداقت سے کماحقہ واقف تھے مگر پھر بھی قریب بھی آنا دیکھکر مصلحت سے کام لیا اور دیدہ و دانستہ خود بھی برکات روحانیہ و کمالات وجدانیہ سے محروم ہوئے اور دوسروں کو بھی مایوس و مہجور رکھا عوام الناس بیچارے تو لکیر کے فقیر خدائی رموز و اسرار سے تو باخبر تھے ہی نہیں بس سنی سنائی باتوں پر عمل کرتے تھے تحقیق و تدقیق سے انہیں واسطہ ہی نہ تھا۔ بس جو کچھ انہیں سمجھا دیا گیا اسی کو مایۂ سعادت تصور کر لیا۔ انہیں کو رانہ تقلید کی روش اسقدر محکم ہو گئی تھی کہ بے چاروں کو اپنی بیباکی اور غلطی سے متنبہ ہونے کا موقعہ ملا ہی نہیں۔ نہ انہوں نے آزادی و جدان کے ساتھ تحقیق کی اور نہ مذہب و دین کی غرض و غایت سے واقف ہوئے۔ یہ آیات قرآنی میرے دلوں کی پختہ دلیلیں ہیں۔ ارباب بصیرت ذرا تعمق فکر اور تدبر سے کام لیں۔ یا اھل الکتاب لم تصدون عن سبیل اللہ (۲) یا اھل الکتاب لم تلبسون الحق بالباطل وتکتمون الحق وانتم تعلمون

بہرکیف میرا مدعا یہ ہے کہ جسے حق کی تلاش ہو وہ بذات خود تحقیق و تدقیق میں منہمک ہو جائے۔ اور تقلید کی بیماری میں کبھی مبتلا ہی نہ ہو۔ پھر دیکھئے بموجب ارشاد باریتعالیٰ۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا اسے دین و دنیا کی سعادت حاصل ہوتی ہے یا نہیں۔

حضرات آپ اگر میرے محب اور حامی ہیں اور روز و شب میری ترقی کا خیال رکھتے ہیں تو لازم ہے کہ میری اہمیت سے بخوبی آگاہ ہوں۔ آپ یقین جانئے اور اسپر ایمان کامل رکھئے کہ میری ضرورت ہر زمانہ میں محسوس ہوتی رہے گی۔ ہر چند میرے آئین و قوانین بدلتے رہینگے مگر میری حقیقت کا آفتاب سماء مشیت الٰہی پر جسطرح اول لا اول سے چمکتا آیا ہے اسی طرح آخر لا آخر تک درخشاں اور تاباں رہے گا۔ چنانچہ جس نور سے ادیان سابقہ اور اسلام منور ہوا آج پھر وہی نور وحدت امر بہائی کے نام سے دنیا میں چمک رہا ہے۔ اسکے پیغام سلام والتیام سے بغض و نفاق کی ہستی مٹتی جا رہی ہے۔ امم متنوعہ اور احزاب متفرقہ دبستان الفت میں یگانگی و اخوت کا دلچسپ سبق یاد کر رہے ہیں۔ اسکی بلند تعلیم محبت اور اتفاق ہے جو فی الحقیقت آج کے دن عالم انسانی کا عطر ہے پس آپ حضرات میرے نام سے محجب نہوں بلکہ میری تعلیموں پر غور کریں۔ نیز ان وعدوں پر بھی اپنی توجہ مبذول فرمائیں جو قرآن و انجیل و توریت اور دیگر کتب منزلہ میں کئے گئے ہیں چشم بصیرت سے دیکھئے کہ وہ پورے ہوئے یا نہیں۔ کتابیں امر بہائی کے متعلق ہر جگہ سے دستیاب ہو سکتی ہیں۔ انکو منگائیے پڑھئے۔ اور پھر غور و فکر کیجئے کہ زمانہ میں اندنوں کیا ہو رہا ہے اور کیوں ہو رہا ہے۔ اور میری جدید تعلیمات کسقدر مفید و موثر ثابت ہو رہی ہیں۔

میرے معزز حامیو! ذرا ہندوستان ہی کی حالت پر غور کرو کہ نور روحانیت اور روشنی محبت نہ ہونے سے کسقدر ناگفتہ بہ حالت ہو گئی ہے۔ آئے دن کے ناخوشگوار مذہبی مناقشات نے کیا قیامت ڈھا رکھی ہے۔ نہ ہندوؤں کو خوشی اور آرام ہے اور نہ مسلمانوں کو چین اور اطمینان کہیں باجا بجانے پر لاٹھیوں سے کھوپریاں چور کی گئیں۔ اور کہیں گائے کی قربانی پر ناقابل برداشت اذیتیں دی گئیں۔ یہ دونوں ممتاز قومیں محض نفرت اور تعصب ہی اپنا وقار کھو رہی ہیں اور جزئی امور پر آپسمیں لڑ بھڑ کر عزت و حرمت کی لٹیا ڈبو رہی ہیں۔ اگر ہندو مسلمانوں کی عزت کریں اور مسلمان اپنے برادران ہنود کی آبرو ریزی نہ کریں تو سارا جھگڑا ہی ختم ہو جائے گا۔

ان تمام امراض کی دوا میری تعلیم جدید ہے۔ کاش لوگ میری ندا کو سن لیں۔ اور ان کے کان خدا کے کلمات عالیات سے آشنا ہو جائیں۔ تاکہ دنیا میں امن و امان قائم ہو۔ اور لوگ مذہب کی اصل حقیقت سے آگاہ ہو کر درگاہ واجب الوجود میں روحانی جوش و خروش کیساتھ سر بسجود ہوں۔

میں اپنی تقریر کو مناجات پر ختم کرتا ہوں۔ آپ حضرات میرے ساتھ شریک و سہیم ہو کر ملکوت جمال بہتال کی طرف متوجہ ہوں اور تضرع و ابتہال سے فتوحات روحانی کی دعائیں مانگیں

©Afnan Library Trust, 2026

هُوَاللّٰه

اے خدائے مہربان ہماری بصیرتوں کو نورانی کر اور ہمارے کانوں کو سننے کے قابل بنا۔ دل ہمارے مردہ ہیں انہیں زندہ کر۔ اور غفلت کی نیند سونے والوں کو جگادے اے خدائے پاک تو ہمیں ہر قسم کی قید سے آزاد کردے اور اپنی نامحدود دنیا کی طرف لے چل۔ اے معبود ہمیں اپنی مرحمت و عنایت سے سرفراز فرما تاہم تجھے پہچان سکیں اور تیرے جمال بیمثال کے شیدا اور عاشق بن جائیں۔ شمس حقیقت کی روشنی سے نور حاصل کریں خواہ وہ کسی اُفق سے طلوع ہو۔ اور تیری بھینی بھینی دلاویز خوشبوؤں سے اپنے دماغ و مشام کو معطر کریں۔ الٰہی تیرے ہی فضل و کرم کا واسطہ ہیں عالم محدود کے قیود سے نجات دے۔ اور اپنے جہان نامحدود کے کمالات و فیوضات سے بہرہ ور فرما تاکہ ہیں سعادت دارین نصیب ہو۔ خدایا اس بات کی توفیق دے کہ ہم تیری راہ رضا پر چلیں اور تجھ تک پہنچیں۔ اے پروردگار تائید عطا کر کہ ہم تیرے جمال بیمثال اور کمال لازوال کے مشاہدہ سے اپنی آنکھیں منور کریں۔ لاریب تو ہی بخشنے والا ہے۔ قدرت والا ہے۔ مہربان ہے۔ توانا ہے۔ دانا ہے بینا ہے کریم و رحیم ہے

(ترجمہ کی از ادعیہ مبارکہ حضرت سول الوری (روح العالمین لہ الفداء)
ناقم اثم۔ سید غلام مرتضیٰ علی۔ منشی محفل روحانی رنگون (برہما)

"ہماری بائبل اور مسلم علماء"

جناب پادری غلام مسیح صاحب ایڈیٹر اخبار نور افشاں لاہور مسیحی دنیا میں ایک مشہور و محترم وجود ہیں۔ آپنے حال میں ایک کتاب "ہماری بائبل اور مسلم علماء" تصنیف فرما کر بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ فرمادیا ہے۔

مسلمانوں نے مسیحی دنیا کے مقابلہ میں ایک غلط طریق یہ اختیار کیا کہ کتاب مقدس میں لفظی تحریف پر زور دینے لگے حالانکہ اصل کتاب کو سامنے رکھتے ہوئے زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ بائبل کے تراجم میں اختلافات ہیں یہ کوئی ایسی عجیب بات نہ تھی جو صرف بائبل سے مخصوص ہو قرآن کریم کی لفظی حفاظت ہوتے ہوئے بھی آج تراجم میں اسقدر اختلافات ہیں جو کفر و اسلام کے فتووں تک پہنچتے ہیں جن کا فیصلہ اب انسانی طاقت سے باہر ہے۔ بجز اسکے کہ خدا خود فیصلہ فرمائے۔ پھر بائبل کی تحریف لفظی کے خلاف بہت سے علماء اسلام بھی لکھتے آئے ہیں۔ صرف تفسیری تحریف اسی قسم کی تسلیم کرتے ہیں جس قسم کی تفسیری تحریف مسلمانوں نے کی ہے جو متخالف فرقوں کے نزدیک ایک دوسرے کے حق میں مسلم ہے

جناب پادری غلام مسیح صاحب نے بھی اس کتاب میں بہت سے علماء اسلام کے خیالات عدم تحریف بائبل کے متعلق نقل کئے ہیں۔ اس باب میں بہت سے علماء متقدمین کی آراء بھی مل سکتی تھیں جنہیں اس کتاب میں جگہ دینا نہایت مفید ہوتا۔ تاہم جو کچھ ہے۔ مفید ہے۔ جہاں بائبل کی عظمت و اشاعت پر لکھا ہے نہایت ہی خوب لکھا ہے لیکن بعض مقامات پر جو قرآن کی عظمت کے خلاف لکھا ہے اس سے ہمیں اتفاق نہیں۔ درحقیقت تمام کتب مقدسہ ایک ہی سرچشمہ عظمت سے نازل اور اسی کے اسرار بے پایاں کی مبین و معلم و مبشر ہیں۔

آج اہل مذاہب کو چاہیئے کہ اختلافات و منازعات تاریک راہوں سے نکلکر وحدت ادیان کی وسیع اور روشن دنیا میں آکر حقیقی کامیابی حاصل کریں۔

آسمیں شک نہیں کہ عدم تحریف بائبل کے ثبوت میں یہ کتاب بحیثیت مجموعی اچھی کتاب ہے۔ ضخامت دوسو صفحات۔ لکھائی چھپائی اچھی ہے۔ قیمت ایکروپیہ۔

جناب پادر غلام مسیح صاحب مدیر نور افشاں میکلوڈ روڈ لاہور سے طلب فرمائیے

اہل بہاء کا نصب العین

(از حضرات عبد البہاء)

دنیا میں ہر ایک طاقت ایک جگہ یا ایک چیز کے لئے مخصوص ہے۔ عقل کی جگہ دماغ۔ نظر کی آنکھ۔ سماعت کی کان۔ گفتار کی زبان۔ کشش ثقل کی جگہ مرکز زمین ہے۔ سطح زمین کی ہر ایک چیز اسکی طرف کھنچتی رہتی ہے۔ ہماری روشنی کا مرکز سورج ہے۔ چاند سورج سے روشنی لیتا ہے۔ اور بہت سے ستارے ہیں مگر ہماری روشنی کا مرکز سورج ہے جو سب مخلوقات پر چمکتا ہے۔ سورج کی حرارت۔ جمادات۔ نباتات۔ حیوانات حتیٰ کہ انسانوں کی بھی نشوونما کرتی ہے پس سورج ہماری حیات کا مرکز ہے۔

عالم وجود کا بھی یہی حال ہے۔ بعض لوگ ملکی مدبر ہیں۔ بعض ماہرین اخلاق ہیں۔ بعض ماہرین تجارت ہیں۔ بعض ماہرین زراعت ہیں۔ بعض ماہرین دستکاری ہیں۔ یہ سب ہماری روحانی قوتوں کے ظاہری جلوے ہیں۔ ہماری عقل و فلسفہ کے مظاہر ہیں۔ الغرض ہر شخص کسی ایک پیشے کے ذریعے اپنی قوتوں کا اظہار کرتا ہے مگر ایکدوسرے کی تکذیب و ہجو نہیں کرتا۔ یہ صرف عالم دین میں ہی ہے کہ ایک عالم دین اپنے دین کو ہی سچا سمجھتا ہے۔ ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ جہاد یا دینی جنگ کرکے تمام دنیا کو فتح کریں۔ انکی دلیل یہ ہے کہ تمام دوسرے علمائے دین کافر ہیں۔ اور ہم مجبور ہیں کہ اپنی نجات کے لئے انہیں قتل کریں۔

اہل بہاء کا عقیدہ اسکے بالکل برخلاف ہے۔ انکا عقیدہ ہے کہ انسان کو چاہیئے تمام اہل ادیان سے روح و ریحان کے ساتھ ملے۔ سب انسانوں سے محبت کرے اور سب کی فلاح و بہبودی کو ہمیشہ مدنظر رکھے۔ خدا جو تمام مخلوقات کا حقیقی گلہ بان ہے واحد ہے۔ ہمیں لازم ہے کہ ہم ہر ایک سے مہربانی کے ساتھ پیش آئیں۔ دنیا میں اتفاق کو پھیلائیں۔ محبت کی نفحات کو عام کریں۔ ہمیں اپنے جان۔ مال۔ منصب۔ کام سب کو نثار کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہیئے تاکہ ایک نیا نور دنیا میں پھیلے۔ ہمارے بہت سے بھائی ہم سے کمزور ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم انہیں تقویت دیں۔ بہت سے جاہل ہیں ہمیں لازم ہے کہ انہیں سکھائیں۔ بعض بچوں کی مانند ہیں ہمیں لازم ہے کہ ہم انہیں تربیت کریں۔ اکثر غافل ہیں انہیں بیدار کریں۔ کچھ مریض ہیں ان سے نفرت نہ کریں بلکہ انہیں اچھا کرنے کی کوشش کریں۔ انسان کا فرض ہے کہ مریضوں۔ کمزوروں اور بچوں پر زیادہ مہربان ہو۔ انسان کے لئے ہرگز مناسب نہیں کہ وہ کسی دوسرے انسان کی ذلت کا سبب ہو۔

حضرت بہاء اللہ شمس حقیقت ہیں۔ تمام نوع انسان آپکے زیر حفاظت منور و متنور ہوگی۔ اور جو کوئی آج کے دن آپکے احکام کی پیروی کرتا ہے وہ آپکی حفاظت کا اثر ظاہر و باطن میں پاتا ہے۔ (کتاب فلسفہ الٰہیہ)

اعلان کتاب مستطاب دیوان خازن

جلد اول از اثبات کتب و صحف انجیل و زبور و قرآن از کتاب دساتیر و دبستان المذاہب دلیل کامل و اثبات ثابت۔ جلد دوم از قصائد مختلفہ و سرودہای موسیقی روش ایران مملو از برہان قاطعہ۔ باجلد ہر دو در جزو ہم قیمت یکروپیہ بہشت آنہ۔ محصول پوست بر ذمہ خریدار است۔ طالبین بمشرق الاذکار بہائیان بمبئی رجوع نمایند۔ ونیز در دکان مہربان شہریار سروش ایرانی نل بازار خوجہ اسٹریٹ نمبر ۹ بمبئی دستیاب خواہد شد۔

©Afnan Library Trust, 2026

ساڑھے چار روپے میں حکیم حاذق

پاکٹ کیس ادویات

یہ پاکٹ کیس ایسی عجیب و غریب ادویات سے ترکیب دیا گیا ہے جنکا تجربہ ہزارہا بار پہلے کیا جا چکا ہے۔ سفر و حضر میں رہنے والوں کے لئے یہ پاکٹ کیس سچا مشیر طبی ثابت ہوگا۔ ایسی جگہوں میں جہاں ضرورت پڑنے پر کوئی دوا نہ ملسکے یہ بکس آپکی خاص رہنمائی کرے گا۔ ایسے وقت میں جبکہ آپکو کسی اچانک مرض کے حملے نے پریشان کر دیا ہو اور طبیب یا ڈاکٹر کی فوری امداد کی ضرورت ہو یہ پاکٹ کیس صحیح معنوں میں حکیم حاذق کا کام دے گا۔ اس پاکٹ کیس میں اچانک ہو جانیوالی تمام امراض کے دفعیہ کے لئے ایسی تجربہ کی اکسیر الاثر دوائیں موجود ہیں جو تقریباً تین چار سو مریضوں کے لئے کافی ہیں۔ اور جنکی موجودگی میں آپ پورے ڈاکٹر کا کام لے سکتے ہیں۔ بال بچہ دار گھرانوں میں اسکا موجود ہونا حکیموں اور ڈاکٹروں کی بڑی بڑی فیسوں کی زیر باری سے بچا دیگا۔ پھر نہ تو انہیں کسی حکیم و ڈاکٹر کی ضرورت ہوگی اور نہ کسی نسخہ کے تجویز یا تلاش کی فکر۔ ایسے حکیم یا ڈاکٹر جو اپنے مطب کو کامیاب بنانا چاہتے ہوں وہ اسکے ذریعے اپنی آمدنی اور شہرت کو کافی طور پر بڑھا سکتے ہیں۔ گویا یہ ایک ایسا **پاکٹ ہسپتال** ہے جو وقت پر آپکو پورے ڈاکٹر کا کام دے گا۔ اور انشاء اللہ آپکی تمام جسمانی تکلیفوں کو منٹوں میں دور کر دے گا۔ بڑے بڑے نامی گرامی اطباء نے اسے مشیر طبی مان لیا ہے اسلئے میں آپ سے بزور سفارش کرتا ہوں کہ ایک ایک بکس ضرور گھر میں موجود رکھنا چاہیئے۔ قیمت فی بکس چار روپے آٹھ آنے (۴ر۸ع) ڈاکخرچ وغیرہ ۱۴ر کل قیمت پیشگی آنے سے ڈاکخرچ معاف۔

لاجواب خوشبودار تیل کا صحیح اور اچوک نسخہ

اسکی خوشبو اسقدر تیز ہے کہ پانچ روپے تولے والا عطر اسکے آگے ہیچ ہے۔ اپنی دلربا اور دلفریب خوشبو سے لوگوں کو متوالا بنا دینے والا۔ تمام عوارضات دماغی کو منٹوں میں دور کرنیوالا ہزاروں روپے کا فرحت ہونیوالا۔ فوراً کم قیمت میں تیار کر لو۔ ہر شخص منٹوں میں تیار کر کے سینکڑوں روپے ماہوار کی مستقل آمدنی پیدا کر سکتا ہے۔ قیمت نسخہ پانچ روپے مقرر ہیں۔ مگر اخبار کوکب ہند کے خریدار کو مفت دیا جائے گا۔ صرف ۱ر کی ٹکٹ برائے ڈاکخرچ بھیجکر بذریعہ رجسٹرڈ لیٹر کے مفت منگالیں۔ جو ابتک اخبار کے خریدار نہیں ہوئے وہ اس موقعہ کو غنیمت سمجھکر فوراً خریدار بن جائیں۔ اور فائدہ اٹھائیں۔

پتہ

ڈاکٹر ایس۔ اے۔ **ماجد** پروپرائٹر پاکٹ کیس فارمیسی پوسٹ منیر ضلع پٹنہ

دار الکتب اسلامیہ

تبلیغ و اشاعت اسلام کی بہترین کتابیں۔ عربی فارسی۔ اردو۔ انگریزی و حمائل شریف معرّا ہر قسم مندرجہ ذیل پتہ سے طلب فرمائیں۔

فہرست کتب مفت

پتہ

منیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

غیبی امداد کا فرشتہ

سُرمہ بنا ہے قدرتِ حق سے وہ لاجواب
چشمِ فلک نے دیکھ جسے مرحبا کہا

سالہا سال کے تجربہ اور بفضل خدا سینکڑوں مریضوں کی صحتیابی کے بعد خلق خدا کی بہبودی اور جملہ مریضانِ چشم کی آگاہی کے لئے اطلا علیجاتی کا سرمہ **نور البصر** جو آنکھ کی تمام شکایات کی بے ضرر اور اصلی میرہ چینی سے تیار کی ہوئی تیر بہدف دوا ہے۔ ہر ایک حاجتمند کو ایک آنے کا ٹکٹ برائے ڈاکخرچ موصول ہونے پر فی سبیل اللہ روانہ کیجاتی ہے۔

نیاز مندان **ایم ممتاز۔ ایم مختار** یونیں سٹور شملہ

عورتیں پریشان سی گھبراتی ہیں

آل انڈیا یوگاچاری میڈیکل مشن کو یہ فخر ہے کہ انکے ہسپتال ست دھرم کی انچارج لیڈی ڈاکٹر پنڈتہ ستیہ وتی جی شاستری ایم۔ ایس۔ سی (لاہ) ایم۔ ڈی (امریکہ) وید شاستری ایڈیٹر رسالہ ست دھرم (اردو) و رسالہ لیڈی ڈاکٹر (ہندی) نہ صرف امراض زنانہ کی ماہر خصوصی ہیں بلکہ رحم کی قابل اپریشن امراض کا علاج بغیر اپریشن کرنے میں زبردست کامیابی حاصل کر چکی ہیں۔ ان کا طریقۂ علاج بالکل نرالا اور مخصوص ہے جو فی الحال کسی ڈاکٹر یا لیڈی ڈاکٹر یا وید حکیم کو معلوم نہیں ہسپتال کا اندر گاہ صرف عورتوں کے خاص امراض کا معائنہ بذریعہ آلات کرنے کی فیس دو روپے لیتی ہیں۔ اسکے علاوہ نہ کوئی فیس اور نہ دوائی کی قیمت ہی لی جاتی ہے۔ بلکہ علاج بالکل مفت ہوتا ہے۔ لدھیانہ۔ میرٹھ اور مدراس وغیرہ سے اپریشن کروا کر ناکام عورتیں ان کے ہاتھ سے فائدہ اٹھا چکی ہیں۔ ضرورتمند فائدہ اُٹھائیں ؛

خط کتابت کا پتہ

ست دھرم ہسپتال و فارمیسی جالندھر شہر

اچھے اور برے خطابات

بہادر۔ جنگجو۔ لائق و فائق۔ جوانمرد مایۂ ہمت وغیرہ خطابات اُنہیں شخصوں کو دیے جا سکتے ہیں جو بالکل تندرست اور صاحبِ صحت ہوں۔ نیم مرگ مردہ دل۔ بے ہمت نالائق وغیرہ خطابات کمزور اور مریض اشخاص کو دیے جاتے ہیں۔ اسلئے اگر آپ برے خطابات سے بچنا اور اچھے خطابات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو مقویات کی سرتاج **آنگ نگرہ گولیاں** استعمال کریں۔ یہ گولیاں ہر قسم کے امراض کی تحفظ رکھتے ہوئے گذشتہ طاقت از سر نو پیدا کرتی ہے اور غلط کاریوں اور بیماریوں سے مادۂ تولید میں جو خرابی آجاتی ہے فوراً دور ہوتی ہے۔ سُست اور مُردہ دل۔ دل زندہ اور توانا بنجاتا ہے۔ پیران ہشتاد سالہ بھی نوجوان معلوم ہوتے ہیں۔ خون کی خرابی۔ قوتِ حافظہ کی شکایت یکدم دور ہو جاتی ہے۔ نامردی جریان احتلام سرعت وغیرہ سب کافور۔ قیمت فی ڈبیہ اگیر روپیہ۔ پانچ ڈبے چار روپے

پتہ

آنگ نگرہ کمپنی جام نگر کاٹھیاوار

مطبوعہ المطابع دہلی میں محفوظ الحق علمی نے چھپوا کر دفتر کوکب ہند چاندنی چوک دہلی سے شایع کیا

©Afnan Library Trust, 2026